طبقات ابنِ سعد

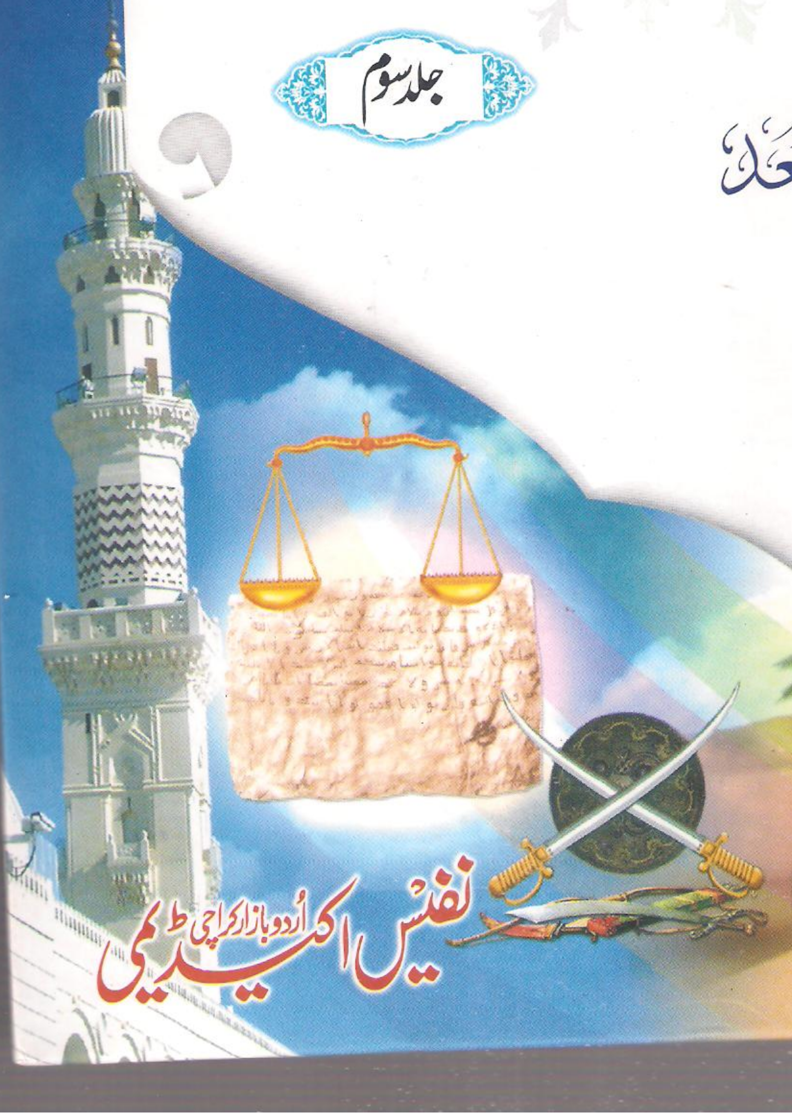
جلد سوم

مُصنّف

مُحمّد بن سَعد

(المتوفی ۲۳۰ھ)

طبقات الکبری



نفیس اکیڈمی

اردو بازار کراچی

طبقات ابنِ سعد

حصّہ پنجم

تابعینؒ و تبع تابعینؒ

یہ کتاب اس عہد سے متعلق ہے جب اسلامی معاشرہ عروج پر تھا اور طاقتِ ربانی کا سرچشمہ ریگزارِ عرب سے پھوٹ کر نہ صرف دوسرے ملکوں بلکہ دوسرے برِ اعظموں کو بھی سیراب کر رہا تھا۔ اس حصہ میں تابعینؒ اور تبع تابعینؒ کے حالات بیان کئے گئے ہیں جس طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی یہ اہمیت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ دیکھا۔ اسی طرح تابعینؒ وہ برگزیدہ ہستیاں ہیں جنہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دور دیکھا اور تبع تابعینؒ وہ حضرات ہیں جنھوں نے تابعینؒ کے عہد کا مشاہدہ کیا۔ یہی وہ برگزیدہ ہستیاں ہیں جن کے زمانے میں اندلس سے انڈونیشیا تک نصف کرۂ ارض کے افق پر اسلام کا سورج چمکنے لگا۔

ترجمہ
علامہ عبداللہ العمادی

مُصنّف
محمد بن سعد (التوفی ۲۳۰ھ)

نفیس اکیڈمی
اُردو بازار، کراچی

نام کتاب .... طبقات ابن سعد (حصہ پنجم)

مصنف .... علامہ محمد بن سعد المتوفی ۲۳۰ھ

مترجم .... علامہ عبداللہ العمادی مرحوم

اضافہ عنوانات وحواشی .... مولانا عبدالمنان صاحبؒ

ناشر .... نفیس اکیڈمی اردو بازار۔ کراچی

قیمت .... /- روپے

نفیس اکیڈمی
اُردو بازار، کراچی

قصرِ اسلام کے ستون

چوھدری محمد اقبال سلیم گاھندری

رسول اللہ ﷺ کی گود میں آنکھ کھولنے خلفائے راشدین کے سائے میں پروان چڑھنے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نگرانی میں تربیت پانے کے بعد اسلامی معاشرے نے جوانی کی منزل میں قدم رکھا۔ جوانی' لغزش جس کی فطرت ہے اور عزم و استقلال جس کا جوہر۔ جو نیند میں ہو تو شور قیامت بھی نہ چونکا سکے اور جاگنے پر آئے تو زاہد شب زندہ دار رشک کرے۔ سہل پسندی پر آمادہ ہو تو حشر کی پرواہ نہ کرے اور جہد کی منزل میں قدم رکھے تو پہاڑوں کو پیچھے دھکیل دے۔

طبقات ابن سعد کا حصہ پنجم اسی عہد سے متعلق ہے جب اسلامی معاشرہ جوان ہو چکا تھا اور طاقت ربانی کا سرچشمہ ریگزار عرب سے پھوٹ کر نہ صرف دوسرے ملکوں بلکہ دوسرے براعظموں کو بھی سیراب کر رہا تھا اس حصہ میں تابعین اور تبع تابعین کے حالات بیان کیے گئے ہیں۔ جس طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی یہ اہمیت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کا زمانہ دیکھا اور ان سے رشد وہدایت کا سبق لیا اسی طرح تابعین وہ برگزیدہ ہستیاں ہیں جنہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دور دیکھا اور تبع تابعین وہ حضرات جنہوں نے تابعین کے عہد کا مشاہدہ کیا۔

یہ وہ زمانہ تھا جب منافقین نے مصلحت کا لبادہ اتار کر کھلم کھلا مفاد پرستی کو اپنا شعار بنا لیا تھا لیکن ان بزرگوں نے اسلام دشمنی کے طوفانوں کی زد پر دین کامل کا چراغ جلائے رکھا اور یہ انہی کی پامردی اور استقلال کا ثبوت تھا کہ سنگین تنظیمی کمزوریاں اور شدید اندرونی اختلافات پیدا ہو جانے کے باوجود تبلیغ اور فتوحات کا سیل رواں بڑھتا رہا حتیٰ کہ اندلس سے انڈونیشیا تک نصف کرہ ارض کے افق پر اسلام کا سورج چمکنے لگا۔

اس عہد کے بارے میں جتنی تواریخ اور تذکرے ہمارے پاس موجود ہیں ان میں ابوعبداللہ محمد بن سعد المتوفی ۲۳۰ھ کی تصنیف طبقات الکبریٰ بنیادی اہمیت رکھتی ہے اور متاخرین نے ہمیشہ اس سے استفادہ کیا ہے۔ ابوعبداللہ بن سعد کی وفات ۲۳۰ھ میں ہوئی۔ ان کا دور ہارون الرشید اور مامون الرشید کا عہد تھا جو علم کی اشاعت کا سنہرا زمانہ سمجھا جاتا ہے۔ اس کتاب کے متعدد نسخے بغداد کی تاراجی کے دوران ضائع ہو گئے لیکن کسی طرح ایک نسخہ ہندوستان پہنچا اور اس گرانقدر تصنیف کا کچھ حصہ پہلی مرتبہ انیسویں صدی عیسوی میں آگرہ سے طبع ہوا۔ بعد میں بڑے اہتمام سے بیروت میں اس کی اشاعت ہوئی اور اب تو پوری عرب دنیا میں اس کے متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ تقریباً نایاب ہے۔ چنانچہ علم التواریخ کے شائقین و محققین کے تقاضے پورے کرنے کے لیے نفیس

اکیڈمی نے زر کثیر صرف کر کے نہایت اعلیٰ پیمانے پر اس کی اشاعت کا بیڑا اٹھایا ہے۔ چار حصے پیشتر شائع ہو چکے ہیں جن میں پہلے دو حصے اخبار النبی ﷺ کے عنوان سے تیسرا حصہ خلفائے راشدین کے اور چوتھا مہاجرین وانصار کے نام سے شائع ہوا ہے۔ اور اب پانچواں حصہ تابعین وتبع تابعین پیش خدمت ہے۔

طبقات ابن سعد کے حصہ پنجم میں جن عظیم ہستیوں کا ذکر ہے ان میں عبدالرحمٰن بن الحارث رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خواہش ظاہر کی تھی کہ کاش رسول اللہ ﷺ سے میرے دس بیٹے ہوتے اور ہر بیٹا عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کے مثل ہوتا۔ اس میں سلیمان بن ابی حثمہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں جنہیں خلیفہ دوئم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم کے مطابق مسجد نبوی میں خواتین کو تراویح پڑھانے کی اہم خدمت سونپی گئی تھی۔ عبداللہ بن عامر رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ یہ ہمارا بیٹا ہے اور سب سے زیادہ ہم سے مشابہ ہے۔ محمد بن طلحہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا فرمان ہے کہ تم تمام بنی آدم سے جو اس وقت موجود ہیں بہتر ہو۔ ان برگزیدہ لوگوں میں مالک بن ابی عامر رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کی زبان کو پورے عرب میں سند کا درجہ حاصل تھا' محمد ابن الحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں جنہوں نے مقام ابراہیم پر قدم رکھنے پر حجاج جیسے جابر حاکم کو ڈانٹ دیا تھا۔

ان میں علی اصغر بن حسین رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو عرصہ دراز تک اہل بیت کے قافلہ سالار رہے۔ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو اگرچہ تابعین میں شامل تھے مگر اپنی بندگی اور علم وفضل کے باعث صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں بھی فتویٰ دیا کرتے تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں جس قدر بھی معلومات ہم تک پہنچی ہیں ان میں بیشتر کے راوی وہی تھے۔ پھر انہی میں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ ہیں جنہوں نے اپنے عہد خلافت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور کی یاد تازہ کر دی تھی۔

ان عظیم ہستیوں کے حالات کا مطالعہ اسلامی نظام ومعاشرے کو سمجھنے اور اس عہد سے آج کے دور کا موازنہ کرنے میں مدد دیتا ہے۔ خاص کر آج کل جبکہ ملک کا دستور مرتب کیا جا رہا ہے اس کتاب کا مطالعہ قطعاً ناگزیر ہے۔

طبقات ابن سعد کے حصہ ششم' ہفتم اور ہشتم کا ترجمہ جامعہ عثمانیہ نے شائع نہیں کیا۔ ہم نے ان تینوں حصہ کا اردو ترجمہ مولوی نذیر الحق میرٹھی اور مولانا راغب رحمانی دہلوی سے کروالیا ہے۔ جو سلسلہ وار شائع کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہماری ان کوششوں کو شرف قبول بخشے۔

والتوفیق من اللہ

فہرست مضامین

طبقات ابن سعد (حصہ پنجم)

رسول اللہ ﷺ کے وہ اصحاب جو

بحرین میں تھے ۳۸۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

طبقہ اُولیٰ تابعین اہل مدینہ

عبدالرحمٰن بن سعد بن یربوع المخزومی رحمۃ اللہ علیہ:

روایت ہے کہ ایک قافلے میں لوگوں نے شب بسر کرنے کے بعد جب صبح کو روانگی کا ارادہ کیا تو آپ بھی ساتھ چلے وہ حالت میری نظر میں ہے کہ آپ اپنے اونٹ کو چھڑی سے مار رہے تھے اور آپ کی ران کھل گئی تھی۔ سفیان بن عیینہ نے سعد بن عبدالرحمٰن بن یربوع رحمۃ اللہ علیہ کو اسی طرح کہا' مگر یہ ان کے نسب میں وہم و غلطی ہے' وہ تو عبدالرحمٰن بن سعد بن یربوع المخزومی تھے۔

عبدالرحمٰن بن الحارث رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ہشام بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم بقیظ بن مرہ۔ ان کی والدہ فاطمہ بنت الولید بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھیں۔

عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کی کنیت ابو محمد تھی' نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت دس سال کے تھے' ان کے والد حارث کی وفات ۱۸ھ میں عمواس' ملک شام کے طاعون میں ہوئی' ان کی بیوی فاطمہ بنت الولید بن المغیرہ سے جو عبدالرحمٰن ابن الحارث کی والدہ تھیں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے نکاح کر لیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں پرورش:

عبدالرحمٰن عمر رضی اللہ عنہ کی پرورش میں تھے' کہا کرتے تھے کہ میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے بہتر (یتیم کا) پرورش کرنے والا نہیں دیکھا' انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے' مدینے میں ان کا بہت بڑا مکان تھا' عبدالرحمٰن بن الحارث رحمۃ اللہ علیہ کی وفات معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کی خلافت کے زمانے میں ہوئی۔

وہ شریف سخی اور بامروت آدمی تھے' جنگ جمل میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ تھے' عائشہ رضی اللہ عنہا کہا کرتی تھیں کہ مجھے بصرے جانے سے اپنے گھر میں بیٹھ رہنا زیادہ پسند تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میرے دس لڑکے ہوتے جن میں سے ہر لڑکا عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام رحمۃ اللہ علیہ کے مثل ہوتا۔

ابی بکر بن عثمان المخزومی سے جو آل یربوع میں سے تھے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام رحمۃ اللہ علیہ کا نام ابراہیم تھا' جب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اپنی ولایت کے زمانے میں یہ ارادہ کیا کہ جن لوگوں کے نام انبیاء کے نام پر ہیں ان کے نام بدل دیں تو وہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آئے' انہوں نے ان کا نام بدل کر عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ رکھا' یہی نام آج تک باقی رہا۔

دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم سے قرابت:

پھر عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں محمد اکبر پیدا ہوئے' جن کا کوئی پسماندہ نہ تھا انہیں سے ان کی کنیت تھی' اور ابوبکر رضی اللہ عنہ جن کو راہب قریش کہا جاتا ہے' عمر و عثمان و عکرمہ و خالد و محمد اصغر اور حنتمہ جن کے یہاں عبداللہ بن الزبیر بن العوام رضی اللہ عنہما سے اولاد ہوئی اور ام حجین وام حکیم وسودہ ورملہ' ان سب کی والدہ فاختہ بنت عتبہ بن سہیل بن عمرو بن عبدشمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی تھیں۔

عیاش بن عبدالرحمٰن' عبداللہ جن کا کوئی پس ماندہ نہ تھا اور ابوسلمہ جو بچپن ہی میں بغیر پس ماندہ چھوڑے مرگئے' حارث جو بغیر پس ماندہ چھوڑے مرگئے' اسماء' عائشہ جن سے معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے نکاح کیا' ام سعید وام کلثوم وام الزبیر' ان سب کی والدہ ام الحسن بنت الزبیر بن العوام بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی تھیں' ام الحسن کی والدہ اسماء بنت ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ تھیں۔

مغیرہ بن عبدالرحمٰن وعوفاء و زینب وریطہ جن کے یہاں عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما سے اولاد ہوئی' عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما نے ان سے ان کی بہن (حنتمہ کی وفات) کے بعد نکاح کیا تھا' اور فاطمہ وحفصہ' ان سب کی والدہ سعدیٰ بنت عوف بن خارجہ بن سنان بن ابی حارثہ بن مرہ بن نشبہ بن غیظ بن مرہ تھیں۔

ولید بن عبدالرحمٰن' ابوسعید اور ام سلمہ جن سے سعید بن العاص بن سعید بن العاص نے نکاح کیا' اور قریبہ ان سب کی والدہ ام رسن بنت الحارث بن عبداللہ بن الحصین ذی الغصہ (غصے والے) بن یزید ابن شداد بن قنان بن سلمہ بن وہب بن ربیعہ بن الحارث بن کعب تھیں۔

سلمہ بن عبدالرحمٰن وعبیداللہ وہشام مختلف ام ولد سے تھے۔

زینب بنت عبدالرحمٰن' کہا جاتا ہے کہ ان کا نام مریم تھا' ان کی والدہ مریم بنت عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ تھیں۔

عبدالرحمٰن بن الاسود رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبدیغوث بن وہب بن عبدمناف بن زہرہ' ان کی والدہ امیہ بنت نوفل بن اہیب بن عبدمناف بن زہرہ بن کلاب تھیں۔

عبدالرحمٰن بن الاسود رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں محمد وعبدالرحمٰن پیدا ہوئے' ان دونوں کی والدہ امتہ بنت عبداللہ بن وہب بن عبد مناف بن زہرہ تھیں۔

عبداللہ' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ عمر' ان کی والدہ بھی ام ولد تھیں۔

عبدالرحمٰن بن الاسود رحمۃ اللہ علیہ نے ابوبکر صدیق وعمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے' مدینے میں چھلنی اور تلوار والوں کے پاس ان کا مکان تھا۔

صبیحہ بن الحارث رحمۃ اللہ علیہ:

ابن جبیلہ بن عامر بن کعب بن سعد تیم بن مرہ۔ ان کی والدہ زینب بنت عبداللہ بن ساعدہ بن مشنوء بن عبد بن جتر خزاعہ میں سے تھیں۔

صبیحہ بن الحارث کی اولاد میں اجشن' معبد' عبداللہ اکبر' ایک بیٹی زینبہ اور ام عمر کبریٰ تھیں' ان کی والدہ عاتکہ بنت یعمر بن خالد بن معروف بن صخر بن المقیاس بن حشبر تھیں۔

عبدالرحمٰن' عبداللہ اصغر جن کی کنیت ابوالفضل تھی' ام عمر و صغریٰ' ان کی والدہ امتہ بنت عمرو بن عبدالعزیٰ بن عثمان بن عبدالعزیٰ بن عامرہ بن عمیرہ ابن ودیعہ بن الحارث بن فہر تھیں۔

عبداللہ' ام صالح' ام جمیل وام عبید' ان سب کی والدہ زینب بنت وہب ابن ابی التوائم ہذیل میں سے تھیں۔ حبیبہ بنت صبیحہ جن سے کلیب بن عوف کے معبد ابن عروہ نے نکاح کیا اور ان سے ان کے یہاں اولاد ہوئی۔

صبیحہ کی اولاد میں سب سے زیادہ شریف عبدالرحمٰن بن صبیحہ تھے' مدینہ میں پنجرے والوں کے پاس ان کا مکان تھا۔

عبدالرحمٰن بن صبیحہ کی اولاد میں محمد وموسیٰ تھے' ان کی والدہ بنت راشد آل ابی التوائم کے ہذیل میں سے تھیں' روایت ہے کہ وہ ام علی بنت ہلال بن عمرو بن عامر تھیں جو ہذیل پھر بنی حطیط میں سے تھیں۔

صخر بن عبدالرحمٰن' ان کی والدہ ام یحییٰ بنت جبیر بن عمرو بن ابی فائد خزامہ میں سے تھیں۔

رفاقت صدیقی رضی اللہ عنہ میں سفر کی سعادت:

عبدالرحمٰن بن صبیحہ التیمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ مجھ سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے صبیحہ تمہارا عمرے کو جی چاہتا ہے۔ میں نے کہا جی ہاں' انہوں نے کہا کہ اپنی سواری قریب لاؤ۔ میں اسے قریب لایا تو ہم دونوں عمرے کے لیے روانہ ہوئے' صبیحہ نے اس سفر میں ان کے کچھ افعال بیان کیے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ جنہوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ سفر کیا اور ان سے حدیث سن کر یاد رکھی وہ عبدالرحمٰن بن صبیحہ تھے' شاید وہ اور ان کے والد صبیحہ دونوں مل کر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ گئے اور دونوں نے ان سے حکایت کی۔

عبدالرحمٰن ثقہ (جن کی روایت حدیث معتبر ہے) اور قلیل الحدیث تھے (جنہوں نے بہت کم حدیثیں روایت کی ہیں)۔

نیار بن مکرم الاسلمی رحمۃ اللہ علیہ:

ان چار اصحاب میں سے تھے جنہوں نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو دفن کیا' نماز جنازہ پڑھی اور ان کی قبر میں اترے۔ نیار نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے (حدیث) سنی ہے' ثقہ اور قلیل الحدیث تھے۔

عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہما:

ابن ربیعہ بن مالک بن عامر بن ربیعہ بن حجر بن سلامان بن مالک بن رفیدہ ابن عنز بن وائل بن قاسط بن ہنب بن افصیٰ بن دعمی بن جدیلہ بن اسد بن ربیعہ بن ربیعہ بن نزار جو عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے والد الخطاب بن نفیل کے حلیف تھے۔

عبداللہ کی کنیت ابومحمد تھی' نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پیدا ہوئے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت پانچ یا چھ سال کے تھے۔

عبداللہ ابن عامر کے گھر حضور علیہ السلام کی تشریف آوری:

عبداللہ بن عامر بن ربیعہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے مکان میں آئے' میں چھوٹا بچہ تھا کھیلتا ہوا نکلا تو والدہ

نے کہا کہ اے عبداللہ ادھر آؤ میں تمہیں کچھ دوں گی' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے انہیں کیا دینے کا ارادہ کیا ہے' عرض کی ایک کھجور دینے کا ارادہ ہے' فرمایا کہ اگر تم ایسا نہ کروگی تو تم پر ایک جھوٹ لکھا جائے گا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ میں نہیں سمجھتا کہ اپنی صغر سنی کی وجہ سے عبداللہ بن عامر نے رسول اللہ ﷺ سے یہ کلام یاد رکھا ہو' انہوں نے ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم سے یاد رکھا اور ان لوگوں سے اور اپنے والد سے روایت کی ہے۔

عبداللہ بن عامر بن ربیعہ سے مروی ہے کہ میں نے دو خلفاء یعنی ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو پایا جو غلام کو افترا (یعنی کسی پر زنا کی تہمت لگانے میں بجائے اسی کے) پر چالیس تازیانے مارتے تھے۔

عبداللہ بن عامر بن ربیعہ سے مروی ہے کہ میں نے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما اور ان دونوں کے بعد کے خلفاء کو غلام کی تہمت زنا میں چالیس تازیانے مارتے ہوئے پایا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہما کی وفات ۸۵ھ میں عبدالملک بن مروان کے زمانہ خلافت میں مدینے میں ہوئی' وہ ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

ابو جعفر الانصاری رحمۃ اللہ علیہ:

نام ہم سے نہیں بیان کیا گیا۔

ابی جعفر الانصاری سے مروی ہے کہ میں نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ ان کا سر اور داڑھی (خضاب کی سرخی سے) مثل ببول کی چنگاری کے تھی۔

ابو سہل الساعدی رحمۃ اللہ علیہ:

ہم سے ان کا نام نہیں بیان کیا گیا۔

ابی سہل الساعدی سے مروی ہے کہ انہوں نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی' انہوں نے ان کی قراءت کا طریقہ بیان کیا۔

اسلم رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کنیت ابو زید تھی۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ملاقات:

زید بن اسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے مجھے ۱۲ھ میں خریدا' اسی سال اشعث بن قیس کو گرفتار کر کے لایا گیا تھا' ان کا پابہ زنجیر ہونا اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے گفتگو کرنا میری نظروں میں ہے' وہ کہتے تھے کہ اے خلیفہ رسول اللہ' اپنی جنگ کے لیے مجھے آگے کر دیجئے اور اپنی بہن سے میرا نکاح کر دیجئے' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ استدعا قبول کر لی ان پر احسان کیا (کہ آزاد کر دیا) اور اپنی بہن ام فروہ بنت قحافہ سے نکاح کر دیا' ان کے یہاں ان سے محمد بن الاشعث پیدا ہوئے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ اسلم نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت کی ہے کہ انہوں نے ان کو اپنی زبان کا کنارہ پکڑ کر یہ

کہتے ہوئے دیکھا کہ اسی نے مجھے بہت سے مقامات میں اتارا' اسلم نے عمرو عثمان رضی اللہ عنہما وغیرہما سے بھی روایت کی ہے۔

حضرت اسلم رحمۃ اللہ علیہ کا قبیلہ:

اسامہ بن زید بن اسلم سے مروی ہے کہ ہم لوگ اشعریوں کی قوم میں سے ہیں لیکن ہم لوگ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے احسان کا انکار نہیں کر سکتے۔

عثمان بن عبید اللہ بن ابی رافع سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ مجھے بتائے کہ اسلم مولائے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کن لوگوں میں سے تھے' انہوں نے کہا کہ وہ بجادہ کے حبشی تھے' عثمان بن عبید اللہ نے کہا کہ اسی طرح میں نے اپنے والد کو بھی کہتے سنا کہ اسلم حبشی بجادی تھے۔

زید بن اسلم سے خود ان کی روایت کی ہوئی ایک حدیث میں ہے کہ اسلم مولائے عمر رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو زید تھی' اسلم مولائے عمر رضی اللہ عنہ کی وفات مدینے میں عبد الملک بن مروان کی خلافت میں ہوئی۔

ھنّی مولائے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ:

عمرو بن عمیر بن ھنی نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ زمین کے اندارے (بڑے اور بہت پانی کے کنوئیں) کے سوا اور کسی چیز کی حفاظت نہیں کرتے تھے' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس کی حفاظت کرتے دیکھا ہے' وہ اس کی ان گھوڑوں کے لیے حفاظت کرتے تھے جن پر (سوار ہو کے) جہاد کیا جاتا تھا' زکوٰۃ کے اونٹ جو دبلے لئے جاتے تھے انہیں ربذہ اور اس کے مضافات میں چرنے کے لیے بھیج دیتے تھے' ان کے لیے وہ کسی چیز کی حفاظت نہ کرتے تھے' کنویں والوں کو حکم تھا کہ جو ان کے پاس آ کر پانی پیئے اور چرائے اس کو نہ روکیں۔

پھر جب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ہوئے اور لوگوں کی کثرت ہوئی اور انہوں نے شام و عراق و مصر لشکر بھیجے تو ربذہ کی حفاظت کی اور مجھے اس کی حفاظت پر عامل بنایا۔

مالک الدار رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ' وہ لوگ جبلان حمیر کی طرف منسوب تھے' مالک الدار نے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی' ان سے ابو صالح السمان (گھی والے) نے روایت کی' مشہور آدمی تھے۔

ابو قرہ رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے عبد الرحمٰن بن الحارث بن ہشام بن المغیرہ المخزومی' ثقہ اور قلیل الحدیث تھے۔ ابی قرہ مولائے عبد الرحمٰن بن الحارث بن ہشام رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کچھ تقسیم کی' میرے لیے بھی وہی حصہ لگایا جیسا کہ میرے آقا کے لیے۔

محمد بن اسماعیل نے ابن ابی ذئب سے روایت کی کہ ابو قرہ کے آقا بنی مخربہ کے ایک شخص تھے جو ان کے علاوہ تھے جنہوں نے ان کو آزاد کیا تھا۔

زیید بن الصلت رحمۃ اللہ علیہ:

ابن معدی کرب بن ولیعہ بن شرحبیل بن معاویہ بن حجرہ القرد بن الحارث الولادہ ابن عمرو بن معاویہ بن الحارث الاکبر بن معاویہ بن ثور بن مرتع بن معاویہ بن کندہ' اور وہ (کندہ) کندی بن عفیر بن عدی بن الحارث بن مرہ بن اُدد بن زید بن یشجب ابن عریب بن زید بن کہلان بن یشجب بن یعرب بن قحطان۔

حارث کا نام الولادہ محض ان کی کثرت اولاد کی وجہ سے ہوا' حجر کا نام القرد رکھا گیا' القرد ان کی زبان میں سخی اور بخشش کرنے والے کو کہتے ہیں' حارث الولادہ حجر بن عمرو آکل المرار (درخت تلخ کھانے والے) کے بھائی تھے۔

ملوک اربعہ (چاروں بادشاہ) مخوس و مشرح و جمد و ابضعہ فرزندان معدی کرب بن ولیعہ تھے' بطور وفد کے اشعث بن قیس کے ہمراہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اسلام لائے پھر اپنے شہروں کو گئے اور مرتد ہو گئے' یوم النجیر میں قتل کیے گئے' وہ لوگ ملوک (بادشاہ) اسی وجہ سے کہلائے کہ ان میں سے ہر ایک شخص کی ایک ایک وادی (دو پہاڑوں کے درمیان کا میدان) تھا اور وہ اس کی ہر چیز کا مالک تھا۔

قریش کے ساتھ معاہدہ:

کثیر و زیید و عبدالرحمٰن فرزندان صلت نے مدینے کی جانب ہجرت کی' وہیں سکونت اختیار کر لی' قریش کے بنی جمح بن عمرو سے معاہدۂ حلف کر لیا' ان لوگوں کا دیوان و دعوت (دفتر وظیفہ و فوج میں نام) انہیں لوگوں کے ساتھ رہا' یہاں تک کہ جب امیر المومنین المہدی کا زمانہ ہوا تو انہوں نے ان لوگوں کو بنی جمح سے نکال کر حلفائے عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ میں داخل کیا' آج ان کی دعوت ان کے ساتھ ہے اور ان کے عیال اب تک بنی جمح میں ہیں۔

زیید بن الصلت رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ میں نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ اگر میں کسی چور کو گرفتار کرتا تو میں یہ پسند کرتا کہ اللہ اس کی پردہ پوشی کرے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ زیید بن الصلت رحمۃ اللہ علیہ نے عمر و عثمان رضی اللہ عنہما سے بھی روایت کی ہے' اور وہ قلیل الحدیث تھے۔ ان کے بھائی:

کثیر بن الصلت رحمۃ اللہ علیہ:

ابن معدی کرب بن ولیعہ بن شرحبیل بن معاویہ بن حجر القرد بن الحارث الولادہ۔

نافع سے مروی ہے کہ کثیر بن الصلت رحمۃ اللہ علیہ کا نام قلیل تھا' عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کثیر رکھا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ کثیر بن الصلت رحمۃ اللہ علیہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پیدا ہوئے' کنیت ابوعبداللہ تھی۔ انہوں نے عمر و عثمان و زید بن ثابت رضی اللہ عنہم وغیرہم سے روایت کی ہے۔ خود اپنی ذات سے بزرگ اور نیک حال تھے' مدینے کی عیدگاہ میں ان کا بہت بڑا مکان تھا' ان کے پہلے عیدین کی عیدگاہ اسی (مکان) کے پاس تھی' وہ (مکان) بطحاء الوادی کے راستے میں تھا جو وسط مدینہ میں تھی۔

کثیر بن الصلت رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں محمد بن عبداللہ بن کثیر تھے جو سخی اور بامروت اور فقیہ تھے' حسن بن زید بن الحسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما کو جب ابوجعفر نے والی مدینہ بنایا تو انہوں نے ان کو قاضی بنایا' پھر جب مہدی والی خلافت ہوئے تو انہوں نے

عبدالصمد بن علی کو مدینے سے معزول کر دیا اور محمد بن عبداللہ بن کثیر بن الصلت رحمۃ اللہ علیہ کو اس کا والی بنا دیا۔

ان دونوں کے بھائی:

عبدالرحمٰن بن الصلت رحمۃ اللہ علیہ:

عبدالرحمٰن بن الصلت رحمۃ اللہ علیہ برادر کثیر بن الصلت رحمۃ اللہ علیہ سے ان کے کچھ افعال مروی ہیں۔ راوی نے کہا کہ ہمیں نہیں معلوم کہ انہوں نے کسی اور سے بھی کوئی حدیث روایت کی ہے۔

عاصم بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ:

ابن نفیل بن عبدالعزی بن ریاح بن عبداللہ بن قرط بن زراح بن عدی بن کعب' ان کی والدہ جمیلہ بنت عاصم بن ثابت بن قیس تھیں' اور وہ ابوالافلح بن عصمہ ابن مالک بن امۃ بن ضبیعہ بن زید تھے جو انصار بنی عمرو بن عوف میں سے تھے۔

نافع سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عاصم کی والدہ کا نام بدل دیا' ان کا نام عاصیہ (نافرمان) تھا' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں بلکہ جمیلہ۔

ایوب سے مروی ہے..............

عبیداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ:

الخیرۃ اور وہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے دودھ شریک بھائی تھے' مدینے میں قرآن کی تعلیم دیتے تھے۔ عبیداللہ نے کہا کہ میں نے انہیں تلوار ماری' جب انہوں نے تلوار کی آہٹ پائی تو اپنی دونوں آنکھوں کے درمیان سختی پیدا کر لی' عبیداللہ چلے گئے اور ابولؤلؤ کی لڑکی کو جو اسلام کا دعویٰ کرتی تھی قتل کر دیا۔

شہادت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پر آپ کی جذباتی کیفیت:

عبیداللہ نے اس روز یہ ارادہ کیا تھا کہ مدینے کے (غلام) قیدیوں کو بغیر قتل کیے نہ چھوڑیں گے' مہاجرین اولین جمع ہوئے' عبیداللہ کا یہ ارادہ سخت گراں گزرا' ان پر سختی کی اور قیدیوں کے قتل سے روکا۔

عبیداللہ نے کہا کہ واللہ میں ان کو اور دوسروں کو بھی ضرور ضرور قتل کروں گا۔ دوسروں سے ان کی مراد بعض مہاجرین تھے' عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ خوشامد کرتے رہے یہاں تک کہ ان سے تلوار لے لی۔

ان کے پاس سعد رضی اللہ عنہ آئے' دونوں میں سے ہر ایک اپنے ساتھی کا سر پکڑ کر باہم پیشانی پکڑنے لگا مگر لوگ حائل ہو گئے۔

پھر عثمان رضی اللہ عنہ آئے' ابھی لوگوں نے ان سے بیعت نہیں کی تھی' انہوں نے عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا سر پکڑ لیا' دونوں میں بیچ بچاؤ کر دیا گیا' اس روز زمین لوگوں پر تاریک ہو گئی اور سب اس واقعے سے بہت غمگین ہوئے' عبیداللہ نے جفینہ و ہرمزان اور دختر ابی لؤلؤ کو قتل کر دیا تو لوگوں کو اندیشہ ہوا کہ انہیں سزا نہ دی جائے۔

ابی وجزہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے اس روز عبیداللہ کو اس حالت میں دیکھا کہ عثمان رضی اللہ عنہ اور وہ ایک دوسرے کی پیشانی پکڑ رہے تھے' عثمان رضی اللہ عنہ کہتے تھے خدا تجھے غارت کرے تو نے ایسے شخص کو قتل کیا جو نماز پڑھتا تھا تو نے ایک

چھوٹی بچی کو اور ایک اور شخص کو جو رسول اللہ ﷺ کی پناہ میں تھا قتل کیا' حق کو تیرے چھوڑنے کی گنجائش نہیں' پھر مجھے عثمان رضی اللہ عنہ سے تعجب ہوا کہ جس وقت وہ والی ہوئے انہیں کیونکر چھوڑ دیا لیکن مجھے معلوم ہوا کہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اس معاملے میں مداخلت کر کے انہیں اپنی رائے سے پھیر دیا۔

عمران بن مناخ سے مروی ہے کہ جب عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ہرمزان اور دختر ابولؤلؤ کو قتل کیا تو سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ' عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی پیشانی پکڑ کر کھینچنے لگے' سعد رضی اللہ عنہ ان کی پیشانی پکڑ کے گھسیٹتے تھے اور کہتے تھے کہ:

لا اسد الا انت تنهت واحدا وغالت اسود الارض عنك الغوائل

''سوائے تمہارے شیر نہیں ہیں کہ تم تنہا ڈکارتے ہو (جتنا بہت سے شیر مل کے ڈکارتے ہیں) روئے زمین کے شیروں نے تمہاری جانب سے مفاسد مٹا دیئے''۔

یہ شعر کلاب بن علاط برادر حجاج کا ہے' عبیداللہ نے کہا کہ:

تعلم انی لحم ما لا تسیغه فکل من خشاش الارض ماکنت آکلا

''تم جانتے ہو کہ میں اس چیز کا گوشت ہوں جو تمہارے حلق سے نہیں اتر سکتا۔ لہٰذا تم جب تک کھا سکو زمین کے کیڑے مکوڑے کھاتے رہو''۔

پھر عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ آئے' عبیداللہ سے گفتگو شروع کی اور خوشامد کر کے ان سے تلوار لے لی' وہ قید خانے میں قید کر لیے گئے' جب عثمان رضی اللہ عنہ والی ہوئے ان کو رہا کر دیا۔

محمود بن لبید سے مروی ہے کہ اس روز عبیداللہ ایک جنگجو درندے کی شکل میں تھے' جو عجمیوں کو تلوار سے روکتے تھے' یہاں تک کہ قید خانے میں قید کر دیئے گئے۔ میں خیال کرتا تھا کہ اگر عثمان رضی اللہ عنہ والی ہوں گے انہیں قتل کر دیں گے' اس لیے کہ میں نے وہ سب دیکھا تھا جو انہوں نے ان کے ساتھ کیا تھا' اصحاب رسول اللہ ﷺ میں سے وہ اور سعد رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ ان پر سخت تھے۔

مطلب بن عبداللہ بن حطب سے مروی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ جس وقت تم نے ابولؤلؤ کی لڑکی کو قتل کیا تو اس کا کیا گناہ تھا' عثمان رضی اللہ عنہ نے علی رضی اللہ عنہ سے مشورہ کیا تو علی رضی اللہ عنہ کی رائے اور رسول اللہ ﷺ کے اکابر اصحاب کی رائے ان کے قتل کی ہوئی' لیکن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے عثمان رضی اللہ عنہ سے اتنی بحث کی کہ انہوں نے ان کو چھوڑ دیا۔ علی رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ اگر میں عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ پر قادر ہوتا اور مجھے سلطنت ملتی میں ضرور ان سے قصاص لیتا۔

عکرمہ مولائے ابن عباس سے مروی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ کی رائے تھی کہ اگر عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ پر قادر ہوں تو انہیں قتل کر دیں۔

زہری سے مروی ہے کہ جب عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ بنائے گئے تو انہوں نے مہاجرین وانصار کو بلایا اور کہا کہ مجھے اس شخص کے قتل کے بارے میں مشورہ دو جس نے دین میں رخنہ ڈالا' مہاجرین وانصار متفق ہو کر عثمان رضی اللہ عنہ کو ان کے قتل پر جرأت دلاتے تھے' اکثر لوگوں نے کہا کہ اللہ ہرمزان اور جفینہ کو دور کرے کہ عبیداللہ کو ان کے والد کے پیچھے بھیج دینا چاہتے ہیں۔ اس قول کی کثرت ہو

گئی' عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا امیر المومنین یہ امر (قتل) اس کے قبل ہوا کہ آپ کو لوگوں پر سلطنت حاصل ہو' لہٰذا آپ ان سے درگذر کیجئے' عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے کلام سے لوگ منتشر ہو گئے۔

ابن جریج سے مروی ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں سے مشورہ کیا تو لوگوں نے دونوں (مقتولین جفینہ و ہرمزان) کے خوں بہا پر اتفاق کیا اور اس پر بھی متفق ہوئے کہ عبید اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو ان دونوں کے بدلے قتل نہ کیا جائے' دونوں مسلمان ہو گئے تھے اور عمر رضی اللہ عنہ نے ان کا وظیفہ مقرر کر دیا تھا۔

لشکر معاویہ رضی اللہ عنہ میں شمولیت:

جب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے بیعت کی گئی تو انہوں نے عبید اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے قتل کا ارادہ کیا' وہ بھاگ کے معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے پاس چلے گئے' انہیں کے ساتھ رہے اور جنگ صفین میں قتل ہوئے۔

یزید بن یزید بن جابر کہتے تھے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے عبید اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو بلایا اور کہا کہ علی رضی اللہ عنہ جس حالت میں ہیں تم دیکھتے ہو کہ بکر بن وائل ان کی مہمان داری کرتے ہیں' کیا تمہاری رائے ہے کہ تم الشہباء جاؤ' انہوں نے کہا ہاں' عبید اللہ اپنے خیمے میں واپس آئے اور ہتھیار پہنے' سوچا خوف ہوا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ اپنے حال پر قتل کر دیئے جائیں گے۔

ایک مولیٰ (آزاد کردہ غلام) نے کہا کہ میرے باپ آپ پر قربان ہوں' معاویہ رضی اللہ عنہ صرف موت کے لیے آپ کو آگے کرتے ہیں' اگر آپ کو فتح ہوئی تو وہ والی ہو جائیں گے اور اگر آپ قتل کر دیئے گئے تو انہیں آپ سے اور آپ کے ذکر سے فرصت مل جائے گی' لہٰذا میرا کہنا مانئے اور عذر کر دیجئے' انہوں نے کہا کہ تم پر افسوس ہے' تم نے جو کچھ کہا میں سمجھ گیا' بحریہ بنت ہانی ان کی بیوی نے کہا کہ مجھے کیا ہوا کہ تمہیں عجلت کرتے دیکھتی ہوں' انہوں نے کہا کہ مجھے امیر نے حکم دیا ہے کہ الشہباء جاؤں' کہنے لگیں' واللہ وہ مثل اس صندوق کے ہے جو کوئی اس کو اٹھاتا ہے وہ ضرور قتل کر دیا جاتا ہے' تم قتل کر دیئے جاؤ گے اور جو شخص (یہ) چاہتا ہے وہ معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ انہوں نے کہا کہ خاموش رہو' واللہ میں آج تمہاری قوم میں بہت کشت و خون کروں گا۔

بیوی نے کہا کہ (میری قوم کا کوئی) مقتول نہ ہوگا' معاویہ رضی اللہ عنہ نے تمہیں فریب دیا ہے' اور تمہیں خود تمہیں سے دھوکا دیا ہے' ان پر تمہارا ہونا گراں ہے' عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اور انہوں نے آج سے پہلے اس کے متعلق تمہارے بارے میں فیصلہ کر لیا تھا' اگر تم علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوتے یا اپنے گھر میں بیٹھتے تو یہ زیادہ بہتر ہوتا' تمہارے بھائی نے یہی کیا ہے' حالانکہ وہ تم سے بہتر ہیں' انہوں نے کہا' خاموش رہو' بات کرتے اور مسکراتے جاتے تھے' کہنے لگے کہ تم اپنی قوم کے قیدیوں کو اسی خیمے کے گرد دیکھو گی۔

بیوی نے پھر کہا' واللہ مجھے تو یہ نظر آتا ہے کہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کے قوم کے پاس جاؤں گی کہ تمہارا جسم مانگ کر اسے دفن کروں' تمہیں فریب دیا گیا ہے' تم ایسی قوم سے بھڑتے ہو جو موٹی گردن والے ہیں' ان میں ایسا سرکش بھی ہے کہ لوگ اسے اس طرح دیکھتے ہیں جیسے ہلاکت کی طرف دیکھتے ہوں' وہ اگر لوگوں کو کھانا پینا ترک کرنے کا حکم دے تو لوگ اسے نہ چکھیں' انہوں نے کہا کہ ملامت کو کم کرو کیونکہ ہمارے نزدیک تمہاری بات نہیں مانی جائے گی۔

جنگ صفین میں شراکت:

پھر عبیداللہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے' معاویہ رضی اللہ عنہ نے الشہباء کو ان کے ماتحت کر دیا' وہ بارہ ہزار تھے اور آٹھ ہزار اہل شام کو بھی ان کے ماتحت کیا' ان میں ذوالکلاع مع قبیلہ حمیر کے تھے۔

ان لوگوں نے جنگ کی ٹھان لی اور ارادہ کیا کہ علی رضی اللہ عنہ تک پہنچ جائیں جب انہیں قبیلہ ربیعہ نے دیکھا تو گھٹنوں کے بل کھڑے ہو گئے اور نیزہ بازی شروع کر دی' چاروں طرف سے گھیر کے ان پر جھپٹے اور ایسا شدید قتال کیا کہ سوائے نیزوں اور تلواروں کے کچھ نظر نہ آتا تھا۔ عبیداللہ قتل کر دیئے گئے اور ذوالکلاع بھی مارے گئے' جس نے عبیداللہ کو قتل کیا وہ زیاد بن خصفہ التیمی تھا۔

تجہیز و تکفین:

معاویہ رضی اللہ عنہ نے عبیداللہ کی بیوی سے کہا کہ اگر تم اپنی قوم میں جا کر ان لوگوں سے عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی لاش کے بارے میں گفتگو کرتیں تو بہتر ہوتا' وہ سوار ہو کے ان کے پاس گئیں' ہمراہ وہ بھی تھا جو انہیں پناہ دے۔

وہ ان لوگوں کے پاس آئیں اور اپنا نسب بیان کیا' لوگوں نے کہا کہ ہم نے پہچان لیا' تمہیں مرحبا بتاؤ کیا کام ہے' انہوں نے کہا کہ یہ لاش جسے تم لوگوں نے قتل کیا ہے اسے لے جانے کی اجازت دو۔

بکر بن وائل کے نوجوان کھڑے ہوئے' لاش کو خچر پر رکھ کر باندھ دیا' بیوی نے لشکر معاویہ رضی اللہ عنہ کا رخ کیا' معاویہ رضی اللہ عنہ نے لاش کو ایک تابوت میں رکھا' قبر کھودی اور ان پر نماز پڑھ کے دفن کر دیا' پھر رونے لگے' کہتے تھے کہ ابن فاروق رضی اللہ عنہ قتل کر دیا گیا' زندگی و موت میں وہ تمہارے خلیفہ کا فرماں بردار رہا لہٰذا اس کے لیے دعائے رحمت کرو' اگرچہ اللہ نے اس پر رحمت کی تھی اور اسے خیر کی توفیق دی تھی۔

بحریہ بھی ان پر رو رہی تھیں' معاویہ رضی اللہ عنہ نے جو کچھ کہا تھا جب انہیں معلوم ہوا تو کہنے لگیں کہ تمہیں تو ہو کہ ان کے لڑکوں کو یتیم کرنے اور ان کی جان لینے میں عجلت کی' ان پر بعد کے امر عظیم کا پورا خوف تھا' معاویہ رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے کہا کہ دیکھتے نہیں' یہ عورت کیا کہتی ہے' اور جو کچھ سنا تھا بیان کر دیا۔

عمرو نے کہا کہ واللہ تم پر تعجب ہے تم نہیں چاہتے کہ لوگ کچھ کہیں۔ واللہ لوگوں نے تو ان لوگوں کے بارے میں کہا ہے جو ہم سے اور تم سے بہتر تھے' تو وہ لوگ تمہارے بارے میں نہ کہیں گے۔ اے شخص اگر اس سے چشم پوشی (صبر) نہ کرو گے جو تم دیکھتے ہو تو تم خود اپنی طرف سے غم میں رہو گے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ واللہ یہی رائے مجھے اپنے والد سے میراث میں ملی ہے۔

عبداللہ بن نافع نے اپنے والد سے روایت کی کہ عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے قتل میں ہم سے اختلاف کیا گیا ہے۔ کوئی کہنے والا کہتا ہے کہ انہیں قبیلہ ربیعہ نے قتل کیا اور کوئی کہتا ہے کہ ہمدان کے کسی شخص نے قتل کیا' کوئی کہنے والا کہتا ہے کہ انہیں عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما نے قتل کیا اور کوئی کہتا ہے کہ بنی حنفیہ کے کسی شخص نے قتل کیا۔

ابی الحسن سعد مولائے حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں جنگ صفین کی رات کو حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے ہمراہ نکلا' ہمدان کے پچاس آدمی ساتھ تھے اور چاہتے تھے کہ علی رضی اللہ عنہ سے جا ملیں' وہ دن ایسا تھا کہ فریقین کے درمیان بہت شر ہوا تھا۔

ہم لوگ ہمدان کے ایک کانے آدمی کے پاس سے گزرے جس کا نام مذکور تھا‘ اس نے اپنے گھوڑے کی پچھاڑی ایک مقتول کے پاؤں سے باندھی تھی‘ حسن بن علی رضی اللہ عنہما اس کے پاس ٹھہر گئے‘ سلام کیا اور کہا کہ تم کون ہو‘ اس نے کہا‘ میں ہمدان کا آدمی ہوں‘ پوچھا تم یہاں کیا کرتے ہو‘ اس نے کہا کہ اوّل شب میں نے اس مقام پر اپنے ساتھیوں کو چھوڑا تھا‘ میں ان کی واپسی کا منتظر ہوں‘ انہوں نے کہا کہ یہ مقتول کون ہے‘ اس نے کہا کہ مجھے اس کے سوا کچھ معلوم نہیں کہ یہ ہم پر بہت سخت تھا‘ ہمیں سخت شکست دیتا تھا اور کہتا تھا کہ میں طیب بن الطیب ہوں‘ جب تلوار مارتا تھا تو کہتا تھا کہ میں ابن الفاروق رضی اللہ عنہ ہوں‘ اللہ نے اسے میرے ہاتھ سے قتل کیا۔

حسن رضی اللہ عنہ اتر کے اس کے پاس گئے تو دیکھا کہ عبید اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ تھے‘ ان کے ہتھیار اس شخص کے آگے تھے‘ وہ اسے علی رضی اللہ عنہ کے پاس لائے‘ علی رضی اللہ عنہ نے ان کا سامان اسے دے دیا اور اس کی چار ہزار درہم قیمت لگا کے (اسے دے دی)۔

ابی زرین سے مروی ہے کہ میں صفین میں اپنے مولی کے ہمراہ تھا‘ چہارم شب گزر جانے کے بعد میں نے علی رضی اللہ عنہ کو گشت کرتے دیکھا‘ لوگوں کو حکم دیتے تھے اور منع کرتے تھے‘ لوگوں نے جمعہ کی صبح کی تو مقابلہ کیا اور شدید قتال کیا‘ عمار بن یاسر اور عبید اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بھی مقابلہ کیا‘ عبید اللہ نے کہا کہ میں طیب بن الطیب ہوں‘ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما نے جواب دیا کہ تم خبیث بن الطیب ہو۔ پھر عمار رضی اللہ عنہ نے انہیں قتل کر دیا‘ اور کہا کہ انہیں حضرمیوں میں سے کسی نے قتل کیا۔

محمد بن عمر نے کہا‘ مجھے دوسری سند اور دوسرے راوی سے معلوم ہوا کہ عبید اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اس روز عمار رضی اللہ عنہ کا کان کاٹ ڈالا‘ لیکن ہمارے نزدیک زیادہ ثابت یہ ہے کہ عمار رضی اللہ عنہ کا کان جنگ یمامہ میں کاٹا گیا۔

ابوحمزہ محمد بن ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن الحارث بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی۔ کنیت ابوحمزہ تھی‘ ان کی والدہ جمانہ بنت ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم ابن عبد مناف بن قصی تھیں۔

محمد بن ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ یہاں حمزہ پیدا ہوئے‘ انہیں سے ان کی کنیت تھی‘ ان کے علاوہ قاسم وحمید وعبد اللہ اکبر تھے کہ وہی عائذ اللہ تھے۔ عائذ اللہ کی والدہ جویریہ اس ابوعزہ شاعر کی بیٹی تھیں جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہادری کے ساتھ غزوہ احد میں قتل کیا‘ ابوعزہ کا نام عمرو بن عبد اللہ ابن عمیر بن اہیب بن حذافہ بن جمح تھا۔

ایک بیٹے عبد اللہ تھے اور ایک جعفر جن کا کوئی پس ماندہ نہ تھا‘ علاوہ ان کے حارث وعثمان وام کلثوم وام عبد اللہ تھیں‘ ان سب کی والدہ امۃ اللہ بنت عدی بن الخیار بن عدی بن نوفل بن عبد مناف بن قصی تھیں۔

علی ومحمد ام ولد سے تھے‘ ام عبید اللہ اور ایک دوسری بیٹی بھی ام ولد سے تھیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت محمد بن ربیعہ دس سال سے زائد تھے‘ ہمیں معلوم نہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی روایت کی ہے‘ البتہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے ملے تھے اور ان سے روایت کی ہے۔

محمد بن ربیعہ بن الحارث سے مروی ہے انہیں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ بال لمبے تھے‘ یہ ذوالحلیفہ میں ہوا‘ محمد نے

کہا کہ میں اپنی اونٹنی پر تھا اور ذی الحجہ میں حج کا ارادہ کر رہا تھا' مجھے انہوں نے حکم دیا کہ سر کے بال کتروا دوں' میں نے تعمیل کی۔

محمد بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عبدالرحمٰن الاعرج (لنگڑے) محمد بن ربیعہ بن الحارث کے آزاد غلام تھے۔

عبداللہ بن نوفل رحمۃ اللہ علیہ:

ابن الحارث بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی ان کی والدہ ضریبہ بنت سعید بن القشب تھیں' قشب کا نام جندب بن عبداللہ بن رافع بن نضلہ بن محضب بن صعب بن مبشر بن دہمان تھا جو الازد میں سے تھے' ضریبہ کی والدہ حکیم بنت سفیان بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف تھیں جو سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی خالہ تھیں' سعد رضی اللہ عنہ کی والدہ حمنہ بنت سفیان بن امیہ بن عبد شمس تھیں۔

عبداللہ بن نوفل رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد (معلوم نہ ہو سکی)۔

عبداللہ بن نوفل رحمۃ اللہ علیہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پیدا ہوئے۔

ابوالغیث سے مروی ہے کہ ۴۲ھ میں جب پہلی مرتبہ مروان بن الحکم معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کی طرف سے والی مدینہ ہوا تو اس نے عبداللہ بن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب کو مدینے کا قاضی بنایا' میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ یہ پہلے قاضی ہیں جن کو میں نے اسلام میں دیکھا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ہمارے ساتھیوں نے اس امر پر اتفاق کیا کہ عبداللہ ابن نوفل بن الحارث' مروان بن الحکم کی جانب سے مدینے کے پہلے قاضی تھے' حالانکہ ان کے اہل بیت ان کے یا اور کسی بنی ہاشم کے قاضی مدینہ ہونے کا انکار کرتے ہیں' ان کے اہل بیت نے کہا کہ ان کی وفات معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں ہوئی۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ہم لوگ کہتے ہیں کہ وہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد بھی زمانہ دراز تک زندہ رہے۔ اور ۸۴ھ عبدالملک بن مروان کی خلافت میں ان کی وفات ہوئی۔

عبیداللہ بن نوفل رحمۃ اللہ علیہ:

ابن الحارث بن عبدالمطلب بن ہاشم۔

علی بن زید بن جدعان سے مروی ہے کہ عبیداللہ بن نوفل وسعید بن نوفل ومغیرہ بن نوفل سب قرائے قریش میں سے تھے اور جب سورج نکلتا تھا تو صبح ہی کو جمعہ کی نماز کے لیے چلے جاتے تھے' اس سے وہ اس ساعت کو چاہتے تھے جس میں (مغفرت کی) امید کی جاتی ہے۔ عبیداللہ بن نوفل رحمۃ اللہ علیہ سو گئے تو انہیں (بیدار کرنے کے لیے) جھنجھوڑا گیا (یا ان کی پیٹھ میں دھکا دیا گیا) اور کہا گیا کہ یہی وہ ساعت ہے جس کو تم چاہتے ہو' انہوں نے سر اٹھایا (اور اس طرح مسجد کی طرف بھاگے) کہ وہ مثل اس ابر کے تھے جو آسمان پر چڑھتا ہے' یہ اس وقت ہوا کہ آفتاب ڈھل گیا تھا۔

مغیرہ بن نوفل رحمۃ اللہ علیہ:

ابن الحارث بن عبدالمطلب بن ہاشم' ان کی والدہ ضریبہ بنت سعید بن القشب تھیں' قشب کا نام جندب بن عبداللہ بن رافع

بن نضلہ بن محصب بن صعب ابن مبشر بن دہمان تھا جو الازد میں سے تھے۔

مغیرہ کے یہاں ابوسفیان پیدا ہوئے جن کا کوئی پس ماندہ نہ تھا' ان کی والدہ آمنہ بنت ابی سفیان بن الحارث بن عبدالمطلب تھیں۔

عبدالملک اور عبدالواحد' ان دونوں کی والدہ ام ولد تھیں۔

سعید ولوط واسحاق وصالح وربیعہ وعبدالرحمٰن مختلف ام ولد سے تھے۔

عبداللہ وعون بھی ام ولد سے تھے۔

امامہ وام المغیرہ' ان دونوں کی والدہ بنت ہمام بن مطرب بنی عقیل میں سے تھیں۔

علی بن الحسین سے مروی ہے کہ کعب نے مغیرہ بن نوفل کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ قیامت میں میری شفاعت کرنا' انہوں نے اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ سے چھڑا لیا اور کہا کہ میں کیا ہوں' میں تو مسلمانوں میں سے ایک شخص ہوں' انہوں نے پھر ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور اسے خوب زور سے پکڑ لیا' اور کہا کہ آل محمد کا کوئی مومن ایسا نہیں جسے قیامت میں شفاعت کا حق نہ ہو' پھر کہا کہ اسے (یعنی شفاعت کو) اس کے (یعنی حدیث کے) بدلے یاد رکھنا۔

عبدالملک بن المغیرہ بن نوفل رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہ کعب الاحبار نے میرا ہاتھ پکڑا' زور سے دبایا اور کہا کہ میں اسے تمہارے پاس چھپاتا ہوں تاکہ تم اسے قیامت میں یاد کرو۔ انہوں نے کہا کہ میں اس میں سے کیا یاد کروں گا' انہوں نے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن درجہ بدرجہ اپنے قرابت داروں سے شفاعت شروع کریں گے۔

سعید بن نوفل رحمۃ اللہ علیہ:

ابن الحارث بن عبدالمطلب بن ہاشم ان کی والدہ ضریبہ بنت سعید بن القشب تھیں جن کا نام جندب بن عبداللہ بن رافع بن نضلہ بن مخصب بن صعب بن مبشر بن دہمان تھا' ازد میں سے تھے۔

سعید بن نوفل رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں اسحاق اکبر وحنظلہ اور ولید وسلیمان واشعث وام سعید جن کا نام امتہ تھا پیدا ہوئیں' ان سب کی والدہ ام الولید بنت ابی خرشہ ابن الحارث بن مالک بن المسیب خزاعہ کے بنی خبشیہ میں سے تھیں۔

اسحاق اصغر ویعقوب وام عبداللہ وام اسحاق' یہ سب مختلف ام ولد سے تھے۔ رقیہ ان کی والدہ ام کلثوم بنت جعفر بن ابی سفیان بن الحارث بن عبدالمطلب تھیں۔ سعید بن نوفل رحمۃ اللہ علیہ فقیہ وعابد تھے۔

عبداللہ بن الحارث رضی اللہ عنہما:

ابن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی' ان کی والدہ ہند بنت ابی سفیان بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف ابن قصی تھیں۔

بچپن میں سعادت:

رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں پیدا ہوئے تو ان کی والدہ ہند بنت ابی سفیان جن کی بہن ام حبیبہ رضی اللہ عنہا زوجہ نبی ﷺ تھیں انہیں لائیں' رسول اللہ ﷺ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے تو پوچھا کہ اے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا یہ کیا ہے' انہوں نے کہا کہ یہ آپ کے چچا اور میری بہن کا بیٹا ہے' یہ حارث بن نوفل بن الحارث ابن عبدالمطلب اور ہند بنت ابی سفیان بن حرب کا بیٹا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے منہ میں لعاب دہن ڈالا اور دعا فرمائی۔

خاندان اور اولاد:

عبداللہ بن الحارث رضی اللہ عنہما کی اولاد میں عبداللہ بن عبداللہ و محمد بن عبداللہ تھے' ان دونوں کی والدہ خالدہ بنت معتب بن ابی لہب بن عبدالمطلب تھیں' خالدہ کی والدہ عاتکہ بنت ابی سفیان بن الحارث بن عبدالمطلب تھیں۔ عاتکہ کی والدہ ام عمرو بنت المقوم بن عبدالمطلب تھیں۔

اسحاق بن عبداللہ و عبیداللہ بن عبداللہ' عبیداللہ لاولد جوان تھے' فضل بن عبداللہ اور ام الحکم بنت عبداللہ' جن کے یہاں محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب سے یحییٰ و محمد کہ لاولد مر گئے اور عالیہ فرزندان محمد بن علی پیدا ہوئے' ام الحکم کے والد کی والدہ عبداللہ کی بیٹی تھیں' اور زینب بنت عبداللہ و ام سعید بنت عبداللہ و ام جعفر' ان سب کی والدہ ام عبداللہ بنت العباس بن ربیعہ ابن الحارث بن عبدالمطلب تھیں۔

عبدالرحمٰن بن عبداللہ' ان کی والدہ بنت محمد بن صیفی بن ابی رفاعہ بن عابد ابن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھیں۔

عون بن عبداللہ' ان کی والدہ ام ولد تھیں' ضریبہ بنت عبداللہ بھی ام ولد سے تھیں' خالدہ بنت عبداللہ بھی ام ولد سے تھیں' اور ام عمرو و ہند دختران عبداللہ بھی ام ولد سے تھیں۔

عبداللہ بن الحارث سے مروی ہے کہ وہ زمانہ عثمان رضی اللہ عنہ میں مکے پر امیر تھے۔

عبداللہ بن الحارث بن نوفل سے مروی ہے کہ میرے والد نے عثمان رضی اللہ عنہ کی امارت میں نکاح کیا انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کی دعوت کی' صفوان بن امیہ آئے جو بہت بوڑھے تھے' انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ گوشت کو دانتوں سے نوچو کیونکہ وہ زیادہ لذیذ و عمدہ (طریقہ) ہے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عبداللہ بن الحارث کی کنیت ابو محمد تھی۔ انہوں نے الجابیہ میں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے خطبہ سنا ہے۔ اور عثمان بن عفان و ابی بن کعب و حذیفہ ابن الیمان و عبداللہ بن عباس اور ابن والد حارث بن نوفل رضی اللہ عنہم سے بھی (حدیث) سنی ہے' ثقہ و کثیر الحدیث تھے۔

عبداللہ بن الحارث رضی اللہ عنہما اپنے والد کے ساتھ بصرے منتقل ہو گئے تھے' وہاں انہوں نے مکان بنا لیا تھا' ان کا لقب ببہ تھا' جب مسعود بن عمرو کا زمانہ آیا اور عبیداللہ ابن زیاد بصرے سے نکل گیا اور لوگوں نے آپس میں آمد و رفت کی اور قبائل و عشائر نے باہم بلایا تو ان سب نے اپنے معاملے میں اتفاق کر کے عبداللہ بن الحارث بن نوفل رضی اللہ عنہما کو اپنی نماز اور اپنے مال غنیمت کا والی

بنا دیا' اس کے متعلق عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما کو لکھ دیا کہ ہم لوگ ان سے راضی ہو گئے ہیں' عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما نے انہیں بصرے پر برقرار رکھا۔

عبداللہ بن الحارث بن نوفل رضی اللہ عنہما منبر پر چڑھے' اور لوگوں سے عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما کی بیعت لی' یہاں تک کہ انہیں غنودگی آ گئی' مگر وہ لوگوں سے بیعت لیتے رہے' حالانکہ اپنا ہاتھ پھیلائے ہوئے سو رہے تھے۔ سحیم بن وثیل الیربوعی نے شعر کہا:

بایعت ایقاظا واوفیت بیعتی وببّةٌ قد بایعته ونائم

''میں نے بیدار لوگوں سے بیعت کی اور میں نے اپنی بیعت کو پورا کر دیا۔ اور ببہ سے میں نے اس حالت میں بیعت کی وہ سو رہے تھے''۔

عبداللہ بن الحارث رضی اللہ عنہما ایک سال تک بصرے کے عامل رہے' پھر معزول کر دیئے گئے حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعہ المخزومی عامل ہوئے اور عبداللہ بن الحارث بن نوفل عمان چلے گئے یہاں ان کی وفات ہو گئی۔

سلیمان بن ابی حثمہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن حذیفہ غانم بن عامر (بن عبداللہ) بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب ان کی والدہ شفاء بنت عبداللہ بن عبد شمس بن خلف بن صدار بن عبداللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب تھیں۔

سلیمان بن ابی حثمہ رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں ابوبکر وعکرمہ ومحمد پیدا ہوئے' ان سب کی والدہ امۃ اللہ بنت المسیب بن صیفی بن عابد بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھیں۔

عثمان بن سلیمان' ان کی والدہ میمونہ بنت قیس بن ربیعہ بن ریعان بن حرثان ابن نصر بن عمرو بن ثعلبہ بن کنانہ بن عمرو بن قین بن فہم تھیں۔

زمانۂ فاروقیؓ میں عورتوں کی امامت:

سلیمان بن ابی حثمہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پیدا ہوئے۔ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بالغ تھے' عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں عورتوں کی امامت کا حکم دیا تھا اور انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ سے (حدیث) سنی ہے۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں سلیمان بن ابی حثمہ رمضان میں عورتوں کی امامت کرتے تھے۔

ابی بکر بن سلیمان بن ابی حثمہ سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے سلیمان بن ابی حثمہ کو حکم دیا کہ وہ عورتوں کو تراویح پڑھائیں۔

عمر بن عبداللہ العنسی سے مروی ہے کہ ابی بن کعب اور تمیم الداری دونوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں تراویح کے لیے کھڑے ہو کر مردوں کو نماز پڑھاتے تھے اور سلیمان بن ابی حثمہ مسجد کے صحن میں عورتوں کو تراویح پڑھاتے تھے۔ جب عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو عورتیں اور مرد ایک ہی قاری سلیمان بن ابی حثمہ رحمۃ اللہ علیہ پر جمع ہو گئے' عورتوں کو حکم دیتے' وہ رک جاتیں' یہاں تک کہ مرد گزر

جاتے' پھر انہیں چھوڑ دیا جاتا تھا۔

ربیعہ بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن الہدیر بن عبدالعزیٰ بن عامر بن الحارث بن حارثہ بن سعد بن تیم بن مرہ' ان کی والدہ سمیہ بنت قیس بن الحارث بن نضلہ بن عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب تھیں۔

ربیعہ بن عبداللہ کے یہاں عبداللہ وام جمیل ایک ام ولد سے پیدا ہوئے۔

عبدالرحمٰن وعثمان وہارون وعیسیٰ وموسیٰ ویحییٰ وصالح مختلف ام ولد سے پیدا ہوئے۔

ربیعہ بن عبداللہ بن الہدیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پیدا ہوئے' ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ثقہ اور قلیل الحدیث تھے۔

ابن المنکدر سے مروی ہے کہ ربیعہ بن عبداللہ بن الہدیر کو کہتے سنا کہ میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے جنازے کے آگے چلتے ہوئے دیکھا۔

ان کے بھائی:

منکدر بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن الہدیر بن عبدالعزیٰ بن عامر بن الحارث بن حارثہ بن سعد بن تیم بن مرہ' ان کی والدہ سمیہ بنت قیس بن الحارث بن نضلہ بن عوف بن عویج ابن عدی بن کعب تھیں۔

منکدر بن عبداللہ کے یہاں عبیداللہ اور ام عبیداللہ پیدا ہوئیں' ان دونوں کی والدہ سعدہ بنت عبیداللہ عبداللہ بن شہاب بنی زہرہ میں سے تھیں۔

محمد بن المنکدر رقیہ اور عمر وابوبکر وام یحییٰ مختلف ام ولد سے تھیں۔

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں:

ابی معشر سے مروی ہے کہ منکدر بن عبداللہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے' انہوں نے پوچھا کہ تمہارے اولاد ہے؟ عرض کی نہیں' عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اگر میرے پاس دس ہزار درہم ہوتے تو میں وہ سب تمہیں ہبہ کر دیتی' شام ہوتے ہوتے معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کے پاس مال بھیجا' عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں کس قدر جلد مبتلا ہوگئی منکدر کو دس ہزار درہم بھیج دیئے' انہوں نے اسی سے ایک لونڈی خریدی وہی محمد وعمر وابوبکر کی ماں تھیں۔ یعنی ام ولد تھیں)۔

عبداللہ بن عیاش رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی ربیعہ بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم' ان کی والدہ اسماء بنت سلامہ بن مخربہ بن جندل بن ابیر بن نہشل بن دارم تھیں۔

عبداللہ بن عیاش رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں حارث اور امۃ اللہ پیدا ہوئیں' ان دونوں کی والدہ ہند بنت مطرف بن سلامہ بن مخربہ بن جندل بن ابیر بن نہشل بن دارم تھیں۔

عبداللہ بن عیاش رحمۃ اللہ علیہ ملک حبشہ میں پیدا ہوئے' ہمیں معلوم نہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی روایت کی ہے' البتہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے' مدینے میں ان کا ایک مکان تھا۔

حارث بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی ربیعہ بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

حارث بن عبداللہ کے یہاں عبداللہ پیدا ہوئے' ان کی والدہ ام عبدالغفار بنت عبداللہ بن عامر بن کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس تھیں۔

عبدالعزیز و عبدالملک و عبدالرحمٰن و ام حکیم و حنتمہ' ان سب کی والدہ حنتمہ بنت عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام تھیں۔

محمد و عمر و سعد و ابوبکر و ام فروہ و قریبہ و ابیہ و اسماء' ان سب کی والدہ عائشہ بنت محمد بن الاشعث بن قیس بن معدی کرب بن معاویہ بن جبلہ کندہ میں سے تھیں۔

عیاش بن الحارث ایک ام ولد سے تھے' اور عمر ایک ام ولد سے۔

ام داؤد و ام الحارث' ان دونوں کی والدہ ام ابان بنت قیس بن عبداللہ ابن الحصین ذی الغصہ بن یزید بن شداد بن قنان الحارثی تھیں۔

ام محمد و امتہ الرحمٰن' ان دونوں کی والدہ ام ولد تھیں۔

عبدالرحمٰن و عبداللہ اکبر' ان دونوں کی والدہ عاتکہ بنت صفوان ابن امیہ بن خلف الجمحی تھیں۔

بصرہ کی گورنری:

عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما نے حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعہ کو بصرے کا عامل بنایا تھا' بہت تیز بولنے والے آدمی تھے' بصرے کے پیمانے پر نظر پڑی تو کہا کہ یہ بڑا پیمانہ بہت اچھا ہے (قباع صالح ہے) لوگوں نے ان کا لقب القباع (احمق) رکھ دیا۔

واعظ اور پارسا تھے' رنگ میں سیاہی تھی اس لیے کہ ان کی والدہ ایک حبشی عیسائی تھیں' وہ مر گئیں تو حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعہ ان کے پاس آئے ساتھ بغرض تعزیت اور لوگ بھی آئے مگر سب کنارے رہے' ان کے دین والے لوگ آئے اور ان کا انتظام کیا' ان لوگوں کی بہت بڑی جماعت ان کے پاس آئی اور وہ سب علیحدہ تھے۔

حارث بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ابوالاسود الدؤلی نے (اشعار ذیل میں) عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما سے کہا ہے:

امیر المؤمنین ابابکر ارحنا من قباع بنی المغیرہ

''اے ابوبکر! اے امیر المؤمنین! ہمیں قبیلہ بنی مغیرہ کے قباع سے نجات دلایئے۔

حمدناہ ولمناہ فاعیا علینا مایمرلنا زیرہ

ہم انہیں اچھا بھی سمجھے اور قابل ملامت بھی' ان کے معاملے نے تو ہمیں عاجز و حیران کر دیا۔

سوی ان الفق تکح اکول وسھاک مخاطبہ کثیرہ

یہ اور بات ہے کہ وہ جوان ہیں خوب نکاح کرتے ہیں۔ خوب کھاتے ہیں اور تیز بولنے والے ہیں جن کا کلام بہت ہے۔

کانا حین جئناه اطمنا بضبعان تورط فی خطیره

جس وقت ہم لوگ ان کے پاس آتے ہیں تو گویا ایک ایسے بجو کے قریب آتے ہیں جو گھر میں گھس آیا ہو''۔

عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما نے انہیں بصرے سے معزول کر دیا' ان کی ولایت ایک سال رہی' ان کے بجائے مصعب بن الزبیر کو عامل بنایا' وہ بصرے آئے مختار بن ابی عبید کے مقابلے کے لیے جانے کی تیاری کی۔

سعید بن العاص رضی اللہ عنہ:

ابن سعید ابی احیحہ بن العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی' ان کی والدہ ام کلثوم بنت عمرو بن عبداللہ بن قیس بن عبد ود بن نصر بن مالک ابن حسل بن عامر بن لوی تھیں' کلثوم کی والدہ ام حبیب بنت العاص بن امیہ ابن عبد شمس تھیں۔

آل واولاد کی تفصیل:

سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کے یہاں عثمان اکبر پیدا ہوئے جو لاولد مر گئے' محمد و عمر پیدا ہوئے' عبداللہ اکبر اور حکم دونوں لاولد مر گئے' ان سب کی والدہ ام البنین بنت الحکم بن ابی العاص بن امیہ تھیں۔

عبداللہ بن سعید کی والدہ ام حبیب بنت جبیر بن مطعم بن عدی بن نوفل تھیں۔

یحییٰ بن سعید اور ایوب جو لاولد مر گئے' ان دونوں کی والدہ عالیہ بنت سلمہ بن یزید مشجعہ بن المجمع بن مالک بن کعب بن سعد بن عوف بن حریم بن جعفی بن سعد العشیرہ مذحج میں سے تھیں۔

ابان بن سعید اور خالد اور زبیر جو دونوں لاولد مر گئے' ان سب کی والدہ جویریہ بنت سفیان بن عویف بن عبداللہ بن عامر بن ہلال بن عامر بن عوف بن الحارث بن عبد مناۃ بن کنانہ تھیں۔

عثمان اصغر بن سعید وداؤد سلیمان ومعاویہ وآمنہ' ان سب کی والدہ ام عمرو بنت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھیں۔ ام عمرو کی والدہ رملہ بنت شیبہ بن ربیعہ ابن عبد شمس تھیں۔

سلیمان اصغر بن سعید' ان کی والدہ ام سلمہ بنت حبیب بن بجیر بن عامر ابن مالک بن جعفر بن کلاب تھیں۔

سعید بن سعید' ان کی والدہ مریم بنت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھیں' مریم کی والدہ نائلہ بنت الفرافصہ بن الاحوص قبیلہ کلب سے تھیں۔

عنبسہ بن سعید ایک ام ولد سے تھے۔ عقبہ بن سعید اور مریم' دونوں کی والدہ ام ولد تھیں۔ ابراہیم بن سعید' ان کی والدہ بنت سلمہ بن قیس بن علاثہ بن عوف بن الاحوص بن جعفر بن کلاب تھیں۔

جریر بن سعید وام سعید بنت سعید' ان دونوں کی والدہ عائشہ بنت جریر بن عبداللہ البجلی تھیں۔

رملہ بنت سعید وام عثمان بنت سعید وامیمہ بنت سعید' ان سب لڑکیوں کی والدہ امیمہ بنت عامر بن عمرو بن ذبیان بن ثعلبہ بن عمرو بن یشکر بجیلہ میں سے تھیں اور بجیلہ ابی اراکہ کی بہن تھیں اور وہ الرواع بنت جریر بن عبداللہ البجلی تھیں۔

حفصہ بنت سعید اور عائشہ کبریٰ وام عمر وام یحییٰ' وفاختہ وام حبیب کبریٰ ام حبیب صغریٰ وام کلثوم وسارہ وام داؤد وام سلیمان وام ابراہیم وحمیدہ' یہ سب لڑکیاں مختلف ام ولد سے تھیں۔

عائشہ صغریٰ بنت سعید ان کی والدہ ام حبیب بنت بجر عامر بن مالک بن جعفر ابن کلاب تھیں۔

وفات نبوی کے وقت آپ کی عمر:

جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو سعید نو یا تقریب نو سال کے تھے' یہ اس لیے کہ ان کے والد عاص بن سعید بن العاص بن امیہ جنگ بدر میں بحالت کفر مارے گئے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مکالمہ:

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے سعید بن العاص رضی اللہ عنہ سے کہا کہ مجھے کیا ہے کہ میں تمہیں بے رخی کرتے دیکھتا ہوں' گویا تمہارا گمان یہ ہے کہ میں نے ہی تمہارے والد کو قتل کیا ہے۔ میں نے اسے قتل نہیں کیا اسے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے قتل کیا' اور اگر میں اسے قتل کرتا تو میں ایک مشرک کے قتل سے عذر نہ کرتا۔ میں نے اپنے ماموں عاص بن ہشام بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا۔

سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے امیر المومنین اگر آپ ہی قتل کرتے تو آپ حق پر تھے اور وہ باطل پر تھا' عمر رضی اللہ عنہ کو اس بات نے ان سے خوش کر دیا۔

عمرو بن سعید' یحییٰ بن سعید الاموی نے اپنے دادا سے روایت کی کہ سعید ابن العاص رضی اللہ عنہ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر البلاط والے مکان اور اپنے چچاؤں کی زمین کے قطعات میں جو رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے زیادہ کرنے کو کہا: عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ صبح کی نماز ہمارے ساتھ پڑھنا' سویرے آنا اور مجھے اپنی حاجت یاد دلانا۔

انہوں نے کہا کہ میں نے یہی کیا' جب وہ واپس ہوئے تو میں نے کہا کہ یا امیر المومنین میری وہ حاجت جس کے متعلق آپ نے مجھے حکم دیا تھا کہ اسے آپ کو یاد دلاؤں' وہ میرے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے' فرمایا کہ اپنے مکان کی طرف چلو' میں اس کے پاس پہنچا' انہوں نے میرے لیے زمین میں اضافہ کر دیا اور اپنے پاؤں سے نشان کر دیا۔

عرض کی' یا امیر المومنین اور زیادہ دیجئے' کیونکہ میرے متعلقین اولاد بہت بڑھ گئی ہے۔ فرمایا تمہیں یہ کافی ہے' یہ بات اپنے ہی تک پوشیدہ رکھنا کہ میرے بعد وہ شخص والی امر ہو گا جو تمہارے ساتھ صلہ رحم (سلوک) کرے گا۔ اور تمہاری حاجت پوری کرے گا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے قرابت:

میں خلافت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ میں ٹھہرا رہا یہاں تک کہ عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ بنائے گئے۔ انہوں نے خلافت کو شوریٰ و رضامندی سے حاصل کیا' میرے ساتھ صلہ رحم کیا اور احسان کیا' میری حاجت پوری کی اور اپنی امانت میں شریک کیا۔

لوگوں نے کہا کہ سعید بن العاص رضی اللہ عنہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی قرابت کی وجہ سے انہیں کے نواح میں رہے' جب عثمان

رضی اللہ عنہ نے ولید بن عقبہ بن ابی معیط کو کوفے سے معزول کر دیا تو سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کو بلا کر انہیں عامل بنایا' کوفے میں آئے تو اس وقت تک نوجوان ناز پروردہ ناتجربہ کار تھے' انہوں نے کہا کہ میں منبر پر تاوقتیکہ وہ خوب پاک صاف نہ کیا جائے نہ چڑھوں گا۔

حکم ہوتے ہی منبر دھویا گیا' سعید بن العاص رضی اللہ عنہ اس پر چڑھے' اہل کوفہ کو خطبہ سنایا جس میں ان لوگوں کو قصور وار بتایا' نااتفاقی اور اختلاف کی طرف منسوب کیا اور کہا کہ یہ بستی قریش کے بچوں کا باغ ہے۔

لوگوں نے عثمان رضی اللہ عنہ سے ان کی شکایت کی' انہوں نے کہا کہ جب کبھی تم میں سے کوئی شخص اپنے امیر سے ذرا سی بھی سختی دیکھتا ہے تو وہ ہم سے خواہش کرتا ہے کہ ہم اسے معزول کر دیں۔

سعید بن العاص رضی اللہ عنہ مدینے وفد کے طور پر عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے' بڑے بڑے مہاجرین وانصار کے پاس تحفے اور چادریں بھیجیں۔ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو بھی بھیجا' جو کچھ انہیں بھیجا تھا وہ انہوں نے قبول کیا اور کہا کہ بنی امیہ نے مجھے میراث محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں کسی قدر فوقیت دی ہے' واللہ اگر میں زندہ رہا تو اس کی وجہ سے ان لوگوں کو اس طرح کھرچوں گا جس طرح قصاب کندے (یعنی قیمہ کوٹنے کی لکڑی) سے میلے گوشت کو کھرچتا ہے۔

بحیثیت عامل کوفہ:

سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کوفے واپس آئے اور وہاں کے باشندوں کو سخت نقصانات پہنچائے' چند مہینے کم پانچ سال تک عامل رہے۔

ایک مرتبہ انہوں نے کوفے میں کہا کہ تم میں سے کس نے چاند دیکھا ہے؟ یہ عید الفطر کا واقعہ ہے قوم نے کہا کہ ہم نے نہیں دیکھا۔ ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص نے کہا کہ میں نے دیکھا ہے۔ سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کیا ساری قوم میں سے صرف تم نے اپنی اس کانی آنکھ سے دیکھا ہے۔ ہاشم نے کہا کہ تم مجھے میری آنکھ سے عیب لگاتے ہو حالانکہ وہ اللہ کی راہ میں گئی ہے' ان کی آنکھ پر جنگ یرموک میں چوٹ لگی تھی۔

ہاشم نے اپنے مکان میں بغیر روزے کے صبح کی اور اپنے ساتھ لوگوں کو ناشتہ کرایا' سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو ان کو بلا بھیجا' مارا اور ان کا مکان جلا دیا۔

ام الحکم بنت عتبہ بن ابی وقاص جو مہاجرات میں سے تھیں اور نافع بن ابی وقاص کوفے سے روانہ ہوئے' مدینے آئے اور سعید رضی اللہ عنہ نے ہاشم کے ساتھ جو کچھ کیا تھا اسے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے بیان کیا' سعد رضی اللہ عنہ' عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے یہ واقعہ بیان کیا' عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہاشم کے بدلے سعید رضی اللہ عنہ تمہارے لیے ہیں تم انہیں مارنے کے عوض میں مارو۔ سعید رضی اللہ عنہ کا مکان ہاشم کے مکان کے بدلے تمہارے لیے ہے' لہٰذا اسے جلا دو جیسا کہ انہوں نے ان کا مکان جلا دیا۔

عمر بن سعد جو اس زمانے میں بچے تھے دوڑتے ہوئے گئے اور سعد رضی اللہ عنہ کے مکان میں جو مدینے میں تھا آگ لگا دی' یہ خبر عائشہ رضی اللہ عنہا کو معلوم ہوئی تو انہوں نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو اپنے پاس بلایا اور ان سے باز رہنے کی درخواست کی' جس سے وہ باز آ گئے۔

مالک بن الحارث الاشتر' یزید بن کفف' ثابت بن قیس' کمیل بن زیاد النخعی' اور زید وصعصعہ فرزندان صوحان العبدی اور حارث بن عبداللہ الاعور' جندب ابن زہیر الذدی ابوزینب الازدی اور اصغر بن قیس الحارثی نے کوفے سے عثمان رضی اللہ عنہ کی جانب کوچ کیا اور سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کو معزول کرنے کی درخواست کی۔

سعید بھی بطور وفد عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے' ان لوگوں کے ساتھ ساتھ پہنچے۔ پھر عثمان رضی اللہ عنہ نے سعید رضی اللہ عنہ کو معزول کرنے سے انکار کیا اور اپنے عمل پر واپس جانے کا حکم دیا۔

اہل کوفہ کی بغاوت:

اشتر اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت کے ساتھ اسی شب کو روانہ ہوا' دس رات میں کوفے چلا گیا اور قبضہ کر لیا۔ منبر پر چڑھ کر کہا کہ یہ سعید بن العاص رضی اللہ عنہ تمہارے پاس آیا ہے جو گمان کرتا ہے کہ یہ بستی قریش کے لڑکوں کا باغ ہے' حالانکہ یہ بستی تم لوگوں کے سروں کے گرنے کا مقام ہے' تمہارے نیزوں کا مرکز ہے اور تمہاری اور تمہارے باپ دادا کی غنیمت ہے' جو شخص اپنے اوپر اللہ کا حق سمجھتا ہے وہ الجرعہ تک اٹھ کر جائے۔

لوگ روانہ ہوئے' الجرعہ میں جو کوفے اور حیرہ کے درمیان تھا لشکر قائم کیا۔ سعید بن العاص رضی اللہ عنہ آئے العذیب میں اترے۔ اشتر نے یزید بن قیس الارحبی اور عبداللہ بن کنانہ العبدی کو بلایا' دونوں بڑے جنگجو تھے' ان کو پانچ پانچ سو سواروں پر امیر بنایا اور کہا کہ تم کو سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کے پاس جانا ہے' تم اسے نکال دو اور اس کے صاحب (عثمان رضی اللہ عنہ) سے ملا دو' اگر وہ انکار کرے تو اس کی گردن مار کے اس کا سر میرے پاس لے آؤ۔

وہ دونوں سعید رضی اللہ عنہ کے پاس گئے' ان سے کہا کہ اپنے صاحب (عثمان رضی اللہ عنہ) کی جانب کوچ کرو' انہوں نے کہا کہ میرے اونٹ پیاسے ہیں' چند روز انہیں چارہ دوں گا' ہم مصر میں آئیں گے' اپنی ضروریات خریدیں گے توشہ لیں گے' پھر میں کوچ کروں گا' ان دونوں نے کہا کہ نہیں' واللہ ایک ساعت بھی نہیں۔ تمہیں ضرور ضرور کوچ کرنا ہوگا یا ہم لوگ تمہاری گردن مار دیں گے۔

جب انہوں نے ان دونوں کا اصرار دیکھا تو عثمان رضی اللہ عنہ سے ملنے کے لیے کوچ کیا' اور وہ دونوں اشتر کے پاس آئے اور اسے خبر دی' اشتر اپنی چھاؤنی سے کوفے واپس گیا' منبر پر چڑھا' اللہ کی حمد وثنا بیان کی' اور کہا کہ اے اہل کوفہ واللہ مجھے تمہارے اور اللہ ہی کے لیے غصہ آیا' ہم نے اس شخص (سعید رضی اللہ عنہ) کو اس کے صاحب (عثمان رضی اللہ عنہ) سے ملا دیا' میں نے ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ کو تمہاری نماز اور تمہاری سرحد کا اور حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہما کو تمہاری غنیمت پر والی بنایا ہے۔

وہ اترا اور کہا کہ اے ابوموسیٰ تم منبر پر چڑھو' ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ایسا کرنے والا نہیں ہوں تاوقتیکہ تم لوگ آؤ' امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے بیعت کرو اور اپنی گردنوں میں انہیں کی بیعت کی تجدید کرو۔

لوگوں نے ان کی یہ بات قبول کر لی۔ انہوں نے ان کی ولایت قبول کر لی اور ان لوگوں کی گردنوں میں عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت کی تجدید کی' انہوں نے جو کچھ کیا تھا وہ عثمان رضی اللہ عنہ کو لکھ دیا' عثمان رضی اللہ عنہ کو اس سے تعجب ہوا اور وہ مسرور ہوئے۔ اہل کوفہ کے شاعر عتبہ بن الوعل التغلبی نے کہا کہ:

تصدق علینا ابن عفان واحتسب وامر علینا الاشعری لیا لیا

''اے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہمارے ساتھ نیکی کرو اور احسان کرو اور ہم پر چند راتوں کے لیے الاشعری رضی اللہ عنہ کو امیر بنا دو''۔

عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا' ہاں۔ اگر میں زندہ رہا تو مہینوں اور برسوں کے لیے انہیں امیر بناتا ہوں۔

جو کچھ کہ اہل کوفہ نے سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا تو جس وقت عثمان رضی اللہ عنہ پر جراءت کی گئی ہے تو یہ سب سے پہلی کمزوری تھی جو ان میں آ گئی۔

کوفے پر ابو موسیٰ' عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے والی رہے' یہاں تک کہ عثمان رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا دفاع:

سعید بن العاص رضی اللہ عنہ جس وقت کوفے سے واپس آئے تو مدینے ہی میں رہے' یہاں تک کہ لوگ عثمان رضی اللہ عنہ کے مقابلے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور ان کا محاصرہ کر لیا' سعید رضی اللہ عنہ مکان میں برابر ان لوگوں کے ہمراہ عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے جو ان کے ہمراہ تھے' وہ ان سے جدا نہ ہوئے اور ان کے لیے قتال کرتے رہے۔

عبداللہ بن ساعدہ سے مروی ہے کہ سعید بن العاص رضی اللہ عنہ' عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ اے امیر المومنین کب تک آپ ہمارے ہاتھوں کو روکیں گے' ہم لوگوں کو کھایا جا رہا ہے' یہ وہ قوم ہے کہ ان میں ایسے بھی ہیں جنہوں نے ہم پر تیراندازی کی ہے اور ایسے بھی ہیں جنہوں نے ہمیں پتھر مارے ہیں اور ان میں وہ بھی ہے جو اپنی تلوار نیام سے باہر کیے ہوئے ہے' لہٰذا ہمیں آپ حکم دیجیے۔

عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ واللہ میں ان لوگوں کا قتال نہیں چاہتا' اگر میں ان کا قتال چاہتا تو مجھے امید تھی کہ ان سے محفوظ ہو جاتا' لیکن میں انہیں اللہ کے سپرد کرتا ہوں' اور انہیں بھی اللہ کے سپرد کرتا ہوں جو ان لوگوں کو ہمارے پاس لائے ہیں۔ عنقریب ہم لوگ اپنے رب کے پاس جمع ہوں گے' رہا قتال تو میں واللہ تمہیں قتال کا حکم نہیں دوں گا۔

سعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ واللہ ہم کسی کو کبھی آپ سے نہ پوچھیں گے' انہوں نے نکل کر قتال کیا یہاں تک کہ ان کا سر پھٹ گیا۔

مصعب بن محمد بن عبداللہ بن ابی امیہ سے مروی ہے کہ مجھ سے اس شخص نے بیان کیا جس نے اس روز سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کو قتال کرتے دیکھا تھا کہ اس روز انہیں ایک شخص نے ایک ایسی تلوار ماری جس نے دماغ کو زخمی کر دیا' میں نے انہیں اس حالت میں دیکھا ہے کہ وہ جب جنگ کا شور سنتے تھے تو ان پر بیہوشی طاری ہو جاتی۔

جنگ جمل سے قبل عوام سے خطاب:

لوگوں نے بیان کیا کہ مکے سے جب طلحہ و زبیر و عائشہ رضی اللہ عنہم بصرے کے ارادے سے روانہ ہوئے تو ان کے ہمراہ سعید بن العاص رضی اللہ عنہ اور مروان بن الحکم اور عبدالرحمن بن عتاب بن اسید اور مغیرہ بن شعبہ بھی تھے' جب یہ لوگ مر الظہر ان میں اترے جس کو ذات عرق کہا جاتا ہے تو سعید بن العاص کھڑے ہوئے' اللہ کی حمد و ثنا بیان کی اور کہا:

امابعد! عثمان رضی اللہ عنہ دنیا میں پسندیدہ ہو کے زندہ رہے اور اس سے گئے تو ان کی کمی محسوس کی جا رہی ہے' انہوں نے نیکی و

شہادت کی وفات پائی‘ اللہ ان کے حسنات کو بڑھائے اور ان کے سیئات کو گھٹائے‘ ان کے درجات کو ان انبیاء وشہداء وصدیقین و صالحین کے ساتھ بلند کرے جن پر اللہ نے انعام کیا ہے اور رفاقت کے لیے یہی لوگ اچھے ہیں۔

اے لوگو! تمہارا دعویٰ ہے کہ تم لوگ خون عثمان رضی اللہ عنہ کے انتقام کے لیے نکلے ہو‘ اگر تم لوگ یہی چاہتے ہو تو قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ انہیں سواریوں کے آگے اور پیچھے ہیں‘ لہٰذا اپنی تلواروں سے ان پر ٹوٹ پڑو‘ ورنہ اپنے اپنے گھر واپس جاؤ اور مخلوق کی رضامندی میں اپنے آپ کو قتل نہ کرو‘ لوگ قیامت میں کچھ بھی تمہارے کام نہ آسکیں گے۔

مروان بن الحکم نے کہا کہ ہم واپس نہیں جائیں گے ہم ان کے بعض کو بعض سے ماریں گے‘ ان میں سے جو قتل کر دیا جائے گا اس میں کامیابی ہو جائے گی‘ اور اس سے فرصت مل جائے گی اور جو بچنے والا بچ جائے گا تو ہم اسے اس حالت میں تلاش کریں گے کہ وہ اپنے ساتھیوں کے قتل کی وجہ سے سست و کمزور ہوگا۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے آپ کی تائید:

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے‘ اللہ کی حمد وثنا کی اور کہا کہ رائے تو وہی مناسب ہے جو سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے سوچی ہے‘ جو قبیلہ ہوازن کا ہو اور میرے ساتھ ہونا چاہے تو وہ ایسا کرے‘ ان میں سے کچھ لوگ ان کے ساتھ ہو گئے۔

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے یہاں تک کہ طائف میں اترے اور وہیں رہے تا آنکہ جنگ جمل وصفین کا وقت گزر گیا۔

سعید بن العاص رضی اللہ عنہ مع ان لوگوں کے جنہوں نے ان کی پیروی کی روانہ ہوئے‘ مکے میں اترے‘ اور وہیں رہے یہاں تک کہ جنگ جمل وصفین کا وقت گزر گیا۔

طلحہ وزبیر وعائشہ رضی اللہ عنہم اور ان کے ہمراہ عبدالرحمٰن بن عتاب بن اسید ومروان بن الحکم اور قریش وغیرہ میں سے ان کے متبعین بصرے روانہ ہو گئے۔ جنگ جمل میں شریک ہوئے‘ جب معاویہ رضی اللہ عنہ والی خلافت ہوئے تو مروان بن الحکم کو والی مدینہ بنایا پھر انہیں معزول کر دیا اور سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کو والی بنایا‘ حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی وفات ان کی اسی ولایت میں ۵۰ھ میں مدینے میں ہوئی‘ ان پر سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی۔

مروان بن الحکم

نام ونسب اور خاندان:

ابن ابی العاص بن امیہ بن عبدشمس بن عبدمناف بن قصی‘ ان کی والدہ ام عثمان یعنی آمنہ بنت علقمہ بن صفوان بن امیہ بن محرث بن خمل بن شق بن رقبہ بن مخدج بن الحارث بن ثعلبہ بن مالک بن کنانہ تھیں۔ آمنہ کی والدہ صعبہ بنت ابی طلحہ بن عبدالعزیٰ بن عثمان بن عبدالدار بن قصی تھیں۔

مروان بن الحکم کے یہاں تیرہ بیٹا بیٹی پیدا ہوئے‘ عبدالملک کہ انہیں سے ان کی کنیت تھی‘ اور معاویہ وام عمرو‘ ان کی والدہ عائشہ بنت معاویہ ابن المغیرہ بن ابی العاص بن امیہ تھیں۔

عبدالعزیز بن مروان اور ام عثمان' ان دونوں کی والدہ لیلیٰ بنت زبان ابن الاصبغ بن عمرو بن ثعلبہ بن الحارث بن حصن بن ضمضم بن عدی بن خباب قبیلہ کلب کی تھیں۔

بشر بن مروان اور عبدالرحمٰن جو لاولد مر گیا' ان دونوں کی والدہ قطیبہ بنت بشر بن عامر بن مالک بن جعفر بن کلاب تھیں۔

ابان بن مروان وعبیداللہ وعبداللہ کہ لاولد مر گیا اور ایوب وعثمان و داؤد ورملہ' ان سب کی والدہ ام ابان بنت عثمان بن عفان بن ابی العاص ابن امیہ تھیں۔ ام ابان کی والدہ رملہ بنت شیبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف ابن قصی تھیں۔

عمرو بن مروان وام عمرو' ان کی والدہ زینب بنت ابی سلمہ بن عبدالاسد ابن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھیں۔

محمد بن مروان اور ان کی والدہ زینب ام ولد تھیں۔

ابتدائی حالات:

لوگوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت مروان بن الحکم آٹھ سال کے تھے' اپنے والد کے ساتھ مدینے ہی میں رہے۔ یہاں تک کہ ان کے والد حکم بن ابی العاص کی وفات مدینے میں عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں ہوئی۔ پھر مروان اپنے چچازاد بھائی عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے' ان کے کاتب تھے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا کریمانہ سلوک:

ان کے لیے عثمان رضی اللہ عنہ نے مالوں کا حکم دیا' اس بارے میں اپنے صلہ قرابت اور رشتہ داروں کے ساتھ نیکی واحسان کی تاویل کرتے' لوگ عثمان رضی اللہ عنہ کے انہیں مقرب بنانے اور ان کی بات ماننے پر سخت نکتہ چینی کرتے اور خیال کرتے کہ ان امور کا اکثر حصہ جو عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے مروان کا ہے' یہ محض مروان کی رائے ہے نہ کہ عثمان رضی اللہ عنہ کی۔

عثمان رضی اللہ عنہ جو کچھ مروان کے ساتھ کرتے' اور انہیں مقرب بناتے لوگ اس پر معترض تھے' مروان انہیں ان کے اصحاب اور لوگوں پر برانگیختہ کرتے' لوگ ان کے بارے میں جو گفتگو کرتے اور ان کی وجہ سے جو دھمکی دیتے وہ سب انہیں پہنچاتے تھے' اور یقین دلاتے تھے کہ وہ اس کے ذریعے سے ان سے تقرب حاصل کرتے ہیں۔

عثمان رضی اللہ عنہ کریم وسلیم وحبیب تھے' وہ ان باتوں میں سے بعض میں ان کی تصدیق کرتے اور بعض کا ان سے انکار کر دیتے' مروان ان کے سامنے اصحاب رسول اللہ ﷺ سے جھگڑا کرتے' وہ انہیں اس سے روکتے اور ڈانٹتے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مکالمہ:

جب عثمان رضی اللہ عنہ محصور ہو گئے تو مروان ان کے لیے سخت قتال کر رہے تھے' اسی زمانے میں عائشہ رضی اللہ عنہا نے حج کا ارادہ کیا' مروان وزید بن ثابت وعبدالرحمٰن ابن عتاب بن اسید بن ابی العیص ان کے پاس آئے اور سب نے عرض کی کہ اے ام المومنین اگر آپ قیام کرتیں تو خوب ہوتا۔ کیونکہ امیر المومنین جیسا کہ آپ دیکھتی ہیں' محصور ہیں' آپ کا قیام ان چیزوں میں سے ہے جس سے اللہ ان کے پاس (محاصرے کو) دور کر دے گا۔

عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں اپنی سواری پر بیٹھ چکی اور اپنے راحت وآرام کو ترک کر دیا میں قیام کرنے پر قادر نہیں ہوں۔

ان لوگوں نے پھر اسی بات کو دہرایا اور انہوں نے جو جواب دیا تھا اسی کا اعادہ کیا' مروان یہ کہتے ہوئے اٹھے:

وحرق قیس علی البلاد حتی اذا ما استعرت اجدنا

''اور قیس نے شہروں کو آگ لگا دی یہاں تک کہ جب وہ بھڑک جائے گی تو اسے گل کرے گا''۔

عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اے اشعار کو مجھ پر صادق کرنے والے' اگر تمہارے اور تمہارے ان ساتھی کے جن کے معاملے نے تمہیں مشقت میں ڈالا ہے دونوں کے پاؤں میں چکی (بندھی) ہو اور تم دونوں سمندر میں ڈوبتے ہو تب بھی مجھے کے جانا پسند ہے۔

باغیان خلافت سے مقابلہ:

عیسیٰ بن طلحہ سے مروی ہے کہ یوم الدار میں مروان سخت قتال کر رہے تھے' اس روز ان کے ٹخنے میں ایسی تلوار لگی جس سے یہ گمان ہوتا کہ وہ اس زخم سے مر جائیں گے۔

ابی حفصہ مولائے مروان سے مروی ہے کہ اس روز مروان بن الحکم رجز پڑھتے تھے اور کہتے تھے کہ کون مجھ سے قتال کرے گا۔ مقابلے پر عروہ ابن شییم بن البیاع اللیثی آیا' لیثی نے گدی پر تلوار ماری جس سے مروان اپنے منہ کے بل گر پڑا' عبید بن رفاعہ بن رافع الرزقی اٹھ کر چھری ان کے پاس تھی وہ لے کے اس کے پاس گئے کہ اس کا سر کاٹ دیں' ان کی رضاعی ماں فاطمہ الثقفیہ جو ابراہیم بن العربی حاکم یمامہ کی دادی تھیں اٹھ کر گئیں اور کہا کہ اگر تم اسے قتل کرنا چاہتے ہو تو قتل تو کر چکے' اب گوشت کاٹ کے کیا کرو گے' عبید بن رفاعہ شرما گئے اور چھوڑ دیا۔

عیاش بن عباس سے مروی ہے کہ مجھ سے اس شخص نے بیان کیا جو اس روز ابن البیاع کے پاس موجود تھا۔ ابن البیاع مروان بن الحکم سے قتال کر رہا تھا' اس کی قبا میری نظر میں ہے' جس کے دامن اس نے کمر بند کے نیچے کر لیے تھے اور قبا کے پیچھے زرہ تھی' اس نے مروان کی گدی پر ایک ضرب ماری جس نے اس کی گردن کی رگیں کاٹ دیں اور وہ اوندھے منہ گر پڑا' لوگوں نے یہ قصد کیا کہ اس کا کام تمام کر دیں' کہا گیا کہ کیا تم لوگ گوشت کاٹو گے' تو اسے چھوڑ دیا گیا۔

عبید بن رفاعہ سے مروی ہے کہ مجھ سے یوم الدار (قتل عثمان رضی اللہ عنہ) کے بعد والد نے جو مروان بن الحکم کا ذکر کر رہے تھے' کہا کہ اے اللہ کے بندو' میں نے اس کے ٹخنے پر ایسی تلوار ماری کہ میں تو یہی خیال کرتا تھا کہ وہ مر گیا' لیکن ایک عورت نے مجھے غیرت دلائی اور کہا کہ تم اس کا گوشت کاٹ کے کیا کرو گے' مجھے غیرت آئی' اور چھوڑ دیا۔

نافع سے مروی ہے کہ یوم الدار میں مروان کو ایسی تلوار ماری گئی جس نے ان کے دونوں کان کاٹ دیئے' ایک شخص آیا جو چاہتا تھا کہ ان کا کام تمام کر دے' اس کی ماں نے اس سے کہا کہ سبحان اللہ کیا تم میت کے جسم کا مثلہ (قطع اعضا) کرو گے؟ اس نے انہیں چھوڑ دیا۔

شہادت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد:

لوگوں نے کہا کہ جب عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے اور طلحہ و زبیر و عائشہ رضی اللہ عنہم خون عثمان رضی اللہ عنہ کے انتقام کی طلب میں بصرے گئیں تو مروان بن الحکم ان لوگوں کے ساتھ روانہ ہوا' اور اس روز بھی اس نے سخت قتال کیا' جب اس نے لوگوں کو بھاگتے اور طلحہ بن

عبیداللہ رضی اللہ عنہ کو کھڑے دیکھا تو کہا واللہ' عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا ذمہ دار یہی ہے' یہی سب سے زیادہ ان پر سخت تھا' میں آنکھ سے دیکھنے کے بعد کوئی علامت تلاش نہ کروں گا۔ ایک تیر نکال کے مارا اور قتل کر ڈالا۔

مروان نے اتنا قتال کیا کہ اسے بحالت زخم اٹھا کے عنزہ کی ایک عورت کے مکان پر پہنچایا گیا' ان لوگوں نے اس کا علاج کیا اور اس کی نگرانی کی' مروان کے متعلقین ان لوگوں کا اس امر پر برابر شکریہ ادا کرتے رہے۔

اصحاب جمل بھاگ گئے' مروان چھپ گیا' اس کے لیے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے امان لی گئی' انہوں نے امان دے دی' مروان نے کہا کہ مجھے اس وقت تک نہ قرار آئے گا جب تک کہ میں ان سے بیعت نہ کروں۔ وہ ان کے پاس آیا اور بیعت کی۔

مدینہ کی گورنری:

اس کے بعد مروان بن الحکم مدینے چلا گیا اور وہیں رہا یہاں تک کہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ والی خلافت ہوئے۔ ۴۲ھ میں انہوں نے مروان بن الحکم کو والی مدینہ بنا دیا' پھر اسے معزول کر دیا اور سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کو والی بنا دیا۔ انہیں بھی معزول کر کے ولید بن عتبہ بن ابی سفیان کو والی بنایا۔ وہ اس کی وفات تک مدینے کے والی رہے' مروان ان کے زمانے میں مدینے سے معزول تھا۔

واقعہ حرہ اور مروان:

یزید نے ولید بن عتبہ کے بعد عثمان بن محمد بن ابی سفیان کو والی مدینہ بنایا' ایام حرہ میں اہل مدینہ نے حملہ کیا تو انہوں نے عثمان بن محمد اور بنی امیہ کو مدینہ سے نکال دیا اور ان لوگوں کو شام کی طرف جلاوطن کر دیا' انہیں میں مروان بن الحکم بھی تھا۔

انہوں نے ان لوگوں سے قسمیں لیں کہ وہ اہل مدینہ کے پاس واپس نہ آئیں گے اور اگر قادر ہوں گے تو اس لشکر کو واپس کرانے پر قادر ہوں گے۔ جو مسلم بن عقبہ المری کے ہمراہ اہل مدینہ کی جانب روانہ کیا گیا ہے۔

یہ لوگ مسلم بن عقبہ کے سامنے آئے اسے سلام کیا' وہ ان لوگوں سے مدینہ واہل مدینہ کو دریافت کرنے لگا' مروان اسے خبر دینے لگا اور اسے لوگوں کے خلاف پراگیختہ کرنے لگا۔

مسلم نے اس سے کہا کہ تم لوگوں کی کیا رائے ہے' امیر المومنین کے پاس جاتے ہو یا میرے ساتھ چلتے ہو' ان لوگوں نے کہا کہ ہم امیر المومنین کے پاس جاتے ہیں' البتہ مروان نے کہا کہ میں تو تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔

مروان اس کے ساتھ معین و مددگار بن کے واپس ہوا اور اہل مدینہ پر فتح پائی' لوگ قتل کیے گئے' مدینہ تین مرتبہ لوٹا گیا۔ مسلم بن عقبہ نے یہ واقعہ یزید کو لکھا۔ مروان بن الحکم کا شکریہ لکھا' اپنے ساتھ اس کی مدد' اس کی خیر خواہی اور اس کے قیام کا بھی ذکر کیا۔

مروان یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس شام میں آیا' یزید نے اس کا شکریہ ادا کیا' اپنا مقرب بنایا اور نزدیکان صحبت میں سے کیا' مروان یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات تک شام میں رہا۔

یزید نے اپنے بعد اپنے بیٹے معاویہ بن یزید کو ولی عہد نامزد کیا تھا' لوگوں نے اس سے بیعت کر لی اور اس کے پاس تمام آفاق سے بیعت کی خبر آ گئی سوائے اس اختلاف کے جو ابن الزبیر اور اہل مکہ کی طرف سے ہوا۔

معاویہ بن یزید تین مہینے اور کہا جاتا ہے کہ چالیس رات والی رہے' وہ برابر گھر ہی میں رہے لوگوں کے پاس نہ آ سکے کیونکہ علیل تھے۔ دمشق میں ضحاک بن قیس الفہری کو لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم دیتے تھے' جب معاویہ بن یزید سخت علیل ہوئے تو ان سے کہا گیا کہ اگر آپ کسی کو ولی عہد اور خلیفہ بنا دیتے تو بہتر ہوتا۔

معاویہ نے کہا کہ واللہ مجھے اس خلافت نے زندگی میں کوئی نفع نہ دیا جو میں اسے مرنے کے بعد بھی اپنی گردن میں ڈالوں' اگر وہ خیر ہوتی تو آل ابی سفیان نے اس سے بہت سی خیر اس طرح جمع کر لی ہوتی کہ بنی امیہ اس کی حلاوت نہ لے جاتے اور میں اس کی تلخی کو اپنی گردن میں نہ ڈالتا۔ واللہ' اللہ تعالیٰ مجھ سے کبھی اس کی باز پرس نہ کرے گا (کہ تم نے کسی کو ولی عہد یا خلیفہ کیوں نہیں بنایا)۔

جب میں مر جاؤں تو ولید بن عتبہ بن ابی سفیان مجھ پر نماز پڑھیں اور ضحاک بن قیس لوگوں کو پنجگانہ نماز پڑھائیں' یہاں تک کہ لوگ اپنے لیے کسی کو خلیفہ منتخب کر لیں اور کوئی شخص خلافت کو قائم کرے۔

معاویہ بن یزید دفن کر دیئے گئے' تو مروان بن الحکم ان کی قبر پر کھڑا ہوا اور کہا کہ تم جانتے ہو کہ تم نے کس کو دفن کیا' لوگوں نے کہا کہ معاویہ بن یزید کو' اس نے کہا کہ یہ ابولیلیٰ ہیں' ازنم الفزاری نے کہا:

انی اری فتناً تغلی مرا جلها فالملك بعد ابی لیلی لمن غلبا

''میں دیکھتا ہوں کہ فتنوں کی دیگیں ابلتی ہیں۔ ابولیلیٰ کے بعد سلطنت اس کی ہوگی جو غالب آئے گا''۔

شام میں لوگوں میں اختلاف ہوا۔ امرائے لشکر میں سے سب سے پہلے جس نے مخالفت کی اور ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کو دعوت دی وہ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ تھے جو حمص میں تھے اور زفر بن الحارث کہ قنسرین میں تھے' دمشق میں خفیہ طور پر ضحاک بن قیس نے دعوت دی۔ پھر انہوں نے لوگوں کو ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کی بیعت کی علانیہ دعوت دی' سب نے ان کی یہ دعوت قبول کر لی اور ان کی بیعت کر لی۔

ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کو معلوم ہوا تو انہوں نے ضحاک بن قیس کو شام کی عہدہ داری کے لیے لکھ دیا' ضحاک بن قیس نے ان امرائے لشکر کو لکھا جنہوں نے ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کی بیعت کی طرف دعوت دی تھی' وہ ان کے پاس آئے۔

ابن زیاد کی سازش:

مروان نے یہ دیکھا تو وہ ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کے ارادے سے مکے روانہ ہوا کہ ان سے بیعت کرے اور ان سے بنی امیہ کے لیے امان لے لے۔ اس کے ساتھ عمرو بن سعید بن العاص بھی روانہ ہوا' یہ لوگ اذرعات میں تھے جو اب شہر البثنیہ ہے کہ عراق سے آتا ہوا عبیداللہ بن زیاد ملا' اس نے مروان سے کہا کہ کہاں کا قصد ہے' اس نے اپنا ارادہ بیان کیا' عبیداللہ نے کہا' سبحان اللہ کیا تم اپنے لیے اس بات پر راضی ہو' تم ابی خبیب سے بیعت کرو گے' حالانکہ بنی عبد مناف کے سردار ہو؟ واللہ تم ان سے زیادہ خلافت کے مستحق ہو۔

مروان نے اس سے کہا' پھر کیا رائے ہے؟ اس نے کہا کہ رائے یہ ہے کہ واپس چلو اور اپنی بیعت کی طرف دعوت دو۔ میں

قریش اور ان کے موالی کا تمہارے لیے ذمہ دار ہوں‘ ان میں سے کوئی تمہاری مخالفت نہ کرے گا۔ عمرو بن سعید نے کہا کہ عبیداللہ نے سچ کہا‘ بے شک تم قریش کی جڑ‘ ان کے شیخ اور ان کے سردار ہو‘ لوگ صرف اس لڑکے خالد بن یزید بن معاویہ کی طرف نظر کریں گے تو تم اس کی ماں سے نکاح کرلو‘ وہ تمہاری تربیت میں ہو جائے گا‘ اور اپنی طرف دعوت دو‘ میں تم سے اہل یمن کا ذمہ دار ہوں وہ لوگ میری مخالفت نہ کریں گے۔ عبیداللہ کو وہ لوگ مانتے تھے‘ عبیداللہ نے کہا کہ اس شرط پر کہ تم اپنے بعد میرے لیے بیعت لینا۔ اس نے کہا‘ ہاں۔

مروان و عمرو بن سعید اور جو لوگ ان کے ساتھ تھے واپس ہوئے۔ عبیداللہ بن زیاد جمعہ کو دمشق میں آیا‘ مسجد میں گیا‘ نماز پڑھی پھر نکلا اور باب الفرادیس میں اترا‘ روزانہ سوار ہو کے ضحاک بن قیس کے پاس جاتا‘ سلام کرتا پھر اپنے مکان واپس آجاتا۔

اس نے ایک روز ان سے کہا کہ اے ابوانیس تم پر تعجب ہے کہ شیخ قریش ہو کر ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کی طرف دعوت دیتے ہو اور اپنے آپ کو چھوڑتے ہو‘ حالانکہ لوگوں کے نزدیک تم ان سے زیادہ پسندیدہ ہو‘ لہٰذا تم اپنی طرف دعوت دو۔

انہوں نے تین دن تک اپنی طرف دعوت دی‘ اس پر لوگوں نے کہا کہ تم ہماری بیعت و عہد ایک شخص کے لیے لے چکے‘ پھر بغیر اس کے اس نے کوئی حادثہ پیدا کیا ہو تم اس کی معزولی کی طرف دعوت دیتے ہو۔ ضحاک نے یہ دیکھا تو ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کی طرف دعوت دینے پر واپس ہوئے۔ اس واقعے نے لوگوں کے نزدیک انہیں مفسد بنا دیا اور ان سے بدل کر دیا۔

عبیداللہ بن زیاد نے کہا کہ جس نے ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کی بیعت کا ارادہ کیا اس نے ان کے ساتھ مکر کیا۔ وہ مدائن اور الحصون میں جنگ کرنے اور اپنے پاس لشکر جمع کرنے نہیں آئے (یعنی ان مقامات میں) ان کے لیے جو بیعت ہوئی وہ محض تمہاری وجہ سے ہوئی) اب تم کیا چاہتے ہو‘ تم دمشق سے نکلو اور لشکروں کو اپنے ساتھ لو۔

ضحاک نکلے اور المرج میں اترے‘ عبیداللہ دمشق میں اور مروان و بنی امیہ تدمر میں‘ عبداللہ و خالد فرزندان یزید بن معاویہ الجابیہ میں اپنے ماموں حسان بن مالک بن بحدل کے پاس رہے۔

عبیداللہ نے مروان کو لکھا کہ میں لوگوں کو تمہاری بیعت کی دعوت دیتا ہوں‘ تم حسان بن مالک کو لکھو کہ وہ تمہارے پاس آئے‘ وہ تمہاری بیعت سے تمہیں ہرگز نہیں پھیرے گا۔ پھر تم ضحاک کے پاس جاؤ‘ اس نے تمہارے لیے میدان تیار کر دیا ہے۔

مروان نے بنی امیہ اور ان کے موالی کو دعوت دی‘ ان لوگوں نے اس سے بیعت کرلی‘ اس نے (زوجۂ یزید) والدۂ خالد بنت ابی ہاشم بن عتبہ بن ربیعہ سے نکاح کرلیا۔ اور حسان بن مالک بن بحدل کو لکھ کر دعوت دی کہ اس سے بیعت کرے اور اس کے پاس آئے‘ مگر اس نے انکار کیا۔

مروان کو کوئی تدبیر بن نہ پڑی تو اس نے عبیداللہ کو بلا بھیجا‘ عبیداللہ نے لکھا کہ تم اپنے ہمراہ بنی امیہ کو لے کے اس کے مقابلے کے لیے نکلو‘ مروان اور کل بنو امیہ حسان بن مالک کے مقابلے کے لیے نکلے‘ وہ الجابیہ میں تھا‘ جو لوگ وہاں تھے آپس میں اختلاف کر رہے تھے‘ مروان نے اسے اپنی بیعت کی دعوت دی۔

حسان نے کہا کہ واللہ اگر تم لوگ حسان سے بیعت کرلو گے تو تم پر کوڑے کا بندھن اور جوتے کا تسمہ اور درخت کا سایہ بھی

حسد کرے گا۔ کیونکہ مروان اور آل مروان قیس کے اہل بیت ہیں' چاہتے ہیں کہ مروان دس کا بھائی ہو اور دس کا باپ بایں ہمہ اگر تم نے اس سے بیعت کر لی تو تم لوگ ان کے غلام ہو جاؤ گے' لہٰذا تم لوگ میرا کہنا مانو' اور خالد بن یزید سے بیعت کرو۔

روح بن زنباع نے کہا کہ بڑے سے (یعنی مروان سے) بیعت کر دو اور چھوٹے کو (یعنی خالد کو) جوان ہونے دو۔

حسان بن مالک نے خالد سے کہا کہ اے میرے بھانجے میری خواہش تو تمہارے ہی بارے میں ہے مگر لوگوں نے تمہاری کم سنی کی وجہ سے انکار کیا ہے اور مروان ان لوگوں کے نزدیک تم سے اور ابن الزبیر رضی اللہ عنہما سے زیادہ محبوب ہے' خالد نے کہا کہ لوگوں نے میری بیعت سے انکار نہیں کیا بلکہ تم عاجز ہو کہ میرے لیے بیعت لو' اس نے کہا ہرگز نہیں۔

حسان اور اہل اردن نے مروان سے اس شرط پر بیعت کر لی کہ مروان سوائے خالد بن یزید کے اور کسی کے لیے بیعت نہ لے گا۔ خالد کے لیے حمص کی امارت ہوگی اور عمرو بن سعید کے لیے دمشق کی امارت ہوگی۔

الجابیہ میں مروان کی بیعت ۱۵/ ذی القعدہ ۶۴ھ یوم دوشنبہ کو ہوئی' عبید اللہ بن زیاد نے اہل دمشق سے مروان بن الحکم کے لیے بیعت لی' اس کے متعلق مروان کو لکھ دیا تو مروان نے کہا کہ اگر اللہ چاہے تو وہ میرے لیے ایسی مکمل خلافت کر دے گا کہ اس کی مخلوق میں سے کوئی شخص مجھے اس سے نہ روک سکے گا' حسان بن مالک نے کہا کہ تم نے سچ کہا۔

مروان الجابیہ سے چھ ہزار لشکر کے ہمراہ روانہ ہوا اور مرج راہط میں اترا' اس کے ساتھیوں میں سے جو دمشق وغیرہم کے لشکریوں میں سے تھے سات ہزار آدمی اس سے مل گئے' اب وہ تیرہ ہزار کے ساتھ ہو گیا جن میں اکثر پیادہ تھے' مروان کے لشکر میں صرف اسی آزاد غلام تھے جن میں چالیس عباد بن زیاد کے تھے اور چالیس باقی لوگوں کے۔

مروان کے میمنے پر عبید اللہ بن زیاد (امیر) تھا اور میسرے پر عمرو بن سعید' ضحاک بن قیس نے امرائے لشکر کو لکھا' سب اس کے پاس المرج میں پہنچ گئے اور وہ تیس ہزار کے ساتھ ہو گیا۔

ان لوگوں نے وہاں بیس روز اس طرح قیام کیا کہ روزانہ قتال کرتے' ضحاک بن قیس اور اس کے ساتھ قبیلہ قیس کے بہت سے آدمی مارے گئے' ضحاک بن قیس مارا گیا اور لوگ بھاگ گئے تو مروان اور جو لوگ اس کے ہمراہ تھے دمشق آئے' اس نے اپنے عاملوں کو لشکروں پر مقرر کر کے بھیج دیا' تمام اہل شام نے اس کی بیعت کر لی۔

خالد بن یزید سے بدسلوکی:

مروان نے خالد بن یزید بن معاویہ کو کسی قدر حکومت کا لالچ دلایا تھا' پھر اسے مناسب معلوم ہوا تو اپنے دونوں بیٹوں عبدالملک اور عبدالعزیز فرزندان مروان کو اپنے بعد خلافت کے لیے نامزد کیا' اس نے یہ چاہا کہ خالد کی قدر گھٹا دے' ان کے مرتبے میں کمی کر دے اور لوگوں کو اس سے بے رغبت کر دے حالانکہ وہ جب اس کے پاس آتا تھا تو اسے اپنے ساتھ تخت پر بٹھا لیتا تھا۔

خالد ایک روز اس کے پاس آیا اور حسب معمول اس مجلس میں بیٹھنے لگا جس میں وہ اسے اکثر بٹھاتا تھا' مروان نے اسے جھڑک دیا اور کہا کہ او' ترسرین والے کے بیٹے (تخ) دور ہو' واللہ میں نے تجھ میں ذرا بھی عقل نہ پائی۔

خالد اسی وقت غضبناک ہو کر واپس اپنی ماں کے پاس گیا اور کہا کہ تو نے مجھے رسوا کیا' تو نے میرے ساتھ قصور کیا' مجھے

سرنگوں اور ذلیل کیا۔ پوچھا کیا بات ہے؟ اس نے کہا' تو نے اس شخص کے ساتھ نکاح کیا جس نے میرے ساتھ یہ یہ کیا اور جو کچھ مروان نے کہا تھا اس سے اسے آگاہ کیا۔

ماں نے کہا کہ یہ بات تم سے کوئی اور نہ سننے پائے اور نہ مروان کو معلوم ہونے پائے کہ تم نے مجھے کچھ بتایا ہے' تم جس طرح میرے پاس آتے تھے آتے رہو' اور اس وقت تک اس بات کو پوشیدہ رکھو جب تک کہ اس کا انجام نہ دیکھ لو' میں اس کے لیے تمہیں کافی ہوں اور میں اس سے تمہاری حفاظت کروں گی۔

خالد خاموش ہو گیا اور اپنے مکان چلا گیا۔

مروان کی موت:

مروان آیا اور ام خالد بنت ابی ہاشم بن عتبہ بن ربیعہ کے پاس گیا جو اس کی بیوی تھی' اس سے کہا کہ خالد نے تم سے کیا کہا' میں نے آج اس سے کیا کہا' اور اس نے میری جانب سے تم سے کیا بیان کیا' اس نے کہا کہ خالد نے مجھ سے کچھ نہیں بیان کیا اور نہ مجھ سے کچھ کہا۔

مروان نے کہا کہ کیا اس نے تم سے میری شکایت نہیں کی' میری تقصیر جو اس کے ساتھ ہوئی اور جو گفتگو میں نے اس سے کی وہ اس نے تم سے بیان نہیں کی' اس نے کہا یا امیر المومنین تم خالد کی نظر میں بہت بزرگ ہو' وہ تمہاری تعظیم میں اس سے بہت زیادہ ہے کہ تمہاری طرف سے کچھ بیان کرے یا تم کچھ کہو تو وہ اس سے رنج کرے' تم تو اس کے والد کے قائم مقام ہو۔

مروان جھک گیا اور یہ سمجھا کہ معاملہ اسی طرح ہے جس طرح اس نے اس سے بیان کیا ہے اور اس نے سچ کہا ہے' وہ ٹھہرا رہا یہاں تک کہ جب اس کے بعد کا وقت ہوا' اور قیلولے کا وقت آیا تو وہ اس کے پاس سو گیا۔

والدہ خالد زوجۂ مروان اور اس کی باندیاں اٹھیں' دروازے بند کر دیئے' اس نے ایک تکیے کا ارادہ کیا اور اسے اس کے منہ پر رکھ دیا' پھر وہ اور اس کی باندیاں اسے بیہوش کرتی رہیں یہاں تک کہ وہ مر گیا۔

وہ کھڑی ہوئی اور اس نے اپنا گریبان چاک کر ڈالا اور اپنی باندیوں اور خدمت گاروں کو بھی حکم دیا' انہوں نے بھی چاک کیا اور اس پر چیخ چیخ کر روئیں اور کہا کہ امیر المومنین یکا یک مر گئے۔

یہ واقعہ یکم رمضان ۶۵ھ کو ہوا اور مروان اس روز چونسٹھ سال کا تھا' اس کی ولایت شام و مصر پر آٹھ مہینے سے نہ بڑھی اور کہا جاتا ہے کہ چھ مہینے سے زیادہ نہ رہی (پہلے یہ روایت آ چکی ہے کہ ۱۵/ ذی القعدہ ۶۴ھ کو مروان سے بیعت کی گئی' اس حساب سے اس کی ولایت پورے ساڑھے نو مہینے رہی)۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پیشینگوئی:

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ایک روز اسے دیکھا تو کہا کہ یہ اپنی کاکلیں سفید ہونے کے بعد ضرور ضرور گمراہی کا جھنڈا اٹھائے گا اور اس کے لیے ایک مرتبہ اس طرح حکومت ہو گی جس طرح کتا اپنی ناک چاٹتا ہے۔

اس کے بعد اہل شام نے عبدالملک بن مروان سے بیعت کر لی' شام و مصر عبدالملک کے قبضے میں رہے' جس طرح اس کے

والد کے قبضے میں تھے' عراق وحجاز ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کے قبضے میں رہے' اور دونوں کے درمیان سات سال تک فتنہ رہا۔ پھر مکے میں ابن الزبیر رضی اللہ عنہما ۱۷ ر جمادی الاولیٰ ۷۲ھ یوم سہ شنبہ کو قتل کیے گئے جو اس وقت بہتر سال کے تھے' ان کے بعد عبدالملک ابن مروان کی حکومت پورے طور قائم ہو گئی۔

مروان نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جس نے کوئی چیز صلہ رحم (قرابت) کے لیے ہبہ کی تو وہ اس میں رجوع نہ کرے۔

عثمان اور زید بن ثابت اور بسرہ بنت صفوان رضی اللہ عنہم سے بھی روایت کی ہے۔ مروان نے سہل بن سعد الساعدی سے بھی روایت کی ہے۔

مروان اپنی ولایت مدینہ کے زمانے میں اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جمع کر کے ان سے مشورہ لیتا اور جس چیز پر وہ اتفاق کرتے اسی پر عمل کرتا' اس نے پیمانہ (صاع) جمع کیے' ان سب کو جانچا اور اسے اختیار کیا جو سب سے زیادہ درست تھا' اس نے حکم دیا کہ اس سے ناپا جائے' وہ صاع مروان کہلایا' حالانکہ وہ صاع مروان نہ تھا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا صاع تھا لیکن مروان نے سب صاعوں کو جانچا تھا اور ان میں جو سب سے زیادہ درست تھا اسی پر پیمائش قائم کر دی تھی۔

عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہما:

ابن کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبدشمس بن عبدمناف بن قصی' کنیت ابوعبدالرحمٰن تھی' اور والدہ دجاجہ بنت اسماء بن الصلت بن حبیب بن حارثہ ابن ہلال بن حزام بن سمال بن عوف بن امرئ القیس بن بہثہ بن سلیم بن منصور تھیں۔

عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہما کے بارہ لڑکے اور چھ لڑکیاں پیدا ہوئیں۔

عبدالرحمٰن ام ولد سے تھے جو لاولد یوم الجمل میں مقتول ہوئے۔

عبداللہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے پہلے ہی وفات پا گئے اور عبدالملک وزینب' ان سب کی والدہ کیسہ بنت الحارث بن کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبدشمس تھیں۔ کیسہ کی والدہ بنت ارطاۃ بن عبدشرحبیل بن ہاشم بن عبدمناف بن عبدالدار بن قصی تھیں اور بنت ارطاۃ کی والدہ اروٰی بنت عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی تھیں۔

عبدالحکیم وعبدالحمید' دونوں کی والدہ ام حبیب بنت سفیان بن عویف بن عبداللہ بن عامر بن ہلال بن عامر بن عوف بن الحارث بن عبدمناۃ بن کنانہ تھیں۔

عبدالمجید ام ولد سے تھے۔

عبدالرحمٰن اصغر کہ ابوالسنابل تھے اور عبدالسلام جو لاولد مر گئے' ان دونوں کی والدہ بھی ام ولد تھیں۔

عبدالرحمٰن بھی جو ابوالنضر تھے ام ولد سے تھے۔

عبدالکریم وعبدالجبار اور امۃ الحمید' ان سب کی والدہ ہند بنت سہیل بن عمرو بن عبدشمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی تھیں' ہند کی والدہ حنفاء بنت ابی جہل بن ابی ہشام بن المغیرہ تھیں' اور حنفاء کی والدہ اروی بنت اسید بن ابی العیص

بن امیہ تھیں۔

ام کلثوم بنت عبداللہ ان کی والدہ امۃ اللہ بنت الوارث ابن الحارث بن ربیعہ بن خویلد بن نفیل بن عمرو بن کلاب تھیں۔

امۃ الغفار بنت عبداللہ ان کی والدہ ام ابان بنت مکلبہ بن جابر بن اسمین بن عمرو بن سنان بن عمرو بن ثعلبہ بن یربوع بن الدول بن حنفیہ قبیلہ ربیعہ سے تھیں۔

عبدالاعلیٰ بن عبداللہ اور امۃ الواحد ام ولد سے تھیں۔

ام عبدالملک ان کی والدہ بنی عقیل میں سے تھیں۔

حضور علیہ السلام کا شفیقانہ برتاؤ:

لوگوں نے بیان کیا کہ عبداللہ بن عامر ہجرت کے چار سال بعد مکے میں پیدا ہوئے' ۷ھ میں جب عمرہ قضا ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ کے لیے مکہ تشریف لائے تو ابن عامر کو جو تین سال کے تھے آپ کے پاس لایا گیا' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور چبا کے ان کے تالو میں لگادی' انہوں نے زبان نکال کے اسے چاٹا اور اپنا منہ کھول دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن ان کے منہ میں ڈال دیا اور فرمایا کیا یہ السلمیہ کا بیٹا ہے' لوگوں نے عرض کی' جی ہاں' فرمایا یہ ہمارا بیٹا ہے اور تم سب سے زیادہ ہمارے مشابہ ہے' وہ سیراب ہوگا۔ عبداللہ ہمیشہ شریف رہے' سخی کریم اور بہت مال واولاد والے تھے' تیرہ سال کے تھے جب ان کے یہاں عبدالرحمٰن پیدا ہوئے۔

بصرہ کی امارت:

لوگوں نے کہا کہ جب عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ والیٔ خلافت ہوئے تو انہوں نے ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ کو چار سال تک بصرے کی امارت پر برقرار رکھا جیسا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں اشعری کے بارے میں وصیت کی تھی' پھر انہیں معزول کر دیا اور بصرے پر اپنے ماموں زاد بھائی عبداللہ بن عامر بن کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس کو والی بنایا جو پچیس سال کے تھے۔

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ میں نے تمہیں کمزوری وخیانت کی وجہ سے معزول نہیں کیا' مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کا تم کو عامل بنانے کا زمانہ یاد ہے مجھے تمہاری فضیلت معلوم ہے' تم مہاجرین اولین میں سے ہو' لیکن میں عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہما کا حق قرابت ادا کرنا چاہتا ہوں اور میں نے انہیں حکم دیا ہے کہ تمہیں تیس ہزار درہم دے دیں۔

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ واللہ عثمان رضی اللہ عنہ نے مجھے بصرے سے اس حالت میں معزول کیا کہ میرے پاس نہ کوئی دینار تھا نہ درہم' یہاں تک کہ مدینے سے میرے عیال کے وظیفے آئے میں اس وقت تک بصرہ چھوڑنے کے قابل نہ ہوا جب تک کہ میرے پاس اہل وعیال کے مال میں سے دینار و درہم نہ ہوگیا۔ انہوں نے ابن عامر رضی اللہ عنہما سے کچھ نہیں لیا۔

ان کے پاس ابن عامر رضی اللہ عنہما آئے اور کہا کہ اے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ آپ کے بھائی کی اولاد میں مجھ سے زیادہ آپ کی فضیلت کا جاننے والا کوئی نہیں ہے' اگر آپ قیام کریں تو آپ ہی اس شہر کے امیر ہیں اور اگر آپ کوچ کریں تو آپ کے ساتھ احسان کیا جائے گا' انہوں نے کہا کہ اے میرے بھتیجے اللہ تمہیں جزائے خیر دے۔ پھر کوفے کی جانب کوچ کیا۔

ابن عامر سخی' بہادر' اپنی قوم اور اپنے قرابت داروں کے ساتھ احسان کرنے والے' ان لوگوں میں محبوب اور رحیم تھے' بسا

اوقات جہاد کرتے‘ لشکر میں کجاوہ گر پڑتا تو اتر کر اس کی اصلاح کرتے۔

ابن عامر رضی اللہ عنہما نے عبدالرحمٰن بن سمرہ بن حبیب بن عبدشمس کو بجستان روانہ کیا۔ انہوں نے اسے اس صلح پر فتح کیا کہ وہاں نیولے اور ساہی کو نہیں مارا جائے گا‘ یہ شرط وہاں کالے پھندار سانپ کے ہونے کی وجہ سے ہوئی‘ کیونکہ یہ دونوں انہیں کھا جاتے ہیں۔

فتوحات ابن عامر رضی اللہ عنہما:

ابن عامر رضی اللہ عنہما مقام الداور گئے اور اسے بھی فتح کیا‘ ابن عامر ملک البارز اور قلعہ ہائے فارس پر جنگ کرتے رہے‘ علاقہ اصطخر کے البیضاء کے باشندے اس پر غالب آ گئے تھے‘ ابن عامر رضی اللہ عنہما ادھر بھی گئے اور اسے دوبارہ فتح کیا انہوں نے جور کو اور علاقہ دارابجرد کے الکاریاں اور الفنسجان کو بھی فتح کیا۔

پھر ان کے دل میں خراسان کی خواہش پیدا ہوئی‘ ان سے کہا گیا کہ وہاں یزدجرد بن شہریار بن کسریٰ ہے اور اس کے پاس فارس کے کنگن ہیں‘ جس وقت اہل نہاوند کو شکست ہوئی تو وہ لوگ خزانے کسریٰ کے پاس اٹھا لے گئے تھے‘ انہوں نے اس کے بارے میں عثمان رضی اللہ عنہ کو لکھا‘ عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا اگر تم چاہو تو وہاں جاؤ۔

ابن عامر رضی اللہ عنہما نے تیاری کی‘ لشکر بھیجے اور خود بھی روانہ ہوئے‘ بصرے میں نماز پڑھانے پر ابوالاسود الدولی کو مامور کیا اور خراج پر راشد الجدیدی کو جو الازد میں سے تھے‘ پھر وہ اصطخر کے راستے پر روانہ ہوئے اور خراسان و کرمان کا درمیانی راستہ اختیار کیا۔ یہاں تک کہ جنگ طبسین کے لیے (جو خراسان کے دو شہر ہیں) نکلے اور دونوں کو فتح کر لیا‘ مقدمہ لشکر پر قیس بن الہیثم ابن اسماء بن الصلت السلمی تھے‘ ان کے ہمراہ عرب کے نوجوان تھے۔

ابن عامر رضی اللہ عنہما نے مرو کی طرف توجہ کی‘ اور حاتم بن النعمان الباہلی اور نافع بن خالد الطاحی کو روانہ کیا‘ دونوں نے آدھا آدھا شہر فتح کر لیا‘ قوت و غلبے کے ساتھ اس کے دیہات کو بھی فتح کر لیا شہر کو ان دونوں نے صلح سے فتح کیا۔

یزدجرد پہلے ہی قتل کیا جا چکا تھا‘ شکار کے لیے نکلا تھا‘ ایک چکی میں دانت بنانے والے کے پاس سے گزرا تو اس نے اسے مارا۔ دانت بنانے والا اسے برابر کلہاڑی سے مارتا رہا یہاں تک کہ اس نے اس کا بھیجہ گرا دیا۔

ابن عامر رضی اللہ عنہما نے مرو الروز کا قصد کیا اور عبداللہ بن سوار بن ہمام العبدی کو روانہ کیا‘ انہوں نے اسے فتح کیا‘ یزید الجرشی کو زام و باخرز و جوین کی جانب روانہ کیا‘ ان سب کو انہوں نے قوت و غلبے کے ساتھ فتح کیا‘ عبداللہ بن خازم کو سرخس کی جانب بھیجا‘ ان لوگوں کے رئیس (مرزبان) نے صلح کر لی۔

ابن عامر رضی اللہ عنہما نے ابرشہر‘ طوس‘ طخارستان‘ نیشاپور‘ بوشنج‘ باذغیس‘ ابیورد‘ بلخ‘ الطالقان اور الفاریاب کو بھی طاقت سے فتح کیا‘ پھر صبرہ بن شیمان الازدی کو ہرات کی جانب بھیجا‘ انہوں نے دیہات فتح کر لیے‘ شہر پر قابو نہ چلا‘ عمران بن الفضیل البرجمی کو مائل کی جانب بھیجا‘ انہوں نے اسے فتح کر لیا۔

ابن عامر رضی اللہ عنہما نے احنف بن قیس کو خراسان میں چھوڑا‘ چار ہزار آدمیوں کے ہمراہ مرو میں اترے‘ پھر حج کا احرام

باندھا۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے لکھ کر ڈرایا' انہیں کمزور بنایا اور کہا کہ تم نے مصیبت کو چھیڑ لیا۔

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے باہمی تعلق:

عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو انہوں نے کہا کہ اپنی قوم قریش کے ساتھ احسان کرو جو انہوں نے کیا' علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو تین ہزار درہم اور کپڑے بھیجے' جب درہم وغیرہ ان کے پاس آئے تو انہوں نے کہا الحمدللہ ہم دیکھتے ہیں کہ میراث محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اغیار کھاتے ہیں۔

عثمان رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو انہوں نے ابن عامر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ اللہ تمہاری رائے کو رسوا کرے' کیا تم علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو تین ہزار درہم بھیجتے ہو' انہوں نے کہا کہ میں نے بہت زیادہ دینا پسند نہ کیا اور آپ کی رائے معلوم نہ تھی' انہوں نے کہا کہ اور زیادہ دو' ابن عامر رضی اللہ عنہ نے بیس ہزار درہم اور وہ چیز جو ان درہموں کے ساتھ تھی بھیجی۔

علی رضی اللہ عنہ شام کی مسجد میں گئے اور اپنے حلقے میں پہنچے' اہل حلقہ ابن عامر رضی اللہ عنہ کے قبیلہ قریش کے ساتھ احسانات کا تذکرہ کر رہے تھے' علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ تو جوانان قریش کے سردار ہیں' جن کا کوئی مقابل نہیں ہے۔ انصار نے بھی گفتگو کی' ان لوگوں نے کہا کہ ہمارے ساتھ احسان کرنے سے ان کو مجبور کر کے اسلام لانے والوں نے محض عداوت کی وجہ سے انکار کیا۔

عثمان رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو انہوں نے ابن عامر رضی اللہ عنہما کو بلا کے کہا کہ اے ابو عبدالرحمٰن اپنی آبرو بچاؤ' انصار نے گشت کیا' ان کی زبانیں تمہیں بھی معلوم ہیں' انہوں نے انصار میں بھی خوب احسانات کیے اور کپڑے تقسیم کیے' لوگوں نے ان کی تعریف کی۔

عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ اپنے کام پر واپس جاؤ' وہ اس حالت میں واپس ہوئے کہ لوگ کہہ رہے تھے: ''ابن عامر نے کہا'' اور ''ابن عامر نے کیا'' ابن عامر نے کہا کہ جب کمائی حلال ہوتی ہے تو خرچ بھی پاک ہوتا ہے۔ اہل بصرہ جب ان کی تاب نہ لائے تو عثمان رضی اللہ عنہ کو لکھ کر جہاد کی اجازت چاہی' انہوں نے اجازت دے دی۔

ابن عامر نے ابن سمرہ کو آنے کو لکھا' وہ آئے' بست اور اس کے مضافات کو فتح کیا' کابل و زابلستان گئے اور ان دونوں کو بھی فتح کر لیا' غنائم ابن عامر کے پاس بھیج دیئے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ ابن عامر خراسان پر بتدریج قبضہ کرتے رہے یہاں تک کہ ہرات' بوشنج' سرخس' ابرشہر' طالقان' فاریاب اور بلخ فتح کر لیا' یہی خراسان تھا جو ابن عامر و عثمان رضی اللہ عنہما کے زمانے میں تھا۔

ابن عامر رضی اللہ عنہما بصرے ہی کے امیر رہے' عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے حکم سے عامر ابن عبد قیس العنبری کو بصرے سے شام بھیجا' بصرے میں بازار بنائے جس کے لیے مکانات خرید کے منہدم کیے اور بازار بنائے۔

سماجی خدمات:

وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے بصرے میں خز (سوت ریشم ملا ہوا کپڑا) پہنا' خاکی رنگ کا جبہ پہنا تو لوگوں نے کہا کہ امیر نے ریچھ کی کھال پہن لی' سرخ جبہ پہنا تو لوگوں نے کہا' کہ امیر نے لال کرتہ پہنا۔ وہ پہلے شخص ہیں کہ عرفات میں حوض بنائے' ان حوضوں تک نہر جاری کی' اور لوگوں کو سیراب کیا' جو آج تک جاری ہے۔

عمال کی شکایتیں جب زائل ہو گئیں اور عثمان رضی اللہ عنہ ان سب سے راضی ہو گئے تو ان شرائط میں جو لوگوں سے کیں یہ بھی تھا کہ ابن عامر رضی اللہ عنہما کو ان لوگوں میں محبوب ہونے اور ان کے اس قبیلہ قریش کے ساتھ احسان کرنے کی وجہ سے انہیں بصرے پر برقرار رکھے۔

لوگ عثمان رضی اللہ عنہ کے معاملے میں الجھ گئے تو ابن عامر رضی اللہ عنہما نے مجاشع بن مسعود کو بلایا اور ایک لشکر عثمان رضی اللہ عنہ کی جانب ان کی مدد کے لیے نامزد کیا' لوگ روانہ ہوئے' بلاد حجاز کے قریبی حصوں میں تھے کہ ان کے ساتھیوں میں سے ایک جماعت نکلی' ان کو ایک شخص ملا' دریافت کیا کہ کیا خبر ہے' اس نے کہا معاذ اللہ' اللہ کا دشمن پیر دراز ریش (یعنی عثمان رضی اللہ عنہ) قتل کر دیا گیا' یہ ان کے بال ہیں' زفر بن الحارث نے جو اس زمانے میں غلام تھے اور مجاشع ابن مسعود کے ساتھ تھے حملہ کر کے اسے قتل کر دیا' وہ پہلا مقتول تھا جو خون عثمان رضی اللہ عنہ میں قتل کیا گیا' مجاشع بصرے واپس گئے۔

ابن عامر رضی اللہ عنہما نے یہ دیکھا تو جو کچھ بیت المال میں تھا سب لا دلیا' بصرے پر عبداللہ بن عامر الحضرمی کو قائم مقام بنایا اور خود مکے کی طرف روانہ ہو گئے' وہاں طلحہ و زبیر و عائشہ رضی اللہ عنہم کے پاس پہنچے جو شام کا ارادہ کر رہے تھے' انہوں نے کہا کہ نہیں آپ لوگ بصرے آیئے وہاں لوگوں پر میرے احسانات ہیں' وہ مال کی جگہ ہے اور اس میں لوگوں کی ایک تعداد ہے' واللہ اگر میں چاہتا تو اس سے نہ نکلتا یہاں تک کہ بعض کو بعض سے لڑا دیتا' طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم نے کیوں نہ ایسا کیا' کیا تم شیم کے کندھوں پر ڈر گئے۔

سب کی رائے بصرے جانے پر متفق ہو گئی' ابن عامر ان لوگوں کو بصرے لائے جب جنگ جمل میں جو ہونا تھا وہ ہوا' لوگوں کو شکست ہو گئی' عبداللہ ابن عامر زبیر کے پاس آئے' ان کا ہاتھ پکڑ کے کہا کہ اے ابو عبداللہ میں تمہیں امت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں قسم دیتا ہوں' کیونکہ آج کے بعد یہ امت اندیشہ ہے کہ باقی نہ رہے گی۔ زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ دونوں لشکروں کو پریشان ہونے کے لیے چھوڑ دو' کیونکہ خوف شدید کے ساتھ امیدیں ہوتی ہیں۔

ابن عامر شام کے لشکر میں شامل ہو گئے' دمشق میں اترے' ان کے بیٹے عبدالرحمٰن جنگ جمل میں مارے گئے' انہیں سے ان کی کنیت تھی۔

حارثہ بن بدر ابو العنبس الغدانی نے ابن عامر کی روانگی دمشق کے بارے میں اشعار ذیل کہے:

اتانی من الانباء ان ابن عامر　　اناخ والقی فی دمشق المراسیا

''میرے پاس خبر آئی کہ ابن عامر نے دمشق میں قیام کیا اور (وہیں) لنگر ڈال دیئے۔

یطیف بحمامی دمشق و قصره　　بعیشك ان لم یاتك القوم راضیا

دمشق کے دونوں حمام اور اس کے ایوان کا طواف کر رہا ہے۔ تیری زندگی کی قسم اگر قوم کو خوش نہ کر سکا تو کیا ہوگا۔

رأی یوم انقاء الفراض وقیعةً　　وکان الیها قبل ذلك داعیا

وہ ایک ہنگامے کو خود دیکھ رہا ہے یہ وہی ہنگامہ ہے جس کے برپا ہونے کی پہلے خود اس نے دعوت دی تھی۔

کان السریجیات فوق رؤسهم　　بوارق غیث راح اوطف دانیا

ایسا نظر آتا ہے کہ ان کے سروں پر تلواریں اس طرح چمک رہی ہیں جیسے ابر میں برق تاباں ہو یا چمکنے کے قریب ہو۔

فتد نديد الم یر الناس مثله　　وكان عراقيافا صبح شاميا

اس نے ایسی نظیر دکھائی جیسی کسی نے نہ دیکھی تھی۔ وہ پہلے عراقی مسلک کا تھا مگر اب شامی ہو گیا''۔

جنگ صفین میں عدم شراکت:

ابن عامر رضی اللہ عنہما بصرے سے چلے گئے تو علی رضی اللہ عنہ نے وہاں عثمان بن حنیف الانصاری کو بھیجا' وہ وہیں تھے کہ عائشہ وطلحہ و زبیر رضی اللہ عنہم ان کے پاس آئے' عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہما شام میں معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے' جنگ صفین میں ان کا کوئی ذکر نہیں سنا گیا۔

البتہ جب حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے بیعت کر لی تو انہوں نے بسر بن ابی ارطاۃ کو والی بصرہ بنایا پھر معزول کر دیا' ان سے ابن عامر نے کہا کہ وہاں ایک قوم کے پاس میری کچھ امانتیں ہیں' اگر آپ مجھے والی بصرہ نہ بنائیں گے تو وہ چلی جائیں گی' انہوں نے تین سال تک ابن عامر کو والی بصرہ بنایا۔

وفات:

ابن عامر کی وفات معاویہ رضی اللہ عنہ سے ایک سال پہلے ہوئی۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ ابوعبدالرحمٰن پر رحمت کرے جن پر ہم فخر کرتے تھے اور ناز کرتے تھے۔

عبیداللہ بن عدی الاکبر رحمۃ اللہ علیہ:

ابن الخیار بن عدی بن نوفل بن عبد مناف بن قصی۔ ان کی والدہ ام قتال بنت اسید بن ابی العیص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی تھیں۔

عبیداللہ بن عدی کے یہاں مختار پیدا ہوئے' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

حمید بنت عبیداللہ کی والدہ میمونہ بنت سفیان بن فہم تھیں' عبیداللہ کی ایک بیٹی اور تھیں جن کی والدہ بھی قبیلہ فہم سے تھیں۔

عبیداللہ بن عدی نے عمر وعثمان رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ مدینے میں علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے مکان کے پاس ان کا مکان تھا' عبیداللہ بن عدی کی وفات مدینے میں ولید بن عبدالملک کی خلافت کے زمانے میں ہوئی۔ ثقہ اور قلیل الحدیث تھے۔

عبدالرحمٰن بن زید رضی اللہ عنہما:

ابن الخطاب بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن ریاح بن عبداللہ بن قرط بن زراح بن عدی بن کعب' ان کی والدہ لبابہ بنت ابی لبابہ بن عبدالمنذر ابن رفاعہ بن زنبر بن زید بن امیہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف انصار میں سے تھیں۔

عبدالرحمٰن بن زید کے یہاں عمر پیدا ہوئے' ان کی والدہ ام عمار بنت سفیان بن عبداللہ بن ربیعہ بن الحارث بن حبیب بن الحارث بن مالک بن حطیط ابن جشم بن قصی تھیں۔

عبداللہ بن عبدالرحمٰن اور ایک اور لڑکے' دونوں کی والدہ فاطمہ بنت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ تھیں فاطمہ کی والدہ ام حکیم بنت

الحارث بن ہشام ابن المغیرہ تھیں۔

عبدالعزیز اور عبدالحمید جو عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے والی کوفہ تھے اور ام جمیل وام عبداللہ' ان سب کی والدہ میمونہ بنت بشر بن معاویہ بن ثور بن عبادہ بن البکاء بنی عامر بن صعصعہ میں سے تھیں۔

اسید وابوبکر و محمد وابراہیم' ان سب کی والدہ سودہ بنت عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما تھیں۔

عبدالملک اور ام عمر و ام حمید و حفصہ وام زید' یہ سب مختلف ام ولد سے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت عبدالرحمٰن بن زید ابن الخطاب رضی اللہ عنہما چھ سال کے تھے' انہوں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے (حدیث) سنی۔

عبدالرحمٰن بن زید بن الخطاب رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں اور عاصم بن عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ دریا میں بحالت احرام تھے وہ میرا سر پانی میں ڈبو دیتے اور میں ان کا سر پانی میں ڈبو دیتا' حالانکہ عمر رضی اللہ عنہ ساحل سے دیکھ رہے تھے۔

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے عبدالحمید کے والد کی طرف دیکھا جن کا نام محمد تھا۔ ایک شخص انہیں کہہ رہا تھا کہ اے محمد اللہ تمہارے ساتھ یہ کرے اور یہ کرے اور یہ کرے' عمر رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو گالی دیتے سنا تو کہا کہ اے ابن زید قریب آؤ' کیا تم دیکھتے نہیں کہ تمہارے سبب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یا فرمایا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دی جاتی ہے۔ واللہ جب تک میں زندہ ہوں تمہیں محمد نہیں پکارا جائے گا' ان کا نام انہوں نے عبدالرحمٰن رکھا۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے عبدالرحمٰن بن زید بن الخطاب رضی اللہ عنہما کے حنوط (عطر میت) لگایا' انہیں کفن دیا' اٹھایا اور مسجد میں گئے' نماز پڑھی لیکن وضو نہیں کیا' محمد بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عبدالرحمٰن بن زید نے عبداللہ بن الزبیر بن العوام رضی اللہ عنہما کے زمانے میں وفات پائی۔

عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن زید بن الخطاب سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن بن زید یزید بن معاویہ کی طرف سے والی مکہ تھے' وہ اس کے پاس گئے اور سات روز ٹھہرے' ایک سفید پیشانی اور سفید پاؤں والے گھوڑے پر وہ اس طرح بھگاتے ہوئے نکلے کہ ان کے ہاتھ پر ایک باز تھا' میں نے کہا کہ جوان کے پاس ہے بہتر ہے' میں ان کے قریب گیا اور ان سے کلام کیا تو ان کی عقل میں فتور پایا' یزید نے انہیں مکے واپس کر دیا۔ عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما نے ان کے پاس لوگوں کی آمدورفت پسند کی۔ یزید کو یہ معلوم ہوا تو انہیں مکے سے معزول کر دیا اور حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعہ کو اس کا والی بنایا۔

عبدالرحمٰن بن سعید رحمۃ اللہ علیہ:

ابن زید بن عمرو بن نفیل بن عبدالعزیٰ ریاح بن ریاح بن قرط بن رزاح ابن عدی بن کعب ان کی والدہ امامہ بنت الدجیج قبیلہ غسان کی تھیں۔

عبدالرحمٰن بن سعید کے یہاں زید پیدا ہوئے اور سعید جن کا کوئی پس ماندہ نہ تھا اور فاطمہ' ان سب کی والدہ ام ولد تھیں۔

عمرو بن عبدالرحمٰن کی والدہ بنی خطمہ میں سے تھیں' ایک روایت یہ ہے کہ ان کی والدہ ام ثابت تھیں' یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ام

اناس بنت ثابت ابن قیس بن شماس تھیں۔

ابوبکر بن عثمان سے جو آل یربوع میں سے تھے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن ابن سعید بن زید بن عمرو العدوی عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آئے' ان کا نام موسیٰ تھا' انہوں نے ان کا نام عبدالرحمٰن رکھا جو آج تک قائم ہوگیا' یہ اس وقت ہوا جب عمر رضی اللہ عنہ نے ارادہ کیا کہ جو لوگ انبیاء کے ہم نام ہیں ان کے نام بدل دیں۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کو عبدالرحمٰن بن سعید بن زید بن عمرو بن نفیل کی طرف بلایا گیا' وہ جمعہ کی نماز کے لیے اپنے کپڑوں میں عود کی دھونی دے رہے تھے' ان کے پاس گئے' ہم لوگ بھی ساتھ ہو لیے' ان کے حکم سے میں نے عبدالرحمٰن بن سعید رحمۃ اللہ علیہ کو غسل دیا ابن عمر رضی اللہ عنہما پانی ڈالتے رہے' ایک شخص نے ان کے سر کے اگلے حصے اور چہرے کو غسل دیا' نتھنوں اور منہ میں پانی ڈالا' ان کی گردن اور سینے اور شرم گاہ کو غسل دیا۔

برہنہ کرنے سے پہلے ان کی شرم گاہ کو کپڑے سے ڈھانک کے غسل دیا' قدموں تک پہنچے تو انہیں پلٹ دیا اور پیچھے کے حصے کو غسل دیا جیسا کہ ہم نے ان کے آگے کے حصے کو غسل دیا تھا' پھر اس نے ان کے گھٹنوں کے بل بٹھا دیا اور ایک شخص نے ان کے شانے پکڑ لیے' پیٹ نچوڑا' ایک شخص ان پر پانی ڈالتا جاتا تھا۔

ایک مرتبہ پانی سے غسل دیا' دوبارہ بیری کے پانی سے' تیسری مرتبہ بھی پانی سے اور اس پر کافور چھڑکتا جاتا تھا' یہ تین غسل ہوئے' پھر انہیں کسی کپڑے سے پوچھا' نتھنوں میں' منہ اور کانوں میں اور مقام اجابت میں روئی رکھ دی۔

کفن لایا گیا جو پانچ کپڑے تھے' انہیں کرتہ پہنایا گیا جس میں گھنڈیاں نہ تھیں آگے کے حصے میں اور سر اور چہرے کے پاس حنوط (عطر میت) لگایا گیا تاآنکہ ان کے پاؤں تک پہنچ گیا' جو بڑھا وہ پاؤں پر لگا دیا گیا' چہرہ اور سر عمامے میں لپیٹا گیا' پھر تین چادروں میں رکھا گیا' وہ ان میں اس طرح اور اس طرح داخل کیے گئے گرہ نہیں لگائی گئی۔ نافع نے کہا کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمٰن بن سعید بن زید اور واقد بن عبداللہ بن عمر کو اسی طرح غسل دیا گیا۔

عبدالرحمٰن ثقہ قلیل الحدیث تھے۔

محمد بن طلحہ رضی اللہ عنہما:

ابن عبیداللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ' ان کی والدہ حمنہ بنت جحش بن رئاب تھیں' حمنہ کی والدہ امیمہ بنت عبدالمطلب بن ہاشم ابن عبد مناف بن قصی تھیں۔

محمد بن طلحہ رضی اللہ عنہما کے یہاں ابراہیم الاعرج پیدا ہوئے جو شریف و بہادر تھے' عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما نے خراج عراق کا والی بنایا تھا' اور سلیمان بن محمد' انہیں سے ان کی کنیت تھی' اور داؤد وام القاسم' ان سب کی والدہ خولہ بنت منظور بن زبان ابن سیار بن عمر بن جابر بن عقیل بن ہلال بن سمی بن مازن بن فزارہ تھیں' ان لوگوں کے اخیافی بھائی حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب تھے جن کی والدہ بھی خولہ بنت منظور بن زبان تھیں۔

نام رکھنے کے لئے حضور علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا جانا:

ابراہیم بن محمد بن طلحہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا کے یہاں محمد بن طلحہ رضی اللہ عنہما پیدا ہوئے تو انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائیں اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کا نام رکھ دیجئے' فرمایا ان کا نام محمد اور کنیت ابوسلیمان ہے' میں اپنے نام اور اپنی کنیت کو ان کے لیے جمع نہیں کروں گا۔

محمد بن طلحہ رضی اللہ عنہما کی دایہ سے مروی ہے کہ جب محمد بن طلحہ رضی اللہ عنہما پیدا ہوئے تو ہم انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تم لوگوں نے ان کا کیا نام رکھا' عرض کی محمد' فرمایا یہ میرے ہمنام ہیں' ان کی کنیت ابوالقاسم ہے۔

ابوبکر بن حفص بن عمر بن سعد سے مروی ہے کہ محمد بن طلحہ رضی اللہ عنہما اور محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوالقاسم تھی۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عبداللہ بن محمد بن عمران بن ابراہیم بن محمد بن طلحہ جو لوگوں میں سے اور ان کے اہل بیت میں سے تھے کہتے تھے کہ محمد بن طلحہ کی کنیت ابوالقاسم تھی' انہوں نے اپنے بیٹے کی بھی یہی کنیت رکھی اور ان کا نام بھی محمد رکھا' ان کے والد محمد بن عمران بن ابراہیم پہلی کنیت لیتے تھے' ابوسلیمان محمد بن طلحہ کی وہ کنیت تھی جو پہلے ہم سے روایت کی گئی' ان کے اہل بیت اسی کو بیان کرتے تھے اور اسی کو روایت کرتے تھے۔

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے عبدالحمید کے والد کی طرف دیکھا' ان کا نام محمد تھا' ایک آدمی انہیں کہہ رہا تھا کہ اللہ تمہارے ساتھ یہ کرے اور وہ کرے' انہیں گالیاں دینے لگا' عمر رضی اللہ عنہ نے اس وقت کہا کہ اے ابن زید میرے قریب آؤ' کیا میں نہیں دیکھتا کہ محمد کہ تمہارے سبب سے گالی دی جاتی ہے' واللہ جب تک میں زندہ ہوں تمہیں محمد نہیں پکارا جائے گا۔ انہوں نے ان کا نام عبدالرحمٰن رکھا۔

امیر المومنین نے طلحہ رضی اللہ عنہ کے بیٹوں کو بلا بھیجا جو اس زمانے میں سات تھے' ان کے بڑے اور سردار محمد بن طلحہ تھے' چاہا کہ ان کا نام بدل دیں تو محمد بن طلحہ نے کہا کہ یا امیر المومنین میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ واللہ جنہوں نے میرا نام محمد رکھا وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا' اٹھ جاؤ' اس کی طرف کوئی گنجائش نہیں جس کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھا۔

محمد بن عثمان العمری نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کسی کو ضرر نہ ہوگا اگر اس کے گھر میں ایک محمد یا دو محمد یا تین ہوں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ محمد بن طلحہ کی ذاتی فضیلت اور ان کی عبادت کی وجہ سے ان کا نام سجاد (بہت سجدے کرنے والا) رکھ دیا گیا تھا' انہوں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت سنی ہے' انہیں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اپنی خالہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں اترنے کا حکم دیا تھا' والد کے ہمراہ جنگ جمل میں موجود تھے اور اسی روز شہید ہوئے' ثقہ قلیل الحدیث تھے۔

جب لوگ بصرے آئے تو انہوں نے بیت المال کو لے لیا جس پر طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما نے مہر لگا دی تھی' نماز کا وقت آ گیا تو طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما ایک دوسرے پر ڈالنے لگے' قریب تھا کہ نماز فوت ہو جائے' پھر اس پر صلح ہوئی کہ ایک نماز عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما

پڑھائیں اور ایک نماز محمد بن طلحہ۔

پہلی نماز میں ابن الزبیر رضی اللہ عنہما آگے بڑھے تو انہوں محمد بن طلحہ نے پیچھے کر دیا' محمد بن طلحہ آگے بڑھے تو انہیں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے پیچھے کر دیا' دونوں نے قرعہ ڈالا تو محمد بن طلحہ رضی اللہ عنہما نے قرعہ میں انہیں غالب کر دیا' وہ آگے بڑھے اور نماز میں یہ سورۃ پڑھی: ﴿سال سائل بعذاب واقع﴾

جنگ جمل میں شرکت:

لوگوں نے بیان کیا کہ جنگ جمل میں محمد بن طلحہ نے نہایت شدید قتال کیا۔ جب معاملہ مضبوط ہو گیا اور اونٹ کے پیر کاٹ ڈالے گئے اور ہر وہ شخص قتل کر دیا گیا جس نے اس کی نکیل پکڑی' تو محمد بن طلحہ آگے بڑھے' انہوں نے اونٹ کی نکیل پکڑی جس پر عائشہ رضی اللہ عنہا تھیں' عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا: اے ام المومنین آپ کی کیا رائے ہے' انہوں نے کہا کہ میری رائے ہے کہ تم تمام بنی آدم سے (جو اس وقت موجود ہیں) بہتر ہو' وہ پکڑے رہے۔

عبداللہ بن مکعبر جو بنی عبداللہ بن غطفان کا ایک شخص تھا اور بنی اسد کا حلیف تھا سامنے آیا ان پر نیزے سے حملہ کر دیا' اس سے محمد نے کہا کہ میں تجھے "حمٓ" یاد دلاتا ہوں' مگر اس نے انہیں نیزہ مار کے قتل کر دیا۔

کہا جاتا ہے کہ جس نے انہیں قتل کیا وہ ابن مکیس الازدی تھا' بعضوں نے کہا کہ معاویہ بن شداد العبسی تھا اور بعضوں نے کہا کہ عصام بن المقشعر النصری تھا۔

محمد رحمۃ اللہ علیہ کو سجاد (بہت سجدہ کرنے والا) کہا جاتا تھا' وہ سب سے زیادہ طویل نماز پڑھنے والے تھے' ان کے قاتل نے اشعار ذیل کہے:

واشعث قوام بآیات ربّه   قلیل الاذی فیما تری العین مسلم

''وہ پریشان حالت والے کہ اپنے پروردگار کی آیتوں پر نہایت درجہ قائم رہنے والے تھے جہاں تک آنکھ دیکھ سکتی ہے بہت کم آزار مسلمان تھے۔

هتکت له بالرمح حبیب قمیصه   فَخَرّ صریعا للیدین وللضم

میں نے نیزہ سے ان کے کرتے کا گریبان چاک کر دیا۔ وہ اپنے ہاتھوں اور منہ کے بل پچھڑ کے گرے۔

یذکر فی حٰمٓ والرمح شارع   فهلّا تلاحٰمٓ قبل التقدم

مجھے اس وقت حٰم یاد دلاتا ہے جب کہ نیزہ بازی شروع ہو گئی۔ اس نوبت آنے سے پہلے خود حم کیوں نہ پڑھی۔

منی غیر شیئ غیر ان لیس تابعا   علیًّا ومن لایتبع الحق یندم

وہ کسی امر حق پر نہیں ہے جو علی کے تابع نہیں ہے اور جو حق کے تابع نہیں ہوتا وہ پشیمان ہوتا ہے''۔

لوگوں نے بیان کیا کہ جنگ جمل میں لوگ تیرہ ہزار مقتول چھوڑ بھاگے' اسی شب کو علی رضی اللہ عنہ اپنے ہمراہ روشنی لے کے مقتولین میں گئے تو محمد بن طلحہ بن عبیداللہ کی لاش پر گزرے حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی طرف اپنا سر پھیر کر کہا کہ اے حسنؓ! رب کعبہ کی قسم

جیسا کہ تم دیکھتے ہو سجاد (محمد بن طلحہ رضی اللہ عنہما) مقتول ہیں' ان کے والد نے انہیں میدان میں پچھاڑا' اگر ان کے والد نہ ہوتے اور ان کے ساتھ ان کی نیکی نہ ہوتی تو وہ اپنے تقوے اور بزرگی کی وجہ سے اس میدان میں نہ نکلتے۔

حسن رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ آپ کو انہوں نے اس سے بے نیاز نہیں کیا تھا' علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے حسنؓ! نہ میرے لیے ہے نہ تمہارے لیے' حالانکہ وہ اس سے پہلے ان سے کہہ چکے تھے کہ اے حسنؓ! تمہارے والد کو یہ پسند تھا کہ وہ اس دن سے بیس سال پہلے مر چکے ہوتے۔

ابراہیم بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عوف بن عبد عوف بن الحارث بن زہرہ بن کلاب' ان کی والدہ ام کلثوم بن عقبہ بن ابی معیط بن ابی عمرو بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف ابن قصی تھیں' ام کلثوم کی والدہ اروی بنت کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس ابن عبد مناف بن قصی تھیں' اور اروی کی والدہ ام حکیم یعنی بیضاء بنت عبدالمطلب ابن ہاشم بن عبد مناف بن قصی تھیں۔

ابراہیم بن عبدالرحمٰن کے یہاں قریر اور ام القاسم اور شفیہ جو الشفاء تھیں' پیدا ہوئیں' ان سب کی والدہ ام القاسم بنت سعد بن ابی وقاص بن اہیب ابن عبد مناف بن زہرہ تھیں۔

عمر و المسور و سعد و صالح زکریا و ام عمرو' ان سب کی والدہ ام کلثوم بنت سعد بن ابی وقاص بن اہیب بن عبد مناف بن زہرہ تھیں۔

عتیق و حفصہ کی والدہ بنت مطیع بن الاسود بن حارثہ بن نضلہ بن عوف ابن عبید بن عویج بن عدی بن کعب تھیں۔

اسحاق بن ابراہیم کی والدہ ام موسیٰ بنت عبداللہ بن عوف بن عبد عوف بن عبد بن الحارث بن زہرہ تھیں۔ عثمان بن ابراہیم ان کی والدہ علیاء بنت معروف بن عامر بن خرنق تھیں۔

ہود بن ابراہیم و شفیہ صغریٰ دونوں کی والدہ ام ولد تھیں۔

زبیر بن ابراہیم اور ام عباد دونوں کی والدہ بھی ام ولد تھیں۔

ام عمرو صغریٰ بھی ام ولد سے تھیں۔

ولید بن ابراہیم بھی ام ولد سے تھے۔

ابراہیم کی کنیت ابو اسحاق تھی۔

سعد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے رویشد الثقفی کا گھر جلا دیا جو شراب کی دکان تھی' عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں منع کیا تھا' میں نے اسے آگ کی چنگاری کی طرح بھڑکتے ہوئے دیکھا ہے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ سوائے ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف کے کسی لڑکے کا عمر رضی اللہ عنہ سے سن کر یاد کر کے روایت کرنا ہمیں نہیں معلوم۔

ابراہیم بن عبدالرحمٰن نے اپنے والد اور عثمان و علی و سعد بن ابی وقاص و عمرو بن العاص و ابی بکرہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت کی

ہے' ابراہیم بن عبدالرحمٰن کی وفات ۷۶ھ میں پچھتر سال کی عمر میں ہوئی۔

مالک بن اوس رحمۃ اللہ علیہ:

ابن الحدثان جو بنی نصر بن معاویہ بن بکر بن ہوازن بن منصور بن عکرمہ بن خصفہ بن قیس بن عیلان بن مضر میں سے تھے۔

لوگ کہتے ہیں کہ انہوں نے زمانہ جاہلیت میں گھوڑے کی سواری کی' قدیم (مسلمان) تھے لیکن اپنے اسلام میں دیر کی' ہمیں معلوم نہیں کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہو اور آپ سے کچھ روایت کی ہو' عمر بن الخطاب اور عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ ۷۲ھ میں مدینہ میں وفات ہوئی۔

عبدالرحمٰن بن عبد رحمۃ اللہ علیہ:

القاری' بنی قارہ میں سے تھے' قارہ محلم بن غالب بن عائذہ بن یثیع بن ملیح بن الھون بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر کے بیٹے تھے' ان لوگوں کا نام قارہ صرف اس لیے رکھا گیا کہ یعمر الشداخ بن عوف اللیثی نے چاہا کہ ان لوگوں کو قبیلہ کنانہ کی شاخوں میں تقسیم کر دیں تو ان میں سے ایک شخص نے کہا:

دعونا قارۃً لا تنفرونا فنجعل مثل جفال الظلیم

''ہمیں قارہ (چھوٹی پہاڑی) پر چھوڑ دو۔ ہمیں بھگاؤ نہیں کہ ہم شتر مرغ کی طرح بھاگیں''۔

اس وجہ سے ان لوگوں کا نام قارہ رکھا گیا' انہیں لوگوں کے بارے میں ایک کہنے والا کہتا ہے کہ اس نے قارہ سے انصاف کیا جس نے باہم ان سے تیراندازی کی' وہ لوگ تیرانداز تھے' قارہ حابیش میں سے تھے' حابیش میں سے حارث بن عبد مناۃ بن کنانہ اور مصطلق تھے' جن کا نام جذیمہ تھا اور حیا تھے جن کا نام عامر تھا' یہ دونوں سعد خزاعی کے فرزند تھے اور عضل تھے' قارہ الہون بن خزیمہ کی اولاد میں سے تھے' عضل ہی ابن الدیش بن محلم تھے۔

ان لوگوں کا نام احابیش اس لیے رکھا گیا کہ وہ سب متجش تھے یعنی جمع تھے' اور سب بنی بکر کے پاس خلفائے قریش تھے اور کہا جاتا ہے کہ ان لوگوں نے ایک پہاڑ پر جس کا نام حبشی تھا معاہدۂ حلف کیا تھا جو مکے سے دس میل کے فاصلے پر تھا' اسی سبب سے وہ لوگ احابیش کہلائے' قارہ نے بنی زہرہ بن کلاب میں معاہدۂ حلف کیا تھا جو جاہلیت میں حلف صحیح تھا' اور انہوں نے بنی زہرہ میں جہاں چاہا نکاح کیا' ان کی اکثر مائیں بنی زہرہ میں سے ہیں۔

عبدالرحمٰن بن عبدالقاری نے عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اور ان سے عروہ بن الزبیر نے روایت کی ہے' عبدالرحمٰن کی وفات ۸۰ھ میں عبدالملک بن مروان کی خلافت کے زمانے میں مدینے میں ہوئی' اس زمانے میں ابان بن عثمان بن عفان مدینے کے امیر تھے' وفات کے دن عبدالرحمٰن بن عبد اٹھتر سال کے تھے۔

ابراہیم بن قارظ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی قارظ' نام خالد بن الحارث بن عبید بن تیم بن عمرو بن الحارث ابن مبذول بن الحارث بن عبد مناۃ بن کنانہ تھا۔

ابو قارظ مکے میں داخل ہوئے' خوبصورت تھے اور شاعر تھے' قریش نے کہا کہ یہ ہمارے حلیف' ہمارے معاہد' ہمارے بھائی

اور ہمارے مددگار ہیں ہم سب ان کے مددگار ہیں سب نے انہیں بلایا کہ ٹھہرائیں اور نکاح کریں مگر انہوں نے کہا کہ مجھے تین دن کی مہلت دو۔

کوہ حراء پر گئے اور تین دن تک اس کی چوٹی پر عبادت کی اترے تو یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ قریش میں سب سے پہلے جو شخص ملے گا اس سے مخالفت کر لیں گے سب سے پہلے انہیں جو صاحب ملے وہ عبد عوف بن عبد بن الحارث ابن زہرہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے دادا تھے انہوں نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا دونوں روانہ ہوئے اور مسجد میں آئے بیت اللہ کے پاس کھڑے ہوئے اور معاہدہ حلف کیا عبدعوف نے ان کے لئے حلف کو مضبوط کر دیا۔

ابراہیم بن قارظ نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے (روایت) سنی ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ مجھے اہل کوفہ نے اس طرح تنگ کیا کہ نہ وہ کسی امیر سے خوش ہیں اور نہ کوئی امیر ان سے خوش ہے۔

عبداللہ بن عتبہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن مسعود بن نافل بن حبیب بن شمخ بن فار بن مخزوم بن صاہلہ بن کاہل بن الحارث بن تمیم بن سعد بن ہذیل جو بنی زہرہ بن کلاب کے حلفا تھے ان کی کنیت ابوعبدالرحمٰن تھی۔

زہری سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن عتبہ کو بازار پر عامل بنایا انہیں حکم دیا کہ سوتی کپڑے سے محصول لیا کریں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عبداللہ بن عتبہ نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے بعد کو وہ کوفہ منتقل ہو گئے اور وہیں رہے کوفے ہی میں عبدالملک بن مروان کی خلافت اور بشر بن مروان کی ولایت عراق میں ان کی وفات ہوئی۔

ثقہ و عالی قدر و کثیر الحدیث و کثیر الفتویٰ و فقیہ تھے۔

نوفل بن ایاس الہذلی رحمۃ اللہ علیہ:

نوفل بن ایاس الہذلی سے مروی ہے کہ ہم لوگ رمضان میں بزمانہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ مسجد میں (تراویح کے لیے) گروہ گروہ ہو کر یہاں اور یہاں کھڑے ہوتے تھے لوگ زیادہ خوش آواز کی طرف جھکتے تھے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں دیکھتا ہوں کہ لوگوں نے قرآن کو گانا بنا لیا ہے واللہ اگر مجھ سے ہو سکا تو ضرور اس طریقے کو بدل دوں گا وہ صرف تین ہی رات ٹھہرے کہ ابی بن کعب کو حکم دیا تو انہوں نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ عمر رضی اللہ عنہ سب سے آخری صف میں کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اگر یہ بدعت ہے تو کیسی اچھی بدعت ہے۔

حارث بن عمرو الہذلی رحمۃ اللہ علیہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پیدا ہوئے عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ سے احادیث روایت کیں جن میں نماز کے بارے میں ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ کے نام ان کا فرمان بھی ہے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ وغیرہ سے بھی روایت کی ہے۔ حارث بن عمرو کی وفات ۷۰ھ میں ہوئی۔

اور ہمارے مددگار ہیں' ہم سب ان کے مددگار ہیں' سب نے انہیں بلایا کہ ٹھہرائیں اور نکاح کریں' مگر انہوں نے کہا کہ مجھے تین دن کی مہلت دو۔

کوہ حراء پر گئے اور تین دن تک اس کی چوٹی پر عبادت کی' اترے تو یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ قریش میں سب سے پہلے جو شخص ملے گا اس سے مخالفت کر لیں گے' سب سے پہلے انہیں جو صاحب ملے وہ عبد عوف بن عبد بن الحارث ابن زہرہ' عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے دادا تھے' انہوں نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا' دونوں روانہ ہوئے اور مسجد میں آئے' بیت اللہ کے پاس کھڑے ہوئے اور معاہدہ حلف کیا' عبد عوف نے ان کے لئے حلف کو مضبوط کر دیا۔

ابراہیم بن قارظ نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے (روایت) سنی ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ مجھے اہل کوفہ نے اس طرح تنگ کیا کہ نہ وہ کسی امیر سے خوش ہیں اور نہ کوئی امیر ان سے خوش ہے۔

عبداللہ بن عتبہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن مسعود بن نافل بن حبیب بن شمخ بن فار بن مخزوم بن صاہلہ بن کاہل بن الحارث بن تمیم بن سعد بن ہذیل جو بنی زہرہ بن کلاب کے حلفا تھے' ان کی کنیت ابوعبدالرحمٰن تھی۔

زہری سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن عتبہ کو بازار پر عامل بنایا' انہیں حکم دیا کہ سوتی کپڑے سے محصول لیا کریں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عبداللہ بن عتبہ نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے' بعد کو وہ کوفہ منتقل ہو گئے اور وہیں رہے' کوفے ہی میں عبدالملک بن مروان کی خلافت اور بشر بن مروان کی ولایت عراق میں ان کی وفات ہوئی۔

ثقہ و عالی قدر و کثیر الحدیث و کثیر الفتویٰ و فقیہ تھے۔

نوفل بن ایاس الہذلی رحمۃ اللہ علیہ:

نوفل بن ایاس الہذلی سے مروی ہے کہ ہم لوگ رمضان میں بزمانہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ مسجد میں (تراویح کے لیے) گروہ گروہ ہو کر یہاں اور یہاں کھڑے ہوتے تھے' لوگ زیادہ خوش آواز کی طرف جھکتے تھے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں دیکھتا ہوں کہ لوگوں نے قرآن کو گانا بنا لیا ہے' واللہ اگر مجھ سے ہو سکا تو ضرور اس طریقے کو بدل دوں گا' وہ صرف تین ہی رات ٹھہرے کہ ابی بن کعب کو حکم دیا تو انہوں نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ عمر رضی اللہ عنہ سب سے آخری صف میں کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اگر یہ بدعت ہے تو کیسی اچھی بدعت ہے۔

حارث بن عمرو الہذلی رحمۃ اللہ علیہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پیدا ہوئے' عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ سے احادیث روایت کیں جن میں نماز کے بارے میں ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ کے نام ان کا فرمان بھی ہے' عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ وغیرہ سے بھی روایت کی ہے۔ حارث بن عمرو کی وفات ۷۰ھ میں ہوئی۔

عبداللہ بن ساعدۃ الہذلی رحمۃ اللہ علیہ:

کنیت ابو محمد تھی' انہوں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

ابن ساعدۃ الہذلی سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ جب تجار بازار میں غلے کے پاس جمع ہو جاتے تو انہیں اپنے درہ سے مارتے یہاں تک کہ وہ اسلم کی گلیوں میں گھس جاتے تھے' اور کہتے تھے کہ ہمارا راستہ بند نہ کرو' ان سے بھی روایت کی گئی ہے۔

نضر بن سفیان الہذلی رحمۃ اللہ علیہ:

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے' اور ان سے بھی روایت کی گئی ہے۔

علقمہ بن وقاص رحمۃ اللہ علیہ:

ابن محصن بن کلدہ بن عبد یالیل بن طریف بن عتوارہ عامر بن لیث بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ۔ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے' ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔ مدینے میں بنی لیث میں ان کا مکان تھا اور وہیں ان کے پس ماندگان تھے' ان کی اولاد میں سے محمد بن عمرو بن علقمہ بن وقاص وہ شخص ہیں جنہوں نے ابی مسطحہ سے روایت کی ہے۔ علقمہ بن وقاص کی وفات مدینے میں عبدالملک بن مروان کی خلافت کے زمانے میں ہوئی۔

عبداللہ بن شداد:

ابن اسامہ بن عمرو الہاد بن عبداللہ بن جابر بن عبداللہ بن جابر بن بشر بن عتوارہ ابن عامر بن لیث' ان کی والدہ سلمیٰ بنت عمیس خواہر اسماء بنت عمیس الخثعمیہ تھیں' عمرو کا نام الہادی اس لیے رکھا گیا کہ رات کے وقت راستہ چلنے والوں اور مہمانوں کے لیے روشنی کیا کرتے تھے۔

عبداللہ بن شداد نے عمر بن الخطاب اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے ثقہ و قلیل الحدیث اور شیعی تھے۔

ابن عون سے مروی ہے کہ عبداللہ بن شداد بنت حمزہ کے اخیافی بھائی تھے۔ عبداللہ بن شداد بن الہاد سے مروی ہے کیا تم جانتے ہو کہ بنت حمزہ کا مجھ سے کیا رشتہ تھا' وہ میری اخیافی بہن تھیں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عبداللہ بن شداد بکثرت کوفہ آیا کرتے اور پھر یہیں رہتے تھے' وہ بھی ان لوگوں کے ساتھ نکلے جو عبدالرحمٰن بن محمد بن الاشعث کے ساتھ نکلے تھے' جنگ دجیل میں مقتول ہوئے۔

جعونہ بن شعوب:

اسود بن عبد شمس بن مالک بن جعونہ بن عویرہ بن شجع بن عامر بن لیث کی اولاد میں تھے۔ شعوب قبیلہ خزامہ کی ایک عورت تھیں جو اسود کی والدہ تھیں' اسود ابی سفیان بن حرب کے حلیف تھے اور بحالت کفران کے ساتھ احد میں آئے تھے' یہ وہی شخص ہیں کہ یوم احد میں جب حنظلہ غسیل (ملائکہ) کو شہید کیا تو انہیں چھڑایا۔

جعونہ بن شعوب نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے (حدیث) سنی ہے۔

حماس اللیثی:

بنی کنانہ میں سے تھے‘ ابوعمرو بن حماس کے جو انہیں لوگوں میں سے تھے والد تھے‘ مدینے میں ان کا مکان تھا۔ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے‘ قلیل الحدیث شیخ تھے۔

عبداللہ بن ابی احمد:

ابن جحش بن رئاب بن یعمر بن صبرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ جو بنی عبد شمس بن عبد مناف کے حلفا تھے۔

ملیح بن عوف السلمی:

ملیح بن عوف السلمی سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اپنے مکان کے دروازے پر ایک دروازہ بنالیا ہے اور اپنے محل پر ایک بانس کا چھپر ڈال لیا ہے‘ انہوں نے محمد بن سلمہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور مجھے بھی ان کے ہمراہ جانے کا حکم دیا۔ میں بستیوں کا رہبر تھا‘ ہم دونوں روانہ ہوئے۔

امیر المومنین نے ان کو یہ حکم دیا تھا کہ اس دروازے اور چھپر کو جلا دیں اور سعد رضی اللہ عنہ کو اہل کوفہ کے لیے ان کی مسجد میں کھڑا کریں‘ یہ اس لیے کہ عمر رضی اللہ عنہ کو بعض اہل کوفہ سے خبر ملی کہ سعد رضی اللہ عنہ نے خمس کی بیع میں نرمی کی ہے۔

ہم لوگ سعد رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچے‘ انہوں نے دروازہ اور چھپر جلا دیا اور سعد رضی اللہ عنہ کو کوفے کی مساجد میں کھڑا کیا‘ لوگوں سے سعد رضی اللہ عنہ کا حال پوچھنے لگے اور کہنے لگے کہ امیر المومنین نے انہیں اس کے متعلق حکم دیا ہے‘ مگر کوئی ایسا شخص نہ ملا جو سوائے نیکی کے ان کے متعلق کچھ کہتا۔

سنین ابو جمیلہ:

بنی سلیم کے ایک شخص تھے‘ ان کی چند حدیثیں ہیں جو انہوں نے عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ سے سنیں‘ صالح بن کیسان کی حدیث میں جو زہری سے مروی ہے انہوں نے سنین ابی جمیلہ السلیطی سے روایت کی ہے‘ ان کا مکان العمق میں تھا۔

زہری سے مروی ہے کہ انہوں نے ابو جمیلہ سنین کو کہتے سنا کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایک پڑا ہوا بچہ پایا‘ میرے عریف (پرورده) نے اس کا ذکر ان سے کیا تو انہوں نے مجھے بلا بھیجا اور کہا کہ ہر لڑکا آزاد ہے‘ اس کی میراث تمہارے لیے ہے اور رضاعت ہمارے ذمے۔

مالک بن ابی عامر رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عمرو بن الحارث بن غیمان بن خثیل بن عمرو بن الحارث ذواصبح بن عوف ابن مالک بن زید بن عامر بن ربیعہ بن بنت بن مالک بن زید بن کہلان بن سبا بن معرب‘ محض ان کی فصاحت کی وجہ سے ان کا نام معرب رکھا گیا‘ اس لیے کہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے زبان عربی کو قائم کیا‘ ابن مہرم قحطان بن الہمیسع ابن تیمن بن قیس بن بنت بن اسماعیل بن ابراہیم۔

ابوبکر بن عبداللہ بن ابی اویس بن عم مالک بن انس نے مجھ سے ان کا نسب اسی طرح بیان کیا‘ مالک بن انس فقیہ اہل مدینہ مالک بن ابی عامر کی اولاد سے تھے۔

ربیع بن مالک بن ابی عامر نے اپنے والد سے روایت کی کہ ہم لوگ حج یا عمرے میں مکے کے راستے پر ایک درخت کے نیچے تھے کہ مجھ سے عبدالرحمٰن ابن عثمان بن عبیداللہ نے کہا کہ اے مالک' میں نے کہا تم کیا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا' کیا تمہیں وہ کام منظور ہے جس کی طرف ہمیں اوروں نے بلایا مگر ہم نے ان سے انکار کر دیا' میں نے کہا' کس کام کی طرف' انہوں نے کہا کہ اس امر کی طرف کہ ہمارا خون تمہارا خون ہو اور ہمارا خون رائگان تمہارا خون رائگاں ہو' قسم ہے اللہ کی جو کہتا ہے کہ دریا نے ایک بال بھی تر نہ کیا' مالک نے کہا کہ میں نے ان کی یہ بات منظور کر لی' اسی سبب سے آج تک ان لوگوں کا شمار بنی تیم میں ہے۔

مالک بن ابی عامر سے مروی ہے کہ میں جمرہ کے پاس (منیٰ میں) عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے قریب اس وقت موجود تھا جب ان کے ایک پتھر لگا جس سے ان کے خون نکل آیا' ایک آدمی نے ایک آدمی کو پکارا کہ یا خلیفہ' قبیلہ خثعم کے ایک شخص نے کہا کہ واللہ تمہارے خلیفہ گئے' کہ ان کے تو خون نکل آیا' اور ایک آدمی پکارتا ہے یا خلیفہ' آئندہ سال عمر رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا۔

مالک بن ابی عامر نے عمر و عثمان و طلحہ بن عبیداللہ و ابی ہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے وہ ثقہ تھے اور ان کی احادیث صحیح ہیں۔

عبداللہ بن عمرو رحمۃ اللہ علیہ:

ابن الحضرمی جو حلفائے بنی امیہ میں سے تھے' عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے سن کر روایت کی ہے۔

سائب بن یزید سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمرو بن الحضرمی اپنے ایک غلام کو جس نے چوری کی تھی عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لائے' ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

عبدالرحمٰن بن حاطب رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی بلتعہ لخم میں سے تھے' بنی راشدہ بن اذب بن جزیلہ بن لخم کے ایک فرد تھے اور بنی عمرو بن امیہ بن الحارث بن اسد بن عبدالعزیٰ کے حلفا تھے' عمرو بن امیہ مہاجرین حبشہ میں سے تھے۔ عبدالرحمٰن کی کنیت ابو یحییٰ تھی' نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پیدا ہوئے' عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے' ۶۸ھ میں مدینے میں ان کی وفات ہوئی۔ ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

محمد بن الاشعث:

ابن قیس بن معدی کرب بن معاویہ بن جبلہ بن عدی بن ربیعہ بن معاویہ الاکرمین ابن الحارث بن معاویہ بن الحارث الاکبر بن معاویہ بن ثور بن مرتع (بن معاویہ) ابن کندی بن عفیر' ان کی والدہ ام فروہ بنت ابی قحافہ عثمان (بن عامر) بن عمرو ابن کعب بن سعد بن تیم تھیں۔

ابراہیم سے مروی ہے کہ محمد بن الاشعث کی کنیت ابوالقاسم تھی' عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاتے تھے' لوگوں نے ان کی کنیت ابوالقاسم رکھ دی' محمد بن الاشعث نے عمر و عثمان رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ انہوں نے ان دونوں سے اپنی یہودیہ پھوپی کو دریافت کیا جو مر گئی تھی۔

عبداللہ بن حنظلہ الغسیل رضی اللہ عنہما:

ابن ابی عامر الراہب' ان کا نام عبد عمرو بن صیفی بن النعمان بن مالک ابن امۃ بن ضبیعہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو

بن عوف بن مالک بن الاوس تھا' ان کی والدہ جمیلہ بنت عبداللہ بن ابی بن سلول بنی الحبلی میں سے تھیں۔

عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہما کے یہاں عبدالرحمن وحنظلہ پیدا ہوئے' ان دونوں کی والدہ اسماء بنت ابی صیفی بن ابی عامر بن صیفی تھیں۔

عاصم والحکم کی والدہ فاطمہ بنت الحکم بنی ساعدہ میں سے تھیں۔

انس وفاطمہ کی والدہ سلمٰی بنت انس بن مدرک خثعم میں سے تھیں۔

سلیمان وعمر وامۃ اللہ' ان کی والدہ ام کلثوم بنت وحوح بن الاسلت بن جشم بن وائل بن زید جعادرہ اوس میں سے تھیں۔

سوید ومعمر وعبداللہ والحر ومحمد وام سلمہ وام حبیب وام القاسم وقریبہ وام عبداللہ' ان سب کی والدہ ام سوید بنت خلیفہ خزاعہ کے بنی عدی بن عمرو میں سے تھیں۔

غزوۂ اُحد کے بعد آپ کی پیدائش ہوئی:

حنظلہ بن ابی عامر رضی اللہ عنہ نے جب (جہاد کے لیے) احد جانے کا ارادہ کیا تو اپنی بیوی جمیلہ بنت عبداللہ بن ابی بن سلول سے صحبت کی' ہجرت کے بتیسویں مہینے شوال میں عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہما ان کے حمل میں آ گئے' حنظلہ بن ابی عامر رضی اللہ عنہ اسی روز شہید ہو گئے' انہیں ملائکہ نے غسل دیا' ان کے بیٹے کو فرزند غسیل ملائکہ کہا جاتا ہے۔

جمیلہ کے یہاں عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہما اس کے نو مہینے کے بعد پیدا ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو وہ سات برس کے تھے' بعضوں نے بیان کیا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا ہے اور عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

عبداللہ بن حنظلہ بن الراہب سے مروی ہے کہ ہمیں عمر رضی اللہ عنہ نے نماز مغرب پڑھائی' اس طرح کہ پہلی رکعت میں کچھ نہ پڑھا' دوسری رکعت میں فاتحۃ القرآن اور ایک سورۃ پڑھی' پھر دوبارہ فاتحۃ القرآن اور ایک سورۃ پڑھ کے نماز پوری کی' اس سے فارغ ہوئے تو دو سجدے کیے اور سلام پھیرا۔

ایام حرہ میں اہل مدینہ کی قیادت:

عبداللہ بن زید وغیرہم سے مروی ہے کہ شب ہائے حرہ میں اہل مدینہ اٹھ کھڑے ہوئے تو انہوں نے بنی امیہ کو مدینے سے نکال دیا اور یزید بن معاویہ کا عیب اور اس سے اختلاف ظاہر کیا' سب نے عبداللہ بن حنظلہ پر اتفاق کیا اور اپنا معاملہ ان کے سپرد کر دیا' انہوں نے ان لوگوں سے موت پر بیعت کر لی اور کہا:

''اے قوم! اللہ سے ڈرو جو یکتا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں' واللہ ہم لوگ اس وقت تک یزید کے مقابلے پر نہیں نکلے جب تک کہ ہمیں یہ خوف نہ ہوا کہ آسمان سے ہم پر پتھر برسائیں جائیں گے' وہ ایسا شخص ہے جو ماؤں بیٹیوں اور بہنوں سے نکاح کرتا ہے' شراب پیتا ہے اور نماز ترک کرتا ہے' واللہ اگر میرے ساتھ ایک شخص بھی نہ ہو تو میں (جہاد میں) اللہ کے لیے امتحان لوں گا''۔

لوگ ہر طرف سے جوق در جوق آ رہے تھے اور بیعت کر رہے تھے' ان راتوں میں عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہما کے سوائے مسجد

کے اور کوئی خواب گاہ نہ تھی۔ غذا میں قدرے ستو پینے پر اضافہ نہ کرتے جس سے روزہ افطار کر کے دوسرے دن تک اسی طرح گزارتے' وہ برابر روزہ رکھتے تھے اور تواضع کی وجہ سے انہیں آسمان کی طرف سر اٹھاتے نہیں دیکھا گیا۔

اہل مدینہ سے خطاب:

اہل شام جب وادی القریٰ کے قریب آ گئے تو عبداللہ بن حنظلہ نے لوگوں کو ظہر کی نماز پڑھائی' منبر پر چڑھے' اللہ کی حمد و ثنا بیان کی اور کہا کہ اے لوگو! تم محض اپنے دین کی وجہ سے ناراض ہو کے نکلے ہو' لہٰذا اللہ کو اچھا امتحان دو کہ وہ اس کی وجہ سے تمہارے لیے اپنی مغفرت واجب کر دے اور اس کی وجہ سے تم پر اپنی خوشنودیاں اتارے' مجھے اس شخص نے خبر دی ہے جو اس تاریک مزاج قوم کے ساتھ اترا ہے کہ آج ذی خشب اس قوم کی منزل ہے اور ان کے ہمراہ مروان بن الحکم بھی ہے' ان شاء اللہ اس کے اس عہد و پیمان کو توڑنے کی وجہ سے جو اس نے رسول اللہ ﷺ کے منبر کے پاس کیا تھا' اللہ اسے ٹھیک راستہ نہ دکھائے گا۔

لوگوں نے شور بلند کیا اور مروان کو گالیاں دینے لگے' کہنے لگے کہ وہ بزدل کا بیٹا بزدل ہے' ابن حنظلہ لوگوں کو خاموش کرنے لگے اور کہنے لگے کہ گالی کوئی چیز نہیں' البتہ سچائی سے ان کا مقابلہ کرو' واللہ جو قوم سچائی کرتی ہے وہ اللہ کی قدرت سے مدد کو گھیر لیتی ہے' انہوں نے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور قبلہ رو ہو کے کہا کہ اے اللہ ہم لوگ تجھی پر بھروسا کرتے ہیں' تجھی پر ایمان لائے ہیں اور تجھی پر ہمارا توکل ہے' تیری ہی طرف ہم نے اپنی پشتوں کا سہارا لگایا ہے' یہ کہا اور منبر پر سے اتر آئے۔

شہر نبی کی بے حرمتی کرنے والوں سے شدید جنگ:

اس قوم نے مدینے میں صبح کی' اہل مدینہ نے ان سے شدید قتال کیا' لیکن شامیوں کی کثرت ان پر غالب آ گئی' مدینے کے تمام اطراف سے ان کا دخول ہو گیا۔ عبداللہ بن حنظلہ نے اس روز دو زرہیں پہنیں اور اپنے ساتھیوں کو قتال پر ابھارنے لگے' لوگ قتال کرنے لگے اور اس قدر مقتول ہوئے کہ سوائے عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہما کے جھنڈے کے اور کچھ نظر نہ آتا تھا' اس جھنڈے کو وہ اپنے ساتھیوں کی مختصر جماعت کے ہمراہ تھامے ہوئے تھے۔

ظہر کا وقت آ گیا تو انہوں نے اپنے مولیٰ سے کہا کہ تم میری پشت کی حفاظت کرو۔ میں نماز پڑھ لوں' انہوں نے چار رکعت نماز ظہر اطمینان کے ساتھ پڑھی' جب نماز ادا کر لی تو ان کے مولیٰ نے کہا کہ اے ابو عبدالرحمٰن کوئی باقی نہ رہا' ہم کب تک ٹھہریں' ان کا جھنڈا قائم تھا جسکے گرد پانچ آدمی تھے' مولیٰ سے کہا کہ تم پر افسوس ہے ہم تو صرف اس پر نکلے ہیں کہ مر جائیں گے۔

نماز سے فارغ ہو گئے' بدن پر بہت سے زخم تھے' تلوار گلے میں ڈالی اور زرہ اتار دی' ریشم کے دو کلائی کے خول پہنے اور لوگوں کو قتال پر ابھارا' حالانکہ اہل مدینہ کھدیڑے ہوئے چوپایوں کی طرح تھے اور اہل شام انہیں ہر طرف سے قتل کر رہے تھے۔

جرأت مندانہ شہادت:

جب لوگوں کو شکست ہو گئی تو ابن حنظلہ نے زرہ پھینک دی' بالکل ننگے ہو گئے اور بلا زرہ کے قتال کرنے لگے یہاں تک کہ لوگوں نے انہیں قتل کر دیا' اہل شام میں سے کسی نے ایک تلوار ایسی ماری جس سے ان کے دونوں شانے کٹ گئے پھیپھڑا نکل آیا اور وہ گر کر شہید ہو گئے۔

مسرف اپنے گھوڑے پر مقتولین میں گھومنے لگا' ہمراہ مروان بن الحکم بھی تھا۔ عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہما پر گذر ہوا' وہ اپنی انگشت شہادت پھیلائے ہوئے تھے۔ مروان نے کہا کہ واللہ اگر تم نے اسے مرنے کے بعد کھڑا کیا ہے تو (تعجب نہیں کیونکہ) تم نے زمانہ دراز تک اسے زندگی میں بھی کھڑا کیا ہے۔

عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہما شہید ہوگئے تو لوگوں کے لیے ٹھہرنا ممکن نہ تھا' وہ ہر طرف بھاگے عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہما کے قتل کے ذمہ دار وہ شخص تھے کہ انہیں نے ابتدا کی اور ان کا سر کاٹا' ان میں سے ایک اسے مسرف کے پاس لے گیا اور کہنے لگا کہ یہ امیر قوم کا سر ہے۔

مسرف نے اپنے گھوڑے ہی پر سے سجدے کا اشارہ کیا اور کہا کہ تم کون ہو' اس نے کہا' میں بنی فزارہ کا ایک شخص ہوں' پوچھا' تمہارا نام کیا ہے' اس نے کہا مالک۔ پھر پوچھا' تم نے ان کا قتل اور ان کا سر کاٹنا اپنے ذمے لیا۔ اس نے کہا ہاں۔

ایک دوسرا شخص آیا جو اہل حمص کے السکون میں سے تھا' نام سعد بن الجون تھا' اس نے کہا اللہ امیر کی اصلاح کرے' ہم دونوں نے انہیں اپنے نیزوں سے مارنا شروع کیا' نیزے ان کے بھونک دیئے اور اپنی تلواروں سے انہیں مارا یہاں تک کہ وہ جس چیز سے لگتی تھیں' اسے ان کی باڑھیں الٹ دیتیں۔

فزاری نے کہا کہ غلط ہے' سکونی نے کہا کہ اسے طلاق وحریت کی قسم دو یعنی یہ قسم دو کہ اگر وہ جھوٹا ہے تو اس کی بیویوں پر طلاق اور اس کے تمام مملوک آزاد فزاری نے قسم کھانے سے انکار کیا سکونی نے جس طور پر کہا تھا قسم کھا لی۔ مسرف نے کہا کہ امیر المومنین (یزید) تمہارے معاملے میں فیصلہ کریں گے۔

اس نے ان دونوں کو روانہ کر دیا جو یزید کے پاس اہل حرہ اور ابن حنظلہ کے قتل کی خبر کے ساتھ آئے' اس نے ان دونوں کو بڑے بڑے انعامات دیئے اور شرف بخشا' اس کے بعد حصین بن نمیر کے پاس واپس کر دیا۔ دونوں ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کے محاصرے میں قتل کیے گئے۔

واقعہ حرہ ذی الحجہ ۶۳ھ میں ہوا۔

شہادت کے بعد خواب میں زیارت:

عبداللہ بن ابی سفیان سے مروی ہے کہ والد کو کہتے سنا کہ میں نے عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہما کو شہید ہونے کے بعد اس طرح خواب میں دیکھا کہ وہ نہایت خوبصورت تھے' پاس ان کا جھنڈا بھی تھا' میں نے کہا کہ اے ابوعبدالرحمن کیا تم مقتول نہیں ہوئے؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں' میں اپنے پروردگار سے ملا تو اس نے مجھے جنت میں داخل کر دیا' میں اس کے میووں میں جہاں چاہتا ہوں جاتا ہوں' میں نے کہا کہ آپ کے ہمراہیوں کے ساتھ کیا کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ وہ میرے ساتھ میرے اسی جھنڈے کے گرداگرد ہیں جس کی گرہ قیامت تک نہیں کھولی جائے گی۔ میں نیند سے ہوشیار ہوا تو سمجھا کہ وہ بہت بہتر ہے جو میں نے ان کے لیے دیکھا۔

محمد بن عمرو رضی اللہ عنہ:

ابن حزم بن زید بن لوذان بن عمرو بن عبد بن عوف بن غنم بن مالک ابن النجار' کنیت ابوعبدالملک تھی' ان کی والدہ عمرہ بنت

عبداللہ بن الحارثؒ ابن جماز غسانیؒ کے بنی حبالہ بن غنم میں سے تھیں کہ خزرج کے بنی ساعدہ کے حلیف تھے۔

محمد بن عمرو کے یہاں عثمان اور ابوبکر فقیہ اور ام کلثوم پیدا ہوئیں' ان کی والدہ کبشہ بنت عبدالرحمٰن بن سعد بن زرارہ بن عدس بنی مالک بن النجار میں سے تھیں۔

عبدالملک بن محمد اور عبداللہ و عبدالرحمٰن اور ام عمرو کی والدہ شبیبہ بنت النعمان بن عمرو بن النعمان بن خلدہ بن عمرو بن امیہ بن عامر بن بیاضہ تھیں۔

نام رکھنے میں حضور علیہ السلام سے مشاورت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن حزم کو نجران یمن پر عامل بنایا۔ وہاں ان کے یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ۱۰ھ میں ایک لڑکا پیدا ہوا تو انہوں نے اس کا نام محمد رکھا اور کنیت ابوسلیمانؒ' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں لکھا کہ نام محمد رکھو اور کنیت ابوعبدالملک۔ ابن حزم نے ایسا ہی کیا۔

ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے تمام لڑکوں کو جمع کیا جن کا نام کسی نبی کا نام تھا اور انہیں گھر لائے کہ نام بدل دیں' ان لوگوں کے والد آئے اور اس پر شہادت دی کہ ان میں سے اکثر کا نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھا ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کو چھوڑ دیا' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے والد بھی انہیں میں تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ محمد بن عمرو نے عمر رضی اللہ عنہ سے سنا ہے' ان سے روایت کی ہے' وہ ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔ محمد بن عمر سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک خز (سوت ریشم ملے ہوئے کپڑے) کی چادر سات سو درہم میں خریدی اور اسے اوڑھتے تھے۔

عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ محمد بن عمرو نے ایام حرہ میں اہل شام کو بہت قتل کیا' وہ ان لوگوں کے لشکر پر حملہ کر کے ان کی جماعت کو پراگندہ کر دیتے' وہ سوار تھے' اہل شام میں سے کسی نے کہا کہ اس نے ہمیں جلا دیا اور ہمیں اندیشہ ہے کہ یہ اپنے گھوڑے پر بچ جائے گا۔ لہٰذا اس پر ایک ساتھ حملہ کر دو' کسی نہ کسی سے تو شکست کھا جائے گا۔ کیونکہ ہم اسے تجربہ کار اور بہادر سمجھتے ہیں۔

لوگوں نے ان پر حملہ کر کے نیزوں پر پرو لیا' وہ مر کے گر پڑے' اہل شام کا ایک شخص ان کے گلے میں چمٹ گیا' دونوں گر پڑے' محمد بن عمرو شہید ہو گئے تو لوگ ہر طرف بھاگے' اور مدینے میں داخل ہو گئے' شامیوں کے لشکر اس میں گشت کر کے لوٹتے اور قتل کرتے تھے۔

محمد بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ محمد بن عمرو بن حزم نے یوم الحرہ میں نماز پڑھی حالانکہ ان کے زخم خون بہا رہے تھے' اور وہ صرف نیزوں میں پرو کے قتل کیے گئے۔

خالد بن القاسم نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے محمد بن عمرو کو اس حالت میں دیکھا کہ سر پر خود تھا' جب نماز پڑھنے کا ارادہ کیا تو اسے اپنے پہلو میں رکھ دیا' اور غیر مسلح ہو کے نماز پڑھی۔

ابراہیم بن یحییٰ بن زید بن ثابت سے مروی ہے کہ اس روز محمد بن عمرو اپنی بلند آواز سے کہہ رہے تھے کہ اے گروہ انصار ان

لوگوں کو بہادری سے مارو کیونکہ وہ لوگ ایسے ہیں جو طمع دنیا پر قتال کرتے ہیں اور تم لوگ وہ ہو جو آخرت پر قتال کرتے ہو وہ ان کے چھوٹے چھوٹے لشکروں پر حملہ کر کے انہیں منتشر کرنے لگے یہاں تک کہ وہ قتل کر دیئے گئے۔

عبداللہ بن ابی سفیان مولائے ابن ابی احمد بن جحش نے اپنے والد سے روایت کی کہ بدکار مسرف بن عقبہ اپنے گھوڑے پر مقتولین میں گشت کر رہا تھا' ہمراہ مروان بن الحکم بھی تھا' محمد بن عمرو بن حزم پر گذرا۔ دیکھا تو منہ کے بل پیشانی زمین پر رکھے ہوئے مردہ پڑے تھے' مروان نے کہا کہ واللہ اگر تم مرنے کے بعد اپنی پیشانی کے بل (یعنی سربسجدہ) ہو تو تم نے بہت زمانے تک زندگی میں بھی اسے فرش کیا ہے۔ مسرف نے کہا واللہ میں تو ان لوگوں کو اہل جنت ہی سمجھتا ہوں۔ مگر اہل شام تم سے یہ بات نہ سن لیں کہ تم انہیں فرمانبرداری سے تردد میں ڈال دو' مروان نے کہا کہ ان لوگوں نے (یعنی اہل مدینہ نے دین کو) متغیر کر دیا اور بدل دیا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ جنگ حرہ مدینے میں ذی الحجہ ۶۳ھ میں یزید بن معاویہ کی خلافت میں ہوئی۔ محمد بن عمرو بن حزم کے پس ماندگان مدینے اور بغداد میں تھے۔

عمارہ بن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ثابت بن الفاکہ بن ثعلبہ بن ساعدہ بن عامر بن غیان بن عامر بن حطمہ' ان کا نام عبداللہ بن جشم بن مالک بن الاوس بن حارثہ تھا' وہ انصار میں سے تھے' ان کی والدہ صفیہ بنت عامر بن طعمہ بن زید الخطمی تھیں۔

عمارہ بن خزیمہ کے یہاں اسحاق پیدا ہوئے جو لاولد مر گئے' ان کی والدہ عبیدہ بنت عبداللہ بن ثابت بن الفاکہ بن ثعلبہ بن ساعدہ تھیں۔

محمد اور صفیہ' دونوں کی والدہ ودیعہ بنت عبداللہ بن مسعود بن عبداللہ بن عمرو الخطمی تھیں۔

منیعہ بنت عمارہ اور حمادہ' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

عمارہ نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے سنا ہے اپنے والد سے کہتے تھے کہ تمہیں کیا ہوا کہ تم اپنی زمین فروخت نہیں کرتے' عمرو بن العاص سے اور اپنے والد سے بھی سنا ہے' ان کے والد خزیمہ بن ثابت ذوالشہادتین (دو شہادت والے یعنی اکیلے بجائے دو گواہوں کے قرار دیئے گئے) تھے۔

عمارہ کی کنیت ابو محمد تھی' ان کی وفات مدینے میں ولید بن عبدالملک کی ابتدائے خلافت میں ہوئی۔ اس وقت پچھتر سال کے تھے۔ ثقہ وقلیل الحدیث تھے۔

یحییٰ بن خلاد رحمۃ اللہ علیہ:

ابن رافع بن مالک بن العجلان بن عمرو بن عامر بن زریق' خزرج میں سے تھے۔

یحییٰ بن خلاد کے یہاں مالک و علی و عائشہ و عثیمہ پیدا ہوئیں' جن کی والدہ ام ثابت بنت قیس بن عمرو بن رباب بن بکر تھیں۔

ام کلثوم و حمیدہ' ان کی والدہ ام یحییٰ بنت عامر بن عمرو بن خالد بن مخلد بن عامر بن زریق تھیں۔

رملہ' ان کی والدہ کا نام ہمیں نہیں بتایا گیا۔

حضور علیہ السلام نے آپ کا نام رکھا:

علی بن یحییٰ بن خلاد سے مروی ہے کہ جب یحییٰ بن خلاد پیدا ہوئے تو انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا' آپ نے کھجور چبا کے ان کے حلق میں لگائی اور فرمایا کہ میں ان کا ایسا نام رکھوں گا کہ یحییٰ بن زکریا علیہ السلام کے بعد نہیں رکھا گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام یحییٰ رکھا۔ محمد بن عمر نے کہا کہ یحییٰ بن خلاد نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

عمرو بن سلیم رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عمرو بن خلدہ بن مخلد بن عامر بن زریق' خزرج میں سے تھے' ان کی والدہ النوار بنت عبداللہ بن الحارث بن جماز حلیف بنی ساعدہ تھیں' جماز غسان کے حبالہ بن غنم میں سے تھے۔

عمرو بن سلیم کے یہاں عثمان اور نعمان پیدا ہوئے' ان کی والدہ حبیبہ بنت النعمان بن عجلان بن النعمان بن عامر بن عجلان بن عمرو بن عامر بن زریق انصار میں سے تھیں۔

سعد و ایوب' دونوں کی والدہ ام البنین بنت ابی عبادہ سعد بن عثمان ابن خلدہ بن مخلد بن عامر بن زریق تھیں۔

عمرو بن سلیم نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے' وہ بالغ ہونے کے قریب تھے' نیز انہوں نے ابوقتادہ الانصاری اور ابوحمید الانصاری سے بھی روایت کی ہے' ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

حنظلہ بن قیس رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عمرو بن حصن بن خلدہ بن مخلد بن عامر بن زریق' ان کی والدہ ام سعد بنت قیس بن حصن بن خلدہ بن مخلد بن عامر بن زریق تھیں۔

حنظلہ بن قیس کے یہاں محمد و ام جمیل پیدا ہوئیں' دونوں کی والدہ ام عیسیٰ بنت عبداللہ بن ہشام بن زہرہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ قریش میں سے تھیں۔

عمرو بن حنظلہ کی والدہ ام عثمان بنت عمرو بن عبداللہ بن عمرو بن حصن بن خلدہ بن مخلد بن عامر بن زریق تھیں۔

عمرو اصغر' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

عبداللہ' ان کی والدہ ام موسیٰ بنت الحارث بن عتبہ بن عبید بن المعلیٰ ابن لوذان بن حارثہ غضب بن جشم بن الخزرج کی اولاد میں تھیں۔

عبیداللہ و سعد فرزندان حنظلہ' ان دونوں کی والدہ کا نام ہمیں نہیں بتایا گیا۔

زہری سے مروی ہے کہ میں نے انصار میں سے کسی کو حنظلہ بن قیس الزرقی سے زیادہ ہوشیار اور عمدہ رائے والا نہیں دیکھا گویا وہ قیس کے آدمی تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ حنظلہ بن قیس نے عمر و عثمان و رافع بن خدیج رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے اور زہری نے ان سے روایت کی ہے۔ ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

ابو ہارون مسعود بن الحکم رحمۃ اللہ علیہ:

ابن الربیع بن عامر بن خالد بن عامر بن زریق' ان کی والدہ حبیبہ بنت شریق بن ابی خثمہ' ہذیل میں سے تھیں۔

مسعود بن الحکم کے یہاں ابراہیم و عیسیٰ و ابوبکر و سلیمان و موسیٰ و اسماعیل و داؤد و یعقوب و عمران و ایوب اکبر و ام ابراہیم پیدا ہوئے' ان سب کی والدہ میمونہ بنت ابی عبادہ سعد بن عثمان بن خلدہ بن مخلد بن عامر بن زریق تھیں۔

ایوب اصغر و سارۃ کی والدہ ام عمرو بنت المثنیٰ بن حکیم بن بخیہ بن ربیعہ ابن ریاح بن عوف بن ربیعہ بن ہلال بن شمخ بن فزارہ تھیں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ مسعود بن الحکم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پیدا ہوئے' کنیت ابو ہارون تھی' بڑے شریف بامروت اور ثقہ تھے۔ عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے اور ان سے محمد بن المنکدر اور ابوالزناد نے روایت کی ہے۔

مخلد رحمۃ اللہ علیہ:

ابوالحارث بن مخلد الزرقی' کتاب نسب الانصار میں سے ہم ان کے نسب پر اتنا واقف نہ ہوئے جتنا ہم چاہتے تھے۔ مخلد نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے سنا ہے۔

عبداللہ بن ابی طلحہ رحمۃ اللہ علیہ:

نام زید بن سہل بن الاسود بن حرام بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک بن النجار تھا' ان کی والدہ ام سلیم بنت لحان بن خالد بن زید بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار تھیں جو انس بن مالک کی والدہ تھیں۔

عبداللہ بن ابی طلحہ کے یہاں قاسم ام ولد سے پیدا ہوئے۔

عمیر و زید و اسماعیل و یعقوب و اسحاق و عبدہ و ام ابان' ان کی والدہ شبیبہ بنت رفاعہ بن رافع بن مالک بن العجلان الزرقی تھیں۔

محمد بن عبداللہ' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

عبداللہ بن عبداللہ اور کلثوم ام ولد سے تھے۔

ابراہیم و رقیہ و ام عمروٗ ان کی والدہ عائشہ بنت جابر بن صخر بن امیہ ابن خنساء بنی سلمہ میں سے تھیں۔

عمر بن عبداللہ اور معمر و عمارہ' ان کی والدہ ام کلثوم بنت عمرو بن حزم بن زید بنی مالک بن النجار میں سے تھیں۔

جنگ حنین میں عبداللہ ام سلیم کے حمل میں تھے' وہ حنین میں موجود تھیں۔ عبداللہ مدینے میں ابوطلحہ ہی کے مکان میں رہے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرزند ابی طلحہ بیمار تھے' ابوطلحہ رضی اللہ عنہ روانہ ہو گئے' بچے کی وفات ہو گئی' واپس آئے تو پوچھا کہ میرا بیٹا کیسا ہے' ام سلیم نے کہا کہ جیسا وہ تھا اس سے اب بہت سکون میں ہے' وہ ان کے پاس شب کا کھانا لائیں' انہوں نے کھایا' پھر ان سے صحبت کی' جب فارغ ہوئے تو ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ بچے کو دفن کرو۔

سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں:

ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے صبح کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کو خبر دی' فرمایا کہ کیا آج شب کو تم نے صحبت کی ہے۔

عرض کی جی ہاں' فرمایا: اے اللہ ان دونوں کے لیے برکت کر۔ ام سلیم کے یہاں ایک لڑکا پیدا ہوا' پھر مجھ سے (یعنی انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے) ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اسے یاد رکھنا تا کہ ہم اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائیں۔

وہ اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے اور اس کے ساتھ چند کھجوریں بھی بھیجیں' نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بچے کو لے لیا اور پوچھا' کیا اس کے ساتھ کچھ ہے' لوگوں نے عرض کی جی ہاں کھجوریں ہیں' نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجوریں لیں انہیں چبایا اور اپنے منہ سے لے کر بچے کے منہ میں کر دیا اس کے تالو میں لگایا اور اس کا نام عبداللہ رکھا۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ام سلیم کا ایک لڑکا جو ابوطلحہ سے تھا سخت بیمار ہو گیا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ مسجد چلے گئے اس لڑکے کی وفات ہو گئی' ام سلیم رضی اللہ عنہا نے اس کی ضروریات مہیا کر لیں اور کہا کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو بیٹے کی موت کی خبر نہ کرنا' وہ مسجد سے واپس آئے تو بیوی نے شام کا کھانا جس طرح تیار کرتی تھیں کیا۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا بچہ کیسا ہے؟ انہوں نے کہا کہ جیسا تھا اس سے بہتر ہے۔

ام سلیم شام کا کھانا ان کے پاس لائیں' انہوں نے اور جو احباب ان کے ساتھ تھے سب نے کھایا' پھر وہ اٹھ کر اس کام کو گئیں جس کے لیے عورت جاتی ہے (یعنی زینت کے لیے) انہوں نے اپنی بیوی سے صحبت کی۔ جب آخر شب ہوئی تو بیوی نے کہا کہ اے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کیا تم فلاں کو دیکھتے نہیں کہ ان لوگوں نے کوئی چیز عاریت لی اور اس سے فائدہ اٹھایا' جب وہ ان سے مانگی گئی تو یہ ان پر گراں گزرا۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ان لوگوں نے انصاف نہیں کیا' بیوی نے کہا کہ تمہارا فلاں بیٹا بھی اللہ کی طرف سے عاریت تھا' اس نے اسے اپنے پاس کر لیا' انہوں نے ''انا للہ الخ'' پڑھا اور الحمد للہ کہا۔

صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' آپ نے انہیں دیکھا تو فرمایا کہ اللہ تم دونوں کی شب میں برکت دے۔ عبداللہ بن ابی طلحہ ان کے حمل میں آ گئے وہ رات کو پیدا ہوئے تو انہیں یہ گوارا نہ ہوا کہ بغیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کے تالو میں کچھ لگائے ہوئے خود اس کے تالو میں کچھ لگائیں۔ انہوں نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ہمراہ بھیجا۔

انس نے کہا کہ میں نے عجوہ کھجوریں لیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اونٹوں پر قطران لگا رہے تھے' عرض کی' آج شب کو ام سلیم کے یہاں بچہ پیدا ہوا' انہوں نے اس کے تالو میں کچھ لگانا بغیر آپ کے لگائے ہوئے پسند نہ کیا' فرمایا' تمہارے ساتھ کچھ ہے' عرض کی' عجوہ کھجوریں ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کھجور لے کے چبائی اور اپنے لعاب میں ملا کے اس کے منہ میں ڈال دی' بچہ چاٹنے لگا' فرمایا کہ انصار کی پسندیدہ چیز کھجور ہے۔ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا نام رکھ دیجئے۔ فرمایا اس کا نام عبداللہ ہے۔

عبداللہ ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

محمد بن ابی ابن کعب رحمۃ اللہ علیہ:

ابن کعب بن قیس بن عبید بن زید بن معاویہ بن عمرو بن مالک بن النجار' ان کی والدہ ام الطفیل بنت الطفیل بن عمرو بن المنذر بن سبیع بن عبد نہم قبیلہ دوس کی تھیں۔

محمد بن ابی کے یہاں قاسم اور ابی اور معاذ اور عمرو اور محمد اور زیاد پیدا ہوئے۔ ان کی والدہ عائشہ بنت معاذ بن الحارث بن رفاعہ بن الحارث بن سواد بنی مالک بن النجار میں سے تھیں۔

محمد بن ابی کی کنیت ابو معاذ تھی۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں پیدا ہوئے' انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی اور ان سے بسر بن سعید نے روایت کی۔ ثقہ اور قلیل الحدیث تھے۔ محمد یوم الحرہ میں مقتول ہوئے جو ذی الحجہ ۶۳ھ میں یزید بن معاویہ کی خلافت میں پیش آیا۔

طفیل بن ابی رحمۃ اللہ علیہ:

ابن کعب بن قیس بن عبید بن زید بن معاویہ بن عمرو بن مالک بن النجار' والدہ ام الطفیل بنت الطفیل بن عمرو بن المنذر بن سبیع بن عبد نہم قبیلہ دوس میں سے تھیں۔

طفیل بن ابی کے یہاں ابی و محمد اور عبدالعزیز و عثمان اور ام عمرو پیدا ہوئیں۔ ان کی والدہ ام القاسم بنت محمد بن ابی ذرہ بن معاذ بن زرارہ قبیلہ اوس کے بنی ظفر میں سے تھیں۔

طفیل بن ابی کا لقب ابو بطن تھا' عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے دوست تھے' انہوں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اور اپنے والد اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے' ثقہ اور درست حدیث والے تھے۔

ان دونوں کے بھائی:

ربیع بن ابی رحمۃ اللہ علیہ:

ابن کعب بن قیس بن عبید بن زید بن معاویہ بن عمرو بن مالک بن النجار' ان سے اور ان کے والد سے بھی مروی ہے کہ نبی ﷺ نے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم نے نکاح کیا' انہوں نے کہا جی ہاں۔ (بروایت عثمان بن عمر از موسیٰ ابن دہقان)۔

محمود بن لبید رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عقبہ بن رافع بن امرئ القیس بن زید بن عبدالاشہل' ان کی والدہ ام منظور بنت محمود بن مسلمہ بن خالد بن عدی قبیلہ اوس کے بنی حارثہ میں سے تھیں۔

محمود بن لبید کے یہاں حضیر و ام منظور پیدا ہوئیں' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

عمارہ ام کلثوم' ان کی والدہ بھی ام ولد تھیں۔

شیبہ کی والدہ بنت عمر بن ضمرہ' قیس عیلان کے بنی فزارہ میں سے تھیں۔

ام لبید اور ان کی والدہ بھی ام ولد تھیں۔

محمود بن لبید رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں پیدا ہوئے' انہیں کے والد کے بارے میں یہ رخصت آئی کہ جو روزہ پر قادر نہ ہو وہ مساکین کو کھانا کھلا دے' محمود بن لبید نے عمر رضی اللہ عنہ سے سنا ہے ان کے پس ماندگان تھے جو مر گئے' ان میں سے کوئی باقی نہ رہا۔

محمود بن لبید کی وفات ۹۶ھ میں مدینے میں ہوئی۔ ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

سائب بن ابی لبابہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبدالمنذر بن رفاعہ بن زنبیر بن زید بن امیہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو ابن عوف بن مالک بن الاوس۔

سائب بن ابی لبابہ کے یہاں حسین و ملیکہ پیدا ہوئے۔ دونوں کی والدہ ام الحسن بنت رفاعہ بن شہران بن خالد بن ثعلبہ بن العجلان تھیں اور قضاعہ حلیف بنی عمرو ابن عوف میں سے تھیں۔

معاویہ بن السائب اور بشیر اور ام الحسن کی والدہ ام ولد تھیں۔

زینب بنت السائب کی والدہ بھی ام ولد تھیں۔

سائب بن ابی لبابہ کی کنیت ابو عبدالرحمٰن تھی۔ نبی ﷺ کے زمانے میں پیدا ہوئے' عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ قلیل الحدیث اور ثقہ تھے۔

ولید بن عبدالملک کی خلافت میں مدینے میں وفات ہوئی۔

عبدالرحمٰن بن عویم رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ساعدہ بن عائش بن قیس بن النعمان بن زید بن امیہ' ان کی والدہ کا نام ہمیں نہیں بتایا گیا۔

عبدالرحمٰن نبی علیہ السلام کے زمانے میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے عبدالملک بن مروان کے آخر زمانہ خلافت میں مدینے میں وفات ہوئی' ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔ ان کے بھائی:

سوید بن عویم:

ابن ساعدہ' ان کی والدہ امامہ بنت بکر بن ثعلبہ بنی غضب بن جشم بن الخزرج میں سے تھیں' ذی الحجہ ۶۳ھ میں یوم الحرہ میں مقتول ہوئے۔

ایوب بن بشیر رحمۃ اللہ علیہ:

ابن سعد بن النعمان بن اکال بن نوذان بن الحارث بن امیہ بن معاویہ' ابن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف' انصار کی شاخ اوس میں سے تھے۔ کنیت ابو سلیمان تھی' نبی ﷺ کے عہد میں پیدا ہوئے' انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اور ان سے زہری نے۔ ثقہ تھے' کثیر الحدیث نہ تھے' جنگ حرہ میں شریک ہوئے' اس میں ان کے بہت سے زخم آئے اس کے دو سال بعد وفات ہوئی۔ اس وقت پچھتر سال کے تھے' ان کی اولاد میں عبداللہ بن ایوب تھے جو لاولد مر گئے' ان کا کوئی پس ماندہ نہ رہا۔

ثعلبہ بن ابی مالک القرظی رحمۃ اللہ علیہ:

ابو مالک کا نام عبداللہ بن سام تھا' ثعلبہ کی کنیت ابو یحییٰ تھی' ابو مالک یمن سے آئے اور کہا کہ ہم لوگ کندہ سے ہیں جو دین یہود پر ہیں' انہوں نے ابن سعیہ کے یہاں شادی کی جو بنی قریظہ میں سے تھے اور انہیں لوگوں سے معاہدۂ حلف کر لیا' اسی لیے قرظی کہلائے۔

ثعلبہ نے عمر وعثمان رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے' ان کی کنیت ابوجعفر تھی جو داؤد ابن سنان کی روایت سے معلوم ہوئی۔

داؤد بن سنان سے مروی ہے کہ میں نے ثعلبہ کو دیکھا کہ اپنا سر اور داڑھی مہندی سے زرد رنگتے تھے۔ محمد بن عمر نے کہا کہ ثعلبہ اپنی وفات تک بنی قریظہ کے امام رہے' اور بوڑھے تھے اور قلیل الحدیث تھے۔

ولید بن عبادہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن الصامت بن قیس احرم بن فہر بن ثعلبہ بن غنم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج' ان کی والدہ جمیلہ بنت ابی صعصعہ تھیں' اور وہ عمرو بن زید بن عوف بن مبذول بن عمرو ابن غنم بن مازن بن النجار تھے۔ ولید بن عبادہ کے یہاں خالد پیدا ہوئے' ان کی والدہ قبیلہ طے کی تھیں۔

محمد' ان کی والدہ حبہ بنت النعمان بن مالک بن ثعلبہ بن اصرم بن فہر ابن ثعلبہ بن غنم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج تھیں۔

عبادہ اور حارث اور مصعبا اور عبداللہ اور مسلمہ' ان کی والدہ بزیعہ بنت ابی حارثہ بن اوس بن سکن بن عدی بن عبید بن فہر بن ثعلبہ بن غنم بن عوف بن عمرو ابن عوف بن الخزرج تھیں۔

صالح کی والدہ بنی سعد بن بکر بن ہوازن سے تھیں۔

ہشام کی والدہ ام ولد تھیں۔

یحییٰ کی والدہ بھی ام ولد تھیں۔

ام عیسیٰ اور حکیمہ' ان کی والدہ بھی ام ولد تھیں۔

ولید بن عبادہ آخر عہد نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں پیدا ہوئے' ان کی وفات شام میں خلافت عبدالملک بن مروان کے زمانے میں ہوئی۔ ثقہ وکثیر الحدیث تھے۔

سعید بن سعد رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبادہ بن دلیم بن حارثہ بن ابی حزیمہ بن ثعلبہ بن طریف بن الخزرج ابن ساعدہ بن کعب بن الخزرج' ان کی والدہ غزیہ بنت سعد بن خلیفہ بن الاشراف ابن ابی حزیمہ ثعلبہ بن ظریف بن الخزرج بن ساعدہ بن کعب بن الخزرج تھیں۔

سعید بن سعد کے یہاں شرحبیل وخالد واسماعیل وزکریا ومحمد وعبدالرحمن وحفصہ وعائشہ پیدا ہوئیں۔ ان سب کی والدہ ثبیتہ بنت ابی الدرداء عویمر بن زید ابن قیس بن عائشہ بن امیہ بن مالک بن عامر بن لوی بن کعب بن الخزرج بن الحارث بن الخزرج تھیں۔

یوسف' ان کی والدہ ام یوسف بنت ہمام قبیلہ ہوازن کے بنی نصر بن معاویہ میں سے تھیں۔ یحییٰ وعثمان وغزیہ وعبدالعزیز وام ابان وام البنین مختلف ام ولد سے تھے۔

سعید بن سعد نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا شرف پایا ہے' بعض روایتوں میں ہے کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا بھی ہے۔ ثقہ وقلیل الحدیث تھے۔

عباد بن تمیم رحمۃ اللہ علیہ:

ابن غزیہ بن عمرو بن عطیہ بن خنساء بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن بن النجار' ان کی والدہ ام ولد تھیں' دو حقیقی بھائی معمر و ثابت فرزندان تمیم تھے' جو یوم الحرہ میں ذی الحجہ ۶۳ھ میں مقتول ہوئے۔

موسیٰ بن عقبہ سے مروی ہے کہ عباد بن تمیم المازنی نے کہا کہ میں غزوۂ خندق میں پانچ سال کا تھا' مجھے کچھ باتیں یاد ہیں' ہم لوگ عورتوں کے ساتھ قلعوں میں تھے' اہل قلعہ بجز باری باری کے سوتے نہ تھے' اس خوف سے کہ بنی قریظہ ان پر حملہ نہ کر دیں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ زہری نے عباد بن تمیم سے روایت کی ہے۔

محمد بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ:

ابن قیس بن شماس بن مالک بن امرئ القیس بن مالک الاغر بن ثعلبہ بن کعب ابن الخزرج بن الحارث بن الخزرج ان کی والدہ جمیلہ بنت عبداللہ بن ابی ابن سلول بنی الحبلی میں سے تھیں' ان کے اخیافی بھائی عبداللہ بن حنظلہ بن ابی عامر راہب تھے' حنظلہ وہی ہیں جو غسیل ملائکہ تھے۔

محمد بن ثابت کے یہاں عبداللہ پیدا ہوئے جو یوم الحرہ میں مقتول ہوئے' سلیمان بھی یوم الحرہ میں مقتول ہوئے اور یحییٰ بھی' ان کی والدہ ام عبداللہ بنت حفص ابن صامت بن حارثہ بن عدی بن قیس بن زید بن مالک بنی الحارث بن الخزرج میں سے تھیں۔

اسماعیل و عائشہ کی والدہ ام کثیر بنت النعمان بن العجلان بن النعمان بن عامر ابن العجلان بن عمرو بن عامر بن زریق تھیں۔

اسحاق و ابراہیم و یوسف و قریبہ' ان کی والدہ امۃ اللہ بنت السائب ابن خلاد بن سوید بن ثعلبہ بن عمرو بن حارثہ بن امرئ القیس بنی الحارث بن الخزرج میں سے تھیں۔

عیسیٰ و حمیدہ کی والدہ ام عون بنت عبدالرحمٰن بن معمر بن عبداللہ بن ابی ابن سلول بنی الحبلی میں سے تھیں۔

سعد بن الحارث رحمۃ اللہ علیہ:

ابن الصمہ بن عمرو بن عتیک بن عمرو بن مبذول اور وہ عامر بن مالک بن النجار تھے' ان کی والدہ ام الحکم تھیں' وہ خولہ بنت عقبہ بن رافع بن امرئ القیس بن زید بن عبدالاشہل قبیلہ اوس میں سے تھیں۔

سعد بن الحارث کے یہاں صلت اور ام الفضل پیدا ہوئیں' ان کی والدہ جمال بنت قیس بن مخرمہ بن المطلب بن عبد مناف بن قصی قریشی تھیں۔

عمرو' ان کی والدہ ام سعید بنت سہل بن عتیک بن النعمان بن عمرو ابن مبذول تھیں۔ سعد بن الحارث صفین میں علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی ہمراہی میں مقتول ہوئے۔

ابوامامہ بن سہل رحمۃ اللہ علیہ:

ابن حنیف بن واہب بن الحکیم بن ثعلبہ بن مجدعہ بن عمرو جو خزرج بن عوف بن عمرو بن عوف تھے اور اوس میں سے تھے' ان

کی والدہ حبیبہ بنت ابی امامہ اسعد بن زرارہ بن عدس بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار تھیں۔ حبیبہ مبایعات میں سے تھیں' ابوامامہ کا نام اسعد اپنے نانا کے نام پر تھا اور کنیت بھی انہیں کی کنیت پر تھی' ان کے نانا اسعد بن زرارہ بنی النجار کے نقیب (کفیل و ذمہ دار) تھے۔

ابوامامہ بن سہل کے یہاں محمد وسہل وعثمان وابراہیم ویوسف یحییٰ وایوب وداؤد وحبیبہ وامامہ پیدا ہوئیں' ان سب کی والدہ ام عبداللہ بنت عتیک بن الحارث بن عتیک بن قیس بن ہیشہ بن الحارث اوس کے بنی معاویہ میں سے تھیں۔

صالح بن ابی امامہ' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ہم سے یہ بیان کیا گیا ہے کہ یہ وہی تھے جن کی کنیت و نام اپنے نانا کی کنیت و نام پر رسول اللہ ﷺ نے ابوامامہ واسعد رکھا۔ ہمیں یہ نہیں معلوم ہوا کہ انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ سے بھی کچھ روایت کی' عثمان ومعاویہ وزید بن ثابت اور اپنے والد سہل بن حنیف رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے۔ ثقہ وکثیر الحدیث تھے۔

عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ رحمۃ اللہ علیہ

ابی عمرہ کا نام بشیر بن عمرو بن محصن بن عمرو بن عتیک بن عمرو بن مبذول تھا' اور مبذول عامر بن مالک بن النجار تھے' ان کی والدہ ہند بنت القوم بن عبدالمطلب ابن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب قریش کی تھیں' ہند کی والدہ برہ بنت عدی بن رباب بن سہم بھی قریش کی تھیں۔

عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ کے یہاں عبداللہ بن حمزہ وعلقمہ وحبانہ پیدا ہوئے' ان کی والدہ ام سعد بنت شعبان بن الحارث بن علقمہ بن عمرو بن ثقف بن مالک بن مبذول تھیں اور وہ عامر بن مالک بن النجار تھے۔

ابوعمرہ کو رسول اللہ ﷺ کی صحبت کا شرف حاصل تھا۔ جنگ صفین میں علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے اور مقتول ہوئے۔ عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ نے عثمان وزید بن خالد الجہنی وابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے' ثقہ وکثیر الحدیث تھے۔

عبدالرحمٰن بن یزید رحمۃ اللہ علیہ

ابن جاریہ بن عامر بن مجمع بن العطاف بن ضبیعہ بن زید بن مالک بن عوف ابن عمرو بن عوف اوس میں سے تھے' ان کی والدہ جمیلہ بنت ثابت بن ابی الاقلح بن عصمہ بن مالک بن امتہ بن ضبیعہ بن زید بنی عمرو بن عوف میں سے تھیں' ان کے اخیافی بھائی عاصم بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ تھے۔

عبدالرحمٰن بن یزید کے یہاں عیسیٰ پیدا ہوئے جو یوم الحرہ میں مقتول ہوئے اور اسحاق وجمیلہ اور ام عبداللہ وام ایوب وام عاصم پیدا ہوئیں۔ ان سب کی والدہ حسنہ بنت بکیر بن جاریہ بن عامر بن مجمع تھیں۔

جمیل' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

عبدالکریم وعبدالرحمٰن' ان دونوں کی والدہ امامہ بنت عبداللہ بن سعد بن خیثمہ بنی عمرو بن عوف میں سے تھیں۔

عبدالرحمٰن بن یزید نبی ﷺ کے عہد میں پیدا ہوئے اور قدیم تھے' انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی' عمر بن عبدالعزیز

رحمۃ اللہ علیہ کی جانب سے قاضی مدینہ تھے ولید بن عبدالملک کے زمانہ خلافت میں مدینے میں وفات ہوئی' عبدالرحمٰن بن یزید کی کنیت ابومحمد تھی' ثقہ وقلیل الحدیث تھے۔

مجمع بن یزید رحمۃ اللہ علیہ:

ابن جاریہ بن عامر بن مجمع بن العطاف بن ضبیعہ بن زید' ان کی والدہ حبیبہ بنت الجنید بن کنانہ بن قیس بن زہیر بن جذیمہ بن رواحہ بنی عبس میں سے تھیں۔

مجمع بن یزید کے یہاں اسماعیل واسحاق ویعقوب وسعدی وام اسحاق وام النعمان پیدا ہوئیں' ان کی والدہ سالمہ بنت عبداللہ بن ابی حبیبہ بن الازمر بن زید بن العطاف بن ضبیعہ بن زید بنی عمرو بن عوف میں سے تھیں۔

ابوسعید المقبری رحمۃ اللہ علیہ:

نام کیسان تھا' بنی لیث بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ کے بنی جندع کے مولیٰ تھے' ان کا مکان مقابر کے پاس تھا اس لیے لوگوں نے مقبری کہا۔

سعید بن ابی سعید المقبری نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں بنی جندع کے ایک شخص کا غلام تھا' اس نے مجھے چالیس ہزار درہم اور ہر عیدالاضحیٰ کو ایک بکری پر مکاتب بنا دیا' مال (وقت سے پہلے) مہیا ہوگیا۔ میں اس کے پاس لایا تو اس نے وقت معینہ کے سوا لینے سے انکار کیا۔

میں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ اے یرفا مال لے کے بیت المال میں رکھ دو' شام کو ہمارے پاس آؤ تو ہم تمہاری آزادی لکھ دیں گے اگر تمہارا مولیٰ چاہے گا تو اسے لے لے گا اور اگر چاہے گا تو چھوڑ دے گا۔

میں مال اٹھا کر بیت المال میں لے آیا' جب میرے مولیٰ کو معلوم ہوا تو اس نے آ کر مال لے لیا' میں اس کے بعد عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اپنے مال کی زکوٰۃ لایا تو انہوں نے کہا کہ جب سے آزاد ہوئے تم نے کچھ مال لیا' عرض کی نہیں' فرمایا اسے واپس لے جاؤ' پہلے ہم سے کچھ لینا پھر بعد کو ہمارے پاس لانا۔

ابی سعید المقبری سے مروی ہے کہ میں مکاتب تھا' اپنے مولیٰ سے کہا کہ میرا بدل کتابت لے لیں' مگر انہوں نے انکار کیا' میں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان سے بیان کیا تو انہوں نے کہا اے یرفا اس سے مال لے کے بیت المال میں ایک کنارے رکھ دو' اور مجھ سے کہا کہ جاؤ تم آزاد ہو۔ میں دوسرے سال ان کے پاس اپنے مال کی زکوٰۃ لایا' انہوں نے پوچھا کہ تو نے ہم سے کچھ لیا ہے جو ہم نے تمہارے لیے مقرر کیا ہے' عرض کی نہیں' انہوں نے وہ مال مجھے واپس کر دیا۔

ابی سعید المقبری سے مروی ہے کہ میں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس دو سو درہم لایا اور کہا کہ لیجئے یہ میرے مال کی زکوٰۃ ہے۔ فرمایا اے کیسان کیا تم آزاد ہوگئے' میں نے کہا جی ہاں' فرمایا جاؤ اسے خیرات کر دو۔

ولید بن کثیر سے مروی ہے کہ میں نے سعید المقبری کو اپنے والد سے روایت کرتے سنا کہ میں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس اپنے مال کی زکوٰۃ لایا' انہوں نے فرمایا کہ تم نے ہمارے دیوان سے کچھ لیا ہے میں نے کہا نہیں' فرمایا تو اسے لے جاؤ۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ابو سعید نے عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے' وہ ثقہ وکثیر الحدیث تھے' ان کی وفات ۱۰۰ھ میں عمر بن العزیز رحمۃ اللہ علیہ کی خلافت میں ہوئی' اوروں نے کہا کہ ان کی وفات مدینے میں ولید بن عبدالملک کی خلافت میں ہوئی۔

ابو عبید سعد رحمۃ اللہ علیہ:

زہری نے ایک مرتبہ انہیں عبدالرحمٰن بن ازہر کا مولیٰ کہا' دوبارہ دوسرے مقام پر عبدالرحمٰن بن عوف کا مولیٰ کہا' اسی طرح اوروں نے بھی کہا ہے۔

زہری نے کہا کہ وہ قدماء واہل فقہ میں سے تھے' انہوں نے کہا کہ میں عبد بن عمر کے ساتھ حاضر ہوا۔ انہوں نے عثمان وعلی وابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے' نام سعد تھا' مدینے میں ۹۸ھ میں وفات ہوئی' ثقہ تھے اوران کی حدیثیں ہیں۔

ابو کثیر افلح رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ' ان کی کنیت ابو کثیر تھی۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے افلح کو چالیس ہزار درہم پر مکاتب بنایا' لوگ افلح کو مبارک باد دینے لگے اور کہنے لگے کہ اے ابو کثیر تمہیں آزادی مبارک ہو' جب ابو ایوبؓ اپنے متعلقین کے پاس لوٹے تو وہ ان کے مکاتب بنانے پر پشیمان ہوئے' ان کو بلا بھیجا اور کہا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ تم کتاب (مکاتب نامہ) مجھے واپس کردو اور اسی حالت پر لوٹ جاؤ جس حالت پر تم تھے۔

ان سے ان کی بیوی بچوں نے کہا کہ کیا تم اس غلام کو واپس لیتے ہو جسے اللہ نے آزاد کر دیا ہے' افلح نے کہا کہ واللہ وہ مجھ سے جو مانگیں گے میں انہیں ضرور دوں گا' وہ اپنی مکاتبت ان کے پاس لائے اور اسے توڑ دیا' جب تک اللہ نے چاہا وہ ٹھہرے' پھر ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے انہیں بلا بھیجا اور کہا کہ تم آزاد ہو' اور جو تمہارا مال ہے وہ بھی تمہارا ہے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ افلح عین التمر کے ان قیدیوں میں تھے جنہیں خالد بن الولید رضی اللہ عنہ نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں گرفتار کر کے مدینے بھیج دیا تھا' میں نے کسی کو بیان کرتے سنا کہ افلح کی کنیت ابو عبدالرحمٰن تھی' انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ سے سنا اور مدینے میں ان کا مکان تھا' ذی الحجہ ۶۳ھ میں بعہد خلافت یزید بن معاویہ یوم الحرہ میں مقتول ہوئے' ثقہ وقلیل الحدیث تھے۔

عبید رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے عبید بن المعلیٰ برادر ابی سعید بن معلیٰ الزرقی' عبید کی کنیت ابو عبداللہ تھی' عین التمر کے ان قیدیوں میں تھے جنہیں خالد بن الولید رضی اللہ عنہ نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں گرفتار کر کے مدینے بھیج دیا تھا' لوگ کہتے ہیں کہ عبید بن مرہ ہی نفیس بن محمد بن زید بن عبید تاجر کے دادا تھے' وہ اس نفیس محل کے مالک تھے جو حرہ اقم کے نواح میں تھا۔ عبید مولائے عبید بن المعلیٰ کی وفات بزمانہ حرہ ذی الحجہ ۶۳ھ میں ہوئی۔ ثقہ وقلیل الحدیث تھے۔

شماس رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم' سورۂ یوسف عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی زبان سے سن کر حفظ کی تھی اور اسے نماز میں

پڑھا کرتے تھے‘ ان سے ان کے بیٹے عثمان بن شماس نے روایت کی ہے۔

سائب بن خباب رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے فاطمہ بنت عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس‘ ان کی کنیت ابو عبدالرحمٰن تھی۔ میں نے کسی کو یہ بیان کرتے بھی سنا کہ ان کی کنیت ابو مسلم تھی‘ ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔ انہوں نے عمرو زید بن ثابت سے روایت کی ہے۔ محمد بن عمر نے کہا کہ ان کی وفات ۷۷ھ میں مدینے میں ہوئی جبکہ وہ بہتر سال کے تھے۔ مالک بن انس سے مروی ہے کہ سائب بن خباب کی وفات ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پہلے ہوئی۔

عبید بن ام کلاب رحمۃ اللہ علیہ:

انہوں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے سنا ہے وہ عبید بن سلمۃ اللیثی تھے جو مدینے سے قتل عثمان رضی اللہ عنہ کی خبر لے کے نکلے‘ سرف میں عائشہ رضی اللہ عنہا کا استقبال کیا اور انہیں ان کے قتل کی اور لوگوں کے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے بیعت کرنے کی خبر دی‘ وہ مکہ واپس گئیں‘ عبید علوی تھے۔

ابن مرسا رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے قریش تھے‘ جنہوں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی‘ قلیل الحدیث تھے۔

ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے ابو اسید عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

ہرمزان رحمۃ اللہ علیہ:

اہل فارس میں سے تھے۔ جب جلولاء کو مسلمانوں نے فتح کر لیا تو یزدجرد (شاہ ایران) حلوان سے نکل کر اصبہان چلا گیا‘ پھر اصطخر میں آیا۔ اس نے اپنے وزیر ہرمزان کو تستر بھیجا‘ انہوں نے اس کی حفاظت کی اور قلعہ میں محفوظ ہو گئے۔ ان کے ہمراہ سونے کے کنگن اور اہل تستر کا مال کثیر تھا‘ وہ قلعہ شہر کے منتہا پر جبل کے متصل تھا۔ جس کے اطراف پانی کی ایک خندق تھی اور کسی قدر رسد ان کے پاس اصبہان سے آتی تھی۔

بارگاہ فاروقی میں پیشی:

وہ لوگ اسی حالت میں جب تک اللہ نے چاہا ٹھہرے‘ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے دو سال تک اور کہا جاتا ہے کہ اٹھارہ مہینے تک ان کا محاصرہ کیا‘ پھر اہل قلعہ عمر رضی اللہ عنہ کے حکم پر اترے‘ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے ہرمزان کو عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا۔ ان کے ہمراہ بارہ عجمی قیدی بھی تھے‘ جن کے بدن پر ریشمی لباس اور سونے کے پٹکے اور سونے کے کنگن تھے‘ ان لوگوں کو ان کی اسی ہیئت میں مدینے لائے‘ لوگ تعجب کرنے لگے۔ پھر ان لوگوں کو عمر کے مکان پر لائے تو انہیں ان لوگوں نے نہ پایا‘ ہرمزان نے فارسی میں کہا کہ تمہارے بادشاہ کھو گئے‘ ان لوگوں سے کہا کہ وہ مسجد میں ہیں۔

یہ لوگ مسجد میں داخل ہوئے تو انہیں اس طرح سوتا پایا کہ اپنی چادر کو تکیہ بنائے ہوئے تھے ہرمزان نے کہا کہ تمہارے بادشاہ یہی ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ یہ خلیفہ ہیں۔ پوچھا کیا ان کے لیے دربان ونگہبان نہیں ہے؟ لوگوں نے کہا کہ ان کی موت تک اللہ ان کا نگہبان ہے' ہرمزان نے کہا کہ یہ سلطنت مبارک ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے ہرمزان کو دیکھا تو کہا کہ میں دوزخ سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں' پھر فرمایا کہ تمام تعریفیں اسی اللہ کے لیے ہیں جس نے اس کو اور اس کے گروہ کو اسلام کے ذریعے سے ذلیل کر دیا۔

عمر رضی اللہ عنہ نے وفد سے فرمایا کہ اس طرح کلام کرو کہ مجھے حسن کلام و کثرت کلام سے بچاؤ۔ انس بن مالک نے کہا کہ تمام تعریفیں اسی اللہ کے لیے ہیں جس نے اپنا وعدہ پورا کیا' اپنے دین کو عزت دی اور جس نے اسے ناراض کیا اسے بے یار و مددگار کر دیا اور ہمیں ان کی زمین و ملک کا وارث بنا دیا' ان کے مال و اولاد ہمیں غنیمت میں دے دیئے' ہمیں اس طرح ان پر غالب کر دیا کہ ہم جسے چاہیں قتل کریں اور جسے چاہیں زندہ رکھیں۔

عمر رضی اللہ عنہ فرحت سے رونے لگے' پھر ہرمزان سے فرمایا کہ تمہارا مال کیا ہوا' انہوں نے کہا کہ جو میرے باپ دادا کی میراث ہے وہ تو میرے پاس ہے' لیکن جو ملک اور بیت المال کا میرے قبضے میں تھا تو اسے آپ کے عامل نے لے لیا۔ فرمایا کہ اے ہرمزان اللہ نے جو برتاؤ تم لوگوں کے ساتھ کیا اسے تم نے کیا سمجھا' ہرمزان نے انہیں جواب نہ دیا تو فرمایا تمہیں کیا ہوا کہ تم بولتے نہیں؟ عرض کی' کیا میں آپ سے زندہ کا کلام کروں یا مردے کا۔ فرمایا کیا تم زندہ نہیں ہو۔

ہرمزان نے پینے کا پانی مانگا' عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم پیاس اور قتل کو تم پر جمع نہ کریں گے۔ پھر اس کے لیے انہوں نے پانی منگایا' لوگ لکڑی کے پیالے میں ان کے پاس پانی لائے' ہرمزان نے اسے اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ پیو تم پر کوئی خوف نہیں ہے' تاوقتیکہ تم اسے پی نہ لو میں تمہیں قتل کرنے والا نہیں ہوں۔

انہوں نے برتن کو اپنے ہاتھ سے پھینک دیا اور کہا کہ اے گروہ عرب جس حالت میں تم غیر دین پر تھے تمہاری یہ حالت تھی کہ ہم تم لوگوں کے ساتھ غلاموں کا سا برتاؤ کرتے' تمہارا فیصلہ کرتے اور تمہیں قتل کرتے تھے' ہمارے نزدیک تمام اقوام میں تم لوگوں کا حال سب سے بدتر تھا اور ان سب سے کم درجہ تھا' پھر جب اللہ تمہارے ساتھ ہو گیا تو اللہ کے مقابلے کی طاقت کسی کو نہ تھی۔

عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے قتل کا حکم دیا تو انہوں نے کہا کہ کیا آپ نے مجھے امان نہیں دی ہے۔ فرمایا کیونکر؟ انہوں نے کہا کہ آپ نے مجھ سے فرمایا کہ بات کرو تم پر کوئی خوف نہیں' آپ نے فرمایا کہ پانی پیو تم پر کوئی خوف نہیں تاوقتیکہ تم اسے پی نہ لو میں تمہیں قتل نہ کروں گا۔ انس بن مالک وابو سعید الخدری وزبیر ابن العوام رضی اللہ عنہم نے کہا کہ ہرمزان نے سچ کہا۔ فرمایا خدا اسے غارت کرے' اس نے اس طرح مجھ سے امان لے لی کہ مجھے خبر بھی نہ ہوئی۔

عمر رضی اللہ عنہ نے حکم دیا تو ہرمزان کے بدن پر جو زیور اور ریشمی کپڑے تھے وہ اتار لیے گئے' انہوں نے سراقہ بن مالک بن جعشم رضی اللہ عنہ سے جو دبلے کالے اور اس طرح سے پتلی بانہوں والے تھے کہ گویا وہ دونوں جلی ہوئی ہیں۔ فرمایا کہ ہرمزان کے کنگن پہنو' انہوں نے دونوں کنگن اور ان کے کپڑے پہنے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تمام تعریفیں اسی اللہ کے لیے ہیں جس نے کسریٰ اور اس کی قوم سے ان کے زیور اور ان لوگوں کے کپڑے چھین کر سراقہ بن مالک بن جعشم کو پہنا دیئے۔

قبول اسلام کا عجیب واقعہ:

عمر رضی اللہ عنہ نے ہرمزان اور ان کے ساتھیوں کو اسلام کی دعوت دی تو ان لوگوں نے انکار کیا' علی رضی اللہ عنہ نے کہا اے امیر المومنین! ان لوگوں کے اور ان کے بھائیوں کے درمیان جدائی کر دیجئے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے ہرمزان اور جفینہ وغیرہما کو دریا میں سوار کرا دیا اور فرمایا کہ اے اللہ ان لوگوں کو تھکا دے' انہوں نے ارادہ کیا تھا کہ ان لوگوں کو شام کی طرف روانہ کر دیں' انہیں (اللہ کی جانب سے پانی میں گرا کر) تھکا دیا' وہ لوگ غرق نہیں ہوئے اور واپس آ کے اسلام لائے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کے لیے (اور مسلمانوں کی طرح) دو دو ہزار سالانہ عطا مقرر کر دی' ہرمزان کا نام عرفطہ رکھا گیا۔

مسور بن مخرمہ نے کہا کہ میں نے روحاء میں ہرمزان کو عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کے احرام میں اس طرح دیکھا کہ ان کے بدن پر جرے کی چادریں تھیں۔

ابراہیم بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ میں نے روحاء میں ہرمزان کو عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کے احرام میں اس طرح دیکھا کہ ان کے بدن پر جرے کی چادریں تھیں۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے کوئی ایسا آدمی نہیں دیکھا جس کا پیٹ ہرمزان سے زیادہ دبلا اور دونوں شانوں کے درمیان ہرمزان کے شانوں کے درمیانی فاصلے سے زیادہ فاصلہ ہو۔

وہ تابعین کہ عثمان وعلی وعبدالرحمٰن بن عوف وطلحہ وزبیر وسعد وابی بن کعب وسہل بن حنیف وحذیفہ ابن الیمان وزید بن ثابت رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔

محمد بن الحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ:

محمد اکبر بن علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی تھے۔ ان کی والدہ حنفیہ خولہ بنت جعفر بن قیس بن مسلمہ بن ثعلبہ یربوع بن ثعلبہ بن الدول بن حنیفہ ابن لجیم بن صعب بن علی بن بکر بن وائل تھیں' اور کہا جاتا ہے کہ ان کی والدہ' یمامہ کے قیدیوں میں تھیں جو علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے حصے میں آئیں۔

حسن بن صالح سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن الحسن کو بیان کرتے سنا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے محمد ابن الحنفیہ کی والدہ کو علی رضی اللہ عنہ کو دیا۔

محمد بن الحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ:

اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے محمد ابن الحنفیہ کی والدہ کو دیکھا کہ وہ سندھی اور کالی تھیں' وہ بنی حنیفہ کی لونڈی تھیں اور ان لوگوں میں سے نہ تھیں' خالد بن الولید رضی اللہ عنہ نے صرف ان کے غلاموں پر صلح کی تھی اور خود ان لوگوں پر ان سے صلح نہیں کی تھی (یعنی جنگ یمامہ میں اس طرح صلح کی کہ ان لوگوں کے غلام مسلمانوں کو مل جائیں گے اور خود وہ لوگ غلام نہیں بنائے جائیں گے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نام وکنیت کی اجازت:

منذر الثوری سے مروی ہے کہ میں نے محمد ابن الحنفیہ سے سنا کہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے آپ کا نام وکنیت ایک

شخص کا رکھنے میں) علی رضی اللہ عنہ کے لیے رخصت (اجازت) تھی۔ انہوں نے کہا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ کے بعد میرے یہاں کوئی لڑکا پیدا ہو تو میں آپ کے نام پر اس کا نام رکھوں اور آپ کی کنیت پر اس کی کنیت رکھوں؟ فرمایا ہاں۔

ربیع بن المنذر الثوری نے اپنے والد سے روایت کی کہ علی و طلحہ رضی اللہ عنہما کے درمیان بحث ہوئی تو طلحہ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی تمہاری سی جرأت نہ کرے کہ تم نے آپ کا نام بھی رکھ لیا اور آپ کی کنیت بھی رکھ لی' حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کیا ہے کہ آپ کے بعد آپ کی امت میں کوئی ان دونوں کو جمع نہ کرے۔ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بے شک گستاخ وہ ہے جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر جراءت کرے' اے فلاں' جاؤ اور میرے لیے قریش کے فلاں اور فلاں کو بلا لاؤ۔ وہ لوگ آئے تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم لوگ کس امر کے گواہ ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہم لوگ اس کی شہادت دیتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد تمہارے یہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا میں نے اپنا نام اور اپنی کنیت اسے بخش دی' اس کے بعد میری امت میں سے کسی کے لیے حلال نہیں (کہ وہ میرا نام اور کنیت رکھ لے)۔

کنیت کے بارے میں اقوال:

ابوبکر بن حفص بن عمر بن سعد سے مروی ہے کہ محمد بن علی کی کنیت ابوالقاسم تھی۔

ابراہیم سے مروی ہے کہ محمد ابن الحنفیہ کی کنیت ابوالقاسم تھی۔

عبدالاعلیٰ سے مروی ہے کہ محمد بن علی کی کنیت ابوالقاسم تھی۔ وہ بڑے عالم و متقی تھے۔

اولاد اور خاندان:

محمد ابن الحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں عبداللہ پیدا ہوئے جو ابو ہاشم تھے اور حمزہ و علی و جعفر اکبر' ان سب کی والدہ ام ولد تھیں۔

حسن بن محمد جو بنی ہاشم کے اہل عقل اور خوش مزاج اور ذہین لوگوں میں سے تھے' وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے ارجاء[1] میں کلام کیا' ان کا کوئی پس ماندہ نہ تھا' ان کی والدہ جمال بنت قیس بن مخرمہ بن المطلب بن عبد مناف بن قصی تھیں۔

ابراہیم بن محمد' ان کی والدہ مسرہ بنت عباد بن شیبان بن جابر بن اہیب بن نسیب بن زید بن مالک بن عوف بن الحارث بن مازن بن منصور بن عکرمہ بن خصفہ بن قیس بن غیلان بن مضر تھیں جو بنی ہاشم کے حلیف تھے۔

قاسم بن محمد و عبدالرحمٰن جن کا کوئی پس ماندہ نہ تھا اور ام ابیہا' ان سب کی والدہ ام عبدالرحمٰن تھیں جن کا نام برہ بنت عبدالرحمٰن بن الحارث بن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب بن ہاشم تھا۔

جعفر اصغر و عون و عبداللہ اصغر' ان سب کی والدہ ام جعفر بنت محمد بن جعفر بن ابی طالب بن عبدالمطلب تھیں۔ عبداللہ بن محمد رقیہ' ان دونوں کی والدہ ام ولد تھیں۔

---

[1] اس عقیدے کے قائلوں کو مرجیہ کہتے ہیں' یعنی ایمان پورا ہو تو تاخیر عمل اس کو ضرر نہیں پہنچا سکتی۔

جنگ جمل میں علمبرداری:

منذر الثوری سے مروی ہے میں نے محمد ابن الحنفیہ کو جنگ جمل کا ذکر کرتے سنا کہ جب ہم لوگوں نے صف باندھ لی تو علی رضی اللہ عنہ نے جھنڈا مجھے دے دیا' بعض لوگ مقابلے کے لیے بعض کے قریب ہو گئے تو انہوں نے میری جانب سے پہلو تہی دیکھی تو مجھ سے جھنڈا لے لیا اور خود اسے لے کے قتال کیا' اس روز میں نے اہل بصرہ میں سے ایک شخص پر حملہ کیا اور جب اسے دبوچ لیا تو اس نے کہا کہ میں ابی طالب کے دین پر ہوں' وہ جو چاہتا تھا جب مجھے معلوم ہو گیا تو میں اس سے باز آ گیا' لوگوں کو شکست ہو گئی تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجروح کو قتل نہ کرنا اور نہ کسی بھاگنے والے کا تعاقب کرنا۔ انہوں نے ان لوگوں کے ہتھیار اور گھوڑے وغیرہ جن سے قتال کیا گیا تھا' ان لوگوں میں بطور غنیمت تقسیم کر دیئے۔ ہم نے ان لوگوں سے وہ ہتھیار اور گھوڑے خچر وغیرہ لے لیے جو وہ ہمارے مقابلے پر لائے تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی قسم و کفارہ:

محمد بن الحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ میرے والد معاویہ اور اہل شام سے جہاد کرنا چاہتے تھے' وہ اپنا جھنڈا باندھنے لگے' اور قسم کھائی کہ اسے نہ کھولیں گے تاوقتیکہ روانہ نہ ہو جائیں' لوگ انکار کرنے لگے' ان کی رائے میں اختلاف پڑ گیا اور بزدلی ظاہر ہونے لگی' والد اپنا جھنڈا کھول کے قسم کا کفارہ دینے لگے' یہاں تک کہ انہوں نے یہ چار مرتبہ کیا۔

میں ان کا حال دیکھتا تھا' وہ حال دیکھتا تھا جس سے میں خوش نہ تھا' اس روز میں نے مسور بن مخرمہ سے گفتگو کی' ان سے کہا کہ تم ان سے کہتے نہیں کہ کہاں جاتے ہیں' ٹھہریں' واللہ مجھے تو ان لوگوں کے پاس کوئی فائدہ نظر نہیں آتا' مسور نے کہا اے ابوالقاسم وہ اس کام کے لیے جاتے ہیں جو مقدر ہو چکا ہے' میں نے ان سے گفتگو کی' انہیں دیکھا کہ سوائے جانے کے اور ہر چیز سے انکار کرتے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ناراضگی:

محمد ابن الحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ جب علی رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کی وہ حالت دیکھی جو دیکھی تو کہا کہ اے اللہ میں نے انہیں بیزار کر دیا ہے اور انہوں نے مجھے بیزار کر دیا ہے' میں نے ان لوگوں کو ناراض کیا ہے اور انہوں نے مجھے ناراض کیا ہے' لہٰذا مجھے تو ان کے بدلے وہ لوگ دے جو ان سے بہتر ہوں اور انہیں میرے بدلے وہ دے جو مجھ سے بدتر ہو۔ محمد بن کعب القرظی سے مروی ہے کہ جنگ صفین میں علی رضی اللہ عنہ کے پیادہ لشکر پر عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ امیر تھے' محمد ابن الحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ ان کا جھنڈا اٹھائے تھے۔

جنگ صفین میں شرکت:

عبداللہ بن زریر الغافقی سے جو صفین میں علی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے مروی ہے کہ ایک روز میں نے لوگوں کی وہ حالت دیکھی کہ ہم نے اور اہل شام نے مقابلہ کیا' ہم لوگوں نے ایسا قتال کیا کہ مجھے گمان ہوا' اب کوئی نہ بچے گا' اتنے میں ایک پکارنے والے کی آواز سنی کہ اے گروہ مسلمین' اللہ سے ڈرو' اللہ سے ڈرو' عورتوں اور بچوں کے لیے کون رہے گا' روم کے لیے کون رہے گا' ترک کے لیے کون رہے گا' دیلم کے لیے کون رہے گا' جو بچ گئے ہیں انہیں میں اللہ سے ڈرو' اللہ سے ڈرو۔

میں نے اپنے پیچھے حرکت محسوس کی' متوجہ ہوا تو دیکھا کہ خود علی رضی اللہ عنہ تھے جو جھنڈے کو حرکت دے رہے تھے اور اسے لے کے دوڑ رہے تھے' یہاں تک کہ انہوں نے اسے ٹھہرا دیا' ان سے ان کے بیٹے محمد ملے' میں انہیں ان سے کہتے ہوئے سن رہا تھا کہ اے میرے بیٹے تم اپنے جھنڈے کے ساتھ رہو' کیونکہ میں آگے بڑھ کر قوم میں جاتا ہوں' (راوی نے کہا کہ) میں دیکھ رہا تھا کہ جب وہ تلوار مارتے تھے تو ہجوم چھٹ جاتا تھا پھر وہ ان لوگوں میں پلٹتے تھے۔

اہل بیت کے عالی جبداروں کو تنبیہ:

منذر الثوری سے مروی ہے کہ میں محمد ابن الحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تھا' انہیں کہتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد میں کسی کی نجات پر نہ اس کے اہل جنت میں سے ہونے پر شہادت دیتا اور نہ اپنے ان والد پر جن سے میں پیدا ہوا' قوم نے ان کی طرف دیکھا تو انہوں نے کہا کہ لوگوں میں علی رضی اللہ عنہ کے مثل کون ہے جن کے لیے فلاں فضیلت ہے اور فلاں فضیلت ہے۔

محمد ابن الحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ انہوں نے جب الشعب میں تھے کہا کہ اگر میرے والد علی رضی اللہ عنہ اس امر کو پاتے تو یہ ضرور ان کے کوچ کرنے کا مقام ہوتا۔

ابن الحنفیہ سے مروی ہے کہ لوگوں نے عرب کے دو اہل بیت کو اللہ کا شریک بنا لیا ہے' ہمیں اور ہمارے ان چچازاد بھائیوں کو یعنی بنی امیہ کو۔ محمد بن الحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ قریش کے دو اہل بیت اللہ کے شریک بنائے گئے ہیں ہم اور بنو امیہ۔

مہدی کہہ کر پکارنے والے کو جواب:

ابی حمزہ سے مروی ہے کہ لوگ محمد بن علی کو "سلام علیک یا مہدی" (کہہ کر) سلام کرتے تھے' انہوں نے کہا کہ میں مہدی (ہدایت یافتہ) ہوں' نیکی و خیر کا راستہ بتاتا ہوں۔ میرا نام اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہے' میری کنیت اللہ کے نبی کی کنیت ہے' تم میں سے جب کوئی سلام کرے تو کہے "سلام علیک یا محمد"۔ "السلام علیک یا ابا القاسم"۔

نسہال بن عمرو سے مروی ہے کہ ایک شخص ابن الحنفیہ کے پاس آیا' اس نے انہیں سلام کیا' انہوں نے سلام کا جواب دیا' اس نے پوچھا کہ آپ کیسے ہیں' انہوں نے اپنے ہاتھ کو جنبش دی اور کہا کہ تم لوگ کیسے ہو' کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ تمہیں معلوم ہو کہ ہم لوگ کیسے ہیں' اس امت میں ہماری مثال ایسی ہے جیسی بنی اسرائیل کی مثال آل فرعون میں تھی جو ان کے بیٹوں کو ذبح کرتا اور ان کی عورتوں کو زندہ رکھتا تھا' یہ لوگ بھی ہمارے بیٹوں کو ذبح کرتے ہیں اور بغیر ہماری اجازت کے ہماری عورتوں سے نکاح کرتے ہیں۔

وجہ فضیلت:

عرب نے یہ دعویٰ کیا کہ ان کے لیے عجم پر فضیلت ہے تو عجم نے کہا کہ یہ کیونکر' ان لوگوں نے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) عربی تھے' ان لوگوں نے کہا کہ تم نے سچ کہا' لوگوں نے کہا کہ قریش نے یہ دعویٰ کیا کہ ان کے لیے عرب پر فضیلت ہے تو عرب نے کہا کہ یہ کاہے سے' ان لوگوں نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم قریشی تھے' اگر قوم نے سچ کہا تو ہمارے لیے بھی لوگوں پر فضیلت ہے (کیونکہ ہم بھی قریشی ہیں)۔

ابن الحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ کا خطبہ:

اسود بن قیس سے مروی ہے کہ میں خراسان میں عزہ کے ایک شخص سے ملا' انہوں نے کہا کہ میں ابن الحنفیہ کا خطبہ تمہارے

سامنے پیش نہ کروں میں نے کہا ہاں‘ انہوں نے کہا کہ میں ان کے پاس پہنچا تو وہ ایک جماعت کے اندر لوگوں سے باتیں کر رہے تھے‘ میں نے کہا کہ السلام علیک یا مہدیؒ انہوں نے کہا وعلیک السلام میں نے کہا مجھے آپ سے کچھ حاجت ہے‘ پوچھا خفیہ یا علانیہ‘ میں نے کہا خفیہ‘ انہوں نے کہا بیٹھو‘ میں بیٹھ گیا۔

انہوں نے ایک گھنٹہ قوم سے باتیں کیں‘ پھر کھڑے ہوئے تو میں بھی ان کے ساتھ کھڑا ہوا۔ جب وہ اپنے گھر میں گئے تو ان کے ساتھ میں بھی اندر گیا‘ انہوں نے کہا کہ اپنی حاجت بیان کرو۔ میں نے اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور کلمہ شہادت اشھد ان لا الہ الا اللّٰہ و اشھد ان محمدًا عبدہٗ وَرسولہٗ پڑھا‘ پھر میں نے کہا:

امابعد! واللہ آپ لوگ قریش میں سب سے زیادہ ہمارے قریب نہ تھے کہ ہم آپ کی قرابت پر آپ سے محبت کرتے‘ البتہ آپ لوگ قریش بھر میں سب سے زیادہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قرابت قریبہ رکھتے ہیں‘ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ لوگوں کی اسی قرابت کی وجہ سے ہم نے آپ لوگوں سے محبت کی‘ برابر آپ لوگوں کی محبت میں ہم پر عیب لگایا گیا یہاں تک کہ اس پر گردنیں ماری گئیں اور شہادتیں باطل کی گئیں‘ ہم لوگوں کو شہروں سے دفع کر دیا گیا اور ہمیں اذیت دی گئی‘ یہاں تک کہ میں نے تو یہ ارادہ کر لیا کہ کسی ویران زمین میں چلا جاؤں‘ اور اللہ کی اس وقت تک عبادت کروں کہ اس سے جاملوں‘ کاش آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا حال مجھ سے مخفی رہتا۔

بالآخر میں نے یہ قصد کیا کہ ان اقوام کے ساتھ جن کی اور ہماری شہادت (یعنی کلمہ شہادت) ایک ہے اپنے ان امراء پر خروج (بغاوت) کروں جو خروج کرتے ہیں‘ اور قتال کرتے ہیں اور ہم لوگ مقیم رہیں‘ اس شخص کی مراد خوارج سے تھی‘ ہمیں پیچھے ہی پیچھے آپ کی جانب سے احادیث پہنچتی تھیں‘ میں نے چاہا کہ آپ سے بالمشافہ کلام کروں اور آپ کے متعلق کسی سے نہ پوچھوں۔ میرے دل میں سب لوگوں سے زیادہ آپ کا اعتبار ہے اور آپ مجھے سب سے زیادہ پسند ہیں کہ میں آپ کی پیروی کروں۔ آپ کی رائے کے مطابق رائے قائم کروں اور جس طرح آپ خلاصی دیکھیں (اسی پر عمل کروں) میں یہی کہتا ہوں اور اپنے اور آپ کے لیے اللہ سے مغفرت چاہتا ہوں۔

محمد بن علی نے اللہ کی حمد وثنا کی اور کلمہ شہادت لا الہ الا اللہ و محمد عبدہٗ و رسولہٗ پڑھا‘ پھر کہا کہ امابعد‘ ان باتوں سے بچو کیونکہ یہ تم پر عیب ہیں‘ اللہ تبارک وتعالیٰ کی کتاب کو اختیار کرو‘ کیونکہ اسی سے تمہارے اوّل کی ہدایت تھی اور اسی سے تمہارے آخر کو ہدایت کی جائے گی‘ میری جان کی قسم اگر تمہیں ایذا دی گئی (تو کیا تعجب) جو تم سے بہتر تھے انہیں بھی ایذا دی گئی ہے۔

تمہارا یہ کہنا کہ میں نے قصد کر لیا ہے کہ کسی ویران زمین میں چلا جاؤں گا اور اللہ کی عبادت کرتا رہوں گا تاوقتیکہ اس سے ملوں‘ لوگوں کے معاملات سے الگ رہوں گا‘ کاش آل محمدؐ کے حالات مجھ پر مخفی رہتے۔ تو ایسا نہ کرنا کیونکہ یہ راہبوں کی بدعت ہے‘ قسم ہے میری جان کی آل محمد کا حال اس آفتاب کے طلوع سے زیادہ واضح ہے۔

تمہارا یہ کہنا کہ میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ ان اقوام کے ساتھ جن کی اور ہماری شہادت واحد ہے‘ اپنے ان امراء پر خروج کروں جو بغاوت کرتے ہیں اور قتال کرتے ہیں اور ہم لوگ قیام کریں تو ایسا نہ کرنا‘ امت سے جدا نہ ہو‘ اس قوم یعنی بنی امیہ سے ان

کے ان کے تقیے کے ذریعے سے بچو۔ ان کی ہمراہی میں قتال نہ کرو۔

میں نے کہا کہ ان کا تقیہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ ان لوگوں کی دعوت پر اپنے آپ کو ان کے پاس حاضر کر دو تو اس کے ذریعے سے اللہ تمہارے خون اور تمہارے دین کو بچا دے گا۔ اور تمہیں اللہ کا وہ مال مل جائے گا جس کے تم ان لوگوں سے زیادہ مستحق ہو۔

میں نے کہا آپ نے اس پر بھی غور کیا کہ مجھے قتال اس طرح گھمائے کہ اس سے چارہ نہ ہو؟ تو انہوں نے کہا کہ تم اپنے ایک ہاتھ کی دوسرے ہاتھ سے اللہ کے لیے بیعت کرو اور اللہ کے لیے قتال کرو' اللہ کچھ اقوام کو ان کی نیتوں کی وجہ سے جنت میں داخل کرے گا اور کچھ اقوام کو ان کی نیتوں کی وجہ سے دوزخ میں داخل کرے گا۔

میں تمہیں اس امر سے اللہ کو یاد دلاتا ہوں کہ تم میری طرف سے وہ بات پہنچاؤ جو تم نے مجھ سے نہیں سنی یا مجھ پر وہ بات لگاؤ جو میں نے نہیں کہی' میں اپنی یہی بات کہتا ہوں اور اللہ سے اپنے اور تمہارے لیے مغفرت چاہتا ہوں۔

محمد ابن الحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ اپنے ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ پر بیعت کرو اور اپنی نیت کے موافق قتال کرو۔ محمد بن الحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ یہ بجلی کی سی چمک ہے جسے کچھ بھی قیام نہیں۔

حرم میں سکونت کی تاکید:

محمد ابن الحنفیہؒ سے مروی ہے کہ انہوں نے ابی الطفیل سے کہا کہ اسی مکان میں رہو اور حرم کے کبوتروں میں سے ایک کبوتر ہو جاؤ' یہاں تک کہ ہمارا حکم آئے کیونکہ ہمارا حکم جب آئے گا تو اس میں کوئی خفا نہ ہوگا جیسا کہ آفتاب میں کہ جب وہ طلوع ہوتا ہے تو اس میں کوئی خفا نہیں ہوتا' تمہیں کیا معلوم اگر لوگ کہیں کہ وہ مشرق سے آئے گا اور اللہ اسے مغرب سے لے آئے اور تمہیں کیا معلوم کہ لوگ تم سے کہیں کہ وہ مغرب سے آئے گا اور اللہ اسے مشرق سے لے آئے' اور تمہیں کیا معلوم کہ شاید وہ ہمارے پاس اس طرح لایا جائے جس طرح دلہن لائی جاتی ہے۔

ربیع المنذر الثوری نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابن الحنفیہ نے کہا کہ جو ہم سے محبت کرے گا اللہ اسے نفع دے گا۔ اگر چہ وہ دیلم میں ہو۔

شیعوں سے ابن الحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ کی بیزاری:

ابن الحنفیہ سے مروی ہے کہ مجھے پسند تھا کہ میں اپنے ان شیعوں سے رہائی حاصل کر لیتا اگر چہ یہ رہائی میرے بعض اعزہ کے خون ہی کے عوض میں کیوں نہ حاصل ہوتی' انہوں نے اپنا داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ کے جوڑ اور رگوں پر رکھا اور کہا کہ (میں ان سے کیوں گلوخلاصی چاہتا ہوں) ان لوگوں کے جھوٹ بولنے کی وجہ سے' ان لوگوں کے شر پھیلانے کی وجہ سے' یہاں تک کہ ان میں سے کسی ایک کہ ماں جس نے اسے جنا ہے اس پر اتنا اور غلا یا جائے کہ وہ قتل کر دی جائے۔

اللہ کی رحمت کا حقدار:

حارث الازدی سے مروی ہے کہ محمد ابن الحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اس شخص پر اللہ رحمت کرے جس نے اپنے نفس کو بے نیاز کیا' اپنا ہاتھ روکا' زبان بند کی اور اپنے گھر میں بیٹھ گیا' اس کے لیے وہی ہے جو وہ چاہے' اور وہ اس شخص کے ساتھ ہوگا جس سے محبت

کرے‘ سوائے اس کے کہ بنی امیہ کے اعمال ان لوگوں میں مسلمانوں کی تلوار سے زیادہ تیزی سے گھس رہے ہیں اور سوائے اس کے کہ اہل حق کے لیے ایک دولت ہے جسے اللہ جب چاہے گا لائے گا‘ ہم میں اور تم میں سے جو اس کو پائے گا وہ بڑے بلند مقام میں ہوگا اور جو مر گیا تو جو اللہ کے پاس ہے وہ بہتر اور بہت پائیدار ہے۔

نیت پر اجر:

ابن الحنفیہ سے مروی ہے کہ جو شخص کسی سے اس کے عدل کی وجہ سے جو اس سے ظاہر ہو محبت کرے حالانکہ وہ شخص اللہ کے علم میں اہل دوزخ میں سے ہو تو اللہ اسے اس کی اس سے محبت پر اجر دے گا جس طرح وہ کسی اہل جنت سے محبت کرتا (تو اسے اجر ملتا) اور جو شخص کسی سے اس کے ظلم کی وجہ سے جو اس سے ظاہر ہو اللہ کے لیے بغض کرے حالانکہ وہ شخص اللہ کے علم میں اہل جنت میں سے ہو تو اللہ اسے اس کے اس شخص سے بغض پر اسی طرح اجر دے گا‘ جس طرح اس نے کسی اہل دوزخ سے بغض کیا ہوتا (تو اسے اجر ملتا)۔

مختار بن ابی عبید کی عراق روانگی:

ام بکر بنت المسور سے مروی ہے کہ مختار بن ابی عبید‘ عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما کے پہلے محاصرے میں سب سے زیادہ سختی سے ان کے ہمراہ تھا اور انہیں یہ یقین دلاتا تھا کہ وہ ان کا شیعہ ہے‘ ابن الزبیر رضی اللہ عنہما اس سے متعجب تھے‘ اس پر الزام لگایا جاتا تھا تو وہ اس کے خلاف کوئی کلام نہ سنتے تھے۔ مختار محمد ابن الحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھی آمد و رفت رکھتا تھا‘ محمد کی رائے اس کے بارے میں اچھی نہ تھی‘ وہ اس کی لائی ہوئی باتوں کا بیشتر حصہ قبول نہ کرتے۔

مختار نے کہا کہ میں عراق جانے والا ہوں‘ محمد نے اس سے کہا جاؤ‘ یہ عبداللہ بن کامل الہمدانی بھی تمہارے ساتھ جائیں گے‘ انہوں نے عبداللہ سے کہا کہ اس سے ہوشیار رہنا‘ تمہیں معلوم رہے کہ وہ زیادہ امانتدار نہیں ہے‘ مختار ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور کہا جان لیجئے کہ میرا عراق میں ہونا میرے یہاں قیام کرنے سے زیادہ آپ کے لیے مفید ہے‘ عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما نے اسے اجازت دے دی۔

وہ اور ابن کامل روانہ ہوئے‘ ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کو اس کی خیر خواہی میں شک نہ تھا حالانکہ وہ ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کے ساتھ دغا کرنے پر مصر تھا‘ یہ دونوں (مختار و ابن کامل) روانہ ہوئے‘ ان کو ایک شخص العذیب میں ملا‘ مختار نے کہا کہ ہمیں لوگوں کا حال بتاؤ‘ اس نے کہا کہ میں نے لوگوں کو اس حالت میں چھوڑا ہے کہ جیسے وہ کشتی گھومتی ہے جس کا کوئی ملاح نہیں ہوتا‘ مختار نے کہا کہ میں اس کشتی کا وہ ملاح ہوں جو اسے قائم کرے گا۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ مختار جب عراق میں آیا تو اس نے عبداللہ بن مطیع کے پاس آمد و رفت شروع کی‘ وہ اس زمانے میں عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما کی طرف سے والیٔ کوفہ تھے اس نے ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کی خیر خواہی ظاہر کی اور خفیہ طور پر ان پر عیب لگایا‘ لوگوں کو ابن الحنفیہ کی طرف (بیعت کی) دعوت دی اور ابن مطیع کے خلاف برانگیختہ کیا‘ اس نے ایک جماعت کو بڑا لشکر بنانا شروع کیا‘ جب ابن مطیع نے یہ دیکھا تو وہ اس سے ڈر کے عبداللہ ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کے پاس بھاگ گیا۔

ابن الحنفیہ کا نام لے کر لوگوں کو دھوکہ دینے کی کوشش:

اسحاق بن یحییٰ بن طلحہ وغیرہ سے مروی ہے کہ مختار جب کوفے میں آیا تو ابن الزبیر رضی اللہ عنہما پر سب سے زیادہ سخت تھا اور سب سے زیادہ ان کا عیب گو لوگوں کو یہ تعلیم دینے لگا کہ ابن الزبیر رضی اللہ عنہما پہلے اس امر خلافت کو ابوالقاسم ابن الحنفیہ کے لیے طلب کیا کرتے تھے' پھر انہوں نے ان پر ظلم کیا' مختار ابن الحنفیہ کا اور ان کے حال اور ان کے تقویٰ کا ذکر کرنے لگا کہ انہوں نے مختار کو کوفے بھیجا ہے تا کہ وہ ان کے لیے بیعت کی دعوت دے' اور انہوں نے اسے ایک خط لکھ دیا ہے جسے وہ کسی غیر تک نہ پہنچائے گا اور خط اس شخص کو پڑھ کر سنائے گا جس پر بھروسا کرے گا۔

ابن الحنفیہ کی بیعت کے لئے خفیہ مہم:

مختار لوگوں کو محمد ابن الحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت کی دعوت دینے لگا اور لوگ خفیہ طور پر اس سے ان کی بیعت کرنے لگے' جن لوگوں نے اس سے بیعت کی تھی ان میں سے ایک جماعت نے اس کے بارے میں شک کیا' ان لوگوں نے کہا کہ ہم نے اس شخص کو اپنے عہد دے دیئے جس نے یہ دعویٰ کیا کہ وہ ابن الحنفیہ کا قاصد ہے' حالانکہ ابن الحنفیہ مکے میں ہیں' وہ نہ ہم سے دور ہیں نہ پوشیدہ' لہٰذا ہم میں سے ایک جماعت ان کے پاس جائے اور اس امر کو ان سے دریافت کرے جو یہ شخص ان کی جانب سے لایا ہے اگر یہ سچا ہوا تو ہم اس کی مدد کریں گے اور اس کے کام میں اس کی اعانت کریں گے۔

حقیقت جاننے کے لئے عراقی وفد کی ابن الحنفیہ سے ملاقات:

ان کی ایک جماعت روانہ ہوئی' وہ لوگ ابن الحنفیہ سے مکے میں ملے اور انہیں مختار کا معاملہ اور جس کی اس نے لوگوں کو دعوت دی تھی بتایا' انہوں نے کہا کہ ہم لوگ بھی جس طرح تم دیکھتے ہو خیال کرتے ہیں' میں نہیں چاہتا کہ ناحق کسی مومن کے قتل کے ذریعے سے مجھے سلطنت دنیا حاصل ہو' مجھے یہ پسند ہے کہ اللہ اپنی مخلوق میں سے جسے چاہے ہمارا مددگار بنا دے' لہٰذا تم کذابین سے بچو اور اپنی جانوں اور اپنے دین کا خیال کرو' اس بات پر وہ لوگ واپس ہوئے۔

جعلی خط اور جھوٹے گواہ:

مختار نے محمد ابن الحنفیہ کی جانب سے ایک خط ابراہیم بن الاشتر کے نام لکھ لیا' ان کے پاس آیا اور ملنے کی اجازت چاہی' کہا گیا کہ مختار آل محمد کا امین اور ان کا قاصد آیا ہے' انہوں نے اسے اجازت دی' دعا دی اور مرحبا کہا' اسے فرش پر اپنے ساتھ بٹھایا۔

مختار نے گفتگو کی' وہ باتونی تھا' اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا پھر کہا کہ تم لوگ وہ اہل بیت ہو کہ اللہ نے آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کا تم کو شرف دیا ہے ان کے ساتھ جو کچھ کیا گیا وہ تمہیں بھی معلوم ہے' وہ لوگ محروم کر دیئے گئے' ان کا حق ان سے روکا گیا اور وہ اس حالت تک پہنچ گئے جو تم نے دیکھی' مہدی (ابن الحنفیہ) نے تمہارے نام ایک خط لکھا ہے' یہ لوگ اس پر گواہ ہیں۔

یزید بن انس الاسدی اور احمر بن شمیط البجلی اور عبداللہ بن کامل الشاکری اور ابوعمرہ کیسان مولائے بجیلہ نے کہا کہ ہم لوگ گواہ ہیں کہ یہ ان کا خط ہے' جس وقت یہ خط انہوں نے اس کو دیا تھا تو ہم لوگ موجود تھے۔

ابراہیم نے اسے لے کے پڑھا اور کہا کہ میں پہلا شخص ہوں جو اس کو قبول کرتا ہے' ہمیں تمہاری طاعت اور مدد کرنے کا حکم دیا گیا ہے' لہٰذا تمہیں جو مناسب معلوم ہو کہو اور جس چیز کی طرف چاہو دعوت دو' ابراہیم ہر روز سوار ہو کے اس کے پاس آتے' اس نے لوگوں کے دلوں میں شکوک پیدا کیے' ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کو بھی خبر پہنچی تو انہیں محمد ابن الحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ سے تعجب ہوا۔

ابن زیاد کا قتل:

مختار کا معاملہ روز بروز شدید ہونے لگا اور اس کے پیرو بڑھنے لگے' وہ قاتلانِ حسین رضی اللہ عنہ اور مددگاران قتل کو تلاش کر کے انہیں تہ تیغ کرنے لگا' اس نے ابراہیم بن الاشتر کو بیس ہزار آدمیوں کے ساتھ عبیداللہ بن زیاد کی طرف روانہ کیا چنانچہ انہوں نے اسے قتل کر دیا اور اس کا سر مختار کے پاس بھیج دیا' مختار اس کے پاس گیا' پھر ابن زیاد کے سر کو ایک ڈبے میں رکھ کے محمد ابن الحنفیہ اور علی بن الحسین اور بقیہ بنی ہاشم کے پاس بھیج دیا۔

علی بن الحسین نے عبیداللہ کا سر دیکھا تو حسین رضی اللہ عنہ پر رحمت بھیجی اور کہا کہ عبیداللہ بن زیاد کے پاس حسین رضی اللہ عنہ کا سر لایا گیا تو وہ ناشتہ کر رہا تھا' ہمارے پاس بھی عبیداللہ کا سر لایا گیا تو ہم لوگ ناشتہ کر رہے ہیں' بنی ہاشم میں سے کوئی ایسا نہ تھا جس نے مختار کی ثناء میں خطبہ نہ پڑھا ہو' دعا نہ کی ہو اور اس کے حق میں تعریف کے کلمات نہ کہے ہوں' حالانکہ ابن الحنفیہ مختار کا حال اور جو کچھ اس کی طرف سے انہیں معلوم ہوتا اسے ناپسند کرتے' اس کے اکثر افعال سے بیزاری ظاہر کرتے' ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ اس نے ہمارا انتقام لے لیا' اس نے ہمارے کنبے کا بدلہ دے دیا۔ اس نے ہمیں ترجیح دی اور ہمارے ساتھ احسان کیا' وہ عوام کے روبرو مختار کی تعریف کرتے۔

محمد بن علی المہدی کے نام مختار کا خط:

مختار کا معاملہ مضبوط ہو گیا تو اس نے محمد بن علی المہدی کے لیے خط لکھا۔

مختار بن ابی عبید کی جانب سے جو آلِ محمدؐ کے انتقام کا طالب ہے۔ اما بعد' اللہ تبارک وتعالیٰ کسی قوم سے انتقام نہیں لیتا تاوقتیکہ ان کے ساتھ انصاف نہیں کر لیتا' اللہ تعالیٰ نے فاسقین کو اور فاسقین کی جماعتوں کو ہلاک کر دیا' کچھ باقی رہ گئے ہیں' مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے آخر کو بھی ان کے اوّل سے ملا دے گا۔

یزید کا انتقال اور اہل بیت کی مکہ روانگی:

حسین بن الحسن بن عطیہ العوفی نے اپنے باپ دادا وغیرہم سے روایت کی کہ جب مدینے میں معاویہ بن ابی سفیان کی خبر مرگ آئی تو اس زمانے میں حسین بن علی رضی اللہ عنہما اور محمد بن الحنفیہ اور ابن الزبیر رضی اللہ عنہما وہیں تھے' ابن عباس رضی اللہ عنہما مکے میں تھے' حسین اور ابن الزبیر رضی اللہ عنہما مکے روانہ ہو گئے' ابن الحنفیہ مدینے میں مقیم رہے' انہوں نے مسرف کے لشکر کی نزدیکی اور ایام حرہ کا حال سنا تو انہوں نے بھی مکہ کی جانب کی کوچ کیا اور وہ بھی ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ مقیم ہو گئے۔

ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی بیعت سے انکار:

یزید بن معاویہ کی جب خبر مرگ آئی اور ابن الزبیر رضی اللہ عنہما نے اپنے لیے بیعت لی اور لوگوں کو اس کی طرف دعوت دی تو

انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما اور محمد ابن الحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ کو بھی اپنی بیعت کی دعوت دی' مگر ان دونوں نے ان کی بیعت سے انکار کیا اور کہا کہ اس وقت تک کہ تمہارے لیے شہر جمع ہو جائیں اور لوگ تمہارے لیے منتظم ہو جائیں ہم بیعت نہیں کریں گے' یہ دونوں جب تک کہ ہو سکا اسی حالت پر قائم رہے۔

ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کبھی ان دونوں سے ہنسی میں کہتے' کبھی وہ ان دونوں سے نرمی کرتے اور کبھی غصہ ظاہر کرتے تھے' پھر انہوں نے ان دونوں پر سختی کی' ان دونوں کے درمیان سخت کلامی اور جھگڑا ہوا' معاملہ شدت پکڑتا گیا یہاں تک کہ ان دونوں کو ان سے سخت خوف پیدا ہوا' ان دونوں کے ہمراہ عورتیں اور بچے بھی تھے۔

ابن الزبیر رضی اللہ عنہما نے ان لوگوں کے ساتھ سختی کی' ان کا محاصرہ کر لیا اور انہیں ایذا دی محمد ابن الحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ کا قصد کیا' ان کی دشنام دہی ظاہر کی اور ان کو عیب لگائے' انہیں اور بنی ہاشم کو مکے میں اپنے شعب میں رہنے کا حکم دیا اور ان پر نگران مقرر کر دیئے' جو کچھ وہ ان سے کہتے تھے اس میں یہ بھی تھا کہ یا تو تم لوگ ضرور ضرور بیعت کرو گے یا میں تم لوگوں کو ضرور ضرور آگ سے جلا دوں گا' جس سے ان لوگوں کو اپنی جانوں کا خوف ہوا۔

ابو عامر سلیم کی ابن الحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات:

ابو عامر سلیم نے کہا کہ میں نے محمد ابن الحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ کو زمزم میں اس طرح قید دیکھا کہ لوگوں کو ان کے پاس جانے کی ممانعت تھی' میں نے کہا کہ واللہ میں ضرور ان کے پاس جاؤں گا۔ میں داخل ہوا تو پوچھا کہ آپ کا اور اس شخص (ابن الزبیر رضی اللہ عنہما) کا کیا حال ہے؟

ابن الحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ انہوں نے مجھے بیعت کی دعوت دی تو میں نے کہا کہ میں بھی مسلمانوں میں سے ہوں' جب وہ لوگ تم پر متفق ہو جائیں گے تو میں بھی مثل ایک مسلمان کے ہوں گا' مگر وہ مجھ سے اس امر پر راضی نہیں ہوئے' تم ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس جاؤ' انہیں میری طرف سے سلام کہو اور کہو کہ تمہارے بھتیجے کہتے ہیں کہ تمہاری کیا رائے ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ابن الحنفیہ کو بیعت نہ کرنے کی ہدایت:

سلیم نے کہا کہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گیا' جن کی بصارت جا چکی تھی' انہوں نے کہا کہ تم کون ہو' میں نے کہا کہ ایک انصاری ہوں' انہوں نے کہا کہ بہت سے انصار ایسے ہیں جو ہم پر ہمارے دشمن سے زیادہ سخت ہیں' میں نے کہا کہ آپ خوف نہ کیجئے میں ان لوگوں میں سے ہوں جو بالکل آپ ہی کے ہیں' انہوں نے کہا کہ پھر بیان کرو' میں نے انہیں ابن الحنفیہ کے قول سے آگاہ کیا' جواب دیا' میرے بھتیجے سے کہو کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی اطاعت نہ کریں' اور خوشی سے ان کے فرمانبردار نہ بنیں' سوائے اس کے اس پر کچھ اضافہ نہ کرنا۔

اہل کوفہ کے نام محمد بن حنفیہ کا پیغام:

میں ابن الحنفیہ کے پاس آیا اور جو کچھ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا تھا وہ انہیں پہنچایا' ابن الحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ نے کوفے آنے کا قصد کیا' مختار کو معلوم ہوا تو اس پر ان کی تشریف آوری شاق گزری' اس نے کہا کہ مہدی میں ایک علامت ہے کہ وہ تمہارے اس شہر میں

آئیں گے ایک شخص انہیں بازار میں تلوار مارے گا جو نہ انہیں نقصان پہنچائے گی اور نہ کاٹے گی' ابن الحنفیہ کو یہ معلوم ہوا تو وہ مقیم رہے۔

احباب نے ان سے کہا کہ اگر آپ کوفے میں اپنے شیعوں کے پاس قاصد بھیجتے اور انہیں اس حال سے آگاہ کر دیتے جس میں آپ لوگ ہیں تو بہتر ہوتا' انہوں نے ابوالطفیل عامر بن واثلہ کو اپنے شیعوں کے پاس کوفے بھیجا' وہ ان لوگوں کے پاس آئے اور کہا کہ میں اس جماعت (بنی ہاشم) پر ابن الزبیر رضی اللہ عنہما سے بے خوف نہیں ہوں' اور ان لوگوں کو ان کے اس خوف کی اطلاع دی جس میں وہ مبتلا تھے۔

مکہ پر مختار کی لشکر کشی:

مختار نے مکے کے لیے ایک لشکر تیار کیا' اس نے ان میں سے چار ہزار آدمیوں کو نامزد کیا' ابوعبداللہ الجدلی کو ان لوگوں پر امیر بنایا اور ان سے کہا کہ جاؤ اگر تم بنی ہاشم کو زندہ پانا تو تم اور تمہارے ساتھی ان کے قوت بازو بن جانا اور اس بات کو جاری کرنا جس کا وہ لوگ تمہیں حکم دیں' اور اگر تمہیں معلوم ہو کہ ابن الزبیر رضی اللہ عنہما نے ان لوگوں کو قتل کر دیا ہے تو تم اہل مکہ سے مقابلہ کرنا تا آنکہ ابن الزبیر رضی اللہ عنہما تک پہنچو' اور آل زبیر کا ایک رواں اور ایک ناخن بھی نہ چھوڑنا۔ اس نے مزید کہا کہ اے اللہ کے لشکر' اللہ نے تمہیں اس روانگی سے شرف بخشا ہے اور اس طریقے سے تم لوگوں کے لیے دس عمرہ اور دس حج کا ثواب ہے۔

یہ قوم اپنے ساتھ ہتھیار لے کر روانہ ہوئی یہاں تک کہ وہ لوگ مکے میں اترے' ایک مخبر آیا کہ جلدی کرو' مجھے تم لوگ اس حالت میں دکھائی دیتے ہو کہ شاید ان لوگوں کو پا جاؤ' لوگوں نے کہا کہ اے طاقت رکھنے والو جلدی کرو' ان میں سے آٹھ سو آدمی منتخب کیے گئے' جن کا رئیس عطیہ بن سعد بن جنادہ العوفی تھا' یہ لوگ مکے میں داخل ہوئے' انہوں نے ایسی تکبیر کہی کہ ابن الزبیر رضی اللہ عنہما نے سنی تو بھاگ کر دارالندوہ میں گھس گئے' اور کہا جاتا ہے کہ کعبے کے پردوں میں لٹک گئے اور کہا کہ میں اللہ سے پناہ مانگنے والا ہوں۔

عطیہ نے کہا کہ پھر ہم لوگ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابن الحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان دونوں کے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوئے' جو مکانوں میں تھے' اطراف جلانے کی لکڑیاں دیوار کی چوٹی تک بلند جمع کر دی گئی تھیں' اگر ان میں آگ لگ جاتی تو تاوقتیکہ قیامت قائم نہ ہوتی ان لوگوں میں سے کوئی نظر نہ آتا' ہم نے لکڑی اور ایندھن کو دروازوں سے ہٹایا' علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے جو اس زمانے میں بالغ تھے عجلت کی اور نکلنے کے ارادے سے لکڑیوں ہی میں بھاگے تو ان کی پنڈلیوں سے خون نکل آیا۔

ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کے ساتھی سامنے آئے' ہم اور وہ لوگ دن بھر مسجد میں صف بستہ رہے' سوائے نماز کے اور کسی امر کے لیے واپس نہ جاتے' یہاں تک کہ صبح ہوئی اور ابوعبداللہ الجدلی لوگوں کے ہمراہ آئے' ہم نے ابن عباس اور ابن الحنفیہ سے کہا کہ آپ لوگ ہمیں چھوڑ دیجیے تو ہم ابن الزبیر رضی اللہ عنہما سے لوگوں کو راحت دے دیں (یعنی ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کو قتل کر دیں)۔

دونوں نے کہا کہ یہ وہ شہر ہے جسے اللہ نے محترم بنایا ہے' اس نے اسے کسی کے لیے حلال نہیں کیا ہے (کہ اس میں خون ریزی کرے) سوائے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے وہ بھی ایک ساعت کے لیے' نہ آپ سے پہلے اس نے اسے کسی کے لیے حلال کیا اور نہ آپ کے بعد وہ اسے کسی کے لیے حلال کرے گا' بس تم لوگ ہماری حفاظت کرو اور ہمیں پناہ دو۔

عطیہ نے کہا کہ ان لوگوں نے کوچ کیا تو ایک منادی پہاڑ پر ندا دیتا تھا کہ اپنے نبی ﷺ کے بعد کسی لشکر کو غنیمت نہیں ملی' اس لشکر کو بھی غنیمت نہیں ملی' لشکر تو سونا چاندی غنیمت میں پاتے ہیں مگر تم لوگوں نے ہمارے خون غنیمت میں پائے' لشکر والے بنی ہاشم کو لے گئے' ان کو منیٰ میں اتارا' جب تک اللہ نے ان لوگوں کا وہاں قیام چاہا مقیم رہے' پھر وہ لوگ طائف روانہ ہو گئے اور وہاں مقیم رہے جب تک کہ رہ سکے' عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی وفات طائف میں ۶۸ھ میں ہوئی' محمد بن الحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان پر نماز پڑھی اور ہم لوگ ابن الحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ باقی رہے۔

فریضۂ حج کی ادائیگی:

حج کا زمانہ ہوا تو ابن الزبیر رضی اللہ عنہما نے مکے سے حج کیا' اپنے ساتھیوں کو لے کے عرفات پہنچے۔

ابن الحنفیہ طائف سے اپنے طرفداروں کے ہمراہ پہنچے اور عرفات میں وقوف کیا۔ نجدہ بن عامر الحنفی بھی اپنے خارجی ساتھیوں کو لے کے اسی سال آیا' اس نے بھی ایک کنارے وقوف کیا۔ بنی امیہ نے ایک جھنڈے پر حج کیا' ان لوگوں نے بھی عرفات میں اپنے ہمراہیوں کے ساتھ وقوف کیا۔

شرحبیل بن ابی عون نے اپنے والد سے روایت کی کہ اس سال (۶۸ھ میں) چار جھنڈوں نے عرفات میں وقوف کیا۔ محمد ابن الحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ ایک جھنڈے پر تھے جنہوں نے جبل المشاۃ کے پاس قیام کیا تھا' ابن الزبیر رضی اللہ عنہما نے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ حج کیا جن کے ساتھ جھنڈا تھا' انہوں نے اس زمانے کے مقام امام میں قیام کیا' محمد ابن الحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے ساتھیوں کو آگے لے گئے یہاں تک کہ انہوں نے ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کے مقابل قیام کیا اور نجدۃ الحروری اپنے ساتھیوں کے ہمراہ پہنچا' اس کے ہمراہ بھی ایک جھنڈا تھا' اس نے ان دونوں کے پیچھے وقوف کیا۔ بنی امیہ بھی پہنچے اور ان کے ساتھ بھی جھنڈا تھا' انہوں نے ان دونوں کے بائیں جانب وقوف کیا' سب سے پہلا جھنڈا جو لہرا رہا تھا وہ محمد بن الحنفیہ کا تھا' پھر نجدہ نے ان کی پیروی کی اس کے بعد بنی امیہ کا جھنڈا تھا اور آخر کو ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کا جھنڈا تھا' اور لوگ ان کے پیرو تھے۔

میدان عرفات میں ابن زبیر اور ابن حنفیہ کا اجتماع:

عبداللہ بن نافع نے اپنے والد سے روایت کی کہ اس شب کو ابن الزبیر رضی اللہ عنہما' ابن عمر رضی اللہ عنہما کے لوٹنے کے بعد ہی پلٹے' جب ابن الزبیر رضی اللہ عنہما نے تاخیر کی اور ابن الحنفیہ اور نجدہ اور بنی امیہ گزر چکے تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ کیا ابن الزبیر رضی اللہ عنہما امر جاہلیت کے منتظر ہیں' وہ روانہ ہو گئے تو ان کے پیچھے ابن الزبیر رضی اللہ عنہما بھی روانہ ہوئے۔

مخرمہ بن سلیمان سے مروی ہے کہ میں نے ابن الحنفیہ کو کہتے سنا کہ میں عرفات سے واپس ہوا' جب آفتاب غروب ہو گیا اور یہی سنت ہے (کہ غروب کے بعد تاخیر نہ کی جائے) پھر مجھے معلوم ہوا کہ ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کہتے تھے' محمد نے عجلت کی' محمد نے عجلت کی' نہ معلوم کہ ابن الزبیر رضی اللہ عنہما نے واپسی عرفات میں تاخیر کس سے اختیار کی۔

سعید بن محمد بن جبیر نے اپنے والد سے روایت کی کہ اس سال ابن الزبیر رضی اللہ عنہما نے حج کو قائم کیا (یعنی وہی منتظم و امام تھے) اور اسی سال محمد ابن الحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی الخشبیہ کے چار ہزار آدمیوں کے ہمراہ حج کیا' وہ منیٰ کی بائیں گھاٹی میں اترے۔

ثوریر سے مروی ہے کہ میں نے ابن الحنفیہ کو اپنے ہمراہیوں کے ساتھ منیٰ کی بائیں گھاٹی میں دیکھا۔

محمد بن جبیر کی ابن حنفیہ سے ملاقات:

سعید بن محمد بن جبیر بن مطعم نے اپنے والد سے روایت کی کہ مجھے فتنے کا اندیشہ ہوا تو میں اسی کے پاس (یعنی محمد ابن الحنفیہ اور ابن الزبیر اور نجدہ اور بنی امیہ کے پاس) گیا' پہلے محمد ابن الحنفیہ کے پاس آیا' وہ شعب (گھاٹی) میں تھے۔ میں نے کہا: اے ابوالقاسم اللہ سے ڈرو' ہم لوگ مشعرِ حرام (مزدلفہ) اور بلد حرام (حرم محترم) میں ہیں' لوگ اس بیت اللہ کی جانب وفد الٰہی ہیں۔ لہٰذا ان کے حج میں فساد نہ کرو۔

انہوں نے کہا کہ واللہ میرا اس کا ارادہ نہیں ہے' نہ میں بیت اللہ کے اور کسی شخص کے درمیان حائل ہوں گا اور نہ کوئی حاجی میری جانب سے لایا جائے گا' البتہ میں ابن الزبیر رضی اللہ عنہما سے اور جو کچھ وہ چاہتے ہیں اس سے اپنی جان بچاؤں گا اور اس امر خلافت میں صرف اس کا طالب ہوں کہ مجھ پر دو شخص اختلاف نہ کریں (کہ ایک کہے میں خلیفہ ہوں دوسرا کہے میں خلیفہ ہوں اور پھر شرو خونریزی ہو) تم مجھ سے مطمئن رہو' البتہ ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کے پاس جاؤ اور ان سے گفتگو کرو' تم نجدہ سے بھی ضرور ملو اور اس سے بھی گفتگو کرو۔

محمد بن جبیر کی ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے ملاقات:

محمد بن جبیر نے کہا کہ پھر میں ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا ان سے اسی طرح کی گفتگو کی جس طرح کی ابن الحنفیہ سے کی تھی' انہوں نے کہا کہ میں وہ شخص ہوں کہ مجھ پر اتفاق کر لیا گیا ہے اور لوگوں نے مجھ سے بیعت کر لی ہے' یہ لوگ (یعنی بنی ہاشم) مخالف ہیں' میں نے کہا کہ آپ کے لیے خونریزی سے رکنا ہی بہتر ہے' انہوں نے کہا کہ میں یہی کروں گا۔

ابن جبیر کی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ملاقات:

پھر میں نجدۃ الحروری کے پاس آیا' انہیں ان کے ہمراہیوں میں پایا' میں نے عکرمہ غلام ابن عباس رضی اللہ عنہما کو بھی انہیں کے پاس دیکھا' عکرمہ سے کہا کہ اپنے صاحب کے پاس جانے کی میرے لیے اجازت مانگو وہ اندر گئے' کچھ دیر نہ گزری تھی کہ اجازت مل گئی' میں داخل ہوا' اور ان پر معاملے کی عظمت ظاہر کی' ان سے بھی وہی بیان کیا جو ان دونوں شخصوں سے کہا تھا' انہوں نے کہا کہ یہ امر کہ میں خود کسی سے قتال شروع کروں تو ایسا نہیں ہوگا' البتہ جو شخص ہم سے قتال شروع کرے گا ہم بھی اس سے قتال کریں گے' میں نے کہا کہ میں نے ان دونوں شخصوں کو دیکھا ہے' وہ آپ سے قتال کرنا نہیں چاہتے۔

ابن جبیر کی بنی امیہ کے گروہ سے ملاقات:

اس کے بعد میں بنی امیہ کے گروہ میں آیا' ان لوگوں سے بھی اسی قسم کی گفتگو کی جیسی کہ اس جماعت سے کی تھی' انہوں نے کہا کہ ہم لوگ اپنے جھنڈے پر ہیں' ہم کسی سے قتال نہیں کریں گے سوائے اس کے کہ کوئی ہم سے قتال کرے' ان جھنڈوں میں میں نے واپس ہونے میں ابن الحنفیہ کے ساتھیوں سے زیادہ سلیم اور زیادہ ساکن کسی کو نہیں دیکھا۔

محمد بن جبیر نے کہا کہ میں نے اس شب کو محمد ابن الحنفیہ کے پہلو میں وقوف کیا تھا' جب آفتاب غائب ہو گیا تو وہ میری

طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ اے ابو سعید واپس چلو' وہ واپس ہوئے اور ان کے ساتھ میں بھی واپس ہوا۔ وہ سب سے پہلے واپس ہوئے۔

شرحبیل بن ابی عون نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے عرفات میں ابن الحنفیہ کے ساتھیوں کو تلبیہ کہتے دیکھا' ابن الزبیر اور ان کے ساتھیوں کو بھی میں نے دور سے دیکھا تو وہ لوگ آفتاب ڈھلنے تک تلبیہ کہتے رہے پھر بند کر دیا۔ ایسا ہی بنی امیہ نے بھی کیا' لیکن نجدہ نے جمرہ عقبہ کی رمی تک تلبیہ کہا (یعنی عرفات سے منیٰ تک)۔

مختار کے بارے میں حضرت ابن عباس اور ابن حنفیہ کا خیال:

ابو العریان الجاشعی سے مروی ہے کہ ہمیں مختار نے دو ہزار سواروں کے ساتھ محمد بن الحنفیہ کے پاس بھیجا' ہم لوگ انہیں کے پاس تھے' ابن عباس رضی اللہ عنہما مختار کا ذکر کرتے' کہتے کہ انہوں نے ہمارا انتقام لے لیا' ہمارے قرض ادا کر دیئے اور ہمیں خرچ دیا۔

محمد ابن الحنفیہ مختار کے بارے میں کچھ نہ کہتے' نہ نیک نہ بد' محمد کو معلوم ہوا کہ لوگ کہتے ہیں کہ ان کے پاس کچھ (مخفی و سینہ بہ سینہ) علم ہے' وہ ہم لوگوں میں کھڑے ہوئے اور کہا کہ واللہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی چیز (یعنی علم مخفی وغیرہ) کے وارث نہیں ہوئے' سوائے اس کے کہ جو ان دو تختیوں کے درمیان ہے (یعنی قرآن مجید) پھر انہوں نے کہا کہ اے اللہ میں اس طرح اتروں کہ یہ صحیفہ میری تلوار کے قبضے میں ہو' میں نے پوچھا کہ صحیفے میں کیا ہے' انہوں نے کہا کہ (یہ مضمون ہے کہ) جو شخص کوئی نئی بات کرے یا کسی نئی بات کرنے والے کو (یعنی بدعت کو یا بدعتی کو) پناہ دے (تو اسے یہ یہ عذاب ہوگا وغیرہ)۔

محمد بن علی رضی اللہ عنہ کا مکہ سے اخراج:

ولید الرتاج سے مروی ہے کہ ہمیں معلوم ہوا کہ محمد بن علی رضی اللہ عنہ کے مکے سے نکال دیئے گئے تو شعب علی رضی اللہ عنہ میں اترے' ہم لوگ کوفے سے روانہ ہوئے کہ ان کے پاس آئیں' ہم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ملے' ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی شعب میں ان کے ہمراہ تھے' انہوں نے ہم سے کہا کہ اپنے ہتھیار اکٹھا کر لو اور عمرہ کا احرام باندھو' پھر بیت اللہ میں داخل ہو اور اس کا اور صفا و مروہ کے درمیان طواف کرو۔

وردان سے مروی ہے کہ میں بھی اس مختصر جماعت میں تھا جو محمد بن علی رضی اللہ عنہ کی طرف (جانے کے لیے) نامزد کی گئی تھی' ابن الزبیر رضی اللہ عنہما نے ان کو تاوقتیکہ وہ ان سے بیعت نہ کریں کے میں داخل ہونے سے منع کر دیا تھا اور انہوں نے بیعت کرنے سے انکار کر دیا تھا' ہم لوگ ان کے پاس پہنچے تو انہوں نے اہل شام (کے پاس جانے) کا قصد کیا تھا۔ عبدالملک بن مروان نے تاوقتیکہ وہ اس سے بیعت نہ کرلیں انہیں شام میں داخل ہونے سے روکا۔

ہم لوگ جہاں گئے انہیں کے ساتھ گئے' اگر وہ ہمیں قتال کا حکم دیتے تو ہم لوگ ان کی ہمراہی میں ضرور قتال کرتے۔

انہوں نے ایک روز ہمیں جمع کیا اور ہم میں کوئی چیز تقسیم کی جو قلیل تھی' اس کے بعد اللہ کی حمد و ثنا کی اور کہا کہ اپنے کجاووں میں ہی رہو اور اللہ سے ڈرو' اس چیز کو اختیار کرو جسے تم نیکی سمجھتے ہو اور اسے ترک کرو جسے تم بدی سمجھتے ہو' تمہیں صرف اپنے آپ ہی کو امر معروف و نہی منکر کرنا چاہیے' تمہیں اور لوگوں کا معاملہ ترک کرنا چاہیے' ہمارے امر کے منتظر رہو جیسا کہ آسمان و زمین منتظر ہیں۔ کیونکہ ہمارا

امر جب آئے گا تو وہ ایسا ہوگا کہ جیسے روشن آفتاب۔

مختار کی موت کے بعد ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی ابن الحنفیہ کو دعوت بیعت:

لوگوں نے کہا کہ مختار بن ابی عبید ۶۸ھ میں مقتول ہوا۔ ۶۹ھ شروع ہوا تو عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما نے عروہ بن الزبیر کو محمد ابن الحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھیجا کہ امیر المومنین آپ سے کہتے ہیں کہ میں کبھی آپ کو چھوڑنے والا نہیں ہوں تاوقتیکہ آپ مجھ سے بیعت نہ کرلیں‘ ورنہ میں آپ کو دوبارہ قید کردوں گا‘ اللہ نے اس کذاب کو قتل کردیا ہے جس کی مدد کا آپ دعویٰ کرتے تھے‘ دونوں عراق والوں نے مجھ پر اتفاق کرلیا ہے‘ لہٰذا مجھ سے بیعت کر لیجئے ورنہ اگر آپ بیعت سے رکے تو پھر میرے اور آپ کے درمیان جنگ ہے۔

ابن الحنفیہ کا عروہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو جواب:

ابن الحنفیہ نے عروہ سے کہا کہ تمہارے بھائی کو قطع رحم اور توہین حق کی طرف کس چیز نے مائل کردیا اور انہیں عذابِ الٰہی کی تعجیل سے جس کی بقاء اور ہمیشگی میں تمہارے بھائی کو بھی شک نہیں‘ کس نے غافل کردیا‘ ورنہ وہ تو مجھ سے زیادہ مختار اور اس کی ہدایت کے مداح تھے‘ واللہ میں نے مختار کو داعی یا ناصر بنا کے نہیں بھیجا‘ مختار جس قدر زیادہ ان سے جدا تھا اس سے زیادہ ہم سے جدا تھا۔ اگر وہ کذاب تھا تو زمانہ دراز تک باوجود اس کے کذب کے انہوں نے اسے مقرب بنایا اور اگر وہ اس کے علاوہ تھا تو وہ اسے زیادہ جانتے ہیں‘ میرے پاس اس کے خلاف (علم) نہیں ہے اور اگر خلاف بھی ہوتو میں نے اس کے پڑوس میں قیام نہیں کیا‘ میں اس شخص کے پاس گیا جو مجھے دعوت دیتا تھا‘ میں نے اس امر کے بارے میں اس سے بھی انکار کیا لیکن اس جگہ واللہ تمہارے بھائی کا ایک ساتھی ہے جو وہی چاہتا ہے جو تمہارے بھائی چاہتے ہیں‘ دونوں دنیا پر قتال کرتے ہیں۔

عبدالملک بن مروان اور اس کے لشکر کو گویا تم بھی دیکھ رہے ہو کہ تمہارے بھائی کی گردن کو گھیرے ہوئے ہے‘ میں یہ ضرور سمجھتا ہوں کہ عبدالملک کا پڑوس میرے لیے تمہارے بھائی کے پڑوس سے زیادہ بہتر ہے‘ اس نے مجھے خط لکھ کر جو کچھ اس کے پاس ہے میرے سامنے پیش کیا ہے اور مجھے اپنے پاس بلایا ہے۔

عروہ نے کہا کہ پھر آپ کو اس سے کون امر مانع ہے‘ انہوں نے کہا کہ میں اللہ سے استخارہ کرتا ہوں‘ یہی تمہارے ساتھی کو (یعنی بھائی کو) زیادہ پسند ہے (کہ میں عبدالملک کے پاس چلا جاؤں) عروہ نے کہا کہ یہ میں ان سے بیان کروں گا۔ محمد بن الحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ کے بعض ساتھیوں نے کہا کہ اگر آپ ہماری بات مانتے تو ہم عروہ کی گردن مار دیتے۔ ابن الحنفیہ نے کہا کہ میں کس بناء پر ان کی گردن ماروں‘ وہ تو ہمارے پاس اپنے بھائی کا پیام لے کے آئے‘ ہمارے پاس قیام کیا‘ ہمارے اور ان کے درمیان گفتگو ہوئی۔ پھر ہم نے انہیں ان کے بھائی کے پاس واپس کردیا‘ جو بات تم نے کہی وہ غدر (بدعہدی) ہے اور غدر میں خیر نہیں‘ جو کچھ تم کہتے ہو اگر وہ میں کرتا تو مکے میں قتال ہوتا‘ حالانکہ تم لوگ جانتے ہو کہ میری رائے یہ ہے کہ اگر تمام لوگ مجھ پر متفق ہوجائیں سوائے ایک انسان کے تو میں اس ایک انسان سے بھی قتال نہ کروں گا۔

عروہ کی ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے سفارش:

عروہ واپس ہوئے' محمد ابن الحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے جو کہا تھا' اس کی ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کو خبر دی اور کہا کہ واللہ میری رائے نہیں ہے کہ آپ ان سے مداخلت کیجئے' آپ انہیں چھوڑ دیجئے کہ وہ آپ کے پاس سے چلے جائیں اور اپنی صورت چھپائیں' پھر عبدالملک ان کا امام ہوگا جو انہیں شام میں لے جاکے تاوقتیکہ وہ اس سے بیعت نہ کریں انہیں نہ چھوڑے گا' اور ابن الحنفیہ تاوقتیکہ اس پر سب لوگ اتفاق نہ کرلیں اس سے کبھی بیعت نہ کریں گے۔ پھر اگر وہ اس کے پاس چلے گئے تو وہ ان سے آپ کی کفایت کرے گا کہ یا تو وہ انہیں قید کرے گا یا قتل کرے گا اور آپ اس سے بری ہو جائیں گے۔ ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کا غصہ فرو ہوگیا۔

عبدالملک بن مروان کی ابن الحنفیہ کو امداد کی پیشکش:

ابوالطفیل نے کہا کہ عبدالملک بن مروان کا ایک خط قاصد لے کے آیا اور شعب میں داخل ہوا' محمد ابن الحنفیہؒ نے وہ خط پڑھا' انہوں نے ایسا خط پڑھا کہ اگر عبدالملک وہ خط اپنے کسی بھائی یا بیٹے کو لکھتا تو اپنی مہربانیوں پر اضافہ نہ کرتا (جو اس نے اس میں ظاہر کی تھیں) اس میں یہ تھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ ابن الزبیر رضی اللہ عنہما نے آپ پر تنگی کی ہے' آپ کے تعلق قرابت کو قطع کیا ہے اور آپ کے حق کی توہین کی ہے تاکہ آپ ان سے بیعت کریں' آپ نے اپنے دین اور اپنی جان کی طرف نظر کی ہے' آپ نے جو کچھ کیا اسے خوب سمجھ کر کیا ہے' یہ ملک شام حاضر ہے' آپ اس میں جہاں چاہیے اتریے' ہم لوگ آپ کا اکرام کرنے والے اور آپ کے تعلق قرابت کی وجہ سے آپ کے ساتھ احسان کرنے والے اور آپ کا حق پہچاننے والے ہیں۔

عبدالملک کی دعوت پر ابن الحنفیہ کی شام روانگی:

ابن الحنفیہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ یہ صورت ہے جس کی طرف ہم روانہ ہوں گے' وہ روانہ ہوئے' ہم بھی ان کے ساتھ چلے ان کے ہمراہ قبیلہ عزہ کے بہت سے لوگ تھے جو یہ شعر پڑھتے تھے

انت امام الحق لسنا نمتری   انت الذی فرغی به ونرتجی

''ہمیں کچھ شک نہیں کہ آپ امام حق ہیں۔ آپ ہی وہ ہیں جن سے ہم لوگ راضی ہیں اور جس کے ذریعے سے ہم (نجات) کی امید کرتے ہیں۔

انت ابن خیر الناس من عبد النبیؐ   یا ابن علی سرو من مثل علی

حتی تحل ارض کلب وبلی

آپ ان کے فرزند ہیں جو نبیؐ کے بعد سب سے بہتر تھے' اے فرزند علی رضی اللہ عنہ آپ جائیے۔ اور علی رضی اللہ عنہ کے مثل کون ہے۔ یہاں تک کہ آپ قبیلہ کلب و بلی کی زمین میں اتریے''۔

ابوالطفیل نے کہا کہ ہم لوگ روانہ ہوئے' ایلہ میں اترے تو ہمارے ساتھ ان لوگوں نے ہمسائیگی کا اچھا برتاؤ کیا اور ہم نے بھی ان کے ساتھ اسی طرح کی ہمسائیگی کی ان لوگوں نے ابوالقاسم (ابن الحنفیہ) سے نہایت محبت کی' ان کی اور ان کے ساتھیوں کی تعظیم کی ہم نے نیکی کی تاکید کی اور بدی سے روکا کہ نہ ہمارے قریب اور نہ ہمارے سامنے کسی پر ظلم کیا جائے۔

عبدالملک کی ابن الحنفیہ کو دعوتِ بیعت:

عبدالملک کو معلوم ہوا تو اس پر یہ شاق گزرا اس نے قبیصہ بن ذویب اور روح بن زنباع سے کہ دونوں اس کے خاص لوگوں میں سے تھے ان کا ذکر کیا انہوں نے کہا کہ تاوقتیکہ وہ تم سے بیعت نہ کر لیں یا تم انہیں حجاز واپس نہ کر دو ہم انہیں چھوڑنا مناسب نہیں سمجھتے کہ وہ تمہارے قریب قیام کریں ان کی جو خصلت ہے وہ ہے۔

عبدالملک نے انہیں لکھا کہ آپ میرے ملک میں آیئے اور اس کے ایک کنارے اتریئے میرے اور ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کے درمیان یہی جنگ ہے' جیسا کہ آپ کو بھی معلوم ہے' آپ کا مرتبہ وعزت ہے' میں نے یہ مناسب سمجھا کہ آپ بغیر مجھ سے بیعت کیے میری سلطنت میں قیام نہ کریں اگر آپ مجھ سے بیعت کر لیں تو آپ وہ کشتیاں لے لیجئے جو قلزم سے ہمارے پاس آئی ہیں۔ وہ سو کشتیاں ہیں' وہ اور جو ان میں ہے آپ ہی کا ہے' آپ کے لیے بیس لاکھ درہم ہیں جن میں سے پانچ لاکھ فوراً آپ کو دے دوں گا اور پندرہ لاکھ اس کے ساتھ ہی دے دوں گا۔ جب آپ اپنے اور اپنی اولاد کے اور اپنے قرابت داروں کے اور اپنے موال کے اور اپنے ہمراہیوں کے قرض کا ارادہ کریں گے' اگر آپ انکار کریں تو میرے ملک سے کسی ایسے مقام میں منتقل ہو جایئے جہاں میری سلطنت نہ ہو۔

ابن الحنفیہ کا عبدالملک کو جواب:

محمد بن علی رضی اللہ عنہما نے اسے لکھا کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم محمد بن علی کی جانب سے عبدالملک بن مروان کو سلام علیک' میں تجھ سے اس اللہ کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ امابعد زمانہ دراز سے تمہیں اس امر میں میری رائے معلوم ہے' میں اسے کسی سے چھپاتا نہیں ہوں۔ واللہ اگر یہ امت مجھ پر اتفاق کر لے سوائے اہل الزرقاء کے تو میں بھی ان سے قتال نہ کروں گا اور نہ میں انہیں علیحدہ کر دوں گا تاوقتیکہ وہ متفق نہ ہوں۔

جو کچھ مدینے میں ہوا اس سے بھاگ کر میں مکے میں اترا اور ابن الزبیر رضی اللہ عنہ کا پڑوس اختیار کیا' انہوں نے میری ہمسائیگی میں بدی کی اور مجھ سے یہ خواہش کی کہ میں ان سے بیعت کروں' میں نے اس سے انکار کیا تاوقتیکہ لوگ تم پر یا ان پر متفق نہ ہوں۔ اس صورت میں میں بھی اس میں داخل ہو جاؤں گا جس میں لوگ داخل ہوں گے اور میں بھی انہیں میں سے ایک شخص ہو جاؤں گا۔

تم نے مجھے خط لکھ کر اپنے پاس بلایا' میں آیا اور تمہارے جوار میں ایک کنارے اترا' واللہ میرے پاس مخالفت نہیں' میرے ساتھ میرے ہمراہی تھے' ہم نے کہا کہ زحیصہ الاسعار کی بستی (ہمارے لیے زیادہ مناسب ہے) ہم تمہاری ہمسائیگی کے بھی قریب ہوں گے اور تمہاری مہربانی کو بھی حاصل کریں گے' پھر تم نے جو کچھ لکھا وہ لکھا' ان شاء اللہ ہم تمہارے پاس سے واپس جائیں گے۔

ابن الحنفیہ کی مراجعت:

ابی حمزہ سے مروی ہے کہ میں محمد بن علی کے ساتھ تھا۔ ہم لوگ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی وفات کے چالیس دن گزرنے کے بعد طائف سے ایلہ روانہ ہو گئے' عبدالملک نے انہیں ایک عہد نامہ لکھا تھا کہ وہ اور ان کے ساتھی اس کے ملک میں داخل ہوں'

یہاں تک کہ لوگ کسی ایک شخص پر مصالحت کرلیں‘ جب لوگ کسی شخص پر اللہ کے عہد و میثاق کے مطابق صلح کرلیں گے تو انہیں عبدالملک لکھ دے گا۔

محمد شام میں آ گئے تو عبدالملک نے ان سے کہلا بھیجا کہ یا تو آپ مجھ سے بیعت کیجئے یا میرے ملک سے نکل جایئے‘ اس زمانے میں ہم لوگ سات ہزار آدمی تھے‘ محمد نے اس کے پاس کہلا بھیجا کہ میں تمہارے ملک سے نکل جاؤں گا مگر اس شرط پر کہ میرے ساتھیوں کو امن دیا جائے اس نے منظور کرلیا۔

محمد کھڑے ہوئے‘ انہوں نے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی‘ پھر کہا کہ اللہ تمام امور کا مالک و حاکم ہے اللہ نے جو چاہا وہ ہوا اور جو نہیں چاہتا وہ نہیں ہوتا۔ ہر آنے والی چیز قریب ہے‘ نزول امر سے پہلے ہی تم نے اس کے ساتھ عجلت کی۔

قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ تم لوگوں کی پشت پر وہ لوگ ہیں جو آل محمدؐ سے قتال کریں گے‘ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا امر اہل شرک پر پوشیدہ نہیں ہے‘ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا امر تاخیر میں ڈال دیا گیا ہے‘ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد کی جان ہے کہ وہ امر تم میں ضرور ضرور پلٹے گا جیسا کہ شروع ہوا تھا۔ سب تعریفیں اسی اللہ کے لیے ہیں جس نے تمہارے خونوں کی حفاظت کی اور تمہارے دین کی حفاظت کی‘ تم میں سے جو یہ چاہے کہ امن و حفاظت کے ساتھ اپنے جائے پناہ اور اپنے شہر مکے میں آئے تو وہ انتظام کرے۔

مکہ میں داخلہ کی ممانعت:

ان کے ساتھ سات ہزار میں سے نوسو آدمی رہ گئے انہوں نے عمرے کا احرام باندھا اور قربانی حرم کے اونٹ کو ہار پہنایا کہ معلوم ہو یہ حرم میں ذبح کرنے کے لیے ہے‘ پھر ہم لوگوں نے بیت اللہ کا قصد کیا۔

ہم لوگوں نے حرم میں داخل ہونے کا قصد کیا تو ہمیں ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کا لشکر ملا‘ اس نے ہمیں داخل ہونے سے روکا‘ محمد نے کہلا بھیجا کہ میں اس طرح آیا ہوں کہ تم سے قتال کا ارادہ نہیں ہے اور اسی طرح واپس ہوں گا کہ قتال نہ کروں‘ ہمیں چھوڑ دو کہ ہم داخل ہو کر اپنا نسک (عمرہ) ادا کرلیں پھر ہم تمہارے پاس سے چلے جائیں گے۔ مگر انہوں نے انکار کیا‘ حالانکہ ہمارے ہمراہ قربانی کے اونٹ بھی تھے جن کو ہم نے ہار پہنا دیے تھے۔

ابن الحنفیہ کی مدینہ واپسی:

ہم لوگ مدینے واپس چلے گئے‘ حجاج (بن یوسف) آیا اس نے ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کو قتل کیا پھر وہ بصرے و کوفے چلا گیا‘ جب وہ چلا گیا تو ہم لوگ گئے اور ہم نے اپنا نسک (عمرہ) ادا کیا‘ میں نے محمد بن علی کے بدن سے جوؤں کو جھڑتے دیکھا ہے‘ جب ہم نے اپنا نسک (عمرہ) ادا کرلیا تو مدینے واپس آ گئے‘ محمد بن علی تین مہینے رہے‘ پھر ان کی وفات ہوگئی۔

اسماعیل بن مسلم الطائی نے اپنے والد سے روایت کی کہ عبدالملک ابن مروان نے ایک خط لکھا (جس کا عنوان یہ تھا کہ) منجانب امیرالمومنین عبدالملک بنام محمد بن علیؓ جب انہوں نے خط کا عنوان دیکھا تو کہا کہ ﴿اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ﴾ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ملعون اور آزاد کردہ منبروں پر ہیں‘ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے‘ وہ ایسے امور ہیں جن کو قرار نہیں

دیا جائے گا۔

ابن الحنفیہ کو مکہ چھوڑ دینے کا حکم:

ابوالطفیل نے کہا کہ ہم لوگ واپسی کے لیے آمادہ ہوئے' انہوں نے موالی کو اور اہل کوفہ و بصرے کو جوان کے ہمراہ تھے واپسی کی اجازت دے دی' وہ لوگ مدین سے واپس ہو گئے ہم لوگ مکے آئے اور ان کے ہمراہ منیٰ کے شعب (گھاٹی) میں اترے ہم لوگ دو یا تین رات بھی نہ ٹھہرے تھے کہ ابن الزبیر رضی اللہ عنہما نے ان کے پاس کہلا بھیجا کہ اس منزل سے آپ روانہ ہو جائیے اور وہاں ہمارے پڑوس میں نہ رہیے۔

ابن الحنفیہ نے کہا کہ صبر کیجئے' آپ کا صبر بھی اللہ ہی کی توفیق سے ہوگا' یہ بڑی بات نہیں ہے کہ اس امر پر صبر نہ کیا جائے جس پر سوائے صبر کے کوئی چارہ نہیں کیا اور اگر میں اس کا ارادہ کرتا تو ابن الزبیر رضی اللہ عنہما میرے ساتھ ایسی بے فائدہ حرکت نہ کرتے' اگرچہ میں تنہا ہی ہوتا اور ان کے ساتھ وہ سب جماعتیں ہوتیں جو ان کے ساتھ ہیں' لیکن واللہ میں نے اس کا ارادہ نہیں کیا' میں دیکھتا ہوں کہ ابن الزبیر رضی اللہ عنہما میری ہمسائیگی میں برائی کرنے میں کمی کرنے والے نہیں ہیں' لہٰذا ان کے پاس رہنا اچھا نہیں۔

وہ طائف چلے گئے اور وہیں مقیم رہے یہاں تک کہ یکم ذی القعدہ ۷۲ھ کو ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کے قتال کے لیے حجاج آیا' ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کا محاصرہ کر لیا اور انہیں ۱۷ر جمادی الآخرہ یوم سہ شنبہ ۷۳ھ کو قتل کر دیا' ابن الحنفیہ نے اس سال طائف سے حج کیا' اپنے شعب (گھاٹی) واپس ہو کر وہیں مقیم ہو گئے۔

حجاج کی طرف سے دعوت بیعت:

حسن بن علی بن محمد ابن الحنفیہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب محمد بن علی ۷۲ھ میں شعب میں داخل ہوئے تو ابن الزبیر رضی اللہ عنہما قتل نہیں ہوئے تھے اور حجاج ان کا محاصرہ کیے ہوئے تھے' حجاج نے ابن الحنفیہ سے کہلا بھیجا کہ عبدالملک سے بیعت کر لیں۔

ابن الحنفیہ نے کہا کہ تمہیں مکے میں میرا قیام اور طائف و شام جانا معلوم ہے' جو میری جانب سے انکار ہے کہ ابن الزبیر رضی اللہ عنہما یا عبدالملک سے بیعت کروں تاوقتیکہ لوگ ان دونوں میں سے کسی ایک پر متفق نہ ہو جائیں' میں وہ شخص ہوں کہ میرے پاس مخالفت نہیں ہے۔

جب میں نے لوگوں کو دیکھا کہ انہوں نے اختلاف کیا تو میں نے ان سے علیحدگی اختیار کی کہ وہ متفق ہو جائیں۔ میں نے اللہ کے شہروں میں سب سے زیادہ محترم شہر کی پناہ لی جس میں پرندے تک کو امن ہے' ابن الزبیر رضی اللہ عنہما نے میرے ہمسائیگی میں بدی کی' میں شام کی طرف منتقل ہو گیا' عبدالملک نے میرا قرب ناپسند کیا' میں حرم کی طرف منتقل ہوا' اگر ابن الزبیر رضی اللہ عنہما مقتول ہو گئے اور لوگ عبدالملک پر متفق ہو گئے تو میں (عبدالملک کے لیے) تم سے بیعت کر لوں گا۔

حجاج نے ان کی اس بات سے راضی ہونے سے انکار کیا تاوقتیکہ وہ عبدالملک کے لیے بیعت نہ کریں' ابن الحنفیہ نے اس سے انکار کیا اور حجاج نے انہیں اس پر قائم رکھنے سے انکار کیا' محمد برابر اسے جواب دیتے رہے۔ یہاں تک کہ ابن الزبیر رضی اللہ عنہما قتل کر دیئے گئے۔

حجاج کی دھمکی اور ابن حنفیہ کا جواب:

سہل بن عبید بن عمرو الحارثی سے مروی ہے کہ جب عبدالملک نے حجاج کو مکے و مدینے بھیجا تو اس سے کہا کہ تمہیں محمد ابن الحنفیہ پر کوئی اختیار نہیں ہے' حجاج آیا تو اس نے انہیں دھمکی دی اور کہا کہ مجھے امید ہے کہ اللہ مجھے زمانے کے کسی دن میں آپ پر قابو دے گا اور آپ پر اختیار دے دے گا اس وقت میں یہ کروں گا اور یہ کروں گا' انہوں نے کہا کہ اے اپنی جان کے دشمن تو جھوٹا ہے' کیا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ کے لیے روزانہ تین سو ساٹھ لحظے ہیں' مجھے امید ہے کہ اللہ مجھے اپنے بعض لحظے عطا کر دے گا اور تجھے مجھ پر اختیار نہ دے گا۔ اس بات کو حجاج نے عبدالملک کو لکھا تو عبدالملک نے اسے شاہ روم کو لکھا' شاہ روم نے اسے لکھا کہ واللہ یہ بات نہ تمہارے خزانے کی ہے نہ تمہارے اہل بیت کے خزانے کی' بلکہ اہل بیت نبوت کے خزانے کی ہے۔

حسن بن محمد بن علی سے مروی ہے کہ میرے والد نے حجاج سے بیعت نہیں کی۔ جب ابن الزبیر رضی اللہ عنہما مقتول ہو گئے تو حجاج نے انہیں بلا بھیجا' آئے تو کہا کہ اللہ نے عدو اللہ کو قتل کر دیا۔ ابن الحنفیہ نے کہا کہ جب لوگ بیعت کریں گے تو میں بھی بیعت کر لوں گا' اس نے کہا واللہ میں آپ کو ضرور قتل کر دوں گا۔ انہوں نے کہا کیا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ کے لیے روزانہ تین سو ساٹھ لحظے ہیں اور ہر لحظے میں تین سو ساٹھ قضیئے ہیں' امید ہے کہ وہ اپنے قضایا میں سے کسی ایک قضیئے میں ہمیں تجھ سے کفایت کرے گا۔

عبدالملک کے ہاتھ پر بیعت:

اس بات کو حجاج نے عبدالملک کو لکھا' عبدالملک کو اس خط سے بہت تعجب ہوا' اس نے اس کے متعلق صاحب الروم کو لکھا' اس لیے کہ صاحب الروم نے اسے دھمکی دی تھی کہ اس کے مقابلے کو بہت سی فوج جمع کی ہے' عبدالملک نے یہ کلام صاحب الروم کو لکھا اور حجاج کو لکھا کہ ہم نے معلوم کر لیا ہے کہ محمد مخالف نہیں ہیں' وہ تمہارے پاس آئیں گے اور تم سے بیعت کریں گے' تم ان کے ساتھ مہربانی کرنا۔

جب لوگ عبدالملک پر متفق ہو گئے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بھی بیعت کر لی تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ابن الحنفیہ سے کہا کہ اب کچھ اختلاف باقی نہیں رہا لہٰذا بیعت کر لو۔ ابن الحنفیہ نے عبدالملک کو لکھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم' اللہ کے بندے عبدالملک امیر المومنین کو محمد بن علی کی جانب سے اما بعد' میں نے جب امت کو دیکھا کہ اس نے اختلاف کیا تو میں ان سے علیحدہ ہو گیا' پھر جب یہ امر تمہارے پاس پہنچ گیا اور لوگوں نے تم سے بیعت کر لی تو میں بھی انہیں میں سے کسی ایک شخص کے مثل ہو گیا' میں بھی اس نیک کام میں داخل ہوتا ہوں جس میں وہ لوگ داخل ہوئے' میں تم سے بیعت کرتا ہوں' تمہارے لیے حجاج سے بیعت کر لی اور تمہارے پاس اپنی بیعت بھیج دی۔ میں نے لوگوں کو دیکھا کہ انہوں نے تم پر اتفاق کر لیا ہے' ہم چاہتے ہیں کہ تم ہمیں امن دو اور وفا پر عہد و میثاق دو' کیونکہ غدر (بے وفائی و بدعہدی) میں کوئی خیر نہیں ہے' اور اگر تم انکار کرو تو اللہ کی زمین کشادہ ہے۔

عبدالملک کا عہد و میثاق:

عبدالملک نے خط پڑھا تو قبیصہ بن ذویب اور روح بن زنباع نے کہا کہ تمہیں ان سے اختلاف کی اب کوئی وجہ باقی نہیں

رہی' اگر وہ باہمی جنگ چاہتے تو ضرور اس پر قادر تھے' مگر انہوں نے تسلیم کر لیا اور بیعت کر لی' لہٰذا ہماری رائے یہ ہے کہ آپ ان کے لیے بھی عہد و میثاق و امان تحریر کر دیجئے اور ان کے ساتھیوں کے لیے بھی عہد لکھ دیجئے' اس نے یہی کیا۔

عبدالملک نے انہیں لکھا کہ آپ ہمارے نزدیک پسندیدہ ہیں اور ہمارے ساتھ آپ کی قرابت اور محبت ابن الزبیر رضی اللہ عنہما سے زیادہ ہے' آپ کے لیے عہد و میثاق ہے' اللہ کا ذمہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذمہ ہے کہ نہ آپ کو نہ آپ کے ساتھیوں کو کسی ایسی چیز سے برانگیختہ کیا جائے گا جو آپ کو ناگوار ہو' آپ اپنے شہر واپس جائیے اور جہاں چاہے جائیے' میں جب تک زندہ ہوں' آپ کی مدد اور نیکی ترک نہ کروں گا' حجاج کو لکھ کر اس نے ان کے ساتھ ہمسائیگی کے اچھے برتاؤ اور ان کے اکرام کا حکم دیا۔ ابن الحنفیہ مدینے واپس آ گئے۔

ابن الحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ اور عبدالملک کی ملاقات:

معاویہ بن عبداللہ بن عبیداللہ بن ابی رافع نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب محمد بن علی رضی اللہ عنہ مدینے چلے گئے اور اپنا مکان بقیع میں بنا لیا تو عبدالملک کو لکھ کر اس کے پاس آنے کی اجازت چاہی' عبدالملک نے انہیں اپنے پاس آنے کی اجازت دی' وہ اس کے پاس ۷۸ھ میں گئے جس سال کہ جابر بن عبداللہ کی وفات ہوئی۔ دمشق میں عبدالملک کے پاس آئے تو پھر اجازت چاہی' اس نے اجازت دی اور اپنے قریب اتارا حکم دیا کہ ان کی اتنی ضیافت کی جائے جو انہیں اور ان کے ہمراہیوں کو کافی ہو۔

عبدالملک کا ابن الحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ سے حسن سلوک:

وہ عام لوگوں کی اجازت کے وقت عبدالملک کے پاس جاتے' جب عبدالملک اجازت دیتا تو اپنے اہل بیت سے شروع کرتا' پھر انہیں اجازت دیتا اور وہ سلام کرتے' پھر کبھی بیٹھتے اور کبھی واپس ہو جاتے۔ اس کو قریب ایک مہینے کے گزر گیا تو انہوں نے تنہائی میں عبدالملک سے گفتگو کی' اپنی قرابت و رحم کا ذکر کیا اور جو قرض تھا وہ بیان کیا۔

عبدالملک نے قرض ادا کرنے اور ان کے ساتھ صلہ رحم کرنے کا وعدہ کیا اور حکم دیا کہ اپنی حوائج پیش کریں' محمد نے اپنا قرض اور اپنی حوائج اپنی اولاد اور دوسرے خاص لوگوں اور اپنے موالی کے لیے وظائف کی درخواست پیش کی' عبدالملک نے فراخ دلی سے ان کی سب باتوں کو منظور کر لیا۔ موالی کے بارے میں وظائف مقرر کرنے میں البتہ تنگی کی' محمد نے اصرار کیا تو اس نے ان لوگوں کا وظیفہ مقرر کیا مگر ان کے ساتھ کمی کی' انہوں نے اس سے گفتگو کی تو اس نے ان کے وظائف بھی بڑھا دیئے۔ اس طرح ان کی کوئی حاجت نہ رہی جسے اس نے پورا نہ کر دیا ہو' انہوں نے اس سے واپسی کی اجازت چاہی تو انہیں اجازت دے دی۔

عبدالواحد بن ابی عون سے مروی ہے کہ ابن الحنفیہ نے کہا کہ میں عبدالملک کے پاس گیا تو اس نے میری حوائج پوری کر دیں' میں اس سے رخصت ہوا' اور جب اس کی آنکھوں سے پوشیدہ ہونے کے قریب ہو گیا تو اس نے مجھے ابوالقاسم ابوالقاسم کہہ کے پکارا۔ میں پلٹا تو مجھ سے کہا کہ کیا تم جانتے نہیں کہ اللہ کو معلوم ہے کہ جس دن تم بڑے میاں (عبدالملک کے والد مروان) کے ساتھ جو کچھ کر رہے تھے وہ کر رہے تھے تو تم ان کے ساتھ ظلم کر رہے تھے' (یہ اس واقعے کی طرف اشارہ ہے کہ قتل عثمان رضی اللہ عنہ کے دن ابن الحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ نے مروان بن الحکم کی چادر پکڑ کر اسے زمین پر رگڑا تھا) عبدالملک نے کہا کہ وہ میری نظر میں ہے اور میرے لیے اس روز برتری تھی۔

رسول اللہ ﷺ کی تلوار:

زید بن عبدالرحمٰن بن زید بن الخطاب سے مروی ہے کہ میں ابان بن عثمان کے ہمراہ عبدالملک بن مروان کے پاس گیا' اس کے پاس ابن الحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے' عبدالملک نے نبی ﷺ کی تلوار منگائی' لائی گئی تو اس نے صیقل کرنے والے کو بلایا' اس نے اسے دیکھا تو کہا کہ میں نے اس سے بہتر کوئی تلوار کبھی نہیں دیکھی' عبدالملک نے کہا کہ واللہ لوگوں نے اس کے مالک کا مثل بھی نہیں دیکھا۔ اے محمدؒ یہ تلوار مجھے دے دو' محمدؒ نے کہا کہ تمہاری رائے میں ہم میں جو اس کا زیادہ مستحق ہو وہی اسے لے لے۔ عبدالملک نے کہا کہ اگر تمہارے لیے (رسول اللہ ﷺ سے) قرابت ہے تو ہر ایک کے لیے قرابت وحق ہے۔

حجاج کے خلاف شکایت:

محمدؒ نے وہ تلوار عبدالملک کو دے دی اور کہا کہ اے امیر المومنین! اس شخص یعنی حجاج نے جو اس کے پاس تھا مجھے ایذا دی ہے اور میرے حق کی توہین کی ہے' اگر پانچ درہم کا معاملہ بھی ہو تو وہ مجھے بلا بھیجتا ہے' عبدالملک نے کہا کہ آپ کو اس پر کوئی اختیار نہیں ہے۔

حجاج اور ابن الحنفیہ کی گفتگو:

جب محمدؒ واپس ہوئے تو عبدالملک نے حجاج سے کہا کہ تم ان سے ملو اور ان کی شکایت رفع کرو۔ وہ ان سے ملا اور کہا کہ مجھے امیر المومنین نے آپ کے پاس بھیجا ہے کہ میں آپ کی شکایت رفع کروں' اسے کامیابی نہ ہو جو آپ کے ساتھ برائی کرے۔

محمدؒ نے کہا کہ اے حجاج تم پر افسوس ہے' خدا کا خوف کرو اور اللہ سے ڈرو' کوئی صبح ایسی نہیں جو اللہ کے بندے کرتے ہوں اور اللہ کے یہاں اپنے ہر بندے کے لیے تین سو ساٹھ لحظے نہ ہوتے ہوں نہ اگر وہ گرفت کرے تو اپنی قدرت سے گرفت کرے گا اور اگر معاف کرے تو اپنے علم سے معاف کرے گا' لہٰذا تم اللہ سے ڈرو۔ حجاج نے ان سے کہا کہ آپ مجھ سے جو مانگیں گے وہ میں آپ کو ضرور دوں گا۔ محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ تم کرو گے؟ حجاج نے کہا کہ جی ہاں! انہوں نے کہا کہ میں تم سے صرم الدہر (زمانے سے انقطاع) مانگتا ہوں۔

حجاج نے اس کا ذکر عبدالملک سے کیا' عبدالملک نے راس الجالوت کو بلا بھیجا' محمد رحمۃ اللہ علیہ نے جو کہا تھا وہ اس کے گوش گزار کیا کہ ہم میں سے ایک شخص نے ایک حدیث بیان کی جو سوائے اس کے کسی سے نہیں سنی' اسے محمدؒ کے قول (صرم الدہر) سے آگاہ کیا۔ راس الجالوت نے کہا کہ یہ کلمہ سوائے بیت نبوت کے اور کہیں سے نہیں نکلا۔

ابراہیم سے مروی ہے کہ (بیت اللہ میں) حجاج نے اپنا پاؤں مقام (ابراہیم) پر رکھنا چاہا تو ابن الحنفیہ نے اسے ڈانٹا اور منع کیا۔

سالم بن ابی الجعد سے مروی ہے کہ میں نے محمد ابن الحنفیہ کو دیکھا کہ کعبے کے اندر داخل ہوئے ہر کونے میں دو دو رکعتیں اس طرح (کل) آٹھ رکعتیں پڑھیں۔

سفیان سے مروی ہے کہ محمد ابن الحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ دنیا نہیں جائے گی تاوقتیکہ لوگوں کے اختلافات اپنے رب کے

بارے میں نہ ہوں۔

محمد ابن الحنفیہ کی پوشاک ولباس وغیرہ:

ابی مالک سے مروی ہے کہ میں نے ابن الحنفیہ کو دیکھا کہ سفید تر کی گھوڑے پر رمی جمار کر رہے تھے۔ سفیان التمار سے مروی ہے کہ وہ یوم الترویہ (۸/ذی الحجہ) کو اپنے سر میں مہندی اور نیل کا خضاب لگائے ہوئے تھے حالانکہ احرام میں تھے۔

ثویر سے مروی ہے کہ میں نے محمد ابن الحنفیہ کو دیکھا کہ مہندی اور نیل کا خضاب کرتے تھے۔ سفیان التمار سے مروی ہے کہ میں نے ابن الحنفیہ کو دیکھا کہ اپنے قربانی کے اونٹوں کے داہنی جانب اشعار کیا۔ (اشعار یہ ہے کہ قربانی کے اونٹ کے کوہان میں برچھی مار کے خون نکال دیتے ہیں جس سے معلوم ہو کہ یہ حج یا عمرے کی قربانی کے لیے ہے)

سلیمان الشیبانی سے مروی ہے کہ میں نے عرفات میں محمد ابن الحنفیہ کے بدن پر زرد خز (سوت ریشم ملے ہوئے کپڑے) کی چادر دیکھی۔

ابی اسحاق الشیبانی سے مروی ہے کہ میں نے عرفات میں ابن الحنفیہ کے بدن پر خز کی چادر دیکھی۔

رشدین سے مروی ہے کہ میں نے محمد ابن الحنفیہ کو دیکھا کہ سیاہ جرقانی عمامہ باندھتے اور اسے ایک بالشت یا اس سے کم (پشت کی طرف) لٹکاتے۔

عبدالواحد ابن ایمن سے مروی ہے کہ میں نے محمد ابن الحنفیہ کے سر پر سیاہ عمامہ دیکھا۔

نصر بن اوس سے مروی ہے کہ میں نے محمد بن علی ابن الحنفیہ کے جسم پر ایک زرد میلا لحاف دیکھا۔

ابی ادریس سے مروی ہے کہ مجھ سے محمد ابن الحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ تمہیں خز پہننے سے کون امر مانع ہے۔ کیونکہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ میں نے کہا کہ اس میں حریر (ریشم استعمال) کیا جاتا ہے۔

ابی ادریس سے مروی ہے کہ میں نے ابن الحنفیہ کو مہندی اور نیل کا خضاب لگاتے ہوئے دیکھا تو ان سے کہا کہ کیا علی رضی اللہ عنہ خضاب کرتے تھے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ میں نے کہا کہ پھر آپ کو کیا ہوا' انہوں نے کہا کہ میں اس کے ذریعے سے عورتوں کے لیے جوان بنتا ہوں۔

صالح بن میثم سے مروی ہے کہ میں نے محمد بن علی ابن الحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ میں مہندی کا اثر دیکھا تو کہا کہ یہ کیا ہے' انہوں نے کہا کہ میں اپنی والدہ کے مہندی لگاتا تھا۔

محمد ابن الحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ وہ اپنی والدہ کے تیل لگاتے تھے اور ان کے کنگھی کرتے تھے۔

عبدالواحد بن ایمن سے مروی ہے کہ میں نے محمد ابن الحنفیہ کو مہندی لگائے ہوئے دیکھا' میں نے انہیں آنکھوں میں سرمہ لگائے ہوئے دیکھا اور میں نے ان کے سر پر سیاہ عمامہ دیکھا۔

عبدالواحد بن ایمن سے مروی ہے کہ مجھے والد نے محمد ابن الحنفیہ کے پاس بھیجا' میں ان کے پاس گیا تو وہ اپنی آنکھوں میں سرمہ لگائے ہوئے داڑھی کو سرخ رنگے ہوئے تھے' میں والد کے پاس آیا اور کہا کہ آپ نے مجھے ایک بوڑھے مخنث کے پاس بھیجا

تھا' انہوں نے کہا کہ اے بدبودار عورت کے لڑکے' وہ محمد بن علی ہیں۔ ابن الحنفیہ سے مروی ہے کہ وہ مٹکے کی نبیذ پیتے تھے۔

ربیع المنذر نے اپنے والد سے روایت کی کہ ہم ابن الحنفیہ کے ساتھ تھے' انہوں نے وضو کرنا چاہا موزے پہنے تھے' اس لیے موزے اتارے اور پاؤں پر مسح کیا۔

ابی عمر سے مروی ہے کہ ابن الحنفیہ عیدین اور جمعہ اور شعب (منیٰ میں حج کے موقع پر) غسل کیا کرتے اور وہ پچھنوں کا خون بھی دھوڈالتے۔

رشدین بن کریب سے مروی ہے کہ میں نے ابن الحنفیہ کو دیکھا کہ بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔

ابن حنفیہ کی وفات:

عبداللہ بن محمد بن عقیل سے مروی ہے کہ میں نے ابن الحنفیہ کو ۸۱ھ میں کہتے سنا کہ یہ میرے لیے پینسٹھواں سال ہے' میں اپنے والد کے سن سے بڑھ گیا جن کی وفات تریسٹھ سال میں ہوئی تھی ابن الحنفیہ کی وفات اسی سال ۸۱ھ میں ہوئی۔

زید بن السائب سے مروی ہے کہ میں نے ابو ہاشم عبداللہ بن محمد ابن الحنفیہ سے دریافت کیا کہ آپ کے والد کہاں دفن کیے گئے تو انہوں نے کہا کہ بقیع میں۔ میں نے کہا کس سنہ میں' انہوں نے کہا کہ ۸۱ھ کے شروع میں' اس روز وہ پینسٹھ سال کے تھے' جس (سنہ) کو وہ پورا نہ کرنے پائے تھے۔

محمد بن سعد نے کہا کہ ہمیں نہیں معلوم کہ ابن الحنفیہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے بھی کوئی روایت کی۔ زید بن السائب سے مروی ہے کہ میں نے ابو ہاشم عبداللہ بن محمد ابن الحنفیہ کو بقیع کے ایک جانب اشارہ کر کے کہتے سنا کہ یہ میرے والد ابوالقاسم کی قبر ہے۔ ان کے والد کی وفات محرم ۸۱ھ میں ہوئی' وہ سال طغیانی کا ہے کہ اہل مکہ پر ایک سیلاب آیا جو حاجیوں کو بہالے گیا۔

ابو ہاشم نے کہا کہ جب ہم نے انہیں بقیع میں رکھ دیا تو ابان بن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ آئے جو اس زمانے میں عبدالملک بن مروان کی جانب سے والی مدینہ تھے کہ ان پر نماز پڑھیں' بھائی نے مجھ سے کہا کہ تمہاری کیا رائے ہے' میں نے کہا کہ ابان ان پر نماز نہیں پڑھ سکتے تاوقتیکہ ہم سے اجازت نہ طلب کریں' ابان نے کہا کہ تم لوگ اپنے جنازے کے زیادہ حق دار ہو جسے چاہو آگے کرو کہ ان پر نماز پڑھے' ہم نے کہا تم آگے بڑھو اور نماز پڑھو' وہ آگے بڑھے اور نماز پڑھی۔

محمد بن عمر نے کہا کہ پھر میں نے زید بن السائب سے بیان کیا کہ مجھے بروایت عویمر الاسلمی معلوم ہوا کہ اس روز ابو ہاشم نے کہا کہ ہم جانتے ہیں کہ امام نماز جنازہ کا زیادہ مستحق ہے' اگر ایسا نہ ہوتا تو ہم آپ کو آگے نہ کرتے' زید بن السائب نے کہا کہ میں نے ابو ہاشم کو اسی طرح کہتے سنا کہ ابان آگے بڑھے اور انہوں نے ان پر نماز پڑھی۔

عمر اکبر بن علی رضی اللہ عنہ:

ابن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی' ان کی والدہ صہباء کہ ام حبیب بنت ربیعہ بن بجیر بن العبد بن علقمہ بن الحارث بن عتبہ ابن سعد بن زہیر بن جشم بن بکر بن حبیب بن عمرو بن غنم بن تغلب بن وائل تھیں' قیدی تھیں' خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کو اس وقت ملیں جب انہوں نے عین التمر کے علاقے میں بنی تغلب پر حملہ کیا۔

عمر بن علی رضی اللہ عنہ کے یہاں محمد وام موسیٰ وام حبیب پیدا ہوئیں' ان کی والدہ اسماء بنت عقیل بن ابی طالب تھیں۔
عمر نے حدیث روایت کی ہے' ان کی اولاد میں متعدد لوگ تھے جن سے روایت کی گئی ہے ہم نے ان کا ذکر ان کے طبقے اور مقام میں کیا ہے۔

عبید اللہ بن علی رضی اللہ عنہ:

ابن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی' ان کی والدہ لیلیٰ بنت مسعود بن خالد بن مالک بن ربعی بن سلمٰی بن جندل بن نہشل بن حازم بن مالک بن حنظلہ بن مالک بن سعد بن زید مناۃ بن تمیم تھیں۔

مختار کی بدسلوکی:

عبید اللہ بن علی حجاز سے کوفے میں مختار کے پاس آئے اور اس سے کچھ مانگا مگر اس نے نہیں دیا اور کہا کہ کیا تم مہدی (ابن الحنفیہ) کا خط لائے ہو' انہوں نے کہا نہیں' اس نے چند روز تک انہیں قید رکھا پھر رہا کر دیا اور کہا کہ ہمارے پاس سے نکل جاؤ' وہ مختار سے بھاگ کر مصعب بن الزبیر کے پاس بصرے گئے اور اپنے ماموں نعیم بن مسعود التمیمی ثم النہشلی کے پاس اترے' مصعب نے ان کے لیے ایک لاکھ درہم کا حکم دیا۔
مصعب بن الزبیر نے لوگوں کو اپنے دشمن کے مقابلے کی تیاری کا حکم دیا اور روانگی کا وقت معین کر دیا' انہوں نے لشکر قائم کیا' چلنے سے پہلے بصرے پر عبید اللہ بن عمر بن عبید اللہ بن معمر کو قائم مقام بنایا' مصعب روانہ ہوئے تو عبید اللہ بن علی بن ابی طالب اپنے ماموؤں میں رہ گئے' خود ان کے ماموں نعیم بن مسعود مصعب کے ہمراہ روانہ ہو گئے۔
مصعب بصرے سے جدا ہو گئے تو بنی سعد بن زید مناۃ بن تمیم عبید اللہ ابن علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ ہم بھی آپ کے ماموں ہیں' آپ میں ہمارا بھی حصہ ہے لہٰذا آپ ہمارے ساتھ چلئے کیونکہ ہم لوگ آپ کی کرامت (بزرگی) چاہتے ہیں' وہ راضی ہو گئے اور ان لوگوں کے یہاں منتقل ہو گئے۔

بنی سعد کے ہاں قیام:

بنی سعد نے انہیں اپنے یہاں اتارا اور ان سے بیعت خلافت کی' حالانکہ وہ خود ناپسند کرتے تھے' کہتے تھے کہ اے قوم جلدی نہ کرو اور نہ یہ کام کرو' مگر ان لوگوں نے انکار کیا' مصعب کو معلوم ہوا تو انہوں نے عبید اللہ بن عمر بن عبید اللہ بن معمر کو لکھ کر انہیں (کام کرنے سے) عاجز بنایا اور انہیں عبید اللہ بن علی سے لوگوں نے جو جدید بیعت کی تھی اس سے آگاہ کیا۔
مصعب نے ان کے ماموں نعیم بن مسعود کو بلایا اور کہا کہ میں تمہارا اکرام کرتا تھا اور اپنے اور تمہارے درمیان احسان کرتا تھا' تمہیں کس امر نے بصرے میں اپنے بھانجے کو چھوڑنے پر برانگیختہ کیا کہ وہ لوگوں کو جمع کریں اور انہیں دھوکا دیں۔
نعیم نے خدا کی قسم کھائی کہ نہ انہوں نے یہ کیا اور نہ انہیں اس قصے کے ایک حرف کا بھی علم ہے' مصعب نے ان کی بات قبول کر لی اور ان کی تصدیق کی اور کہا کہ میں نے عبید اللہ کو لکھ کر انہیں اس واقعے سے غفلت کرنے پر ملامت کی ہے' نعیم بن مسعود نے کہا کہ انہیں کوئی برانگیختہ نہ کرے' میں ان کے معاملے کا تم سے ذمہ دار ہوں' میں انہیں تمہارے پاس لاؤں گا۔

نعیم روانہ ہوئے اور بصرے آئے' بنی حنظلہ اور بنی عمرو بن تمیم جمع ہوئے۔ وہ ان لوگوں کے لیے بنی سعد میں آئے اور کہا کہ واللہ جو کام تم لوگوں نے کیا اس میں تمہارے لیے خیر نہیں' تم نے پورے بنی تمیم کی ہلاکت کا ارادہ کیا ہے' لہٰذا میرے بھانجے کو میرے حوالے کر دو۔

بیعت کے معاملہ سے برأت:

تھوڑی دیر تک باہم ملامت ہوتی رہی' پھر بنی سعد نے ان کو نعیم کے حوالے کر دیا' وہ روانہ ہوئے اور انہیں مصعب کے پاس لائے۔ مصعب نے پوچھا کہ برادر من جو کام تم نے کیا اس پر تمہیں کس نے برانگیختہ کیا' عبیداللہ نے اللہ کی قسم کھائی کہ انہوں نے اس کی خواہش نہیں کی اور تاوقتیکہ لوگوں نے اسے کر نہ لیا انہیں اس کا علم بھی نہیں ہوا' میں نے اسے ناپسند کیا تھا اور اس سے انکار کیا تھا' مصعب نے ان کی تصدیق کی اور ان کی بات قبول کر لی۔

مصعب بن الزبیر نے اپنے سردار مقدمہ لشکر عباد الحبطی کو حکم دیا کہ مختار کی فوج کی جانب روانہ ہوں' وہ بڑھے اور ان کے ساتھ عبیداللہ بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بھی آگے بڑھے' یہ لوگ المذار میں اترے' مختار کا لشکر بھی آگے بڑھا' وہ لوگ ان کے مقابلے پر اترے' مصعب بن الزبیر کے ساتھیوں نے ان پر شب خون مارا' مختار اور اس کے پورے لشکر کو قتل کر دیا' سوائے ان لوگوں کے جو جان بچا کے بھاگے اور کوئی نہ بچا۔ عبیداللہ بن علی بن ابی طالب بھی اسی شب کو قتل ہو گئے۔

سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ:

ابن حزن بن ابی وہب بن عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم بن ایقظہ' ان کی والدہ ام سعید بنت حکیم بن امیہ بن حارثؓ بن الاوقص السلمی تھیں۔

سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں محمد و سعید والیاس وام عثمان وام عمرو وفاختۃ پیدا ہوئیں' ان کی والدہ ام حبیب بنت ابی کریم بن عامر بن عبد وذی الشریٰ ابن عتاب بن ابی صعب بن فہم بن ثعلبہ بن سلیم بن غانم بن دوس تھیں۔ مریم ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

سعید کے دادا حزن:

سعید بن المسیب بن حزن رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ان کے دادا حزن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ آپ نے فرمایا تمہارا نام کیا ہے' عرض کی حزن (سخت زمین) فرمایا نہیں تم سہل (زمین نرم) ہو' عرض کی' یا رسول اللہ میرا جو نام والدین نے رکھا ہے میں اسی سے لوگوں میں مشہور ہو گیا' نبی علیہ السلام خاموش ہو گئے۔ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ پھر ہم برابر حزونۃ (سختی) اپنے خاندان میں محسوس کرتے ہیں۔

سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کا سنہ ولادت:

علی بن زید سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے چار سال بعد پیدا ہوئے اور چوراسی سال کی عمر میں وفات ہوئی۔

طلحہ بن محمد بن سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ سعید رحمۃ اللہ علیہ عمر رضی اللہ عنہ کی وفات سے دو سال پہلے پیدا ہوئے اور بہتر سال کی عمر میں وفات ہوئی۔

محمد بن عمر نے کہا کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت کے بارے میں میں نے جس امر پر لوگوں کا اتفاق دیکھا وہ یہ ہے کہ وہ عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دو سال بعد پیدا ہوئے۔ یہ بھی روایت کی جاتی ہے کہ انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ سے حدیث سنی ہے۔ میں نے اہل علم کو اس کی تصحیح کرتے نہیں دیکھا' اگرچہ وہ لوگ ان سے روایت کرتے ہیں۔

سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ میں خلافت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے دو سال گزرنے کے بعد پیدا ہوا' ان کی خلافت دس سال چار ماہ رہی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ابن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کی روایات:

سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے ایک کلمہ سنا ہے جس کا کوئی سننے والا میرے سوا زندہ نہیں ہے' عمر رضی اللہ عنہ جب کعبے کو دیکھتے تھے تو کہتے تھے:

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ.

''اے اللہ تو ہی تمام عیوب سے پاک ہے یا تو ہی باقی ہے اور تجھ ہی سے بقاء ہستی ہے''۔

سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ میں نے منبر پر عمر رضی اللہ عنہ سے سنا کہ مجھے جو شخص معلوم ہوگا کہ اُس نے جماع کر کے غسل نہیں کیا خواہ اُسے انزال ہو یا نہ ہو تو میں اُسے سزا دوں گا۔

بکیر بن الاشج سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ کیا آپ نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو پایا ہے۔ انہوں نے کہا کہ نہیں۔

مالک نے کہا کہ انہیں معلوم ہوا کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا' اگر مجھے رات دن صرف ایک حدیث کی طلب میں چلنا پڑتا (تو میں عمر بھر چلتا)۔

سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ جو فیصلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائے اور جو ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما نے کیے ان کا مجھ سے زیادہ جاننے والا کوئی باقی نہ رہا۔

مسعر نے کہا کہ میں خیال کرتا ہوں کہ انہوں نے عثمان ومعاویہ رضی اللہ عنہما کے فیصلوں کو بھی کہا۔

سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ہر وہ فیصلہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور ہر وہ فیصلہ جو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کیا اور ہر وہ فیصلہ جو عمر رضی اللہ عنہ نے کیا اس کا مجھ سے زیادہ جاننے والا کوئی نہ رہا۔

راوی نے کہا' میں خیال کرتا ہوں کہ انہوں نے یہ بھی کہا کہ ہر وہ فیصلہ جو عثمان رضی اللہ عنہ نے کیا مجھ سے (زیادہ اس کا جاننے والا نہ رہا)۔

شرف تلمذ:

ہشام بن سعد سے مروی ہے کہ میں نے اس وقت زہری کو کہتے سنا جب ان سے ایک سائل نے دریافت کیا کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا علم کس سے حاصل کیا تو انہوں کہا کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے' وہ سعد بن ابی وقاص اور ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم کی صحبت میں بیٹھتے' ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ وام سلمہ رضی اللہ عنہما کے پاس جاتے' انہوں نے عثمان بن عفان وعلی وصہیب ومحمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہم سے سنا ہے' ان کی اکثر روایت کی سند ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے جن کے وہ داماد تھے' انہوں نے عمر وعثمان رضی اللہ عنہما کے اصحاب سے سنا ہے' کہا جاتا تھا کہ عمر وعثمان رضی اللہ عنہما نے جو فیصلے کیے ہیں ان کا ان سے زیادہ جاننے والا کوئی نہیں ہے۔

حالات فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے واقفیت:

یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ ابن المسیب کو راوی عمر رضی اللہ عنہ کہا جاتا تھا' لیث نے کہا کہ یہ اس لیے کہ وہ ان کے احکام اور فیصلوں کے سب سے زیادہ حافظ تھے۔

قدامہ بن موسیٰ الجحی سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ فتویٰ دیا کرتے تھے' حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب زندہ تھے۔

محمد بن یحییٰ بن حبان سے مروی ہے کہ اپنے زمانے میں مدینے میں جو لوگ تھے فتوے میں ان سب پر مقدم اور ان کے رئیس سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ تھے' وہ فقیہ الفقہاء کہلاتے تھے۔ مکحول سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ عالم العلما تھے۔

مکحول سے مروی ہے کہ میں جو حدیث تم لوگوں سے بیان کرتا ہوں وہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ اور شعبی سے ہے۔

ابن ابی الحویرث سے مروی ہے کہ محمد بن جبیر بن مطعم سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس فتویٰ پوچھنے آتے تھے۔

ابی جعفر سے مروی ہے کہ میں نے اپنے والد علی بن حسین رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ گزشتہ آثار واحادیث کے سب سے زیادہ عالم اور اپنی رائے کے سب سے زیادہ فقیہ (سمجھ دار) ہیں۔

میمون بن مہران سے مروی ہے کہ میں مدینے آیا اور اہل مدینہ میں سب سے زیادہ فقیہ کو دریافت کیا تو مجھے سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھیجا گیا' میں نے ان سے مسئلہ دریافت کیا۔

شہاب بن عباد العصری سے مروی ہے کہ میں نے حج کیا' پھر ہم لوگ مدینے آئے اور یہاں کے سب سے بڑے عالم کو دریافت کیا تو لوگوں نے کہا کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں:

مالک بن انس سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اپنا کوئی فیصلہ صادر نہیں کرتے تھے تاوقتیکہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت نہ کر لیتے' انہوں نے ایک آدمی کو مسئلہ دریافت کرنے کے لیے ان کے پاس بھیجا تو اس نے انہیں بلایا' سعد عمر کے پاس آئے' عمر نے کہا کہ قاصد نے خطا کی (کہ آپ کو بلا لایا) ہم نے تو اسے صرف اس لیے بھیجا تھا کہ وہ آپ سے آپ کی مجلس ہی میں مسئلہ دریافت کر لے۔

مالک بن انس سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کہا کرتے تھے کہ مدینے میں کوئی ایسا عالم نہیں جو اپنا علم میرے پاس نہ لائے اور میں اس علم کے پاس لایا جاتا ہوں جو سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ہے۔

قوت حافظہ:

عمران بن عبداللہ الخزاعی سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے دریافت کیا تو میں نے اپنا نسب ان سے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ خلافت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں تمہارے والد میرے پاس بیٹھے ہیں' انہوں نے مجھ سے فلاں فلاں بات پوچھی تو میں نے فلاں فلاں جواب دیا۔ عمران کہتے تھے کہ مجھے تو ایسا کبھی نہیں معلوم ہوا کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کے کان پر کوئی بات گزری ہو اور ان کے قلب نے اسے یاد نہ کرلیا ہو۔

ابن زبیر کی بیعت نہ کرنے پر کوڑوں کی سزا:

عبداللہ بن جعفر وغیرہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما نے جابر بن الاسود بن عوف الزہری کو مدینے پر عامل بنایا انہوں نے لوگوں کو ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کی بیعت کی دعوت دی' سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ نہیں' تاوقتیکہ لوگ متفق نہ ہو جائیں' انہوں نے سعید رحمۃ اللہ علیہ کو ساٹھ تازیانے مارے' ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کو معلوم ہوا تو انہوں نے جابر کو لکھ کر ملامت کی اور کہا کہ ہمارے اور سعید کے لیے (بیعت) نہیں ہے' انہیں چھوڑ دو۔

عبدالواحد بن ابی عون سے مروی ہے کہ جابر بن الاسود نے جو ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کی جانب سے عامل مدینہ تھا چوتھی بیوی کی عدت گزرنے سے پہلے پانچویں سے نکاح کرلیا تھا' جب اس نے سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کو مارا تو سعید جن پر کوڑے لگتے جاتے تھے چلائے کہ واللہ کتاب اللہ پر توجہ نہیں کی گئی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ فانکحوا ماطاب لکم من النساء مثنٰی و ثلٰث و رباع ﴾

''جو عورتیں تمہیں پسند آئیں دو دو تین تین چار چار سے نکاح کرو''۔

تو نے چوتھی کی عدت گزرنے سے پہلے پانچویں سے نکاح کرلیا ہے' وہ بھی چند شب کی ہے' جو تجھے مناسب معلوم ہو کرلے' پھر تو تجھے عنقریب وہ بات پیش آئے گی جسے تو پسند نہ کرے گا' اسے بہت کم زمانہ گزرا تھا کہ ابن الزبیر رضی اللہ عنہما قتل کردیے گئے۔

ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے خواب کی تعبیر:

عمر بن حبیب بن قلیع سے مروی ہے کہ میں ایک روز سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا' مجھ پر بہت سی چیزیں تنگ تھیں اور قرض کا بار تھا' میں سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس اس طرح بیٹھا تھا کہ خبر نہ تھی کہ کہاں جاؤں گا' ان کے پاس ایک شخص آیا اور کہا کہ اے ابو محمد میں نے ایک خواب دیکھا ہے' انہوں نے کہا وہ کیا' اس نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ گویا میں نے عبدالملک ابن مروان کو پکڑ کر زمین پر لٹادیا' پھر اسے منہ کے بل لٹا کر اس کی پیٹھ میں چار میخیں ٹھونک دیں۔

سعید نے کہا کہ تم نے یہ نہیں دیکھا ہے' اس نے کہا' بے شک میں نے ہی یہ دیکھا ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں تمہیں تعبیر نہ بتاؤں گا تاوقتیکہ تم مجھے نہ بتاؤ (کہ یہ خواب کس نے دیکھا ہے) اس نے کہا کہ ابن الزبیر رضی اللہ عنہما نے دیکھا ہے اور انہیں نے مجھے آپ

کے پاس بھیجا ہے۔

سعید نے کہا کہ اگر تم نے ان کا خواب صحیح بیان کیا تو عبدالملک بن مروان انہیں قتل کر دے گا' عبدالملک کی پشت سے چار بیٹے پیدا ہوں گے جن میں سے ہر ایک خلیفہ پیدا ہوگا۔

عمر بن حبیب نے کہا کہ میں عبدالملک بن مروان کے پاس ملک شام گیا اور اسے سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کی جانب سے اس کی خبر دی' اس خبر نے اسے مسرور کیا اور مجھ سے سعید کو اور ان کے حال کو دریافت کیا' میں نے اسے خبر دی' اس نے میرا قرض ادا کرنے کا حکم دیا' مجھے اس سے خیر حاصل ہوئی۔

تعبیر خواب کے دلچسپ واقعات:

اسماعیل بن ابی حکیم سے مروی ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ میں نے عبدالملک ابن مروان کو مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے قبلے میں چار مرتبہ پیشاب کرتے ہوئے خواب میں دیکھا' میں نے سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ اگر تم نے خواب سچ بیان کیا تو عبدالملک کی پشت سے چار خلفاء مسجد نبویؐ کے قبلے میں کھڑے ہوں گے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ تعبیر خواب کے جاننے والے تھے' انہوں نے یہ علم اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے حاصل کیا تھا' اور اسماء رضی اللہ عنہا نے اپنے والد ابوبکر رضی اللہ عنہ سے حاصل کیا تھا۔

شریک بن ابی نمر سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ میں نے خواب دیکھا کہ میرے دانت ٹوٹ کے میرے ہاتھ میں گر پڑے' پھر میں نے انہیں دفن کر دیا سعید ابن المسیب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اگر تم نے اپنا خواب صحیح بیان کیا تو تم نے اپنے خاندان کے ہم سن لوگوں کو دفن کر ڈالا۔

مسلم الخیاط سے مروی ہے کہ ایک شخص نے ابن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں اپنے ہاتھ پر پیشاب کر رہا ہوں' انہوں نے کہا کہ اللہ سے ڈرو کیونکہ تمہارے نکاح میں کوئی محرم ہے' اس شخص نے غور کیا تو اتفاق سے اس کی بیوی کے اور اس کے درمیان رضاع کا تعلق تھا۔ (یعنی جس عورت نے اس شخص کو دودھ پلایا تھا اسی نے اس کی بیوی کو بھی دودھ پلایا تھا)۔

ان کے پاس ایک دوسرا شخص آیا اور کہا کہ اے ابو محمد' میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا زیتون کی جڑ میں پیشاب کر رہا ہوں' انہوں نے کہا کہ غور کرو کہ تمہارے نکاح میں کون ہے' معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے نکاح میں کوئی محرم ہے' اس نے غور کیا تو اتفاق سے وہ عورت تھی جس سے اس کا نکاح حلال نہ تھا۔

ابن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ان سے ایک شخص نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک کبوتری منارۂ مسجد پر گر پڑی' انہوں نے کہا کہ حجاج عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہما کی بیٹی سے نکاح کرے گا۔

مسلم الخیاط سے مروی ہے کہ ایک شخص ابن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک بکرا ثنیہ سے دوڑتا ہوا آیا اور اس نے کہا کہ ذبح کرو' ذبح کرو' اس شخ نے کہا میں نے ذبح کیا' سعید نے کہا کہ ابن ام صلاء مر گیا' وہ ہٹا بھی نہ تھا

کہ اس کے پاس خبر آ گئی کہ وہ مر گیا محمد بن عمر نے کہا کہ ابن ام صلاء اہل مدینہ کے موالی میں سے تھا جو لوگوں کی چغل خوری کرتا تھا۔

عبید اللہ بن عبد الرحمٰن بن السائب سے جو خاندان قارہ سے تھے مروی ہے کہ قبیلہ فہم کے ایک شخص نے ابن المسیبؒ سے کہا کہ اس نے خواب میں دیکھا کہ گویا وہ آگ میں گھسا ہے انہوں نے کہا کہ اگر تم نے اپنا خواب صحیح بیان کیا تو تمہیں اس وقت تک موت نہ آئے گی جب تک کہ تم بحری سفر نہ کر لو اور تمہیں قتل کے ذریعے سے موت آئے گی' اس نے بحری سفر کیا اور وہ ہلاکت کے قریب ہو گیا۔ جنگ قدیر میں تلوار سے قتل کیا گیا۔

حصین بن عبید اللہ بن نوفل سے مروی ہے کہ مجھے اولاد کی طلب تھی مگر میرے یہاں اولاد نہ ہوتی تھی' ابن المسیب سے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میری گود میں ایک انڈا ڈال دیا گیا انہوں نے کہا کہ مرغی عجمی ہے' لہٰذا تم عجم میں رشتہ تلاش کرو' پھر میں نے ایک باندی لی تو لڑکا پیدا ہوا حالانکہ میرے یہاں اولاد نہ ہوتی تھی۔

سعید بن المسیبؒ سے مروی ہے کہ جب کوئی شخص خواب دیکھتا تھا اور ان سے بیان کرتا تھا تو وہ کہتے تھے کہ تم نے بہت اچھا خواب دیکھا۔

ابن المسیبؒ سے مروی ہے کہ خواب میں خشک کھجور سے ہر حال میں رزق مراد ہے اور تر کھجور سے اس کے موسم میں رزق مراد ہے۔ ابن المسیبؒ سے مروی ہے کہ خواب کا آخر چالیس سال ہے' یعنی اس کی تعبیر میں (مطلب یہ ہے کہ چالیس سال کی عمر میں جو خواب دیکھیں اس کی تعبیر اکثر درست ہوتی ہے)۔

ابن المسیب سے مروی ہے کہ خواب میں بیڑی دیکھنا ثبات دین کی علامت ہے' ایک شخص نے کہا کہ اے ابو محمد میں نے خواب میں دیکھا کہ سایے میں بیٹھا ہوں' پھر اٹھ کر دھوپ میں چلا گیا' ابن المسیبؒ نے کہا کہ واللہ اگر تم نے اپنا خواب صحیح بیان کیا ضرور ضرور اسلام سے نکل جاؤ گے' اس نے کہا کہ اے ابو محمد مجھے خواب میں یہ دکھایا گیا کہ میں سایے سے نکالا گیا اور دھوپ میں داخل کیا گیا' پھر مجھے بیکار کر دیا گیا۔ انہوں نے کہا کہ تمہیں کفر پر مجبور کیا جائے گا' اس نے عبد الملک بن مروان کے زمانے میں بغاوت کی' اس گرفتار کر کے مجبور کیا گیا' وہ باز آیا اور مدینے آیا۔ وہی یہ واقعہ بیان کرتا تھا۔

ولید و سلیمان کی بیعت سے انکار:

عبد اللہ بن جعفر وغیرہ سے مروی ہے کہ عبد العزیز بن مروان کی وفات مصر میں جمادی الآخر ۸۴ھ میں ہوئی عبد الملک نے اپنے دونوں بیٹوں ولید اور سلیمان کو ولی عہد بنایا اور تمام شہروں میں ان دونوں کی بیعت کے لیے لکھ دیا' اس زمانے میں مدینے پر اس کا عامل ہشام بن اسماعیل المخزومی تھا اس نے لوگوں کو ان دونوں کی بیعت کی دعوت دی' لوگوں نے بیعت کر لی' سعید بن المسیبؒ کو بیعت کے لیے بلایا تو انہوں نے انکار کیا اور کہا کہ جب تک میں غور نہ کر لوں بیعت نہیں کروں گا۔

انکار بیعت پر جبر و تشدد کا سامنا:

ہشام بن اسماعیل نے انہیں ساٹھ تازیانے لگوائے' کمبل میں باندھ کے گشت کراتے رہے اور اسی حالت میں راس الثنیہ تک لے گئے' جب پلٹایا تو انہوں نے کہا کہ تم لوگ مجھے کہاں پلٹاتے ہو' جواب دیا قید خانے کی طرف انہوں نے کہا کہ واللہ اگر مجھے

یہ گمان ہوتا کہ اس میں اتنی سختی ہے تو کبھی یہ نہ پہنتا' لوگوں نے انہیں قید خانے لے جا کے قید کر دیا۔

ہشام نے عبدالملک کو لکھ کر ان کی مخالفت اور ان کے حال کی خبر دی' عبدالملک نے اسے ملامت کی اور کہا کہ واللہ سعید کے ساتھ احسان کرنے کی زیادہ حاجت ہے بہ نسبت اس کے کہ تو انہیں مارے' ہمیں خوب معلوم ہے کہ سعید کے پاس اختلاف ونفاق نہیں ہے۔

مسور بن رفاعہ سے مروی ہے کہ قبیصہ بن ذؤیب عبدالملک بن مروان کے پاس ہشام بن اسماعیل کا خط لے کے آیا جس میں یہ ذکر تھا کہ اس نے سعید کو مارا اور انہیں گشت کرایا۔ قبیصہ نے کہا کہ اے امیر المومنین ہشام اس قسم کے امور میں آپ پر خود رائی کرتا ہے' ابن المسیب کو مارتا ہے اور انہیں گشت کراتا ہے' جس وقت سعید کو مارا جاتا تھا تو سعید نہ کبھی اس سے زیادہ جھگڑالو تھے نہ اس سے زیادہ مکار' اگر انہوں نے بیعت نہیں کی تو اس کی طرف سے یہ نہ ہونا چاہیے تھا' سعید رحمۃ اللہ علیہ ان لوگوں میں سے نہیں ہیں جن کے فساد و فتنے کا اسلام واہل اسلام پر اندیشہ کیا جائے' وہ اہل الجماعہ والسنۃ میں سے ہیں۔

عبدالملک کی معذرت اور آپ کا جواب:

قبیصہ نے کہا کہ اے امیر المومنین انہیں اس بارے میں معذرت لکھیے۔ عبدالملک نے کہا کہ تم اپنی طرف سے انہیں لکھو' میری رائے سے اور ہشام نے انہیں مارنے میں میری جو مخالفت کی اس سے خبر دو۔ قبیصہ نے سعید کو لکھ دیا۔ سعید رحمۃ اللہ علیہ نے جب خط پڑھا تو کہا کہ میرے اور مجھ پر ظلم کرنے والے کے درمیان اللہ ہے۔

اسیری کے دوران تکالیف:

عبداللہ بن یزید الہذلی سے مروی ہے کہ میں قید خانے میں سعید ابن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا' ایک بکری ذبح کر کے کھال ان کی پشت پر لپیٹ دی گئی تھی' لوگوں نے اس کے بعد ان کے لیے ایک ہری چھڑی تیار کی' وہ جب اپنے بازوؤں کی طرف نظر کرتے تو کہتے کہ اے اللہ ہشام سے میری مدد کر۔

ابوبکر بن عبدالرحمٰن اور ابن مسیب رحمۃ اللہ علیہ کے مابین گفتگو:

طلحہ بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابوبکر بن عبدالرحمن بن الحارث ابن ہشام قید خانے میں سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گئے' وہ سعید سے باتیں کرنے لگے اور کہنے لگے کہ تم اس کی وجہ سے قید کیے گئے۔ انہوں نے کہا اے ابوبکر اللہ سے ڈرو' اس کے ماسوا پر اسی کو ترجیح دو' ابوبکر اسی کو ان کے سامنے دہرانے لگے کہ تم اس کی وجہ سے قید کیے گئے اور تم نے نرمی نہ کی۔ سعید رحمۃ اللہ علیہ کہنے لگے کہ واللہ تم بصر کے بھی نابینا ہو اور قلب کے بھی۔

ابوبکر ان کے پاس سے چلے گئے' انہیں ہشام بن اسماعیل نے بلا بھیجا اور پوچھا کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کو جب سے ہم نے مارا وہ کچھ نرم ہوئے؟ ابوبکر نے کہا کہ واللہ جب سے تم نے ان کے ساتھ جو کچھ کیا وہ کیا ان سے زیادہ سخت زبان کوئی نہیں ہے' لہٰذا اس شخص سے باز آؤ۔

رہائی کا حکم:

ہشام بن اسماعیل کے پاس عبدالملک بن مروان کا ایک خط آیا جس میں اس نے اسے سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کے مارنے کے بارے میں ملامت کی تھی اور کہا تھا کہ تمہیں کیا نقصان تھا اگر تم سعید رحمۃ اللہ علیہ کو چھوڑ دیتے اور جو کچھ انہوں نے کہا تھا اسے دبا دیتے' ہشام بن اسماعیل نے جو کچھ سعید رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ کیا تھا اس پر نادم ہوا اور انہیں رہا کر دیا۔

دور اندیشی اور تواضع:

اسلم ابوامیہ مولائے بنی مخزوم سے جو ثقہ تھے مروی ہے کہ سعید ابن المسیب رحمۃ اللہ علیہ جب قید کیے گئے تو ان کی بیٹی نے بہت سا کھانا تیار کر کے ان کے پاس بھیجا کھانا آیا تو سعید رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے بلایا اور کہا کہ میری بیٹی کے پاس جاؤ اور کہو کہ اب اس طرح دوبارہ کبھی نہ کرنا' کیونکہ یہ ہشام بن اسماعیل کی حاجت ہے جو چاہتا ہے کہ میرا مال چلا جائے اور جو ان لوگوں کے ہاتھ میں ہے میں اس کا محتاج ہو جاؤں' مجھے معلوم نہیں کہ میں کب تک محبوس رہوں گا لہٰذا تم اسی کھانے کا خیال رکھو جو میں اپنے گھر میں کھاتا تھا اور وہی مجھے بھیجنا' وہ انہیں یہی بھیجتی تھیں اور وہ ہمیشہ روزہ رکھتے تھے۔

عمران بن عبداللہ الخزاعی سے مروی ہے کہ میرا گمان ہے کہ اللہ کی ذات کے بارے میں سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کا نفس ان کے نزدیک ایک مکھی کے نفس سے بھی زیادہ ذلیل تھا۔

ابوالملیح وغیرہ سے مروی ہے کہ عبدالملک بن مروان نے سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کو پچاس تازیانے مارے' انہیں حرہ میں ٹھہرایا اور کمبل کی لنگوٹی پہنائی' سعید نے کہا کہ واللہ اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ یہ لوگ مارنے سے زیادہ میرے ساتھ کچھ نہ کریں گے تو میں کبھی ان کے لیے لنگوٹی نہ پہنتا' مجھے تو صرف یہ اندیشہ ہوا کہ وہ لوگ مجھے قتل کر دیں گے' میں نے کہا کہ لنگوٹی اس کے نہ ہونے سے زیادہ ستر کرنے والی ہے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ انہیں عبدالملک بن مروان کی خلافت میں مارا گیا' (یہ مطلب نہیں کہ خود عبدالملک نے مارا)۔

دین دشمنوں کی رسوائی کے لئے بدعا:

آل عمر رضی اللہ عنہ کے ایک شخص سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا کہ آپ بنی امیہ پر بدُعا کیجئے' انہوں نے کہا کہ ''اے اللہ اپنے دین کو عزت دے' اپنے اولیاء کو غالب کر' اور امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عافیت کے ساتھ اپنے دشمنوں کو رسوا کر''۔

علی بن زید سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ قوم کا خیال ہے کہ آپ کو جس امر نے حج سے باز رکھا وہ یہ ہے کہ آپ نے نذر مانی ہے کہ جب کعبے کو دیکھیں گے تو ابن مروان پر اللہ سے بددعا کریں گے' انہوں نے کہا' میں نے تو یہ نہیں کہا' اور یوں تو میں کوئی نماز ایسی نہیں پڑھتا جس میں ان لوگوں پر اللہ سے بددعا نہ کرتا ہوں' میں نے انتیس سال تک حج و عمرہ کیا ہے حالانکہ مجھ پر صرف ایک حج اور عمرہ فرض تھا' میں تمہاری قوم کے کچھ لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ وہ قرض لے کے حج و عمرہ کرتے ہیں اور مر جاتے ہیں' قرض ان کی جانب سے ادا نہیں کیا جاتا' ایک جمعہ مجھے حج نفل و عمرہ سے زیادہ پسند ہے۔

علی نے کہا کہ میں نے حسن کو اس کی خبر دی تو انہوں نے کہا کہ انہوں نے کوئی (معقول) بات نہیں کہی' اگر ایسا ہوتا جیسا کہ انہوں نے کہا تو اصحاب رسول اللہ ﷺ نہ (نفل) حج کرتے اور نہ عمرہ کرتے۔

ابی یونس القزی سے مروی ہے کہ میں مسجد مدینہ میں داخل ہوا تو وہاں سعید تنہا بیٹھے ہوئے تھے' پوچھا کیا حال ہے' انہوں نے کہا کہ ان کے پاس کسی کو بیٹھنے کی اجازت نہیں۔

سرکاری وظیفہ لینے سے انکار:

عمران سے مروی ہے کہ بیت المال میں سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کی عطا کے انتالیس ہزار درہم باقی تھے' انہیں بلایا جاتا مگر وہ انکار کرتے اور کہتے کہ مجھے ان کی حاجت نہیں تاوقتیکہ اللہ تعالیٰ میرے اور بنی مروان کے درمیان فیصلہ نہ کر دے۔

علی بن زید سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا کہ حجاج کا کیا حال ہے کہ نہ تو وہ آپ کے ساتھ بدی کرتا ہے' نہ آپ کو چھیڑتا ہے اور نہ اذیت دیتا ہے' انہوں نے کہا کہ واللہ مجھے نہیں معلوم' سوائے اس کے کہ وہ ایک روز اپنے والد کے ساتھ مسجد میں آیا' نماز پڑھی' نہ وہ اس کے رکوع کو پورا کرتا تھا نہ سجود کو' میں نے ایک مٹھی بھر سنگ ریزے لے کے اسے مارا' راوی کا گمان یہ ہے کہ حجاج نے کہا کہ اس کے بعد میں ہمیشہ نماز اچھی پڑھتا تھا۔

شاہی قاصد اور آپ کی شان بے نیازی:

عمران بن عبداللہ بن طلحہ بن خلف الخزاعی سے مروی ہے کہ عبدالملک ابن مروان نے حج کیا' مدینے آیا تو مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو کر ایک شخص کو سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھیجا کہ انہیں بلائے اور انہیں حرکت نہ دے' قاصد ان کے پاس آیا اور کہا کہ امیر المومنین دروازے پر کھڑے ہیں آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نہ امیر المومنین کو مجھ سے کوئی حاجت ہے اور نہ مجھے امیر المومنین سے کوئی غرض۔ ان کی جو حاجت مجھ سے ہے وہ پوری ہونے والی نہیں ہے۔

قاصد واپس گیا اور خبر دی تو اس نے کہا کہ ان کے پاس پھر جاؤ اور کہو کہ میں صرف آپ سے بات کرنا چاہتا ہوں' انہیں حرکت نہ دینا' وہ ان کے پاس آیا اور کہا کہ امیر المومنین کی بات مانئے' سعید رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے وہی کہا جو پہلے کہا تھا' اس پر قاصد نے ان سے کہا کہ اگر امیر المومنین نے آپ کے بارے میں مجھے حکم نہ دے دیا ہوتا تو میں بغیر آپ کا سر لیے نہ جاتا' امیر المومنین آپ کے پاس بھیجتے ہیں کہ وہ آپ سے بات کریں تو آپ اس قسم کی گفتگو کرتے ہیں۔

سعید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اگر وہ کوئی بھلائی کرنا چاہتے ہیں تو وہ تمہارے لیے ہے (یعنی میری طرف سے تمہارے ساتھ بھلائی کریں) اور اگر وہ اس کے سوا کچھ کرنا چاہتے ہیں تو میں اپنی گرہ نہ کھولوں گا (قاعدہ تھا کہ کمر و زانو کے درمیان رومال کو لپیٹ کے باندھ لیتے کہ اس سے بیٹھنے میں سہارا ملتا اسی کو گرہ کھولنا کہتے) تاوقتیکہ انہیں جو فیصلہ کرنا ہے وہ نہ کر لیں' قاصد اس کے پاس آیا اور آگاہ کیا' اس نے کہا کہ ابو محمد پر اللہ کی رحمت ہو' انہوں نے محض سختی کی وجہ سے انکار کیا۔

عمرو بن عاصم نے اپنی حدیث میں اسی سند سے کہا کہ جب ولید بن عبدالملک خلیفہ ہوا تو مدینے آیا۔ مسجد میں ایک شیخ کو دیکھا کہ لوگ ان کے پاس جمع ہیں۔ پوچھا یہ کون ہیں۔ لوگوں نے کہا کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ' جب وہ بیٹھ گیا تو انہیں بلایا' قاصد ان

کے پاس آیا اور کہا کہ امیر المومنین کا حکم مانئے' انہوں نے کہا کہ شاید تم نے میرا نام لینے میں غلطی کی یا شاید انہوں نے تمہیں میرے علاوہ کسی اور کے پاس بھیجا ہو۔

قاصد واپس آیا اور خبر دی تو وہ ناراض ہوا اور ان کے ساتھ (بدی کا) قصد کیا' اس زمانے میں کچھ لوگ باقی تھے' اس کے پاس آئے اور کہا کہ امیر المومنین وہ اہل مدینہ فقیہ قریش کے شیخ اور آپ کے والد کے دوست ہیں' آپ سے پہلے کسی بادشاہ نے یہ خواہش نہیں کی کہ وہ ان کے پاس آئیں' لوگ اس سے برابر کہتے رہے یہاں تک کہ وہ ان سے باز آیا۔

میمون بن مہران سے مروی ہے کہ عبدالملک بن مروان مدینے آیا' دوپہر کی نیند سے بیدار ہوا تو دربان سے کہا کہ دیکھو مسجد میں اہل مدینہ میں سے کوئی مجھ سے بات کرنے والا ہے' وہ گیا' اتفاق سے سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ اپنے حلقے میں تھے۔ وہ ایسے مقام پر کھڑا ہوا جہاں سے سعید اسے دیکھتے تھے' اس نے آنکھ اور انگلی سے ان کی طرف اشارہ کیا' پھر پلٹا' مگر سعید رحمۃ اللہ علیہ نے حرکت نہ کی اور نہ اس کے پیچھے روانہ ہوئے' اس نے کہا مجھے معلوم ہوتا ہے کہ وہ میرا اشارہ سمجھ گئے۔

ولید کے ساتھ ملنے سے انکار:

دربان ان کے قریب آیا اور دوبارہ اشارہ کیا پھر کہا کہ کیا آپ دیکھتے نہیں کہ میں آپ کی طرف اشارہ کرتا ہوں' انہوں نے کہا کہ تمہیں کیا کام ہے' اس نے کہا کہ امیر المومنین بیدار ہوئے ہیں اور مجھ سے کہا کہ مسجد میں دیکھو کوئی مجھ سے بات کرنے والا ہے' آپ امیر المومنین کا حکم مانئے۔ پوچھا کیا اس نے تمہیں میرے پاس بھیجا ہے؟ اس نے کہا نہیں' البتہ یہ کہا کہ جاؤ اور دیکھو اہل مدینہ میں سے کوئی ہم سے بات کرنے والا ہے؟ میں نے آپ سے زیادہ خوش ہیئت کسی کو نہیں دیکھا۔ سعید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ جاؤ اور اسے خبر دو کہ میں اس سے بات کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔

دربان یہ کہتا ہوا گیا کہ مجھے تو یہ بڈھا پاگل معلوم ہوتا ہے۔ عبدالملک کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ میں نے مسجد میں سوائے ایک بڈھے کے اور کسی کو نہ پایا جس کی طرف میں نے اشارہ کیا مگر وہ کھڑا نہیں ہوا' میں نے اس سے کہا کہ امیر المومنین نے کہا ہے کہ دیکھو مسجد میں تمہیں کوئی مجھ سے بات کرنے والا نظر آتا ہے؟ اس نے کہا کہ میں امیر المومنین سے بات کرنے والوں میں سے نہیں ہوں' اور مجھ سے کہا کہ امیر المومنین کو خبر کر دو' عبدالملک نے کہا کہ وہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ ہیں' لہٰذا انہیں چھوڑ دو۔

بنی امیہ کے بارے میں رائے:

ابی بکر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے جب بنی امیہ کے بارے میں دریافت کیا جاتا تو وہ کہتے کہ میں ان کے بارے میں وہی کہتا ہوں جو مجھ سے میری رب نے کہلوایا ہے کہ "ربنا اغفرلنا ولا خواننا" (اے ہمارے پروردگار ہماری اور ہمارے بھائیوں کی مغفرت کر) یہاں تک کہ وہ آیت پوری کرتے تھے۔

نماز کا خصوصی شغف و اہتمام:

عثمان بن حکیم سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے سنا کہ تیس سال سے میں نے اپنے متعلقین میں اذان نہیں سنی (یعنی اذان کے وقت مسجد میں ہوتے تھے)۔

سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ میں چالیس سال سے نماز سے واپس ہوتے لوگوں سے نہیں ملا۔ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ چالیس سال سے ان سے نماز باجماعت فوت نہیں ہوئی' نہ انہوں نے لوگوں کی گدیاں دیکھیں' (یعنی ہمیشہ صف اوّل میں جگہ لی) عمران نے کہا کہ باوجود اس کے سعید رحمۃ اللہ علیہ بکثرت بازار کی آمد و رفت کرتے تھے۔

ابن شہاب نے سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ میں نے سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ اگر آپ صحرا میں رہتے تو خوب ہوتا۔ میں نے ان سے صحرا کا' اس کی زندگی اور اس کی تاریکی کا ذکر کیا' سعید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ تاریکی ہونے پر کیسے گذر ہوگا۔

سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ میرے مکان کے بعد مجھے مدینے میں کسی مکان نے راستہ نہ بھلایا سوائے اس کے کہ میں اپنی بیٹی کے مکان پر کبھی کبھی آجاتا ہوں اور اسے سلام کرتا ہوں۔

میمون بن مہران سے مروی ہے مجھے معلوم ہوا کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کی عمر کے چالیس سال اس طرح گزر گئے کہ جب مسجد میں آتے تو اپنے متعلقین کو اس طرح پاتے کہ وہ لوگ نماز ادا کر کے مسجد سے باہر ان کا استقبال کرتے۔

گوشہ نشینی:

بشر بن عاصم سے مروی ہے کہ میں نے سعید رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ میرے چچا آپ نکل کر اپنی قوم کے ساتھ لہسن نہیں کھاتے (یعنی لطف معاشرت نہیں اٹھاتے) انہوں نے کہا کہ اے میرے بھتیجے' اس سے اللہ کی پناہ کہ میں پچیس یا پانچ نمازیں ترک کروں' حالانکہ میں نے کعب کو کہتے سنا کہ مجھے یہ پسند ہے کہ یہ دودھ اس طرح پانی بن جائے کہ قریش ان گھاٹیوں میں اونٹوں کی دُموں کے پیچھے جائیں' شیطان تنہا کے ساتھ ہے اور وہ دو سے بہت دور ہے (یعنی جماعت اگرچہ پسندیدہ ہے مگر میرے لیے عزلت ہی مناسب ہے)۔

سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ان کی آنکھیں دُکھنے آئیں' لوگوں نے کہا کہ اے ابومحمد اگر آپ وادی عقیق چلے جاتے اور وہاں سبزے کو دیکھتے تو اس (مرض) میں کمی محسوس کرتے' انہوں نے کہا کہ رات کو اور صبح کو جو حوادث آتے ہیں ان سے بچنے کی کیا تدبیر ہے۔

ابی حازم سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے سنا کہ میں نے لیالی حرہ (یزید کی لشکر کشی کے زمانے) میں اپنے کو اس حالت میں دیکھا ہے کہ مسجد میں مخلوق خدا میں سے سوائے میرے کوئی نہ تھا' اہل شام گروہ گروہ ہو کر داخل ہوتے اور کہتے کہ اس پاگل بڈھے کو دیکھو' کسی نماز کا وقت نہ آتا کہ میں قبر (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) میں اذان کی آواز نہ سنتا ہوں' اذان سننے کے بعد میں آگے بڑھتا اور اقامت کہہ کر نماز پڑھ لیتا' حالانکہ مسجد میں میرے سوا کوئی نہ ہوتا۔

ایام حرہ میں مسجد نبوی میں قیام:

طلحہ بن محمد بن سعید نے اپنے والد سے روایت کی کہ ایام حرہ میں سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ مسجد میں تھے نہ انہوں نے یزید کی بیعت کی اور نہ وہاں سے ہٹے' ان لوگوں کے ساتھ جمعہ بھی پڑھتے اور نماز عید کے لیے بھی جاتے' شامی قتل کر رہے تھے اور لوٹ رہے تھے اور سعید مسجد ہی میں تھے کہ اس سے سوائے رات بھر کے ہٹتے نہ تھے۔ انہوں نے کہا کہ جب نماز کا وقت آتا تھا تو میں لوگوں کے

محفوظ ہونے تک قبر (نبی ﷺ) سے اذان کی آواز سنتا تھا' جماعت کی خبر مجھے نہیں معلوم۔

ابن حرملہ سے مروی ہے کہ میں نے برد مولائے ابن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ ابن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کی نماز اپنے گھر میں کیا تھی' مسجد میں ان کی نماز کو تو ہم جانتے ہیں' انہوں نے کہا کہ واللہ میں جو کچھ جانتا ہوں وہ یہ ہے کہ وہ بہت نماز پڑھتے تھے سوا اس کے کہ "ص والقرآن ذی الذکر" پڑھتے۔

عطاء سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ جمعہ کے دن جب مسجد میں داخل ہوتے تو تاوقتیکہ وہ نماز سے فارغ نہ ہو لیں اور امام واپس نہ ہو لے کوئی بات نہیں کرتے تھے' اس کے بعد وہ چند رکعتیں پڑھتے تھے' پھر بیٹھنے والوں کی طرف متوجہ ہوتے اور ان سے مسائل پوچھے جاتے تھے۔

تقویٰ و پرہیز گاری:

یزید بن حازم سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ پے در پے روزہ رکھتے تھے' جب آفتاب غائب ہو جاتا تو ان کے لیے ان کے گھر سے پانی لایا جاتا' اسے وہ پیتے تھے۔

عاصم بن العباس الاسدی سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ (اللہ کی) یاد دلاتے تھے اور (اللہ کا) خوف دلاتے تھے۔

عاصم بن العباس سے مروی ہے کہ میں نے ابن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کو رات کے وقت اپنی سواری پر قرآن پڑھتے سنا' وہ بہت پڑھتے تھے۔

عاصم سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کو (نماز میں) "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" بلند آواز سے پڑھتے سنا۔

عاصم سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ شعر سننا پسند کرتے تھے' خود اسے نہیں پڑھتے تھے۔

عاصم سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ اپنے ناخن بڑھنے نہ دیتے تھے' میں نے سعید رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ وہ اپنی مونچھیں اس طرح کترواتے تھے جو منڈانے کے مشابہ تھا' میں نے انہیں دیکھا کہ جو شخص ان سے ملتا اس سے مصافحہ کرتے۔ میں نے دیکھا کہ بہت ہنسنے کو ناپسند کرتے تھے' جب پیشاب کرتے تو وضو کرتے اور جب وضو کرتے تو اپنی انگلیوں کے درمیان خلال کرتے تھے۔

سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ وہ انبیاء کے نام پر اپنی اولاد کا نام رکھنا ناپسند کرتے تھے۔ علی بن زید سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ اپنے کجاوے میں نفل نماز پڑھتے تھے۔

علی بن زید سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ (ازار کے اندر) غرقی باندھے ہوتے۔

عمران سے مروی ہے کہ میں شمار نہیں کر سکتا کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کے جسم پر کس تعداد میں ہرات کے کرتے دیکھے۔ وہ یہی سفید قیمتی چادریں استعمال کرتے تھے۔ عیدین میں عید الفطر و عید الضحیٰ میں ان کی حرارت آ جاتی۔

عمران بن عبداللہ الخزاعی سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کسی سے جھگڑا نہیں کرتے تھے' اگر کوئی انسان ان کی چادر مانگتا تو اس کی طرف پھینک دیتے۔

قتادہ سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے کپڑے پر نماز پڑھنے کو پوچھا تو انہوں نے کہا کہ بدعت ہے۔

غنیمہ جاریہ سعید سے مروی ہے کہ سعید اپنی بیٹی کو (بنات العاج) ہاتھی دانت کی گڑیوں سے کھیلنے کی اجازت نہیں دیتے تھے' البتہ ڈھول کی اجازت دے دیتے تھے۔

قتادہ سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کو پکارا گیا تو انہوں نے جواب دیا' پھر پکارا گیا تو پھر جواب دیا' سہ بارہ پکارا گیا تو انہوں نے قاصد کو سنگ ریزے مارے۔

سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ مجھے کپڑے سے زیادہ کوئی تجارت پسند نہیں تاوقتیکہ اس میں قسمیں نہ واقع ہوں۔

عیب دار کی پردہ پوشی:

عبدالرحمٰن بن حرملہ سے مروی ہے کہ انہوں نے سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ میں نے ایک شخص کو نشے میں پایا' کیا اس کے متعلق آپ کی رائے میں مجھے یہ گنجائش ہے کہ سلطان تک اس کی شکایت نہ پہنچاؤں۔ سعید رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں جواب دیا کہ اگر تم اسے اپنی چادر میں چھپا سکو تو چھپاؤ۔

عمران بن عبداللہ بن طلحہ الخزاعی سے مروی ہے کہ رمضان میں مسجد نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں شربت لایا جاتا' کوئی شخص یہ خواہش نہیں کرتا تھا کہ وہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس شربت لائے اور وہ اسے پئیں' اگر ان کے مکان سے شربت لایا جاتا تو وہ اسے پی لیتے اور اگر ان کے مکان سے کچھ نہیں لایا جاتا تو وہ تاوقتیکہ واپس نہ ہوں کچھ نہیں پیتے تھے۔

سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ان سے درہم کے خردے کہ پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ یہ فساد فی الارض (زمین کے اندر فساد) ہے۔

زہری نے سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ وہ چادر لپیٹ کر نماز پڑھتے تھے' جب سجدے کا ارادہ کرتے تو اس کی بندش کھول دیتے' سجدہ کرتے پھر لوٹتے تو چادر لپیٹ لیتے۔

عبادت کی حقیقت:

مالک بن انس نے مروی ہے کہ بردمولائے ابن المسیب رحمۃ اللہ علیہ نے سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ یہ لوگ جو کرتے ہیں اس سے بہتر آپ نے نہیں دیکھا' سعید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ وہ لوگ کیا کرتے ہیں' برد نے کہا کہ ان میں سے ایک آدمی ظہر پڑھتا ہے پھر عصر تک برابر اپنے دونوں پاؤں سیدھے کیے نماز پڑھتا رہتا ہے۔ سعید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اے برد تم پر افسوس ہے' یہ عبادت نہیں ہے' تم جانتے ہو کہ عبادت کیا ہے۔ صرف اللہ کے حکم میں غور کرنا اور اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں سے بچنا عبادت ہے۔

ابن زبیر رضی اللہ عنہما اور ابن مروان کے متعلق رائے:

حکم بن ابی اسحاق سے مروی ہے کہ میں سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا' انہوں نے اپنے مولیٰ سے کہا کہ خوف خدا کر کے مجھ پر جھوٹ نہ بولنا جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مولیٰ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما پر جھوٹ کہا' پھر میں نے اسی مولیٰ سے کہا کہ مجھے معلوم نہیں کہ ابو محمد کو ابن الزبیر رضی اللہ عنہما زیادہ پسند ہیں یا اہل شام؟ یہ بات سعیدؒ نے سن لی' انہوں نے کہا کہ اے عراقی تمہیں دونوں

میں سے کون زیادہ پسند ہے؟ میں نے کہا کہ مجھے تو ابن الزبیر رضی اللہ عنہ اہل شام سے زیادہ پسند ہیں' انہوں نے کہا کیا میں ابھی تمہیں مضبوط نہ پکڑلوں اور کہوں کہ یہ زبیری ہے' میں نے کہا کہ آپ نے مجھ سے دریافت کیا تو میں نے آپ کو بتادیا' لہٰذا آپ بھی مجھے بتائیے کہ ان دونوں میں آپ کو کون زیادہ پسند ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہرگز نہیں' میں نہیں پسند کرتا۔

سلامتی کے لئے دعا:

یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ بہ کثرت کہا کرتے تھے "اَللّٰھُمَّ سَلِّم سَلِّم" (اے اللہ محفوظ رکھ محفوظ رکھ)۔

فتنة النساء سے بچنے کی تلقین:

سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ میں اسی سال کو پہنچ گیا' میرے نزدیک عورتوں سے زیادہ کوئی چیز خوفناک نہیں' ان کی بینائی بھی قریب قریب جاتی رہی تھی۔

عمران بن عبداللہ سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مجھے عورتوں کے خوف سے زیادہ اپنے نفس پر کسی کا خوف نہیں۔ لوگوں نے کہا کہ اے ابومحمد نہ آپ جیسا شخص عورتوں کی خواہش کرتا ہے اور نہ عورتیں اس کی خواہش کرتی ہیں' انہوں نے کہا کہ وہ ایسا ہی ہے جیسا میں تم سے کہتا ہوں' حالانکہ وہ بہت بوڑھے تھے' آنکھوں سے پانی بہا کرتا تھا اور کم نظر آتا تھا۔ عبداللہ بن یزید الہذلی سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ مدینے میں ہمیشہ روزہ رکھتے تھے (عیدین اور) ایام تشریق (۱۱ و ۱۲ و ۱۳ ذی الحجہ) میں روزہ نہیں رکھتے تھے۔

سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ عیال کی کمی دو تونگریوں میں سے ایک تونگری ہے۔

ابن مسیّب رحمۃ اللہ علیہ کی بددعا کا اثر:

علی بن زید سے مروی ہے کہ مجھ سے سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اپنے قائد (اونٹ کی نکیل پکڑ کے چلنے والے) سے کہو کہ وہ اس شخص کے چہرے اور اس کے جسم کو دیکھے' وہ گیا اور دیکھا تو کالا آدمی تھا' واپس آیا تو کہا کہ میں نے ایک حبشی کا چہرہ دیکھا جس کا جسم سفید ہے' انہوں نے کہا کہ اس شخص نے طلحہ و زبیر و علی رضی اللہ عنہم کے گروہ کو گالی دی' میں نے منع کیا نہ مانا تو بددعا کی' اور کہا کہ اگر تو جھوٹا ہے تو خدا تیرا منہ کالا کرے۔ اس کے منہ میں ایک پھوڑا نکلا اور چہرہ کالا ہو گیا۔

سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ان سے درہم کے خردے کو پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ یہ زمین میں فساد برپا کرنا ہے۔

یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ ابن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے کتاب اللہ کی کوئی آیت دریافت کی گئی (یعنی اس کی تفسیر) تو سعید نے کہا کہ میں قرآن میں (اپنے رائے سے) کچھ نہیں کہتا' مالک نے کہا کہ مجھے قاسم سے بھی اسی طرح کی روایت پہنچی۔

ابن حرملہ سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ قریش کے ایک شخص سے ملے جن کے ہمراہ بارش کی رات میں چراغ تھا' انہوں نے ان کو سلام کیا اور کہا کہ اے ابومحمد آپ نے کس طرح رات کی۔ کہا الحمد للہ' جب وہ شخص اپنے مکان پر پہنچا تو اندر چلا

گیا اور کہا کہ ہم آپ کے ہمراہ چراغ بھیجتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مجھے تمہارے نور کی حاجت نہیں' مجھے اللہ کا نور تمہارے نور سے زیادہ پسند ہے۔

شعائر اسلامی کا احترام و تکریم:

سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ تم لوگ (مصحف یعنی قرآن کو) مصیحف (چھوٹا سا قرآن) اور مسجد کو مسیجد (چھوٹی سے مسجد) ہرگز مت کہو اس کی تعظیم کرو جس کی اللہ نے تعظیم کی وہ بزرگ و بہتر ہے۔

ابن حرملہ سے مروی ہے کہ میں قریب صبح نکلا تو ایک نشے والا پایا' اسے گھسیٹتے ہوئے اپنے گھر میں لایا' سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے ملا اور کہا کہ اگر کوئی شخص کسی نشے والے کو پائے تو کیا وہ اسے سلطان کے حوالے کر دے کہ وہ اس پر حد قائم کرے۔ انہوں نے کہا کہ اگر تم اسے اپنی چادر میں چھپا سکو تو ایسا کرو۔

میں اپنے گھر واپس آیا اس شخص کو افاقہ ہو گیا تھا' جب اس نے مجھے دیکھا تو میں نے اس میں حیا محسوس کی' اس سے کہا کہ تمہیں شرم نہیں آتی' اگر کل شام کو تم گرفتار کر لیے جاتے تو تمہیں ضرور حد لگائی جاتی (یعنی اسی تازیانے) اور تم لوگوں میں مثل مردے کے ہو جاتے کہ تمہاری شہادت جائز نہ ہوتی' اس نے کہا' واللہ میں کبھی اس کا اعادہ نہ کروں گا' ابن حرملہ نے کہا میں نے دیکھا کہ اب تک اس کا حال اچھا ہے۔ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنی بیٹی کا نکاح اپنے بھتیجے سے دو درہم (مہر) پر کیا۔

ابن مسیب رحمۃ اللہ علیہ کی بیٹی کا نکاح:

عمران بن عبداللہ الخزاعی سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ نے قریش کے ایک نوجوان سے اپنی بیٹی کی شادی کی' شام ہوئی تو بیٹی سے کہا کہ اپنے کپڑے باندھ لو اور میرے ساتھ چلو' انہوں نے اپنے کپڑے باندھ لیے پھر بیٹی سے کہا کہ دو رکعت نماز پڑھو' بیٹی نے دو رکعت نماز پڑھی اور خود انہوں نے بھی دو رکعت نماز پڑھی' پھر انہوں نے ان کے شوہر کو بلا بھیجا اور بیٹی کا ہاتھ ان کے ہاتھ میں رکھ دیا' کہا کہ انہیں لے جاؤ' وہ انہیں اپنے مکان لے گئے۔

ان کی والدہ نے زوجہ کو دیکھا تو کہا کہ یہ کون ہیں' انہوں نے کہا کہ میری بیوی سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کی بیٹی جن کو انہوں نے میرے حوالے کر دیا' والدہ نے کہا کہ میری صورت تمہاری صورت پر حرام ہے اگر تم اس وقت تک ان کے پاس گئے جب تک کہ میں ان کے ساتھ وہ بناؤ سنگار نہ کر لوں جو قریش کی عورتوں کا کیا جاتا ہے۔ انہوں نے ان کو اپنی والدہ کے سپرد کر دیا۔ ماں نے ان کا سنگار کیا پھر شوہر نے ان سے زفاف کیا۔

عمامہ و دستار:

عبید بن نسطاس سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ سیاہ عمامہ باندھتے تھے اور اسے اپنے پیچھے چھوڑ دیتے تھے' میں نے ان کے بدن پر تہ بند' طیلسان (جو ایک لباس ہے) اور دو موزے دیکھے۔

محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کو عمامہ باندھے ہوئے دیکھا' ان کے سر پر سفید عمامے کے ساتھ باریک ٹوپی تھی' عمامے میں سرخ دھاریاں تھیں اور عمامے کو اپنے پیچھے ایک بالشت لٹکاتے تھے۔

عثیم بن نسطاس سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ پر سیاہ عمامہ دیکھا۔ عثیم سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ عید الفطر و عید الاضحیٰ میں سیاہ عمامہ باندھتے تھے اور اس پر سے سرخ چادر اوڑھتے تھے۔

عثمان بن عثمان المخزومی سے مروی ہے کہ ہم نے سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کے جسم پر سرخ چادر دیکھی۔ عبداللہ بن یزید الہذلی سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ بسا اوقات نماز میں اپنی تہبند ڈھیلی کر دیتے تھے اور بسا اوقات اسے باندھ لیتے تھے۔

پوشاک و لباس:

خالد بن الیاس سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کے جسم پر ایک کرتہ دیکھا جو ان کی آدھی پنڈلیوں تک اور آستینیں ان کی انگلیوں کے کناروں سے نکلی ہوئی تھیں' کرتے پر ایک چادر تھی جو پانچ گز (۵ ہاتھ) اور ایک بالشت کی تھی۔

اسماعیل بن عمران سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ طیلسان لباس پہنتے تھے جس کی گھنڈیاں ریشم کی تھیں۔ اسماعیل سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کے بدن پر ایک طیلسان دیکھا جس پر ریشم کی گھنڈیاں تھیں' میں نے کہا کہ آپ کے طیلسان کی گھنڈیاں تو ریشم کی ہیں' انہوں نے کہا کہ ہم نے اسے پائیدار پایا۔

محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کو سوائے سفید کے اور کسی رنگ کا کپڑا پہنے نہیں دیکھا۔

سعید بن مسلم سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کے بدن پر گیرو رنگ کا چادرہ اور کرتا دیکھا۔ سعید بن مسلم سے مروی ہے کہ میں سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھتا تھا کہ پاجامہ پہنتے تھے' میں نے سعید رحمۃ اللہ علیہ کے (بالوں میں) پٹے دیکھے جن میں وہ مانگ نکالتے تھے۔

عثیم بن فسطاس سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ عشاء کے وقت پاجامے اور چادر میں آئے۔

اسحاق بن یحییٰ سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کو اس طرح دیکھا کہ ان کے جسم پر دو ریشم کی چادریں گیرو کے رنگ کی تھیں اور ایک لالے کا کرتا' جس کی آستینوں سے ان کے ہاتھ باہر رہتے تھے۔

ابو معشر سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ پر خز (سوت ریشم ملا ہوا کپڑا) دیکھا۔ محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ ان کی آنکھوں کے درمیان (پیشانی پر) سجدے کا نشان نہ تھا۔

محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ وہ بہت زیادہ اپنی مونچھیں نہیں کترواتے تھے' (ہاں) اسے بہتر طریقے سے کترواتے تھے۔

محمد بن عمر سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ خضاب نہیں لگاتے تھے۔ محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ اپنی داڑھی زرد رنگتے تھے۔ ابو الغصن سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کو سفید سر اور داڑھی والا دیکھا۔

ربیعہ بن عثمان سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ ان میں بڑھاپے کا تغیر نہیں تھا۔ ابو المقدام

ہشام بن زیاد سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ جوتیاں پہنے ہوئے نماز پڑھتے تھے۔

یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے جو کوئی ایسی بات پوچھی جاتی جو انہیں دشوار ہوتی تو وہ کہتے کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھو۔ کیونکہ وہ صالحین کی صحبت میں بیٹھے ہیں۔

یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ میں نے لوگوں کو اس حالت میں پایا کہ کتابوں سے ڈرتے تھے‘ اگر اس زمانے میں ہم لکھتے ہوتے تو سعید کے علم و رائے سے ہم بہت کچھ لکھ لیتے۔

یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ جب مکتب سے گزرتے تو بچوں کو دیکھ کے کہتے کہ ہمارے بعد یہی لوگ ہوں گے۔

ایامِ علالت میں نماز کا اہتمام:

عبدالرحمٰن بن حرملہ سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کو ان کی بیماری کے زمانے میں دیکھا کہ چت لیٹے نماز پڑھتے تھے اپنے سر سے سینے تک اشارہ کرتے اور سر تک کچھ نہیں اٹھاتے تھے‘ سعید نے کہا کہ مریض جب بیٹھنے پر قادر نہ ہو تو اشارہ کرے اور اپنے سر تک کچھ نہ اٹھائے۔

عبدالرحمٰن بن حرملہ سے مروی ہے کہ میں سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا جو سخت بیمار تھے‘ چت لیٹ کر اشارے سے ظہر کی نماز پڑھ رہے تھے۔ میں نے انہیں ''والشمس وضحٰھا'' پڑھتے سنا۔

عبدالرحمٰن بن حرملہ سے مروی ہے کہ میں ایک جنازے میں سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تھا‘ ایک شخص نے کہا کہ اس کے لیے استغفار کرو‘ انہوں نے کہا کہ ان کا رجز خواں کیا کہتا ہے میں نے تو اپنے متعلقین کو منع کر دیا ہے کہ میرے ساتھ ان کا رجز خواں رجز پڑھے اور لوگ یہ کہیں کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ہوگئی‘ مجھے وہی کافی ہے جسے لے کے پروردگار کے پاس واپس جاؤں۔ میں نے اسے بھی منع کر دیا ہے کہ میرے ساتھ عود دان لے جائیں‘ کیونکہ اگر میں پاک ہوں تو جو اللہ کے پاس ہے وہ میرے لیے ان کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے۔ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے (ایک دوسرے طریق سے بھی) اسی کے مثل مروی ہے۔

وصیت اور آخری کلمات:

سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ جب میری وفات کا وقت آئے تو میں نے اپنے متعلقین کو تین باتوں کی وصیت کی ہے کہ میرے ساتھ رجز خواں نہ چلے‘ نہ ہمراہ آگ ہو‘ اور (تجہیز و تکفین میں) میرے ساتھ عجلت کی جائے‘ کیونکہ اگر میرے پروردگار کے پاس میرے لیے خیر ہے تو وہ اس سے بہتر ہے جو تمہارے پاس ہے۔

ابی حازم سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ نے مرضِ موت میں کہا کہ جب میں مر جاؤں تو میری قبر پر نصب نہ کرنا‘ نہ مجھے سرخ چادر پر اٹھانا اور نہ میرے ساتھ آگ لے چلنا‘ نہ کسی کو اطلاع کرنا‘ مجھے وہی کافی ہے جو میرے رب کے پاس مجھے پہنچا دے‘ اور نہ ان کا رجز خواں میرے ساتھ ہو۔

بستر کو قبلہ رخ کرنے کا واقعہ:

عبدالرحمٰن بن الحارث المخزومی سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ علیل ہوئے' بیماری بہت بڑھ گئی تو عیادت کے لیے نافع بن جبیر بن مطعم آئے ان پر بیہوشی طاری ہوگئی تو نافع بن جبیر بن مطعم نے کہا کہ ان کا بستر قبلے کے رخ کر دو' لوگوں نے کر دیا' جب افاقہ ہوگیا تو کہا کہ تمہیں کس نے حکم دیا کہ میرا بستر قبلے کی طرف پلٹ دو' کیا نافع بن جبیر نے تمہیں حکم دیا' نافع نے کہا جی ہاں' سعید نے کہا کہ اگر میں قبلے وملت پر نہ ہوا تو تمہارا میرے بستر کو پھیرنا مفید نہ ہوگا۔

نافع بن جبیر بن مطعم سے مروی ہے کہ میں سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا جو اپنے بستر پر لیٹے ہوئے تھے' میں نے ان کے بیٹے محمد سے کہا کہ ان کا بستر پلٹ دو اور انہیں قبلہ رخ کر دو۔ سعید نے کہا کہ ایسا نہ کرو' میں اسی پر پیدا ہوا۔ اسی پر مروں گا اور ان شاء اللہ اسی پر اٹھایا جاؤں گا۔

مغیرہ بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ وہ اپنے والد کے ساتھ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گئے' ان پر غشی طاری تھی' انہیں قبلہ رخ کر دیا گیا' جب افاقہ ہوا تو انہوں نے کہا کہ میرے ساتھ یہ کس نے کیا' کیا میں مرد مسلم نہیں ہوں کہ جہاں کہیں ہوں میرا رخ اللہ ہی کی طرف ہے۔

محمد بن سعید سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ وفات کے وقت جب سخت علیل ہو گئے تو انہیں قبلے کی طرف پھیر دیا گیا۔ جب افاقہ ہوگیا تو پوچھا کہ میرا بستر کس نے پلٹا؟ قوم خاموش رہی' انہوں نے کہا کہ یہ فعل نافع بن جبیر کا ہے۔ کیا میں اسلام پر نہیں ہوں جہاں کہیں ہوں؟

زرعہ بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ جس روز سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ہوئی میں ان کے پاس موجود تھا' کہتے تھے کہ اے زرعہ میں تمہیں اپنے بیٹے محمد پر گواہ بناتا ہوں کہ وہ کسی کو میری اطلاع نہ کریں' مجھے وہی چار آدمی کافی ہیں جو مجھے اٹھا کر میرے رب تک لے جائیں گے اور نہ میرے ساتھ کوئی بلند آواز سے رونے والی ہو جو میرے بارے میں وہ (صفات) بیان کرے جو مجھ میں نہیں ہیں۔

یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ جب سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے دینار چھوڑے اور کہا کہ اے اللہ تو جانتا ہے کہ یہ میں نے صرف اس لیے چھوڑے کہ میں ان کے ذریعے سے اپنا دین اور اپنا حسب (ونسب) محفوظ کروں۔

دارِ فانی سے رحلت:

عبدالحکیم بن عبداللہ بن ابی فروہ سے مروی ہے کہ جس روز سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ہوئی میں ان کے پاس موجود تھا۔ میں نے ان کی قبر کو دیکھا کہ اس پر پانی چھڑکا گیا تھا۔

عبدالحکیم بن عبداللہ بن ابی فروہ سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات مدینے میں ۹۴ھ میں ولید بن عبدالملک کی خلافت کے زمانے میں ہوئی' وہ پچھتر سال کے تھے' جس سال سعید کی وفات ہوئی بہ کثرت فقہاء نے انتقال کیا' اس وجہ سے اسے سنۃ الفقہا کہا جاتا ہے۔

لوگوں نے کہا کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ جامع' ثقہ' کثیر الحدیث' ثبت یعنی مستقل مزاج یا قابل وثوق' فقیہ' مفتی' مامون یعنی جن پر اعتماد تھا کہ وہ جو کچھ فرمائیں گے صحیح فرمائیں گے۔ متقی' عالی رتبہ و بلند پایہ شخص تھے۔

عبداللہ بن مطیع رحمۃ اللہ علیہ:

ابن الاسود بن حارثہ بن نضلہ بن عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب' ان کی والدہ ام ہشام آمنہ بنت ابی الخیار تھیں' ابی الخیار کا نام عبد یالیل بن عبد مناف بن عامر بن عوف بن کعب بن عامر بن لیث تھا۔

عبداللہ بن مطیع کے یہاں اسحاق پیدا ہوئے جن کا کوئی پس ماندہ نہ تھا' اور یعقوب' دونوں کی والدہ ریطہ بنت عبداللہ بن عبداللہ بن الولید بن المغیرہ ابن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھیں۔

محمد و عمران' ان کی والدہ ام عبدالملک بنت عبداللہ بن خالد بن اسید ابن ابی العیص بن امیہ تھیں۔ ابراہیم و بریہہ کی والدہ ام ولد تھیں۔ اسماعیل و زکریا کی والدہ بھی ام ولد تھیں۔

فاطمہ کی والدہ ام حکیم بنت عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن زید بن الخطاب تھیں۔ ام سلمہ و ام ہشام ان کی والدہ دختر خراش بن امیہ بن ربیعہ بن الفضل بن منقذ ابن عفیف بن کلیب بن حبشیہ بن خزاعہ تھیں۔

عبداللہ بن مطیع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں پیدا ہوئے' سقیاء اور ابواء کے درمیان ان کی زمینیں اور کنواں تھا جو بیر (چاہ) ابن مطیع کے نام سے مشہور تھا' لوگ وہاں اترتے تھے۔

امیہ بن محمد بن عبداللہ بن مطیع سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مطیع نے فتنۂ یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مدینے سے بھاگنے کا ارادہ کیا' عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے سنا تو ان کی جانب نکلے' ان کے پاس آئے اور کہا کہ اے میرے چچا کے بیٹے کہاں کا ارادہ ہے؟ انہوں نے کہا کہ میں ان لوگوں کو اطاعت کا عہد کبھی نہ دوں گا' انہوں نے کہا کہ اے میرے چچا کے بیٹے ایسا نہ کرنا کیونکہ میں شاہد ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جو شخص اس حالت پر مر جائے کہ بیعت نہ کی ہو تو وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔

ابی عون سے مروی ہے کہ جب حسین بن علی رضی اللہ عنہما مکے کا ارادہ کر کے مدینے سے نکلے تو ابن مطیع پر گزرے' وہ اپنا کنواں کھود رہے تھے' انہوں نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ کہاں کا قصد کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مکے کا ارادہ ہے' مزید بیان کیا کہ وہاں جوان کے شیعہ ہیں انہوں نے لکھا ہے (اور بلایا ہے) ابن مطیع نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ اپنی ذات سے ہمیں مستفید کیجئے اور ان لوگوں کے پاس نہ جایئے۔ حسین رضی اللہ عنہ نے انکار کیا لیکن ابن مطیع نے کہا کہ میں نے یہ کنواں کھودا ہے اور آج ہی کا دن ہے کہ ڈول میں کچھ پانی نکلے گا' اگر اس میں ہمارے لیے اللہ سے برکت کی دعا کر دیتے (تو بہتر ہوتا) انہوں نے کہا کہ اس کا پانی لاؤ' ڈول میں اس کا پانی لایا گیا۔ انہوں نے اس میں سے پیا پھر کلی کی اور اسے کنویں میں ڈال دیا وہ شریں ہو گیا اور بہت پانی ہو گیا۔

عبداللہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ حسین بن علی رضی اللہ عنہما ابن مطیع کے پاس سے گزرے' وہ اپنے کنویں پر تھے جس کو انہوں نے کھودا تھا' حسین رضی اللہ عنہ اپنی سواری سے اترے تو ابن مطیع نے انہیں اٹھالیا اور اپنے تخت پر بٹھا دیا' پھر کہا کہ میرے ماں باپ

آپ پر فدا ہوں آپ اپنے آپ کو ہمیں لوگوں میں رکھیے' کیونکہ واللہ اگر وہ لوگ آپ کو قتل کر دیں گے تو یہ قوم ہم لوگوں کو ضرور غلام بنا لے گی۔

اسماعیل بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن ابی ربیعہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ ایام حرہ میں جب یزید بن معاویہ نے ارادہ کر لیا کہ مدینے پر لشکر کشی کرے گا تو عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہما نے اس سے ان لوگوں کے بارے میں گفتگو کی اور اسے ان لوگوں پر نرم کیا اور کہا کہ تو ان لوگوں کے سبب سے اپنے آپ ہی کو قتل کرے گا۔

یزید نے کہا کہ میں پہلا لشکر بھیجوں گا اور حکم دوں گا کہ وہ مدینے سے گزرتے ہوئے ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کی جانب جائیں' کیونکہ انہوں نے ہمارے لیے جنگ قائم کی ہے۔ اہل لشکر مدینے کو راستہ بنائیں مگر اہل مدینہ سے قتال نہ کریں' اگر اہل مدینہ فرمانبرداری کا اقرار کر لیں تو انہیں چھوڑ دیں اور ابن الزبیر رضی اللہ عنہ کی طرف بڑھ جائیں اور اگر وہ لوگ اقرار کرنے سے انکار کریں تو ان سے قتال کریں۔

عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں اسے بہت بڑی گنجائش سمجھا اور قریش کے ان تینوں حضرات عبداللہ بن مطیع و ابراہیم بن نعیم النحام و عبدالرحمٰن بن عبداللہ ابن ربیعہ کو کہ اہل مدینہ نے اپنا معاملہ ان کے سپرد کر دیا تھا لکھ کر ان لوگوں کو اس واقعے کی خبر دی اور کہا کہ جو گزرے اس کا استقبال کرو' سلامت و امن کو غنیمت جانو اور اس کے لشکر کا مقابلہ نہ کرو بلکہ ان لوگوں کو اپنے پاس سے گزر جانے دو' تینوں نے ایسا کرنے سے انکار کیا اور کہا کہ وہ لشکر کبھی ہمارے پاس داخل نہ ہونے پائے گا۔

سعید بن ابی ہند سے مروی ہے کہ اہل مدینہ نے ایام حرہ میں اپنا معاملہ عبداللہ بن مطیع کے سپرد کر دیا تھا۔ وہی اس کے منتظم تھے۔

اسماعیل بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن ابی ربیعہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ قریش نے باہم رشک کیا کہ وہ اپنے میں سے کسی کو امیر بنائیں۔ اس زمانے میں عبداللہ بن مطیع و ابراہیم بن نعیم و محمد بن ابی جہم و عبدالرحمٰن بن عبداللہ ابی ربیعہ تھے کہ عمر میں بھی اور شرف میں بھی بے پایاں شہرت رکھتے تھے۔

اسحاق بن یحییٰ سے مروی ہے کہ مجھ سے ایک شخص نے بیان کیا جس نے عبداللہ بن مطیع رحمۃ اللہ علیہ کو اس وقت منبر پر دیکھا کہ یزید کے مخرخیض میں تھے اور لشکر ذی حشب میں' انہوں نے منبر پر تقریر کی اور کہا کہ اے لوگو تم پر اللہ سے تقویٰ اور اس کے کام میں کوشش لازم ہے بزدلی اور آپس کی نزاع و اختلاف سے بچو' موت کے لیے تیار رہو' واللہ نہ اس سے کوئی مفر ہے نہ بھاگنے کی جگہ' آدمی کا مقابلے پر بہ نیت ثواب قتل ہونا اس سے ضرور بہتر ہے کہ وہ پشت پھیرتے ہوئے قتل کیا جائے اور اس کی گردن پکڑی جائے۔ یہ گمان نہ کرو کہ اس قوم کے پاس زندگی ہے' لہٰذا ان کے لیے اپنی جانیں خرچ کرو' کیونکہ وہ لوگ بھی موت کو ایسا ہی ناپسند کرتے ہیں جیسا تم اسے ناپسند کرتے ہو۔

عیسیٰ بن طلحہ سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن مطیع رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ یوم الحرہ میں تم نے کیونکر نجات پائی حالانکہ تم نے اہل شام کا جو غلبہ دیکھا وہ دیکھا' عبداللہ نے کہا کہ ہم کہتے تھے کہ اگر وہ لوگ ایک مہینے قیام کریں تب بھی ہم میں سے کسی کو قتل نہ کر سکیں

گے جب ہمارے ساتھ جو کیا گیا وہ کیا گیا' خدا نے انہیں ہم پر غالب کر دیا اور لوگ بھاگے تو مجھے حارث بن ہشام کا شعر یاد آیا:

وعلمت انی ان اُقاتل واحدا   اُقتل ولا یضر وعدوی مشھدی

''مجھے معلوم ہو گیا کہ اگر میں نے تنہا قتال کیا تو میں قتل کر دیا جاؤں گا اور میرا موجود ہونا میرے دشمن کو کچھ نقصان نہ پہنچائے گا''۔

میں بھاگ کے چھپ گیا اور ابن الزبیر رضی اللہ عنہما سے جا ملا' میں پورے طور پر تعجب کرتا تھا کہ ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کے پاس وہ لوگ تین مہینے تک کیوں نہیں پہنچے حالانکہ ان پر راستے بند کر دیئے تھے اور منجنیق نصب کر دی تھی' ان کے متعلق ان لوگوں نے مختلف عمل کیے تھے' ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کے ساتھ اس وقت خوارج کے ایک گروہ اور ایک دوسری مختلف جماعت کے علاوہ کوئی دوسرا مدافعت کرنے والا نہ تھا' یوم الحرہ میں ہمارے ساتھ دو ہزار آدمی مدافعت کرنے والے تھے مگر ہم اہل شام کو ایک دن سے زیادہ نہ روک سکے۔

عیسیٰ بن طلحہ کہتے تھے کہ عبدالملک بن مروان نے عبداللہ بن مطیع رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کیا کہ یوم الحرہ میں مسلم بن عقبہ سے بچ کے مکے میں ابن الزبیر رضی اللہ عنہ سے مل گئے' پھر عراق بھاگے' حالانکہ ہر سمت انہوں نے ہم پر بہت زیادتی کی ہے' لیکن میری رائے ان سے اور اپنی قوم کے دوسروں سے درگزر کرنا ہے' ان لوگوں کے قتل سے (گویا) میں اپنے آپ ہی کو قتل کروں گا۔

عامر بن عبداللہ بن الزبیر سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مطیع رحمۃ اللہ علیہ عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما کے تمام امور میں ان کے ساتھ تھے۔ جب ۶۴ھ کے حج سے لوگ لوٹے اور ۶۵ھ شروع ہو گیا تو اہل مکہ نے عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما سے بیعت کر لی' سب سے پہلے ان کی بیعت کرنے والے عبداللہ ابن مطیع اور عبداللہ بن صفوان اور حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعہ اور عبید بن عمیر تھے اہل آفاق جو موجود تھے سب نے ان سے بیعت کی۔ ابن الزبیر رضی اللہ عنہما نے منذر بن الزبیر کو والیٔ مدینہ اور عبداللہ بن مطیع رحمۃ اللہ علیہ کو والیٔ کوفہ اور حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعہ کو والیٔ بصرہ بنایا۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ مختار نے ابن ابی عبید سے عراق کی جانب عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما سے بغاوت کرنے پر اصرار کیا اس نے اسے اجازت دے دی۔ ابن الزبیر رضی اللہ عنہما نے ابن مطیع کو جو کوفے پر ان کے عامل تھے لکھ کر مختار کا حال جو ان کے نزدیک تھا بیان کیا' مختار کوفے آیا تو ابن مطیع کے پاس آمد و رفت شروع کی' اس نے ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کی خیر خواہی ظاہر کی مگر خفیہ طور پر ان کی برائی کے درپے ہوا اور ابن الحنفیہ کی بیعت کی جانب دعوت دی' لوگوں کو ابن مطیع کے خلاف برانگیختہ کیا اور ایک جماعت بنا کر روانہ ہوا۔ معاملہ اس قدر بڑھ گیا کہ اس کے لشکر نے ابن مطیع کے لشکر پر حملہ کیا اور لوگوں کو ہلاک کیا' ابن مطیع بھاگ گئے۔

محمد بن یعقوب بن عتبہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابن مطیع کو اطلاع دی گئی کہ کوفے پر مختار کی نیت خراب ہو گئی ہے تو انہوں نے ایاس بن المضارب العجلی کو جو ابن مطیع کے شحنہ تھے اس کی جانب بھیجا' انہوں نے اس کو گرفتار کر لیا اور محل کو لائے' راستے میں شیعہ اور موالی مل گئے۔ ان لوگوں نے اسے چھڑا لیا' ایاس بن المضارب قتل کر دیئے گئے اور ان کے ساتھ بھاگ گئے۔

ابن مطیع نے راشد بن ایاس بن المضارب کو شحنہ بنایا' مختار نے اپنے ساتھیوں میں ایک شخص کو حبشیہ کی ایک جماعت کے

ہمراہ ان کی جانب روانہ کیا' اس نے انہیں بھی قتل کر دیا اور راشد کا سر مختار کے پاس لایا' پھر جب عبداللہ بن مطیع نے یہ دیکھا تو انہوں نے اس شرط پر اپنی جان و مال پر امان طلب کی کہ وہ ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کے پاس چلے جائیں گے' مختار نے انہیں پناہ دے دی اور وہ ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کے پاس چلے گئے۔

ام بکر بنت المسور سے مروی ہے کہ ابن مطیع بغیر امان لیے بھاگے' مختار نے انہیں تلاش نہیں کیا اور کہا کہ میں تو ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کا فرمانبردار ہوں' ابن مطیع کیوں چلے گئے۔

ریاح بن مسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابن مطیع نے عمر بن سعد ابن ابی وقاص سے کہا کہ تم نے ہمدان اور رے کو اپنے چچا کے بیٹے کے قتل پر اختیار کر لیا۔ عمر نے کہا کہ وہ ایسے امور ہیں جن کا فیصلہ آسمان سے ہو چکا تھا' میں نے قبل جنگ اپنے چچا کے بیٹے سے عذر کیا مگر انہوں نے نہ ماننا تھا نہ مانا' جب ابن مطیع نکلے اور مختار سے بھاگے تو مختار اپنے ساتھیوں کو عمر بن سعد کے مکان پر لے گیا انہیں ان کے مکان میں قتل کر دیا اور ان کے بیٹے کو بھی بہت بری طرح قتل کیا۔

عبداللہ بن ابی فروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب ابن مطیع کوفے سے نکلے تو ان کے پیچھے مختار نے عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما کے نام ایک خط بھیجا جس میں اس نے ابن مطیع کی شکایت کی' انہیں بزدل بتایا اور کہا کہ میں آپ کا فرمانبردار ہو کر کوفے آیا' یہاں عبداللہ بن مطیع کو بنی امیہ کے معاملے میں چشم پوشی کرنے والا پایا' آپ کی بیعت کا بار اپنی گردن پر لینے کے بعد مجھے اس کی گنجائش نہ تھی کہ میں انہیں اس حالت پر برقرار رکھتا' وہ کوفے سے چلے گئے اور میں اپنی جانب سے آپ کی فرمانبرداری پر ہوں۔

ابن مطیع ابن الزبیر کے پاس آئے تو انہوں نے ان کو اس کے خلاف خبر دی کہ وہ ابن الحنفیہ کی بیعت کی دعوت دیتا ہے' مگر ابن الزبیر نے ان کا قول قبول نہ کیا اور مختار کو لکھا کہ میرے پاس بہ کثرت تمہارے خلاف وہ امر بیان کیا گیا کہ میں نے گمان کیا کہ تم اس سے بری ہو' لیکن قلب کے لیے یہ ضروری ہے کہ لوگ جو کچھ کہیں وہ اس میں واقع ہو جائے' تم نے جب اپنی بہترین رائے کی طرف رجوع کیا تو ہم تم سے قبول کرتے ہیں اور تمہاری تصدیق کرتے ہیں' ابن الزبیر رضی اللہ عنہما نے اسے کوفے کے لوگوں پر والی مقرر کر دیا۔

لوگوں نے بیان کیا کہ اس کے بعد عبداللہ بن مطیع رحمۃ اللہ علیہ مکے میں عبداللہ ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کے ساتھ مقیم رہے یہاں تک کہ ان کی وفات عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما کے قتل سے کچھ ہی پہلے ہوئی۔

عبدالرحمٰن بن مطیع رحمۃ اللہ علیہ:

ابن الاسود بن حارثہ بن نضلہ بن عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب' ان کی والدہ ام کلثوم بنت معاویہ بن عروہ بن صخر بن یعمر بن نفاثہ بن عدی ابن الدیل بن بکر تھیں۔

عبدالرحمٰن بن مطیع کے یہاں ہشام پیدا ہوئے جن کا سوائے عورتوں کے کوئی پسماندہ نہ تھا' اور محمد اکبر و مطیع و عبدالملک و محمد اصغر' ان سب کی والدہ ام سلمہ بنت مسعود بن الاسود بن حارثہ بن نضلہ تھیں۔

عبدالرحمٰن بن مطیع کی کنیت ابو عبداللہ تھی۔ ان دونوں کے بھائی:

سلیمان بن مطیع رحمۃ اللہ علیہ:

ابن الاسود بن حارثہ بن نضلہ بن عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب' ان کی والدہ ام ہشام آمنہ بنت ابی الخیار تھیں۔ ابی الخیار کا نام عبد یا لیل بن عبد مناف بن عامر بن عوف بن کعب بن عامر بن لیث تھے۔ سلیمان بن مطیع کے یہاں محمد پیدا ہوئے' ان کی والدہ بنی نصر میں سے کوئی تھیں۔ سلیمان بن مطیع یوم الجمل میں مقتول ہوئے۔

عبدالرحمٰن بن سعید رحمۃ اللہ علیہ:

ابن یر بوع بن عنکثہ بن عامر بن مخزوم' ان کی والدہ ام عبید اروی بنت عر کی بن عمرو بن قیس بن سوید بن عمرو بنی عدی میں سے تھیں' عبدالرحمٰن بن سعید کے یہاں عثمان بن ابوبکر وسعید وعمر پیدا ہوئے' ان کی والدہ ربیعہ بنت یزید بن عبداللہ ابن عمرو بن حبیب بن عتاب بن رباب بنی عیس میں سے تھیں۔

عباس وخالد ویحییٰ' ان کی والدہ ام الحکم بنت بلعاء بن نہیک بن معاویہ ابن الوحید بنی عامر کی تھیں۔ عکرمہ' ان کی والدہ ام الفضل بنت عکرمہ بن ربیعہ بنی ہلال میں سے تھیں۔

محمد جو ام ولد سے پیدا ہوئے تھے ام حکیم کی والدہ عاتکہ بنت سعد بن الاعشیٰ خزاعہ کے بنی المصطلق میں سے تھیں۔

عبدالرحمٰن کی کنیت ابو محمد تھی۔ ۱۰۹ھ میں بعمر اسی سال وفات ہوئی' حدیث میں ثقہ تھے۔

عمرو بن عثمان رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی ان کی والدہ ام عمرو بنت جندب بن عمرو حمہ بن الحارث بن رفاعہ بن سعد بن ثعلبہ بن لوی ابن عامر بن غنم بن وہمان بن منہب بن دوس تھیں۔

عمرو بن عثمان رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں عثمان پیدا ہوئے جو لاولد مر گئے' اور خالد' دونوں کی والدہ رملہ بنت معاویہ بن ابی سفیان بن امیہ تھیں۔

عبداللہ اکبر بن عمرو جو المطرف تھے' ان کی والدہ حفصہ بنت عبداللہ بن عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہما تھیں۔ عثمان اصغر بن عمرو' ان کی والدہ بنت عمارہ بن الحارث بن عوف بن ابی حارثہ بن مرہ بن نشبہ بن غیظ بن مرہ تھیں۔ عمر بن عمرو' مغیرہ' ابوبکر وعبداللہ اصغر' اور ولید کئی ام ولد سے تھے۔ عائشہ وام سعید' ایک ام ولد سے تھیں۔

عمرو نے اپنے والد اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے' ثقہ تھے ان کی احادیث ہیں۔ سعید المقبری سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جن فرزندان صحابہ رضی اللہ عنہم کو سیاہی سے خضاب کرتے دیکھا ان میں سے عمرو بن عثمان بن عفان بھی تھے۔

عمر بن عثمان رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس' ان کی والدہ ام عمرو بنت جندب بن عمرو بن حمہ بن الحارث بن رفاعہ بن سعد بن ثعلبہ بن لوی بن عامر بن غنم بن وہمان بن منہب بن دوس تھیں۔

عمر بن عثمان رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں زید و عاصم ام ولد سے پیدا ہوئے۔ عمر بن عثمان نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت کی' ان سے زہری نے روایت کی' مدینے میں ان کا مکان تھا' قلیل الحدیث تھے۔

ابان بن عثمان رحمۃ اللہ علیہ

ابن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس' ان کی والدہ ام عمرو بنت جندب بن عمرو بن حممہ بن الحارث بن رفاعہ بن سعد بن ثعلبہ بن لوی بن عامر ابن غنم بن دہمان بن منہب بن دوس تھیں۔

ابان بن عثمان کے یہاں سعید پیدا ہوئے جن سے ان کی کنیت تھی' ان کی والدہ بنت عبداللہ بن عامر بن کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس تھیں۔

عمر و عبدالرحمٰن وام سعید' ان کی والدہ ام سعید بنت عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام تھیں۔ عمر اصغر و مروان' اور ام سعید صغریٰ' ام ولد سے تھیں۔

محمد بن عمر نے اپنے بعض اصحاب سے روایت کی کہ یحییٰ بن الحکم بن ابی العاص بن امیہ عبدالملک بن مروان کی جانب سے مدینے پر عامل تھے' ان میں حماقت تھی' عبدالملک کے پاس بطور وفد کے عبدالملک کی بغیر اجازت گئے۔ عبدالملک نے کہا کہ تمہیں بغیر میری اجازت کے میرے پاس کیا چیز لائی' تم نے مدینے پر کس کو عامل بنایا' انہوں نے کہا کہ ابان بن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو' اس نے کہا لامحالہ تم وہاں واپس نہ جاؤ' عبدالملک نے ابان کو مدینے پر برقرار رکھا اور انہیں اس پر ان کی عہدہ داری کے متعلق لکھ دیا۔

ابان نے عبداللہ بن قیس بن مخرمہ کو قضاء سے معزول کر دیا اور نوفل بن مساحق کو قضائے مدینے کا والی بنایا' ابان کی ولایت مدینے پر سات سال رہی' اسی میں دو سال انہوں نے لوگوں کو حج کرایا' انہیں کی ولایت کے زمانے میں جابر بن عبداللہ اور محمد ابن الحنفیہ کی وفات ہوئی۔ بحیثیت والی کے ان دونوں پر نماز پڑھی' اس کے بعد عبدالملک بن مروان نے ابان کو مدینے سے معزول کر دیا اور ہشام بن اسماعیل کو اس کا والی بنایا۔

خارجہ بن الحارث سے مروی ہے کہ ابان کے برص (سفید داغ) بہت تھے' ہاتھ میں جس جس جگہ وہ تھا اسے رنگتے تھے' چہرے کے داغ البتہ نہیں رنگتے تھے' محمد بن عمر نے کہا کہ ان میں شدت سے بہرہ پن تھا۔

بلال بن ابی مسلم سے مروی ہے کہ میں نے ابان بن عثمان کی آنکھوں کے درمیان تھوڑا سا سجدے کا نشان دیکھا۔

داؤد بن سنان مولائے عمر بن تمیم الحکمی سے مروی ہے کہ میں نے ابان بن عثمان کو دیکھا کہ داڑھی زرد رنگتے تھے۔ داؤد بن سنان سے مروی ہے کہ میں نے ابان بن عثمان کو دیکھا کہ سر اور داڑھی مہندی سے زرد رنگتے تھے۔

حجاج بن فرافصہ نے ایک شخص سے روایت کی کہ میں ابان بن عثمان کے پاس گیا' ابان نے کہا کہ جس نے صبح کے وقت "لا الٰہ الا اللّٰہ العظیم سبحان اللّٰہ العظیم وبحمدہ لاحول ولاقوۃ الا باللّٰہ" کہا تو وہ اس روز ہر بلا سے محفوظ رہے گا' اس زمانے میں ابان کو فالج تھا' انہوں نے کہا کہ حدیث اسی طرح ہے جس طرح میں نے تم سے بیان کی' مگر جس روز میں اس میں مبتلا ہوا میں نے اسے کہا نہ تھا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ابان اپنی وفات سے ایک سال قبل فالج میں مبتلا ہوئے کہا جاتا ہے کہ ابان کو مدینے میں فالج کی شدت کی وجہ سے فالج ہوا' وفات مدینے میں یزید بن عبدالملک کے زمانے میں ہوئی' ابان نے اپنے والد سے روایت کی ہے۔ ثقہ تھے اور ان کی احادیث ہیں۔

سعید بن عثمان رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبدشمس ابن عبد مناف' ان کی والدہ فاطمہ بنت الولید بن عبدشمس بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھیں۔ فاطمہ کی والدہ اسماء بنت ابی جہل بن ہشام بن المغیرہ تھیں اور اسماء کی والدہ اروی بنت ابی العیص بن امیہ بن عبدشمس تھیں' اروی کی والدہ رقیہ بنت الحارث ابن عبید بن عمر بن مخزوم تھیں اور رقیہ کی والدہ رقیہ بنت اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی تھیں' رقیہ کی والدہ خالدہ بنت ہاشم بن عبدمناف بن قصی تھیں۔

سعید بن عثمان کے یہاں محمد پیدا ہوئے' ان کی والدہ رملہ بنت ابی سفیان ابن حرب بن امیہ تھیں' وہ قلیل الحدیث تھے۔

حمید بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عوف بن عبدعوف بن الحارث بن زہرہ بن کلاب' ان کی والدہ ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط بن ابی عمرو بن امیہ بن عبدشمس بن عبدمناف بن قصی تھیں' ام کلثوم کی والدہ اروی بنت کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبدشمس بن عبدمناف ابن قصی' اور اروی کی والدہ ام حکیم البیضاء بنت عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدابن قصی تھیں' ام حکیم البیضاء کی والدہ فاطمہ بنت عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم اور فاطمہ کی والدہ صخرہ بنت عبد بن عمران بن مخزوم تھیں' صخرہ کی والدہ تخمر بنت عبد بن قصی بن کلاب اور تخمر کی والدہ سلمٰی بنت عامرہ بن عمیرہ بن ودیعہ بن الحارث بن فہر تھیں۔ حمید کی کنیت ابوعبدالرحمٰن تھی۔

حمید بن عبدالرحمٰن کے یہاں ابراہیم پیدا ہوئے جن کا کوئی پسماندہ نہ تھا اور مغیرہ وحبابہ کبریٰ وام کلثوم وام حکیم' ان سب کی والدہ جویریہ بنت ابی عمرو بن عدی بن علاج بن ابی سلمہ الثقفی تھیں جو ان لوگوں کے حلیف تھے۔ عبداللہ پیدا ہوئے ان کی والدہ قریبہ بنت محمد بن عبداللہ بن ابی امیہ بن المغیرہ ابن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھیں۔ عبداللہ اصغر و بلال وعونہ وحکیمہ صغریٰ و برکیہ ایک ام ولد سے تھیں۔

عبدالملک ایک ام ولد سے تھے اور عبدالرحمٰن بن حمید دوسری ام ولد سے تھے۔ حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ میں نے رمضان میں عمر و عثمان رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ شب تاریک کو دیکھتے تو مغرب کی نماز پڑھتے اس کے بعد افطار کرتے۔

حمید بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ عمر و عثمان رضی اللہ عنہما رمضان میں مغرب کی نماز پڑھتے' انہوں نے "میں نے دیکھا" نہیں کہا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ان دونوں حدیثوں میں ہمارے نزدیک مالک کی حدیث زیادہ ثابت ہے۔ حمید نے عمر کو نہ دیکھا نہ ان سے کچھ سنا' شاید انہوں نے عثمان سے سنا ہو' اس لیے کہ وہ ان کے ماموں تھے اور وہ ان کے پاس اسی طرح جاتے تھے جس طرح ان کے چھوٹے بڑے لڑکے ان کے پاس جاتے تھے' انہوں نے سعید بن زید بن عمرو بن نفیل اور معاویہ بن ابی سفیان اور ابوہریرہ اور

نعمان ابن بشیر رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے ان کی والدہ ام کلثوم بنت عقبہ تھیں۔ ثقہ و عالم و کثیر الحدیث تھے۔ حمید بن عبدالرحمٰن کی وفات بعمر تہتر سال ۹۵ھ میں مدینے میں ہوئی۔

محمد بن سعد نے کہا کہ میں نے کسی کو بیان کرتے سنا کہ ان کی وفات ۱۰۵ھ میں ہوئی' یہ غلط و خطا ہے اور ممکن نہیں ہے کہ اس طرح ہو' نہ ان کی عمر کے حساب سے اور نہ ان کی روایت کے حساب سے' ۹۵ھ زیادہ صحیح اور صواب کے قریب تر ہے' واللہ اعلم۔

ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ

ابن عوف بن عبد عوف بن عبد بن الحارث بن زہرہ بن کلاب' ابو سلمہ ہی عبداللہ اصغر تھے' ان کی والدہ تماضر بنت الاصبغ بن عمرو بن ثعلبہ بن الحارث ابن حصن بن ضمضم بن عدی بن خباب بن ہبل قضاعہ کی شاخ کلب میں سے تھیں' وہ پہلی کلبیہ تھیں جن سے قرشی نے نکاح کیا۔

ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن کے یہاں سلمہ پیدا ہوئے جن سے ان کی کنیت تھی اور تماضر پیدا ہوئیں۔ ان دونوں کی والدہ ام ولد تھیں۔

حسن و حسین و ابوبکر و عبدالجبار و عبدالعزیز و نائلہ و سالمہ' ان سب کی والدہ ام حسن بنت سعد بن الاصبغ بن عمرو بن ثعلبہ بن الحارث بن حصن بن ضمضم بن عدی بن خباب کلب قضاعہ میں سے تھیں۔

عبدالملک و ام کلثوم صغریٰ کی والدہ ام ولد تھیں۔

ام کلثوم کبریٰ' جن سے بشر بن مروان بن الحکم نے نکاح کیا اور ان سے ان کے یہاں اولاد ہوئی' ام کلثوم کی والدہ ام عثمان بنت عبداللہ بن عوف تھیں۔

ام عبداللہ و تماضر صغریٰ و اسماء' ان کی والدہ بریہہ بنت عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مکمل بن عوف بن عبد بن الحارث بن زہرہ تھیں۔ عمر بن ابی سلمہ جن کی والدہ کا نام ہمیں نہیں بتایا گیا۔

لوگوں نے بیان کیا کہ سعید بن العاص بن امیہ جب پہلی مرتبہ معاویہ بن ابی سفیان کی طرف سے والی مدینہ ہوئے تو انہوں نے ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف کو قاضی مدینہ بنایا' سعید بن العاص معزول کر دیئے گئے اور مروان دوبارہ والی مدینہ ہوا تو اس نے ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن کو قضاء سے معزول کر دیا اور ان کے بھائی مصعب بن عبدالرحمٰن بن عوف کو شحنہ اور قضاء کا حاکم بنایا۔

محمد بن عبداللہ بن ابی یعقوب سے مروی ہے کہ بشر بن مروان کی امارت کے زمانے میں ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن ہم لوگوں کے پاس بصرہ آئے' خوبصورت آدمی تھے' چہرہ گویا ہرقلی دینار تھا۔

شعبی سے مروی ہے کہ کوفے میں ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن ہمارے پاس آئے' میرے اور ابو بردہ کے درمیان چلنے لگے تو ہم نے ان سے کہا کہ تم نے اپنے شہر میں جن لوگوں کو چھوڑا ان میں سب سے زیادہ فقیہ کون ہے۔ انہوں نے کہا کہ وہ شخص جو تم دونوں کے درمیان ہے۔

یونس بن یوسف سے مروی ہے کہ ابو سلمہ نے مقام عرج میں ایک بلی خریدی حالانکہ بحالت احرام تھے' بعد میں اسے ذبح کر

ڈالا‘ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کو معلوم ہوا تو انہوں نے کہا کہ وہ چھوٹے ہیں‘ بڑے ان سے زیادہ فقیہ ہیں۔

ابی سلمہ سے مروی ہے کہ وہ مہندی اور نیل کا خضاب اتنا کرتے تھے کہ قائم رہتا تھا‘ (یعنی بال سفید نہیں ہونے دیتے تھے)۔

محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ وہ ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن کو اپنے سر اور داڑھی میں مہندی کا خضاب لگاتے دیکھتے تھے۔ ابراہیم بن سعد بن ابراہیم نے والد سے روایت کی کہ انہوں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن کو سیاہی سے خضاب کرتے دیکھا۔

معن بن عیسٰی نے دوبارہ اسی حدیث کو اسی سند سے بیان کیا کہ انہوں نے ابوسلمہ کو وسمے کا خضاب کرتے دیکھا‘ ان کا نام عبداللہ تھا۔ سعد بن ابراہیم سے مروی ہے کہ ابوسلمہ وسمے کا خضاب کرتے تھے۔

محمد بن عمرو سے مروی ہے کہ انہوں نے ابوسلمہ پر زرد رنگ کے خز (سوت ریشم ملے ہوئے کپڑے) کی چادر دیکھی۔

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو گواہ بناتے ہوئے سنا کہ کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ اے حسان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دو‘ اے اللہ روح القدس سے ان کی تائید کر۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہاں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ابوسلمہ نے اپنے والد (عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ) اور زید بن ثابت اور ابی قتادہ اور جابر بن عبداللہ ابی ہریرہ اور ابن عمر اور عبداللہ ابن عمرو اور ابن عباس اور عائشہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے‘ ثقہ وفقیہ وکثیر الحدیث تھے۔ ابوسلمہ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات بہتر سال کی عمر میں بعہد خلافت ولید بن عبدالملک ۹۴ھ میں ہوئی‘ یہ ان لوگوں کے قول سے زیادہ ثابت ہے جو کہتے ہیں کہ ان کی وفات ۱۰۴ھ میں ہوئی۔

مصعب بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ:

ابن عوف بن عبدعوف بن عبد بن الحارث بن زہرہ‘ کنیت ابوزرارہ تھی‘ ان کی والدہ ام حریث بہراء کے قیدیوں میں سے اور قضاعہ کے قبیلے میں سے تھیں۔

مصعب بن عبدالرحمٰن کے یہاں زرارہ پیدا ہوئے جن سے ان کی کنیت تھی اور عبدالرحمٰن‘ ان دونوں کی والدہ لیلٰی بنت الاسود بن عوف ابن عبدعوف بن عبد بن الحارث بن زہرہ تھیں۔ مصعب بن مصعب‘ ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ ام الفضل‘ ان کی والدہ ام سعید بنت المخارق بن عروہ تھیں۔

فاطمہ وام عون‘ دونوں کی والدہ ام کلثوم بنت عبیداللہ بن شہاب بن عبداللہ ابن الحارث بن زہرہ تھیں۔ لوگوں نے بیان کیا کہ جب مروان بن الحکم خلافت معاویہ کے زمانے میں دوبارہ والی مدینہ ہوا تو اس نے مصعب بن عبدالرحمٰن کو شحنہ اور مدینے کا قاضی بنایا‘ جو مشکوک ہوتے وہ ان پر سخت تھا۔ والیان مدینہ ہی قاضیوں کا انتخاب کرتے۔ اور انہیں مقرر کرتے۔

عمرو بن دینار سے مروی ہے کہ مصعب بن عبدالرحمٰن بن عوف عبداللہ ابن الزبیر سے مل گئے اور انہیں کے ساتھ رہے۔ عمرو بن الزبیر جب عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما سے جنگ کے ارادے سے مکے آئے تو عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما نے مصعب بن

عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کو ایک جماعت کے ہمراہ ان کی جانب روانہ کیا' ان کے ساتھی ان سے جدا ہو گئے اور عمرو گرفتار ہو گئے' یہ اس لیے ہوا کہ عمرو بھاگ کر ابن علقمہ کے مکان میں گھس گئے' اسے بند کر لیا تو مصعب بن عبدالرحمٰن نے اسے گھیر لیا۔

شرحبیل بن ابی عون نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے حصین ابن نمیر کی جنگ میں لوگوں کو اس حالت میں دیکھا ہے کہ مسور نے وہ ہتھیار نکالے جنہیں مدینے سے لائے تھے' ہم لوگ اس طرح قتال کر رہے تھے کہ مسور پر ان کے ہتھیار تھے اور مصعب بن عبدالرحمٰن لوگوں کو بہت سختی سے پشت کی طرف سے بڑھا رہے تھے۔

ابن نمیر کے ساتھیوں نے حملہ کر کے ہمیں دھکیل دیا تو مسور نے مصعب ابن عبدالرحمٰن سے کہا کہ اے میرے ماموں کے فرزند کیا تم اس غلبے کو نہیں دیکھتے جو ان لوگوں نے ہم پر حاصل کیا ہے؟ پوچھا اے ابوعبدالرحمٰن تمہاری کیا رائے ہے' جواب دیا کہ اگر ہم لوگ کمین گاہ میں چھپیں تو شاید اللہ ہمیں ان پر فتح دے' ہمراہ منتخب بہادروں کو لے لو۔

مصعب سوخوارج کے ہمراہ ان لوگوں کے لیے کمین گاہ میں چھپے' صبح کے وقت روانہ ہوئے' ان لوگوں نے وہ کامیابی حاصل کی جو وہ لوگ حاصل کیا کرتے تھے۔ مصعب نے اپنے ساتھیوں سے ان کو گھیر لیا۔ ان میں سے سوائے ایک شخص کے جو بھاگ گیا اور کوئی نہ بچا۔ یہ خبر مسور کے پاس آئی تو وہ اس سے مسرور ہوئے۔

ابی عون سے مروی ہے کہ میں مسور کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا' مجھے اس سے زائد ابن صفوان کے متعلق نہ معلوم ہوا جو کہتے تھے کہ اے ابوعبدالرحمٰن اس قوم کے ساتھ جو ہم پر غالب تھے' مصعب نے جو کچھ کیا اس نے ہمیں مسرور کر دیا' مسور نے کہا کہ وہ سب کے سردار ہیں' اے اللہ مصعب کو ہمارے لیے زندہ رکھ کیونکہ وہ ہمارے ساتھیوں میں سب سے زیادہ کافی اور سب سے زیادہ ہمارے دشمن کے ہلاک کرنے والے ہیں' پھر مسور نے کہا کہ وہ ویسے ہی ہیں۔

یحییٰ بن عباد نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے حصین بن نمیر کی جنگ میں ایک روز اپنے کو اس حالت میں دیکھا کہ ابن نمیر نے ہماری جانب بہت سے ہتھیار والا لشکر روانہ کیا جس میں عبداللہ بن مسعدہ الفزاری بھی تھا' ان لوگوں نے بہت بری اور نہایت خراب طریقے کی بات ہم سے حاصل کی۔

میں نے والد کو ان لوگوں پر غضبناک دیکھا' انہوں نے کہا کہ جنگ میں یہ کون سا طریقہ ہے' یہ تو عورتوں کا فعل ہے۔ مصعب سے کہا کہ اے ابوزرارہ ہم لوگوں کے ساتھ حملہ کرو' مصعب نے اس طرح حملہ کیا کہ گویا وہ حملہ آور اونٹ ہیں' والد نے بھی حملہ کیا اور میں بھی ساتھ ہو گیا۔ ایک جماعت ہمارا قصد کیے آ رہی تھی۔

میں نے تلواروں کو دیکھا کہ تھوڑی رکی رہیں' آدمیوں کی کھوپڑیاں اور ان کے ہاتھ گویا گلویوں کے ٹکڑے تھے' یہاں تک کہ ہم لوگ عبداللہ بن مسعدہ کے قریب پہنچ کر پہنچ گئے' مصعب نے اسے ایسی کاری ضرب ماری کہ تلوار اس کی زرہ کاٹ کے ران تک پہنچ گئی' ابن ابی ذراع نے اسے دوسری جانب سے تلوار ماری' انہوں نے اس کے ایک دوسرے مقام کو زخمی کر دیا۔

مجھے معلوم نہ ہوا کہ ہم لوگوں نے اس کے بعد اسے اپنی جانب نکلتے دیکھا' وہ مجروح ہو کر اپنے لشکر میں مقیم رہا تا آنکہ لوگ واپسی کے لیے پلٹے۔

شرحبیل بن ابی عون نے اپنے والد سے روایت کی کہ ہم اوروں کے قتل کیے ہوئے لوگوں سے مصعب بن عبدالرحمٰن کے قتل کیے ہوئے لوگوں کو پہچان لیتے تھے یہ امتیاز مصعب کے جست وخیز سے قائم ہو جاتا تھا (جو بحالت مقابلہ ان سے نمایاں ہوتا) میں نے اس مقام کو دیکھا ہے جہاں اس روز ابن مسعدۃ الفزاری کھڑا ہو کر قتال کر رہا تھا' جب لوگ واپس ہوئے تو میں نے اہل شام کے مقتولین کو شمار کیا چودہ مقتول پائے' ان میں سے سات کو مصعب بن عبدالرحمٰن نے قتل کیا تھا جن کو ہم جست وخیز سے پہچانتے تھے۔ یہ ان کا اچھلنا کودنا تھا۔

مسلمہ بن عبداللہ بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابن الزبیر رضی اللہ عنہما اور ان کے ساتھیوں نے حصین بن نمیر کے ساتھیوں میں سے بہتوں کو قتل کر دیا' لیکن جیسے ہی ان کا کوئی آدمی مقتول ہوتا تھا وہ دفن کر دیا جاتا تھا' کوئی مقتول نظر نہ آتا تھا۔

راوی کہتے تھے کہ جس روز غلبہ ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کو ہوا مصعب بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ نکلے' پانچ آدمیوں کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا۔ واپس آئے تو اس طرح تلوار خمیدہ تھی' کہنے لگے:

انا النوروها بيضًا ونصدرها حُمرًا وفيها اِنْحناءٌ بعد تقويم

''ہم تلواروں کو سفید لے جاتے ہیں اور سرخ واپس لاتے ہیں جن میں راستی کے بعد کجی پیدا ہو جاتی ہے''۔

والد نے کہا کہ مصعب کی ایک ہی ضرب ایسی ہوتی تھی کہ مضروب کے خاندان میں یتیمی پیدا کر دیتی تھی۔ شرحبیل بن ابی عون نے والد سے روایت کی کہ جب مسور کے رخسارے اور ان کی بائیں کنپٹی پر پتھر لگا تو ان پر غشی طاری ہوگئی' ہم نے انہیں اٹھا لیا' ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو خبر ہوئی تو وہ بھی ہمارے پاس دوڑے ہوئے آئے اور ان کے اٹھانے والوں میں ہو گئے' مصعب بن عبدالرحمٰن بن عوف اور عبید بن عمیر نے بھی ہمیں پا لیا۔ مسور مر گئے تو ان لوگوں نے ان کا انتظام کیا اور انہیں دفن کیا' اس کے تھوڑے ہی زمانے کے بعد مصعب بن عبدالرحمٰن کی بھی وفات ہوگئی' وہ اور حصین بن نمیر اب تک مکے ہی میں تھے۔

مسور بن مخرمہ اور مصعب بن عبدالرحمٰن کی وفات ہوگئی تو ابن الزبیر رضی اللہ عنہما نے اپنے لیے دعوت (بیعت) ظاہر کی' لوگوں نے ان سے بیعت خلافت کر لی' اس کے قبل وہ لوگوں کو یہ سمجھاتے تھے کہ خلافت لوگوں کے مشورے سے ہوگی۔ مسور و مصعب کی وفات سے قبل ان کا شعار ''لاحکم الا اللہ'' (سوائے اللہ کے کسی کی حکومت نہیں) تھا۔

مصعب بن عبدالرحمٰن کی وفات ۶۴ھ میں مکے میں ہوئی۔ ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

طلحہ بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عوف بن عبد عوف بن عبد بن الحارث بن زہرہ' ان کی والدہ فاطمہ بنت مطیع بن الاسود بن حارثہ بن نضلہ بن عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب تھیں۔

طلحہ بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں محمد پیدا ہوئے جن سے ان کی کنیت تھی' اور عاتکہ اور رطیبہ ان سب کی والدہ ام حسن بنت ابی اثیلہ حارث بن عباس بن جابر بن عمرو ابن حبیب بن مرو بن شیبان بن محارب بن فہر تھیں۔ عمران' ان کی والدہ ام ابراہیم بنت المسور بن مخرمہ بن نوفل بن اہیب بن عبد مناف بن زہرہ تھیں' ام ابراہیم کی والدہ جویریہ بنت عبدالرحمٰن بن عوف تھیں۔

ام عبداللہ‘ ان کی والدہ امۃ الرحمٰن بنت المسور بن مخرمہ تھیں۔

ابراہیم وام ابراہیم وام ابیہا وربیحۃ‘ ان سب کی والدہ ہند بنت عبدالرحمٰن ابن عبیداللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ تھیں۔

عبداللہ‘ ان کی والدہ فاختہ بنت کلیب بن جزی بن معاویہ بن خفاجہ بن عمرو بن عقیل تھیں۔

عمر‘ ان کی والدہ ام ولد تھیں ایک اور بیٹی تھیں جن سے مروان بن محمد بن مروان بن الحکم نے اپنی خلافت سے پہلے نکاح کیا تھا‘ وہ انہیں کے پاس وفات پا گئیں۔

طلحہ بن عبداللہ بن عوف والی مدینہ تھے‘ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ جب ان کا ذکر کرتے تو کہتے کہ ہمارا کوئی والی ان کے مثل نہیں ہوا‘ بڑے سخی وکریم تھے۔

فرزدق (شاعر) مدینے میں آیا۔ اس نے ان کی اور دوسرے قریش کی مدح کی تھی‘ پہلے طلحہ رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کی تو انہوں نے اسے ایک ہزار دینار دیئے پھر وہ دوسروں کے پاس آیا تو لوگ پوچھنے لگے کہ طلحہ نے اسے کتنا دیا‘ کہا گیا کہ ایک ہزار دینار‘ وہ لوگ بھی اس سے کم دینا پسند نہ کرتے تھے‘ فرزدق کی زبان پر وہ اعتراض کرتے اور اسے برداشت کرتے جو اسے طلحہ نے دیا تھا‘ کہا جاتا تھا کہ طلحہ نے لوگوں کو مصیبت میں ڈال دیا۔

طلحہ کی یہ حالت تھی کہ جب ان کے پاس مال ہوتا تو اپنے دونوں دروازے کھول دیتے‘ احباب واغیار انہیں گھیر لیتے‘ سب کو کھلاتے‘ انعام دیتے اور سواری عطا کرتے‘ جب ان کے پاس کچھ نہ ہوتا تو اپنے دروازے بند کر دیتے‘ ان کے پاس کوئی نہ آتا۔

بعض متعلقین نے ان سے کہا کہ دنیا میں آپ کے احباب سے بدتر کوئی نہ ہوگا کہ جب آپ کے پاس کچھ ہوتا ہے تو وہ لوگ آتے ہیں اور جب کچھ نہیں ہوتا تو نہیں آتے۔ انہوں نے کہا کہ دنیا میں ان سے بہتر کوئی نہیں‘ اگر یہ لوگ ہمارے پاس تنگی کے وقت آتے تو ہم یہ قصد کرتے کہ ان کے لیے تکلف برداشت کریں‘ جب وہ لوگ ہمارے پاس کچھ آنے تک رکے رہے تو یہ ان کی نیکی واحسان ہے۔

طلحہ نے اپنے چچا عبدالرحمٰن بن عوف اور ابی ہریرہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے سنا ہے‘ ثقہ وکثیر الحدیث تھے‘ ۹۷ھ میں بعمر بہتر سال مدینے میں ان کی وفات ہوئی۔

موسیٰ بن طلحہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبیداللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ‘ ان کی والدہ خولہ بنت القعقاع بن سعید بن زرارہ بن عدس بن زید بنی تمیم میں سے تھیں۔ قعقاع کو ان کی سخاوت کی وجہ سے ’’تیار الفرات‘‘ (دریائے فرات کا جاری کرنے والا) کہا جاتا تھا۔

موسیٰ بن طلحہ کے یہاں عیسیٰ ومحمد پیدا ہوئے‘ یہی محمد اس زمانے میں کوفے کے امیر تھے‘ جب لوگ ابی فدیک خارجی کی جانب گئے تھے اور انہیں (محمد) کے لیے عبیداللہ بن شبل الجلی نے کہا تھا:

تباری ابن موسٰی یا ابن موسٰی ولم تکن … یداك جمیعا تعدل لان له یدا

''اے (محمد) بن موسیٰ تم (عمر) بن موسیٰ (بن عبیداللہ بن معمر) سے دوڑ کرتے ہو۔ حالانکہ تمہارے دونوں ہاتھ مل کر بھی اس کے ایک ہاتھ کے برابر نہیں ہیں''۔

ابراہیم بن موسیٰ و عائشہ' جن سے عبدالملک بن مروان نے نکاح کیا' اس سے ان کے یہاں بکار پیدا ہوا' پھر ان سے علی بن عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما نے نکاح کیا اور قریبہ بنت موسیٰ' ان سب کی والدہ ام حکیم بنت عبدالرحمٰن بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہا تھیں۔ عمران بن موسیٰ کی والدہ ام ولد تھیں جن کا نام جبیدا تھا' انہیں عمران کے بارے میں ایک شاعر کہتا ہے:

ان یلك یا جناحُ علی دین فعمران بن موسٰی یستدینَ

''اے جناح اگر مجھ پر کچھ قرض ہے تو عمران بن موسیٰ بھی قرض لیتے ہیں (یعنی ان کے قرض لینے کے بعد میرا مقروض ہونا تعجب نہیں)''۔

خالد بن سمیر سے مروی ہے کہ کذاب مختار بن ابی عبید کوفہ آیا تو معززین بھاگ کر ہمارے پاس بصرے میں آئے' ان میں موسیٰ بن طلحہ بن عبیداللہ بھی تھے لوگ ان کے زمانے میں سمجھتے تھے کہ وہی مہدی ہیں اور انہیں گھیر لیا' میں بھی انہیں میں سے تھا۔

موسیٰ بن طلحہ بہت دیر تک خاموش رہنے والے بہت کم بولنے والے' بہت غم و فکر والے' بوڑھے تھے' انہیں دنوں میں سے کسی دن انہوں نے کہا کہ واللہ اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ یہ ایسا فتنہ ہے جس کی انتہا ہے تو مجھے فلاں وفلاں چیز کے ہونے سے زیادہ پسند تھا۔

انہوں نے اسے بہت خطرناک بتایا' ایک شخص نے کہا کہ اے ابومحمد وہ کیا چیز ہے جس سے آپ ڈرتے ہیں اور جو فتنے سے بھی زیادہ شدید ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں ''ہرج'' سے ڈرتا ہوں' ہرج کیا ہے' ہرج یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب بیان کرتے تھے کہ قیامت سے پہلے اس طور پر قتل ہوگا کہ لوگ کسی امام پر متفق نہ ہوں گے حتیٰ کہ ان پر قیامت قائم ہو جائے گی۔ یہ ہرج ایسا ہی ہے' خدا کی قسم اگر وہ یہی ہے تو مجھے یہ پسند ہے کہ میں کسی پہاڑ کی چوٹی پر ہوتا کہ نہ تمہاری آواز سنتا اور نہ تمہارے کسی داعی کو لبیک کہتا یہاں تک کہ میرے پاس میرے رب کا داعی آ جاتا۔

اس کے بعد وہ خاموش ہو گئے' پھر کہا کہ اللہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما یا ابوعبدالرحمٰن پر رحمت کرے' واللہ میں خیال کرتا ہوں کہ وہ اپنے اسی عہد پر ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے لیا تھا کہ نہ فتنے میں مبتلا ہوئے اور نہ ان میں کوئی تغیر ہوا' واللہ قریش انہیں اپنے پہلے ہی فتنے میں نہ نکال سکے۔

(راوی نے کہا کہ) میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ اپنے والد پر ان کے قتل کے بارے میں معترض ہیں۔ لوگوں نے کہا کہ موسیٰ بن طلحہ رحمۃ اللہ علیہ نے کوفے کی طرف منتقل ہو کے وہیں سکونت اختیار کر لی ۱۰۳ھ میں وفات ہوئی' صقر بن عبداللہ المزنی نے ان پر نماز پڑھی جو عمر بن ہبیرہ کی طرف سے کوفے کے عامل تھے' فضل بن دکین نے کہا کہ ان کی وفات ۱۰۴ھ میں ہوئی۔

عمرو بن عثمان بن عبداللہ بن موہب سے مروی ہے کہ میں نے موسیٰ کو سیاہی کا خضاب کرتے دیکھا۔ اسحاق بن یحییٰ سے مروی ہے کہ میں نے عیسیٰ و موسیٰ فرزندان طلحہ کو دیکھا کہ وہ صرف یہ کرتے تھے کہ اس حصار کا اظہار کریں۔

اسحاق بن یحییٰ سے مروی ہے کہ میں نے عیسیٰ و موسیٰ فرزندان طلحہ کی آستینوں کو دیکھا کہ چار انگل یا ایک بالشت ان کی

انگلیوں سے بڑھ جاتی تھیں۔ عیسیٰ بن عبدالرحمن سے مروی ہے کہ میں نے موسیٰ بن طلحہ کے سر پر خز (سوت ریشم ملے ہوئے کپڑے) کی ٹوپی دیکھی۔

ابی الزبیر الاسدی سے مروی ہے کہ موسیٰ بن طلحہ نے اپنے دانت سونے سے باندھے تھے۔ محمد بن عمر نے کہا کہ میں نے اپنی طرف والوں کو اور ان کے اہل بیت کو ان کی کنیت ابوموسیٰ بیان کرتے دیکھا' ثقہ و کثیر الحدیث تھے۔

عیسیٰ بن طلحہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبیداللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ' ان کی والدہ سعدیٰ بنت عوف بن خارجہ بن سنان بن ابی حارثہ المری تھیں۔

عیسیٰ بن طلحہ کے یہاں یحییٰ پیدا ہوئے جن کی والدہ عائشہ بنت جریر بن عبداللہ البجلی تھیں۔ محمد بن عیسیٰ' جن کی والدہ ام حبیب بنت اسماء بن خارجہ بن حصن بن حذیفہ بن عبداللہ بنی فزارہ میں سے تھیں۔

عیسیٰ بن عیسیٰ جن کی والدہ ام عیسیٰ بنت عیاض بن نوفل بن عدی بن نوفل بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی تھیں۔ عیسیٰ کی وفات عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی خلافت کے زمانے میں ہوئی۔ ثقہ اور کثیر الحدیث تھے۔

یحییٰ بن طلحہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبیداللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم' ان کی والدہ سعدیٰ بنت عوف ابن خارجہ بن سنان بن ابی حارثہ المری تھیں۔

یحییٰ بن طلحہ رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں طلحہ پیدا ہوئے جن کی والدہ ام ابان وام اناس بنت ابی موسیٰ الاشعری تھیں' یحییٰ بن طلحہ کے اخیافی بھائی عبداللہ بن اسحاق بن طلحہ تھے۔

ان کے یہاں اسحاق بن یحییٰ پیدا ہوئے جن کی والدہ حسنا' بنت زبار بن الابرد قبیلہ کلب کے مصاد بن عدی بن اوس بن جابر بن کعب بن علیم میں سے تھیں۔

سلمہ بن یحییٰ اور عیسیٰ اور سالم اور بلال جن کی حزین الکنانی نے مدح کی ہے کہ:

بلال بن یحییٰ غرّۃ لا خفابھا لکل اُناسٍ غرۃ و ھلال

''بلال بن یحییٰ پہلی رات کے چاند ہیں جن میں کوئی پوشیدگی نہیں۔ پہلی رات کا چاند سب کے لیے ہے''۔

اور مجمع بن یحییٰ و مسلمہ و ام محمد' یہ سب مختلف ام ولد سے تھے۔

ام حیکم و سعدیٰ جن سے سلیمان بن عبدالملک بن مروان نے نکاح کیا اور وہ بغیر اولاد ہوئے مر گئیں اور فاطمہ' ان سب کی والدہ سودہ بنت عبدالرحمن بن الحارث بن ہشام بن المغیرہ المخزومی تھیں۔

یعقوب بن طلحہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبیداللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ' ان کی والدہ ام ابان بنت عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد

مناف بن قصی تھیں۔

یعقوب بن طلحہ کے یہاں یوسف پیدا ہوئے جن کی والدہ ام حمید بنت عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن ابی ربیعہ بن المغیرہ المخزومی تھیں ام حمید کی والدہ ام کلثوم بنت ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ تھیں۔

طلحہ ان کی والدہ ام الحلاس بنت عبداللہ بن عیاش بن ابی ربیعہ بن المغیرہ تھیں۔ اسماعیل واسحاق دونوں اپنے والد کی حیات ہی میں لاولد مر گئے اور ابوبکر ان تینوں کی والدہ جعدہ بنت الاشعث بن قیس الکندی تھیں۔ یعقوب سخی وکریم تھے یوم الحرہ ذی الحجہ ۶۳ھ میں لشکر یزید کے ہاتھوں مقتول ہوئے ان کے قتل اور اہل حرہ کی مصیبت کی خبر کوفے میں الکروس بن زید الطائی لائے۔ اسی واقعے کے متعلق عبداللہ بن الزبیر الاسدی نے (اشعار ذیل) کہے:

لعمری لقد جاء الکُرّوس کاظما علی خبر للمسلمین وجمیع

''میری جان کی قسم الکروس اس خبر پر صبر کرتے ہوئے آئے جو مسلمانوں کے لیے دردناک ہے۔

حدیثٌ اتانی عن لوی بن غالب فما رقأت لیل التمام دموعی

لوی بن غالب کی جانب سے میرے پاس ایسی خبر آئی کہ تمام رات میرے آنسو نہ تھمے۔

یخبران لم یبق الا ارامل والاومٌ قد سال کل مریع

جو یہ خبر دیتے ہیں کہ سوائے بیوگان کے اور سوائے اس خون کے جو ہر سیلاب گاہ میں بہا ہے کوئی نہ بچا۔

قُرومٌ تلاقت من قریش تَانُصِلت باصهب من ماء السمام نقیع

سرداران قریش نے مقابلہ کیا انہیں زہروں کا سرخ ٹھنڈا پانی پلایا گیا۔

فکم حول سلعٍ من عجوزٍ مصابة وابیض فیاض الیدین صریع

کوہ سلع کے گرد کتنی ہی بوڑھیاں تھیں جو مصیبت زدہ تھیں اور کتنے ہی ہاتھوں کے فیاض گورے آدمی (مقتول) چت پڑے تھے۔

طلوع ثنایا المجد سامٍ بطرفه قُبیل تلاقیهم اَشَمَّ منیع

جو بزرگی کی گھاٹیوں پر ظاہر ہونے والے اور اپنے خاندان کی وجہ سے بلند تھے۔ جو ان لوگوں کے مقابلے سے کچھ ہی پہلے محفوظ سردار تھے۔

وذی سنةٍ لم یبق للشمس قُبُلُها و ذی صِغوةٍ غض العظام رضیع

ایسے سالخوردہ کہ آفتاب کے لیے ان کی (روشنی کے) سامنے کچھ باقی نہ رہا۔ ایسے خردسال جن کے ہڈیاں بھی نرم تھیں اور دودھ پیتے بچے تھے۔

شبابٌ کیعقوب بن طلحة اقضرت منازله من رومةٍ وبقیع

یعقوب بن طلحہ جیسے جوانوں کے رومہ وبقیع کے مکانات ویران ہوگئے۔

فواللّٰه ما هذا العیش فیشتهی هیننی ولا موت یریح سریع

واللہ نہ تو یہ عیش خوشگوار ہے جس کی خواہش کی جائے اور نہ فوراً آنے والی موت ہے جو راحت دے''۔

زکریاء بن طلحہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبیداللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم' ان کی والدہ ام کلثوم بنت ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ تھیں' ام کلثوم کی والدہ حبیبہ بنت خارجہ بن زید بن ابی زہیر بنی الحارث بن الخزرج کے انصار میں سے تھیں۔

زکریا بن طلحہ کے یہاں یحییٰ وعبیداللہ پیدا ہوئے' دونوں کی والدہ عیطل بنت خالد بن مالک بن اجبش بن گوزین موالہ بن ہمام بن ضب بن القین بن مالک بن مالک بن ثعلبہ بن دودان بن اسد تھیں۔

ام اسمٰعیل وام یحییٰ ان کی والدہ ام اسحٰق بنت جبلۃ بن الحارث کندہ میں سے تھیں۔ ام ہارون' جن کی والدہ ام ولد تھیں۔

اسحاق بن طلحہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبیداللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم' ان کی والدہ ام ابان بنت عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی تھیں۔

اسحاق بن طلحہ کے یہاں عبداللہ' ابوبکر جو لاولد مر گئے اور عبیداللہ پیدا ہوئے' ان سب کی والدہ ام اناس بنت ابی موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ تھیں۔

مصعب ایک ام ولد سے' معاویہ ایک اور ام ولد سے' یعقوب ایک دوسری ام ولد سے اور حفصہ وام اسحاق دونوں ایک ام ولد سے تھیں۔

عمران بن طلحہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبید بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم' ان کی والدہ حمنہ بنت جحش بن رئاب بنی اسد بن خزیمہ میں سے تھیں۔

عمران بن طلحہ کے یہاں عبداللہ واسحاق ومحمد وحمید پیدا ہوئے' جن کی والدہ دختر اوفیٰ بن الحارث بن عوف بن ابی حارث تھیں' ان کی اولاد کی بھی اولاد تھی جو سب مر گئے' عمران کی اولاد میں کوئی نہ رہا۔

محمد بن سعد رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی وقاص بن اہیب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب' ان کی والدہ ماریہ بنت قیس بن معدی کرب بن ابی الکیسم بن السمط بن امرئ القیس بن عمرو بن معاویہ کندہ میں سے تھیں۔

محمد بن سعید کے یہاں اسماعیل وابراہیم وعبداللہ' کہ دونوں لاولد مر گئے اور ام عبداللہ و عائشہ مختلف ام ولد سے پیدا ہوئیں۔ محمد بن سعد نے عثمان رضی اللہ عنہ سے سنا ہے' ثقہ تھے' ان کی احادیث ہیں مگر بہت نہیں ہیں' انہوں نے عبدالرحمٰن بن محمد بن الاشعث کے ہمراہ خروج کیا تھا' جنگ دیر الجماجم میں موجود تھے' لوگ حجاج بن یوسف کے پاس لائے تو اس نے انہیں قتل کر دیا۔ ابوبکر بن حفص بن عمر بن سعد سے مروی ہے کہ محمد بن سعد کی کنیت ابوالقاسم تھی۔

عامرؒ بن سعد رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی وقاص بن اہیب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب' ان کی والدہ ام عامر تھیں جن کا نام مکیۃ بنت عمرو بن کعب بن عمرو بن زرعہ بن بہراء تھا' وہ قضاعہ میں سے تھیں۔

عامر بن سعد رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں داؤد و یعقوب و عبداللہ پیدا ہوئے' مؤخر الذکر دونوں کے پسماندہ نہ تھے' اور ام اسحاق و حفصہ و حمیدہ و ام ہشام و ام علیٰ' ان سب کی والدہ ام عبیداللہ بنت عبداللہ بن موہب بن رباح بن مالک بن غنم بن ناجیہ اشعریین میں سے تھیں' عبداللہ بن موہب بنی زہرہ کے حلیف تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عامر بن سعد کی وفات ۱۰۴ھ میں ہوئی' اوروں نے کہا کہ ان کی وفات مدینے میں ولید بن عبدالملک کی خلافت میں ہوئی۔ ثقہ و کثیر الحدیث تھے۔

عمر بن سعد رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی وقاص بن اہیب بن عبد مناف بن زہرہ' ان کی والدہ ماریہ بنت قیس بن معدی کرب بن ابی الکیسم بن السمط بن امرئ القیس کندہ میں سے تھیں۔

عمر بن سعد کے یہاں حفص و حفصہ پیدا ہوئیں' جن کی والدہ ام حفص تھیں' ان کا نام مریم بنت عامر بن ابی وقاص تھا۔ عبداللہ اکبر' جن کی والدہ ام ولد تھیں ان کا نام سلمیٰ تھا۔

عبدالرحمٰن اصغر و ام عمرو' ان دونوں کی والدہ ام یحییٰ بنت عبداللہ بن معدی کرب بن قیس بن معدی کرب کندہ میں سے تھیں۔

حمزہ و عبدالرحمٰن و محمد و مغیرہ جن کا کوئی پس ماندہ نہ تھا اور حمزہ اصغر ان سب کی والدہ ام ولد تھیں۔ محمد اصغر و مغیرہ اور عبداللہ مختلف ام ولد سے تھے۔ عبداللہ اصغر' ان کی والدہ کندہ میں سے تھیں۔ ام یحییٰ و ام سلمہ و ام کلثوم و حمیدہ و حفصہ صغریٰ و ام عمرو صغر اوام عبداللہ مختلف ام ولد سے تھیں۔

عمر بن سعد کوفے میں تھے' عبیداللہ بن زیاد نے رے و ہمدان کا انہیں عامل بنایا اور ہمراہ ایک لشکر بھیجا' حسین بن علی رضی اللہ عنہما عراق آئے تو عبیداللہ بن زیاد نے عمر بن سعد کو ان کی جانب روانہ ہونے کا حکم دیا' ہمراہ اپنے لشکر کے چار ہزار آدمی بھیجے' ان سے کہا کہ اگر حسین رضی اللہ عنہ میرے پاس آئیں اور اپنا ہاتھ بیعت کے لیے میرے ہاتھ پر رکھ دیں تو خیر ورنہ تم ان سے قتال کرنا۔

عمر نے انکار کیا' ابن زیاد نے دھمکی دی کہ اگر تم ایسا نہ کرو گے تو میں تمہیں خدمت سے معزول کر دوں گا اور تمہارا مکان منہدم کر دوں گا' انہوں نے حسین رضی اللہ عنہ کی جانب روانگی منظور کر لی' ان سے قتال کیا تا آنکہ حسین رضی اللہ عنہ قتل کر دیئے گئے' جب مختار بن ابی عبید کوفے پر غالب ہوا تو اس نے عمر بن سعد اور ان کے بیٹے حفص کو قتل کر دیا۔

عمرو بن سعد:

ابن ابی وقاص بن اہیب بن عبد مناف بن زہرہ' ان کی والدہ سلمیٰ بنت خصفہ بن ثقف بن ربیعہ بن تیم اللات بن ثعلبہ بن

عکابہ ربیعہ میں سے تھیں' ذی الحجہ ۶۳ھ میں یوم الحرہ میں قتل کر دیئے گئے۔

عمیر بن سعد:

ابن ابی وقاص بن اہیب بن عبدمناف بن زہرہ' ان کی والدہ سلمیٰ بنت خصفہ بن ثقف بن ربیعہ بن تیم اللات بن ثعلبہ بن عکابہ ربیعہ میں سے تھیں' ذی الحجہ ۶۳ھ میں یوم الحرہ میں قتل کر دیئے گئے۔

مصعب بن سعد رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی وقاص بن اہیب بن عبدمناف بن زہرہ' ان کی والدہ خولہ بنت عمرو بن اوس بن سلامہ بن غزیہ بن معبد بن سعد بن زہیر بن تیم اللہ بن اسامہ بن مالک بن بکر بن حبیب بن تغلب بن وائل تھیں۔

مصعب بن سعد کے یہاں زرارہ و یعقوب وعقبہ پیدا ہوئے' ان کی والدہ ام حسن بنت فرقد بن عوف بن عبد یغوث بن الحلیس بن عبدمناف بن بکر سعد بن ضبہ ابن اد تھیں۔

ام حسن وسلامہ' دونوں کی والدہ سکینہ بنت الحلیس بن ہاشم بن عتبہ بن نوفل بن اہیب بن عبدمناف بن زہرہ تھیں۔ مصعب ثقہ وکثیر الحدیث تھے محمد بن عمر نے کہا کہ مصعب کی وفات ۱۰۳ھ میں ہوئی۔

ابراہیم بن سعد رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی وقاص بن اہیب بن عبدمناف بن زہرہ' ان کی والدہ زبراء تھیں' جن کے متعلق ان کے فرزند یہ دعویٰ کرتے تھے کہ وہ حارث بن یعمر بن شراحیل ابن عبدعوف بن مالک بن خباب بن قیس بن ثعلبہ بن عکابہ بن صعب بن علی بن بکر بن وائل کی بیٹی تھیں اور وہ بطور قیدی کے حاصل کی گئیں۔

ابراہیم نے علی سے روایت کی ہے' ثقہ وکثیر الحدیث تھے۔

یحییٰ بن سعد:

ابن ابی وقاص بن اہیب بن عبدمناف بن زہرہ۔

اسماعیل بن سعد:

ابن ابی وقاص بن اہیب بن عبدمناف بن زہرہ' ان کی والدہ ام عامر تھیں جن کا نام ملیکہ بنت عمرو بن عمرو بن کعب بن عمرو بن زرعہ تھا' قضاعہ کے بہراء میں سے تھیں۔

اسماعیل بن سعد کے یہاں یحییٰ پیدا ہوئے جن کی والدہ دختر سلیمان بن ازہر ابن عبدعوف بن عبد بن الحارث بن زہرہ تھیں۔ ابراہیم وابوبکر ومحمد واسحاق ویعقوب وموسیٰ وعمران مختلف ام ولد سے تھے۔ ام یحییٰ ایک ام ولد سے اور ام ایوب دوسری ام ولد سے تھیں۔

عبدالرحمٰن بن سعد:

ابن ابی وقاص بن اہیب بن عبدمناف بن زہرہ' ان کی والدہ ام ہلال بنت ربیع بن مری بن اوس بن حارثہ بن لام قبیلہ

طے کی تھیں۔

ابراہیم بن نعیم رحمۃ اللہ علیہ:

نحام بن عبداللہ بن اسید بن عبد بن عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب' ان کی والدہ زینب بنت حنظلہ بن قسامہ قبیلہ طے کے قیس بن عبید بن طریف بن مالک بن جدعاء بن ذہل بن رومان میں سے تھیں۔

زینب بنت قسامہ پہلے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی بیوی تھیں' اسامہ رضی اللہ عنہ چودہ ہی سال کے تھے کہ ان کو طلاق دے دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے کہ میں کم خوراک یا نازک یا کیزہ عورت کس کو بتاؤں' جو اس سے نکاح کرے گا۔ اس کا خسر میں ہوں گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نعیم رضی اللہ عنہ کی جانب نظر فرمانے لگے تو نعیم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ شاید آپ کی مراد مجھ سے ہے' فرمایا: ہاں! نعیم رضی اللہ عنہ نے ان سے نکاح کر لیا' ان کے یہاں اس سے ابراہیم بن نعیم پیدا ہوئے۔

ابراہیم بن نعیم کے یہاں محمد پیدا ہوئے جن کی والدہ دختر عباس بن سعید قبیلہ نمر الازد کی تھیں۔ زید و عبداللہ و عبید اللہ و ابوبکرہ امہات اولاد سے تھے۔

ان کی ایک اور بیٹی تھیں جن کی والدہ رقیہ بنت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ تھیں۔ رقیہ کی والدہ ام کلثوم بنت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھیں' اور ام کلثوم کی والدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھیں۔

یوم حرہ میں ابراہیم بن نعیم بھی ایک سرگروہ تھے' اسی روز ذی الحجہ ۶۳ھ میں قتل کر دیئے گئے' مسرف بن عقبہ کے ہمراہ مروان بن الحکم ان پر گزرا' وہ اپنا ہاتھ اپنی شرمگاہ پر رکھے ہوئے تھے' مروان نے کہا کہ تم نے موت میں بھی اس کی حفاظت ویسی ہی کی جیسی حیات میں کی تھی' مسرف نے کہا کہ واللہ میں تو ان لوگوں کو جنتی ہی سمجھتا ہوں مگر تمہاری یہ بات اہل شام نہ سن لیں کہ انہیں فرمانبرداری سے پھیر دے' مروان نے کہا کہ ان لوگوں نے (دین کو) متغیر کر دیا اور بدل دیا تھا۔

محمد بن ابی الجہم:

ابن حذیفہ بن غانم بن عامر بن عبداللہ بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب' ان کی والدہ خولہ بنت القعقاع بن معبد بن زرارہ بن عدس بن زید بن عبداللہ بن دارم بن تمیم کی تھیں۔

محمد بن ابی الجہم کے یہاں عبید اللہ و حذیفہ و سلیمان و ام خالد و ام جہم و مریم و عبدالرحمن مختلف امہات اولاد سے پیدا ہوئے۔ محمد بن ابی الجہم یوم حرہ میں ایک سرگروہ تھے اور اسی روز ذی الحجہ ۶۳ھ میں قتل کیے گئے۔

عبدالرحمن بن عبداللہ:

ابن ابی ربیعہ بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم' ان کی والدہ لیلیٰ بنت عطارد بن حاجب بن زرارہ بن عدس بن زید بن عبداللہ بن دارم بنی تمیم میں سے تھیں۔

عبدالرحمن بن عبداللہ کے یہاں عمرو پیدا ہوئے جن کی والدہ ام بشیر بنت ابی مسعود تھیں' ابو مسعود عقبہ بن عمرو بن ثعلبہ بن اسیرہ بن عسیرہ بن عطیہ بن جدارہ ابن عوف بن الحارث خزرج کے تھے' ان کے اخیافی بھائی زید بن حسن بن علی بن ابی

طالب رضی اللہ عنہما تھے۔

عثمان بن عبدالرحمٰن وابراہیم وموسیٰ وام حمید وام عثمان' ان کی والدہ ام کلثوم بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ تھیں' ام کلثوم کی والدہ حبیبہ بنت خارجہ بن زید بن ابی زہیر بنی الحارث بن الخزرج میں سے تھیں۔

ابوبکر ومحمد کی والدہ فاطمہ بنت الولید بن عبدشمس بن المغیرہ تھیں' فاطمہ کی والدہ اسماء بنت ابی جہل بن ہشام تھیں۔ عبداللہ وام جمیل ام ولد سے تھے۔

عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن ابی ربیعہ بھی یوم الحرہ میں ایک سرلشکر تھے وہ بچ گئے اس روز مقتول نہیں ہوئے' ان کی وفات اس کے بعد ہوئی۔

عبدالرحمٰن بن حویطب:

ابن عبدالعزیٰ بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر ابن لوی' ان کی والدہ انیسہ بنت حفص بن الاحنف بنی عامر بن لوی کی تھیں۔

عبدالرحمٰن بن حویطب کے یہاں عبداللہ پیدا ہوئے جن کا کوئی پس ماندہ نہ تھا اور عبیداللہ ہوئے' ان دونوں کی والدہ ام عتبہ بنت عبداللہ بن معاویہ ابن عامر عبدالقیس کی تھیں۔

محمد بن عبدالرحمٰن و عاتکہ' دونوں کی والدہ ام حبیب بنت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل بنی عدی بن کعب میں سے تھیں' عبدالرحمٰن بن حویطب یوم الحرہ میں ذی الحجہ ۶۳ھ میں مقتول ہوئے۔

ابوسفیان بن حویطب:

ابن عبدالعزیٰ بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی' ان کی والدہ آمنہ بنت ابی سفیان بن حرب بن امیہ تھیں' آمنہ کی والدہ صفیاء بنت ابی العاص بن امیہ بن عبدشمس تھیں۔

ابوسفیان حویطب کے یہاں عبدالرحمٰن پیدا ہوئے جن کی والدہ امتہ الرحمٰن بنت عمرو بن علقمہ بن عبداللہ بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی تھیں۔

عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ میمونہ بنت الحارث الہلالیہ کے مولیٰ تھے۔ ہشیم بن نسطاس سے مروی ہے کہ ایک عرب نے عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ کی لڑکی کا پیام دیا تو عطاء نے ان سے کہا کہ نہ تو ہم تمہاری شرافت نسب کا انکار کرتے ہیں اور نہ تمہارے مرتبے کا' لیکن ہم اپنے ہی جیسوں سے نکاح کریں گے' تم اپنے خاندان میں نکاح کرو۔

ہشیم نے کہا کہ میں نے سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر دی تو انہوں نے کہا' عطاء نے جو چاہا وہ اچھا چاہا۔ عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ اور ان کے لوگ ہاتھ میں لاٹھی لے کررات کو پیادہ چلا کرتے تھے۔

عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ نے ابی بن کعب وعبداللہ بن مسعود وخوات بن جبیر وابوایوب الانصاری وابوواقد اللیثی وابورافع

وعبداللہ بن سلام وزید بن خالد الجہنی وابو ہریرہ وابوسعید الخدری وابن عمرو عائشہ ومیمونہ وابوعبداللہ الصنابحی رضی اللہ عنہم سے سنا ہے' البتہ مالک بن انس نے کہا کہ عطاء بن یسار نے عبداللہ الصنابحی سے روایت کی ہے' وہ ثقہ وکثیر الحدیث تھے۔

اسامہ بن زید بن اسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ کہ عطاء کی وفات بعمر چوراسی سال ۱۰۳ھ میں ہوئی۔ محمد بن عمر کے سوااوروں نے کہا کہ عطاء کی وفات ۹۴ھ میں ہوئی' مگر یہ مشتبہ ہے' ان کی کنیت ابومحمد تھی۔ ان کے بھائی:

سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ میمونہ بنت الحارث الہلالیہ کے مولیٰ تھے اور کہا جاتا ہے کہ خود سلیمان ان کے مکاتب تھے۔

سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے ملنے کی اجازت چاہی' انہوں نے میری آواز پہچان لی تو کہا کہ کیا تم سلیمان ہو۔ عرض کی' جی ہاں سلیمان ہوں۔ انہوں نے کہا کہ تم نے وہ بدل کتابت ادا کردیا جس کا اقرار کیا تھا؟ عرض کی' جی ہاں صرف تھوڑا اسا رہ گیا ہے۔ فرمایا اندر آ ؤ' بدل کتابت میں سے تم پر کچھ بھی باقی رہے تو تم مملوک (غلام) ہی ہو۔ حسن بن محمد بن علی سے مروی ہے کہ سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ فہیم تھے۔

عبداللہ بن یزید الہذلی سے مروی ہے کہ میں نے سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ اپنی مونچھیں اتنی چھوٹی کراتے کہ معلوم ہوتا گویا انہیں مونڈ دیا ہے۔ زہری سے مروی ہے کہ ابوعبدالرحمٰن کو زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ وہ سلیمان بن یسار تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ میں نے اپنے اصحاب میں اس امر میں اختلاف نہیں دیکھا کہ سلیمان کی کنیت ابوتراب تھی' بنی حدیلہ میں رہتے تھے' عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی جانب سے جو اس زمانے میں ولید بن عبدالملک کی طرف سے والی مدینہ تھے بازار مدینہ کے والی تھے۔

سلیمان نے زید بن ثابت وابی واقد اللیثی وابی ہریرہ وابن عمرو وعبیداللہ وعبداللہ فرزندان عباس وعائشہ وام سلمہ ومیمونہ وعروہ بن الزبیر رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے' ثقہ وبزرگ وبلند مرتبہ فقیہ وکثیر الحدیث تھے۔ سلیمان بن یسار کی وفات بعمر تہتر سال ۱۰۷ھ میں ہوئی۔ محمد بن عمر کے سوا اوروں نے کہا کہ سلیمان کی وفات ۱۰۳ھ یزید بن عبدالملک کی خلافت میں ہوئی۔

ان دونوں کے بھائی:

عبداللہ بن یسار رحمۃ اللہ علیہ:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ میمونہ بنت الحارث الہلالیہ کے مولیٰ تھے' ان سے بھی روایت کی گئی ہے' قلیل الحدیث تھے۔

ان کے تینوں بھائی:

عبدالملک بن یسار رحمۃ اللہ علیہ:

وفات ۱۱۰ھ میں ہوئی' ان سے بھی روایت کی گئی ہے' یہ چار بھائی تھے سب سے روایت کی گئی ہے' عبدالملک قلیل الحدیث تھے۔

فرافصہ بن عمیر رحمۃ اللہ علیہ:

ابن شیبان بن سمیع بن مسلمہ بن عبید بن ثعلبہ بن الدول بن حنیفہ لجیم بن علی بن بکر بن وائل' ربیعہ میں سے قریش کے حلیف تھے۔ انہوں نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

قبیصہ بن ذویب رحمۃ اللہ علیہ:

ابن حلحلہ بن عمیرو بن کلیب بن اصرم بن عبداللہ بن قمیر بن حبشیہ بن سلول بن کعب ابن عمرو جوخزاعہ میں سے تھے' کنیت ابواسحاق تھی' انہوں نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے سنا۔ مدینے میں کوچہ نقاشین میں کھجور والوں کے یہاں مکان تھا' ملک شام میں منتقل ہو گئے تھے۔

عبدالملک بن مروان کے نزدیک سب سے زیادہ ذی اثر تھے' اس کی مہر پر مامور تھے' ڈاک انہیں کے سپرد تھی' خطوط آتے تو وہ پڑھ کے عبدالملک کے پاس پہنچاتے اور مضمون کی اسے اطلاع دیتے۔

قبیصہ کی وفات ۸۶ھ میں عبدالملک بن مروان کی خلافت میں ہوئی' ان کے والد صحابی تھے' خود وہ بھی ثقہ و مامون و کثیر الحدیث تھے۔

ابوغطفان بن طریف رحمۃ اللہ علیہ:

المری جو بنی عصیم وہمان بن عوف بن سعد بن ذبیان میں سے تھے' ابوغطفان عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہو گئے تھے اور ان کے کاتب تھے' مروان کے بھی کاتب تھے' اور قلیل الحدیث تھے۔ مدینے میں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے مکان کے پاس الثنیہ میں ان کا مکان تھا۔

ابی بکر بن محمد سے مروی ہے کہ ابوغطفان بن طریف مروان کے کاتب تھے۔

ابومرہ رحمۃ اللہ علیہ:

عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے مولیٰ تھے' محمد بن عمر نے کہا کہ ام ہانی بنت ابی طالب کے مولیٰ تھے' لیکن عقیل رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہنے سے ان کی ولایت کی طرف منسوب کر دیئے گئے' پرانے شیخ تھے' انہوں نے عثمان بن عفان وابی ہریرہ وابی واقد اللیثی رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے۔ ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

جعفر بن عبداللہ:

ابن بحینہ' بحینہ عبداللہ کی والدہ تھیں جو ابومالک حارث ارت الازدی بن المطلب ابن عبدمناف بن قصی کی دختر تھیں' بنی المطلب کے وہ حلیف تھے۔ جعفر بن عبداللہ ذی الحجہ ۶۳ھ میں یوم الحرہ میں قتل کر دیئے گئے۔

عبداللہ بن عتبہ:

ابن غزوان بن جابر بن نسیب بن وہیب بن زید بن مالک بن عبدعوف بن الحارث بن مازن بن منصور بن عکرمہ بن خصفہ بن

قیس بن عیلان بن مضر‘ عبداللہ بن عتبہ ذی الحجہ ۶۳ھ میں یوم الحرہ میں قتل کر دیے گئے۔

ولید بن ابی الولید رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ‘ جنہوں نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے سنا۔

طبقۂ ثانیہ

تابعین اہل مدینہ:

راویان اسامہ وابن عمرو جابر وحدری ورافع وابن عمرو وابی ہریرہ وسلمہ وابن عباس وعائشہ وام سلمہ ومیمونہ رضی اللہ عنہم۔

عروۃ بن الزبیر رحمۃ اللہ علیہ

نام ونسب کنیت وخاندان:

ابن العوام بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی بن کلاب‘ ان کی والدہ اسماء بنت ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ تھیں۔ عروۃ بن الزبیر کے یہاں عبداللہ وعمر واسود وام کلثوم وعائشہ وام عمر پیدا ہوئیں‘ ان کی والدہ فاختہ بنت الاسود بن ابی البختری بن ہاشم بن الحارث ابن اسد عبدالعزیٰ تھیں۔

یحییٰ بن عروہ ومحمد وعثمان وابوبکر وعائشہ وخدیجہ‘ ان سب کی والدہ ام یحییٰ بنت الحکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس تھیں۔ ہشام بن عروہ وصفیہ ام ولد سے تھے۔

عبیداللہ بن عروہ‘ ان کی والدہ اسماء بنت سلمہ بن عمر بن ابی سلمہ بن عبدالاسد بنی مخزوم کی تھیں۔ مصعب بن عروہ وام یحییٰ‘ ان دونوں کی والدہ ام ولد تھیں جن کا نام واصلہ تھا۔

اسماء بنت عروہ‘ ان کی والدہ سودہ بنت عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما تھیں‘ سودہ کی والدہ صفیہ بنت ابی عبید بن مسعود الثقفی تھیں۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ جنگ جمل سے میں اور ابوبکر ابن عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام اس لیے واپس کر دیے گئے کہ ہم دونوں کو لوگوں نے بچہ سمجھا۔

روایت حدیث میں ثقاہت:

محمد بن عمر نے کہا کہ عروہ نے اپنے والد اور زید بن ثابت واسامہ بن زید وعبداللہ بن الارقم وابی ایوب ونعمان بن بشیر وابی ہریرہ ومعاویہ وعبداللہ بن عمرو وعبداللہ بن عمر وعبداللہ بن عباس وعبداللہ بن الزبیر ومسور بن مخرمہ وعائشہ رضی اللہ عنہم ومروان بن الحکم وزینب بنت ابی سلمہ وعبدالرحمٰن بن عبد بن القاری وبشیر بن ابی مسعود الانصاری وزید بن الصلت ویحییٰ بن عبدالرحمٰن بن حاطب وجمہان مولائے اسلمیین سے روایت کی‘ ثقہ وکثیر الحدیث و مامون وفقیہ وبرتر ومستقل (ثبت) تھے۔

ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ یوم الحرہ میں میرے والد نے وہ کتب فقہ جو ان کی تھیں جلا دیں' اس کے بعد وہ کہا کرتے کہ مجھے ان کتب کا اپنے پاس ہونا اس سے زیادہ پسند ہے کہ میرے پاس میرے اہل و مال کے برابر ہو۔

عادات وخصائل:

محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ میں نے عروہ بن الزبیر کو دیکھا کہ اپنی مونچھیں اچھی طرح نہیں کترواتے تھے' البتہ ان کا کچھ حصہ اچھی طرح لے لیتے تھے۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ اے میرے بیٹو مجھ سے پوچھو' کیونکہ میں اس حالت میں چھوڑ دیا گیا ہوں کہ گویا عنقریب مجھے بھلا دیا جائے گا۔ جب میں (پہلے کی) حدیث کی تحقیق کرتا ہوں تو آج کی حدیث اس سے صاف ہو جاتی ہے۔
ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ ان کے والد روانہ غسل کرتے تھے۔

اسحاق بن یحییٰ سے مروی ہے کہ میں نے عروہ کو زرد چادر اوڑھتے دیکھا۔ ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ ان کی مثال (یعنی سر پر اوڑھنے کا رومال) برگ دینار سے (زرد) رنگا جاتا تھا اور سب سے آخری کپڑا جو انہوں نے پہنا وہ ان کے لیے برگ ودینار میں زرد رنگا گیا تھا۔

ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ عروہ ریشمی گھنڈیوں کا طیلسان پہنتے تھے جو شرفا کا لباس تھا' حالانکہ وہ احرام میں ہوتے تھے اور اس کی گھنڈیاں نہیں لگاتے تھے۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ وہ کرتے اور شالی رومال میں جسے وہ کرتے سے ملا لیتے تھے نماز پڑھتے تھے۔ ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ میں نے عروہ کے جسم پر خز کی چادر دیکھی۔

ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ عروہ گرمی میں سندس (ریشم) کی قبا پہنتے تھے جس کا استر حریر (ریشم) کا تھا۔ محمد بن عمرو سے مروی ہے کہ میں نے عروہ کے بدن پر خز (غیر خالص ریشم) کی خاکی رنگ کی یا اسی قسم کی چادر دیکھی۔ عیسیٰ بن حفص سے مروی ہے کہ میں نے عروہ کے بدن پر خز کا جبہ دیکھا۔

محمد بن عمرو سے مروی ہے کہ عروہ قریب سیاہی کے خضاب لگاتے تھے مگر مجھے معلوم نہیں کہ وہ اس میں وشمہ شامل کرتے تھے یا نہیں۔ ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ ان کے والد پے در پے روزہ رکھتے تھے۔

ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ ان کے والد سوائے عید الفطر و عید النحر کے ہمیشہ روزہ رکھتے تھے' ان کی وفات بھی روزے ہی کی حالت میں ہوئی۔

ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ عروہ کے ساتھ سفر کرتے روزے بھی رکھتے اور ترک بھی کرتے' مگر وہ نہ ہمیں روزے کا حکم دیتے اور نہ خود روزہ ترک کرتے۔

ابو المقدام ہشام بن زیاد سے مروی ہے کہ میں نے عروہ کو اپنے جوتے پہنے ہوئے نماز پڑھتے دیکھا۔ سعد بن ابراہیم سے مروی ہے کہ عروہ کے پاؤں میں (اکلہ کی) بیماری تھی' انہوں نے اپنا پاؤں کاٹ ڈالا تھا۔ ابن شہاب سے مروی ہے کہ مجھ سے عروہ

حدیث بیان کرتے پھر عمرہ حدیث بیان کرتیں جس سے حدیث عروہ کی تصدیق ہوتی' جب میں نے عمرہ کی گہرائی کا اندازہ کیا تو معلوم ہوا کہ عروہ بحر نا پیدا کنار ہیں۔

ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ عروہ "سلام علیک. امابعد" لکھنا پسند کرتے تھے' تاوقتیکہ اس کے ساتھ یہ نہ ملائیں کہ "فانی احمد الیک اللہ الذی لا الہ الا ھو" میں تم سے اس اللہ کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں)۔

عبداللہ بن حسن سے مروی ہے کہ علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما اور عروہ بن الزبیر عشاء کے بعد مسجد رسول اللہ ﷺ کے آخری حصے میں ہر شب کو بیٹھا کرتے تھے' میں بھی ساتھ بیٹھتا تھا' بنی امیہ کے مظالم اور ان کا ساتھ دینے کا ایک شب تذکرہ ہو رہا تھا کہ علی و عروہ وغیرہما اس کو بدل نہیں سکتے۔ دونوں صاحبوں نے اس عذاب الٰہی کا ذکر کیا جس کا خوف تھا کہ ان لوگوں پر نازل ہوگا۔ عروہ نے علی سے کہا کہ اے علی جو شخص اہل جور سے علیحدہ رہے اور اللہ جانتا ہو کہ ایسے لوگوں کی کرتوت سے وہ ناخوش ہے تو خواہ ان سے میل جول ہی کیوں نہ رکھتا ہو مگر ان لوگوں پر عذاب الٰہی کی صورت میں امید ہے کہ وہ محفوظ رہے گا' عروہ نے (وہاں سے) نکل کر وادی عقیق میں سکونت اختیار کر لی۔ عبداللہ نے کہا کہ میں (وہاں سے) نکل کر سویقہ کو چلا گیا۔

ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ مجھے والد نے یہ وصیت کی کہ مجھ پر حنوط (عطر میت) نہ چھڑکنا۔ عبدالحکیم بن عبداللہ بن ابی فروہ سے مروی ہے کہ عروہ بن الزبیر رحمۃ اللہ علیہ کی وفات الفرع کے نواح میں اپنی مجاج کی زمینداری میں ہوئی اور وہی جمعہ کے روز ۹۴ھ میں دفن کیے گئے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ اس سال کو فقہاء کی کثرت وفات کی وجہ سے "سنۃ الفقہاء" کہا جاتا ہے۔ عروہ کی کنیت ابوعبداللہ تھی' مدینے میں ان کا بہت بڑا مکان تھا۔

منذر بن الزبیر رحمۃ اللہ علیہ:

ابن العوام بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی' ان کی والدہ اسماء بنت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہما تھیں' قاسم سے ایک حدیث میں مروی ہے کہ منذر بن الزبیر کی کنیت ابوعثمان تھی۔

منذر کے یہاں محمد پیدا ہوئے جن کی والدہ عاتکہ بنت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل تھیں۔ عبدالرحمٰن وابراہیم وقریبہ' ان سب کی والدہ حفصہ بنت عبدالرحمٰن بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہما تھیں۔ عبیداللہ' ان کی والدہ حسان بن نہشل کی دختر بنی سلمہ بن جندل میں سے تھیں۔

عمرو ابوعبیدہ ومعاویہ وعاصم وفاطمہ جو ہشام بن عروہ کی بیوی تھیں' ان سب کی والدہ ام ولد تھیں۔ عمر وعون وعبداللہ' امہات اولاد سے تھے۔

مصعب بن الزبیر رحمۃ اللہ علیہ:

ابن العوام بن خویلد' ان کی والدہ رباب بنت انیف بن عبید بن مصاد بن کعب بن علیم بن خباب قبیلہ کلب کی تھیں۔

مصعب بن الزبیر رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں عکاشہ وعیسیٰ اکبر جو اپنے والد مصعب کے ساتھ قتل کیے گئے اور سکینہ پیدا ہوئیں' ان سب

کی والدہ فاطمہ بنت عبداللہ بن السائب ابن ابی حبیش بن المطلب بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی تھیں۔ عبداللہ بن مصعب ومحمدؒ دونوں کی والدہ عائشہ بنت طلحہ بن عبید اللہ تھیں' عائشہ کی والدہ ام کلثوم بنت ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ تھیں۔

حمزہ وعاصم وعمر ایک ام ولد سے تھے' جعفر ایک ام ولد سے' مصعب بن مصعب جو خفیر تھے ایک ام ولد سے' سعد ایک ام ولد سے' منذر ایک ام ولد سے اور عیسیٰ اصغر ایک ام ولد سے۔ رباب بنت مصعب' ان کی والدہ سکینہ بنت الحسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما تھیں۔ سکینہ بنت مصعب' ان کی والدہ ایک ام ولد تھیں۔

مصعب بن عبداللہ بن مصعب الزبیری سے مروی ہے کہ مصعب بن الزبیر کی کنیت ابوعبداللہ تھی' حالانکہ ان کا کوئی بیٹا نہ تھا جس کا نام عبداللہ ہو۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما نے اپنے بھائی مصعب بن الزبیر رحمۃ اللہ علیہ کو والی عراق بنایا' انہوں نے بصرے سے ابتدا کی' وہاں اترے' ایک لشکر عظیم کے ہمراہ مختار بن ابی عبید کی طرف روانہ ہوئے' وہ کوفے میں تھا' مصعب نے جنگ کی مختار قتل ہوا' اس کا سر اپنے بھائی عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما کے پاس بھیج دیا اور اس کے عاملوں کو دیہات اور قصبات میں منتشر کر دیا۔

اسماعیل بن ابی خالد سے مروی ہے کہ میں نے منبر پر مصعب بن الزبیر رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ خوبصورت کسی امیر کو نہیں دیکھا۔

مصعب بن ثابت بن عبداللہ بن الزبیر سے مروی ہے کہ میں نے عامر بن عبداللہ بن الزبیر سے پوچھا کہ مصعب بن الزبیر رحمۃ اللہ علیہ کب مقتول ہوئے' انہوں نے کہا کہ ۱۵ / جمادی الاولیٰ ۷۲ھ یوم پنجشنبہ کو جس شخص نے انہیں قتل کیا وہ عبدالملک بن مروان تھا۔

جعفر بن الزبیر رحمۃ اللہ علیہ:

ابن العوام بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی' ان کی والدہ زینب تھیں کہ وہی ام جعفر بنت مرثد بن عمرو بن عبدعمرو بن بشر بن عمرو بن مرثد بن سعد بن مالک ابن ضبیعہ بن قیس بن ثعلبہ تھیں۔

جعفر بن الزبیر کے یہاں محمد وام حسن وحمادہ ام ولد سے پیدا ہوئیں۔ ثابت ویحییٰ' ان دونوں کی والدہ بشامہ بنت عمارہ بن زید بن ثابت بن الضحاک ابن زید بن لوذان بن عمرو بن عبد بن عوف بن غنم بن مالک بن النجار تھیں۔

صالح وہند وام سلمہ ایک ام ولد سے تھیں' شعیب وآدم وعمرو ونوح ایک ام ولد سے تھے' ام صالح وعائشہ وام حمزہ کی والدہ ایک ام ولد تھیں' یعقوب وفاطمہ وام عبیدہ کی والدہ بھی ایک ام ولد تھیں' ام عبداللہ وام الزبیر وسودہ کی والدہ ایک ام ولد تھیں' مریم ایک ام ولد سے پیدا ہوئیں۔ ام عروہ کی والدہ ایک ام ولد تھیں اور عائشہ کی والدہ بھی ایک ام ولد تھیں۔

محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ میں نے جعفر بن الزبیر کو دیکھا کہ اپنی مونچھ بہت زیادہ نہیں کترتے تھے اسے وہ اچھی طرح کترتے تھے۔

مصعب بن عبداللہ نے کہا کہ جعفر بوڑھے ہوئے اور زندہ رہے' سلیمان بن عبدالملک کے آخری زمانہ خلافت میں وفات پائی۔

خالد بن الزبیر:

ابن العوام بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی' ان کی والدہ ام خالد تھیں جن کا نام امۃ بنت خالد بن سعید بن العاص بن امیہ تھا۔ خالد بن الزبیر کے یہاں محمد اکبر ورملہ پیدا ہوئیں جن کی والدہ ایک ام ولد تھیں۔ محمد اصغر و موسیٰ و ابراہیم و زینب' ان کی والدہ حفصہ بنت عبدالرحمٰن بن ازہر بن عوف تھیں۔

سلیمان بن خالد و ام سلیمان' دونوں کی والدہ ام محمد بنت عبداللہ بن عمرو ابن الحصین ذی الغصہ الحارثی تھیں۔ نبیہ بن خالد و ہمیمہ' ان دونوں کی والدہ ایک ام ولد تھیں' خالد بن خالد اور ہند ایک ام ولد سے پیدا ہوئے اور ام عمرو بنت خالد دوسری ام ولد سے ہوئیں۔

عمرو بن الزبیر:

ابن العوام بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ' ان کی والدہ ام خالد تھیں' وہی امۃ بنت خالد بن سعید بن العاص تھیں۔ عمرو بن الزبیر کے یہاں محمد و ام عمرو پیدا ہوئیں' دونوں کی والدہ ام یزید بنت عدی بن نوفل بن عدی بن نوفل بن اسد بن عبدالعزیٰ تھیں۔ عمرو بن عمرو و حبیبہ' ان کی والدہ ایک ام ولد تھیں۔ ام عمرو بنت عمرو' ان کی والدہ بنی غفار میں سے تھیں۔

یزید بن معاویہ نے عمرو بن سعید بن العاص کو جو مدینے کے عامل تھے لکھا کہ عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما کی جانب سے لشکر روانہ کرو' عمرو بن سعید نے عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما کے سب سے بڑے دشمن کو دریافت کیا تو کہا گیا کہ ان کے بھائی عمرو ابن الزبیر ہیں' انہوں نے ان کو مدینے کا شحنہ بنا دیا' عمرو بن الزبیر نے قریش اور انصار کے بہت سے آدمیوں کو تازیانے مارے اور کہا کہ یہ لوگ عبداللہ ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کے شیعہ ہیں۔

عمرو بن سعید نے انہیں اہل شام کے ایک لشکر کے ہمراہ عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما کی جانب روانہ کیا اور قتال کا حکم دیا' عمرو روانہ ہوئے مکے آئے اور ذی طویٰ میں اترے۔ عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما نے ان کی جانب مصعب بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو ایک گروہ کے ساتھ روانہ کیا' یہ لوگ ان سے ملے' انیس بن عمرو الاسلمی جو عمرو بن الزبیر کی فوج کے امیر تھے قتل کر دیئے گئے' عمرو مع اپنے ساتھیوں کے بھاگے اور لوگ متفرق ہو گئے۔ عبیدۃ بن الزبیر' عمرو بن الزبیر کے پاس آئے اور کہا کہ میں تمہیں عبداللہ سے پناہ دیتا ہوں' وہ انہیں گرفتار کر کے اس طرح لائے کہ دونوں پاؤں پر خون ٹپک رہا تھا' عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما نے پوچھا کہ یہ خون کیسا ہے' عمرو نے کہا:

ولیسنا علی الاعقاب تدمی کلومنا ولکن علی اقدامنا تقطر الدما

''ہم لوگ ایسے نہیں کہ ہماری ایڑیوں پر ہمارے زخم خون بہائیں۔ لیکن وہ ہمارے قدموں پر خون بہاتے ہیں' یعنی پیش قدمی کرتے ہوئے ہم زخمی ہو سکتے ہیں' بھاگتے نہیں کہ اس حالت میں مجروح ہو جائیں''۔

عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے اللہ کے دشمن' حرم میں خون ریزی کرنے والے حلال سمجھنے والے تو باتیں بھی بناتا ہے حکم دیا کہ ان سے ہر اس شخص کا قصاص لیا جائے جس کو انہوں نے مارا تھا یا جس پر ظلم کیا تھا۔

مصعب بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے انہوں نے سو تازیانے مارے حالانکہ نہ وہ والی تھے نہ میں نے کوئی بدی کی تھی' نہ

کسی ناجائز فعل کا ارتکاب کیا تھا اور نہ کسی فرمانبرداری سے ہاتھ کھینچا تھا' عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما نے حکم دیا کہ عمرو کو کھڑا کیا جائے' مصعب کو تازیانہ دیا اور کہا کہ مارو' مصعب نے انہیں سو تازیانے مارے' اس ضرب کے بعد وہ صحیح و سالم ہو گئے۔

قید خانے سے نکلنے کے بعد عمرو اپنی اس منزل کے بیرونی میدان میں جس میں وہ رہتے تھے بیٹھے ہوئے تھے کہ عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما ان کے پاس سے گزرے' پوچھا' اے ابو یکسوم کیا میں تمہیں زندہ نہیں دیکھا' حکم دیا کہ انہیں قید خانے کی طرف گھسیٹتے ہوئے لے جائیں' وہ پہنچنے بھی نہ پائے تھے کہ راستے ہی میں وفات ہو گئی' عبداللہ نے حکم دیا کہ انہیں شعب الجیف (مرداروں کی گھاٹی) میں پھینک دیا جائے' اس کی تعمیل ہوئی۔ شعب الجیف وہی مقام ہے جہاں عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما کو اس کے بعد سولی دی گئی۔

عبیدہ بن الزبیر:

ابن العوام بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی' ان کی والدہ زینب تھیں جو ام جعفر بنت مرثد بن عمرو بن عبد عمرو بنی قیس بن ثعلبہ میں سے تھیں۔ عبیدۃ بن الزبیر کے یہاں ام ولد سے منذر پیدا ہوئے۔

زینب ان کی والدہ ام عبداللہ بنت مساحق بن عبداللہ بن مخرمہ بن عبدالعزیٰ ابن ابی قیس بن عبدود بن نضر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی تھیں۔

حمزہ بن الزبیر:

ابن العوام بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ' ان کی والدہ رباب بنت انیف ابن عبید بن مصاد بن کعب بن علیم بن خباب قبیلہ کلب سے تھیں' حمزہ مصعب بن الزبیر کے حقیقی بھائی تھے۔

حمزہ کے یہاں عمارہ پیدا ہوئے' ان کی وفات اس حالت میں ہوئی کہ انہوں نے کوئی پس ماندہ نہ چھوڑا' عروہ و جعفر فرزندان زبیر ان کے وارث ہوئے۔

قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ' ابو بکر رضی اللہ عنہ کا نام عبداللہ بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب ابن سعد بن تیم بن مرہ تھا' ان کی والدہ ام ولد تھیں جن کا نام سودہ تھا۔

قاسم بن محمد کے یہاں عبدالرحمٰن و ام فروہ پیدا ہوئیں' ام فروہ جعفر بن محمد ابن علی بن حسین بن ابی طالب رضی اللہ عنہما کی والدہ تھیں۔

ام حکیم بنت القاسم و عبدۃ' ان کی والدہ قریبہ بنت عبدالرحمٰن بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہما تھیں۔ قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ شب عرفہ کو عائشہ رضی اللہ عنہا ہمارے سر منڈاتی تھیں۔ اور ہمارا حلقہ بنا کر ہمیں مسجد بھیجتی تھیں' پھر دوسرے دن ہمارے پاس قربانی کرتی تھیں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ قاسم نے عائشہ و ابو ہریرہ و ابن عباس رضی اللہ عنہم و اسلم مولائے عمر و عبداللہ بن عمر و صالح بن خوات بن جبیر الانصاری سے روایت کی ہے۔

گفتگو میں احتیاط:

ابن عون سے مروی ہے کہ قاسم بن محمد حدیث کو اس کے تمام پہلوؤں سے روایت کرتے تھے۔ عبیداللہ سے مروی ہے کہ قاسم قرآن کی تفسیر نہیں کرتے تھے۔

ابن ابی الزناد نے اپنے والد سے روایت کی کہ قاسم سوائے امر ظاہر کے اور کسی کا جواب نہیں دیتے تھے۔ قاسم سے مروی ہے کہ انہوں نے کسی امر (کے جواب) میں کہا میری رائے یہ ہے مگر میں نہیں کہتا کہ وہ حق ہے۔

ابن عون سے مروی ہے کہ قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ سے کچھ دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ مجھے اس مشورے کی طرف کسی نے مجبور نہیں کیا' اور نہ میں اس کے کسی جزو میں ہوں' انصاری نے کہا کہ گویا ان کی رائے یہ تھی کہ والی جب اپنے پاس والے سے کسی علمی امر میں مشورہ کرے تو اس پر اجتہاد کرنا واجب ہے۔

قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ آدمی پر جو کچھ اللہ نے فرض کیا ہے اس کے جاننے کے بعد اس کا جاہل رہنا اس سے بہتر ہے کہ وہ ایسی بات کہے جس کا اسے علم نہ ہو۔

قدریہ کی مذمت:

عمران بن عبداللہ سے مروی ہے کہ قاسم نے اس قوم سے جو تقدیر کا ذکر کر رہی تھی کہا کہ تم بھی اس امر سے باز رہو جس سے اللہ باز رہا۔ عکرمہ بن عمار سے مروی ہے کہ میں نے سالم و قاسم کو قدریہ پر لعنت کرتے سنا۔

عبداللہ بن العلاء سے مروی ہے کہ میں نے قاسم رحمۃ اللہ علیہ سے درخواست کی کہ مجھے احادیث لکھوا دیں۔ انہوں نے کہا کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے عہد میں احادیث کی کثرت ہوگئی تو انہوں نے حکم دیا کہ احادیث ان کے پاس لائی جائیں' لوگ جب لائے تو ان کو جلا دینے کا حکم دیا اور فرمایا کہ یہ اہل کتاب کی نقالی ہے' راوی نے کہا کہ قاسم رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے حدیث لکھنے سے منع کر دیا۔

قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ وہ اور ان کے ساتھی عشاء کے بعد حدیث بیان کرتے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ قاسم اور سالم بن عبداللہ کی مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک ہی مجلس تھی' ان دونوں کے بعد عبدالرحمن بن القاسم وعبیداللہ بن عمر وہاں بیٹھتے' ان کے بعد مالک بن انس بیٹھے' وہ جگہ قبر و منبر کے درمیان عمر رضی اللہ عنہ کی کھڑکی کے روبرو تھی۔ مالک بن انس کہتے تھے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اگر قاسم خلافت کے لیے ہوتے (تو بہتر ہوتا)۔

خودداری کا عجیب واقعہ:

سلیمان بن قتہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبیداللہ نے میرے ہمراہ عبداللہ ابن عمر و قاسم بن محمد رضی اللہ عنہما کے پاس ایک ہزار دینار بھیجے' میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا' حمام کر رہے تھے' انہوں نے اپنا ہاتھ نکالا تو میں نے دینار ان کے ہاتھ میں ڈال دیئے' انہوں نے کہا کہ یہ صلہ رحم ہے' ضرورت پر یہ ہمارے پاس آئے ہیں' میں قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا تو انہوں نے قبول کرنے سے انکار کیا' ان کی بیوی نے کہا کہ اگر قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ ان کے چچا کے بیٹے ہیں تو میں ان کی پھوپی کی بیٹی ہوں' لہذا مجھے دے دو۔ دینار ان کو دے دیئے۔

ایوب سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کے جسم پر سبز خز کی ٹوپی اور سابری چادر دیکھی جس پر رنگین دھاریاں کسی قدر زعفران سے رنگی ہوئی تھیں' ایوب نے کہا کہ وہ ایسے ایک لاکھ درہم بھی چھوڑ دیتے جس میں انہیں کچھ بھی شک ہوتا۔

علی بن عبداللہ بن جعفر سے مروی ہے کہ میں نے سفیان سے قاسم بن محمد ابن ابی بکر رضی اللہ عنہما کا ذکر سنا' انہوں نے ان کی بزرگی بیان کی اور کہا کہ ان کے بیٹے عبدالرحمٰن ابن القاسم کے لیے بھی بزرگی تھی۔

سفیان نے کہا کہ عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں کو کسی زکوٰۃ کے بارے میں جس پر ان کے والد منتظم تھے تذکرہ کرتے سنا تو کہا کہ واللہ تم لوگ ایسے شخص سے بات کرتے ہو جس نے اس میں سے کبھی ایک کھجور بھی نہیں حاصل کی۔ انہوں نے کہا کہ قاسم رحمۃ اللہ علیہ کہتے تھے کہ اے میرے بیٹے تم بقدر اپنی واقفیت کے یہ کہتے ہو۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کے باہمی اختلاف کے متعلق بہترین رائے:

قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کا اختلاف لوگوں کے لیے رحمت تھا۔ عبدالرحمٰن بن ابی الموال سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ اوّل نہار میں مسجد آتے۔ دو رکعت نماز پڑھ کے لوگوں کے درمیان بیٹھتے' پھر لوگ ان سے مسائل پوچھتے۔

عبدالرحمٰن بن ابی الموال سے مروی ہے کہ قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ اپنے گھر سے صبح کو مسجد آتے' نماز پڑھتے اور لوگوں کے لیے بیٹھ جاتے' لوگ ان کے پاس بیٹھ جاتے تھے۔

ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ بہت ضعیف ہو گئے تھے' اپنی منزل سے سوار ہو کے مسجد منیٰ میں آتے اور اتر پڑتے' پھر مسجد سے جمار (جمرات) تک پیادہ جاتے' پیادہ چل کر ان پر رمی کرتے اور پیدل ہی مسجد کی جانب لوٹتے' جب مسجد میں آتے تو سوار ہو جاتے۔

خصائل اور لباس کی تفصیل:

افلح سے مروی ہے کہ قاسم رحمۃ اللہ علیہ کی انگوٹھی کا نقش انہیں کا نام تھا۔ افلح بن حمید سے مروی ہے کہ قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کی انگوٹھی کے نگینے میں ان کا اور ان کے والد کا نام لکھا ہوا تھا' انگوٹھی چاندی کی تھی اور اس کا نگینہ بھی چاندی کا تھا۔ حنظلہ سے مروی ہے کہ میں نے قاسم رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ میں چاندی کی انگوٹھی دیکھی جس میں ان کا نام تھا۔ حنظلہ سے مروی ہے کہ قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کی انگوٹھی چاندی کی تھی جو ان کے بائیں ہاتھ کی خنصر میں تھی اس کا نقش ''القاسم بن محمد'' تھا۔

محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ میں نے قاسم کو دیکھا کہ اپنی مونچھیں بالکل نہیں کترواتے تھے' اسے اچھی طرح کترواتے تھے۔

مختار بن سعد الاحول مولائے بنی مازن سے مروی ہے کہ میں نے قاسم ابن محمد رضی اللہ عنہ کے ناخن سفید دیکھے' ان پر کبھی مہندی کی زردی نہیں دیکھی۔

افلح بن حمید سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کے کرتے اور جبے کی آستینیں دیکھیں جو ان کی انگلیوں سے چار انگل یا ایک بالشت یا اسی کے قریب آگے بڑھ جاتی تھیں۔ موسیٰ بن عبیدہ سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کو خز پہنتے دیکھا۔ خالد

بن الیاس سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کے بدن پر خز کا جبہ خز کی چادر اور خز کا عمامہ دیکھا۔

موسیٰ بن ابی بکر الانصاری سے مروی ہے کہ قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ مرو کا کپڑا اور خز پہنتے تھے۔ ابو معشر سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کے بدن پر خز کا جبہ دیکھا۔

افلح سے مروی ہے کہ قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ خز کا جبہ زیتیہ پہنتے تھے اور عبدالرحمٰن بن القاسم خز کی چادر اوڑھتے تھے۔ عباد بن ابی علی سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کے بدن پر خز کا جبہ دیکھا۔

ایوب سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد پر سبز خز کی ٹوپی اور سابری چادر دیکھی جس پر رنگین دھاریاں کسی قدر زعفران سے رنگی ہوئی تھیں۔ عیسیٰ بن حفص سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کے بدن پر خز کا جبہ دیکھا۔ عطاف بن خالد سے مروی ہے کہ میں نے قاسم کو اس حالت میں دیکھا کہ ان کے بدن پر زرد خز کا جبہ اور اون کی چادر تھی۔

معاذ بن العلاء سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ کجاوے پر غباری رنگ کے خز کی چادر' بدن پر زرد خز کا جبہ اور گیروے رنگ کی چادر تھی۔

فطر سے مروی ہے کہ میں نے قاسم رحمۃ اللہ علیہ کے بدن پر باریک کرتہ دیکھا۔

عیسیٰ بن حفص سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کو اس وقت دیکھا جب بیماری میں ان کی عیادت کو گیا تھا' ان کے بدن پر زرد رنگ کی ایک تہبند تھی جس سے نصف ران باہر نکلی ہوئی تھی۔

ابو زبر عبداللہ بن العلاء بن زبر سے مروی ہے کہ میں قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا وہ ایک زرد رنگ کے خیمے میں تھے اور نیچے زرد فرش اور سرخ تکیے تھے۔ میں نے کہا کہ اے ابو عبدالرحمٰن یہ وہی چیز ہے جس کے متعلق میں آپ سے پوچھنا چاہتا تھا۔ انہوں نے کہا کہ اس میں سے جسے استعمال کیا جائے کوئی حرج نہیں۔ (شبابہ نے اپنی حدیث میں کہا کہ) تکلف کا کپڑا مکروہ ہے۔ خالد بن ابی بکر سے مروی ہے کہ میں نے قاسم کے سر پر سفید ٹوپی دیکھی۔

سعید بن مسلم بن بانک سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کو اس وقت دیکھا جب انہوں نے شادی کی تھی وہ قدرے زعفران کے رنگ کی چادر اوڑھے تھے۔

عبدالرحمٰن بن القاسم سے مروی ہے کہ ان کے والد قاسم بحالت احرام خفیف عصفر (زرد رنگ کی گھاس) کی رنگی ہوئی چادریں استعمال کرتے تھے۔

عیسیٰ بن حفص سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ خز کا لباس پہنتے تھے' اور بدن پر زرد تہبند تھی۔ خالد بن ابی بکر سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کے سر پر سفید عمامہ دیکھا جو ایک بالشت سے زیادہ پیچھے لٹکا ہوا تھا۔ محمد بن عمر سے مروی ہے کہ قاسم کے بدن پر خاکی خز کی چادر دیکھی۔

محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کو خضاب لگاتے نہیں دیکھا۔ ابو الغصن سے مروی ہے کہ میں نے قاسم کو اپنا سر اور داڑھی مہندی سے رنگتے ہوئے دیکھا۔

فطر سے مروی ہے کہ میں نے قاسم کو دیکھا کہ اپنی داڑھی زرد رنگتے تھے۔ داؤد بن سنان سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ سر اور داڑھی میں مہندی کا خضاب کرتے تھے۔

محمد بن عمرو سے مروی ہے کہ قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ اپنا سر اور داڑھی قریب میرے خضاب کے رنگتے تھے۔ محمد بن عمرو کی داڑھی کا خضاب زردی مائل مہندی کا تھا اور ان کا سر شوخ سرخ تھا۔

فطر سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ ان کے بدن پر باریک کرتا تھا اور وہ اپنی داڑھی تیل سے زرد کرتے تھے۔

افلح بن حمید سے مروی ہے کہ قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ نے جب اپنی وصیت لکھوائی تو کہا کہ لکھو کاتب نے لکھا کہ یہ وہ ہے جس کی قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ نے وصیت کی جو گواہی دیتا ہے کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں' قاسم نے کہا کہ اگر آج سے پہلے ہم اس کے گواہ نہ تھے تو ہم بدنصیب ہیں۔

سلیمان بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کی وفات قدید میں ہوئی' انہوں نے کہا کہ میرے انہیں کپڑوں میں جن میں میں نماز پڑھتا تھا (یعنی) میرے کرتے اور تہبند اور چادر میں مجھے کفن دینا' ان کے بیٹے نے کہا کہ اے والد آپ دو کپڑے نہیں چاہتے؟ انہوں نے کہا کہ اے میرے بیٹے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھی اسی طرح تین کپڑوں میں کفن دیا گیا' اور زندہ بہ نسبت میت کے نئے کپڑے کا زیادہ محتاج ہے۔

خالد بن ابی بکر سے مروی ہے کہ قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ نے وصیت کی کہ ان کی قبر پر تعریف نہ کی جائے۔ یزید سے مروی ہے کہ میں قاسم کی وفات میں موجود تھا' ان کی وفات قدید میں ہوئی' مشلل میں دفن کیے گئے' قدید اور اس کے درمیان قریب تین میل کا فاصلہ ہے' ان کے بیٹے نے تابوت اپنے کندھے پر رکھ لیا اور روانہ ہوئے یہاں تک کہ مشلل پہنچ گئے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ قاسم کی وفات ۱۰۸ھ میں ہوئی' جب وہ ستر یا بہتر برس کے تھے' تو ان کی نگاہ جا چکی تھی' ثقہ اور بلند و عالی مرتبہ فقیہ و امام و کثیر الحدیث و متقی تھے' ان کی کنیت ابو محمد تھی۔

عبداللہ بن محمد:

ابن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ' ان کی والدہ ام ولد تھیں جن کا نام سودہ تھا' عبداللہ یوم الحرہ میں ذی الحجہ ۶۳ھ میں مقتول ہوئے ان کا کوئی پسماندہ نہ تھا۔

عبداللہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہما:

ابن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ' ان کی والدہ قریبہ صغریٰ بنت ابی امیہ بن المغیرہ بن عبداللہ ابن عمر بن مخزوم تھیں' ان کی خالہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھیں۔

عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کے یہاں ابوبکر و طلحہ و عمران و عبدالرحمٰن پیدا ہوئے' نفیسہ' جن سے ولید بن عبدالملک بن مروان نے نکاح کیا اور ام فروہ' ان سب کی والدہ عائشہ بنت طلحہ بن عبیداللہ تھیں' عائشہ کی والدہ ام کلثوم بنت ابی

بکر الصدیق رضی اللہ عنہ تھیں۔

ام ابیہا بنت عبداللہ' ان کی والدہ مریم بنت عبداللہ بن عقال العقیلی تھیں۔

عبداللہ بن محمد رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبدالرحمن بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہما' یہ وہی تھے جنہیں ابن ابی عتیق کہا جاتا تھا' ان کی والدہ رمیثہ بنت الحارث بن حذیفہ بن مالک بن ربیعہ بن اعیا بن مالک بن علقمہ ابن فراس بنی کنانہ میں سے تھیں۔

عبداللہ بن محمد کے یہاں محمد وابوبکر وعثمان وعبدالرحمٰن وعمرو وعاتکہ وعائشہ وزینب پیدا ہوئیں' جن کی والدہ ام ابیہا بنت عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہما تھیں۔

عائشہ بنت عبداللہ' کہا جاتا ہے کہ ان کا نام ام کلثوم تھا' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ آمنہ بنت عبداللہ' ان کی والدہ ام اسحاق بنت طلحہ بن عبیداللہ بن عثمان التیمی تھیں' ام اسحاق کی اخیافی بہن فاطمہ بنت حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما تھیں۔

سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہما

نام ونسب وکنیت:

ابن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن ریاح بن عبداللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوی' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ سالم رحمۃ اللہ علیہ کی کنیت ابوعمیر تھی۔

سالم رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں عمر وابوبکر پیدا ہوئے جن کی والدہ ام الحکم بنت یزید بن عبد قیس تھیں۔ عاصم وجعفر وحفصہ وفاطمہ' جن کی والدہ ام ولد تھیں۔ عبدالعزیز وعبدہ ان دونوں کی والدہ بھی ام ولد تھیں۔

محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ سالم رحمۃ اللہ علیہ کی کنیت ابوعمر تھی' ابن ابی فدیک نے کہا کہ محمد بن ہلال نے ان سے ملاقات کی اور مسائل پوچھے تھے۔

محمد بن سعد نے کہا کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سب سے زیادہ ان کے مشابہ عبداللہ رضی اللہ عنہ تھے اور عبداللہ رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سب سے زیادہ ان کے مشابہ سالم رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

نمازی مسلمان کے قتل سے انکار:

عطاء بن السائب سے مروی ہے کہ حجاج (بن یوسف) نے سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کو تلوار دی اور ایک شخص کو قتل کرنے کا حکم دیا' سالم رحمۃ اللہ علیہ نے اس شخص سے پوچھا کہ کیا تم مسلمان ہو' اس نے کہا: ہاں' آپ اس کام کو جاری کیجئے جس کا آپ کو حکم دیا گیا ہے۔ پوچھا' کیا تم نے صبح کی نماز پڑھی ہے۔ اس نے کہا جی ہاں۔

سالم رحمۃ اللہ علیہ حجاج کے پاس واپس گئے' تلوار اس کے آگے پھینک دی اور کہا کہ اس شخص نے بیان کیا کہ مسلمان ہے اور آج صبح کی نماز پڑھی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے نماز صبح پڑھی تو وہ اللہ کی ذمہ داری میں ہے۔

حجاج نے کہا کہ ہم اسے نماز صبح پر قتل نہیں کرتے تھے' وہ ان لوگوں میں سے ہے جنہوں نے قتل عثمان رضی اللہ عنہ پر مدد کی تھی' سالم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہاں مجھ سے زیادہ عثمان رضی اللہ عنہ سے محبت کرنے والا کون ہے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی نظر میں آپ کا مقام:

اس کی خبر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو ہوئی تو فرمایا کہ سالم رحمۃ اللہ علیہ نے کیا کیا' لوگوں نے کہا کہ انہوں نے یہ یہ کیا' ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ عقلمند ہے' عقلمند ہے۔ خالد بن ابی بکر سے مروی ہے کہ مجھے یہ معلوم ہوا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو سالم رحمۃ اللہ علیہ کی محبت میں ملامت کی جاتی تو وہ کہتے:

يلو موننى فى سالمٍ والو مهم وجِلْدة بين العين والانف سالم

''سالم رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لوگ مجھے ملامت کرتے ہیں اور میں انہیں ملامت کرتا ہوں سالم رحمۃ اللہ علیہ تو ایسے ہیں جیسے آنکھ اور ناک کی درمیانی کھال''۔

انگوٹھی کا نقش:

حنظلہ سے مروی ہے کہ سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی انگوٹھی چاندی کی تھی جو ان کے بائیں ہاتھ کی خنصر میں تھی اس کا نقش ''سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہما'' تھا۔

خالد بن ابی بکر سے مروی ہے کہ میں نے سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کو اپنے بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنے دیکھا۔ خالد سے مروی ہے کہ میں نے سالم رحمۃ اللہ علیہ کو اس طرح دیکھا کہ ہاتھ میں انگوٹھی تھی' حالانکہ وہ حالت احرام میں تھے۔

سر اور داڑھی کے بال:

محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ میں نے سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ اپنی مونچھیں بالکل نہیں کترتے تھے' اس میں سے اچھی طرح کترتے تھے۔ محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ میں نے سالم رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ اپنی داڑھی زرد رنگتے تھے۔ ابوالغصن سے مروی ہے کہ میں نے سالم رحمۃ اللہ علیہ کے سر اور داڑھی کو سفید دیکھا۔

فطر سے مروی ہے کہ میں نے سالم رحمۃ اللہ علیہ کے سر اور داڑھی کو سفید دیکھا۔ محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ میں نے سالم رحمۃ اللہ علیہ کو خضاب کرتے نہیں دیکھا۔

لباس و پوشاک:

خالد بن ابی بکر سے مروی ہے کہ میں نے سالم رحمۃ اللہ علیہ کے سر پر سفید ٹوپی دیکھی اور میں نے ان کے سر پر سفید عمامہ دیکھا' جس کا ایک بالشت سے زیادہ حصہ وہ اپنے پیچھے لٹکاتے تھے۔

امام دار مصقلہ سے مروی ہے کہ میں نے سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کے بدن پر کتان کا کرتا دیکھا جو آگ کی طرح (سرخ) تھا۔ داؤد بن سنان مولائے عمر بن تمیم الحکمی سے مروی ہے کہ میں نے سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ ان کے بدن پر آدھی پنڈلی تک کا کرتا تھا۔

عبدالرحمٰن بن ابی الموال سے مروی ہے کہ میں نے سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ کتان کا کرتا اور چادر استعمال کرتے تھے۔ ایوب سے مروی ہے کہ سالم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک کرتے اور ایک جبے میں جس کے اوپر انہوں نے تہبند باندھ لی تھی' ہماری امامت کی۔ نافع سے مروی ہے کہ سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہما' عبداللہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ارغوانی (سرخ) چارجامے پر سوار ہوتے تھے۔

عطاف بن خالد سے مروی ہے کہ میں نے سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ ایسی چھوٹی تہبند باندھتے تھے جس کا حاشیہ نہ ہوتا تھا حالانکہ ان کا شکم فراخ تھا۔

کثیر بن زید سے مروی ہے کہ میں نے سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ ایک کرتا پہنے نماز پڑھتے' گھنڈیاں کھلی ہوتیں۔ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کے کرتے میں گھنڈی نہیں دیکھی' نہ جاڑے میں نہ گرمی میں۔ فطر سے مروی ہے کہ میں نے سالم رحمۃ اللہ علیہ کو تہبند کھولے ہوئے دیکھا۔

عبدالملک بن قدامہ سے مروی ہے کہ میں نے سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کو اس طرح نماز پڑھتے دیکھا کہ ان کے کرتے کی گھنڈیاں کھلی ہوئی تھیں۔ عبدالملک بن قدامہ الجمحی سے مروی ہے کہ میں نے سالم رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے کرتے کی گھنڈیاں کھول کر نماز پڑھتے دیکھا۔

عبدالرحمٰن بن ابی الموال سے مروی ہے کہ میں نے سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کو اس طرح مسجد سے نکلتے دیکھا کہ ان کی گھنڈی کھلی ہوئی تھی۔ خالد بن ابی بکر سے مروی ہے کہ میں نے سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کو کرتے کی گھنڈیاں کھولے ہوئے دیکھا۔ خالد بن ابی بکر سے مروی ہے کہ میں نے سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ بحالت احرام اکثر اپنی پشت دھوپ میں رکھتے۔

محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ میں نے سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کو مکے کے راستے پر حج میں بحالت احرام دیکھا' وہ تلبیہ (لبیک لبیک الخ) کہہ رہے تھے حالانکہ پشت کھولے ہوئے اور چادر اپنی رانوں پر ڈالے ہوئے تھے' میں نے دیکھا کہ ان کی کھال آفتاب کی وجہ سے اکھڑ رہی تھی۔

موسیٰ بن عقبہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کے ساتھ عمرے کے سفر سے واپس آئے جب وہ ایسے سواروں سے ملتے تھے جو تہلیل (لا الہ الا اللہ) کہہ رہے تھے تو وہ اوران کے ساتھی تکبیر کہتے۔

سلیمان بن ابی الربیع سے مروی ہے کہ میں سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کے پاس گیا' دیکھا کہ بیٹھے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے' قیام چوزانو ہو کر کرتے اور جب جلوس کا ارادہ کرتے تو دوزانو بیٹھ جاتے۔

خالد بن ابی بکر سے مروی ہے کہ میں نے سالم رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ ان کی جوتی کا تسمہ ٹوٹ جاتا تو وہ درست کر کے ایک ہی جوتی پہنے چلتے' جب اس باب میں کہا جاتا تو کہتے کہ اس سے مجھے کیا ضرر پہنچا' کبھی ایسا بھی ہوتا کہ کھجور کی چھال کا تسمہ بنا لیتے۔

خالد بن ابی بکر سے مروی ہے کہ میں نے دیکھا کہ سالم رحمۃ اللہ علیہ گھر میں آتے تھے اور ہم لوگوں کو کھیلتا ہوا پاتے تھے' حالانکہ ہم بچے تھے مگر وہ ہمیں اپنی چادر کے کنارے سے مارتے تھے۔

خالد بن ابی بکر سے مروی ہے کہ میں نے دیکھا کہ سالم رحمۃ اللہ علیہ صبح ہی کو صدقہ فطر کی کھجوریں لے جاتے' اور نوحہ کرنے والی

اور ہمارے مددگار ہیں' ہم سب ان کے مددگار ہیں' سب نے انہیں بلایا کہ ٹھہرائیں اور نکاح کریں' مگر انہوں نے کہا کہ مجھے تین دن کی مہلت دو۔

کوہ حراء پر گئے اور تین دن تک اس کی چوٹی پر عبادت کی' اترے تو یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ قریش میں سب سے پہلے جو شخص ملے گا اس سے مخالفت کر لیں گے' سب سے پہلے انہیں جو صاحب ملے وہ عبد عوف بن عبد بن الحارث ابن زہرہ' عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے دادا تھے' انہوں نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا' دونوں روانہ ہوئے اور مسجد میں آئے' بیت اللہ کے پاس کھڑے ہوئے اور معاہدہ حلف کیا' عبد عوف نے ان کے لئے حلف کو مضبوط کر دیا۔

ابراہیم بن قارظ نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے (روایت) سنی ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ مجھے اہل کوفہ نے اس طرح تنگ کیا کہ نہ وہ کسی امیر سے خوش ہیں اور نہ کوئی امیر ان سے خوش ہے۔

عبداللہ بن عتبہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن مسعود بن نافل بن حبیب بن شمخ بن فار بن مخزوم بن صاہلہ بن کاہل بن الحارث بن تمیم بن سعد بن ہذیل جو بنی زہرہ بن کلاب کے حلفا تھے' ان کی کنیت ابو عبدالرحمٰن تھی۔

زہری سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن عتبہ کو بازار پر عامل بنایا' انہیں حکم دیا کہ سوتی کپڑے سے محصول لیا کریں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عبداللہ بن عتبہ نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے' بعد کو وہ کوفہ منتقل ہو گئے اور وہیں رہے' کوفے ہی میں عبدالملک بن مروان کی خلافت اور بشر بن مروان کی ولایت عراق میں ان کی وفات ہوئی۔

ثقہ و عالی قدر و کثیر الحدیث و کثیر الفتویٰ و فقیہ تھے۔

نوفل بن ایاس الہذلی رحمۃ اللہ علیہ:

نوفل بن ایاس الہذلی سے مروی ہے کہ ہم لوگ رمضان میں بزمانہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ مسجد میں (تراویح کے لیے) گروہ گروہ ہو کر یہاں اور یہاں کھڑے ہوتے تھے' لوگ زیادہ خوش آواز کی طرف جھکتے تھے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں دیکھتا ہوں کہ لوگوں نے قرآن کو گانا بنا لیا ہے' واللہ اگر مجھ سے ہو سکا تو ضرور اس طریقے کو بدل دوں گا' وہ صرف تین ہی رات ٹھہرے کہ ابی بن کعب کو حکم دیا تو انہوں نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ عمر رضی اللہ عنہ سب سے آخری صف میں کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اگر یہ بدعت ہے تو کیسی اچھی بدعت ہے۔

حارث بن عمرو الہذلی رحمۃ اللہ علیہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پیدا ہوئے' عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ سے احادیث روایت کیں جن میں نماز کے بارے میں ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ کے نام ان کا فرمان بھی ہے' عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ وغیرہ سے بھی روایت کی ہے۔ حارث بن عمرو کی وفات ۷۰ھ میں ہوئی۔

یہاں ابوبکر و عمر و عبداللہ و محمد و ام عمر پیدا ہوئیں' ان سب کی والدہ عائشہ بنت عبدالرحمٰن بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہما تھیں۔

قاسم بن عبداللہ اور ابوعبیدہ و عثمان و ابوسلمہ و زید و عبدالرحمن و حمزہ و جعفر' یہ دونوں (حمزہ و جعفر) تو (جڑواں) تھے' اور قریبہ و اسماء' ان سب کی والدہ ام عبداللہ بنت القاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ تھیں۔ اسماعیل ایک ام ولد سے تھے۔ خالد بن ابی بکر سے مروی ہے کہ عبیداللہ بن عبداللہ کی کنیت ابوبکر تھی۔

خالد بن ابی بکر سے مروی ہے کہ میں نے عبیداللہ بن عبداللہ کے سر پر سفید ٹوپی دیکھی۔ اور عمامہ دیکھا جسے وہ اپنے پیچھے ایک بالشت سے زیادہ لٹکاتے تھے۔

عیسیٰ بن حفص سے مروی ہے کہ میں نے عبیداللہ بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے جسم پر کسم کی رنگی ہوئی دو چادریں دیکھیں جن میں وہ بعد عصر جاتے اور انہیں میں عشاء میں آتے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عبیداللہ بن عبداللہ جیسا کہ لوگ بیان کرتے ہیں عبداللہ ابن عبداللہ سے عمر میں زیادہ تھے' ان سے زہری نے روایت کی ہے۔

خالد بن ابی بکر سے مروی ہے کہ میں نے سالم رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ عبیداللہ بن عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس حاضر تھے' عبیداللہ کی قبر پر ایک خیمہ تھا اور پانی چھڑکا ہوا تھا۔ ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

حمزہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ:

ابن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ' ان کی والدہ ام ولد تھیں' وہی سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی بھی والدہ تھیں۔ حمزہ کی کنیت ابوعمارہ تھی' زہری نے ان سے روایت کی ہے' ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

حمزہ بن عبداللہ کے یہاں عمر و ام المغیرہ و عبدہ پیدا ہوئیں' ان سب کی والدہ ام حکیم بنت المغیرہ بن الحارث بن ابی ذویب تھیں۔ عثمان و معاویہ و ام عمر و ام کلثوم و ابراہیم و ام سلمہ و عائشہ و لیلیٰ مختلف امہات اولاد سے پیدا ہوئیں۔

زید بن عبداللہ رضی اللہ عنہ:

ابن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ زید بن عبداللہ کے یہاں محمد و ام حمید و ام زید و فاطمہ پیدا ہوئیں' ان سب کی والدہ ام حکیم بنت عبیداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما تھیں۔

عبداللہ بن زید و ابراہیم و عمر و فاطمہ و حفصہ پیدا ہوئیں' ان سب کی والدہ ام ولد حکمیہ تھیں۔ سودہ بنت زید ام ولد یمانیہ سے پیدا ہوئیں۔

زید بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے سب سے بڑے بیٹے تھے' وہ انہیں ان کی حیات ہی میں چھوڑ کر کوفے آ گئے اور وہیں مقیم ہو گئے' ان کی وفات بھی وہیں ہوئی' یمن اور کوفے میں ان کی پس ماندہ اولاد تھی۔

بلال بن عبداللہ رضی اللہ عنہ:

ابن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ بلال کے یہاں عبدالرحمٰن پیدا ہوئے' ان کی والدہ ام سعید بنت ابی

نعیم ابن عامر بن سیار بن ضبیعہ قبیلہ خزاعہ میں سے تھیں۔

واقد بن عبداللہ رضی اللہ عنہ:

ابن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ' ان کی والدہ صفیہ بنت ابی عبید بن مسعود الثقفی تھیں۔ واقد بن عبداللہ کے یہاں عبداللہ پیدا ہوئے' ان کی والدہ امتہ اللہ بنت عبداللہ بن عیاش بن ابی ربیعہ بن المغیرہ بنی مخزوم میں سے تھیں۔ زہری سے مروی ہے کہ واقد بن عبداللہ کی وفات بحالت احرام السقیا میں ہوئی' ابن عمر رضی اللہ عنہما نے انہیں پانچ کپڑوں میں کفن دیا جن میں کرتا اور عمامہ بھی تھا۔

عبداللہ بن نافع نے اپنے والد سے روایت کی کہ واقد بن عبداللہ کی وفات السقیا میں ہوئی' ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ان پر نماز پڑھ کر انہیں دفن کر دیا۔ پھر اعراب کو بلایا اور سبق دینے لگے' میں نے کہا کہ آپ نے ابھی ابھی واقد کو دفن کیا اور آپ اعراب کو سبق دیتے ہیں' فرمایا کہ اے نافع تم پر افسوس ہے' تم جب اللہ کو دیکھو کہ وہ کسی امر پر غالب آ گیا تو اس سے غافل ہو جاؤ۔

محمد بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ:

ابن مطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف بن قصی' ان کی والدہ قتیلہ بنت عمرو ابن الارزق بن قیس بن النعمان بن معدی کرب بن علب بن کنانہ بن تیم بن اسامہ بن مالک بن بکر بن حبیب بن عمرو بن غنم بن تغلب بن وائل تھیں۔

محمد بن جبیر کے یہاں سعید پیدا ہوئے انہیں سے ان کی کنیت تھی اور ام سعید وام سلیمان وام حبیب وام عثمان وحمیدہ' ان سب کی والدہ فاختہ بنت عدی الاصغر بن الخیار بن عدی بن نوفل بن عبد مناف تھیں۔

سہلہ بنت محمد ان کی والدہ ام سعید بنت عیاض بن عدی بن الخیار بن عدی تھیں۔ عمر بن محمد وایوب وابان وابوسلیمان' ان سب کی والدہ ام ایوب بنت سعد بن ابی وقاص تھیں۔ جبیر بن محمد' ان کی والدہ کبشہ بنت شرحبیل بن عریب بن عبد کلال تھیں۔ عبدالرحمٰن وعبداللہ وعبیدہ امہات اولاد سے تھیں۔

عبدالرحمٰن بن ابی الزناد سے مروی ہے کہ محمد بن جبیر اور ان کے بھائی نافع بن جبیر مدینے میں اپنے والد کے مکان میں رہتے تھے' محمد کی وفات سلیمان بن عبدالملک کے عہد خلافت میں ہوئی۔

ابی مالک الحمیری سے مروی ہے کہ میں نے نافع بن جبیر کو جس روز ان کے بھائی محمد بن جبیر کی وفات ہوئی دیکھا کہ اپنی چادر پشت سے اتارے ہوئے جا رہے تھے' راوی نے کہا کہ محمد ثقہ وقلیل الحدیث تھے۔

نافع بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ:

ابن مطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف بن قصی' ان کی والدہ ام قتال بنت نافع بن ضریب بن نوفل تھیں۔ نافع بن جبیر کے یہاں محمد وعمر وابوبکر پیدا ہوئے' ان سب کی والدہ ام سعید بنت عیاض بن عدی بن الخیار بن عدی بن نوفل تھیں۔

علی بن نافع ان کی والدہ میمونہ بنت عبداللہ بن العباس رضی اللہ عنہما بن عبدالمطلب ابن ہاشم تھیں۔ نافع کی کنیت ابومحمد تھی۔ ولید بن عبداللہ بن جمیع سے مروی ہے کہ میں نے نافع بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ سیاہی کا خضاب لگاتے تھے۔ عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن موہب سے مروی ہے کہ میں نے نافع بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ سیاہی کا خضاب لگاتے تھے۔

ابوالغصن ثابت بن قیس سے مروی ہے کہ میں نے نافع بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے دانتوں کو سونے کے گھیروں سے باندھے ہوئے دیکھا۔ ابوالغصن سے مروی ہے کہ میں نے نافع بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ سوائے سفید کے اور کوئی رنگ نہیں پہنتے تھے۔ ابوالغصن سے مروی ہے کہ میں نے نافع بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ سفید عمامہ اور بے استر کی ٹوپی پہنتے تھے۔ موسیٰ بن عبیدہ سے مروی ہے کہ میں نے نافع بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ خز پہنتے تھے۔

نافع بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ مجھ سے کہا گیا' لوگ کہتے ہیں کہ گویا میں تکبر کرتا ہوں' واللہ میں گدھے پر سوار ہوا ہوں' کملی استعمال کی ہے اور بکری کا دودھ دوہا ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے یہ افعال کیے' اس میں ذرا بھی کبر نہیں۔

عمران بن موسیٰ سے مروی ہے کہ نافع بن جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ حج کو پیادہ جاتے تھے حالانکہ ان کی سواری کجاوہ کسی ہوئی ان کے پیچھے ہوتی تھی۔

جویریہ ابن اسماء وعبداللہ بن جعفر بن نجیح سے مروی ہے کہ نافع بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ علاء بن عبدالرحمٰن الحرقی کے حلقہ درس میں بیٹھے جو لوگوں کو پڑھا رہے تھے جب فارغ ہوئے تو (نافع نے) کہا کہ تم لوگ جانتے ہو کہ میں تمہارے پاس کیوں بیٹھا۔ لوگوں نے کہا کہ آپ اس لیے بیٹھے کہ (درس) سنیں۔ انہوں نے کہا نہیں' میں اس لیے تم لوگوں کے پاس بیٹھا کہ تمہارے پاس بیٹھنے سے اللہ کے آگے تواضع کروں۔

دوسرے راوی نے کہا کہ نماز کا وقت آ گیا تو نافع نے ایک شخص کو (امامت کے لیے) آگے کر دیا' جب نماز پڑھ لی تو کہا کہ تم جانتے ہو کہ میں نے تمہیں کیوں آگے کر دیا' اس نے کہا کہ آپ نے اس لیے مجھے آگے کر دیا کہ میں آپ لوگوں کو نماز پڑھاؤں۔ انہوں نے کہا نہیں۔ میں نے تمہیں اس لیے آگے کر دیا تھا کہ میں تمہارے پیچھے نماز پڑھنے سے اللہ کے آگے تواضع کروں۔

عبدالرحمٰن بن ابی الزناد سے مروی ہے کہ نافع بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کی وفات مدینے میں ۹۹ھ میں آخر خلافت سلیمان بن عبدالملک میں ہوئی۔ نافع نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے' ثقہ تھے' ان کی اکثر حدیثیں اپنے بھائی سے ہیں۔

ابوبکر بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ:

ابن الحارث بن ہشام بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم' ان کی والدہ فاختہ بنت عتبہ بن سہیل بن عمرو بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی تھیں۔

ابوبکر کے یہاں عبدالرحمٰن پیدا ہوئے جن کی نسل ختم ہو گئی عبداللہ وعبدالملک وہشام جن کا کوئی بقیہ تھا' سہیل جن کا کوئی بقیہ نہ تھا اور حارث ومریم' ان سب کی والدہ سارہ بنت ہشام بن الولید بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھیں۔

ابوسلمہ جن کا کوئی بقیہ نہ تھا اور عمر و ام عمرو جن کا نام ربیحہ تھا' ان سب کی والدہ قریبہ بنت عبداللہ بن زمعہ بن الاسود بن المطلب بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی تھیں' قریبہ کی والدہ زینب بنت ابی سلمہ بن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمر ابن مخزوم تھیں اور زینب کی والدہ ام سلمہ بنت ابی امیہ بن المغیرہ زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھیں۔

فاطمہ بنت ابی بکر' ان کی والدہ رمیثہ بنت الولید بن طلیہ بن قیس بن عاصم المنقری تھیں۔ محمد بن عمر نے کہا کہ ابوبکر' عمر بن

الخطاب رضی اللہ عنہما کی خلافت میں پیدا ہوئے' ان کی بزرگی اور کثرت نماز کی وجہ سے انہیں راہب قریش کہا جاتا تھا' بینائی جاتی رہی تھی' ان کا کوئی نام نہ تھا' کنیت ہی سے پکارے جاتے تھے' جنگ جمل میں وہ اور عروہ بن الزبیر چھوٹے سمجھ کر واپس کر دیئے گئے' ابو مسعود الانصاری و عائشہ و ام سلمہ رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے اور وہ ثقہ و فقیہ و کثیر الحدیث و عالم و عاقل و بلند مرتبہ و سخی تھے۔

ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ میں نے ابوبکر بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کے جسم پر خز کی چادر دیکھی۔ محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ میں نے ابوبکر بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ اپنی موچھیں بالکل نہیں کتروایا کرتے تھے بلکہ خوبی کے ساتھ کترتے تھے۔

عثمان بن محمد سے مروی ہے کہ عروہ نے بنی مصعب کے مالوں میں سے کوئی مال ابوبکر بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بطور امانت رکھ دیا' کل مال یا اس کا کچھ حصہ ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ضائع ہو گیا' عروہ نے کہا بھیجا کہ آپ پر تاوان نہیں ہے' آپ تو صرف امین تھے' ابوبکر نے کہا کہ مجھے بھی معلوم ہے کہ مجھ پر تاوان نہیں ہے' لیکن آپ ایسے نہ تھے کہ قریش سے بیان کرتے کہ میری امانت برباد گئی' انہوں نے اپنا کوئی مال فروخت کر کے ادا کر دیا۔ عبدالحکیم بن عبداللہ بن ابی فروہ سے مروی ہے کہ ابوبکر بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ اپنے غسل خانے میں داخل ہوئے' اسی میں ناگہانی طور پر ان کی وفات ہو گئی۔

عبداللہ بن جعفر سے مروی ہے کہ ابوبکر بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ نے عصر کی نماز پڑھی اور غسل خانے میں داخل ہوئے' گر پڑے تو کہنے لگے کہ واللہ مجھے اس دن کے شروع میں کوئی چیز حادث نہیں ہوئی' راوی نے کہا کہ مجھے معلوم نہ ہوا کہ ان کی وفات تک سورج غروب ہو گیا تھا' یہ ۹۴ھ میں مدینے میں ہوا' محمد بن عمر نے کہا کہ اس سال کو فقہاء کی کثرت وفات کی وجہ سے سال فقہاء کہا جاتا تھا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عبدالملک بن مروان ابوبکر بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کی بہت تعظیم و تکریم کرتا تھا' اس نے ولید و سلیمان کو ان کے اکرام کی وصیت کی تھی' عبدالملک نے کہا کہ اہل مدینہ ہمارے یہاں بڑا اثر پیدا کرتے ہیں۔ میں ان کے ساتھ کسی امر کے کرنے کا قصد کرتا ہوں' مگر ابوبکر بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کو یاد کر کے ان سے شرماتا ہوں اور اس امر کو ترک کر دیتا ہوں۔

عکرمہ بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ:

ابن الحارث بن ہشام بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم' ان کی والدہ فاختہ بنت عتبہ بن سہیل بن عمرو بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی تھیں۔

عکرمہ بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں عبداللہ اکبر پیدا ہوئے' ان کی والدہ عاتکہ بنت عبداللہ بن عبداللہ بن ابی امیہ بن المغیرہ تھیں۔ محمد' ان کی والدہ ام سلمہ بنت عبداللہ بن ابی عمرو بن حفص بن المغیرہ تھیں۔

عبداللہ اصغر و حارث' ان دونوں کی والدہ دختر عبداللہ بن ابی عمرو بن حفص بن المغیرہ تھیں۔ عثمان' ان کی والدہ ام عبدالرحمٰن بنت عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن زمعہ بن الاسود تھیں۔ ام سعید بنت عکرمہ ام ولد سے تھیں۔ عکرمہ کی کنیت ابو عبداللہ تھی' ان کی وفات یزید بن عبدالملک کی خلافت میں مدینے میں ہوئی' ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

محمد بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ:

ابن الحارث بن ہشام بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم' ان کی والدہ فاختہ بنت عتبہ بن سہیل بن عمرو تھیں۔ محمد بن

عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں قاسم و فاختہ پیدا ہوئیں' ان دونوں کی والدہ ام علی بنت یسار بن قیس بن الحارث بنی الحارث بن عبد مناۃ بنی کنانہ میں سے تھیں۔

خالد و ابوبکر و سلمہ و ہشام و حنتمہ و ام حکیم' ان سب کی والدہ ام سلمہ بنت عبداللہ ابن ابی احمد بن جحش تھیں۔ زہری نے محمد بن عبدالرحمٰن سے روایت کی ہے' وہ ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

مغیرہ بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ:

ابن الحارث بن ہشام بن المغیرہ' ان کی والدہ سعدیٰ بنت عوف بن خارجہ ابن سنان بن ابی حارثہ بن مرہ بن نشبہ بن غیظ بن مرہ تھیں۔ مغیرہ کی کنیت ابوہاشم تھی۔

مغیرہ بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں حارث و معاویہ و سعدیٰ پیدا ہوئیں۔ ان سب کی والدہ ام البنین بنت حبیب بن یزید بن الحارث بنی مرہ کی تھیں۔

عیینہ و ام البنین' ان دونوں کی والدہ فارعہ بنت سعید بن عیینہ بن حصن بن حذیفہ ابن بدر الفزاری تھیں۔ ابراہیم و سبیع ایک ام ولد سے تھے اور یحییٰ و سلمہ ایک ام ولد سے۔

عبدالرحمٰن و ہشام و ابوبکر' ان تینوں کی والدہ ام یزید بنت الاشعث بنی جعفر ابن کلاب میں سے تھیں۔ عثمان و صدقہ و ربیحہ' ان سب کی والدہ بہیم بنت صدقہ بن شعیب قبیلہ کلب کے بنی حلیم بن خباب میں سے تھیں۔ محمد' ان کی والدہ ام خالد بنت خالد بن محمد بن عبداللہ بن زہیر بن ابی امیہ ابن المغیرہ تھیں۔

ام البنین' ان کی والدہ ام البنین بنت عبداللہ بن حنظلہ بن عبیدہ بن مالک بن جعفر تھیں۔ ریطہ' ان کی والدہ قریبہ بنت واقع بن حکمہ بن مجبہ بن ربیعہ بن رباح تھیں۔ آمنہ' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ مغیرہ بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کئی مرتبہ مجاہدین کے ملک شام گئے۔ وہ اس لشکر مسلمہ میں تھے جو ملک روم میں روک لیے گئے تھے' یہاں تک کہ ان لوگوں کو عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے واپس کیا' ان کی بینائی جاتی رہی' مدینے میں واپس آ گئے اور مدینے ہی میں ان کی وفات ہوئی' انہوں نے یہ وصیت کی تھی کہ انہیں شہداء کے ساتھ احد میں دفن کیا جائے' مگر ان کے متعلقین نے یہ نہیں کیا اور انہیں بقیع میں دفن کیا۔ ان سے روایت کی گئی ہے' ثقہ و قلیل الحدیث تھے' البتہ مغازی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے راوی تھے جسے ابان بن عثمان رضی اللہ عنہ سے حاصل کیا تھا' مغازی کی تعلیم ان کے ہاں بہت تھی' اور ہمیں تعلیم مغازی کی تاکید بھی کیا کرتے۔

ابوسعید بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ:

ابن الحارث بن ہشام بن المغیرہ' ان کی والدہ ام رسن بنت الحارث بن عبداللہ بن الحصین ذی الغصہ بنی الحارث بن کعب میں سے تھیں۔

ابوسعید کے یہاں محمد پیدا ہوئے' ان کی والدہ میمونہ بنت عبیداللہ بن عباس بن عبدالمطلب تھیں۔ ولید' ان کی والدہ امامہ بنت عبداللہ بن الحصین ذی الغصہ الحارثی تھیں۔ ابوسعید خلافت یزید بن معاویہ میں ذی الحجہ ۶۳ھ یوم الحرہ میں قتل کیے گئے۔

تابعین طبقہ ثانیہ

علی بن الحسین رحمۃ اللہ علیہ:

ابن علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم' ان کی والدہ ام ولد تھیں جن کا نام غزالہ تھا ان سے حسین کے بعد زبید مولائے حسین بن علی نے نکاح کیا' ان سے ان کے یہاں عبداللہ بن زبید پیدا ہوئے' وہ علی بن حسین کے اخیافی بھائی تھے' اور ان علی بن حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد حسین رضی اللہ عنہ سے پس ماندہ اولاد تھی۔ اور وہ علی اصغر بن حسین تھے۔ لیکن علی اکبر بن حسین رضی اللہ عنہ نہر کربلا پر اپنے والد کے ساتھ قتل کر دیئے گئے اور ان کی پس ماندہ اولاد نہ تھی۔ چنانچہ علی اصغر بن حسین بن علی کے یہاں الحسن بن علی پیدا ہوئے جو لاولد مر گئے۔ اور الحسین اکبر جو لاولد مر گئے اور ابو محمد ابوجعفر فقیہ اور عبداللہ' اور ان سب کی والدہ ام عبداللہ بنت الحسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما تھیں۔ اور عمر و زید جو کوفے میں قتل کیے گئے جن کو یوسف بن عمر الثقفی نے ہشام بن عبدالملک کے زمانہ خلافت میں قتل کر کے دار پر لٹکا دیا۔ اور علی بن علی و خدیجہ' اور ان سب کی والدہ ایک ام ولد تھیں۔ اور حسین اصغر بن علی وام علی بنت علی اور انہیں کا نام علیہ تھا' اور ان دونوں کی والدہ ایک ام ولد تھیں۔ اور کلثوم بنت علی و سلیمان کہ جن کی بقیہ اولاد نہ تھی اور ملیکہ چند ام ولد سے تھے۔ اور القاسم وام الحسن جن کا نام حسنہ تھا اور ام الحسین و فاطمہ چند ام ولد سے تھیں۔

میدان کربلا میں:

علی بن الحسین اپنے والد کے ساتھ (کربلا میں) تھے' اس وقت تیرہ سال کی عمر تھی اور بحالت بیماری اپنے بستر پر سو رہے تھے' جب حسین رضی اللہ عنہ قتل کر دیئے گئے' تو شمر بن ذی الجوشن نے کہا کہ انہیں بھی قتل کر دو۔ اس کے ساتھیوں میں سے ایک شخص نے کہا کہ کیا ہم ایسے نوخیز جوان مریض کو قتل کر دیں جس نے قتال نہیں کیا۔ عمر بن سعد آئے' انہوں نے کہا کہ نہ ان عورتوں سے بولو اور نہ اس مریض سے۔

پناہ دینے والے کا عجیب سلوک:

علی بن الحسین رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مجھے انہیں میں سے ایک شخص نے پوشیدہ کر دیا اور خوبی کے ساتھ میری مہمان نوازی کی' میرے ساتھ خاص برتاؤ کیا۔ جب میں باہر جاتا اور اندر آتا تو رویا کرتا اور کہتا کہ اگر کسی شخص کے پاس نیکی و وفاداری ہے تو وہ اسی شخص کے پاس ہے۔

بالآخر ابن زیاد کے منادی نے ندا دی کہ خبردار' جو شخص علی بن حسین رضی اللہ عنہ کو پائے وہ انہیں ہمارے پاس لے آئے' ہم نے ان کے بارے میں تین سو درہم انعام مقرر کیا ہے۔

واللہ وہ شخص روتا ہوا میرے پاس آیا' میرے ہاتھ گردن کی طرف باندھنے لگا اور کہنے لگا کہ میں ڈرتا ہوں' واللہ وہ مجھے ان

لوگوں کے پاس بندھا ہوا لے گیا' ان کے حوالے کر دیا اور تین سو درہم لے لیے' میں ان درہموں کو دیکھ رہا تھا۔

ابن زیاد کے سامنے پیشی:

میں گرفتار کر کے ابن زیاد کے پاس پہنچا دیا گیا' اس نے کہا کہ آپ کا کیا نام ہے' میں نے کہا علی بن حسین رضی اللہ عنہ۔ پوچھا کیا اللہ نے علی رضی اللہ عنہ کو قتل نہیں کر دیا؟ میں نے کہا کہ میرے ایک بڑے بھائی تھے جن کا نام بھی علی تھا' انہیں لوگوں نے قتل کر دیا۔ اس نے کہا' نہیں' اللہ نے انہیں قتل کیا' میں نے کہا کہ:

﴿ اللہ یتوفی الانفس حین موتھا ﴾

''اللہ جانوں کو ان کی موت کے وقت لے لیتا ہے۔''

اس نے ان کے قتل کا حکم دیا۔ زینب بنت علی رضی اللہ عنہا (بن ابی طالب) نے پکار کر کہا کہ اے ابن زیاد تجھے ہم لوگوں کے خون (تو کر چکا) کافی ہیں' میں اللہ کے واسطے تجھ سے درخواست کرتی ہوں کہ بغیر مجھے ان کے ساتھ قتل کیے انہیں قتل نہ کرنا' اس نے انہیں چھوڑ دیا۔

یزید کا ابن حسین سے سلوک:

حسین رضی اللہ عنہ کا اسباب اور ان کے بقیہ متعلقین جب یزید بن معاویہ کے پاس لائے گئے اور وہ لوگ اس کے پاس داخل کیے گئے تو اہل شام میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور کہا کہ ان لوگوں کے قیدی ہمارے لیے حلال ہیں۔ علی بن حسین رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تو جھوٹا اور ذلیل ہے' یہ تیرے لیے نہیں ہے تاوقتیکہ تو ہماری ملت سے باہر نہ ہو جائے اور ہمارے خلاف دین نہ اختیار کرے۔

یزید نے دیر تک نکھیوں سے دیکھا اور اس شامی سے کہا کہ بیٹھ اور علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اگر آپ چاہیں کہ ہمارے پاس قیام کریں تاکہ ہم آپ کے ساتھ احسان کریں اور آپ کے لیے آپ کا حق پہنچائیں تو آپ (قیام) کیجیے اور اگر آپ چاہیں کہ میں آپ کو آپ کے شہر واپس کر دوں اور آپ کے ساتھ احسان کروں (تو میں یہ بھی کر سکتا ہوں)۔

علی علیہ السلام نے کہا کہ نہیں' مجھے میرے شہر کو واپس کر دو' اس نے انہیں ان کے شہر واپس کر دیا' اور ان کے ساتھ احسان کیا۔

ابوجعفر سے مروی ہے کہ علی بن الحسین رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوالحسین تھی اور دوسری حدیث میں ہے کہ ان کی کنیت ابو محمد تھی۔ عیزار بن حریث سے مروی ہے کہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس تھا کہ علی بن حسین رضی اللہ عنہ آئے۔ انہوں نے کہا کہ حبیب ابن حبیب کو مرحبا۔

نصر بن اوس سے مروی ہے کہ میں علی بن حسین رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو انہوں نے کہا کہ تم کن لوگوں میں سے ہو' میں نے کہا کہ قبیلہ طے سے' انہوں نے کہا کہ خدا تمہیں زندہ رکھے اور تمہاری قوم کو زندہ رکھے جن کی طرف تم نے نسبت کی' تمہارا قبیلہ بڑا اچھا قبیلہ ہے' میں نے کہا کہ آپ کون ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں علی بن الحسین رضی اللہ عنہ ہوں۔ میں نے کہا کہ کیا وہ اپنے والد کے ساتھ قتل نہیں کیے گئے' انہوں نے کہا کہ اے میرے پیارے فرزند اگر وہ قتل کر دیئے جاتے تو تم انہیں نہ دیکھتے۔

مقبری سے مروی ہے کہ مختار نے علی بن حسین رضی اللہ عنہ کو ایک لاکھ درہم بھیجے' انہوں نے قبول کرنا بھی پسند نہ کیا اور واپس کرنے سے بھی ڈرے' انہوں نے ان کو لے لیا اور اپنے پاس رکھے رہے۔ جب مختار قتل کر دیا گیا تو علی بن حسین نے عبدالملک بن

مروان کو لکھا کہ مختار نے مجھے ایک لاکھ درہم بھیجے تھے' میں نے انہیں واپس کرنا بھی ناپسند کیا اور لینا بھی ناپسند کیا' وہ میرے پاس ہیں لہٰذا کسی کو بھیجو کہ انہیں لے لے۔ عبدالملک نے لکھا کہ اے بھتیجے آپ انہیں لے لیجئے' وہ میں نے آپ کے لیے حلال کر دیئے ہیں' انہوں نے ان کو قبول کر لیا۔

عیسیٰ بن دینار مؤذن سے مروی ہے کہ میں نے ابوجعفر سے مختار کو دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ علی بن الحسین رضی اللہ عنہ کعبے کے دروازے پر کھڑے ہوئے مختار پر لعنت کر رہے تھے' ان سے ایک شخص نے کہا کہ اللہ مجھے آپ پر فدا کرے' آپ اس پر لعنت کرتے ہیں حالانکہ وہ محض آپ ہی لوگوں کے بارے میں ذبح کیا گیا۔ انہوں نے کہا کہ وہ بڑا جھوٹا تھا' اللہ اور اس کے رسول پر جھوٹ بولا کرتا تھا۔

تقیہ سے برأت اور تقیہ بازوں کی مذمت:

ابی جعفر سے مروی ہے کہ ہم لوگ بغیر تقیے کے ان لوگوں کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں' اور میں علی بن حسین رضی اللہ عنہ پر گواہی دیتا ہوں کہ وہ بھی ان لوگوں کے پیچھے بغیر تقیے کے نماز پڑھتے تھے۔

علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا چھوڑ دینے والا کتاب اللہ کو اپنے پس پشت پھینک دینے والے کے مثل ہے۔ سوائے اس کے کہ وہ ڈرتا ہو' کہا گیا کہ اس کا خوف کیا ہے' انہوں نے کہا کہ سرکش ظالم سے ڈرے کہ وہ اس پر ظلم کرے گا یا شرارت کرے گا۔

حُبِّ اہل بیت کی ترغیب:

یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ میں نے علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے جو ان ہاشمیوں میں سب سے افضل تھے جن کو میں نے پایا سنا کہ اے لوگو' ہم سے اسلامی محبت کرو' کیونکہ ہم سے تمہاری محبت برابر رہی یہاں تک کہ وہ ہم پر عار ہو گئی۔

یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ علی بن حسین رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم سے اسلامی محبت کرو۔ کیونکہ واللہ ہمارے متعلق تمہارے اقوال برابر رہے' یہاں تک کہ تم نے ہمیں لوگوں کے نزدیک قابل نفرت بنا دیا۔

عبیداللہ بن عبدالرحمٰن بن موہب سے مروی ہے کہ ایک جماعت علی بن حسین رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور ان کی تعریف کی' انہوں نے کہا کہ تم لوگ کس قدر جھوٹے ہو اور کس قدر اللہ پر جرأت کرنے والے ہو۔ ہم اپنی قوم کے صالحین میں سے ہیں اور ہمیں یہی کافی ہے کہ ہم اپنی قوم کے صالحین میں سے ہیں۔

یزید بن عیاض سے مروی ہے کہ زہری سے قتل خطا سرزد ہو گیا تو وہ نکلے اور اپنے متعلقین کو چھوڑ دیا' ایک خیمہ نصب کر لیا اور کہا کہ مجھ پر کسی مکان کی چھت سایہ فگن نہ ہو گی ان کے پاس سے علی بن حسین رضی اللہ عنہ گزرے اور کہا کہ اے ابن شہاب تمہاری مایوسی تمہارے گناہ سے بہت زیادہ ہے اللہ سے ڈرو اور اس سے طلب مغفرت کرو۔ اس مقتول کے متعلقین کو خون بہا بھیج دو اور اپنے متعلقین کے پاس واپس جاؤ۔ زہری کہا کرتے تھے کہ علی بن حسین رضی اللہ عنہ کا سب سے زیادہ مجھ پر احسان ہے۔

عثمان بن عثمان سے مروی ہے کہ علی بن حسین رضی اللہ عنہ نے ایک لڑکی کا اپنے آزاد کردہ غلام سے نکاح کر دیا اور اپنی ایک

لونڈی کو آزاد کر کے اس سے نکاح کر لیا۔ عبدالملک بن مروان نے انہیں لکھ کر اس واقعے پر عار دلائی۔ علی رضی اللہ عنہ نے اسے لکھا کہ تمہارے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر اچھا نمونہ ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ بنت حیی کو آزاد کیا اور ان سے نکاح کر لیا' اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو آزاد کیا اور ان سے اپنی پھوپھی کی بیٹی زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا نکاح کر دیا۔

مروان کا سلوک:

عبداللہ بن علی بن حسین سے مروی ہے کہ جب حسین رضی اللہ عنہ قتل کر دیئے گئے تو مروان نے میرے والد سے کہا کہ آپ کے والد نے میرے والد سے چار ہزار دینار مانگے تھے مگر وہ میرے پاس موجود نہ تھے' آج میرے پاس موجود ہیں' آپ اگر چاہیں تو لے لیجئے۔ والد نے وہ لے لیے۔ اولاد مروان میں سے کسی نے ان کے متعلق کچھ نہ کہا یہاں تک کہ جب ہشام بن عبدالملک خلیفہ ہوا تو اس نے والد سے کہا کہ ہمارا وہ حق کیا ہوا جو آپ لوگوں کی طرف ہے۔ انہوں نے کہا کہ وہ محفوظ و قابل شکر گزاری ہے' اس نے کہا وہ آپ ہی کا ہے۔

شعیب بن ابی حمزہ سے مروی ہے کہ زہری جب علی بن حسین رضی اللہ عنہ کا ذکر کرتے تو کہتے کہ وہ اپنے اہل بیت میں سب سے زیادہ میانہ رو اور سب سے بہتر عبادت گزار اور مروان بن الحکم و عبدالملک بن مروان کو ان سب سے زیادہ محبوب تھے۔

ابی جعفر سے مروی ہے کہ ان سے یوم الحرہ کو دریافت کیا کہ آپ اس میں کوئی آپ کے اہل بیت میں سے بھی نکلا تھا' انہوں نے کہا کہ نہ اس میں آل ابی طالب میں سے کوئی نکلا اور نہ بنی عبدالمطلب میں سے' وہ لوگ اپنے گھروں ہی میں رہے' پھر جب مسرف آیا اور اس نے لوگوں کو قتل کیا اور عقیق کو گیا تو اس نے میرے والد علی بن حسین کو دریافت کیا کہ آیا وہ موجود ہیں۔ کہا گیا کہ ہاں' اس نے کہا کہ مجھے کیا ہوا کہ میں انہیں نہیں دیکھتا۔

والد کو معلوم ہوا تو وہ اس کے پاس آئے' ہمراہ محمد بن علی ابن الحنفیہ کے دونوں بیٹے ابوہاشم عبداللہ اور حسن بھی تھے۔ جب اس نے والد کو دیکھا تو انہیں مرحبا کہا اور ان کے لیے اپنے تخت پر گنجائش کر دی' پوچھا کہ آپ میرے بعد کیسے رہے' انہوں نے کہا کہ میں تمہارے سامنے اللہ کی حمد کرتا ہوں' مسرف نے کہا کہ امیر المومنین نے مجھے آپ کے ساتھ نیکی کی نصیحت کی ہے' والد نے کہا کہ اللہ امیر المومنین کو صلہ دے' پھر اس نے ابوہاشم اور حسن فرزندان محمد کو دریافت کیا تو میں نے کہا کہ وہ دونوں میرے چچا کے بیٹے ہیں' اس نے ان دونوں کو مرحبا کہا اور وہ سب اس کے پاس سے واپس ہوئے۔

مالک بن انس سے مروی ہے کہ علی بن حسین بن ابی طالب رضی اللہ عنہما عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود کے پاس ان سے کچھ پوچھنے کے لیے آئے۔ عبیداللہ بن عبداللہ کے ساتھی ان کے پاس تھے اور وہ نماز پڑھ رہے تھے' علی بن حسین رضی اللہ عنہ بیٹھ گئے' نماز سے فارغ ہو کر عبیداللہ اپنے ساتھیوں کے پاس آئے' ان لوگوں نے کہا کہ اللہ آپ سے مستفید کرے' آپ کے پاس یہ صاحب آئے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کے فرزند اور ان کے جانشین ہیں اور آپ سے کچھ دریافت کرتے ہیں' اگر آپ ان کی ضرورت پوری کر دیتے (تو بہتر ہوتا) پھر جو کام کر رہے ہیں کرتے۔ عبیداللہ نے ان لوگوں کو جواب دیا کہ افسوس ہے جو اس شان کو طلب کرے اس کے لیے ضروری ہے کہ مشقت بھی اٹھائے۔

ایک شیخ سے جن کا نام مستقیم تھا مروی ہے کہ ہم علی بن حسین رضی اللہ عنہ کے پاس رہتے تھے ان کے پاس سائل آتا تو کھڑے ہو جاتے اور اسے دیتے اور کہتے کہ صدقہ سائل کے ہاتھ میں پڑنے سے پہلے اللہ کے ہاتھ میں پڑتا ہے۔ انہوں نے اپنے ہاتھوں سے اشارہ کیا۔

مسعود بن مالک سے مروی ہے کہ مجھ سے علی بن حسین رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سعید ابن جبیر کیسے ہیں؟ میں نے کہا نیک ہیں' انہوں نے کہا کہ وہ ایسے شخص ہیں جو ہمارے پاس سے گزرتے ہیں تو ہم ان سے فرائض اور وہ اشیاء دریافت کرتے ہیں جن کے ذریعے سے اللہ ہمیں فائدہ دیتا ہے بے شک وہ چیز ہمارے پاس نہیں جس کی یہ اہل عراق ہم پر تہمت لگاتے ہیں۔

یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ علی بن حسین رضی اللہ عنہ نے کہا کہ واللہ عثمان رضی اللہ عنہ حق کے طور پر قتل نہیں کیے گئے۔

نماز میں کمال درجہ خشیت الٰہی:

عبداللہ بن ابی سلیمان سے مروی ہے کہ علی بن الحسین رضی اللہ عنہ جب چلتے تھے تو ان کے ہاتھ ران سے آگے نہ بڑھتے تھے اور نہ وہ اپنے ہاتھ ہلاتے تھے' جب نماز کو کھڑے ہوتے تو لرزہ طاری ہو جاتا' ان سے کہا گیا کہ آپ کو کیا ہوا تو انہوں نے کہا کہ تم لوگ نہیں جانتے کہ میں کس کے آگے کھڑا ہوتا ہوں اور کس سے مناجات کرتا ہوں۔

علی بن محمد سے مروی ہے کہ علی بن حسین رضی اللہ عنہ جنگ سے منع کرتے تھے' اہل خراسان کی ایک جماعت ان سے ملی' انہوں نے اس ظلم کی شکایت کی جو انہیں اپنے والیوں سے پہنچتا تھا' علی رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کو صبر اور باز رہنے کا حکم دیا اور کہا کہ میں وہی کہتا ہوں جو عیسیٰ علیہ السلام نے کہا تھا کہ:

﴿ ان تعذبهم فانهم عبادك و ان تغفرلهم فانك انت العزيز الحكيم ﴾

''اگر تو ان لوگوں کو عذاب دے تو وہ تیرے بندے ہیں۔ اور اگر تو انہیں معاف کر دے تو بے شک تو عزت والا اور حکمت والا ہے''۔

ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ علی بن حسین رضی اللہ عنہ اپنی سواری پر اس طرح مکے کی جانب روانہ ہوتے اور واپس آتے کہ اسے کوڑا نہیں مارتے تھے' اور اسلم مولائے عمر کو اپنے ہمراہ بیٹھا لیتے تھے قریش کے ایک شخص نے کہا کہ آپ قریش کو چھوڑ کر بنی عدی کے ایک غلام کو اپنے ہمراہ بیٹھا لیتے ہیں۔ علی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ انسان صرف اس جگہ بیٹھتا ہے جہاں اسے نفع ہوتا ہے۔

یزید بن حازم سے مروی ہے کہ میں نے علی بن حسین رضی اللہ عنہ و سلیمان بن یسار کو دیکھا کہ دونوں قبر و منبر کے درمیان سورج بلند ہونے تک بیٹھ کر باتیں کرتے اور باہم تذکرہ کرتے' جب اٹھنے کا ارادہ کرتے تو عبداللہ بن ابی سلمہ انہیں کوئی سورۃ پڑھ کر سناتے پھر جب وہ پڑھنے سے فارغ ہوتے تو وہ لوگ دعا کرتے' حماد نے کہا کہ وہ الماجشون تھے۔ علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ سیاہی سے خضاب کرتے تھے۔

جبہ و دستار:

موسیٰ بن ابی حبیب الطائفی سے مروی ہے کہ میں نے علی بن حسین رضی اللہ عنہ کو مہندی اور نیل سے خضاب کرتے دیکھا' علی بن

حسین رضی اللہ عنہ کے جوتے دیکھے جن کا سرا گول تھا' ان میں کوئی نوک نہ تھی۔

علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنے متعلقین کو مہندی اور نیل کا خضاب کرتے دیکھا۔ حبیب بن ابی ثابت سے مروی ہے کہ علی بن حسین رضی اللہ عنہ کی زرد خز کی چادر تھی جسے وہ جمعہ کو اوڑھتے تھے۔ عثمان بن حکیم سے مروی ہے کہ میں نے علی بن حسین رضی اللہ عنہ کے بدن پر خز کی چادر اور خز کا جبہ دیکھا۔

ابی جعفر سے مروی ہے کہ علی بن حسین رضی اللہ عنہ کو عراق سے کھالوں کا ایک جبہ بطور ہدیہ بھیجا گیا وہ اسے پہنتے تھے' مگر جب نماز پڑھنے کا ارادہ کرتے تو اسے اتار دیتے۔

ابی جعفر سے مروی ہے کہ علی بن حسین رضی اللہ عنہ کا لومڑی کی کھالوں کا جبہ تھا وہ اسے پہنتے تھے۔ مگر جب نماز پڑھتے تو اسے اتار دیتے۔

نصر بن اوس الطائی سے مروی ہے کہ میں علی بن حسین رضی اللہ عنہ کے پاس گیا جو اس حالت میں تھے کہ بدن پر سرخ پرانی چادر تھی اور گیسو شانوں تک چھوٹے ہوئے تھے۔

یزید بن حازم سے مروی ہے کہ میں نے علی بن حسین رضی اللہ عنہ کے جسم پر ایک کردی موٹا طیلسان (جبہ) اور یمنی موٹے موزے دیکھے۔

علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ خز کی چادر پچاس دینار میں خریدتے اس میں جاڑا گزارتے پھر اسے فروخت کر کے اس کی قیمت خیرات کر دیتے' مصر کے شہر الشمون کی بنی ہوئی دو چادروں میں کہ ایک دینار کی ہوتیں گرمی گزار دیتے' بیچ میں مختلف کپڑے پہن لیا کرتے اور کہتے تھے کہ "من حرم زینة اللّٰہ التی اخرج لعبادہ" (اللہ کی وہ زینت جو اس نے اپنے بندوں کے لیے نکالی کس نے حرام کی) عمامہ باندھتے تھے عیدین میں ان کے لیے مشکیزے میں بغیر جھاگ کی نبیذ بنائی جاتی تھی' جب احرام کا ارادہ کرتے تو غسل کے بعد تیل یا خوشبو لگاتے تھے۔

عبداللہ بن سعید بن ابی ہند سے مروی ہے کہ میں نے علی بن حسین رضی اللہ عنہ کے سر پر سفید چھوٹی ٹوپی دیکھی جو منڈھی ہوئی تھی۔

محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ میں نے علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ سفید عمامہ باندھتے اور پس پشت شملہ (بروایت ابن ابی اویس) ایک بالشت یا قدرے زائد لٹکا لیتے۔

عادات وخصائل:

ابو جعفر سے مروی ہے کہ علی بن الحسین رضی اللہ عنہ بیت الخلاء میں گئے' میں دروازے پر کھڑا ہوا تھا' اور ان کے وضو کا پانی رکھ دیا تھا' وہ نکلے اور کہا کہ اے میرے فرزند' میں نے کہا' لبیک (حاضر ہوں) انہوں نے کہا کہ میں نے بیت الخلاء میں ایک ایسی چیز دیکھی جس نے مجھے شک میں ڈال دیا۔ میں نے کہا وہ کیا چیز ہے' انہوں نے کہا کہ میں نے مکھیوں کو دیکھا کہ نجاست پر گرتی ہیں پھر اڑ کر انسان کی کھال پر بیٹھتی ہیں' میں نے یہ ارادہ کیا ہے کہ ایک کپڑا بناؤں کہ جب بیت الخلاء جاؤں تو اسے پہن لوں۔ پھر کہا کہ مجھے ایسی چیز مناسب نہیں جس کی لوگوں کو گنجائش نہ ہو۔

ابی جعفر سے مروی ہے کہ ان کے والی علی بن حسین رضی اللہ عنہما نے دو مرتبہ اپنا مال اللہ کے اور اپنے درمیان تقسیم کر دیا (یعنی آدھی دولت اللہ کی راہ میں دے دی اور آدھی خود رکھی) اور کہا: کہ اللہ اس گناہ گار مومن کو پسند کرتا ہے جو توبہ کرنے والا ہو۔

عبداللہ بن محمد بن عقیل سے مروی ہے کہ علی بن حسین رضی اللہ عنہ (زمانہ حج میں) شب عرفہ و صبح مزدلفہ میں جب واپس ہوتے تو معمولی رفتار سے چلتے اور کہتے کہ ابن الزبیر جب اپنی سواری کو اپنے ہاتھ پاؤں سے مارتے تھے تو وہ درستی پر نہ تھے۔ علی بن حسین رضی اللہ عنہ ظہر و عصر اور مغرب وعشاء کو سفر میں جمع کرتے اور کہتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہی کرتے تھے' حالانکہ نہ آپ عجلت میں ہوتے اور نہ خوف میں۔

جعفر نے اپنے والد سے روایت کی کہ علی بن حسین رضی اللہ عنہ جمار کی طرف (جہاں منیٰ میں رمی کی جاتی ہے) پیادہ جاتے تھے' منیٰ میں ان کا ایک مکان تھا' جب اہل شام انہیں ایذا دینے لگے تو وہ (مقام) قرین الثعالب یا قرین الثعالب کے قریب منتقل ہو گئے' وہ سوار ہوتے اور جب وہ اپنی منزل میں آ جاتے تو جمار تک پیادہ چلتے۔ نصر بن اوس سے مروی ہے کہ علی بن حسین رضی اللہ عنہ اپنا ہاتھ کھجور میں ڈالتے اور بوڑھے اور بچے کو برابر دیتے۔

حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ہمارے پاس والد علی بن الحسین رضی اللہ عنہ آئے' میں اور جعفر ایک احاطے میں کھیل رہے تھے' والد نے محمد بن علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ جعفر پر کتنا (زمانہ) گزرا' انہوں نے کہا کہ سات سال' انہوں نے کہا کہ انہیں نماز پڑھنے کا حکم دو۔

مظلومیت کا شکوہ:

ابن عمرو سے مروی ہے کہ میں علی بن حسین رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور کہا کہ اللہ آپ کی اصلاح کرے آپ نے کس حالت میں صبح کی' انہوں نے کہا کہ میں اہل مصر کے کسی بوڑھے کو تمہاری طرح خیال نہیں کرتا تھا کہ وہ نہیں جانتا کہ ہم نے کس حالت میں صبح کی' لیکن جب تم نہیں جانتے یا تمہیں نہیں معلوم تو میں تمہیں بتاؤں گا۔

ہم نے اپنی قوم میں اس طرح صبح کی جس طرح بنی اسرائیل نے فرعون والوں میں' جو ان کے بیٹوں کو ذبح کر دیا کرتے تھے اور عورتوں کو زندہ رہنے دیتے تھے' ہمارے بوڑھے اور ہمارے سردار نے اس حالت میں صبح کی کہ منبروں پر ان کی بدگوئی یا گالی سے ہمارے دشمن کے پاس تقرب حاصل کیا جاتا ہے۔

قریش نے اس حالت میں صبح کی کہ وہ شمار کرتے ہیں کہ تمام عرب پر انہیں فضیلت ہے' اس لیے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم انہیں میں سے ہیں' بغیر آپ کے ان کی کوئی فضیلت شمار نہیں کی جا سکتی' اور عرب نے اس حالت میں صبح کی کہ وہ بھی ان (قریش) کے لیے اس کا اقرار کرتے ہیں۔

عرب نے اس حالت میں صبح کی کہ وہ گمان کرتے ہیں کہ انہیں عجم پر فضیلت ہے اس لیے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم انہیں (عرب) میں سے ہیں' بغیر آپ کے ان کی کوئی فضیلت شمار نہیں کی جا سکتی۔ عجم نے اس حالت میں صبح کی کہ وہ بھی ان (عرب) کے لیے اس کا اقرار کرتے ہیں۔

اگر عرب سچ کہتے تھے کہ انہیں عجم پر فضیلت ہے اور قریش سچ کہتے تھے کہ انہیں عرب پر فضیلت ہے اس لیے کہ محمد ﷺ انہیں میں سے ہیں تو ہم اہل بیت کو قریش پر فضیلت ہے۔ اس لیے کہ محمد ﷺ ہم میں سے ہیں' انہوں نے اس حالت میں صبح کی کہ ہمارا حق لیتے تھے اور ہمارا حق پہچانتے نہ تھے' تم نہیں جانتے کہ ہماری کیوں کر گزری تو اب جان لو کہ اس طرح گزر گئی۔

راوی کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ ان لوگوں کو سنانا چاہتے تھے جو لوگ بیت اللہ میں موجود تھے۔ سالم مولائے ابی جعفر سے مروی ہے کہ ہشام بن اسماعیل' علی بن حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے اہل بیت کو ایذا دیا کرتا تھا کہ منبر پر اس کے متعلق بیان کرتا اور علی رضی اللہ عنہ کی بدگوئی کرتا' جب ولید بن عبدالملک والی بنایا گیا تو اس نے اسے معزول کر دیا اور حکم دیا کہ لوگوں کے سامنے اسے کھڑا کیا جائے۔

کمالات و محاسن:

راوی نے کہا کہ ہشام کہا کرتا تھا کہ خدا کی قسم' میرے نزدیک سب سے اہم علی بن حسین رضی اللہ عنہ ہیں' میں کہا کرتا تھا کہ وہ مرد صالح ہیں' ان کی بات سنی اور مانی جاتی ہے۔

ہشام بن اسماعیلؒ مواخذہ کے لیے لایا گیا تو علی بن حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے لڑکوں اور حامیوں کو جمع کر کے منع کر دیا کہ اس شخص سے تعرض نہ کریں۔

علی بن حسین رضی اللہ عنہ اپنی کسی ضرورت سے صبح کو ادھر سے گزرے' سامنا ہوا تو ہشام بن اسمٰعیل نے ان سے پکار کر کہا کہ **"اللّٰہ یعلم حیث یجعل رسالتہ"** (اللہ جانتا ہے جہاں وہ اپنی پیمبری رکھتا ہے)۔

عبداللہ بن علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب ہشام بن اسماعیل معزول کر دیا گیا تو انہوں نے ہمیں اس سے ان امور کا انتقام لینے سے منع کیا' جنہیں ہم لوگ ناگوار سمجھتے تھے' جب والد نے ہمیں جمع کیا تو کہا کہ یہ شخص معزول کر دیا گیا اور اسے لوگوں کے لیے کھڑا کرنے کا حکم دیا گیا لیکن تم میں سے کوئی شخص ہرگز اس کی روک ٹوک نہ کرے۔

میں نے کہا کہ اے میرے والد! یہ کیوں' واللہ اس کا نقش ہمارے نزدیک بہت برا ہے۔ اور ہمیں بھی ایسے ہی دن کی تلاش تھی' انہوں نے کہا کہ اے میرے فرزند' ہم اس کو اللہ کے سپرد کرتے ہیں' واللہ آل حسین رضی اللہ عنہ میں سے کسی نے اسے ایک حرف بھی نہ کہا یہاں تک کہ اس کی حکومت پارہ پارہ ہوگئی۔

ابی جعفر سے مروی ہے کہ علی بن حسین رضی اللہ عنہ نے وصیت کی کہ ان کی موت کی کسی کو اطلاع نہ کریں اور انہیں لے چلنے میں جلدی کی جائے' انہیں سوتی کپڑے کا کفن دیا جائے اور سر میت میں مشک نہ شامل کی جائے۔

عبداللہ بن محمد بن عقیل سے مروی ہے کہ جب علی بن حسین رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو ابوجعفر رحمۃ اللہ علیہ نے علی بن حسین رضی اللہ عنہ کی ایک ام ولد کو ان کی شرم گاہ کو غسل دینے کا حکم دیا۔

عبدالحکیم بن عبداللہ بن ابی فروہ سے مروی ہے کہ علی بن حسین رضی اللہ عنہ کی وفات ۹۴ھ میں مدینے میں ہوئی اور انہیں بقیع میں دفن کیا گیا' اس سال کو فقہا کے کثرت انتقال کی وجہ "سنۃ الفقہا" کہا جاتا تھا۔

حسین بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میرے والد علی بن حسین رضی اللہ عنہ کی وفات ۹۴ھ میں ہوئی' ہم نے ان پر بقیع میں نماز پڑھی' فضل بن دکین کہتے تھے کہ ان کی وفات ۹۲ھ میں ہوئی' ان کے اہل بیت و اہل شہر نے ایسی کوئی چیز نہیں کی جس سے میں انہیں جانتا۔ جعفر بن محمد سے مروی ہے کہ جب علی بن حسین رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو وہ اٹھاون سال کے تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ یہ تمہیں اس امر پر دلالت کرے گا کہ علی بن حسین رضی اللہ عنہ تیرہ یا چودہ سال کی عمر میں (واقعہ کربلا میں) اپنے والد کے ساتھ تھے' جن لوگوں نے یہ کہا کہ وہ بچے تھے کہ سبزہ بھی آغاز نہ ہوا تھا ان کا قول کوئی چیز نہیں' لیکن وہ اس روز مریض تھے انہوں نے جنگ نہیں کی' وہ اس زمانے میں کس طرح اس حالت میں ہو سکتے ہیں کہ ان کے سبزہ آغاز نہ ہوا ہو' حالانکہ ان کے یہاں ابوجعفر محمد بن علی رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہو چکے تھے' ابوجعفر جابر بن عبداللہ سے ملے ہیں اور لوگوں نے ان سے روایت کی ہے اور جابر کی وفات ۷۸ھ میں ہوئی۔

مقبری سے مروی ہے کہ جب علی بن حسین رضی اللہ عنہ کو رکھا گیا کہ ان پر نماز پڑھی جائے تو لوگ اور اہل مسجد (نبویؐ) ان کی طرف ٹوٹ پڑے۔ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ مسجد میں تنہا رہ گئے تو خشرم نے سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ اے ابو محمد آپ مکان صالح میں اس مرد صالح کے پاس نہیں حاضر ہوتے سعید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مجھے مسجد میں دو رکعت پڑھنا اس مرد صالح کے پاس مکان صالح میں حاضر ہونے سے زیادہ پسند ہے۔

عیثم بن نسطاس سے مروی ہے کہ میں نے سلیمان بن یسار کو دیکھا کہ ان کی جانب روانہ ہوئے' انہوں نے ان پر نماز پڑھی اور ان کے ساتھ گئے' وہ کہتے تھے کہ مجھے جنازے میں حاضر ہونا نفل نماز سے زیادہ پسند ہے۔

بے ریا سخاوت و فیاضی:

شیبہ بن نعامہ سے مروی ہے کہ علی بن حسین رضی اللہ عنہ کو بخیل کہا جاتا تھا' جب ان کی وفات ہوگئی تو لوگوں نے ان کی یہ حالت پائی کہ مدینے کے سو گھر والوں کو پوشیدہ طور پر خوراک دیتے تھے' لوگوں نے کہا کہ علی بن حسین رضی اللہ عنہ ثقہ و مامون و کثیر الحدیث اور عالی مرتبہ و بلند پایہ و پرہیزگار تھے۔

عبدالملک بن المغیرہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ عبدالملک کے یہاں خدیج و عبدالرحمٰن و نوفل و اسحاق و یزید و ضریبہ و حبابہ پیدا ہوئیں' ان سب کی والدہ ام عبداللہ بنت سعید بن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب تھیں۔ عبدالملک کی کنیت ابو محمد تھی' قلیل الحدیث تھے' ان کی وفات عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی خلافت میں ہوئی۔

ابوبکر بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی حثمہ بن حذیفہ بن غانم بن عامر بن عبداللہ بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب' ان کی والدہ امۃ اللہ بنت المسیب بن صیفی بن عابد بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھیں۔

ابوبکر بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں محمد و عبداللہ اور چند لڑکیاں پیدا ہوئیں' ان سب کی والدہ ایک ام ولد تھیں۔ حارث' ان کی والدہ ایک ام ولد تھے۔

ام کلثوم' ان کی والدہ دختر شافع بن انس بن عبدہ بنی معیص بن عامر بن لوی میں سے تھیں۔ ابوبکر بن سلیمان نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے سنا ہے اور ان سے زہری نے روایت کی ہے۔ ان کے بھائی:

عثمان بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی حثمہ بن حذیفہ بن غانم' ان کی والدہ میمونہ بنت قیس بن ربیعہ بن ربعان بن حرثان بن نصر بن عمرو بن ثعلبہ بن کنانہ بن عمرو بن قین قبیلہ فہم سے تھیں۔ عثمان بن سلیمان کے یہاں عمرو محمد پیدا ہوئے' ان دونوں کی والدہ ام ولد تھیں۔ عثمان رحمۃ اللہ علیہ سے بھی روایت کی گئی ہے۔

عبدالملک بن مروان رحمۃ اللہ علیہ:

ابن الحکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی' ان کی والدہ عائشہ بنت معاویہ بن المغیرہ بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف تھیں۔

عبدالملک بن مروان کے یہاں ولید پیدا ہوئے جو والی خلافت ہوئے اور سلیمان کہ وہ بھی والی خلافت ہوئے' مروان اکبر جو لاولد مر گئے اور داؤد کہ وہ بھی لاولد مر گئے' اور عائشہ' ان سب کی والدہ ام الولید بنت العباس بن جزء بن الحارث بن زہیر بن جذیمہ بن رواحہ بن ربیعہ بن مازن بن الحارث بن قطیعہ بن عبس بن بغیض تھیں۔

یزید بن عبدالملک جو والی خلافت ہوئے' اور مروان' اور معاویہ جو لاولد مر گئے۔ ان سب کی والدہ عاتکہ بنت یزید بن معاویہ بن ابی سفیان بن حرب بن امیہ بن عبد شمس تھیں۔

ہشام بن عبدالملک جو والی خلافت ہوئے' ان کی والدہ ام ہشام بنت ہشام ابن اسماعیل بن ہشام بن الولید بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھیں۔

ابوبکر بن عبدالملک نام بکار تھا' ان کی والدہ عائشہ بنت موسیٰ بن طلحہ بن عبیداللہ التیمی تھیں۔ حکم بن عبدالملک جو لاولد مر گئے۔ ان کی والدہ ام ایوب بنت عمرو بن عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ تھیں' ام ایوب کی والدہ ام الحکم بنت ذویب بن حلحلہ بن عمرو بن کلیب الاعمیٰ ابن اصرم بن عبداللہ بن قمیر بن حبشیہ بن سلول تھیں۔

عبداللہ بن عبدالملک و مسلمہ و منذر و عنبسہ و محمد سعید الخیر و حجاج مختلف ام ولد سے تھے۔ فاطمہ بنت عبدالملک جن سے عمر بن عبدالعزیز بن مروان نے نکاح کیا۔ ان کی والدہ المغیرہ بنت المغیرہ بن خالد بن العاص بن ہشام بن المغیرہ تھیں۔

عبدالملک کی کنیت ابوالولید تھی۔ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ۲۶ھ میں ان کی ولادت ہوئی' یوم الدار میں اپنے والد کے ساتھ تھے' اس وقت عمر دس سال کی تھی' انہوں نے ان لوگوں کا حال اور ان کی بات یاد رکھی' مسلمان ۴۲ھ کے سرما میں بغرض جہاد ملک روم گئے' وہ پہلا سرمائی جہاد تھا کہ وہ لوگ اس کے لیے وہاں گئے۔ معاویہ نے اہل شہر پر عبدالملک بن مروان کو عامل بنایا جو

اس زمانے میں سولہ سال کے تھے۔عبدالملک بن مروان نے لوگوں کو بحری سفر کرایا۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی نظر میں:

محمد بن اسماعیل بن ابی فدیک مدنی سے مروی ہے کہ میں نے ایک شیخ کو کثیر بن الصلت کے مکان کے پاس بیان کرتے سنا کہ ایک روز معاویہ بن ابی سفیان نے اجلاس کیا' ان کے ہمراہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بھی تھے' عبدالملک بن مروان ان دونوں کے پاس سے گزرے تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ نوجوان کس قدر باادب اور مروت والا ہے۔

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ امیر المومنین' اس نوجوان نے چار خصلتیں اختیار کر لیں اور تین خصلتیں ترک کر دیں۔ جب وہ بات کرتا ہے تو خوش گفتاری سے اور اس سے بات کی جاتی ہے تو ہمہ تن ساعت بن جاتا ہے' جب ملاقات کرتا ہے تو خنداں پیشانی سے' اور اگر اس کی مخالفت کی جائے تو بہت کم بار ڈالتا ہے۔جس گفتگو سے عذر کیا جاتا ہے اسے ترک کر دیتا ہے' کمینہ لوگوں کی صحبت سے عذر کرتا ہے اور ایسے شخص سے مزاح کو ترک کرتا ہے۔جس کی عقل و مروت پر بھروسہ نہیں۔

ایام حرہ میں مدینہ سے اخراج:

مقبری سے مروی ہے کہ عبدالملک بن مروان اپنے والد کی زندگی اور ان کی ولایت کے زمانے میں ایام حرہ تک مدینے میں رہے' جب اہل مدینہ نے حملہ کیا اور یزید بن معاویہ کے عامل عثمان بن محمد بن ابی سفیان کو مدینے سے نکال دیا اور بنی امیہ کو بھی نکال دیا تو عبدالملک اپنے والد کے ساتھ روانہ ہوئے' راستے میں مسلم بن عقبہ ملا جسے یزید بن معاویہ نے ایک لشکر کے ہمراہ اہل مدینہ کی طرف بھیجا تھا۔

مروان و عبدالملک بن مروان جن کے چیچک نکلی ہوئی تھی اس کے ساتھ واپس ہوئے' عبدالملک ذی خشب میں رہ گئے' انہوں نے ایک قاصد کو حکم دیا کہ نخیص میں قیام کرے جو مدینہ و ذی خشب کے درمیان مدینے سے بارہ میل کے فاصلے پر ہے۔اور دوسرے قاصد کو حکم دیا کہ جنگ میں حاضر ہو کر ان کے پاس اس کی خبر لائے' انہیں یہ اندیشہ تھا کہ حکومت اہل مدینہ کی ہو جائے گی۔

عبدالملک ذی خشب میں مروان کے محل میں بیٹھے ہوئے انتظار کر رہے تھے کہ قاصد اپنا کپڑا ہلاتا ہوا آ گیا' عبدالملک نے کہا کہ بے شک یہ خوشخبری دینے والا ہے' ان کے پاس وہ قاصد آیا جو نخیص میں تھا اور خبر دی کہ اہل مدینہ قتل کر دیئے گئے اور شامی فوج شہر میں داخل ہو گئی' عبدالملک نے سجدۂ شکر ادا کیا اور صحت پانے کے بعد مدینے میں داخل ہوئے۔

علاوہ محمد بن عمر کے اور مؤرخین نے کہا کہ اہل مدینہ نے جب ان لوگوں کو نکالا تھا تو ان سے عہد و پیمان لے لیا تھا کہ وہ ان کے مخفی پہاڑی راستوں کو نہ بتائیں گے اور نہ ان کے خلاف کسی دشمن کی مدد کریں گے' پھر جب انہیں وادی القریٰ میں مسلم بن عقبہ ملا تو مروان نے اپنے بیٹے عبدالملک سے کہا کہ تم مجھ سے پہلے اس کے پاس جاؤ شاید کہ میرے بدلے تم اسے کفایت کرو۔

عبدالملک اس کے پاس گئے' مسلم نے ان سے کہا کہ تمہارے پاس جو خبر ہے وہ لاؤ مجھے لوگوں کی خبر بتاؤ اور کہو کہ تمہاری کیا رائے ہے' انہوں نے کہا کہ اچھا' پھر اسے اہل مدینہ کی خبر دی' ان کے مخفی پہاڑی راستے بتائے کہ کیوں کر ان کے پاس آ سکتے ہیں اور کہاں سے ان پر داخل ہوں اور کہاں اتریں۔

مروان اس کے پاس آیا تو اس نے کہا کہ جو خبر تمہارے پاس ہے لاؤ' اس نے کہا کہ کیا عبدالملک تمہارے پاس نہیں آئے؟ اس نے کہا کہ ہاں' مروان نے کہا کہ جب تم عبدالملک سے مل لیے تو مجھ ہی سے مل لیے' اس نے کہا بے شک' مسلم نے کہا کہ عبدالملک بھی کیسے آدمی ہیں میں نے بہت کم قریش کے لوگوں میں سے کسی شخص سے گفتگو کی ہے جو ان کے مشابہ ہو۔

امارت سے پہلے کی حالت:

اہل اردن میں سے ایک شخص سے مروی ہے کہ مسلم بن عقبہ کے مدینے آنے کے وقت ہم لوگ اس کے ساتھ تھے' ذی المروہ کے ایک باغ میں داخل ہوئے تو اتفاق سے ایک خوبصورت وخوش ادا نوجوان کھڑا ہوا نماز پڑھ رہا تھا' تھوڑی دیر تک ہم اس باغ میں گھومے نماز سے فارغ ہوا تو اس نے مجھ سے کہا کہ اے اللہ کے بندے کیا تم اسی لشکر میں ہو۔ میں نے کہا ہاں' اس نے کہا کہ کیا تم لوگ ابن الزبیر رضی اللہ عنہما سے جنگ کا قصد کرتے ہو۔ میں نے کہا ہاں۔ اس نے کہا کہ میں نہیں پسند کرتا کہ روئے زمین پر جو کچھ ہے وہ سب میرے لیے ہو اور میں جنگ کے لیے ان کی جانب روانہ ہوں' آج روئے زمین پر ابن الزبیر رضی اللہ عنہما سے بہتر کوئی نہیں ہے۔ راوی نے کہا کہ وہ نوجوان عبدالملک بن مروان تھا' عبدالملک بعد کو ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کے ساتھ مبتلا ہوئے اور ان کو مسجد حرام میں قتل کر دیا۔

لوگوں نے بیان کیا کہ عبدالملک علماء وفقہاء کی صحبت میں بیٹھتے تھے' ان سے علم حاصل کیا تھا اور قلیل الحدیث تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ۳/ ذی القعدہ ۶۴ھ یوم چارشنبہ کو الجابیہ میں مروان بن الحکم سے بیعت خلافت کی گئی' پھر اس نے ضحاک بن قیس الفہری کا مرج راہط میں مقابلہ کیا اور اسے قتل کر دیا۔ اس کے بعد عبدالملک وعبدالعزیز فرزندان مروان نے اپنے والد کے لیے بیعت خلافت لی۔

ابی الحویرث سے مروی ہے کہ یکم رمضان ۶۵ھ کو دمشق میں مروان کی وفات ہوئی' اس روز عبدالملک خلافت کی طرف متوجہ ہوئے۔

اسماعیل بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ مصعب بن الزبیر نے عبدالملک کی جانب نکلنے کی تیاری کر لی اور روانہ ہو گئے' باجمیراء میں آئے جو انبار سے تین فرسخ اسی طرف ساحل فرات پر ایک گاؤں ہے وہاں اترے' عبدالملک کو معلوم ہوا تو انہوں نے اپنے لشکروں کو جمع کیا اور عراق کے ارادے سے مصعب کے قتال کے لیے روانہ ہوئے۔

انہوں نے روح بن زنباع سے اس حالت میں کہ وہ سامان سفر تیار کر رہے تھے کہا کہ واللہ اس دنیا کا معاملہ بھی عجب ہے۔ میں نے اپنے آپ کو اور مصعب بن الزبیر کو اس حالت میں دیکھا ہے کہ جس مقام پر ہم دونوں جمع ہوتے تھے وہاں اگر ایک رات کو بھی میں انہیں نہ پاتا تھا تو گویا میں بے چین ہو جاتا تھا اور وہ مجھے نہ پاتے تھے تو وہ بھی ایسا ہی کرتے تھے' میرے پاس تھوڑا سا کھانا بھی لایا جاتا تھا تو میں نہیں سمجھتا تھا کہ میرے لیے اس کا کھانا جائز ہے تاوقتیکہ میں وہ سب یا اس کا کچھ حصہ مصعب کے پاس نہ بھیج دوں' لیکن اب ہم دونوں تلوار تک پہنچ گئے' یہ سلطنت بار آور نہیں ہوتی' باپ یا بیٹا جو کوئی اس کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے لیے تلوار ہی ہوتی ہے۔

عبدالملک یہ گفتگو محض اس لیے کر رہے تھے کہ خالد بن یزید بن معاویہ و عمرو ابن سعید بن العاص دونوں ان کے ہمراہ بیٹھے ہوئے تھے' اس گفتگو کو انہوں نے ان دونوں کو سنانا چاہا تھا وہ اس زمانے میں دونوں سے ڈرتے تھے' انہیں معلوم تھا کہ اہل شام کے نزدیک عمرو بن سعید سب سے زیادہ پسندیدہ ہیں' اور خالد بن یزید بن معاویہ کو مروان نے ولی عہد بنانے کی امید دلائی تھی' مگر اس نے عبدالملک کو اور عبدالملک کے بعد عبدالعزیز کو ولی عہد بنادیا خالد مایوس ہو گیا اور بحالت امید و بیم عبدالملک کے ساتھ تھا۔

یحییٰ بن عبداللہ بن ابی فروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب عبدالملک دمشق سے بہ قصد عراق جنگ مصعب کے لیے روانہ ہوئے تو وہ بطنان حبیب بلیلہ کے اسی طرف تھے کہ خالد بن یزید اور عمرو بن سعید یک جا بیٹھے' دونوں نے عبدالملک کے حال اور باوجود ان کے فریب دینے اور لغو وعدے کرنے کے ان کے ہمراہ اپنی روانگی کا تذکرہ کیا' عمرو نے کہا کہ میں تو واپس ہوتا ہوں' خالد نے انہیں ہمت دلائی۔

عمرو دمشق واپس آئے اور شہر میں داخل ہو گئے' حالانکہ اس زمانے میں اطراف ایک مضبوط شہر پناہ تھی' انہوں نے اہل شام کو بلایا تو لوگ فوراً ان کے پاس آ گئے' عبدالملک نے انہیں نہ پایا تو پوچھا کہ ابوامیہ کہاں ہیں' کہا گیا کہ وہ واپس گئے' عبدالملک بھی لوگوں کو دمشق واپس لے گئے' شہر دمشق کے دروازے پر اترے اور سولہ دن مقیم رہے' یہاں تک کہ عمرو نے اسے ان کے لیے کھول دیا اور ان سے بیعت کر لی۔

عبدالملک نے ان سے چشم پوشی کی' پھر ان کے قتل کا ارادہ کر لیا اور انہیں ایک روز بلا بھیجا' عمرو کے دل میں یہ آیا کہ یہ پیام شر ہے' وہ مع اپنے ہمراہیوں کے سوار ہو کے ان کے پاس گئے' انہوں نے ایک زرہ پہنی جس سے اپنے کو چھپائے ہوئے تھے' عبدالملک کے پاس گئے' اس نے تھوڑی دیر باتیں کیں' پھر یحییٰ بن الحکم کو حکم دیا کہ جب میں نماز کو جاؤں تو ان کی گردن مار دیں۔

عمرو بن سعید کا قتل:

عبدالملک ان کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ اے ابوامیہ یہ کیسے کنویں ہیں جو ہمارے لیے کھودے جاتے ہیں' انہوں نے وہ سب یاد دلایا جو ان سے سرزد ہوا تھا اور نماز کو چلے گئے' اور واپس آئے تو دیکھا کہ یحییٰ نے ان کی طرف پیش قدمی نہیں کی' عبدالملک نے انہیں گالی دی' وہ خود اور ان کے ساتھی عمرو بن سعید پر بڑھے اور انہیں قتل کر دیا۔

اسماعیل بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ اس سال عبدالملک نے قیام کیا' مصعب سے جنگ نہیں کی' مصعب کوفہ واپس چلے گئے' جب سال آئندہ آیا تو مصعب کوفے سے روانہ ہوئے اور باجمیراء میں آ کے مقیم ہو گئے' عبدالملک کو معلوم ہوا تو انہوں نے ان کی جانب روانگی کی تیاری کی۔

رجاء بن حیوہ سے مروی ہے کہ جب عبدالملک نے مصعب کی جانب روانگی طے کر لی تو اس کے لیے تیاری کی اور اہل شام کے لشکر کثیر کے ہمراہ روانہ ہوئے' عبدالملک بھی روانہ ہوئے اور مصعب بھی بڑھے یہاں تک کہ مسکن میں دونوں کا مقابلہ ہوا' لوگ جنگ کے لیے نکلے' قوم میں سے بعض نے بعض کے مقابلے پر صف باندھ لی۔

ربیعہ وغیرہ نے مصعب سے دغا کی تو انہوں نے کہا کہ آدمی کو ہر حال میں مرنا ہے' لہٰذا واللہ اس کا کریم و احسن ہو کے مرنا اس سے بہتر ہے کہ وہ ان لوگوں سے گریہ وزاری کرے جنہوں نے اسے تنہا چھوڑ دیا' میں کبھی ان لوگوں سے مدد نہ چاہوں گا اور نہ اور کسی سے۔

انہوں نے اپنے بیٹے عیسیٰ سے کہا کہ تم آگے بڑھ کر جنگ کرو' ان کے بیٹے نزدیک گئے اور قتال کیا یہاں تک کہ قتل کر دیے گئے۔ ابراہیم بن الاشتر آگے بڑھا' نہایت شدید جنگ کی قوم نے اس پر ہجوم کر لیا اور وہ بھی قتل کر دیا گیا۔

لوگ مصعب کی جانب روانہ ہوئے جو اپنے تخت پر تھے' انہوں نے تخت ہی پر سے ان لوگوں سے شدید جنگ کی یہاں تک کہ قتل کر دیے گئے' عبیداللہ ابن زیاد بن ظبیان آیا اور ان کا سر کاٹ کے عبدالملک کے پاس لایا' عبدالملک نے اسے ایک ہزار دینار دیے مگر اس نے لینے سے انکار کیا۔

عبدالملک نے اہل عراق کو اپنی بیعت کی دعوت دی' لوگوں نے ان سے بیعت کر لی اور وہ ملک شام واپس ہوئے۔

شرحبیل بن ابی عون نے اپنے والد وغیرہ سے روایت کی کہ جب عبدالملک ابن مروان نے مصعب بن الزبیر کو قتل کر دیا تو حجاج بن یوسف کو دو ہزار لشکر اہل شام کے ہمراہ عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما کی جانب مکہ روانہ کیا' طارق بن عمرو کو لکھ کر حکم دیا کہ حجاج سے مل جائے' طارق اپنے ہمراہیوں کے ساتھ جو پانچ ہزار تھے روانہ ہوئے اور حجاج سے مل گئے۔

ان لوگوں نے ابن الزبیر کا محاصرہ کر لیا اور جنگ کی' ان پر آلات سنگ اندازی نصب کیے ۷۲ھ میں جب ابن الزبیر رضی اللہ عنہما محصور تھے تو حجاج نے لوگوں کو حج کرایا' حجاج و طارق واپس ہو کے بیر میمون میں اترے' دونوں نے بیت اللہ کا طواف نہیں کیا اور نہ ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کے قتل ہونے تک عورتوں اور خوشبو کی قربت کی۔ قتل ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کے بعد دونوں نے بیت اللہ کا طواف کیا اور اونٹوں کی قربانی کی۔

ابن الزبیر رضی اللہ عنہما یکم ذی القعدہ ۷۲ھ سے چھ ماہ سترہ یوم تک محصور رہے اور ۱۷ ار جمادی الاول ۷۳ھ یوم سہ شنبہ کو قتل کیے گئے' ان کا سر عبدالملک بن مروان کو ملک شام بھیج دیا گیا۔

شرحبیل بن ابی عون نے اپنے والد سے روایت کی کہ ۷۳ھ میں لوگوں نے عبدالملک بن مروان کی خلافت پر اتفاق کر لیا' ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیعت نامہ لکھ دیا' ابوسعید الخدری و سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہما نے بھی لکھ دیا۔

سکوں پر نقش کا رواج:

عبدالرحمٰن بن ابی الزناد نے اپنے والد سے روایت کی کہ عبدالملک بن مروان نے ۷۵ھ میں دینار و درہم ڈھالے' وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے ان کا ڈھالنا اور ان پر نقش کرنا ایجاد کیا۔

خالد بن ربیعہ بن ابی ہلال نے اپنے والد سے روایت کی کہ جاہلیت کے وہ مثقال جن پر عبدالملک بن مروان نے سکے کا نشان لگایا شامی مثقال سے ایک حبہ کم بائیس قیراط کے تھے اور وہ سات کے وزن میں دس تھے۔ ابن کعب بن مالک سے مروی ہے کہ ان اوزان پر عبدالملک سے اتفاق کر لیا گیا۔

فریضۂ حج کی ادائیگی:

ابن ابی الزناد نے اپنے والد سے روایت کی کہ ۷۵ھ میں عبدالملک ابن مروان نے لوگوں کے لیے حج قائم کیا' جب وہ مدینے میں گزرے تو اپنے والد کے مکان میں اترے اور چند روز مقیم رہے پھر روانہ ہو کے ذوالحلیفہ تک پہنچ گئے' لوگ بھی ان کے ہمراہ روانہ ہوئے' ابان بن عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے البیداء سے احرام باندھنے کو کہا' عبدالملک نے البیداء سے احرام باندھا۔

قبیصہ بن ذؤیب سے مروی ہے کہ میں نے عبدالملک بن مروان کو البیداء سے احرام باندھنے کا حکم دیا۔ عبداللہ بن نافع نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے عبدالملک بن مروان کو حرم میں داخل ہونے کے بعد بیت اللہ کا طواف کرنے تک تلبیہ کہتے دیکھا' بعد طواف تلبیہ سے رُک گئے' پھر موقف کی روانگی تک برابر تلبیہ کہتے رہے۔ راوی نے کہا کہ میں نے یہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ میں نے یہ سب دیکھا ہے مگر ہم لوگ تو بجائے تلبیہ کے صرف تکبیر کو اختیار کرتے ہیں۔

عبدالملک بن مروان سے مروی ہے کہ انہوں نے حج میں چار روز خطبہ سنایا' یوم الترویہ (۸ر ذوالحجہ) سے پہلے' یوم عرفہ (۹ر ذوالحجہ) کو' پھر یوم النحر (۱۰ر ذوالحجہ) کی صبح یعنی ۱۱ر ذوالحجہ کو اور یوم النضر الاول (۱۲ر ذوالحجہ) کو۔

عبداللہ بن عمرو بن اویس العامری کہتے تھے کہ میں نے عبدالملک بن مروان کو قبیصہ بن ذؤیب سے کہتے سنا کہ کیا تم نے رخصتی میں (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے) کسی وقتی دعاء کو سنا ہے انہوں نے کہا نہیں' تو عبدالملک نے کہا کہ نہ میں نے۔

حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعہ سے مروی ہے کہ میں نے عبدالملک ابن مروان کے ساتھ بیت اللہ کا طواف کیا۔ جب ساتواں شوط (پھیرا) ہوا تو وہ پناہ مانگنے کے لیے بیت اللہ کے قریب ہوئے' میں نے انہیں کھینچ لیا تو کہا کہ اے حارث تمہیں کیا ہو گیا ہے' میں نے کہا کہ اے امیر المومنین کیا آپ معلوم نہیں کہ جس نے سب سے پہلے یہ فعل کیا وہ آپ کی قوم کی بوڑھیوں میں سے ایک بڑھیا تھی۔ عبدالملک روانہ ہو گئے اور انہوں نے پناہ نہیں مانگی۔

موسیٰ بن میسرہ سے مروی ہے کہ عبدالملک بن مروان نے طواف قدوم کیا' جب طواف کی دو رکعتیں پڑھیں تو حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعہ نے کہا کہ صفا کی طرف نکلنے سے پہلے حجر اسود کی طرف چلئے' عبدالملک قبیصہ کی طرف متوجہ ہوئے' قبیصہ نے کہا کہ میں نے اہل علم میں سے کسی کو اس کی طرف پلٹتے ہوئے نہیں دیکھا' عبدالملک نے کہا کہ میں نے اپنے والد کے ساتھ طواف کیا مگر انہیں اس کی طرف پلٹتے ہوئے نہیں دیکھا' پھر عبدالملک نے کہا اے حارث تم مجھ سے سیکھو جیسا کہ میں نے تم سے سیکھا کہ جب میں نے بیت اللہ سے لپٹنے کا ارادہ کیا تو تم نے مجھے منع کیا' انہوں نے کہا کہ اے امیر المومنین جو آپ کا پہلا علم ہے اس پر عمل کیجئے' میں نے بھی آپ کے علم سے فائدہ اٹھایا۔

جابر ابن عبداللہ کی عبدالملک سے ملاقات:

عوف بن الحارث سے مروی ہے کہ میں نے جابر بن عبداللہ کو دیکھا کہ عبدالملک کے پاس آئے عبدالملک نے مرحبا کہا اور اپنے نزدیک بلایا' جابر نے کہا کہ اے امیر المومنین جیسا کہ آپ دیکھتے ہیں مدینہ وہ طیبہ ہے جس کا نام نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (طیبہ) رکھا' اور

اس کے باشندے (آج) محصور ہیں' اگر امیر المومنین کی رائے ہو کہ ان کے ساتھ نیکی کریں اور ان کے حقوق پہچانیں۔

راوی نے کہا کہ عبدالملک نے اسے ناپسند کیا اور ان سے رخ پھیر لیا' جابر اصرار کرنے لگے یہاں تک کہ قبیصہ نے اپنے بیٹے کو' جو انہیں لائے تھے کیونکہ جابر کی بینائی جا چکی تھی' اشارہ کیا کہ انہیں خاموش کر دو۔

راوی نے کہا کہ ان کے بیٹے انہیں خاموش کرنے لگے تو جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم پر افسوس ہے تم میرے ساتھ کیا کرتے ہو' انہوں نے کہا کہ خاموش رہو' جابر رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے اور جب نکلے تو انہوں نے قبیصہ کو اپنے ہاتھ سے پکڑ لیا اور کہا کہ اے ابوعبداللہ یہ لوگ بادشاہ ہو گئے ہیں' اللہ نے اچھا امتحان لیا ہے' کیونکہ جب تمہارا ساتھی (عبدالملک) تم سے سنتا ہے تو تمہارے لیے (کہنے میں) کوئی عذر نہیں ہے۔

قبیصہ نے کہا کہ سنتا بھی ہے اور نہیں بھی سنتا' جو اس کے موافق ہوتا ہے سنتا ہے' تمہارے لیے امیر المومنین نے پانچ ہزار درہم کا حکم دیا ہے' لہٰذا تم ان سے اپنے زمانے پر مدد حاصل کرو (یعنی ان درہموں سے اپنی زندگی کا زمانہ بسر کرو) جابر نے وہ لے لیے۔

حج سے واپسی پر مدینہ میں خطاب:

عبدالرحمٰن بن ابی الزناد نے اپنے والد سے روایت کی کہ ۷۵ھ میں عبدالملک ابن مروان نے حج کیا' واپسی میں مدینے سے گزرے' منبر پر لوگوں کو خطبہ سنایا' پھر اپنے دوسرے خطیب کو کھڑا کیا حالانکہ وہ خود منبر پر بیٹھے ہوئے تھے۔

خطیب نے تقریر میں اہل مدینہ سے شدید جنگ کا ذکر کیا' اس نے ان لوگوں کے خلاف اطاعت اور عبدالملک اور ان کے اہل بیت کے بارے میں بدظنی کا اور اہل حرہ کے فعل کا ذکر کیا اور کہا کہ اے اہل مدینہ میں نے تمہارے لیے سوائے اس گاؤں کے کوئی مثل نہیں پائی جس کا ذکر اللہ نے قرآن میں کیا ہے:

﴿ ضرب اللّٰه مثلا قريةً كانت آمنةً مطمئنة يأتيها رزقها رغداً من كل مكان فكفرت بانعم اللّٰه فاذاقها اللّٰه لباس الجوع والخوف بما كانوا يصنعون ﴾

''اور اللہ ایک ایسے گاؤں کی مثال بیان فرماتا ہے جو امن چین سے تھا کہ اس کی روزی بھی ہر جگہ سے بافراغت چلی آتی تھی' پھر اس نے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی تو اللہ نے ان کے ان برے کاموں کے سبب جو وہ کیا کرتے تھے اس بات کا مزہ بھی چکھا دیا کہ بھوک اور خوف کو ان کا لباس بنا دیا''۔

ابن عبد اٹھ کھڑے ہوئے اور خطیب سے کہا کہ تم جھوٹے ہو' تم جھوٹے ہو' ہم لوگ ایسے نہیں ہیں' تم اس کے بعد کی آیت پڑھو:

﴿ ولقد جاءهم رسول منهم فكذبوه فاخذهم العذاب وهم ظالمون ﴾

''اور البتہ ان کے پاس انہیں میں سے رسول بھی آیا مگر انہوں نے اس کو جھٹلا دیا تب تو ان کو ظلم کرتے ہوئے عذاب نے آ پکڑا''۔

ہم لوگ تو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے ہیں (اور یہ آیت کفار کے بارے میں ہے)۔

جب ابن عبد نے یہ کہا تو دربان ان پر ٹوٹ پڑے اور انہیں گھیر لیا' یہاں تک کہ ہمیں یقین ہو گیا کہ وہ لوگ انہیں قتل کر دیں

گئے‘ عبدالملک نے ان لوگوں کو منع کیا‘ جب خطیب فارغ ہو گیا اور عبدالملک مکان میں گئے تو ابن عبد کو بھی ان کے پاس پہنچا دیا گیا۔

راوی نے کہا کہ عبدالملک نے (اتنا انعام دیا کہ) ان کے انعام سے زیادہ کسی کو انعام نہیں دیا اور انہیں ایسا لباس پہنایا کہ ان کے لباس سے زیادہ کسی کو نہیں پہنایا۔

عبدالرحمٰن بن محمد بن عبد سے مروی ہے کہ جب عبدالملک نے وہ تقریر کی جو کی اور میرے والد نے اس کو رد کیا تو دربان میرے والد پر جھپٹ پڑے‘ وہ لوگ ان کو عبدالملک بن مروان کے پاس لے گئے۔ انہوں نے اہل شام کے روبرو ان پر کسی قدر غصے کا اظہار کیا۔

جب اہل شام چلے گئے تو ان سے کہا کہ اے ابن عبد جو کچھ تم نے کیا میں نے دیکھا ہے اور میں نے اس کو معاف کر دیا ہے لیکن میرے بعد کسی والی کے ساتھ ایسا کرنے سے بچنا کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ وہ تم سے اتنا تحمل نہ کرے گا جتنا میں نے کیا ہے۔ قریش کا یہ قبیلہ مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے‘ ہمارا حلیف بھی ہم میں سے ہے اور تم بھی ہم میں سے ایک ہو۔ تمہارا قرض کتنا ہے؟ انہوں نے کہا کہ پانچ سو دینار۔

عبدالملک نے ان کے لیے پانچ سو دینار کا حکم دیا۔ اور اس کے سوا انہیں سو دینار انعام دیئے‘ ایک جوڑا دیا جس میں سبز خز کی چادر تھی کہ اس کا ایک ٹکڑا ہمارے پاس ہے۔

ثعلبہ بن ابی مالک القرظی سے مروی ہے کہ میں نے عبدالملک بن مروان کو دیکھا کہ انہوں نے شعب میں مغرب و عشاء کی نماز پڑھی‘ میں انہیں جمع (مزدلفہ) سے ادھر ہی مل گیا‘ میں ان کے ساتھ چلا تو انہوں نے پوچھا کہ تم نے نماز پڑھی‘ میں نے کہا جان کی قسم نہیں‘ انہوں نے کہا کہ تمہیں نماز سے کس نے روکا‘ میں نے کہا کہ میں اب تک وقت کے اندر ہوں‘ انہوں نے کہا کہ جان کی قسم نہیں‘ تم وقت کے اندر نہیں ہو۔

پھر کہا کہ شاید تم ان لوگوں میں سے ہو جو امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ پر طعن کرتے ہیں۔ میرے والد نے مجھے شاہد بتایا کہ انہوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ مغرب و عشاء شعب میں پڑھی۔

راوی کہتے ہیں کہ پھر میں نے (عبدالملک سے) کہا کہ امیر المومنین‘ آپ جیسے لوگ اس قسم کا کلام کرتے ہیں حالانکہ آپ امام ہیں‘ مجھے ان پر یا اوروں پر طعن کرنے کا کیا حق ہے میں تو ان کے ساتھ تھا‘ لیکن میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے کہ وہ اس وقت تک نماز نہیں پڑھتے تھے جب تک کہ مزدلفہ نہ پہنچ جائیں‘ مجھے عمر رضی اللہ عنہ کی سنت سے زیادہ کوئی سنت پسند نہیں۔

انہوں نے کہا کہ اللہ عمر رضی اللہ عنہ پر رحمت کرے‘ مگر عثمان رضی اللہ عنہ عمر رضی اللہ عنہ کو زیادہ جانتے تھے‘ اگر عمر رضی اللہ عنہ نے یہ کیا ہوتا تو عثمان رضی اللہ عنہ ضرور ان کی پیروی کرتے‘ عثمان رضی اللہ عنہ سے زیادہ عمر رضی اللہ عنہ کی حالت کی پیروی کرنے والا کوئی نہ تھا۔

سوائے نرمی کے عثمان رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ کی سیرت میں سے کسی چیز سے اختلاف نہیں کیا‘ کیونکہ عثمان رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے لیے یہاں تک نرمی کی کہ وہ خود مغلوب ہو گئے اور اگر ان کی جانب سے بھی لوگوں پر ایسی ہی سختی کی جاتی جیسا کہ ان پر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ نے سختی کی تو لوگوں کو ان سے وہ کامیابی حاصل نہ ہوتی جو انہوں نے حاصل کر لی۔

وہ لوگ کہاں ہیں جن میں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا طریقہ جاری تھا' یوں تو لوگ آج بھی ہیں اے ثعلبہ میری رائے ہے کہ سلطان کی خصلت لوگوں کے ساتھ گشت کرتی ہے' اگر آج کوئی شخص اس سیرت پر چلے (جو عثمان رضی اللہ عنہ کی تھی) تو لوگوں کو ان کے گھروں میں لوٹا جائے' رہزنی کی جائے' لوگ باہم ظلم کریں اور فتنے برپا ہوں' اس لیے والی کے لیے ضروری ہے کہ ہر زمانے میں وہ ایسی سیرت رکھے جو اس زمانے کے لیے مفید ہو۔

ابن کعب سے مروی ہے کہ میں نے عبدالملک بن مروان کو کہتے سنا کہ اے اہل مدینہ جو پہلا طریقہ تھا اس کے اختیار کرنے کے سب سے زیادہ حقدار تم لوگ ہو۔ اس مشرق کی جانب سے ہمارے پاس ایسی احادیث کا سیلاب آیا ہے جنہیں ہم نہیں جانتے پہچانتے' اور ان میں سے ہم سوائے قرأت قرآن کے اور کچھ نہیں پہچانتے' لہٰذا تم لوگ اسی کو اختیار کرو جو تمہارے قرآن میں ہے' جس پر تم کو امام مظلوم (عثمان رضی اللہ عنہ) نے جمع کیا ہے اور تم ان فرائض کو اختیار کرو جن پر تمہیں امام مظلوم رضی اللہ عنہ نے جمع کیا ہے کیونکہ انہوں نے اس کے بارے میں زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مشورہ لیا ہے اور وہ خدا ان پر رحمت کرے اسلام کے کیسے اچھے مشیر تھے' ان دونوں نے جس کو ثابت پایا اس کو ثابت رکھا اور جو ان دونوں کی رائے کے خلاف تھا اسے انہوں نے ساقط کر دیا۔

عبدالعزیز بن مروان کی معزولی کا ارادہ:

مؤرخین نے بیان کیا کہ عبدالملک بن مروان نے یہ قصد کیا تھا کہ وہ اپنے بھائی عبدالعزیز بن مروان کو (ولی عہدی سے) معزول کر دیں' اور اپنے دونوں فرزند ولید و سلیمان کو اپنے بعد ولی عہد خلافت کریں' قبیصہ بن ذؤیب نے منع کیا اور کہا کہ یہ نہ کیجئے' کیونکہ اس سے آپ ایک فتنہ انگیز آواز کو اپنے اوپر برانگیختہ کر لیں گے' شاید انہیں موت آ جائے جس سے آپ کو ان سے راحت مل جائے۔

عبدالملک اس سے باز رہے مگر ان کا دل ان سے جھگڑتا تھا کہ انہیں معزول کر دیں۔ ایک رات کو ان کے پاس روح بن زنباع الجذامی آئے جو عبدالملک کے پاس اس طرح سوتے تھے کہ دونوں کا تکیہ ایک ہوتا تھا اور وہ عبدالملک کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ تھا۔

انہوں نے کہا کہ امیر المومنین' اگر آپ انہیں معزول کر دیں گے تو دو بھیڑیں بھی باہم نہ لڑیں گی۔ انہوں نے کہا کہ اے ابوزرعہ یہ تمہاری رائے ہے' کہا کہ جی ہاں' واللہ' اور میں سب سے پہلا شخص ہوں گا جو آپ کی یہ بات قبول کرے گا' تو انہوں نے کہا کہ ان شاء اللہ ہم اعلان کریں گے' پھر وہ اسی حالت پر تھے۔ عبدالملک نے جواب دیا کہ اللہ نے چاہا تو یہ ایک چھوٹی سی نصیحت کی بات ہوگی' اسی حالت میں تھے کہ عبدالملک بن مروان سو گئے روح بن زنباع ان کے پہلو میں تھے' یکایک ان دونوں کے پاس قبیصہ بن ذؤیب رات ہی کو آئے۔

عبدالملک نے دربانوں کو حکم دے دیا تھا کہ قبیصہ بن ذؤیب کو رات یا دن میں جس وقت بھی آئیں میرے پاس آنے سے روکا نہ جائے بشرطیکہ میں تنہا ہوں یا کسی ایک شخص کے ساتھ ہوں' اور اگر میں عورتوں کے پاس ہوں تو انہیں مجلس میں پہنچا دیا جائے اور مجھے ان کی اطلاع کر دی جائے۔

قبیصہ آئے' مہر اور ڈاک انہیں کے سپرد تھی' عبدالملک سے پہلے ان کے پاس خبریں آتی تھیں' وہ ان سے پہلے خطوط کو پڑھتے' پھر انہیں کھلا ہوا عبدالملک کے پاس لاتے' اور قبیصہ کی بزرگداشت کی بنا پر وہ انہیں پڑھتے تھے۔ قبیصہ ان کے پاس گئے اور کہا کہ یا امیر المومنین اللہ آپ کو بھائی کے عوض اجر دے' پوچھا کیا ان کی وفات ہوگئی؟ انہوں نے کہا جی ہاں۔

"عبدالملک بن مروان نے اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن پڑھا' پھر روح کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ اے ابوزرعہ جس پر ہم دونوں نے اتفاق کیا تھا اور جس کا ہم نے ارادہ کیا تھا اس میں اللہ ہمیں کافی ہوگیا' اے ابو اسحاق یہ امر تمہارے مخالف تھا۔

قبیصہ نے کہا کہ وہ کیا بات ہے' اس پر جو بات تھی اس سے انہوں نے ان کو آگاہ کیا' قبیصہ نے کہا کہ امیر المومنین پوری عقلمندی تو تاخیر ہی میں ہے اور عجلت میں جو خرابی ہے وہ ہے۔ عبدالملک نے کہا بسا اوقات عجلت میں خیر کثیر ہوتی ہے' کیا تم نے عمرو بن سعید کو نہیں دیکھا' کیا ان کے معاملے میں عجلت تاخیر سے بہتر نہ تھی۔ عبدالملک نے اپنے بیٹے عبداللہ بن عبدالملک کو مصر پر امیر بنایا اور ولید و سلیمان کو اپنے بعد ولی عہد خلافت بنایا اور شہروں میں لکھ دیا۔ لوگوں نے ان دونوں کے لیے بیعت کر لی۔ عبدالعزیز کی وفات ۸۵ھ میں ہوئی۔

علمی حیثیت:

اہل مدینہ سے مروی ہے کہ عبدالملک نے عثمان رضی اللہ عنہ سے (احادیث) یاد کی تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ابوہریرہ وابی سعید الخدری و جابر ابن عبداللہ رضی اللہ عنہم وغیرہم سے بھی (احادیث) سنی تھیں' اور قبل خلافت عابد و حاجی تھے۔

نافع سے مروی ہے کہ میں نے عبدالملک بن مروان کو دیکھا' مدینے میں کوئی نوجوان ان سے زیادہ تیز رو' ان سے زیادہ طالب علم اور ان سے زیادہ محنتی نہ تھا۔

ابن قبیصہ بن ذؤیب نے اپنے والد سے روایت کی کہ ہم لوگ حجروں کے پیچھے سے عبدالملک بن مروان کی آواز سنتے تھے کہ اے اہل نعمت' جب عافیت و نعمت دونوں تمہیں حاصل ہیں تو (اللہ کی نافرمانی کر کے) اس میں کچھ کمی نہ کرو۔ محمد بن صہیب سے مروی ہے کہ انہوں نے عبدالملک بن مروان کو منیٰ میں اونٹ خریدتے ہوئے دیکھا۔

ابن جریج سے مروی ہے کہ میں نے سونے سے دانت باندھنے کو ابن شہاب سے دریافت کرتے ہوئے سنا تو انہوں نے کہا کہ اس میں کوئی حرج نہیں' عبدالملک بن مروان نے بھی اپنے دانت سونے سے باندھے تھے۔ زہری سے مروی ہے کہ عبدالملک بن مروان اپنے دانت سونے سے باندھتے تھے۔

وفات:

عمرو بن قیس سے مروی ہے کہ عبدالملک بن مروان نے اپنے دانت سونے سے باندھے۔

ابو معشر نجیح سے مروی ہے کہ عبدالملک بن مروان کی وفات دمشق میں ۱۵ رشوال ۸۶ھ یوم پنجشنبہ کو ہوئی' عمر ساٹھ سال کی تھی' بیعت سے وفات تک اکیس سال اور ڈیڑھ مہینے خلافت کی' اس میں سے نو سال تک عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما سے جنگ کرتے رہے' ان کی شام کی خلافت تسلیم کی جاتی تھی' پھر قتل مصعب کے بعد عراق کی' عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما کے قتل اور سب لوگوں کے ان

(کی بیعت) پر اتفاق کر لینے کے بعد سات دن کم تیرہ سال اور چار مہینے زندہ رہے۔

ہم سے روایت کی گئی ہے کہ ان کی وفات پچھتر سال کی عمر میں ہوئی' پہلی روایت زیادہ ثابت ہے اور ان کی ولادت کے حساب سے درست ہے۔

عبدالعزیز بن مروان رحمۃ اللہ علیہ:

ابن الحکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس' ان کی والدہ لیلیٰ بنت زبان بن الاصبغ بن عمرو بن ثعلبہ بن الحارث بن حصن بن ضمضم بن عدی بن خباب قبیلہ کلب سے تھیں' کنیت ابوالاصبغ تھی۔

عبدالعزیز کے یہاں عمر رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے جو والی خلافت ہوئے۔ عاصم وابوبکر پیدا ہوئے اور محمد' جو لاولد مر گئے' ان سب کی والدہ ام عاصم بنت عاصم بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بن نفیل بن عدی بن کعب میں سے تھیں۔

اصبغ بن عبدالعزیز جن کے نام سے ان کی کنیت تھی اور ام عثمان وام محمد ایک ام ولد سے تھے۔ سہیل وسہل وام الحکم' ان کی والدہ ام عبداللہ بنت عبداللہ بن عمرو بن العاص بن وائل السہمی تھیں۔

زبان بن عبدالعزیز و جزیا ایک ام ولد سے تھے۔ ام البنین' ان کی والدہ لیلیٰ بنت سہیل بن حنظلہ بن الطفیل بن مالک ابن جعفر بن کلاب تھیں۔ عبدالعزیز نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے' ثقہ وقلیل الحدیث تھے۔

مروان بن الحکم نے عبدالملک بن مروان کو اور ان کے بعد عبدالعزیز بن مروان کو ولی عہد بنایا' انہیں والی مصر بھی بنایا' عبدالملک نے اس عہد سے پر انہیں برقرار رکھا۔

ان کا وجود عبدالملک پر گراں تھا' انہوں نے ان کے معزول کرنے کا ارادہ کیا کہ ان کے بعد ولید وسلیمان کی بیعت خلافت کی جائے مگر قبیصہ بن ذؤیب نے انہیں اس سے روکا۔ قبیصہ کے سپرد ان کی مہر تھی اور وہ ان کا اکرام وعظمت کرتے تھے' وہ اس سے رُک گئے۔

عبدالعزیز کی وفات مصر میں ۸۵ھ میں ہوئی' عبدالملک بن مروان کو یہ خبر رات کو پہنچی صبح ہوئی تو انہوں نے لوگوں کو بلایا اور اپنے بعد ولید کی بیعت خلافت لی پھر ولید کے بعد سلیمان کی۔

محمد بن مروان رحمۃ اللہ علیہ:

ابن الحکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس' ان کی والدہ ام ولد تھیں جن کا نام زینب تھا۔ محمد بن مروان کے یہاں مروان پیدا ہوئے جو والی خلافت ہوئے اور بنی امیہ کے آخری خلیفہ تھے' یہ وہی ہیں جن کو ابوالعباس رضی اللہ عنہ نے اس وقت قتل کر دیا جس وقت انہوں نے اپنی دعوت (بیعت) کا اظہار کیا۔ ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ یزید' ان کی والدہ رملہ بنت یزید بن عبیداللہ بن شیبہ بن ربیعہ بن عبد شمس تھیں۔

عبدالرحمٰن' ان کی والدہ ام جمیل بنت عبدالرحمٰن بن زید بن الخطاب بن نفیل تھیں۔ منصور ایک ام ولد سے تھے۔ عبدالعزیز ایک ام ولد سے تھے۔ عبدہ ورملہ مختلف ام ولد سے تھیں۔ زہری نے محمد بن مروان سے روایت کی ہے۔

عمرو بن سعید رحمۃ اللہ علیہ:

ابن العاص بن سعید ابی احیحہ بن العاص بن امیہ بن عبد شمس' ان کی والدہ ام البنین بنت الحکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس تھیں۔

عمرو بن سعید کے یہاں امیہ وسعید واسماعیل ومحمد وام کلثوم پیدا ہوئیں' ان کی والدہ ام حبیب بنت حریث بن سلیم بن عش بن لبید بن قداء بن امیہ بن عبداللہ ابن رزاح بن ربیعہ بن حرام بن ضنہ بن عبد بن کبیر بن عذرہ قضاعہ میں سے تھیں۔

عبدالعزیز وعبدالملک ورملہ' ان کی والدہ سودہ بنت الزبیر بن العوام ابن خویلد تھیں۔ موسیٰ وعمران' ان دونوں کی والدہ عائشہ بنت مطیع بن ذی اللحیہ بن عبد ابن عوف بن کعب بن ابی بکر بن کلاب بنی عامر میں سے تھیں۔ عبداللہ وعبدالرحمٰن ایک ام ولد سے تھے۔

ام موسیٰ' ان کی والدہ نائلہ بنت فریص بن ربیع بن مسعود بن مصاد بن حصن ابن کعب بن حلیم قبیلہ کلب کی تھیں۔ ام عمران بنت عمرو' ان کی والدہ ایک ام ولد تھیں۔

شہادت حسین کے وقت والی مدینہ:

مؤرخین نے کہا کہ عمرو بن سعید قریش کے لوگوں میں سے تھے' یزید بن معاویہ نے انہیں والی مدینہ بنایا تھا' حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کے وقت وہ مدینے ہی کی ولایت پر تھے' یزید نے ان کے پاس حسین رضی اللہ عنہ کا سر بھیجا تو انہوں نے اس کو کفن دے کے بقیع میں ان کی والدہ فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن کر دیا۔

یزید نے انہیں لکھا کہ عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما کی جانب ایک لشکر روانہ کریں' انہوں نے ان کی جانب لشکر روانہ کیا اور اہل لشکر پر عمرو بن الزبیر بن العوام کو عامل بنایا' ایک سال عمرو بن سعید نے لوگوں کو حج کرایا۔ اہل شام کو وہ سب سے زیادہ محبوب تھے اور وہ لوگ ان کی اطاعت وفرماں برداری کرتے تھے۔

عبدالملک بن مروان والی خلافت ہوئے تو انہیں ان سے خوف ہوا' عمرو انہیں مغالطہ دے کر دمشق میں محفوظ ہو گئے' دمشق کو پھر ان کے لیے کھول دیا اور ان سے بیعت خلافت کر لی۔

عبدالملک ان سے بے خوف نہ ہونے کی وجہ سے برابر گھات میں رہتے' ایک روز انہیں تنہا بلا بھیجا اور ان امور کی بدولت ان پر عتاب کیا جن کو معاف کر چکے تھے۔ پھر حملہ کر کے انہیں قتل کر دیا۔ عمرو کی کنیت ابوامیہ تھی۔ عمرو نے عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

یحییٰ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ:

ابن العاص بن سعید بن العاص بن امیہ بن عبد شمس' ان کی والدہ عالیہ بنت سلمہ بن یزید بن مشجعہ بن المجمع بن مالک بن کعب بن سعد بن عوف بن حریم بن جعفی بن سعد العشیرہ تھیں۔

یحییٰ بن سعید کے یہاں سعید واسماعیل وربیحہ جوام رباح تھیں اور فاختہ ورقیہ وام عمر پیدا ہوئیں' ان سب کی والدہ ام عیسیٰ بنت عبیداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ تھیں۔

عمرو وعثمان' ان دونوں کی والدہ زینب بنت عبدالرحمٰن بن الحکم ابن ابی العاص تھیں۔ عمر' ان کی والدہ ام عمرو بنت عمر بن جریر بن عبداللہ البجلی تھیں۔ ابان وعنبسہ وحصین ومحمد وہشام مختلف ام ولد سے تھے۔

امنہ' ان کی والدہ ام سلمہ بنت الحلیس بن حبیب بن عامر بن مالک بن جعفر بن کلاب تھیں۔ ربلہ وعلیہ وفاختہ الصغریٰ' ان سب کی والدہ ایک ام ولد تھیں۔ ام عثمان' ان کی والدہ ایک ام ولد تھیں۔ یحییٰ بن سعید قلیل الحدیث تھے۔

عنبسہ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ:

ابن العاص بن سعید بن العاص بن امیہ بن عبدشمس' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ عنبسہ بن سعید کے یہاں ایک ام ولد سے عبداللہ اور ایک ام ولد سے عبدالرحمٰن پیدا ہوئے۔

خالدہ' ان کی والدہ ام النعمان بنت محمد بن الاشعث بن قیس بن معدی کرب ابن معاویہ بن جبلہ الکندی تھیں۔

عبدالملک' ان کی والدہ اروی بنت عبداللہ بن عبداللہ بن عامر بن کریز ابن ربیعہ بن حبیب بن عبدشمس تھیں۔ عثمان ایک ام ولد سے تھے۔

سعید وام عنبسہ وام کلثوم' ان سب کی والدہ ام عمر بنت عمر بن سعد بن ابی وقاص تھیں۔ حجاج ومحمد وسلیمان وزیاد ومروان وآمنہ وام عثمان وام ابان وام خالد مختلف ماؤں سے تھے۔ ام الولید' ان کی والدہ رواح بنت عمیر بن الشکیل بن قیس بن مسعود بن قیس ابن خالد ذی الجدین تھیں۔

عنبسہ بن سعید نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

عبداللہ بن قیس رحمۃ اللہ علیہ:

ابن مخرمہ بن المطلب بن عبدمناف بن قصی' ان کی والدہ درہ بنت عقبہ ابن رافع بن امرأ القیس بن زید بن عبدالاشہل اوس میں سے تھیں۔

عبداللہ بن قیس کے یہاں محمد وموسیٰ ورقیہ پیدا ہوئیں' ان کی والدہ ام سعید بنت کباثہ بن عرابہ بن اوس بن قیظی بن عمرو انصار کی شاخ بنی حارثہ میں سے تھیں۔ مطلب وحکیم' ان دونوں کی والدہ ام ایاس بنت یزید بن عبداللہ بن ذی حضن حمیر میں سے تھیں۔

عبدالرحمٰن وحکم وعبداللہ وام الفضل' ان سب کی والدہ ام عبداللہ بنت عبدالرحمٰن ابن عبداللہ بن ابی صعصعہ بن وہب بن عدی بن مالک بن عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار تھیں۔

عبدالملک وام سلمہ' ان دونوں کی والدہ ایک ام ولد تھیں۔ ان کے بھائی۔

محمد بن قیس رحمۃ اللہ علیہ:

ابن مخرمہ بن المطلب بن عبدمناف بن قصی' ان کی والدہ درہ بنت عقبہ ابن رافع بن امرأ القیس بن زید بن عبدالاشہل تھیں۔

محمد بن قیس کے یہاں یحییٰ اکبر وعمر اکبر وام القاسم وجمال وصعبہ الکبریٰ وام عبداللہ پیدا ہوئیں' ان سب کی والدہ ام جمیل بنت المسیب بن ابی السائب بن عابد ابن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھیں۔

حسن وحسین وحکیم وصعبہ الصغریٰ وقیس اکبر وقیس اصغر ومحمد اصغر وجمال صغریٰ وحفصہ وام الحسن وفاطمہ' ان سب کی والدہ ام الحسن بنت الحکیم بن الصلت بن مخرمہ تھیں۔

عمر واصغر ایک ام ولد سے تھے اور یحییٰ اصغر ایک ام ولد سے تھے۔

مغیرہ بن ابی بردہ رحمۃ اللہ علیہ:

بنی عبدالدار بن قصی میں سے تھے۔

عبداللہ بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ازہر بن عوف بن عبد عوف بن عبد بن الحارث بن زہرہ' ان کی والدہ ام سلمہ بنت خفاجہ بن ہرثمہ بن مسعود بنی نصر بن معاویہ بن بکر بن ہوازن میں سے تھیں۔

عبداللہ بن عبدالرحمٰن کے یہاں جعفر وعبدالرحمٰن وام عمر اور حفصہ پیدا ہوئیں' ان سب کی والدہ ام جمیل بنت عبداللہ بن مکمل بن عوف بن عبد بن الحارث ابن زہرہ تھیں۔

زہری نے عبداللہ بن عبدالرحمٰن سے روایت کی ہے۔

عبدالرحمٰن بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن مکمل بن عوف بن عبد عوف بن عبد بن الحارث بن زہرہ' ان کی والدہ قبیلہ حمیر کی شاخ یحطب کی تھیں' ان پر گرفتاری کی مصیبت آئی۔

عبدالرحمٰن کے یہاں حسن وام حبیب پیدا ہوئیں' ان دونوں کی والدہ خدیجہ بنت ازہر بن عبد عوف بن عبد بن الحارث بن زہرہ تھیں۔

سعد ومروان وبریہہ وام عمرو وہند' ان سب کی والدہ ام النعمان بنت عبدالرحمٰن بن قیس بن خلدہ تھیں۔ عبدالرحمٰن بن عبداللہ سے زہری نے روایت کی ہے۔

معاذ بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عثمان بن عبیداللہ بن عثمان بن عمرو بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ معاذ بن عبدالرحمٰن کے یہاں عبدالرحمٰن ہوئے' ان کی والدہ زینبہ تھیں جو ام عمرو بنت عتیبہ تھیں اور بنی سعد بن بکر میں سے تھیں۔

اویس' ان کی والدہ مریم بنت عقبہ بن ایاس بن عتمہ بنی سلیم بن منصور میں سے تھیں۔ اسماء' ان کی والدہ منقریہ تھیں۔ ان کے بھائی:

عثمان بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عثمان بن عبیداللہ بن عثمان بن عمرو بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد ابن تیم بن مرہ۔

نوفل بن مساحق رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبداللہ بن مخرمہ بن عبدالعزیٰ بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک ابن حسل بن عامر بن لوئیؒ ان کی والدہ مریم بنت مطیع بن الاسود بنی عدی بن کعب میں سے تھیں۔

نوفل بن مساحق کے یہاں سعد بن نوفل پیدا ہوئے‘ ان کی والدہ ام عبداللہ بنت ابی سبرہ بن ابی رُہم بن عبدالعزیٰ بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک تھیں۔

معقل بن نوفل‘ ان کی والدہ ضبہ بنت سبرہ بن عبداللہ بن الاعلم بنی عقیل ابن کعب میں سے تھیں۔ عبدالملک و مروان وسلیمان مختلف ام ولد سے تھے۔

نوفل کی بہت تھوڑی حدیثیں ہیں۔

عیاض بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن سعد بن ابی سرح بن الحارث بن حبیب بن جذیمہ بن مالک بن حسل ابن عامر بن لوئیؒ ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ عیاض کے یہاں وہب وعبداللہ وسالم پیدا ہوئے‘ ان سب کی والدہ ام حسن بنت عمرو بن اویس تھیں۔ اور سعد بن عیاض۔

عثمان بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبداللہ بن ابی خرشہ بن عمرو بن ربیعہ بن الحارث بن حبیب بن جذیمہ ابن مالک بن حسل بن عامر بن لوئیؒ ان کی والدہ امیمہ بنت عبداللہ بن مسعود بن الحارث ابن صبح بن مخزوم بن صاہلہ بن کاہل بن الحارث بن تمیم بن سعد بن ہذیل تھیں۔

عثمان بن اسحاق کے یہاں عبدالرحمٰن اور ایک اور شخص پیدا ہوئے‘ ان دونوں کی والدہ ام حبیب بنت مر بنی عقیل میں سے تھیں۔ زہری نے عثمان بن اسحاق سے روایت کی ہے۔

محمد بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ماعز‘ زہری نے ان سے روایت کی ہے۔

شعیب بن محمد رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبداللہ بن عمرو بن العاص بن وائل بن ہاشم بن سعید بن سہم‘ ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ شعیب کے یہاں عمرو وعمر پیدا ہوئے‘ ان دونوں کی والدہ حبیبہ بنت مرہ ابن عمرو بن عبداللہ بن عمر الجحی تھیں۔

عبداللہ وشعیب اور عائذہ‘ جن سے حسین بن عبداللہ بن عبیداللہ ابن العباس نے نکاح کیا‘ ان سب کی والدہ عمرہ بنت عبیداللہ بن العباس ابن عبدالمطلب تھیں۔

شعیب نے اپنے دادا عبداللہ بن عمرو سے روایت کی ہے اور ان سے ان کے بیٹے عمرو بن شعیب نے روایت کی ہے‘ ان کی حدیث اپنے والد سے ہے اور ان کے والد کی حدیث اپنے دادا یعنی عبداللہ بن عمرو سے ہے۔

عثمان بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبداللہ بن سراقہ بن المعتمر بن انس بن اداة بن ریاح بن عبداللہ ابن قرط بن زراح بن عدی بن کعب' ان کی والدہ زینب بنت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ تھیں' جو اولادِ عمر رضی اللہ عنہ میں سب سے چھوٹی تھیں۔

عثمان کے یہاں عمر پیدا ہوئے' انہیں کے نام سے ان کی کنیت تھی' اور عبداللہ وعمر وابوبکر وزبیر وعبدالرحمٰن' ان سب کی والدہ عبدہ بنت الزبیر بن المسیب بن ابی السائب صیفی بن عابد بنی مخزوم میں سے تھیں۔

حفصہ ایک ام ولد سے تھیں اور فاطمہ ایک ام ولد سے۔ عثمان بن عبداللہ نے جابر بن عبداللہ سے روایت کی ہے۔

ہشام بن اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ہشام بن الولید بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم' ان کی والدہ امۃ بنت المطلب بن ابی البختری بن ہشام بن الحارث بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی تھیں۔

ہشام بن اسماعیل کے یہاں ولید اور ام ہشام پیدا ہوئیں جو ہشام ابن عبدالملک بن مروان کی والدہ تھیں' ان دونوں کی والدہ مریم بنت لجاء ابن عوف بن خارجہ بن سنان بن ابی حارثہ تھیں۔

ابراہیم ومحمد ایک ام ولد سے تھے اور خالد وحبیب ایک ام ولد سے۔ ہشام بن اسماعیل اہل علم وروایت میں سے تھے۔ عبدالملک بن مروان کی جانب سے والیٔ مدینہ ہوئے۔

پھر عبدالملک کی وفات ہوگئی' یہ وہی شخص ہیں جنہوں نے سعید بن المسیب کو مارا تھا' جب انہیں ولید بن عبدالملک کی بیعت کی دعوت دی' جس وقت انہیں ان کے والد نے ولی عہد خلافت بنایا تو سعید نے انکار کیا اور کہا کہ میں دیکھتا ہوں کہ لوگ کیا کرتے ہیں تو انہوں نے انہیں مارا اور انہیں گھمایا اور قید کر دیا' عبدالملک کو معلوم ہوا تو انہوں نے اس کو ناپسند کیا' ان کے فعل سے ناراض ہوئے اور کہا کہ انہیں اور سعید کو کیا ہوا' سعید کے پاس مخالفت نہیں ہے۔

محمد بن عمار رحمۃ اللہ علیہ:

ابن یاسر بن عامر بن مالک بن کنانہ بن قیس بن الحصین بن الوذیم بن ثعلبہ ابن عوف بن حارثہ بن عامر الاکبر بن یام بن عنس مذحج میں سے تھیں جو قریش کے ابی حذیفہ بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم کے حلفاء میں سے تھے' محمد بن عمار سے روایت کی گئی ہے۔

حمزہ بن صہیب رحمۃ اللہ علیہ:

ابن سنان بن مالک بن عبد عمرو بن عقیل بن النمر بن قاسط بن ربیعہ جو قریش کے عبداللہ بن جدوان التیمی کے حلیف تھے' انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے۔

صیفی بن صہیب رحمۃ اللہ علیہ:

ابن سنان بن مالک۔

عمارۃ بن صہیب رحمۃ اللہ علیہ:

ابن سنان بن مالک' ذی الحجہ ۶۳ھ میں یوم الحرہ میں مقتول ہوئے۔

عبداللہ بن خباب رحمۃ اللہ علیہ:

ابن الارت بن جندلہ بن سعد بن خزیمہ بن کعب بن سعد' بنی سعد بن زید ابن مناۃ بن تمیم میں سے تھے' زمانہ جاہلیت میں خباب پر قید کی مصیبت آئی' ام انمار بنت سباع الخزاعیہ کو ملے جو بنی زہرہ بن کلاب کے حلفاء میں سے تھیں۔ ام انمار نے انہیں آزاد کر دیا۔

عبدالقیس کے ایک شخص سے' جو خوارج کے ساتھ تھے اور بعد کو ان سے جدا ہو گئے مروی ہے کہ خوارج ایک گاؤں میں داخل ہوئے۔ عبداللہ بن خباب رضی اللہ عنہ گھبرا کر ان کے پاس آئے' ان لوگوں نے کہا کہ آپ نہ ڈریئے۔ انہوں نے کہا کہ واللہ تم لوگوں نے مجھے ڈرا دیا' ان لوگوں نے کہا کہ آپ ہرگز نہ ڈریئے۔ انہوں نے کہا واللہ تم لوگوں نے مجھے ڈرا دیا ہے' ان لوگوں نے کہا کہ آپ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی خباب رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں' انہوں نے کہا کہ ہاں۔

ان لوگوں نے کہا کہ کیا آپ نے اپنے والد سے کوئی ایسی حدیث سنی ہے جو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہو' اگر سنی ہے تو ہم سے بیان کیجئے' انہوں نے کہا کہ ہاں میں نے اپنے والد کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک فتنے کا ذکر کرتے سنا جس میں بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا' اور کھڑا ہونے والا چلنے والے سے بہتر ہوگا' اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم اس فتنے کو پانا تو اللہ کے مقتول بندے بننا۔ ایوب (راوی) نے کہا کہ میں اس کو سوائے اس کے نہیں جانتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے ایسے بندے نہ بننا جو قاتل ہو۔

ان لوگوں نے پوچھا کہ کیا آپ نے یہ حدیث اپنے والد سے سنی ہے کہ وہ اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے تھے' انہوں نے کہا کہ ہاں' وہ لوگ انہیں نہر کے کنارے پر لے گئے' اور گردن مار دی' ان کا خون اس طرح بہا کہ گویا جوتے کا تسمہ ہے جو پانی سے نہیں ملا' ان لوگوں نے ان کی ام ولد کا بھی پیٹ چاک کر ڈالا' اسی سبب سے علی رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کے قتال کو حلال سمجھا۔

محمد بن اسامہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن زید الحب بن حارثہ بن شراحیل بن عبدالعزیٰ بن امرئ القیس بن عامر ابن النعمان بن عبدود بن عوف بن کنانہ بن عوف بن عذرہ بن زید اللات بن رفیدہ بن ثور ابن کلب' زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے خاندان کو اس باندی کی وجہ سے اولاد مدینہ کہا جاتا تھا' جس نے عبدالعزیٰ بن امرئ القیس کو پالا تھا' اسی وجہ سے وہ لوگ اس کی طرف منسوب ہو گئے۔

محمد بن اسامہ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ولید بن عبدالملک کی خلافت میں مدینے میں ہوئی' ان سے یزید بن عبداللہ بن قسیط نے روایت کی ہے' ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔ ان کے بھائی:

حسن بن اسامہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ' ان سے ان کے بیٹے محمد بن الحسن وغیرہ نے روایت کی ہے' ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

جعفر بن عمرو رحمۃ اللہ علیہ:

ابن امیہ بن خویلد بن عبداللہ بن ایاس بن عبد ناشرہ بن کعب بن جدی ابن ضمرہ بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ۔

عبدالرحمٰن بن ابی الزناد سے مروی ہے کہ جعفر بن عمرو بن امیہ عبدالملک ابن مروان کے رضاعی بھائی تھے۔ عبدالملک بن مروان کی خلافت کے زمانے میں ان کے پاس آئے اور مسجد دمشق میں بیٹھ گئے' اہل شام اپنے دفتر کی ترتیب سے عبدالملک کے روبرو پیش کیے جارہے تھے' یمن کے لوگ ان کے گرد تھے جو کہہ رہے تھے کہ اطاعت کرو۔ جعفر نے کہا کہ سوائے اللہ کے کسی کی اطاعت نہیں ہے' لوگوں نے ان پر حملہ کر دیا اور کہا کہ کیا تم امیر المومنین کی اطاعت کو کمزور کرتے ہو' یہاں تک کہ ستون سے ان پر حملہ کیا' جعفر بڑی مشقت سے بچے۔

یہ خبر عبدالملک کو معلوم ہوئی تو انہوں نے ان کو بلا بھیجا' انہیں ان کے پاس پہنچا دیا گیا' عبدالملک نے کہا کہ کیا تم نے اپنے اس عمل پر غور کیا' واللہ اگر یہ لوگ تمہیں قتل کر دیتے تو میرے نزدیک تمہارے بارے میں کچھ نہ تھا' تمہیں ایسے امر میں جانے کی کیا ضرورت تھی جو مفید نہیں' تم ایسی قوم کو دیکھتے ہو جو میری سلطنت واطاعت میں شدت کرتے ہیں' پھر تم آتے ہو اور اسے کمزور کرتے ہو۔ اس سے احتیاط کرو۔

محمد بن عمر نے کہا کہ جعفر بن عمرو کی وفات ولید بن عبدالملک کی خلافت میں ہوئی' انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے اور ان سے زہری نے روایت کی ہے' ثقہ تھے اور ان کی حدیثیں ہیں۔ ان کے بھائی:

زبرقان بن عمرو رحمۃ اللہ علیہ:

ابن امیہ بن خویلد' ان سے بھی روایت کی گئی ہے۔

ایاس بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن الاکوع' ان کا نام سنان بن عبداللہ بن قشیر بن خزیمہ بن مالک بن سلامان ابن اسلم بن افصیٰ تھا۔ خزاعہ میں سے تھے۔

ایاس کی کنیت ابوسلمہ تھی' وفات ۱۱۹ھ میں مدینے میں ہوئی جبکہ وہ ستر سال کے تھے۔ ایاس بن سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان کی کنیت ابوبکر تھی۔ ثقہ تھے' ان کی بہت سی احادیث ہیں۔

محمد بن حمزہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عمرو الاسلمی' ان سے اسامہ بن زید اللیثی نے روایت کی ہے' اور خود انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے۔

عبدالرحمٰن بن جرہد رحمۃ اللہ علیہ:

ابن رزاح بن عدی بن سہم بن مازن بن الحارث بن سلامان بن اسلم بن افصیٰ' انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے' ان کے ایک بیٹے زرعہ بن عبدالرحمٰن تھے جن سے ابوالزناد نے روایت کی ہے۔

طارق بن ابی مخاشن الاسلمی رحمۃ اللہ علیہ:

مدینے میں رہتے تھے' ان سے زہری نے روایت کی ہے۔

ابوعثمان بن سنہ الخزاعی رحمۃ اللہ علیہ:

ان سے زہری نے روایت کی ہے۔

عطاء بن یزید اللیثی رحمۃ اللہ علیہ:

کنانہ کے لوگوں میں سے تھے' کنیت ابو محمد تھی' ۱۰۷ھ میں وفات ہوئی اور اس وقت بیاسی سال کے تھے' انہوں نے ابوایوب اور تمیم الداری اور ابو ہریرہ اور ابوسعید الخدری اور عبیداللہ بن عدی بن الخیار رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے' ان سے زہری نے روایت کی ہے' کثیر الحدیث تھے۔

عمارہ بن اکیمہ اللیثی رحمۃ اللہ علیہ:

کنانہ کے لوگوں میں سے تھے' کنیت ابوالولید تھی' اناسی سال کی عمر میں ۱۰۱ھ میں وفات ہوئی۔ انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اور ان سے زہری نے صرف ایک حدیث روایت کی ہے' بعض ایسے محدثین ہیں جو یہ کہہ کر ان سے سند نہیں لیتے کہ وہ شیخ مجہول ہیں۔

حمید بن مالک رحمۃ اللہ علیہ:

ابن الخثیم الدئلی' کنانہ میں سے تھے اور قدیم تھے' انہوں نے سعد و ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے' ان سے بکیر بن عبداللہ بن الاشج اور زہری نے روایت کی ہے' قلیل الحدیث تھے۔

سنان بن ابی سنان الدئلی رحمۃ اللہ علیہ:

قبیلہ دئل میں سے تھے' بیاسی سال کی عمر میں ۱۰۵ھ میں وفات ہوئی۔ ان سے زہری نے روایت کی ہے' قلیل الحدیث تھے۔

عبیداللہ بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عتبہ بن مسعود بن غافل بن حبیب بن شمخ بن فار بن مخزوم بن ہذیل بن مدرکہ میں سے تھے جو بنی زہرہ کے حلفاء تھے' ان کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔

عبدالرحمٰن بن ابی الزناد نے اپنے والد سے روایت کی کہ عبیداللہ بن عبداللہ ابن عتبہ شعر کہتے تھے' اس کے بارے میں ان سے کہا جاتا تو جواب دیتے کہ کیا تم لوگوں نے مریض سینہ کو نہیں دیکھا کہ اگر بلغم نہ تھوکے تو مر جائے گا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عبیداللہ عالم تھے' بینائی جاتی رہی تھی' انہوں نے ابو ہریرہ و ابن عباس و عائشہ و ابی طلحہ و سہل بن حنیف و زید بن خالد و ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے ثقہ و فقیہ و کثیر العلم و کثیر الحدیث و شاعر تھے۔

محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ میں نے عبیداللہ بن عبداللہ کو دیکھا کہ اپنی مونچھیں کترواتے تھے اس سے اچھی طرح چن لیتے تھے' ان کی وفات ۹۸ھ میں مدینے میں ہوئی' اوروں نے کہا کہ ۹۹ھ میں ہوئی۔

زہری سے مروی ہے کہ ابوسلمہ' ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کر کے ان سے مسائل جمع کرتے تھے' عبیداللہ بن عبداللہ ان

سے عمدہ طریقہ سے سوال کر کے کلام میں ان پر غالب آ جاتے تھے۔

یحییٰ بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ:

ابن حاطب بن ابی بلتعہ جو قبیلہ لخم میں سے تھے کہ بنی اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی کا حلیف تھا۔ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں پیدا ہوئے' کنیت ابو محمد تھی' انہوں نے ابن عمر و ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے حدیث سنی ہے' ثقہ و کثیر الحدیث تھے' وفات مدینے میں ۱۰۴ھ میں ہوئی۔ ان کے بھائی:

عبداللہ بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ:

ابن حاطب بن ابی بلتعہ' یزید بن معاویہ کی خلافت میں جنگ حرہ کے دن ذی الحجہ ۶۳ھ میں قتل کر دیئے گئے۔

حنظلہ رحمۃ اللہ علیہ:

یعنی ابن علی بن الاسقع الاسلمی' جو اسلمیوں میں سے تھے' انہوں نے ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے اور زہری نے ان سے روایت کی ہے۔

عیاض بن خلیفہ الخزاعی رحمۃ اللہ علیہ:

ان سے زہری نے روایت کی ہے۔

عوف بن الطفیل رحمۃ اللہ علیہ:

ابن الحارث بن سخبرہ بن جرثومہ بن عادیہ بن مرہ بن جشم بن الاوس بن عامر ابن حصین بن النمر بن عثمان بن نصر بن زہران بن کعب' قبیلہ ازد سے تھے' طفیل بن الحارث عائشہ و عبدالرحمٰن فرزندان ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہم کے ان دونوں کی (سوتیلی) ماں ام رومان کے رشتے سے بھائی تھے۔ حارث بن سخبرہ نے السراۃ سے آ کر ابوبکر رضی اللہ عنہ سے معاہدہ حلف کیا تھا' ان کے ہمراہ ان کی بیوی تھیں' ام رومان بھی تھیں' جب وہ مر گئے تو ان کی بیوی سے ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے نکاح کر لیا۔

عبدالرحمٰن بن مالک رحمۃ اللہ علیہ:

ابن جعشم بن مالک بن عمرو بن تیم بن مدلج بن مرہ بن عبد مناۃ بن کنانہ' ان سے زہری نے روایت کی اور ان کی احادیث ہیں۔

ربیع بن سبرہ رحمۃ اللہ علیہ:

الجہنی' انہوں نے اپنے والد سے روایت کی جو صحابی تھے' زہری نے ربیع ابن سبرہ سے روایت کی ہے۔

عبید بن السباق الثقفی رحمۃ اللہ علیہ:

انہوں نے مذی کے بارے میں سہل بن حنیف سے روایت کی ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی روایت کی ہے۔

عبیدہ بن سفیان الحضرمی رحمۃ اللہ علیہ:

انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے قلیل الحدیث شیخ تھے۔

سائب بن مالک الکنانی رحمۃ اللہ علیہ:

ان سے زہری نے روایت کی ہے۔

صفوان بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ:

ابن برادر اسامہ بن زید بن حارثہ الکلبی رضی اللہ عنہ جو اسامہ رضی اللہ عنہ کی دختر کے شوہر تھے' انہوں نے اسامہ رضی اللہ عنہ سے اور ان سے زہری نے روایت کی ہے۔

ملیح بن عبداللہ السعدی رحمۃ اللہ علیہ:

انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور ان سے محمد بن عمرو بن علقمہ اللیثی نے روایت کی ہے۔

عراک بن مالک الغفاری رحمۃ اللہ علیہ:

بنی کنانہ میں سے تھے اور مدینے میں بنی غفار میں رہتے تھے' مدینے میں یزید ابن عبدالملک کی خلافت میں وفات پائی۔ انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور ان سے زہری نے روایت کی ہے' اور ان کے فرزند خثیم بن عراک پارسا اور اسلام میں سخت مزاج تھے' زیاد بن عبیداللہ الحارثی کی جانب سے مدینے کے افسر شحنہ تھے' زیاد ابوالعباس اور ابوجعفر کی ابتدائے خلافت میں مکے اور مدینے کے والی تھے۔

ابوالغصن سے مروی ہے کہ میں نے عراک بن مالک کو دیکھا کہ مثل مونڈنے کے وہ اپنی مونچھیں نہیں کترواتے تھے' بلکہ اسے اچھی طرح چن لیتے تھے۔

ابوالغصن سے مروی ہے کہ میں نے عراک بن مالک کو دیکھا کہ سوائے ایام ممنوعہ کے وہ ہمیشہ روزہ رکھتے تھے۔

محرر بن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ:

ابن عامر بن عبد ذی الشری بن طریف بن عتاب بن ابی صعب بن منبہ بن سعد بن ثعلبہ بن سلیم بن فہم بن غنم بن دوس' جو از دمیں سے تھے' وفات مدینے میں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی خلافت میں ہوئی' انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے۔ قلیل الحدیث تھے۔

عمرو بن ابی سفیان رحمۃ اللہ علیہ:

ابن اسید بن جاریہ بن عبداللہ بن ابی سلمہ بن عبدالعزیٰ بن غیرہ بن عوف بن قسی' ثقفی تھے' بنی زہرہ کے حلیف اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے شاگردوں (ساتھیوں) میں سے تھے' ان سے زہری نے روایت کی ہے۔

نہار بن عبداللہ القیسی رحمۃ اللہ علیہ:

انہوں نے ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے حدیث سنی ہے۔

انصار کا یمنی طبقہ

عباد بن ابی نائلہ:

سلکان بن سلامہ بن وقش بن زغبہ بن زعوراء بن عبدالاشہل' ان کی والدہ ام سہل بنت رومی بن وقش بن زغبہ بن زعوراء بن عبدالاشہل تھیں۔

عباد کے یہاں یونس وام سلمہ وام عمر ووام موسیٰ وسلمہ وقریبہ پیدا ہوئیں۔ ان سب کی والدہ ام الحارث بنت النخاب بن زید بن تیم بن امیہ بن بیاضہ بن خفاف جوراتج کے رہنے والے قبیلہ اوس کے بعادرہ میں سے تھیں۔

ام العلاء وام عمر' ان دونوں کی والدہ صفیہ بنت معبد بن بشر بن خالد بن ظالم قیس عیلان کے بنی ہاریہ بن دینار میں سے تھیں۔

عباد بن ابی نائلہ اور ان کے بیٹے سلمہ بن عباد ذی الحجہ ۶۳ھ میں یوم الحرہ میں یزید بن معاویہ کی خلافت میں قتل کر دیئے گئے۔

زید بن محمد رحمۃ اللہ علیہ:

ابن مسلمہ بن خالد بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ بن الحارث بن الخزرج بن عمر جو نبیت بن مالک ابن الاوس تھے۔ ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

زید بن محمد کے یہاں قیس وام زید پیدا ہوئیں' ان دونوں کی والدہ بنی محارب ابن خصفہ بن قیس بن عیلان بن مضر میں سے تھیں۔ زید بن محمد یوم الحرہ میں قتل کیے گئے۔

حصین بن عبدالرحمٰن بن عمرو بن سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یوم الحرہ میں مدینے کے مکانات میں جو مکان سب سے پہلے لوٹا گیا' اور جنگ ہنوز منقطع نہ ہوئی تھی' وہ بنی عبدالاشہل کا مکان تھا' ان لوگوں نے نہ تو مکانوں میں کوئی اثاثہ چھوڑا اور نہ عورتوں کے بدن پر کوئی زیور اور کپڑا۔ کوئی فرش ایسا نہ تھا جس کا اون نہ نوچ ڈالا گیا ہو' اور کوئی مرغی اور کبوتر نہ تھا جو ذبح نہ کر دیا گیا ہو' وہ مرغیوں اور کبوتروں کو اپنے میں سے کسی کے پیچھے شکار بند میں لٹکا لیتے۔

ہم لوگ نکل کر اس گھر سے اس گھر تک جاتے' تین روز اسی طرح سے گزر رہے' مسرف عقیق میں تھا اور لوگ مصیبت میں مبتلا تھے' ہم لوگوں نے محرم کا چاند اس حالت میں دیکھا کہ محمد بن سلمہ کے مکان میں شامی گھسے تھے اور عورتیں پراگندہ ہو گئی تھیں۔

زید بن محمد بن مسلمہ اور ان کے ہمراہ ایک جماعت آواز کی طرف بڑھی۔ انہوں نے دس آدمیوں کو لوٹتے ہوئے پایا' دروازے پر' احاطے میں اور گھروں میں ان لوگوں نے جنگ کی۔ شامی سب کے سب قتل کر دیئے گئے' جو کچھ لوٹا گیا تھا سب انہوں نے حاصل کر لیا' اپنے قیمتی سامان کو انہوں نے اندھیرے کنوئیں میں ڈال کر اوپر سے مٹی بھر دی۔

ایک دوسری جماعت سامنے آئی' انہوں نے بھی اسی مقام پر جنگ کی' زید بن محمد بن مسلمہ اور سلمہ بن عباد بن سلامہ بن وقش اور جعفر بن یزید بن سلکان قتل کر دیئے گئے اور وہ سب لوگ بچھڑے ہوئے پائے گئے' زید بن محمد پر تلوار کے چودہ زخم تھے جن میں سے چار ان کے چہرے پر تھے۔

عبداللہ بن رافع رحمۃ اللہ علیہ:

ابن خدیج بن رافع بن عدی بن زید بن جشم بن حارثہ بن الحارث بن الخزرج بن عمرو کہ وہی بیبت بن مالک بن الاوس تھے ان کی والدہ لبنیٰ بنت قرہ بن علقمہ بن علاثہ بنی جعفر بن کلاب میں سے تھیں۔

اور ناعصہ و عائشہ ان دونوں کی والدہ ام الاشعب بنت عبداللہ ابن قرہ بن علقمہ بن علاثہ تھیں۔ ام جعفر ان کی والدہ ام الاشعث بنت رفاعہ بن خدیج بن رافع قبیلہ اوس کے بنی حارثہ میں سے تھیں۔

عبداللہ بن رافع نے اپنے والد سے روایت کی ہے ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

عبیداللہ بن رافع رحمۃ اللہ علیہ:

ابن خدیج بن رافع بن عدی بن زید بن جشم بن حارثہ ان کی والدہ اسماء بنت زیاد بن طرفہ بن مصاد بن الحارث بن مالک بن النمر بن قاسط بن ربیعہ تھیں۔

عبیداللہ کے یہاں فضل پیدا ہوئے جن کے نام سے ان کی کنیت تھی اور عونہ و ام الفضل و بریہہ و ام رافع ان سب کی والدہ ام ولد تھیں۔

عبیداللہ نے اپنے والد سے روایت کی ہے قلیل الحدیث تھے۔ پچاسی سال کے تھے کہ ہشام بن عبدالملک کی خلافت کے زمانے میں ۱۱۱ھ میں وفات ہوئی۔

عبدالرحمٰن بن رافع رحمۃ اللہ علیہ:

ابن خدیج بن رافع بن عدی بن زید بن جشم بن حارثہ ان کی والدہ اسماء بنت زیاد ابن طرفہ نمر بن قاسط کے خاندان سے تھیں۔ عبدالرحمٰن کے یہاں ہریرہ و سکینہ پیدا ہوئیں ان دونوں کی والدہ ام الحسن بنت اسید بن ظہیر بن رافع بن عدی بن زید بن جشم بن حارثہ تھیں۔

سہل بن رافع رحمۃ اللہ علیہ:

ابن خدیج بن رافع بن عدی بن زید بن جشم بن حارثہ ان کی والدہ اسماء بنت زیاد بن طرفہ نمر بن قاسط کے خاندان سے تھیں۔

سہل بن رافع کے یہاں منذر پیدا ہوئے اور عمران جن کا کوئی پس ماندہ نہ تھا اور سلیمان و محمد و عائشہ و ام عیسیٰ و ام حمیدہ ان سب کی والدہ ام المنذر بنت رفاعہ ابن خدیج بن رافع بن عدی بن زید بن جشم بن حارثہ تھیں۔

رفاع بن رافع رحمۃ اللہ علیہ:

ابن خدیج بن رافع بن عدی بن زید بن جشم بن حارثہ ان کی والدہ اسماء بنت زیاد بن طرفہ نمر بن قاسط کے خاندان سے تھیں۔ رفاعہ کے یہاں ایک ام ولد سے عبایہ و امرأالقیس پیدا ہوئے ایک ام ولد سے زمیل اور ایک ام ولد سے نفیع پیدا ہوئے۔ سہل و عائشہ و میمونہ ان سب کی والدہ ہند بنت ثعلبہ بن الزبرقان بن بدر التیمی تھیں۔ عبدہ و اسماء و بکرہ ایک ام ولد سے تھیں۔ رفاعہ بن رافع کی کنیت ابو خدیج تھی ان کی وفات مدینے میں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی خلافت میں ہوئی۔

عبید بن رافع رحمۃ اللہ علیہ:

ابن خدیج بن رافع بن عدی بن زید بن جشم بن حارثہ' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ عبید کے یہاں رافع و عیاش و رفاعہ پیدا ہوئے' ان سب کی والدہ حمیدہ بنت ابی عبس بن جبر بن عمرو بن زید بن جشم بن حارثہ تھیں۔

حرام بن سعد رحمۃ اللہ علیہ:

ابن محیصہ بن مسعود بن کعب بن عامر بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ' قبیلہ اوس کے تھے' ان سے زہری نے روایت کی ہے' ثقہ وقلیل الحدیث تھے۔ حرام کی کنیت ابو سعید تھی' وفات ستر سال کی عمر میں ۱۱۳ھ میں مدینے میں ہوئی۔

نملہ بن ابی نملہ رحمۃ اللہ علیہ:

نام عمرو بن معاذ بن زرارہ بن عمرو بن عدی بن الحارث بن مر بن ظفر تھا' قبیلہ اوس کے تھے' ان کی والدہ کبشہ بنت حاطب بن قیس بن ہیشہ بن الحارث بن امیہ ابن معاویہ قبیلہ اوس کے بنی عمرو بن عوف میں سے تھیں' ان کی اولاد تھی' مگر سب ختم ہو گئے' مر بن ظفر کی بھی سب اولاد تمام ہو گئی' ان میں سے کوئی نہ رہا' نملہ نے اپنے والد سے اور زہری نے نملہ سے روایت کی ہے۔

عمر و محمد و یزید ابنائے ثابت رحمۃ اللہ علیہ:

ابن قیس بن الخطیم بن عدی بن عمرو بن سواد بن ظفر' وہ کعب بن الخزرج بن عمرو تھے اور وہ عبیت بن مالک بن الاوس تھے' ان تینوں کی والدہ ام حبیب بنت قیس ابن زید بن عامر بن سواد بن ظفر تھیں' تینوں یوم الحرہ ذی الحجہ ۶۳ھ میں قتل کر دیئے گئے' ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

صالح بن خوات رحمۃ اللہ علیہ:

ابن جبیر بن النعمان بن امیہ بن امری القیس بن ثعلبہ بن عمرو بن عوف جو اوس کے تھے' ان کی والدہ بنی فقیم کے بنی ثعلبہ میں سے تھیں۔ صالح بن خوات کے یہاں خوات و ابوحنہ و برہ و ام موسیٰ پیدا ہوئیں' ان سب کی والدہ ام حسن بنت ابی حنہ بن غزیہ بنی مازن بن النجار سے تھیں۔ ہضبہ بنت صالح' ان کی والدہ بنی قصامہ کے بنی انیف سے تھیں۔ صالح بن خوات نے اپنے والد سے روایت کی ہے' وہ قلیل الحدیث تھے۔

حبیب بن خوات رحمۃ اللہ علیہ:

ابن جبیر بن النعمان بن امیہ بن امری القیس' ان کی والدہ بنی فقیم کے بنی ثعلبہ سے تھیں۔ حبیب کے یہاں داؤد پیدا ہوئے' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ حبیب بن خوات ذی الحجہ ۶۳ھ کے ایام الحرہ میں قتل کر دیئے گئے۔

عمرو بن خوات رحمۃ اللہ علیہ:

ابن جبیر بن النعمان' ان کی والدہ کا نام ہمیں نہیں بتایا گیا۔ یوم الحرہ میں مقتول ہوئے۔ بقیہ اولاد نہ تھی۔

یحییٰ بن مجمع رحمۃ اللہ علیہ:

ابن جاریہ بن عامر بن مجمع بن العطاف بن ضبیعہ بن زید بن مالک بن عوف ابن عمرو بن عوف' قبیلہ اوس کے تھے' ان کی والدہ

سلمٰی بنت ثابت بن الدحداحہ ابن نعیم بن غنم بن ایاس بنی قضاعہ سے تھیں۔ یحییٰ بن مجمع کے یہاں مجمع پیدا ہوئے جن کی بقیہ اولاد کوئی نہ تھی۔ یحییٰ بن مجمع یوم الحرہ میں قتل کر دیئے گئے۔ ان کے بھائی:

عبیداللہ بن مجمع رحمۃ اللہ علیہ:

ابن جاریہ بن عامر بن مجمع بن العطاف' ان کی والدہ سلمٰی بنت ثابت ابن الدحداحہ بن نعیم بنی قضاعہ سے تھیں' عبیداللہ بن مجمع کے یہاں عمران ودحداحہ ومریم پیدا ہوئیں۔ ان سب کی والدہ لبنٰی بنت عبداللہ بن بتنل بن الحارث بن قیس بن زید بن ضبیعہ بنی عمرو بن عوف میں سے تھیں۔

عبیداللہ بن مجمع یوم الحرہ میں قتل کیے گئے' ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

یزید بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ودیعہ بن خذام ابن خالد بن ثعلبہ بن زید بن عبید بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف' قبیلہ اوس کے تھے' ان کی والدہ بنی قضاعہ حلفائے بنی عمرو بن عوف کے بنی انیف سے تھیں۔ یزید کے یہاں عبداللہ واسماعیل پیدا ہوئے زہری نے یزید بن ثابت بن ودیعہ سے روایت کی ہے۔

محمد بن جبر رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عتیک بن قیس بن ہیشہ بن الحارث بن امیہ بن معاویہ بن مالک بن عوف ابن عمرو بن عوف' قبیلہ اوس کے تھے' یوم الحرہ میں قتل کر دیئے گئے۔ بقیہ اولاد نہ تھی' ان کے والد رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب بدر میں شریک تھے۔

عبدالملک بن جبر رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عتیک' انہوں نے جابر بن عبداللہ سے روایت کی ہے۔

ابوالبداح بن عاصم رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عدی بن الجد بن العجلان بنی قضاعہ کے ان لوگوں میں سے تھے جو اوس کے بنی عمرو بن عوف کے حلفاء تھے' محمد بن عمر نے کہا کہ ابوالبداح لقب ہے کہ ان کے نام پر غالب آ گیا۔ کنیت ابوعمرو تھی۔ وفات ۱۱۷ھ میں بعہد خلافت ہشام بن عبدالملک چوراسی سال کی عمر میں ہوئی۔ ثقہ وقلیل الحدیث تھے۔ ان کے بھائی:

عباد بن عاصم رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عدی' یزید بن معاویہ کی خلافت میں ذی الحجہ ۶۳ھ یوم الحرہ میں قتل کر دیئے گئے۔

خارجہ بن زید رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ثابت بن ضحاک بن زید بن لوذان بن عمرو بن عبد بن عوف بن مالک بن النجار' ان کی والدہ ام سعد جمیلہ بنت سعد بن الربیع بن عمرو بن ابی زہیر بن مالک بن امرئ القیس ابن مالک بن ثعلبہ بنی الحارث بن الخزرج میں سے تھیں۔ خارجہ بن زید کے یہاں زید وعمرو وعبداللہ ومحمد وحبیبہ وحمیدہ وام یحییٰ وام سلیمان پیدا ہوئیں' ان سب کی والدہ ام عمرو بنت حزم بنی مالک بن النجار سے تھیں۔

ابراہیم بن یحییٰ بن زید سے مروی ہے کہ خارجہ بن زید کی کنیت ابوزید تھی۔ خارجہ بن زید سے مروی ہے کہ وہ اپنے بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔ زید بن السائب سے مروی ہے کہ میں نے خارجہ بن زید کی دونوں آنکھوں کے درمیان سجدوں کا نشان دیکھا جو بہت نہ تھا' نہ ان کی ناک پر اس کا کوئی اثر تھا۔

زید بن السائب سے مروی ہے کہ میں نے خارجہ بن زید کو دیکھا کہ جن اوقات میں برہنہ ہوتے تو اپنی چادر لٹکائے رہتے اور جب ان کے بدن پر کرتہ ہوتا تو میں نے انہیں چادر لٹکاتے نہیں دیکھا' ان کا جسم خوبصورت تھا۔ زید بن السائب سے مروی ہے کہ میں نے زید بن خارجہ کو خز کی چادر استعمال کرتے ہوئے دیکھا اور زرد رومال اوڑھے ہوئے دیکھا اور سفید عمامہ باندھتے دیکھا' خارجہ بن زید نے اپنے والد سے روایت کی ہے' ثقہ وکثیر الحدیث تھے۔ خارجہ بن زید بن ثابت سے مروی ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ستر سیڑھیاں بنائی ہیں جب میں اس سے فارغ ہوا تو منہدم کر دیا' یہ میرا سترواں سال ہے جس کو میں نے پورا کر لیا ہے' اسی سال ان کی وفات ہوئی۔ عبدالرحمٰن بن ابی الزناد نے اپنے والد سے روایت کی کہ خارجہ بن زید کی وفات ۱۰۰ھ بزمانہ خلافت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ مدینے میں ہوئی۔ ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے ان پر نماز پڑھی' وہ اس زمانے میں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی جانب سے مدینے کے والی تھے' اور میں نے ان کے جنازے پر ایک چادر دیکھی جو لٹکتی ہوئی تھی۔ زید بن السائب سے مروی ہے کہ میں خارجہ بن زید کے جنازے پر حاضر ہوا تو دیکھا کہ ان کی قبر پر پانی چھڑکا جا رہا تھا۔

سعد بن زید رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ثابت بن ضحاک بن زید بن لوذان بن عمرو بن عبد بن عوف بن مالک بن النجار' ان کی والدہ ام سعد بنت سعد بن الربیع بنی حارث بن الخزرج میں سے تھیں۔ سعد بن زید کے یہاں قیس وسعید جو سعد ان تھے اور عبدالرحمٰن پیدا ہوئے' ان سب کی والدہ ایک ام ولد تھیں۔ داؤد وحبیبہ ایک ام ولد سے تھیں اور سلیمان وسعد دوسری ام ولد سے۔ سعد بن زید سے روایت کی گئی ہے' ذی الحجہ ۶۳ھ یوم الحرہ میں قتل کر دیے گئے۔

سلیمان بن زید رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ثابت بن ضحاک بن زید بن لوذان بن عمرو بن عبد بن عوف بن مالک بن النجار ان کی والدہ ام سعد بنت سعد بن الربیع بنی حارث بن الخزرج سے تھیں۔ سلیمان بن زید کے یہاں سعید وحمید ومحمد وعبداللہ پیدا ہوئے' ان سب کی والدہ ام حمید بنت عبداللہ بن قیس بن صرمہ بن ابی انس بنی عدی بن النجار سے تھیں' سلیمان بن زید بن ثابت یوم الحرہ میں مقتول ہوئے۔

یحییٰ بن زید رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ثابت بن ضحاک بن زید بن لوذان بن عمرو بن عبد بن عوف بن مالک بن النجار ان کی والدہ ام سعد بنت سعد بن الربیع بنی حارث بن الخزرج میں سے تھیں۔ یحییٰ بن زید کے یہاں زکریا وابراہیم پیدا ہوئے' ان دونوں کی والدہ بستامہ بنت عمارہ بن زید بن ثابت بن الضحاک بنی مالک بن النجار سے تھیں۔ یحییٰ بن زید بن ثابت یوم الحرہ میں مقتول ہوئے۔

اسماعیل بن زید رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ثابت بن الضحاک بن زید بن لوذان بن عمرو بن عبد بن عوف بن مالک بن النجار ان کی والدہ ام سعد بنت سعد بن الربیع بنی حارث بن الخزرج سے تھیں۔ کنیت ابومصعب تھی۔

اسماعیل بن زید کے یہاں مصعب پیدا ہوئے' ان کی والدہ امامہ بنت جلیحہ بن عبادہ بن عبداللہ بن ابی ابن سلول بنی الحبلی میں سے تھیں۔ سعد بن اسماعیل' ان کی والدہ میمونہ بنت بلال بنی ہلال سے تھیں۔

اسماعیل بن زید' زید بن ثابت کے سب سے چھوٹے بیٹے تھے' انہوں نے اپنے والد سے کچھ روایت نہیں کی' اور نہ انہوں نے ان کو پایا' البتہ دوسروں سے روایت کی ہے' قلیل الحدیث تھے۔

سلیط بن زید رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ثابت بن الضحاک بن زید بن لوذان' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ سلیط بن زید کے یہاں یسار پیدا ہوئے' ان کی والدہ زینب تھیں۔ حبیبہ وخلید' ان دونوں کی والدہ نائلہ بنت عمرو بن حزم تھیں۔

سلیط بن زید بن ثابت یوم الحرہ میں مقتول ہوئے۔

عبدالرحمٰن بن زید رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ثابت بن الضحاک' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ عبدالرحمٰن کے یہاں سعید وام کلثوم وام ابان پیدا ہوئیں' ان سب کی والدہ عمرہ بنت عبدالعلاء بن عمرو بن الربیع بن الحارث بنی مالک بن النجار سے تھیں۔ عبدالرحمٰن بن زید یوم الحرہ میں مقتول ہوئے' ان کی اولاد باقی نہ رہی۔

عبداللہ بن زید رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ثابت بن الضحاک' ان کی والدہ ام ولد تھیں' یوم الحرہ میں مقتول ہوئے' بقیہ اولاد نہ تھی۔

زید بن زید رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ثابت بن الضحاک' یوم الحرہ میں مقتول ہوئے۔ یوم الحرہ میں زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹے مقتول ہوئے۔

عبدالرحمٰن بن حسان رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ثابت بن المنذر بن حرام بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک بن النجار' ان کی والدہ سیرین قبطیہ تھیں جو ماریہ قبطیہ والدہ ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہن تھیں' ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو ہبہ کر دیا تھا' ان سے عبدالرحمٰن بن حسانؓ پیدا ہوئے' وہ ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خالہ زاد بھائی تھے' عبدالرحمٰن شاعر تھے انہوں نے اپنے والد وغیرہ سے روایت کی ہے۔

عبدالرحمٰن کے یہاں ولید واسماعیل وام فراس پیدا ہوئیں' ان سب کی والدہ ام شیبہ بنت السائب بن یزید بن عبداللہ تھیں۔ سعید بن عبدالرحمٰن شاعر تھے' ان سے بھی روایت کی گئی ہے' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ حسان بن عبدالرحمٰن وفریعہ۔ عبدالرحمٰن

بن حسان کی کنیت ابوسعید تھی' شاعر و قلیل الحدیث تھے۔

عمارہ بن عقبہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن کریم بن عدی بن حارثہ بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک ابن النجار' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ یوم الحرہ میں مقتول ہوئے' بقیہ اولاد نہ تھی۔

محمد بن عبیط رحمۃ اللہ علیہ:

ابن جابر بن مالک بن عدی بن زید مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک بن النجار' ان کی والدہ فریعہ مبایعہ بنت ابی امامہ اسعد بن زرارہ بن عدس بنی مالک بن النجار سے تھیں۔ محمد بن نبیط کے یہاں عثمان وابوامامہ وعبداللہ وام کلثوم پیدا ہوئیں' ان سب کی والدہ ام عبداللہ بنت عمارۃ بن الحباب بن سعد بن قیس بن عمرو ابن زید مناۃ بنی مالک بن النجار سے تھیں۔ محمد بن عبیط یوم الحرہ میں مقتول ہوئے' بقیہ اولاد نہ تھی۔

عبدالملک بن نبیط رحمۃ اللہ علیہ:

ابن جابر بن مالک بن عدی بن زید مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک بن النجار' ان کی والدہ فریعہ بنت ابی امامہ اسعد بن زرارہ بن عدس تھیں۔ عبدالملک کے یہاں ابوامامہ عمرو محمد ونبیط پیدا ہوئے' ان تینوں کی والدہ ام کلثوم بنت یحییٰ بن خلاد بن رافع بن مالک بنی زریق سے تھیں۔ عبدالملک یوم الحرہ میں مقتول ہوئے۔

حجاج بن عمرو رحمۃ اللہ علیہ:

ابن غزیہ بن عمرو بن ثعلبہ بن خنساء بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن بن النجار' ان کی والدہ ام الحجاج بنت قیس بن رافع بن اذینہ قبیلہ اسلم سے تھیں' وفات کے وقت ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

عبدالرحمٰن بن ابی سعید الخدری رحمۃ اللہ علیہ:

نام سعد بن مالک بن سنان بن ثعلبہ بن عبید بن الابجر تھا' ابن الابجر خدرہ بن عوف بن الحارث بن الخزرج تھے' ان کی والدہ ام عبداللہ بنت عبداللہ بن الحارث ابن قیس بن ہیشہ بن الحارث تھیں جو اوس کے بنی عمرو بن عوف کی شاخ بنی معاویہ میں سے تھیں۔ محمد بن عمر نے کہا کہ ان کی کنیت ابومحمد تھی۔ عبداللہ بن محمد بن عمارہ نے کہا کہ ان کی کنیت ابوجعفر تھی۔

عبدالرحمٰن بن ابی سعید کے یہاں عبداللہ وسعید جو رنج تھے پیدا ہوئے' ان دونوں کی والدہ ام ایوب بنت عمیر بن الحویرث تھیں جو الخدرہ کے سعید بن محارب کی اولاد میں تھیں۔ کثیر الحدیث تھے مگر معتبر نہ تھے' محدثین انہیں ضعیف سمجھتے ہیں اور ان سے استدلال نہیں کرتے۔ عبدالرحمٰن نے اپنے والد سے روایت کی ہے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عبدالرحمٰن بن ابی سعید کی وفات بہتر سال کی عمر میں ۱۱۲ھ میں مدینے میں ہوئی۔

حمزہ بن ابی سعید الخدری رحمۃ اللہ علیہ:

ان کی والدہ ام عبداللہ بنت عبداللہ بن الحارث بن قیس بن ہیشہ بنی معاویہ میں سے تھیں۔ حمزہ کے یہاں مسعود پیدا ہوئے'

ان کی والدہ خولہ بنت الربیع تھیں۔ مالک وام یحیٰ' ان دونوں کی والدہ فارعہ بنت خالد بن سواد بن غزیہ بن وہیب ابن خلف بنی عدی بن النجار کے حلیف بنی قضاء سے تھیں۔ حمزہ نے اپنے والد سے روایت کی ہے۔

سعید بن ابی سعید الخدری رحمۃ اللہ علیہ:

ان کی والدہ ام عبداللہ بنت عبداللہ بن الحارث بن قیس بن ہیشہ بنی معاویہ میں سے تھیں۔ سعید کے یہاں حمزہ و ہند پیدا ہوئیں' ہند سے روایت کی گئی ہے اور انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے' ان کی والدہ فعمہ بنت بشیر بن عتیک بن الحارث ابن عتیک بن قیس بن ہیشہ بن الحارث بن امیہ بن معاویہ قبیلہ اوس کی شاخ بنی عمرو بن عوف سے تھیں۔ ولید بن سعید' ان کی والدہ ام حسن بنت محمد بن الولید بنی قضاعہ سے تھیں۔

بشیر بن ابی مسعود رحمۃ اللہ علیہ:

نام عقبہ بن عمرو بن ثعلبہ بن اسیرہ بن عسیرہ بن عطیہ بن جدارہ بن عوف ابن الحارث بن الخزرج تھا۔

بشیر بن ابی مسعود کے یہاں ام ثعلبہ وام سلمہ پیدا ہوئیں' ان دونوں کی والدہ قیس عیلان کے بنی سلیم بن منصور سے تھیں۔ عروہ بن الزبیر نے بشیر بن ابی مسعود سے روایت کی ہے۔

محمد بن النعمان رحمۃ اللہ علیہ:

ابن بشیر بن سعد بن ثعلبہ بن خلاس بن زید بن مالک الاغر بن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج ان کی والدہ ام عبداللہ بنت عمرو بن جروہ بنی حارث بن الخزرج میں سے تھیں۔ محمد کے یہاں نعمان ورواحہ وعبدالکریم وعبدالحمید مختلف ام ولد سے پیدا ہوئے۔

یزید بن النعمان رحمۃ اللہ علیہ:

ابن بشیر بن سعد' ان کی والدہ نائلہ بنت بشیر بن عمارہ بن حسان بن جابر بن قرط قبیلہ کلب کے بنی ماویہ سے تھیں۔ عبدالعزیز وصدقہ ونعیم' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ عبدالواحد اور عبدالرزاق جو لاولد مر گئے' ان دونوں کی والدہ ام ولد تھیں۔ شبیب' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ عبدالملک وعبدالکریم' ان دونوں کی والدہ ام ولد تھیں۔ اسماعیل جو لاولد مر گئے ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ جابر وسعید' ان دونوں کی والدہ ام ولد تھیں۔ ام البنین وحمیدہ' ان دونوں کی والدہ ام ولد تھیں۔ خلیدہ' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ سفیان' جو لاولد مر گئے' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ ابیہ ایک ام ولد سے تھیں۔

محمد بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن زید بن عبدربہ بن زید بن الحارث بن الخزرج' ان کی والدہ سعدیٰ بنت کلیب ابن یساف بن عتبہ تھیں۔ محمد بن عبداللہ بن زید کے یہاں بشیر بن محمد پیدا ہوئے' جن کی وفات بغیر اپنا پس ماندہ چھوڑے ہوئے ہوگئی۔ محمد بن عبداللہ بن زید نے اپنے والد سے روایت کی ہے۔

عبدالرحمٰن بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن خبیب بن یساف بن عتبہ بن خدیج بن عامر بن جشم بن الحارث بن الخزرج' ان کی والدہ عونہ بنت ابی مسعود عقبہ بن

عمرو بن ثعلبہ بنی جدارہ سے تھیں۔ عبدالرحمٰن کے یہاں وہ خبیب بن عبدالرحمٰن پیدا ہوئے جن سے عبیداللہ بن عمرو و شعبہ و مالک بن انس وغیرہم نے روایت کی ہے۔ عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن خبیب بن یساف' یزید بن معاویہ کی خلافت میں ذی الحجہ ۶۳ھ یوم الحرہ میں مقتول ہوئے۔

خلاد بن السائب رحمۃ اللہ علیہ:

ابن خلاد بن سوید بن ثعلبہ بن عمرو بن حارثہ بن امرئی القیس بن مالک الاغر بن ثعلبہ بنی الحارث بن الخزرج میں سے تھے' ان کی والدہ انیسہ بنت ثعلبہ ابن زید بن قیس بن النعمان بن مالک تھیں۔

خلاد بن السائب کے یہاں ابراہیم پیدا ہوئے' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ ایک دختر جذیمہ پیدا ہوئیں' ان کی والدہ جمیلہ بنت تمیم بن یعار بنی جدارہ میں سے تھیں۔ ام سعد و ام سہل' ان دونوں کی والدہ ام ولد تھیں۔

خلاد ثقہ و قلیل الحدیث تھے' ان کے والد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے۔

عباس بن سہل رحمۃ اللہ علیہ:

ابن سعد بن مالک بن خالد بن ثعلبہ بن حارثہ بن عمرو بن الخارج بن ساعدہ' ان کی والدہ عائشہ بنت خزیمہ بن وحوح بن الاشجم بنی سلیم بن منصور میں سے تھیں۔

عباس بن سہل کے یہاں ابی و عبدالسلام و ام الحارث و آمنہ و ام سلمہ پیدا ہوئیں۔ ان سب کی والدہ جمال بنت جعدہ بن مالک بن سعد بن نافذ بنی سلیم ابن منصور میں سے تھیں۔ عبدالمہیمن و عنبسہ' ان دونوں کی والدہ ام ولد تھیں۔ عہد عمر رضی اللہ عنہ میں پیدا ہوئے اور جب عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو عباس بن سہل پندرہ سال کے تھے' انہوں نے عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ اس کے بعد وہ الگ ہو کر عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما کے پاس مدینے سے چلے گئے' انہوں نے ابی حمید الساعدی سے روایت کی ہے' ثقہ تھے' کثیر الحدیث نہ تھے۔

عباس بن سہل بن سعد سے مروی ہے کہ ہم لوگ عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں تھے' میں پندرہ سال کا تھا' لوگ سردی و گرمی سے سجدوں میں کپڑوں پر اپنے ہاتھ رکھتے تھے۔ محمد بن عمرو غیرہ نے کہا کہ عباس بن سہل کی وفات ولید بن عبدالملک کی خلافت میں مدینے میں ہوئی۔

حمزہ بن ابی اُسید رحمۃ اللہ علیہ:

نام مالک بن ربیعہ بن البدی بن عامر بن عوف بن حارثہ بن عمرو بن الخزرج ابن ساعدہ تھا' ان کی والدہ سلامہ بنت والان ابن سکن بن خدیج قیس عیلان کے بنی فزارہ میں سے تھیں' حمزہ کی کنیت ابو مالک تھی۔

حمزہ بن ابی اسید کے یہاں یحییٰ پیدا ہوئے۔ سلمہ بن میمون مولائے ابی اسید سے مروی ہے کہ میں نے حمزہ بن ابی اسید الساعدی کے بدن پر ایک چادر دیکھی جس کے سروں کے تار بٹے ہوئے تھے۔

ابن الغسیل سے مروی ہے کہ حمزہ بن ابی اسید کی وفات مدینے میں ولید ابن عبدالملک کی خلافت میں ہوئی' قلیل الحدیث

تھے ان سے ان کے بیٹے یحییٰ ابن حمزہ نے روایت کی ہے۔

منذر بن ابی اسید الساعدی رحمۃ اللہ علیہ:

نام مالک بن ربیعہ بن البدی تھا' ان کی والدہ سلامہ بنت وہب بن سلامہ ابن امیہ بن حارثہ بن عمرو بن الخزرج بن ساعدہ تھیں۔ منذر کے یہاں زبیر و سوید و ام الحسن الحوصاء پیدا ہوئیں' تینوں کی والدہ ماویہ بنت عبداللہ بنی عذرہ کی تھیں۔ بشر و خلید' ان دونوں کی والدہ ام ولد تھیں۔

خالد و حفصہ کی والدہ ام جعفر بنت عمرو بن امیہ بن خویلد الضمری قبیلہ کنانہ سے تھیں۔ سعید جن کے نام سے ان کی کنیت تھی اور عائشہ و سودہ و فاطمہ' ان سب کی والدہ عمرہ بنت ابی حمید عبدالرحمٰن بن عمرو بن سہل بن مالک بن خالد بن ثعلبہ بن حارثہ ابن عمرو بن الخزرج بن ساعدہ تھیں۔

عبداللہ بن کعب رحمۃ اللہ علیہ:

ابن مالک بن ابی کعب بن القین بن کعب بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ' خزرج میں سے تھے۔ ان کی والدہ عمیرہ بنت جبیر بن صخر بن امیہ بن خنساء بن عبید' بنی سلمہ سے تھیں۔ عبداللہ بن کعب کے یہاں عبدالرحمٰن و معمر و معقل و نعمان و خارجہ و عمرہ و عائشہ پیدا ہوئیں' ان سب کی والدہ خالدہ بنت عبداللہ بن انیس بنی سلمہ کے حلیف بنی البرک بن دبرہ سے تھیں۔ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نابینا ہو گئے تھے' ان کے تمام بیٹوں میں سے عبداللہ ان کے قائد (لے چلنے والے یا سہارا دینے والے) تھے۔ عبداللہ بن کعب نے عثمان رضی اللہ عنہ سے حدیث سنی ہے ثقہ تھے' ان کی احادیث بھی ہیں۔

عبیداللہ بن کعب رحمۃ اللہ علیہ:

ابن مالک بن ابی کعب بن القین بن کعب بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ' ان کی والدہ عمیرہ بنت جبیر بن صخر بن امیہ بن خنساء بن عبید بنی سلمہ سے تھیں۔ عبیداللہ بن کعب کے یہاں ام ابیہا پیدا ہوئیں' ان کی والدہ ملیکہ بنت عبداللہ ابن صخر بن خنساء بن سنان بن عبید بنی سلمہ سے تھیں۔ خالدہ ان کی والدہ ام سعید بنت عبداللہ بن انیس جو ان لوگوں کے حلیف تھے۔ ام عثمان و ام بشر' ان دونوں کی والدہ سہلہ بنت النعمان بن جبیر بن امیہ ابن خنساء بن عبید بنی سلمہ سے تھیں۔ عمیرہ بنت عبیداللہ' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ عبیداللہ بن کعب کی کنیت ابوفضالہ تھی' ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

معبد بن کعب رحمۃ اللہ علیہ:

ابن مالک بن ابی کعب بن القین بن کعب' ان کی والدہ عمیرہ بنت جبیر ابن صخر بن امیہ بن خنساء بن عبید بنی سلمہ میں سے تھیں۔ معبد کے یہاں کعب و ام کلثوم پیدا ہوئیں' ان دونوں کی والدہ حفصہ بنت النعمان بن جبیر بن صخر بن امیہ بن خنساء بنی عبید سے تھیں۔ معبد بن کعب نے ابوقتادہ سے روایت کی ہے۔

عبدالرحمٰن بن کعب رحمۃ اللہ علیہ:

ابن مالک بن ابی کعب بن القین بن کعب' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ عبدالرحمٰن کے یہاں بشیر و کعب و محمد و حمیدہ پیدا ہوئیں'

ان کی والدہ ام البنین بنت ابی قتادہ بن ربعی بنی سلمہ میں سے تھیں۔ ام الفضل' ان کی والدہ ام سعید بنت عبداللہ بن انیس تھیں جو بنی سلمہ کے حلیف تھے۔ کنیت ابوالخطاب تھی' ثقہ تھے' حدیث میں اپنے بھائی سے بڑھ کے تھے۔ وفات سلیمان بن عبدالملک کی خلافت میں ہوئی۔

عبداللہ بن ابی قتادہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ربعی بن بلذمہ بن خناس بن سنان بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ' قبیلہ خزرج کے تھے' ان کی والدہ سلافہ بنت البراء بن معرور بن صخر بنی سلمہ کی تھیں۔ عبداللہ بن ابی قتادہ کے یہاں قتادہ ونسیرہ وام البنین پیدا ہوئیں' ان کی والدہ ام کثیر بنت عبدالرحمن بن ابی المنذر بن عامر بن حدیدہ بن عمرو بن سواد بنی سلمہ کی تھیں۔ یحییٰ وظبیہ' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ عبداللہ بن ابی قتادہ کی کنیت ابویحییٰ تھی' انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے وفات مدینے میں ولید بن عبدالملک کی خلافت میں ہوئی۔ ثقہ وقلیل الحدیث تھے۔

عبدالرحمٰن بن ابی قتادہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ربعی بن بلذمہ' ان کی والدہ سلافہ بنت البراء بن معرور بن صخر بنی سلمہ کی تھیں۔ عبدالرحمٰن بن ابی قتادہ ذی الحجہ ۶۳ھ کے یوم الحرہ میں مقتول ہوئے۔ انہوں نے کوئی پس ماندہ نہیں چھوڑا۔

ثابت بن ابی قتادہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ربعی بن بلذمہ' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ ثابت کے یہاں عبدالرحمٰن ومصعب وابوقتادہ وکبشہ وعبدہ وام البنین پیدا ہوئیں' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ ثابت بن ابی قتادہ کی کنیت ابومصعب تھی' انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے' وفات مدینے میں ولید بن عبدالملک کی خلافت میں ہوئی۔ قلیل الحدیث تھے۔

یزید بن ابی الیسر رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام کعب بن عمرو بن عباد بن عمرو بن سواد تھا۔ خزرج کے بنی سلمہ میں سے تھے۔ یزید کے یہاں سعد وعبداللہ پیدا ہوئے' ان دونوں کی والدہ کبشہ بنت ثابت ابن عبید بن النعمان بن عمرو بن عبید بنی مالک بن النجار کی تھیں۔ یزید بن یزید وام سعید' ان دونوں کی والدہ ام ولد تھیں۔ ام ابان بنت یزید' ان کی والدہ فاطمہ بنت ابی سلمہ بن عمرو بن قیس بن عدی ابن النجار سے تھیں۔ یزید بن ابی الیسر ذی الحجہ ۶۳ھ یوم الحرہ میں مقتول ہوئے۔

عبدالرحمٰن بن جابر رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبداللہ بن عمرو بن حرام بن ثعلبہ بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ' ان کی والدہ سہیمہ بنت مسعود بن اوس بن مالک بن سواد بن ظفر تھیں۔ عبدالرحمٰن کے یہاں عقبہ پیدا ہوئے' ان کی والدہ ام البنین بنت سلمہ ابن خراش بن الصمہ بن عمرو بن الجموح تھیں۔ ام خالد' ان کی والدہ ام ایوب بنت یزید بن عبداللہ بن عامر بن نابی بن زید ابن حرام تھیں۔ عبدالرحمٰن نے اپنے والد سے روایت کی ہے' ان کی اور ان کے بھائی کی روایت میں ضعف ہے' ان دونوں سے استدلال نہیں کیا جاتا۔ ان کے بھائی:

محمد بن جابر رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبداللہ بن عمرو بن حرام' ان کی والدہ ام الحارث محمد بن سلمہ ابن سلمہ بن خالد بنی حارثہ کی تھیں۔ محمد کے یہاں کلیب پیدا ہوئے' ان کی والدہ ام سلمہ بنت الربیع بن الطفیل ابن مالک بن خنساء بن عبید بنی سلمہ کی تھیں۔ محمد نے اپنے والد سے روایت کی ہے۔

عبید بن رفاعہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن رافع بن مالک بن العجلان بن عمرو بن عامر بن زریق' خزرج کے تھے' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ عبید بن رفاعہ کے یہاں زید و سعید و رفاعہ پیدا ہوئے' ان کی والدہ ہند بنت رافع بن خلدہ بن بشر بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر بن زریق تھیں۔ اسماعیل و ام موسیٰ و حمیدہ و بریہہ و ام البنین کبریٰ و زبیدہ و ام عمرو' ان سب کی والدہ سمیکہ بنت کعب بن مالک بن ابی کعب بن القین بن کعب بن سواد بن غنم بنی سلمہ کی تھیں۔ عبدالرحمٰن و ام عبدالرحمن ان دونوں کی والدہ ام ولد تھیں۔ اسحاق' ان کی والدہ ام صفوان بنت ابی عثمان بن عبداللہ بن وہب ابن ریاح تھیں۔ امۃ اللہ و نسیبہ و عائشہ و ام البنین صغریٰ و عبید بن عبید مختلف ام ولد سے تھے۔

معاذ بن رفاعہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن رافع بن مالک بن العجلان بن عمرو بن عامر بن زریق' ان کی والدہ ام عبداللہ سلمٰی بنت معوذ بن الحارث بن رفاعہ بن الحارث بن سواد بن مالک ابن غنم بن مالک بن النجار تھیں۔ معاذ بن رفاعہ کے یہاں حارث و سعد و محمد و موسیٰ و امیہ پیدا ہوئے' ان سب کی والدہ عمرہ بنت النعمان بن عجلان بن النعمان بن عامر بن العجلان بن عمرو ابن عامر بن زریق تھیں۔

نعمان بن ابی عیاش رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام عبید بن معاویہ بن صامت بن زید بن خلدہ بن عامر بن زریق تھا' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ نعمان کے یہاں طلحہ پیدا ہوئے' ان کی والدہ ام عبادہ بنت قیس بن عبید ابن الحریر بن عمرو بن الجعد بن عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن بن النجار تھیں۔ محمد و یحییٰ' ان دونوں کی والدہ حبیبہ بنت کعب بن عمیر بن فہم بن قیس بن عیلان' نعمان کی بقیہ اولاد پس ماندہ ہیں۔

معاذ بن ابی عیاش رحمۃ اللہ علیہ:

عبید بن معاویہ بن صامت بن زید بن خلدہ' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ معاویہ بن ابی عیاش کے یہاں محمد و رملہ و جعدہ و ام اسحاق پیدا ہوئیں۔ ان کی والدہ ام ولد تھیں' معاویہ بن ابی عیاش کی تمام اولاد ختم ہوگئی' ان میں سے کوئی باقی نہ رہا۔

سلیمان بن ابی عیاش رحمۃ اللہ علیہ:

عبید بن معاویہ بن صامت' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ سلیمان کے یہاں عیسیٰ و حسنا و ام الولید و زید پیدا ہوئے' ان کی والدہ ام کلثوم بنت ہلال بن المعلی بن لوذان بن حارثہ بنی غضب بن جشم بن الخزرج کی تھیں۔ سلیمان بن ابی عیاش یوم الحرہ میں مقتول ہوئے' ان کی اولاد ختم ہوگئی' کوئی باقی نہ رہا۔

بشیر بن ابی عیاش رحمۃ اللہ علیہ:

عبید بن معاویہ بنت صامت' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ بشیر کے یہاں یحییٰ و زکریا و ام ایاس و ام القاسم و حکمۃ پیدا ہوئیں'

ان کی والدہ کلب قضاعہ کی تھیں۔ ام الحارثؓ ان کی والدہ بنی سلمہ سے تھیں۔

بشیر بن ابی عیاش یوم الحرہ میں مقتول ہوئے' ان کی اولاد ختم ہوگئی' کوئی باقی نہ رہا۔

فروہ بن ابی عبادہ رحمۃ اللہ علیہ:

سعد بن عثمان بن خلدہ بن مخلد بن عامر بن زریق' ان کی والدہ ام خالد بنت عمرو بن وذفہ بن عبید بن عامر بن بیاضہ بن عامر بن الخزرج تھیں۔ فروہ کے یہاں عثمان پیدا ہوئے جو یوم الحرہ میں اپنے والد کے ساتھ مقتول ہوئے۔ سلمہ و داؤد و ام جمیل' ان سب کی والدہ ام کلثوم بنت قیس بن ثابت بن خلدہ ابن مخلد بن عامر بن زریق تھیں۔ عبدالرحمٰن' ان کی والدہ کبشہ بنت عبدالرحمٰن بن الحویرث بن شریح کندہ سے تھیں۔ فروہ بن ابی عبادہ یوم الحرہ میں مقتول ہوئے' ان کے والد سعد بن عثمان اہل بدر میں سے تھے۔

عقبہ بن ابی عبادہ رحمۃ اللہ علیہ:

سعد بن عثمان بن خلدہ بن مخلد بن عامر بن زریق' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ عقبہ کے یہاں سعد و اسماعیل و عبداللہ و عائشہ پیدا ہوئیں' ان کی والدہ جمیلہ بنت ابی عیاش بن عبید بن معاویہ بن صامت بن زید بن خلدہ بن عامر' ابن زریق تھیں۔ عقبہ بن ابی عبادہ یوم الحرہ میں مقتول ہوئے۔

مسعود بن عبادہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی عبادہ سعد بن عثمان بن خلدہ بن مخلد بن عامر بن زریق' ان کی والدہ ام ولد تھیں' مسعود بن عبادہ یوم الحرہ میں مقتول ہوئے۔

ثابت بن قیس رحمۃ اللہ علیہ:

ابن سعد بن قیس بن زید بن خلدہ بن عامر بن زریق' ان کی والدہ کبشہ بنت یزید ابن زید بن النعمان بن خلدہ بن عامر بن زریق تھیں۔ ثابت کے یہاں عبدالرحمٰن و محمد و ام سعید و حفصہ و عائشہ و ام حسن و ام مسعود پیدا ہوئیں' ان سب کی والدہ کبشہ بنت ابی عیاش عبید بن معاویہ بن صامت ابن زید الزرقی تھیں۔

عمر بن خلدہ الزرقی رحمۃ اللہ علیہ:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے (حدیث) سنی ہے' عبدالملک بن مروان کی خلافت میں مدینے کے والی قضاء تھے۔ ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ انہوں نے ابن خلدہ کو مسجد میں مقدمات کا فیصلہ کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ ابن ابی ذئب سے مروی ہے کہ میں عمر بن خلدہ کے پاس حاضر ہوا' وہ قضائے مدینہ پر مامور تھے' ایک شخص سے جو ان کے سامنے پیش کیا گیا' کہہ رہے تھے کہ اے خبیث جا اور اپنے آپ کو قید کر۔ وہ شخص گیا حالانکہ اس کے ہمراہ کوئی سپاہی نہ تھا۔ ہم لوگ اس کے ساتھ ہو گئے' اس وقت ہم نوعمر تھے' وہ شخص داروغہ قید خانہ کے پاس آیا اور اپنے آپ کو قید ہونے کے لیے پیش کر دیا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عمر بن خلدہ ثقہ و قلیل الحدیث تھے' وہ ہیبت ناک' بہادر' پرہیزگار اور متقی تھے' عہدۂ قضاء کی کوئی تنخواہ نہ لی' جب معزول کر دیئے گئے تو ان سے کہا گیا کہ اے ابو حفص جس کام میں آپ تھے اس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ انہوں

نے کہا کہ ہمارے بھائی تھے' ہم نے ان سے تعلق قطع کر دیا تھا اور ہماری ایک چھوٹی سی زمین تھی جس سے ہم زندگی بسر کرتے تھے' ہم نے اسے فروخت کر کے قیمت خرچ کر دی۔

محمد بن عمر نے کہا کہ پہلے زمانے میں مدینے میں دو آدمی اس طرح باہم گفتگو کرتے کہ ایک شخص اپنے ساتھی سے کہتا کہ تم تو قاضی سے بھی زیادہ مفلس ہو' مگر آج قاضی والی و جابر و بادشاہ و صاحب جائیداد و زمیندار و تاجر و مالدار بن گئے۔

عمر بن ثابت الخزرجی رحمۃ اللہ علیہ:

ان سے زہری نے روایت کی ہے۔

اسحاق بن کعب رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عجرہ بن امیہ بن عدی بن عبید بن الحارث۔ ہشام بن محمد بن السائب الکلبی و عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ وہ ان بنی قضاعہ سے تھے جو بنی عوف بن الخزرج کی شاخ بنی نوفل کے حلیف تھے۔ اسحاق بن کعب ذی الحجہ ۶۳ھ یوم الحرہ میں مقتول ہوئے۔

محمد بن کعب رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عجرہ بن امیہ بن عدی بن عبید بن الحارث' ذی الحجہ ۶۳ھ یوم الحرہ میں مقتول ہوئے۔

ابو عفیر رحمۃ اللہ علیہ:

نام محمد بن سہل بن ابی حثمہ تھا۔ ابوحثمہ کا نام عبداللہ بن ساعدہ بن عامر ابن عدی بن مجدعہ بن حارثہ بن الحارث تھا' اوس کے تھے' ان کی والدہ تحیا بنت البراء ابن عازب بن الحارث بن عدی بن جشم بن مجدعہ بن حارثہ بن الحارث تھیں۔ ابو عفیر محمد بن سہل کے یہاں عفیر و جعفر و براء اور ایک دختر دبیہ و امیرہ جو طلحہ تھیں بدیہ پیدا ہوئیں' ان سب کی والدہ عفراء بنت دحیہ بن محیصہ بن مسعود بن کعب ابن عامر بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ بن الحارث تھیں۔ عیسیٰ' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ ابو عفیر نے اپنے والد سے روایت کی ہے۔

عمر بن الحکم رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی الحکم' فطیون کے بنی عمرو بن عامر کی اولاد میں سے تھے۔ یہ لوگ اوس انصار کے حلیف تھے' دیوان عطاء میں بنی امیہ بن زید کے سلسلے میں شامل تھے' بنو امیہ بن زید سلسلہ اوس کے آخری رکن تھے۔

عمر کی کنیت ابو حفص تھی' ثقہ تھے' ان کی حدیثیں درست ہیں' وفات ہشام ابن عبدالملک کی خلافت میں ۱۱۷ھ میں ہوئی۔ اس زمانے میں وہ اسی سال کے تھے۔

طبقہ ہذا کے موالی

بسر بن سعید رحمۃ اللہ علیہ:

حضرمیین کے مولیٰ (آزاد کردہ غلام) تھے۔ یزید بن ہارون نے اپنی ایک حدیث کی سند میں بسر بن سعید کو ابن الحضرمی کا

مولیٰ کہا ہے۔ بسر حضرمیین کے مکان میں رہتے تھے جو بنی حدیلہ میں تھا۔ وہاں ان لوگوں کی ایک جماعت تھی۔ بسر نے سعد بن ابی وقاص و عبداللہ بن انیس' زید بن ثابت وابو ہریرہ وابو سعید الخدری و عبید اللہ الخولانی رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے' عبید اللہ میمونہ بنت الحارث کی پرورش میں تھے۔

بسر عابدین و تارکین دنیا و اہل زہد میں سے تھے' ثقہ و کثیر الحدیث اور متقی تھے' ایک دفعہ کسی ضرورت سے بصرہ آئے' مدینے واپس جانے کا ارادہ کیا تو فرزدق شاعر ان کے رفیق ہو گئے' اہل مدینہ کو اس وقت تک خبر نہ ہوئی جب تک کہ یہ دونوں ایک ہی شغدف میں نمودار نہ ہوئے۔ اہل مدینہ کو اس سے تعجب ہوا' فرزدق کہتے تھے کہ میں نے بسر بن سعید سے بہتر رفیق نہیں دیکھا اور بسر کہتے تھے کہ میں نے فرزدق سے بہتر رفیق نہیں دیکھا۔ محمد بن عمر نے کہا کہ بسر بن سعید کی ۱۰۰ھ میں بہ عہد خلافت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ مدینے میں وفات ہوئی' اس وقت اٹھتر سال کے تھے۔

مالک بن انس سے مروی ہے کہ بسر بن سعد رحمۃ اللہ علیہ کی اس حالت میں وفات ہوئی کہ انہوں نے کفن تک نہ چھوڑا' عبداللہ بن عبدالملک بن مروان کی وفات اس حالت میں ہوئی کہ انہوں نے اسی مدی سونا چھوڑا (ایک مدی = ۱۹' صاع کے اور ایک صاع = ۱/۳/۴ سیر)۔

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو دونوں کی وفات کی خبر پہنچی تو انہوں نے کہا کہ اگر ان دونوں کا ٹھکانا ایک ہی ہوتا تو واللہ مجھے عبداللہ بن عبدالملک کی سی زندگی بسر کرنا زیادہ پسند ہوتا' ان سے مسلمہ بن عبدالملک نے کہا کہ اے امیر المومنین یہ (کلام یا یہ خیال تو) آپ کے اہل بیت کے نزدیک ذبح کرنا ہے۔ انہوں نے کہا کہ واللہ ہم تو اہل فضل کو ان کے فضل سے یاد کرنا نہ چھوڑیں گے۔

عبید اللہ بن ابی رافع رحمۃ اللہ علیہ:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مولیٰ تھے' انہوں نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کی اور وہ ان کے کاتب تھے' ثقہ و کثیر الحدیث تھے۔

محمد بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ثوبان' اخنس بن شریف الثقفی کے خاندان کے مولیٰ تھے' ان میں سے بعض لوگ یمن کی طرف منسوب تھے' محمد بن عبدالرحمٰن کی کنیت ابو عبداللہ تھی' انہوں نے زید بن ثابت وابو ہریرہ وابو سعید الخدری وابن عباس وابن عمر و محمد بن ایاس ابن ابی البکیر رضی اللہ عنہم سے اور اپنی ماں سے اور انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے' ثقہ و کثیر الحدیث تھے۔

حمران بن ابان رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ' انہوں نے عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ بصرہ منتقل ہو کر وہیں رہتے تھے' ان کی اولاد نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ وہ لوگ نمر بن قاسط بن ربیعہ سے ہیں۔ کثیر الحدیث تھے۔ میں نے محدثین کو ان کی حدیث سے استدلال کرتے نہیں دیکھا۔

عبدالرحمٰن بن ہرمز الاعرج رحمۃ اللہ علیہ:

کنیت ابو داؤد تھی' محمد بن ربیعہ بن الحارث بن عبدالمطلب کے مولیٰ تھے' انہوں نے عبداللہ بن بحینہ وابی ہریرہ و عبدالرحمٰن

بن عبدالقاری رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔

عثمان بن عبیداللہ بن ابی رافع سے مروی ہے کہ میں نے ان صاحب کو دیکھا ہے جو اپنی حدیث کہ انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی تھی اعرج کو پڑھ کر سناتے' وہ کہتے کہ اے ابوداؤد یہ تمہاری حدیث ہے۔ انہوں نے کہا' جی ہاں' راوی نے کہا کہ پھر میں کہتا تھا کہ مجھ سے عبدالرحمن نے حدیث بیان کی جو میں نے آپ کو پڑھ کر سنائی ہے' انہوں نے کہا ہاں' کہو کہ مجھ سے عبدالرحمن ابن ہرمز نے بیان کیا ہے۔

عبداللہ بن الفضل سے مروی ہے کہ عبدالرحمن بن ہرمز اسکندریہ چلے گئے اور وہیں مقیم ہو گئے ۱۱۷ھ میں ان کی وفات ہوئی' ثقہ و کثیر الحدیث تھے۔

یزید بن ہرمز رحمۃ اللہ علیہ:

دوس کے خاندان ابی ذباب کے مولیٰ تھے' کنیت ابوعبداللہ تھی یوم الحرہ میں موالی کے امیر تھے' ان کی وفات اس کے بعد ہوئی' ان کے بیٹے عبداللہ بن یزید ابن ہرمز گنے ہوئے فقہائے اہل مدینہ میں سے تھے۔ یزید ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

سعید بن یسار رحمۃ اللہ علیہ:

ابوالحباب' مولائے حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما' انہوں نے ابوہریرہ و ابن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے' وفات مدینے میں ۱۱۷ھ میں ہوئی' سعید کو مولائے شمسہ کہا جاتا تھا' شمسہ ایک نصرانیہ تھیں جو حسن ابن علی رضی اللہ عنہما کے ہاتھ پر اسلام لائے تھیں۔ سعید ثقہ و کثیر الحدیث تھے۔

سلمان ابوعبداللہ الاغر رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے جہینہ خطیب تھے' انہوں نے ابوسعید الخدری و ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ محمد بن عمر نے کہا کہ میں نے ان لڑکوں کو کہتے سنا کہ سلمان نے عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی ہے' میں ان لوگوں کے سوا کسی اور سے اس بات کو ثابت نہیں پاتا۔ ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

ابوعبداللہ القراظ رحمۃ اللہ علیہ:

قدیم تھے' انہوں نے سعد بن ابی وقاص و ابی ہریرہ رضی اللہ عنہما سے حدیث سنی ہے۔ ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

عبداللہ بن عبیداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی ثور' بنی نوفل بن عبدمناف کے مولیٰ تھے۔

سعید ابن مرجانہ رحمۃ اللہ علیہ:

کنیت ابوعثمان تھی' ان کی ذات میں فضیلت تھی' ان کی روایت ہے' وہ الگ ہو کر علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما کے پاس ہو رہے تھے۔ ۹۷ھ میں ستر سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔ ثقہ تھے' ان کی احادیث ہیں۔

عبید بن حنین رحمۃ اللہ علیہ:

خاندان زید بن الخطاب کے مولیٰ تھے۔ کنیت ابوعبداللہ تھی' ابی فلیح بن سلیمان ابن ابی المغیرہ بن حنین کے چچا تھے' کہا جاتا ہے کہ وہ عین التمر کے ان قیدیوں میں تھے جنہیں خالد بن الولید رضی اللہ عنہ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں مدینے بھیجا تھا' عبید بن حنین نے زید بن ثابت وابی ہریرہ وابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے' ثقہ تھے' کثیر الحدیث نہ تھے۔

عبید بن حنین سے مروی ہے کہ میں نے قتل عثمان رضی اللہ عنہ کے وقت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے کہا کہ مجھے سورۂ اعراف پڑھ کر سنایئے' انہوں نے کہا کہ مجھے یاد نہیں ہے' تم اسے پڑھ کر مجھے سناؤ' میں نے انہیں پڑھ کر سنائی تو انہوں نے ایک الف یا ایک واؤ کی بھی گرفت نہیں کی۔ محمد بن عمر نے کہا کہ عبید بن حنین کی پچانوے سال کی عمر میں ۱۰۵ھ میں مدینے میں وفات ہوئی۔

عبداللہ بن حنین رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم' ان کی بقیہ و پس ماندہ اولاد مدینے میں تھی' ان کے بیٹے ابراہیم بن عبداللہ بن حنین اہل علم کے راویوں میں سے تھے' ان سے زہری وغیرہ نے روایت کی ہے۔ وہ لوگ کہا کرتے تھے کہ ہم عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے موالی ہیں' آج تک وہ لوگ اس (غلامی) کی طرف نسبت کرتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ حنین مثقب کے مولیٰ تھے' مثقب مسحل کے شماس کے اور شماس عباس رضی اللہ عنہ کے۔

اسامہ بن زید اللیثی سے مروی ہے کہ اس زمانے میں جب کہ یزید بن عبدالملک خلیفہ بنائے گئے میں عبداللہ بن حنین کے پاس گیا' ان کی وفات اس واقعے کے قریب ہی ہوئی۔ قلیل الحدیث تھے۔

عمیر رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے ام الفضل بنت الحارث الہلالیہ جو عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم کے لڑکوں کی والدہ تھیں۔ عمیر کی کنیت ابوعبداللہ تھی' انہوں نے ام الفضل وابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ انہوں نے صلوٰۃ الخوف میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے' بعض روایات میں عمیر مولائے ابن عباس رضی اللہ عنہما ہے حالانکہ وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی والدہ کے مولیٰ تھے' عمیر کی وفات مدینے میں ۱۰۴ھ میں ہوئی۔ ان کے بیٹے:

عبداللہ بن عمیر رحمۃ اللہ علیہ:

ان کو بعض لوگ اپنے روایات میں مولائے ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں' حالانکہ وہ ام الفضل کے مولیٰ تھے۔

عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بن عبدالمطلب بن ہاشم' ان کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔ محمد بن راشد سے مروی ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی وفات اس حالت میں ہوئی کہ عکرمہ غلام تھے' انہیں خالد بن زید بن معاویہ نے علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے چار ہزار دینار میں خرید لیا' عکرمہ کو معلوم ہوا تو علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ تم نے مجھے چار ہزار دینار میں فروخت کر دیا' انہوں نے کہا ہاں' انہوں نے کہا کہ یہ تمہارے لیے بہتر نہیں ہے کہ اپنے والد کا علم چار ہزار دینار میں فروخت کر ڈالو' علی رضی اللہ عنہ خالد کے

پاس گئے اور عکرمہ کو واپس مانگا' خالد نے ان کو واپس کر دیا' پھر انہوں نے ان کو آزاد کر دیا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ اپنے غلاموں کے نام عرب کے ناموں پر رکھتے تھے (جیسے) عکرمہ و سمیع و کریب۔ انہوں نے ان لوگوں سے کہا کہ تم نکاح کرو' کیونکہ بندہ جب زنا کرتا ہے تو اللہ اس سے نور ایمان چھین لیتا ہے' بعد کو اللہ اسے اس کی طرف واپس کرے یا روک لے (یہ اسے اختیار ہے)۔ عکرمہ سے مروی ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما میرے پاؤں میں بیڑی ڈال کر قرآن و حدیث کی تعلیم دیتے تھے۔

عکرمہ سے مروی ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ آیت پڑھی:

﴿ لم تعظون قوماً ن اللّٰہ مھلکم او معذبھم عذاباً شدیدًا ﴾

''تم لوگ اس قوم کو نصیحت کیوں کرتے ہو جن کو اللہ ہلاک کرنے والا ہے یا ان پر عذاب شدید کرنے والا ہے''۔

عکرمہ نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا' مجھے معلوم نہیں کہ وہ قوم نجات پا گئی یا ہلاک ہوگئی' میں برابر ان سے بیان کرتا رہا اور انہیں سمجھاتا رہا یہاں تک کہ انہیں معلوم ہو گیا کہ وہ لوگ نجات پا گئے۔ عکرمہ نے کہا' پھر انہوں نے مجھے ایک جوڑا دیا۔ سلام بن مسکین سے مروی ہے کہ عکرمہ سب سے زیادہ تفسیر کے عالم تھے۔

عکرمہ سے مروی ہے کہ مجھ سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس حالت میں کہا جب ہم لوگ منیٰ سے عرفات کی طرف جا رہے تھے کہ یہ دن تمہارے دنوں میں سے ہے۔ میں ان کے ساتھ رہا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما مجھ پر (خزانہ علم) کھولنے لگے۔

تبحر علمی، وسعت علمی:

ایوب سے مروی ہے کہ عکرمہ نے کہا کہ میں بازار جاتا ہوں اور کسی کو کوئی کلمہ کہتے سنتا ہوں تو اس سے میرے لیے علم کے پچاس دروازے کھل جاتے ہیں۔

عمرو بن دینار سے مروی ہے کہ جابر بن زید نے مجھے چند مسائل دیئے کہ میں انہیں عکرمہ سے دریافت کروں' اور کہنے لگے کہ یہ عکرمہ ہیں' یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مولیٰ ہیں' یہ دریا ہیں' لہٰذا ان سے دریافت کرو۔ سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ اگر عکرمہ لوگوں سے اپنی حدیث بیان کرنے سے باز رہیں تو ضرور ان کی جانب سفر کیا جائے۔

سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ تم لوگ عکرمہ سے وہ احادیث روایت کرتے ہو کہ اگر میں ان کے پاس ہوتا تو وہ انہیں نہ بیان کرتے' عکرمہ آئے اور انہوں نے ان سے وہی سب حدیثیں روایت کیں' لوگ خاموش تھے' سعید نہیں بولے' عکرمہ کھڑے ہوئے تو لوگوں نے کہا کہ اے ابوعبداللہ تمہارا کیا حال ہے' ابن جبیر نے انگلیوں پر تین کا شمار کر کے کہا کہ درست روایت کی۔ ابوایوب سے مروی ہے کہ عکرمہ نے کہا کہ کیا تم نے ان لوگوں کو دیکھا جو میرے پیچھے میری تکذیب کرتے ہیں' یہ لوگ میرے روبرو میری تکذیب کیوں نہیں کرتے' جب میرے روبرو میری تکذیب کریں گے تو واللہ یہ میری تکذیب ہوگی۔

حماد بن زید سے مروی ہے کہ ایک شخص نے ایوب سے کہا' کہ اے ابوبکر کیا عکرمہ پر کذب کی تہمت لگائی جاتی ہے' وہ خاموش رہے' پھر کہا کہ میں تو انہیں تہمت نہیں لگاتا۔

حبیب سے مروی ہے کہ عکرمہ عطاو سعید کے پاس سے گزرے اور ان دونوں سے حدیث بیان کی جب عکرمہ کھڑے ہو گئے تو میں نے کہا کہ جو کچھ انہوں نے آپ دونوں سے بیان کیا کیا آپ لوگ اس سے انکار کرتے ہیں۔ دونوں نے کہا کہ نہیں۔

ایوب سے مروی ہے کہ میرا قصد تھا کہ سفر کر کے عکرمہ کے پاس جاؤں خواہ وہ کتنے ہی دور کیوں نہ ہوں' میں بصرے کے بازار میں تھا اتفاقاً میرا ان کا ساتھ ہو گیا' وہ ایک گدھے پر سوار تھے' مجھ سے کہا گیا کہ یہ عکرمہ آ گئے' لوگ ان کے پاس جمع ہو گئے' میں اٹھ کر پاس گیا مگر کسی چیز پر قادر نہ ہوا ان سے پوچھتا' مسائل مجھے فراموش ہو گئے۔ میں ان کے گدھے کے پہلو میں کھڑا ہو گیا' لوگ ان سے پوچھنے لگے اور میں یاد کرتا رہا۔

عبدالرزاق نے کہا کہ میں نے اپنے والد کو بیان کرتے سنا کہ جب عکرمہ الجند (لشکر) میں آئے تو طاؤس نے انہیں اپنے اونٹ پر سوار کر دیا' ان سے کہا گیا کہ تم نے انہیں اونٹ دے دیا حالانکہ انہیں صرف تھوڑا سا بھی کافی تھا' انہوں نے کہا کہ میں نے اس غلام کا علم اس اونٹ کے عوض میں خرید لیا۔

عمرو بن مسلم سے مروی ہے کہ عکرمہ طاؤس کے پاس آئے تو انہوں نے ان کو ساٹھ دینار کے قیمتی اونٹ پر سوار کر دیا اور کہا کہ میں اس غلام کا علم ساٹھ دینار میں نہ خرید لوں۔

ایوب سے مروی ہے کہ عکرمہ ہمارے پاس آئے تو لوگ ان کے گرد جمع ہو گئے یہاں تک کہ انہیں ایک گھر کی چھت پر چڑھا دیا گیا' ایوب نے کہا کہ سب سے پہلے ہم لوگ عکرمہ کی صحبت میں شریک ہوئے تو جب کسی سوال کا جواب دیتے تو کہتے کہ تمہارے حسن بصری بھی ایسے ہی اچھے جواب دیتے ہیں۔

طاؤس سے مروی ہے کہ اگر ابن عباس رضی اللہ عنہما کے یہ مولیٰ اللہ سے ڈریں اور اپنی حدیث بیان کرنے سے باز رہیں تو ان کی جانب سفر کیا جائے۔ ایوب سے مروی ہے کہ مجھ سے اس شخص نے جس نے سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ اور عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان آمد و رفت کی تھی اس شخص کے بارے میں بیان کیا جس نے کسی معصیت (گناہ) کی نذر کی تھی' سعید نے کہا اسے پورا کیا جائے' عکرمہ نے کہا کہ اسے پورا نہ کیا جائے۔

وہ شخص سعید کے پاس گیا اور انہیں عکرمہ کے قول کی خبر دی' سعید نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا غلام باز نہ آئے گا تاوقتیکہ گردن میں رسی ڈال کر اسے گشت نہ کرایا جائے۔

وہ شخص عکرمہ کے پاس گیا اور انہیں آگاہ کیا۔ عکرمہ نے کہا کہ تم۔ بہت برے آدمی ہو' اس نے کہا کیوں' انہوں نے کہا کہ جس طرح تم نے مجھے خبر پہنچا دی اسی طرح انہیں بھی پہنچا دو' ان سے کہو کہ یہ نذر اللہ کے لیے ہے یا شیطان کے لیے۔ اگر وہ دعویٰ کریں کہ اللہ کے لیے ہے تو ضرور ضرور غلط کہیں گے' اور اگر یہ دعویٰ کریں' کہ شیطان کے لیے تو ضرور ضرور کفر کریں گے۔

ایوب سے مروی ہے کہ مجھ سے ایک دوست نے بیان کیا کہ میں ایک جماعت کے ساتھ سعید و عکرمہ و طاؤس کے پاس بیٹھا ہوا تھا' خیال ہے کہ انہوں نے عطاء کا نام بھی لیا تھا' اس روز عکرمہ صاحب الحدیث تھے (یعنی حدیث بیان کرتے تھے) (لوگوں کی محویت کی یہ حالت تھی کہ) گویا ان کے سروں پر چڑیاں بیٹھی ہوئی ہیں۔

جب وہ فارغ ہوئے تو بعض اپنے ہاتھ سے اس طرح اشارہ کرتے تھے انہوں نے کہا تیں شار کیے بعض سر کو جنبش دینے والے اس طرح اپنے سر کو جنبش دیتے تھے ان لوگوں میں سے کسی نے کسی چیز میں ان کی مخالفت نہیں کی سوائے اس کے کہ جب انہوں نے مچھلی کا ذکر کیا تو کہا کہ او تھلے پانی میں وہ دونوں مچھلی کو چلاتے تھے سعید بن جبیرؒ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کو میں نے کہتے سنا کہ وہ دونوں اس (مچھلی) کو ٹوکری میں رکھ لیتے تھے۔

لباس و خوراک کی تفصیل:

خالد بن صفوان سے مروی ہے کہ میں نے حسن سے کہا کہ آپ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مولی کو دیکھتے نہیں جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نبیذ الجر (کشید کی ہوئی نبیذ) کو حرام کر دیا' انہوں نے کہا کہ واللہ مولائے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سچ کہا' رسول اللہ ﷺ نے نبیذ الجر کو حرام فرمایا۔

مغیرہ بن مسلم سے مروی ہے کہ جب عکرمہ خراسان آئے تو ابومجلز نے کہا کہ ان سے دریافت کرو کہ حاجی کے گھنٹے (آواز جرس) کیا ہیں' عکرمہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ اس سرزمین میں یہ کہاں ہے' حاجی کا جرس روانگی ہے' ابومجلز سے کہا گیا تو انہوں نے کہا کہ سچ کہا۔

ابوالطیب موسیٰ بن یسار سے مروی ہے کہ میں نے عکرمہ کو سمرقند سے آتے ہوئے دیکھا' وہ ایک گدھے پر اس طرح سوار تھے کہ نیچے دو تھیلے تھے جن میں ریشم تھا کہ عامل سمرقند نے دیا تھا' ہمراہ ایک غلام تھا' میں نے عکرمہ کو سمرقند میں سنا' ان سے کہا گیا کہ آپ کو ان شہروں میں کیا چیز لائی' تو انہوں نے کہا کہ حاجت۔

عمران بن حدیر سے مروی ہے کہ میں نے عکرمہ کو اس حالت میں دیکھا کہ عمامہ پھٹا ہوا تھا' میں نے کہا کہ میں آپ کو اپنا عمامہ نہ دے دوں' انہوں نے کہا کہ ہم سوائے امراء کے کسی سے نہیں قبول کرتے۔

عمران حدیر سے مروی ہے کہ میں اور ایک اور شخص عکرمہ کے پاس گئے' ہم نے ان کے سر پر پھٹا ہوا عمامہ دیکھا' میرے ساتھی نے ان سے کہا کہ یہ عمامہ کیسا ہے' ہمارے پاس چند عمامے ہیں' عکرمہ نے کہا کہ ہم لوگوں سے کوئی چیز نہیں لیتے' ہم تو صرف امراء سے لیتے ہیں۔ میں نے کہا نہیں' انسان خود اپنے آپ پر مطلع ہے' وہ خاموش ہو گئے' میں نے کہا کہ حسن نے کہا کہ اے ابن آدم تیرا عمل تجھ سے زیادہ ثابت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حسن نے سچ کہا۔

خالد الحذاء سے مروی ہے کہ وہ تمام چیزیں جن کو محمد نے کہا کہ مجھے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے خبر دی گئی' وہ صرف عکرمہ سے انہوں نے سنا جو ان سے زمانہ مختار میں کوفے میں ملے تھے۔

سعید بن یزید سے مروی ہے کہ ہم لوگ عکرمہ کے پاس تھے' انہوں نے کہا کہ تم لوگوں کو کیا ہوا کہ مفلس ہو گئے۔ خالد الحذاء سے مروی ہے کہ عکرمہ نے ایک شخص سے جو ان سے سوال کر رہا تھا' کہا تمہیں کیا ہوا کہ تمہارا سب ختم ہو گیا۔

ایوب سے مروی ہے کہ خالد الحذاء عکرمہ سے سوال کر رہے تھے پھر خالد خاموش ہو گئے' عکرمہ نے کہا کہ تمہیں کیا ہوا کہ تمہارے پاس جو کچھ تھا ختم ہو گیا۔

سعید بن مسلم بن بانک سے مروی ہے کہ میں نے عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ حنا کا خضاب کرتے تھے۔ سماک سے مروی ہے کہ میں نے عکرمہ کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی ہے۔ فطر سے مروی ہے کہ میں نے عکرمہ کے بدن پر ذنبی چادر دیکھی ہے۔ عصام بن قدامہ سے مروی ہے کہ عکرمہ صرف ایک سفید جبے میں ہماری امامت کرتے تھے' نہ ان کے بدن پر کرتا ہوتا تھا نہ تہبند نہ چادر۔

ایوب سے مروی ہے کہ ایک شخص نے عکرمہؒ سے کہا کہ اے ابوعبداللہ آپ نے کس طرح صبح کی (بروایت عارم) انہوں نے کہا کہ میں نے ایک شرؒ کے ساتھ صبح کی کہ میں خارش و بواسیر میں مبتلا تھا (بروایت سلیمان) انہوں نے کہا کہ میں نے ایک شر کے ساتھ صبح کی۔ پھر انہوں نے بیان کیا کہ انہیں خارش و بواسیر ہے۔ یعلی بن حکیم سے مروی ہے کہ عکرمہ سے کہا گیا کہ آپ نے کیوں کر صبح کی' انہوں نے کہا کہ میں نے شر کے ساتھ صبح کی۔ کہا گیا کہ اے ابوعبداللہ آپ اس طرح کیوں کہتے ہیں' انہوں نے کہا کہ اسے اللہ نے فرمایا ہے:

﴿ ولنبلونکم بالشرّ والخیر فتنۃ ﴾

''اور ہم ضرور ضرور تم لوگوں کا شر و خیر کو فتنہ بنا کر امتحان لیں گے''۔

انتقال:

دختر عکرمہ سے مروی ہے کہ عکرمہ کی وفات اسی سال کی عمر میں ۱۰۵ھ میں ہوئی۔ خالد بن القاسم البیاضی سے مروی ہے کہ عکرمہ اور کثیر عزۃ شاعر کی وفات ۱۰۵ھ میں ایک ہی روز ہوئی۔ میں نے دیکھا کہ دونوں پر ایک ہی جگہ بعد ظہر موضع الجنائز میں ساتھ ساتھ نماز پڑھی گئی۔ لوگوں نے کہا کہ آج سب سے بڑے فقیہ اور سب سے بڑے شاعر کی وفات ہوئی۔

خالد بن القاسم کے سوا کسی اور نے کہا کہ ان دونوں کی موت میں متفق ہونے اور رائے میں مختلف ہونے پر تعجب کیا' عکرمہ کے متعلق گمان کیا جاتا تھا کہ ان کی رائے خوارج کے موافق تھی جو (دنیا میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دوبارہ واپسی کے) انتظار پر تکفیر کرتے تھے' اور کثیر شیعی تھا' رجعت (واپسی حضرت علی رضی اللہ عنہ) پر ایمان رکھتا تھا' عکرمہ نے ابن عباس و ابی ہریرہ و حسین بن علی و عائشہ رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے۔ ابونعیم الفضل بن دُکین نے کہا کہ عکرمہ کی وفات ۱۰۷ھ میں ہوئی۔ کسی اور نے کہا کہ ۱۰۶ھ میں ہوئی۔

مصعب بن عبداللہ بن مصعب بن ثابت الزبیری سے مروی ہے کہ عکرمہ خوارج کی سی رائے رکھتے تھے' انہیں مدینے کے کسی والی نے طلب کیا اور داؤد ابن الحصین کے پاس پوشیدہ کر دیا' انہیں کے پاس ان کی وفات ہوئی' لوگوں نے کہا کہ عکرمہ کثیر العلم و کثیر الحدیث اور دریاؤں میں سے ایک دریا تھے' ان کی حدیث سے استدلال نہیں کیا جاتا' لوگ ان کے ثقہ ہونے کے بارے میں کلام کرتے ہیں۔

کریب بن ابی مسلم رحمۃ اللہ علیہ:

کنیت ابورشدین تھی' عبداللہ بن العباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما کے مولیٰ تھے۔ موسیٰ بن عقبہ سے مروی ہے کہ کریب نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی کتب میں سے ایک بار شتر بھر کتابیں ہمارے پاس رکھی تھیں۔ علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جب کتاب کا ارادہ

کرتے تھے تو انہیں لکھتے تھے کہ ہمیں فلاں فلاں کتاب بھیج دو وہ اسے لکھتے تھے پھر دونوں (اصل و نقل) میں سے ایک بھیج دیتے تھے۔

ابی اسحاق سے مروی ہے کہ انہوں نے کریب اور ان کے ساتھیوں کے لمبے لمبے طیلسان (ایرانی جبے) دیکھے جن کی گھنڈیاں ریشم کی تھیں۔ موسیٰ بن عقبہ سے مروی ہے کہ کریب کی وفات ۹۸ھ میں سلیمان بن عبدالملک ابن مروان کے آخر زمانہ خلافت میں مدینے میں ہوئی' ثقہ و حسن الحدیث تھے (یعنی ان کی حدیث سند کے اعتبار سے اچھی تھی)۔

ابو معبد رحمۃ اللہ علیہ:

نام ناقد' عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے مولیٰ تھے۔ عمرو سے مروی ہے کہ ابومعبد ابن عباس رضی اللہ عنہما کے موالی میں سب سے زیادہ سچے تھے۔ محمد بن عمر نے کہا کہ ابومعبد کی وفات مدینے میں ۱۰۴ھ میں آخر زمانہ خلافت یزید بن عبدالملک میں ہوئی۔ ثقہ و حسن الحدیث تھے۔

شعبہ رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما' کنیت ابوعبداللہ تھی۔ ان سے ابن ابی ذئب و چند اہل مدینہ وغیرہ نے روایت کی ہے' مالک بن انس نے ان سے روایت نہیں کی۔

یحییٰ بن سعید القطان نے کہا کہ میں نے مالک بن انس سے پوچھا کہ آپ شعبہ مولائے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ وہ قرا (علماء) کے مشابہ نہ تھے' ان کی بہت سی احادیث ہیں مگر ان سے استدلال نہیں کیا جاتا' ان سے ابن ابی ذئب وغیرہ نے روایت کی ہے۔ محمد بن عمر نے کہا کہ شعبہ مولائے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی وفات ہشام بن عبدالملک کی وسط خلافت میں ہوئی۔

دُفیف رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما' وفات ۱۰۹ھ میں ہشام بن عبدالملک کی خلافت میں ہوئی' ان سے حمید الاعرج وغیرہ نے روایت کی ہے' قلیل الحدیث تھے۔

ابوعبیداللہ مولائے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما:

ابی عبیداللہ مولائے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نماز میں انگلیاں چٹکانے سے منع کیا۔

ابوعبید رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بن عبدالمطلب۔

مقسم رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے عبداللہ بن الحارث بن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب' مولائے ابن عباس رضی اللہ عنہما محض اس لیے کہا گیا کہ سب کو چھوڑ کے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آئے' ان کے ساتھ رہنے لگے اور ان سے روایت کی' بنی ہاشم سے انہیں بہت محبت تھی۔ مقسم کی کنیت ابوالقاسم تھی۔ ام سلمہ سے سن کر روایت کی ہے۔

ذکوان رحمۃ اللہ علیہ:

ابوعمرو مولائے عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے غلام ذکوان قریش کی امامت کرتے تھے' ان کے پیچھے عبدالرحمٰن بن ابی بکر بھی ہوتے تھے' اس لیے کہ وہ سب سے زیادہ قرآن کے عالم تھے۔ عبداللہ بن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا حراء و ثبیر کے درمیان مقیم تھیں' ان کے پاس قریش کے لوگ آتے' نماز کے وقت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما ہماری امامت کرتے اور اگر عبدالرحمٰن موجود نہ ہوتے تو عائشہ رضی اللہ عنہا کے غلام ذکوان ہماری امامت کرتے تھے۔ محمد بن عمرو غیرہ نے کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ذکوان کو مدبر بنا دیا تھا' (یعنی میری وفات کے بعد تم آزاد ہو) اور کہہ دیا تھا کہ مجھے دفن کرنے کے بعد تم آزاد ہو۔ ان کی احادیث بہت کم ہیں' زمانہ جنگ حرہ میں ان کی وفات ہوئی۔ بعض لوگوں نے کہا کہ ذی الحجہ ۶۳ھ کے یوم حرہ میں جو یزید بن معاویہ کی خلافت میں ہوا قتل کر دیئے گئے۔

ابویونس رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم' انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور ان سے قعقاع بن حکیم وغیرہ نے روایت کی ہے۔

ابولبابہ رحمۃ اللہ علیہ:

عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے۔ نام مروان تھا۔

نبہان رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے ام سلمہ رضی اللہ عنہا زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم' آپ نے ان کو مکاتب بنا دیا تھا (یعنی ایک معینہ رقم ادا کرنے پر آزادی ملے گی) وہ رقم ادا کر کے آزاد ہو گئے۔ ان سے زہری نے دو حدیثیں روایت کی ہیں۔ نبہان کی کنیت ابو یحییٰ تھی۔

ثابت رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے ام سلمہ رضی اللہ عنہا زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ موسیٰ بن عبیدۃ الربذی سے مروی ہے کہ ثابت مولائے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی وفات عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی خلافت میں مدینے میں ہوئی۔ قلیل الحدیث تھے۔

نصاح بن سرجس رحمۃ اللہ علیہ:

ابن یعقوب مولائے ام سلمہ رضی اللہ عنہا زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم' یہ مکاتب تھے۔ شیبہ بن نصاح نے اپنے والد سے روایت کی کہ ام سلمہ نے مجھے چند اقساط پر مکاتب بنایا کہ میں انہیں ادا کروں' میں نے ان سے گفتگو کی کہ کچھ کم کر دیں اور سونے یا چاندی پر توڑ کر لیں۔ وہ راضی ہو گئیں' میں نے فوراً ادا کر دیا۔ انہوں نے کچھ معاوضہ کم کر دیا۔ محمد بن عمر نے کہا کہ ہمیں نہیں معلوم کہ نصاح سے سوائے ان کے بیٹے شیبہ ابن نصاح کے کسی اور نے بھی روایت کی ہے۔ شیبہ اور ابوجعفر و یزید بن القعقاع مولائے ابن عیاش اپنے زمانے میں قرأۃ میں اہل مدینہ کے امام تھے۔

عبداللہ بن رافع رحمۃ اللہ علیہ:

ام سلمہ رضی اللہ عنہا زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کر دینے کی وجہ سے مولیٰ تھے' انہوں نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے حدیث سنی تھی اور یہاں تک

زندہ رہے کہ ان سے عبداللہ بن ابی یحییٰ و موسیٰ بن عبیدہ و قدامہ بن موسیٰ و جاریہ بن ابی عمران نے حدیث سنی' ثقہ و کثیر الحدیث تھے۔

ناعم بن اجیل رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے ام سلمہ رضی اللہ عنہا زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم' ان سے عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نے روایت کی ہے' قلیل الحدیث تھے۔

قیس رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے ام سلمہ رضی اللہ عنہا زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم' کنیت ابوقدامہ تھی' انہوں نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ انہوں نے پچھنے لگوائے حالانکہ وہ روزے سے تھیں۔

ابومیمونہ رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے ام سلمہ رضی اللہ عنہا زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم' کنیت ابوقدامہ تھی' انہوں نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے اور ان سے سالم بن یسار مولائے ذوسبین نے روایت کی ہے' اپنے زمانے میں اہل مدینہ کے قاری تھے۔ یہ وہی ہیں جن سے نافع بن ابی نعیم نے پڑھا ہے۔

کثیر بن افلح رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے ابوایوب الانصاری رضی اللہ عنہ' محمد سے مروی ہے کہ میں سو رہا تھا کہ کثیر بن افلح کو خواب میں دیکھا' یوم الحرہ میں وہ قتل ہو گئے تھے' مجھے معلوم ہوا کہ وہ مقتول ہیں اور میں خواب میں ہوں' اور یہ محض خواب ہے جو میں نے دیکھا ہے' مجھے یہ ناپسند ہوا کہ انہیں ان کی کنیت سے پکاروں' اسی مکان میں ہذیل ابن حفصہ بنت سیرین بھی تھے' دونوں کی کنیت ایک ہی تھی' مجھے ہذیل کے بیدار ہو جانے کا اندیشہ ہوا۔ کثیر ابن افلح کو ان کے نام سے پکارا تو انہوں نے مجھے جواب دیا' میں نے کہا کیا تم مقتول نہیں ہوئے' انہوں نے کہا کیوں نہیں' میں نے کہا کہ تم لوگوں کا کیا حال ہے۔ انہوں نے کہا کہ بہتر ہے۔ میں نے کہا کہ تم لوگ شہید ہو۔ انہوں نے کہا نہیں' مسلمان جب باہم مقابلہ کریں اور ان میں کچھ مقتول ہوں تو وہ شہید نہیں ہوتے' البتہ ہم لوگ ندباء (مقتول و مجروح) ہیں۔ سعید نے کہا کہ بعض اصحاب نے مجھ سے اسی بات کو بیان کیا اور مجھے یہ ہشام سے یاد نہیں۔ ان کے بھائی:

عبدالرحمٰن بن افلح رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے ابی ایوب الانصاری جو خارجہ بن زید بن ثابت الانصاری رضی اللہ عنہ کے دودھ شریک بھائی تھے' انہوں نے عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما سے سنا ہے۔ ان دونوں کے بھائی:

محمد بن افلح رحمۃ اللہ علیہ:

ابوایوب الانصاری کے مولیٰ تھے' ان سے انہوں نے روایت بھی کی ہے۔

عمرو بن رافع رحمۃ اللہ علیہ:

انہوں نے حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے لیے ایک قرآن لکھا گیا تھا۔ رافع عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے موالی تھے' انہیں کے بارے میں اشعار ذیل کہے گئے تھے:

وَاخْدُمِ الْقوام حتّٰی تُخْدَمْ تکن شریك رافع واسلم

''اے مخاطب تو قوموں کی خدمت کرتا کہ تو مخدوم ہو جائے۔ تو رافع و اسلم کا (خدمت کرنے میں) شریک ہو جا''۔

ان کے پس ماندہ و بقیہ اولاد تھی' جو لخم کی طرف منسوب تھے' عاصم المیر سم شاعر انہیں کی اولاد میں سے تھے۔

نافع رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے زبیر بن العوام' زبیر رضی اللہ عنہ کے بعد زندہ رہے' ان سے مصعب بن ثابت ابن عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما نے روایت کی ہے' قلیل الحدیث تھے۔

ابوحبیبہ رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ' جو موسیٰ بن عقبہ بن ابی عیاش مولائے زبیر رضی اللہ عنہ کے دادا تھے' موسیٰ بن عقبہ کی والدہ ابی حبیبہ کی بیٹی تھیں۔

جراح رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بنت ابی سفیان بن حرب بن امیہ زوجۂ نبی صلی اللہ علیہ وسلم' انہوں نے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے اور ان سے سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم اور نافع نے روایت کی ہے۔

سالم بن شوال رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بنت ابی سفیان بن حرب بن امیہ زوجۂ نبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

سالم البراد رحمۃ اللہ علیہ:

سالم ابوعبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے شداد' جو سالم الدوسی کے نام سے مشہور تھے۔ انہوں نے سعد سے روایت کی ہے۔

سالم بن سلمہ ابوسبرۃ الہذلی رحمۃ اللہ علیہ:

سالم بن سرج رحمۃ اللہ علیہ:

سالم بن الخربوذ کے نام سے مشہور تھے۔ یہ وہ ابوالنعمان تھے جنہوں نے ام عبیۃ الجہنیہ سے اور ان سے اسامہ بن زید اللیثی نے روایت کی ہے۔

سالم ابوالغیث رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے عبداللہ بن مطیع العدوی' جنہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ ثقہ و حسن الحدیث تھے۔

سالم بن سبلان رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے بنی نصر بن معاویہ' قبیلہ ہوازن کے تھے' ان کی اصل مصر سے تھی' ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روانگی و سفر کا سامان ان کے سپرد تھا' انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔

ابوصالح السمان رحمۃ اللہ علیہ (گھی والے):

زیات (روغن زیتون والے) تھے' نام ذکوان تھا' غطفان کے مولیٰ تھے' یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جویریہ کے مولی تھے' جو خاندان قیس کی ایک خاتون تھیں' اور قیس' ابوسہیل بن ابی صالح المدنی تھے۔ اہل مدینہ میں سے عبداللہ بن دینار و قعقاع بن حکیم و زید بن اسلم وسمی مولائے ابی بکر بن عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام المخزومی نے اور اہل کوفہ میں سے حکم و عاصم بن ابی النجود وسلیمان الاعمش نے ان سے روایت کی ہے۔

ابوصالح ثقہ وکثیر الحدیث تھے' کوفے میں سامانِ تجارت لاتے' محلّہ بنی اسد میں اترتے اور بنی کاہل کی امامت کرتے تھے۔ محمد بن اسحاق سے مروی ہے کہ ابوصالح نے کہا کہ ایسا کوئی شخص نہیں جو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کرتا ہو اور میں اسے نہ جانتا ہوں کہ وہ صادق ہے یا کاذب۔

عاصم سے مروی ہے کہ ابوصالح کی داڑھی بڑی تھی' وہ اس میں خلال کرتے تھے۔ مؤرخین نے کہا کہ ابوصالح کی وفات ۱۰۱ھ میں مدینے میں ہوئی۔

ابوصالح باذام رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے ام ہانی بنت ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم' ان سے سماک و محمد بن السائب الکلبی و اسماعیل بن ابی خالد نے روایت کی ہے۔

ابوصالح سمیع رحمۃ اللہ علیہ:

انہوں نے عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔

ابوصالح رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ انہیں سے انہوں نے روایت کی ہے۔

ابوصالح الغفاری رحمۃ اللہ علیہ:

ابوصالح میسرہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابوصالح مولائے ضباعہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابوصالح رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے سفاح' نام عبید تھا۔ ان سے بسر بن سعید نے روایت کی ہے۔

ابوصالح مولائے سعدیین رحمۃ اللہ علیہ:

مسلم بن یسار رحمۃ اللہ علیہ:

کنیت ابوعثمان تھی۔ انصار کے مولیٰ تھے' ان سے یحییٰ بن سعید الانصاری وغیرہ اہل مدینہ نے روایت کی ہے اور اہل مکہ نے بھی روایت کی ہے۔

بشیر بن یسار رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے بنی حارثہ بن الحارث جو انصار میں سے تھے' پھر اوس میں سے' شیخ کبیر وفقیہ تھے اور اکثر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا تھا' انہوں نے اپنے گھر والوں میں سے بھی جو بنی حارثہ کے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے چند آدمیوں کو پایا تھا جن میں سے رافع بن خدیج و سوید بن النعمان و سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہم تھے' انہوں نے ان لوگوں کے ذریعے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث قسامت روایت کی ہے۔ ان سے یحییٰ بن سعید الانصاری نے روایت کی ہے' قلیل الحدیث تھے۔

نافع رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے ابی قتادۃ الانصاری' یہ وہی ابو محمد تھے جن سے صالح بن کیسان نے روایت کی ہے۔ قلیل الحدیث تھے۔

وہیب رحمۃ اللہ علیہ:

بوجہ آزاد کرنے کے زید بن ثابت الانصاری رضی اللہ عنہ کے مولیٰ تھے' زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے کاتب تھے' ان سے انہوں نے روایت کی ہے۔

حرملہ رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ۔ عبدالرحمٰن بن ابی زناد سے مروی ہے کہ وہ اسامہ بن زید بن حارثہ الکلبی رضی اللہ عنہما کے مولیٰ تھے' زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہنے لگے جس سے انہیں مولائے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کہا جانے لگا اور اسی سے شہرت ہوگئی' ان سے زہری نے روایت کی ہے' قلیل الحدیث تھے۔

زید ابو عیاش رحمۃ اللہ علیہ:

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے البیضاء بالسلت (سفید رنگ کے جو) کو دریافت کیا تھا۔

حمید بن نافع رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے صفوان بن خالد الانصاری' یزید بن ہارون نے یحییٰ بن سعید الانصاری سے اسی طرح کہا' میں نے ایک شخص سے سنا جو بیان کرتے تھے کہ وہ ابوایوب الانصاری رضی اللہ عنہ کے مولیٰ تھے۔ انہوں نے ابوایوب الانصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کی' ان کے ہمراہ حج کیا تھا۔ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی روایت کی' وہ ان افلح بن حمید کے والد تھے جن سے ثوری اور چند اہل مدینہ وغیرہم نے روایت کی ہے۔

شعبہ نے کہا کہ میں نے عاصم الاحول (بھینگے) سے اس عورت کے متعلق دریافت کیا جو وفات شوہر کے بعد ترک زینت کرے۔ انہوں نے کہا کہ حفصہ بنت سیرین نے کہا کہ حمید بن نافع نے حمید الحمیری کو خط لکھا جس میں زینب بنت ابی سلمہ کی حدیث کا ذکر کیا۔ شعبہ نے کہا کہ پھر میں نے عاصم سے کہا کہ میں نے اس کو حمید بن نافع سے سنا ہے۔ انہوں نے پوچھا' تم نے؟ میں نے کہا کہ ہاں' اور وہ یہی ہیں جواب تک زندہ ہیں۔ شعبہ نے کہا کہ عاصم کا خیال تھا کہ سو سال سے ان کی وفات ہو چکی ہے۔

رافع بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے آل شفاء' انہیں مولائے ابی طلحہ بھی کہا جاتا تھا' انہوں نے ابوایوب رضی اللہ عنہ سے سنا ہے اور ان سے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ نے روایت کی ہے۔

زیاد بن ابی زیاد رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے عبداللہ بن عیاش بن ابی ربیعہ بن المغیرہ المخزومی۔ مالک بن انس سے مروی ہے کہ زیاد مولائے ابن عیاش عابد و گوشہ نشین تھے' ہمیشہ تنہا رہ کر اللہ کا ذکر کرتے' زبان میں لکنت تھی' پشمینہ پہنتے تھے اور گوشت نہیں کھاتے تھے' چند درہم پاس تھے جو علاج میں کام آتے تھے۔

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے دوست تھے' جب وہ خلیفہ ہوئے تو زیاد ان کے پاس آئے اور انہیں نصیحت کی' عمر رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں اپنے نزدیک کیا اور ان سے تنہائی میں گفتگو کی' ان دونوں میں بہت گفتگو ہوئی' دمشق میں زیاد کی بقیہ اولاد و پس ماندہ تھے۔ اسماعیل بن ابی خالد وغیرہ نے ان سے روایت کی ہے۔

اسحاق رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے زائدہ' انہوں نے سعد بن ابی وقاص و ابی ہریرہ رضی اللہ عنہما سے سنا اور ان سے ابوصالح السمان' ابوسہیل و بکیر بن عبداللہ بن الاشج نے روایت کی ہے۔

عجلان رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے مشمعل' انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

عجلان رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے فاطمہ بنت عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس' محمد بن عجلان کے والد تھے۔ انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور ان سے ان کے بیٹے محمد بن عجلان و بکیر بن عبداللہ بن الاشج نے روایت کی ہے۔

جمہان رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے اسلمیین' انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا اور عروہ بن الزبیر و موسیٰ ابن عبیدہ الربذی نے ان سے روایت کی ہے۔

بہی رحمۃ اللہ علیہ:

نام عبداللہ بن یسار تھا' زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کے مولیٰ تھے۔ کنیت ابومحمد تھی' کوفے میں رہنے لگے تھے اور ان سے کوفیوں نے روایت کی ہے' مجھے ان کے نام و کنیت کے متعلق ان کی اولاد میں سے ایک شخص نے خبر دی جن کا نام محمد بن یحییٰ' ابن محمد بن عبداللہ البہی تھا۔

ابوالسائب رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے ہشام بن زہرہ' انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا اور ان سے علاء بن عبدالرحمٰن نے' ابن یعقوب نے روایت کی۔

ابوسفیان رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے عبداللہ بن ابی احمد بن جحش انہوں نے ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ثقہ وقلیل الحدیث تھے۔ ابن ابی حبیبہ سے مروی ہے کہ وہ بنی عبدالاشہل کے مولیٰ تھے لیکن سب سے الگ ہوکر ابن ابی احمد بن جحش کے ساتھ ہو گئے تھے اس لیے ان کے مولیٰ مشہور ہو گئے۔ ابی سفیان مولائے ابی احمد سے مروی ہے کہ میں ماہ رمضان میں بنی عبدالاشہل کے یہاں تراویح پڑھتا تھا' میری قرأت محمد بن مسلمہ وسلمہ بن سلامہ ابن وقش نے سنی۔ وہ دونوں ٹھہر کر سنتے تھے۔ حالانکہ میں اس زمانے میں ایک مملوک غلام تھا' ان دونوں نے کہا کہ اس امام میں کوئی حرج نہیں۔ داؤد بن الحصین سے مروی ہے کہ ابوسفیان رمضان میں بنی عبدالاشہل کی مسجد میں امامت کرتے تھے' حالانکہ وہ مکاتب تھے اور ان میں وہ جماعت بھی تھی جو بدر اور (قبل از ہجرت بیعت) عقبہ میں شریک تھے۔ داؤد بن الحصین سے مروی ہے کہ ابوسفیان مولائے ابن ابی احمد' بنی عبدالاشہل کی امامت کرتے تھے' ان میں اصحاب رسول اللہ ﷺ مثل محمد بن مسلمہ وسلمہ بن سلامہ بن وقش بھی تھے' وہ ان کی امامت کرتے تھے اور انہیں نماز پڑھاتے تھے اگرچہ مکاتب تھے۔

عبدالرحمٰن بن عبدالرحمٰن بن ثابت الانصاری سے مروی ہے کہ ابوسفیان رمضان میں اصحاب رسول اللہ ﷺ کی امامت کرتے تھے' حالانکہ مکاتب تھے' ابوسفیان ثقہ وقلیل الحدیث تھے۔

ثابت الاحنف رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عیاض مولائے عبدالرحمٰن بن زید بن الخطاب رضی اللہ عنہ۔ ثابت الاعرج (الاحنف) بن عیاض مولائے عبدالرحمٰن بن زید بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے عبدالرحمٰن بن زید کی ام ولد زینب سے نکاح کرلیا۔ عبداللہ ابن عبدالرحمٰن موجود نہ تھے' جب وہ آئے تو مجھے بلایا' میرے لیے رسیاں اور کوڑے مہیا کر لیے تھے۔ انہوں نے کہا کہ تم نے بغیر میرے علم ورضامندی کے میرے والد کی ام ولد سے کیوں نکاح کرلیا۔ میں نے کہا کہ مجھ سے ان کا نکاح اس شخص نے کیا جن کو تم نے ان کے نکاح کا ولی بنا دیا تھا' میں نے ان سے کھلم کھلا نکاح کیا' چھپا کے نہیں کیا۔ راوی نے کہا کہ عبداللہ نے حکم دیا کہ ثابت کو باندھ دیا جائے اور کہا کہ میں انہیں اس وقت تک مارتا رہوں گا جب تک کہ وہ یا تو مرنہ جائیں یا انہیں طلاق نہ دیں۔ انہوں نے کہا کہ میں نے انہیں تین طلاق دے دی اور انہوں نے مجھ پر گواہ بنا لیے۔

میں نے وہاں سے نکل کر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اس معاملے میں استفتاء کیا' انہوں نے کہا طلاق تم پر لازم نہیں ہے' میں سوار ہوکر ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کے پاس گیا' ابن الزبیر رضی اللہ عنہما اس زمانے میں والی مکہ تھے' ان سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ تجھ پر طلاق نہیں اور مجھے زینب کے ساتھ رہنے کا حکم دیا' میں نے (طلاق سے) رجوع کرلیا اور ان کے ساتھ رہا' میں نے ولیمہ کیا' جن کی میں نے دعوت کی تھی ان میں ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی میرے پاس آئے۔ فلیح نے کہا کہ میں نے زینب کو ان کے پاس دیکھا اور میں نے ان سے زینب کے بیٹے کو اب تک دیکھا ہے۔ زیاد بن سعد سے مروی ہے کہ میں نے ثابت بن الاعرج سے کہا کہ تم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہاں سنا' انہوں نے کہا کہ میرے آقا جمعے کے روز مجھے جگہ رکھنے کے لیے بھیجتے تھے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ آتے اور نماز سے پہلے حدیث بیان کرتے۔ محمد بن عمر نے کہا کہ جس زمانے میں عبداللہ بن عبدالرحمٰن نے ثابت الاحنف کو اپنی بیوی کے طلاق دینے پر مجبور کیا

اس زمانے میں مدینے کے والی جابر بن الاسود تھے' وہ عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما کی جانب سے والی تھے۔ مالک بن انس نے بھی ثابت الاحنف سے یہ حدیث سنی ہے۔

عبدالرحمٰن بن یعقوب رحمۃ اللہ علیہ:

وہی ابوالعلاء بن عبدالرحمٰن تھے' حرقہ کے مولیٰ تھے' انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

نعیم بن عبداللہ المجمر رحمۃ اللہ علیہ:

جو آزاد کرنے کے سبب سے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے مولیٰ تھے' انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ و محمد بن عبداللہ بن زید بن عبدربہ الانصاری اور علی بن یحییٰ الزرقی سے سنا۔ ثقہ تھے ان کی احادیث ہیں۔

شرحبیل بن سعد رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے انصار' کنیت ابوسعد تھی' دیرینہ شیخ تھے۔ زید بن ثابت وابی ہریرہ وابی سعید الخدری رضی اللہ عنہم اور اکثر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے' آخر زمانے تک زندہ رہے یہاں تک کہ حواس میں خلل آ گیا اور سخت محتاج ہو گئے۔ ان سے حدیثیں مروی ہیں' مگر شرحبیل سے استدلال نہیں کیا جاتا۔

داؤد بن فراہیج مولائے قریش رحمۃ اللہ علیہ:

محمد بن عمر نے کہا کہ میرا گمان ہے کہ وہ بنی مخزوم کے مولیٰ تھے' انہوں نے ابوہریرہ وابوسعید الخدری رضی اللہ عنہما سے سنا ہے اور قدیم الموت تھے' ان کی احادیث ہیں۔ داؤد بن فراہیج سے مروی ہے کہ مجھ سے میرے مولیٰ سفیان نے حدیث بیان کی۔

ابوالولید رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے عمرو بن خداش۔ انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

ابوحسن البراد رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے بنی نوفل۔ ان سے زہری نے روایت کی ہے۔

عبیداللہ بن دارۃ رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے آل عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ۔ ان سے زہری نے روایت کی ہے۔

عطاء رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے ابن سباع' کنیت ابومنصور تھی' ان سے زہری نے روایت کی ہے۔

حکم بن مینا رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے آل ابی عامر الراہب' ان کے بیٹے بیان کرتے تھے کہ ابوعامر نے انہیں ابوسفیان بن حرب کو ہبہ کر دیا تھا' ابوسفیان نے انہیں عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے ہاتھ فروخت کر ڈالا' عباس رضی اللہ عنہ نے انہیں آزاد کر دیا۔ آج ان کی بقیہ اولاد ہے جو اپنے مولیٰ ہونے کو عباس رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کرتے ہیں' مینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تبوک میں تھے۔

زیاد بن میناؒ:

مولائے اشجع‘ ان سے عبدالحمید بن جعفر نے روایت کی ہے۔ ان کے بھائی:

سعید بن میناؒ:

تابعین اہل مدینہ کا طبقہ ثالثہ

علی بن عبداللہؒ:

ابن عباس رضی اللہ عنہما بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی‘ ان کی والدہ زرعہ بنت مشرح بن معدی کرب بن ولیعہ بن شرحبیل بن معاویہ بن حجر القرد ابن الحارث الولادہ بن عمرو بن معاویہ بن الحارث بن بن معاویہ بن ثور بن مرتع بن ثور تھیں۔ ثور قبیلہ کندہ کے تھے۔

علی کی کنیت ابومحمد تھی۔ رمضان ۴۰ھ میں اس شب کو پیدا ہوئے جس میں علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ قتل کیے گئے‘ ان کا نام انہیں کے نام پر رکھا گیا‘ اور ان کی کنیت ابوالحسن بھی انہیں کی کنیت پر رکھی گئی‘ ان سے عبدالملک بن مروان نے کہا کہ واللہ میں تمہارے لیے نام و کنیت دونوں برداشت نہ کروں گا اور دو میں سے ایک کو بدل دیا۔ کنیت کو بدل کے ابومحمد کر دیا۔

علی بن عبداللہؒ کے یہاں محمد بن علی پیدا ہوئے‘ ان کی والدہ عالیہ بنت عبیداللہ بن العباس بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف تھیں۔ داؤد بن علی و عیسیٰ بن علی‘ دونوں ایک ام ولد سے تھے۔

سلیمان بن علی و صالح بن علی‘ دونوں ایک ام ولد سے تھے۔ احمد و بشر و مبشر‘ جن میں سے کسی کی بقیہ اولاد نہ تھی اور اسماعیل و عبدالصمد یہ سب کے سب ایک ام ولد سے تھے۔ عبداللہ اکبر جن سے اولاد باقی نہ رہی‘ ان کی والدہ ام ابیہا بنت عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب تھیں۔

عبیداللہ بن علی جن کی بقیہ اولاد نہ تھی‘ ان کی والدہ بنی الحریش کی ایک خاتون تھیں۔ عبدالملک بن علی و عثمان و عبدالرحمٰن و عبداللہ اصغر سفاح جو ملک شام چلے گئے تھے۔ اور یحییٰ و یعقوب و عبدالعزیز و اسماعیل اصغر و عبداللہ اوسط کہ احنف تھے‘ ان کی بقیہ اولاد نہ تھی‘ یہ سب کے سب مختلف ام ولد سے تھے۔

فاطمہ بنت علی و ام عیسیٰ کبریٰ و ام عیسیٰ صغریٰ و امینہ و لبابہ و بریہہ کبریٰ و بریہہ صغریٰ و میمونہ و ام علی و عالیہ دختران علی جو سب کی سب مختلف ام ولد سے تھیں۔ ام حبیب بنت علی‘ ان کی والدہ ام ابیہا بنت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما بن ابی طالب ابن عبدالمطلب تھیں۔

ام عیسیٰ صغریٰ بنت علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما‘ عبداللہ بن الحسین بن عبداللہ ابن العباس رضی اللہ عنہما بن عبدالمطلب کی زوجہ تھیں مگر ان سے ان کے یہاں کوئی اولاد نہیں ہوئی اور وہ انہیں چھوڑ کے وفات پا گئے‘ یہ ان کے ورثے کے ساتھ ان کی وارث ہوئیں۔ امینہ بنت علی‘ یحییٰ بن جعفر بن تمام بن العباس بن عبدالمطلب کی زوجہ تھیں‘ مگر ان سے ان کے یہاں کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

لبابہ بنت علی بن عبداللہ بن العباس' عبیداللہ بن قثم بن العباس بن عبیداللہ ابن العباس بن عبدالمطلب کی زوجہ تھیں' ان سے ان کے یہاں محمد پیدا ہوئے جو لاولد مر گئے اور بریہہ پیدا ہوئیں' بریہہ بنت عبیداللہ بن قثم سے ابی امیر المومنین المنصو رجعفر بن ابی جعفر نے نکاح کیا۔ وہی جعفر اصغر تھے جن کو ابن الکردیہ کہا جاتا تھا' لیکن علی بن عبداللہ بن عباس کی بقیہ بیٹیوں کو ناموری حاصل نہ ہو سکی۔

فاطمہ بنت علی' ان سب لڑکیوں میں سب سے زیادہ عمر والی اور سب سے زیادہ بزرگی والی اور سب سے زیادہ سخی تھیں' ان کے بھائی اور بھتیجے ابوالعباس وابوجعفر منصور وغیرہ ان کی عقل ودانش وتدبر کی وجہ سے ان کا اکرام اور تعظیم وتکریم کرتے تھے۔

علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اپنے والد کی اولاد میں سب سے کم عمر تھے۔ روئے زمین پر سب قریشیوں سے زیادہ خوبصورت وحسین اور سب سے زائد نمازی تھے' ان کی کثرت عبادت و بزرگی کی وجہ سے انہیں سجاد (بکثرت سجدہ کرنے والا) کہا جاتا تھا۔

ابی المغیرہ سے مروی ہے کہ اگر ہم لوگ علی بن عبداللہ بن العباس رضی اللہ عنہما کے لیے موزہ اور جوتہ تلاش کرتے تو ہم اسے نہ پاتے تاوقتیکہ دوسرا نہ بنوائیں' اگر وہ غضبناک ہوتے تو تین دن تک ان کے چہرے سے معلوم ہوتا تھا۔ رات دن میں ایک ہزار رکعت نماز پڑھتے تھے۔

عبیداللہ بن محمد ابن عائشہ القرشی ثم التیمی سے مروی ہے کہ مجھے میرے والد نے خبر دی کہ علی بن عبداللہ بن العباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے سلیمان کو وصیت کی۔ اعتراض کیا گیا کہ آپ سلیمان کو تو وصیت کرتے ہیں اور محمد کو چھوڑے دیتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مجھے ان کو وصیتوں سے آلودہ کرنا پسند نہیں۔

عبیداللہ بن محمد سے مروی ہے' میرے والد نے کہا کہ میں نے بزرگوں کو کہتے سنا ہے کہ بنی عباس میں خلافت پہنچی تو ایسی حالت میں پہنچی کہ روئے زمین پر کوئی شخص ان لوگوں سے زیادہ قاری قرآن وافضل وعابد مقام حمیمہ میں نہ تھا۔ عطاف بن خالد الوابصی سے مروی ہے کہ میں نے علی بن عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ سیاہی کا خضاب لگاتے تھے' ان سے عبداللہ بن طاؤس نے روایت کی ہے' ثقہ وقلیل الحدیث تھے۔

محمد بن عمر سے مروی ہے کہ علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی وفات ۱۱۸ھ میں ہوئی۔ ابومعشر وغیرہ نے کہا کہ ان کی وفات ملک شام میں ۱۱۷ھ میں ہوئی۔

عباس بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عباس رضی اللہ عنہما بن عبدالمطلب بن ہاشم' ان کی والدہ زرعہ بنت مشرح بن معدی کرب بن ولیعہ تھیں' ولیعہ کندہ کے تھے' زرعہ ان کے بھائی علی ابن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی بھی والدہ تھیں۔

عباس بن عبداللہ بن عباس' ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیٹوں میں سب سے بڑے تھے' انہیں سے ان کی کنیت تھی' عباس بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی روایت کی گئی ہے۔

عباس بن عبداللہ کے یہاں عبداللہ پیدا ہوئے' ان کی والدہ مریم بنت عباد بن مسعود بن خالد بن مالک بن ربعی بن سلمٰی بن جندل بن نہشل بن دارم ابن مالک بن حنظلہ بن مالک بن زید مناۃ بن تمیم بن مر بن اد بن طانجہ بن الیاس ابن مضر تھیں۔ عون بن العباس' ان کی والدہ حبیبہ بنت الزبیر رضی اللہ عنہا بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی تھیں۔ محمد بن العباس و قریبہ بنت العباس' دونوں کی والدہ جعدہ بنت الاشعث ابن قیس بن معدی کرب بن معاویہ بن جبلۃ الکندی تھیں' جعدہ کا نکاح ثانی حسن ابن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما کے بعد عباس بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہوا۔

عباس بن عبداللہ بن العباس بن عبدالمطلب کی تمام اولاد ختم ہوگئی کوئی نہ رہا۔ آج عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب کی اولاد میں سوائے علی بن عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اولاد کے اور کسی سے اولاد نہیں چلی' خلافت بھی انہیں میں ہے اور تعداد بھی انہیں کی کثیر ہے۔

عبداللہ بن عبیداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ عبداللہ بن عبیداللہ کے یہاں حسن و حسین پیدا ہوئے' ان دونوں کی والدہ اسماء بنت عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم تھیں۔

عبداللہ بن عبیداللہ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سن کر روایت کی ہے' ان سے ان کے بیٹے حسین بن عبداللہ وغیرہ نے روایت کی ہے' وہ ثقہ تھے' ان کی احادیث ہیں۔ عبداللہ بن عبیداللہ کی اولاد ختم ہوگئی کوئی باقی نہ رہا۔ ان کے بھائی:

عباس بن عبیداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم' ان کی والدہ ام ولد تھیں' وہ ماں کی طرف سے عبداللہ کے بھائی نہ تھے۔ عباس بن عبیداللہ کے یہاں عباس بن العباس پیدا ہوئے جن کا کوئی بقیہ نہ تھا' اور سلیمان و داؤد اور قثم اکبر کہ لاولد مر گئے اور قثم اصغر جو ابوجعفر کی طرف سے عامل یمامہ تھے اور ام جعفر و میمونہ جو محمد کی والدہ تھیں' اور عبدہ بنت العباس و عالیہ و ام جعفر' یہ سب مختلف ام ولد سے تھیں۔ عباس بن عبیداللہ کی بقیہ اولاد و پس ماندگان بغداد میں تھے' عباس بن عبیداللہ سے بھی روایت کی گئی ہے۔

جعفر بن تمام رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی' ان کی والدہ عالیہ بنت نہیک بن قیس بن معاویہ بنی ہلال بن عامر بن صعصعہ میں سے تھیں۔ جعفر بن تمام کے یہاں یحییٰ و اسمہ و علیہ پیدا ہوئیں۔ وہ سب ایک ام ولد سے تھے۔ ام حبیب بنت جعفر' ان کی والدہ رعون بنت سلیمان بن النعمان بن قیس ابن معدی کرب کندہ سے تھیں۔ ام جعفر بنت جعفر' ان کی والدہ ام عثمان بنت ابی بکر بن ابی قیس تھیں۔ ابوقیس عمرو بن حبیب بن سیار بن نزار بن معیص بن عامر بن لوی تھے۔ جعفر بن تمام بن عباس کی اولاد بھی ختم ہو گئی' ان میں سے کوئی باقی نہ رہا۔ جعفر ابن تمام سے بھی حدیث روایت کی گئی ہے۔

عبداللہ بن معبد رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف' ان کی والدہ ام جمیل بنت السائب بن الحارث بن حزن بن بجیر بن الہزم

بن رویبہ بن عبداللہ بن ہلال ابن عامر بن صعصعہ تھیں۔

عبداللہ بن معبد کے یہاں معبد وعباس اکبر وعبداللہ بن عبداللہ وام ابیہا پیدا ہوئیں' ان سب کی والدہ ام محمد بنت عبیداللہ بن العباس بن عبدالمطلب ابن ہاشم تھیں۔ محمد بن عبداللہ جن کا کوئی بقیہ نہ تھا' ان کی والدہ جمرہ بنت عبداللہ بن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب تھیں۔

ابراہیم بن عبداللہ وعباس اوسط اور عباس اصغر جو مکے کے والی تھے اور عبداللہ ابن عبداللہ ولبابہ' یہ سب مختلف ام ولد سے تھے۔ عبداللہ بن معبد سے روایت کی گئی ہے' وہ ثقہ تھے۔

عبداللہ بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن الحارث بن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب بن ہاشم' ان کی والدہ خالدہ بنت معتب بن ابی لہب بن عبدالمطلب بن ہاشم تھیں۔ عبداللہ بن عبداللہ بن الحارث کے یہاں سلیمان وعیسیٰ پیدا ہوئے' ان دونوں کی والدہ ام ولد تھیں۔ عاتکہ' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ حمادہ ایک ام ولد سے تھیں۔

زہری نے عبداللہ بن عبداللہ بن الحارث بن نوفل سے روایت کی ہے' ثقہ وقلیل الحدیث تھے۔

اسحاق بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن الحارث بن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب بن ہاشم' ان کی والدہ ام عبداللہ بنت العباس بن ربیعہ بن الحارث بن عبدالمطلب تھیں۔ اسحاق بن عبداللہ بن الحارث کے یہاں عبداللہ وعبدالرحمٰن وطلاب ویعقوب پیدا ہوئے' ان سب کی والدہ ام عبداللہ بنت عبدالرحمٰن بن العباس بن ربیعہ بن الحارث بن عبدالمطلب تھیں۔ ہند وام عمر' دونوں کی والدہ ام ولد تھیں۔

صلت بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب بن ہاشم' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ صلت بن عبداللہ کے ہاں یحییٰ پیدا ہوئے' ان کی والدہ امامہ بنت المغیرہ ابن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب تھیں۔ حمید' ان کی والدہ زینب بنت عبداللہ بن ابی احمد بن جحش ابن رئاب الاسدی تھیں۔ فاطمہ' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ صلت فقیہ وعابد تھے۔

محمد بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب' ان کی والدہ ہند تھیں کہ ام خالد بنت خالد ابن حزام بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی تھیں۔ محمد بن عبداللہ کے یہاں قاسم ومعاویہ پیدا ہوئے۔ دونوں کی کوئی بقیہ اولاد نہ تھی' ان دونوں کی والدہ ضریبہ بنت الحارث بن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب تھیں۔

جعفر وقسیمہ' ان دونوں کی والدہ حمیدہ بنت ابی سفیان بن الحارث ابن عبدالمطلب تھیں۔ زہری نے محمد بن عبداللہ بن نوفل سے روایت کی ہے۔

زید بن حسن رحمۃ اللہ علیہ:

ابن علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم' ان کی والدہ ام بشیر بنت ابی مسعود تھیں' ابو مسعود ہی عقبہ بن عمرو بن ثعلبہ بن اسیرہ بن عسیرہ ابن عطیہ ابن جدارہ بن عوف بن الحارث بن الخزرج تھے۔

زید بن حسن رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں محمد پیدا ہوئے جو بغیر اپنا پس ماندہ چھوڑے ہوئے وفات پا گئے۔ ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

حسن بن زید جو ابی جعفر منصور کی جانب سے والی مدینے تھے' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

نفیسہ بنت زید جن سے ولید بن عبدالملک بن مروان نے نکاح کیا تھا' وہ انہیں کے نکاح میں وفات پا گئیں' ان کی والدہ لبابہ بنت عبداللہ بن العباس رضی اللہ عنہما ابن عبدالمطلب بن ہاشم تھیں۔

عبدالرحمٰن بن ابی الموال سے مروی ہے کہ میں نے زید بن حسن کو دیکھا کہ سوار ہو کر سوق الظہر میں آتے اور وہاں ٹھہرتے' لوگ ان کی طرف دیکھ کر ان کے عظیم الشان اخلاق سے تعجب کرتے اور کہتے کہ ان کے جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ محمد بن عمر نے کہا کہ زید نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

عبداللہ بن ابی عبیدہ سے مروی ہے کہ جس روز زید بن حسن کا انتقال ہوا میں اپنے والد کے ہمراہ سوار ہو کے گیا' ان کی وفات مدینے سے چند میل کے فاصلے پر بطحائے ابن ازہر میں ہوئی' انہیں اٹھا کر مدینے لایا گیا۔ جب ہم دونوں راس الثنیہ پر آئے جو دونوں مناروں کے درمیان ہے تو اونٹ پر ایک محمل میں زید بن حسن کی میت نظر آئی۔ عبداللہ بن حسن بن حسن ان کے آگے پیادہ چل رہے تھے' چادر سے اپنی کمر باندھے ہوئے تھے اور پشت پر (از قسم لباس) کچھ نہ تھا۔ مجھ سے والد نے کہا کہ اے میرے فرزند میں اترتا ہوں' تم سواری کو تھام لو' واللہ اگر میں سوار رہا اور عبداللہ پیدل چلتے رہے تو ان کے نزدیک مجھے کبھی کوئی خیر حاصل نہ ہو گی' میں گدھے پر سوار ہو گیا اور والد اتر کر پیادہ چلنے لگے' یہاں تک کہ زید کو ان کے مکان واقع بنی حدیلہ میں داخل کر دیا گیا' وہاں انہیں غسل دیا گیا اور تابوت پر نکال کر بقیع لایا گیا۔

حسن بن حسن رحمۃ اللہ علیہ:

ابن علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم' ان کی والدہ خولہ بنت منظور ابن زبان بن سیار بن عمرو بن جابر بن عقیل بن ہلال بن سمی بن مازن بن فزارہ تھیں۔

حسن بن حسن کے یہاں محمد پیدا ہوئے' ان کی والدہ رملہ بنت سعید ابن زید بن عمرو بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن ریاح بن عبداللہ بن عبداللہ بن قرط بن زراح بن عدی بن کعب تھیں۔

عبداللہ بن حسن جو کوفے میں ابو جعفر منصور کے قید خانے میں وفات پا گئے۔ حسن بن حسن جو ابی جعفر کے قید خانے میں وفات پا گئے' ابراہیم بن حسن' ان کی وفات بھی اپنے بھائی کے ہمراہ قید خانے میں ہوئی۔ زینب بنت حسن جن سے ولید بن عبدالملک ابن مروان نے نکاح کیا' پھر طلاق دے دی اور ام کلثوم بنت الحسن' ان سب کی والدہ فاطمہ بنت حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم تھیں۔ اور فاطمہ کی والدہ ام اسحاق بنت طلحہ بن عبیداللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ تھیں۔

جعفر بن حسن و داؤد و فاطمہ و ام القاسم قسیمہ ملیکہ ان سب کی والدہ ایک ام ولد تھیں۔ جن کو حبیبہ فارسیہ کہا جاتا اور جدیلہ کے آل ابی البس کی (مملوکہ) تھیں۔ ام کلثوم بنت حسن ایک ام ولد سے تھیں۔

محبت اہل بیت میں غلو کی ممانعت:

فضیل بن مرزوق سے مروی ہے کہ میں نے حسن بن الحسن کو ایک شخص سے کہتے سنا جو ان لوگوں میں سے تھا کہ ان (اہل بیت) کے بارے میں غلو کرتے تھے (یعنی ان کا مرتبہ حد سے زیادہ بڑھاتے تھے) کہ تم لوگوں پر افسوس ہے۔ تم لوگ اللہ کے لیے ہم سے محبت کرو' اگر ہم اللہ کی اطاعت کریں تو تم لوگ ہم سے محبت کرو' اور اگر ہم اللہ کی نافرمانی کریں تو ہم سے بغض کرو۔

ایک رافضی سے مکالمہ:

ایک شخص نے ان سے کہا کہ آپ لوگ رسول اللہ ﷺ کے اہل قرابت اور آپ کے اہل بیت ہیں (اس لیے ہم لوگ آپ کی مدح میں مبالغہ کرتے ہیں) انہوں نے کہا کہ تم پر افسوس ہے' اگر اللہ تعالیٰ بغیر اللہ کی اطاعت کے رسول اللہ ﷺ کی کسی قسم کی قرابت کے سبب سے کسی کو (اپنے عذاب سے) بچاتا تو وہ بالضرور اس کے سبب سے ان لوگوں کو فائدہ پہنچاتا جو باعتبار ماں اور باپ کے ہم سے زیادہ آنحضرت ﷺ کے قرابت دار ہیں (مثلاً حسن و حسین رضی اللہ عنہما) واللہ میں تو ضرور ڈرتا ہوں کہ ہم میں سے گنہگار کو دو چند عذاب دیا جائے گا اور مجھے ضرور امید ہے کہ ہم میں سے نیکوکار کو دو چند اجر دیا جائے گا' تم لوگوں کی خرابی ہو (ہماری مدح کرنے میں مبالغہ کرنے سے) اللہ سے ڈرو' اور ہم لوگوں کے بارے میں حق کہو۔ کیونکہ حق ہی تمہارے مقاصد (مدح سرائی) کو بہت زیادہ پہنچانے والا ہے اور حق سے ہم بھی تم سے راضی ہوں گے۔

پھر فرمایا کہ اگر یہی دین الٰہی ہے جو تم لوگ کہتے ہو تو بے شک ہمارے بزرگوں نے ہمارے ساتھ برائی کی (کہ یہ دین اور یہ نجات کا راستہ صرف تمہیں بتایا اور ہمیں نہ بتایا) ان بزرگوں نے نہ تو ہمیں اس دین کی اطلاع دی اور نہ ہمیں اس پر عمل کرنے کی رغبت دلائی۔

اس کے جواب میں ان سے اس رافضی نے کہا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کے لیے نہیں فرمایا: "من کنت مولاہ فعلیٌ مولاہ" (جس سے میں محبت کرتا ہوں اس سے علی رضی اللہ عنہ بھی محبت کرتے ہیں) تو انہوں نے کہا' واللہ اگر رسول اللہ ﷺ اس سے خلافت و سلطنت مراد لیتے تو وہ ان لوگوں سے اس کو اسی طرح صاف صاف بیان فرما دیتے جس طرح آنحضرت ﷺ نے نماز و زکوٰۃ و روزہ رمضان و حج بیت اللہ کو صاف صاف بیان فرمایا' آپ ضرور ضرور ان لوگوں سے فرماتے کہ اے لوگو! میرے بعد علی رضی اللہ عنہ تمہارے ولی (حاکم و خلیفہ) ہیں' کیونکہ سب لوگوں سے زیادہ امت کے خیر خواہ رسول اللہ ﷺ تھے۔

اگر معاملہ اس طرح ہوتا جس طرح تم لوگ کہتے ہو کہ (اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے اپنے بعد علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا اور) اللہ اور اس کے رسولؐ نے اس خلافت اور نبی ﷺ کے بعد آپ کی قائم مقامی کے لیے علی رضی اللہ عنہ کو منتخب کیا تو اس معاملے میں علی رضی اللہ عنہ سب لوگوں سے زیادہ خطاوار اور سب سے زیادہ مجرم تھے کیونکہ جس امر کا انہیں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا انہوں نے اسے ترک کر دیا (کیونکہ آپ کے بعد انہوں نے یقیناً پچیس سال تک خلافت نہیں حاصل کی) یا (اگر انہیں آپ کے ارشاد کے مطابق

آپ کی قائم مقامی کا موقع نہ مل سکا تھا تو کم از کم یہی کرتے کہ) اس کے بارے میں لوگوں سے معذرت کر دیتے (کہ میں ان وجوہ سے امتثال امر پر قادر نہ ہو سکا)۔

ابو جعفر محمد رحمۃ اللہ علیہ:

ابن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب' ان کی والدہ ام عبداللہ بنت حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما تھیں۔ ابو جعفر کے یہاں جعفر بن محمد و عبداللہ بن محمد پیدا ہوئے' ان دونوں کی والدہ ام فروہ بنت قاسم بن محمد بن ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ تھیں۔ ابراہیم بن محمد' ان کی والدہ ام حکیم بنت اسید بن المغیرہ بن الاخنس بن شریف الثقفی تھیں۔ علی بن محمد و زینب بنت محمد' دونوں کی والدہ ایک ام ولد تھیں۔

ام سلمہ بنت محمد' ان کی والدہ بھی ایک ام ولد تھیں۔ جابر سے مروی ہے کہ مجھ سے محمد بن علی نے کہا کہ اے جابر باہم مخاصمت نہ کرو کیونکہ خصومت قرآن کی تکذیب کرتی ہے۔ ابی جعفر سے مروی ہے کہ اہل خصومات کے ساتھ نہ بیٹھو' کیونکہ یہ وہی لوگ ہیں جو اللہ کی آیات میں گھستے ہیں۔

جابر سے مروی ہے کہ میں نے محمد بن علی سے کہا کہ کیا آپ اہل بیت میں سے کوئی شخص کسی (غیر مشرکانہ) گناہ کو شرک خیال کرتا تھا' انہوں نے کہا کہ نہیں' میں نے کہا کہ کیا آپ اہل بیت میں سے کوئی شخص (دنیا میں علی رضی اللہ عنہ کی) رجعت (واپسی) کا قائل تھا۔ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ میں نے کہا کہ کیا آپ اہل بیت میں سے کوئی شخص ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو گالی دیتا تھا' انہوں نے کہا کہ نہیں' بلکہ ہر ایک نے ان دونوں سے محبت کی اور ان دونوں سے دوستی کی اور ان دونوں کے لیے دعائے مغفرت کی۔

ابی الضحاک سے مروی ہے کہ ابو جعفر نے کہا کہ اے اللہ میں مغیرہ بن سعید بیان سے تیرے آگے اپنی برأت ظاہر کرتا ہوں۔ جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ وہ اپنی والدہ کے سر میں جوئیں دیکھا کرتے تھے۔ یوسف بن الماجشون الحداد سے مروی ہے کہ میں نے ابو جعفر کو ایک خچر پر سوار دیکھا' ان کے ہمراہ ایک غلام تھا جو ان کے دونوں جانب پیادہ چل رہا تھا۔

معاویہ بن عبدالکریم سے مروی ہے کہ میں نے محمد بن علی کے بدن پر خز کا جبہ اور خز کی دستار دیکھی۔ ابی جعفر سے مروی ہے کہ ہم آل محمد خز اور کسم اور گیرو کا رنگا ہوا اور یمنی چادر استعمال کرتے ہیں۔

محمد بن علی سے مروی ہے کہ ہم آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم یمنی چادریں اور خز اور گیرو اور کسم کے رنگے ہوئے کپڑے استعمال کرتے ہیں۔ اسماعیل بن عبدالملک سے مروی ہے کہ میں نے ابی جعفر کے جسم پر ریشمی گوٹ کی چادر دیکھی اعتراض کیا تو انہوں نے کہا کہ چادر میں دو انگل کی ریشمی گوٹ میں کوئی حرج نہیں ہے۔

موہب سے مروی ہے کہ میں نے ابی جعفر کے سر پر سرخ شالی رومال دیکھا۔ عبدالاعلیٰ سے مروی ہے کہ انہوں نے محمد بن علی کو دیکھا کہ اپنا عمامہ پیچھے لٹکاتے تھے۔ جابر سے مروی ہے کہ میں نے محمد بن علی کے سر پر ایک عمامہ دیکھا جس میں (ریشمی) گوٹ تھی' ایک چادر تھی جسے وہ استعمال کرتے تھے' اس میں بھی (ریشمی) گوٹ تھی۔ محمد بن اسحاق سے مروی ہے کہ میں نے ابو جعفر کو دیکھا کہ ایک چادر میں نماز پڑھتے تھے جسے وہ اپنے پیچھے باندھ لیتے تھے۔ حکیم بن حکیم بن عبادہ بن حنیف سے مروی ہے کہ میں نے ابو جعفر کو

مسجد میں تہ کیے ہوئے طیلسان سے (جو ایک قسم کا ایرانی جبہ ہے) تکیہ لگائے ہوئے دیکھا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ہمارے نزدیک ان اشراف و اہل مروت کا یہی فعل رہا جو مسجد میں رہتے تھے' کہ وہ لوگ تہ کیے ہوئے طیلسانوں پر تکیہ لگاتے اور یہ اس طیلسان و چادر کے علاوہ ہوتا جو ان کے بدن پر تھا۔

عبدالاعلیٰ سے مروی ہے کہ میں نے محمد بن علی سے وسمہ یعنی سیاہ خضاب کو دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ ہم اہل بیت کا وہی خضاب ہے۔ ثویر سے مروی ہے کہ ابو جعفر نے کہا کہ اے ابوالجہم تم کس چیز کا خضاب لگاتے ہو' میں نے کہا کہ مہندی اور نیل کا۔ انہوں نے کہا کہ یہی ہم اہل بیت کا خضاب ہے۔

عروہ بن عبداللہ بن قشیر الجعفی سے مروی ہے کہ مجھ سے ابو جعفر نے کہا کہ میں وسمے کا خضاب لگاتا ہوں۔ ہارون بن عبداللہ بن الولید المعیصی سے مروی ہے کہ میں نے محمد بن علی کی ناک اور پیشانی پر سجدے کا نشان دیکھا جو بہت نہ تھا۔ ابو جعفر سے مروی ہے کہ تم لوگ ہنسی یا بہت ہنسی سے پرہیز کرو کہ یہ علم کو ضائع کر دیتی ہے۔ محمد بن علی سے مروی ہے کہ میری انگوٹھی میں میرا نام (کندہ) ہے' جب میں جماع کرتا ہوں تو اسے اپنے منہ میں کر لیتا ہوں۔

سعید بن مسلم بن بانک ابو مصعب سے مروی ہے کہ انہوں نے محمد بن علی بن حسین رضی اللہ عنہ کے بدن پر ایک چادر دیکھی' انہوں نے کہا کہ مجھ سے سالم مولائے عبداللہ ابن علی بن حسین رضی اللہ عنہ نے یہ دعویٰ کیا کہ محمد نے وصیت کی تھی کہ انہیں اسی (چادر) میں کفن دیا جائے۔ محمد بن علی سے مروی ہے کہ انہوں نے یہ وصیت کی کہ انہیں اسی کرتے میں کفن دیا جائے جس میں وہ نماز پڑھتے تھے۔

عروہ بن عبداللہ بن قشیر سے مروی ہے کہ میں نے جعفر سے پوچھا کہ آپ کو کس چیز میں کفن دیا جائے' انہوں نے وصیت کی کہ ان کے کرتے میں اور میں اس کی گھنڈیاں کاٹ دوں' اور ان کی اس چادر میں جو وہ اوڑھا کرتے تھے' اور میں ایک یمنی چادر خریدوں کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا جن میں ایک یمنی چادر بھی تھی۔ سعید بن مسلم بن بانک سے مروی ہے کہ میں نے محمد بن علی بن حسین رضی اللہ عنہ کی نعش پر حبرہ کی چادر دیکھی تھی (یعنی اس پر دھاریاں تھیں)۔ جعفر بن محمد سے مروی ہے کہ میں نے محمد بن علی سے سنا جو فاطمہؓ بنت حسین رضی اللہ عنہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے کا کچھ تذکرہ کر رہے تھے کہ یہ اٹھاون سال میرے پورے کر دیئے جائیں گے۔ اسی وقت (یعنی اٹھاون سال کے ختم پر) ان کی وفات ہوئی۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ہماری روایت میں ہے کہ ان کی وفات ۱۱۷ھ میں ہوئی کہ وہ تہتر سال کے تھے' اوروں نے کہا کہ ان کی وفات ۱۱۸ھ میں ہوئی۔ ابو نعیم الفضل بن دکین نے کہا کہ ان کی وفات ۱۱۴ھ میں مدینے میں ہوئی۔ وہ ثقہ و کثیر العلم والحدیث تھے' ان سے کوئی ایسا شخص روایت نہیں کرتا جس کی حدیث سے استدلال کیا جائے۔

عبداللہ بن علی رحمۃ اللہ علیہ:

ابن حسین بن علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب' ان کی والدہ ام عبداللہ بنت الحسن ابن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما تھیں۔ وہی ابو جعفر کی بھی والدہ تھیں۔ عبداللہ بن علی بن حسین رضی اللہ عنہ کے یہاں محمد پیدا ہوئے جن کے سیاہ و سفید داغ تھے' وہ کوز (کبڑے) تھے'

اسحاق جو بھورے (ابیض) تھے ام کلثوم جو بہری تھیں اور ام علی جن کا نام علیہ تھا سب ایک ام ولد سے تھے۔ قاسم و عالیہ ایک ام ولد سے تھیں۔

عمر بن علی رحمۃ اللہ علیہ:

ابن حسین بن علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ عمر بن علی کے یہاں علی و ابراہیم و خدیجہ پیدا ہوئیں۔ ان سب کی والدہ ام ولد تھیں۔ جعفر جن کے چہرے پر دانے تھے' ان کی والدہ ام اسحاق بنت محمد ابن عبداللہ بن الحارث بن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب تھیں۔

محمد بن عمر و موسیٰ جو پستہ قد اور موٹے تھے اور خدیجہ وحبہ و محبہ و عبدہ' ان سب کی والدہ ام موسیٰ بنت عمر بن علی بن ابی طالب تھیں۔

فضیل بن مرزوق سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن علی و حسین بن علی سے جو جعفر کے چچا تھے دریافت کیا کہ کیا آپ اہل بیت میں کوئی شخص ایسا ہے جس کی اطاعت فرض کی گئی ہو' جس کے لیے آپ لوگ یہ پہچانتے ہوں (یعنی آپ کو وہ شخص معلوم ہے جس کی اطاعت فرض کی گئی ہو) اور جس شخص نے اس (مفترض الطاعۃ) کے لیے یہ وصف نہیں پہچانا اور مر گیا تو وہ جاہلیت (وکفر) کی موت مرا' ان دونوں (عمر بن علی و حسین بن علی) نے کہا کہ نہیں' واللہ یہ (مفترض الطاعۃ) ہم میں نہیں ہے' جس شخص نے ہم لوگوں کے بارے میں یہ کہا تو وہ کذاب (بڑا جھوٹا) ہے۔

فضیل بن مرزوق نے کہا کہ پھر میں نے عمر بن علی سے کہا کہ اللہ آپ پر رحمت کرے' کیا آپ لوگوں کے گمان میں یہ مرتبہ علی رضی اللہ عنہ کے لیے تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں وصیت کی تھی' پھر حسن رضی اللہ عنہ کے لیے تھا کہ انہیں علی رضی اللہ عنہ نے وصیت کی تھی' پھر یہ (مرتبہ) حسین رضی اللہ عنہ کے لیے تھا کہ انہیں حسن رضی اللہ عنہ نے وصیت کی تھی' پھر علی بن حسین رضی اللہ عنہ (زین العابدین) کے لیے تھا کہ انہیں حسین رضی اللہ عنہ نے وصیت کی تھی' پھر محمد بن علی کے لیے تھا کہ انہیں علی (زین العابدین) نے وصیت کی تھی' انہوں نے کہا کہ واللہ میرے والد کا انتقال ہو گیا مگر انہوں نے دو حرف کی بھی وصیت نہیں کی' خدا ان (بہتان باندھنے) والوں کو غارت کرے' واللہ یہ صرف ہم لوگوں کے ذریعے سے پیٹ بھرنے والے لوگ ہیں۔

راوی نے کہا کہ یہ خنیس خبیث ہے (جس نے آپ لوگوں پر یہ بہتان باندھا ہے انہوں نے کہا کہ) خنیس خبیث کون' (راوی نے کہا کہ) معلّی بن خنیس' انہوں نے کہا' ہاں' معلّی بن خنیس' واللہ میں اپنے بستر پر بڑی دیر تک سوچتا رہا' جس وقت ان لوگوں کو معلّی بن خنیس نے گمراہ کر دیا تو میں اس قوم سے تعجب کرتا تھا جس کی عقلوں کو اللہ نے تاریک کر دیا۔

زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ:

ابن حسین بن علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ زید بن علی کے یہاں یحییٰ بن زید پیدا ہوئے جو خراسان میں مقتول ہوئے' سلم ابن احوز نے قتل کیا' انہیں اس کے پاس نصر بن سیار نے بھیجا تھا' ان کی والدہ ریطہ بنت ابی ہاشم عبداللہ بن محمد بن علی بن ابی طالب تھیں۔

عیسیٰ بن زید و حسین بن زید نابینا و محمد بن زید' یہ سب ایک ام ولد سے تھے۔ عبداللہ بن جعفر سے مروی ہے کہ مجھے سالم

حاجب ومولائے ہشام نے خبر دی کہ زید بن علیؒ ہشام کے پاس سے اس طرح نکلے کہ اپنی مونچھ ہاتھ میں لیے ہوئے بٹ رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ جب کبھی کسی نے زندگی کو دوست رکھا تو وہ ذلیل ہوا' پھر وہ چلے گئے' ان کا رخ کوفے کی طرف تھا۔

کوفے میں انہوں نے اور ہشام بن عبدالملک کے عامل عراق یوسف ابن عمر الثقفی نے بغاوت کی' زید بن علی کی جانب ان لوگوں کو روانہ کیا گیا جو ان سے جنگ کریں' انہوں نے جنگ کی' وہ لوگ زید سے جدا ہو گئے' جنہوں نے ان کی ہمراہی میں بغاوت کی تھی' زید قتل کر کے لٹکا دیئے گئے۔

سالم نے کہا کہ اس کے بعد میں نے ہشام کو اس قول کی خبر دی جو زید نے اس روز کہا تھا جس روز وہ ہشام کے پاس سے نکلے تھے' انہوں نے کہا کہ تیری ماں تجھ پر روئے' آج سے پہلے مجھے اس کے متعلق کیوں نہ خبر دی' جو چیز زید کو راضی کر سکتی تھی وہ صرف پانچ لاکھ درہم تھے' یہ ہم پر اس سے بہت زیادہ آسان تھے جس کی طرف کہ زید گئے۔

سحبل بن محمد سے مروی ہے کہ میں نے خلفاء میں سے کسی کو نہیں دیکھا کہ اس کے نزدیک خون بہانا ہشام بن عبدالملک سے زیادہ ناپسند اور زیادہ باعث تکلیف ہوتا' زید بن علی ویحییٰ بن زید کے قتل سے انہیں سخت رنج ہوا' انہوں نے کہا کہ مجھے یہ پسند تھا کہ میں ان دونوں کی پیروی کر لیتا۔

عبدالرحمٰن بن ابی الزناد اپنے والد سے روایت کرتے تھے کہ خلفاء میں کوئی ایسا نہ تھا جسے ہشام بن عبدالملک سے زیادہ خون ناگوار ہو' انہیں زید بن علی کی بغاوت بہت گراں معلوم ہوئی تاوقتیکہ ان کا سر نہ لایا گیا اور لاش کوفے میں نہ لٹکا دی گئی کچھ نہ ہو سکا' اس کا انتظام یوسف بن عمر نے ہشام بن عبدالملک کی خلافت میں کیا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ جب اولاد عباس غالب ہوئی تو عبداللہ بن علی بن عبداللہ ابن عباس نے ہشام بن عبدالملک کا قصد کیا' لاش قبر سے نکال کے لٹکا دی اور کہا کہ یہ اس کا بدلہ ہے جو انہوں نے زید بن علی کے ساتھ کیا تھا' زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ ۲ رصفر ۱۲۰ھ یوم دو شنبہ کو قتل کیے گئے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ۱۲۲ھ میں قتل ہوئے' قتل کے روز ان کی عمر بیالیس سال کی تھی' زید بن علی نے اپنے والد سے حدیث سنی اور زید سے عبدالرحمٰن بن الحارث بن عبداللہ بن عیاش بن ابی ربیعہ نے روایت کی' ان سے بسام الصیرفی وعبدالرحمٰن بن ابی الزناد وغیرہما نے روایت کی ہے۔

حسین الاصغر رحمۃ اللہ علیہ:

ابن علی بن حسین بن علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب بن عبدالمطلب' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ حسین بن علی کے یہاں عبداللہ و عبیداللہ الاعرج (لنگڑے) وعلی وہشیمہ پیدا ہوئیں' ان سب کی والدہ ام خالد بنت حمزہ بن مصعب بن زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ تھیں۔

محمد بن حسین ایک ام ولد سے تھے۔

حسن الاحول (بھینگے) بن حسین وجاریہ' ان دونوں کی والدہ ایک ام ولد تھیں۔ امینہ بنت حسین' ان کی والدہ انصار بنی حارثہ کی ایک خاتون تھیں۔ ابراہیم وفاطمہ' ایک ام ولد سے تھیں۔

حسین بن علی بن حسین رضی اللہ عنہ اپنے والد کے سب سے چھوٹے بیٹے تھے اور اس وقت تک زندہ رہے کہ انہیں محمد بن عمر نے

پایا اور ان سے روایت کی ہم نے انہیں ان کے بھائیوں کے طبقے میں شامل کر دیا حالانکہ نہ عمر میں ان لوگوں کے مماثل تھے نہ ویسے اہل علم سے ان کو روایت علم کا موقع ملا تھا۔

عبداللہ بن محمد رحمۃ اللہ علیہ:

ابن الحنفیہ بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ' کنیت ابوہاشم تھی' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

عبداللہ بن محمد کے یہاں ہاشم پیدا ہوئے' جن سے ان کی کنیت تھی' اور محمد اصغر' ان دونوں کا کوئی بقیہ نہ تھا' ان کی والدہ بنت خالد بن علقمہ بن الحویرث بن عبداللہ ابن ابی اللحم بن مالک بن عبداللہ بن غفار بن ملیل بن ضمرہ بن بکر بن عبد مناۃ ابن کنانہ تھیں۔ محمد اکبر بن عبداللہ و لبابہ بنت عبداللہ' ان دونوں کی والدہ فاطمہ بنت محمد ابن عبیداللہ بن العباس بن عبدالمطلب تھیں۔ علی بن عبداللہ اور ایک اور شخص جن کا نام ہم کو نہیں بتایا گیا' ان دونوں کی والدہ ام عثمان بنت ابی حدیر تھیں' ابوحدیر عیاش بن عبدہ بن مغیث بن الجد ابن العجلان بنی قضاعہ سے تھے۔ طالب و عون و عبیداللہ مختلف ام ولد سے تھے۔

ریطہ جو یحییٰ بن زید بن علی کی والدہ تھیں کہ خراسان میں قتل کیے گئے۔ ریطہ کی والدہ بھی ریطہ تھیں جو ام الحارث بنت الحارث بن الحارث بن نوفل بن الحارث ابن عبدالمطلب تھیں۔ ام سلمہ' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

ابوہاشم (عبداللہ بن محمد) صاحب علم و روایت تھے' ثقہ و قلیل الحدیث تھے' شیعہ ان سے ملتے اور محبت کرتے' بنی ہاشم کے ساتھ شام میں تھے کہ وفات کا وقت آ گیا۔ انہوں نے محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب کو وصیت کی کہ تم اس حکومت کے مالک ہو اور وہ تمہاری اولاد میں ہوگی' انہوں نے شیعہ کو ان کے پاس بھیج دیا اور اپنی کتابیں اور روایتیں انہیں دے دیں۔ وفات حمیمہ ابن سلیمان بن عبدالملک بن مروان کی خلافت میں ہوئی۔

حسن بن محمد رحمۃ اللہ علیہ:

ابن الحنفیہ بن علی بن ابی طالب' ان کی والدہ جمال بنت قیس بن مخرمہ ابن المطلب بن عبد مناف بن قصی تھیں۔ حسن کی کنیت ابومحمد تھی' بنی ہاشم کے ظریفوں اور عقلمندوں میں سے تھے۔ فضیلت و صورت میں اپنے بھائی ابوہاشم پر مقدم تھے۔ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے عقیدۂ ارجاء میں گفتگو کی۔

زاذان و میسرہ سے مروی ہے کہ ہم حسن بن محمد بن علی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گئے' اور اس کتاب پر ملامت کی جو انہوں نے مسئلہ ارجاء میں تالیف کی تھی۔ انہوں نے زاذان سے کہا کہ اے ابوعمر مجھے یہ پسند تھا کہ اسے نہ لکھتا اور مر جاتا۔ ابوالغریان انیس سے مروی ہے کہ میں نے حسن بن محمد کے بدن پر باریک کرتا اور باریک عمامہ دیکھا۔ محمد بن عمر نے کہا کہ حسن بن محمد کی وفات عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی خلافت میں ہوئی۔ ان کا کوئی پس ماندہ نہ تھا۔

محمد بن عمر رحمۃ اللہ علیہ:

ابن علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب' ان کی والدہ اسماء بنت عقیل ابن ابی طالب بن عبدالمطلب تھیں۔ محمد بن عمر کے یہاں عمر و عبداللہ و عبیداللہ پیدا ہوئے' ان میں سے ہر ایک سے حدیث روایت کی گئی ہے' ان سب کی والدہ خدیجہ بنت علی بن حسین

بن علی رضی اللہ عنہما ابن ابی طالب تھیں۔

جعفر بن محمد' ان کی والدہ ام ہاشم بنت جعفر بن جعفر بن جعدہ بن ہبیرہ بن ابی وہب ابن عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم تھیں۔

معاویہ بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن جعفر بن ابی طالب بن عبدالمطلب' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ پھر معاویہ جن کا کوئی بقیہ نہ تھا' اور محمد' ان سب کی والدہ ام عون بنت عون ابن العباس بن ربیعہ بن الحارث بن عبدالمطلب تھیں۔ سلیمان بن معاویہ ایک ام ولد سے تھے۔ حسن و یزید وصالح وحمادہ وابیہ' ان سب کی والدہ فاطمہ بنت حسن بن حسین ابن علی بن ابی طالب تھیں۔ علی بن معاویہ جن کو عامر بن ضبارہ نے قتل کر دیا' ان کی والدہ ایک ام ولد تھیں۔ یزید بن عبداللہ بن الہاد نے معاویہ بن عبداللہ بن جعفر سے روایت کی ہے۔

اسماعیل بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن جعفر بن ابی طالب' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ اسماعیل بن عبداللہ کے یہاں عبداللہ وابوبکر ومحمد پیدا ہوئے۔ ان سب کی والدہ ایک ام ولد تھیں۔ ام کلثوم وجعفر ایک ام ولد سے۔ زید ایک ام ولد سے تھے۔ اسماعیل نے اپنے والد سے روایت کی ہے' اور ان سے عبداللہ بن مصعب ابن ثابت نے روایت کی۔

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ

ابن مروان بن الحکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس' ان کی والدہ ام عاصم بنت عاصم بن عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب بن نفیل بنی عدی بن کعب میں سے تھیں۔ عمر رحمۃ اللہ علیہ کی کنیت ابوحفص تھی۔

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں عبداللہ وبکر وام عمار پیدا ہوئیں' ان تینوں کی والدہ لمیس بنت علی بن الحارث بن عبداللہ بن الحصین ذی الغصبہ بن یزید بن شداد ابن قنان الحارثی تھیں۔

ابراہیم بن عمر' ان کی والدہ ام عثمان بنت شعیب بن زبان بن الاصبغ بن عمرو ابن ثعلبہ بن الحارث بن حصن بن ضمضم بن عدی بن خباب تھیں۔ اسحاق بن عمر و یعقوب وموسیٰ جو لاولد مر گئے' ان سب کی والدہ فاطمہ بنت عبدالملک بن مروان تھیں۔ عبدالملک بن عمر وولید وعاصم ویزید وعبداللہ وعبدالعزیز وزبان وامۃ وام عبداللہ ان سب کی والدہ ایک ام ولد تھیں۔ لوگوں نے کہا کہ عمر کی ولادت ۶۳ھ میں ہوئی جس سال کہ میمونہ زوجۂ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آرزو:

نافع سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کاش اپنی اولاد میں سے مجھے وہ شاندار شخص معلوم ہوتا جو زمین کو اسی طرح عدل سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم سے بھری ہوگی۔

عمر بن عبدالعزیز کے بارے میں خصیف کا خواب:

خصیف سے مروی ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک صاحب بیٹھے ہوئے ہیں جن کے داہنی جانب ایک شخص ہیں اور بائیں جانب بھی ایک شخص ہیں' اتنے میں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ آئے اور چاہا کہ ان صاحب اور ان کے داہنی طرف والے ساتھی کے درمیان بیٹھیں مگر وہ ساتھی اپنے صاحب سے مل گئے (جس سے بیٹھنے کی جگہ جاتی رہی) عمر رحمۃ اللہ علیہ گھوم گئے اور چاہا کہ ان صاحب اور ان کے بائیں جانب والے ساتھی کے درمیان بیٹھیں' مگر وہ بھی اپنے صاحب سے مل گئے' پھر انہیں درمیانی صاحب نے کھینچ کر اپنے آغوش میں بٹھا لیا (خواب دیکھنے والے نے) پوچھا کہ یہ کون صاحب ہیں' لوگوں نے کہا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور یہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں اور یہ عمر رضی اللہ عنہ۔

نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ میں اکثر ابن عمر رضی اللہ عنہما کو کہتے سنا کرتا تھا کہ اولادِ عمر رضی اللہ عنہ میں وہ کون شخص ہے جس کے چہرے پر علامت ہے اور جو زمین کو عدل سے بھر دے گا۔

عبداللہ بن دینار رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ہم لوگ بیان کرتے تھے کہ یہ حکومت ختم نہ ہوگی تاوقتیکہ اولادِ عمر رضی اللہ عنہ میں سے اس امت کا والی ایک ایسا شخص نہ ہو جو عمر رضی اللہ عنہ کے نقش قدم پر چلے اور چہرے پر ایک مسا ہو۔ راوی نے کہا کہ ہم لوگ کہا کرتے تھے کہ وہ بلال بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہیں' ان کے چہرے پر مسا بھی تھا' یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو لایا' ان کی والدہ ام عاصم بنت عاصم بن عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب تھیں۔

یزید (راوی حدیث ہذا) نے کہا کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو ان کے والد کے ایک گھوڑے نے مار کر سر زخمی کر دیا' ان کے والد خون پونچھنے لگے اور کہنے لگے کہ تم سعید ہوتے اگر تمہارا سر بنی امیہ کا زخمی کیا ہوا ہوتا۔

عبدالعزیز بن مروان کا نکاح:

ابن شوذب سے مروی ہے کہ جب عبدالعزیز بن مروان نے والدۂ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے نکاح کرنے کا ارادہ کیا تو اپنے منتظم سے کہا کہ میرے لیے پاک مال میں سے چار سو دینار جمع کرو' میں ایک ایسے خاندان میں نکاح کرنا چاہتا ہوں جن میں صلاحیت و تقویٰ ہے' انہوں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ سے نکاح کیا۔

عمر بن عبدالعزیز بحیثیت والیٔ مدینہ:

عبدالرحمٰن بن ابی الزناد نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ ربیع الاوّل ۸۷ھ میں پچیس سال کی عمر میں والیٔ مدینہ ہوئے' ولید بن عبدالملک جب خلیفہ بنائے گئے تو انہوں نے عمر رحمۃ اللہ علیہ کو یہ ولایت سپرد کی' عمر رحمۃ اللہ علیہ نے مدینے کے محکمہ قضاء پر ابوبکر بن محمد بن عمر بن حزم کو مقرر کیا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ملاقات:

حفص بن عمر بن ابی طلحہ الانصاری سے مروی ہے کہ ولید بن عبدالملک کی خلافت اور عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے مدینہ منورہ کی ولایت کے زمانے میں جب عمر رحمۃ اللہ علیہ نے مدینے سے حج کا قصد کیا تو ان کے پاس انس بن مالک رضی اللہ عنہ آئے' وہ اس زمانے میں

مدینے ہی میں تھے اور کہا کہ اے ابوحمزہ کیا میں تمہیں نبی ﷺ کے خطبات سے آگاہ نہ کروں۔ پھر کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مکے میں یوم الترویہ (۸/ذی الحجہ) سے ایک دن پہلے اور عرفات میں یوم عرفہ (۹/ذی الحجہ) کو اور منیٰ میں یوم النحر (۱۰/ذی الحجہ) کے دوسرے دن اور یوم النفر (۱۲/ذی الحجہ) کے دوسرے دن خطبہ ارشاد فرمایا۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے کسی کے پیچھے ایسی نماز نہیں پڑھی جو اس نوجوان یعنی عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے زائد رسول اللہ ﷺ کی نماز کے مشابہ ہو۔

عبادت میں انہماک:

ضحاک نے کہا کہ میں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پیچھے نماز پڑھتا تھا' وہ ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں طول دیتے اور آخری رکعتوں میں تخفیف کرتے' عصر کی قرأت کو مختصر کرتے' مغرب میں قصار المفصل (یعنی سورۂ زلزال سے سورۂ ناس تک) پڑھتے' عشاء میں وسط المفصل (یعنی سورۂ طارق سے سورۂ بینہ تک) پڑھتے اور فجر میں طوال المفصل (یعنی سورہ حجرات تا سورۂ بروج) پڑھتے۔
محمد بن عمر نے کہا کہ میں نے ضحاک کو یہ حدیث شریک بن نمر سے بیان کرتے سنا' شریک نے اس میں شک نہیں کیا۔

ضحاک سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ دوران وعظ کلام انہیں موضوع سے باہر لے گیا' وہ منبر ہی پر تھے کہ موضوع کی طرف رجوع کیا اور کہا استغفر اللہ' استغفر اللہ (میں اللہ سے مغفرت چاہتا ہوں)۔ عبدالحکیم بن عبداللہ بن ابی فروہ سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ عیدگاہ پیادہ جاتے تھے۔

علی بن بذیمہ سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو مدینے میں دیکھا کہ سب سے اچھا لباس پہنتے' سب سے زیادہ خوشبو لگاتے اور سب سے آہستہ چلتے۔ بعد کو میں نے انہیں دیکھا کہ وہ راہبوں کی طرح تیز چلتے تھے' لہٰذا جو شخص تم سے یہ کہے کہ رفتار بھی امر فطری ہے (کہ اس کی تیزی یا سستی میں کمی بیشی نہیں ہو سکتی) تو عمر رحمۃ اللہ علیہ کے اس عمل کے بعد تم اس کی تصدیق نہ کرنا۔

اسامہ بن زید سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے قاضی ابوبکر بن محمد ابن عمرو بن حزم سے کہا کہ میں ایسا کوئی امر نہیں پاتا جو میرے نزدیک اس حق سے زیادہ خوش مزہ ہو کہ خواہش کے موافق نکلے۔ یحییٰ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سوموار اور جمعرات کو روزہ رکھا کرتے تھے۔

ابن مسیّب رحمۃ اللہ علیہ کی رائے:

عبدالجبار بن ابی معن سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے اس وقت سنا جب ان سے ایک شخص نے سوال کیا کہ اے ابو محمد مہدی کون ہے تو سعید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ کیا تم مروان کے مکان میں گئے ہو' اس نے کہا نہیں' انہوں نے کہا کہ مروان کے مکان میں جاؤ تم مہدی کو دیکھ لوگے۔

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے دربار میں آنے کی لوگوں کو اجازت دی' وہ شخص بھی گیا' مروان کے مکان میں داخل ہوا تو امیر کو اس حالت میں دیکھا کہ لوگ ان کے پاس جمع تھے۔

وہ شخص سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس واپس آیا اور کہا کہ اے ابو محمد میں مروان کے مکان میں گیا مگر کوئی ایسا شخص نہیں

دیکھا کہ اسے مہدی کہتا۔ سعید ابن المسیب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا' اور میں (سعید رحمۃ اللہ علیہ کا قول) سن رہا تھا' کہ کیا تم نے زخمی سر والے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو تخت پر بیٹھے ہوئے دیکھا' اس نے کہا جی ہاں۔ انہوں نے کہا کہ بس وہی مہدی ہیں۔

محمد بن علی سے مروی ہے کہ نبی ہم میں تھے اور مہدی بنی عبد شمس میں ہوں گے' میں سوائے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے اور کسی کو مہدی نہیں سمجھتا۔ یہ قول عمر ابن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی خلافت میں کہا گیا تھا۔

مولائے ہند بنت اسماء سے مروی ہے کہ میں نے محمد بن علی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا' لوگوں کا گمان ہے کہ مہدی آپ لوگوں میں ہیں' انہوں نے کہا کہ یہ ایسا ہی غیر معتبر ہے جیسا کہ ہے' البتہ وہ بنی عبد شمس میں ہیں۔ راوی نے کہا کہ گویا انہوں نے عمر ابن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو مراد لیا۔

اہل بیت رسول سے عقیدت و محبت:

فاطمہ بنت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کیا اور بہت بہت رحمت کی دعا دی' کہا کہ میں اس زمانے میں ان کے پاس گئی جب وہ امیر مدینہ تھے' انہوں نے ہر خواجہ سرا اور دربان کو نکال دیا' گھر میں سوائے میرے اور ان کے کوئی باقی نہ رہا۔ پھر انہوں نے کہا کہ اے دختر علی رضی اللہ عنہ واللہ مجھے روئے زمین پر کوئی خاندان آپ لوگوں سے زیادہ محبوب نہیں اور آپ لوگ تو مجھے اپنے متعلقین سے بھی محبوب ہیں۔

فقہاء مدینہ کو ہدایات:

عبدالرحمٰن بن ابی زناد نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ والیٔ مدینہ ہو کر وہاں آئے تو دربان نے ملاقاتیوں کے نام لکھے' وہ لوگ اندر گئے اور عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو سلام کیا' نماز ظہر پڑھ لی تو ان دس فقہائے مدینہ کو بلایا' (۱) عروۃ بن الزبیر (۲) عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ (۳) ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن الحارث (۴) ابوبکر بن سلیمان ابن ابی حثمہ (۵) سلیمان بن یسار (۶) قاسم بن محمد (۷) سالم بن عبداللہ (۸) عبداللہ بن عبداللہ ابن عمر (۹) عبداللہ بن عامر بن ربیعہ (۱۰) خارجہ بن زید بن ثابت رضی اللہ عنہم۔

عمر رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ کے شایان شان حمد و ثنا کی اور کہا کہ میں نے آپ لوگوں کو ایک ایسے امر کے لیے بلایا ہے جس پر آپ لوگوں کو ثواب ملے گا اور آپ لوگ حق پر میرے مددگار رہوں' میں یہ چاہتا ہوں کہ بغیر آپ کی رائے کے یا بغیر ان کی رائے کے جو آپ لوگوں میں سے موجود ہوں کسی امر کا فیصلہ نہ کروں' اگر آپ کسی سرکاری ملازم کو ظلم کرتے دیکھیں یا آپ کو میرے کسی عامل کے ناحق کچھ لینے کی خبر معلوم ہو تو ہر اس شخص کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں جسے یہ معلوم ہو کہ وہ مجھے ضرور خبر دے' ان لوگوں نے انہیں جزائے خیر کی دعا دی اور چلے گئے۔

خلافت سے پہلے اور بعد کی زندگی میں فرق:

حجاج الصواف (کمبل بیچنے والے) سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ جب والیٔ مدینہ تھے تو انہوں نے مجھے اپنے لیے کپڑا خریدنے کا حکم دیا' میں نے ان کے لیے کپڑے خریدے' ان میں سے ایک کپڑا چار سو درہم کا تھا' انہوں نے اس کا کرتا بنوایا'

ہاتھ سے چھوا تو کہا کہ یہ کس قدر سخت اور موٹا ہے' پھر جب وہ خلیفہ تھے تو اپنے لیے ایک کپڑا خریدنے کا حکم دیا۔ لوگوں نے اسے چودہ درہم میں خریدا' انہوں نے ہاتھ سے چھوا تو کہا کہ سبحان اللہ یہ کیسا نرم اور کس قدر باریک ہے۔

محمد بن خالد سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ قریش میں سب سے زیادہ معطر رہنے والے اور سب سے زیادہ خوش لباس تھے' جب وہ خلیفہ ہوئے تو سب سے زیادہ معمولی لباس اور سب سے زیادہ موٹی غذا پر زندگی بسر کرنے لگے' جتنے زوائد تھے سب ترک کر دیئے۔

نماز کی اطلاع کا اہتمام:

ابراہیم بن محمد بن عمار بن سعد القرظ نے اپنے والد سے روایت کی کہ ہم لوگ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو ان کے مکان میں نماز کی اطلاع دیتے تھے' کہتے تھے:

''السلام علیك ایها الامیر ورحمة الله وبركاته حی علی الصلاة حی علی الفلاح الصلاة رحمك الله''۔

''اے امیر! السلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' نماز کے لیے آیئے' فلاح وکامیابی کے لیے آیئے' اللہ آپ پر رحمت کرے' نماز کا وقت آ گیا ہے''۔

حالانکہ لوگوں میں فقہاء بھی تھے جو اس کو ناپسند نہیں کرتے تھے۔

ابراہیم بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ جب والیٔ مدینہ تھے تو کہا کہ ظہر یا عشاء کے لیے اذان کہو تو دو رکعت نماز پڑھو' پھر اتنی دیر بیٹھو کہ یہ یقین ہو جائے کہ تمہاری اذان مدینے کے دور دراز حصے کے آدمی نے سن لی اور اس نے قضائے حاجت کے بعد وضو کیا' کپڑے پہنے اور آسانی کے ساتھ چل کر مسجد میں چار رکعت نماز پڑھی اور بیٹھ گیا۔ تم اتنی دیر کے بعد اقامت کہو۔

عبدالحکیم بن عبداللہ بن ابی فروہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ مدینے میں ہم لوگوں کی امامت کرتے مگر بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ بلند آواز سے نہ پڑھتے۔ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ وہ قبلہ رخ ایک ہی سلام کرتے تھے۔

سلیمان بن عبدالملک کی علالت:

رجاء بن حیوۃ سے مروی ہے کہ جمعہ کے دن سلیمان بن عبدالملک نے خز کے سبز کپڑے پہنے اور آئینے میں دیکھا تو کہا' واللہ میں جوان بادشاہ ہوں' مسجد کو گئے کہ لوگوں کو نماز جمعہ پڑھائیں' مگر واپس بھی نہ ہوئے تھے کہ بخار آ گیا۔

جب وہ سخت علیل ہو گئے تو ایک فرمان لکھ کر اپنے بیٹے ایوب کو ولی عہد بنایا حالانکہ وہ نابالغ لڑکے تھے۔ میں نے کہا' امیر المومنین' آپ کیا کرتے ہیں' خلیفہ جب اپنی قبر میں ہوتا ہے تو جو چیز اس سے یادگار رہتی ہے یہ ہے کہ وہ کسی مرد صالح کو جانشین بنائے۔

سلیمان نے کہا کہ یہ ایسا فرمان ہے جس میں میں اللہ سے استخارہ کرتا ہوں اور غور کرتا ہوں' میں نے ابھی مصمم ارادہ نہیں کیا ہے' ایک یا دو دن ٹھہر کر انہوں نے اس فرمان کو چاک کر ڈالا۔

مجھے بلایا اور پوچھا کہ داؤد بن سلیمان کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے۔ میں نے کہا کہ وہ قسطنطنیہ میں ہیں اور آپ کو معلوم نہیں کہ زندہ ہیں یا مر گئے۔ کہا کہ اے رجاء پھر تمہاری رائے کس کی ہے۔ عرض کی' امیر المومنین رائے تو آپ ہی کی ہے' میں یہ چاہتا ہوں کہ جس کو بیان کیا جائے اس پر غور کرلوں۔ سلیمان نے کہا کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں تمہاری رائے کیسی ہے' اس نے کہا واللہ میں انہیں فاضل و برگزیدہ مسلمان جانتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ ان صفات کے باوجود اگر میں انہیں والی بنا دوں اور اولاد عبدالملک میں سے کسی کو والی نہ بناؤں تو لامحالہ فتنہ ہوگا اور لوگ کبھی ان کو اپنے اوپر والی نہ رہنے دیں گے' بجز اس صورت کے کہ میں ان میں سے کسی ایک کو عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے بعد (والی) کر دوں۔

یزید بن عبدالملک اس زمانے میں حج کو گئے تھے' انہوں نے کہا کہ یزید بن عبدالملک کو عمر رحمۃ اللہ علیہ کے بعد (والی) کر دوں گا' یہ ان تدابیر میں سے ہے جس سے ان لوگوں کو تسکین ہو جائے گی اور وہ راضی ہو جائیں گے' میں نے کہا کہ آپ کی رائے صائب ہے' انہوں نے اپنے ہاتھ سے لکھا۔

سلیمان بن عبدالملک کی وصیت:

"بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ یہ فرمان ہے اللہ کے بندے سلیمان امیر المومنین کی جانب سے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے لیے' میں نے اپنے بعد انہیں والی خلافت بنایا اور ان کے بعد یزید بن عبدالملک کو' لہٰذا تم لوگ ان کی بات سننا' ان کی اطاعت کرنا' اللہ سے ڈرنا اور اختلاف نہ کرنا کہ (بصورت اختلاف دشمنوں کی طرف سے) تم میں طمع کیا جائے"۔

فرمان پر مہر لگا دی' کعب بن حامز شحنہ کو حکم دیا کہ میرے متعلقین کو جمع کرو' کعب نے ان لوگوں کو بلا کے جمع کر دیا۔ سلیمان نے رجاء سے کہا کہ یہ فرمان ان لوگوں کے پاس لے جاؤ' کہو کہ یہ فرمان میرا ہے اور حکم دو کہ وہ اس شخص سے بیعت کریں جس کو میں نے والی بنایا ہے۔

رجاء نے یہی کیا اور ان لوگوں سے کہا تو انہوں نے جواب دیا کہ جو شخص اس (فرمان) میں ہے ہم اس کی اطاعت کریں گے اور سنیں گے' پھر خواہش ظاہر کی کہ ہم اندر جا کر امیر المومنین کو سلام کریں گے' رجاء نے کہا بہتر۔ لوگ اندر گئے' سلیمان نے اس فرمان کی طرف اشارہ کر کے جو رجاء بن حیوۃ کے ہاتھ میں تھا اور لوگ اس کی طرف دیکھ رہے تھے' کہا کہ یہی فرمان ہے' یہی میری وصیت ہے' اس فرمان میں میں نے جس کو نامزد کر دیا ہے اس کی سنو اور اطاعت کرو اور بیعت کرو' لوگوں نے ایک ایک کر کے عمر رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کر لی' پھر انہوں نے مہر لگا کر فرمان کو رجاء کے ذریعے روانہ کر دیا۔

امارت وسلطنت سے گریز:

جب لوگ منتشر ہو گئے تو میرے پاس عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ آئے اور کہا کہ اے ابو المقدام' سلیمان کو مجھ سے محبت تھی۔ میرا احترام تھا اور میرے ساتھ مہربان و محسن تھے' اندیشہ ہے کہ وہ اس حکومت کا کوئی حصہ میرے سپرد نہ کر دیں' لہٰذا میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ میرے احترام اور میری محبت کا واسطہ اگر ایسا ہی ہے تو تم مجھے آگاہ کر دو کہ میں اسی وقت اس سے مستعفی ہو جاؤں' قبل اس کے کہ وہ حالت آئے کہ میں اس امر پر قادر نہ ہوں جس پر اب ہوں۔ رجاء نے کہا کہ واللہ میں آپ کو ایک حرف بھی نہ بتاؤں گا'

عمر رحمۃ اللہ علیہ ناراض ہو کر چلے گئے۔ مجھے ہشام بن عبدالملک ملے اور کہا کہ اے رجاء مجھے تمہارے ساتھ پرانی محبت و احترام ہے اور میں شکر گزار رہوں گا' لہٰذا مجھے آگاہ کرو کہ کیا یہ حکومت میری ہو گی' اگر مجھے ملے تو میں معلوم کر لوں اور اگر کسی اور کو ملے تو میں گفتگو کروں کیونکہ مجھ جیسا کوئی نہیں ہے جس کے ساتھ کوتاہی کی گئی ہو اور یہ حکومت اس سے علیحدہ کی گئی ہو' لہٰذا مجھے خبر دو' اللہ گواہ ہے کہ میں تمہارا نام کبھی نہ بیان کروں گا۔ میں نے انکار کیا اور کہا کہ نہیں' واللہ میں تمہیں اس کا ایک حرف بھی نہ بتاؤں گا جو مجھ سے بطور راز کے امیر المومنین نے کہا ہے۔

ہشام واپس گئے' وہ مایوس تھے' اپنا ایک ہاتھ دوسرے پر مارتے اور کہتے کہ جب یہ حکومت مجھ سے علیحدہ کی جائے گی تو پھر کس کو ملے گی کیا عبدالملک کی اولاد سے نکل جائے گی' واللہ میں تو خاص اولاد عبدالملک ہوں۔

سلیمان بن عبدالملک کی رحلت:

میں سلیمان بن عبدالملک کے پاس گیا' نزع کا عالم تھا' موت کی سکرات نے گھیر لیا تھا' میں انہیں قبلہ رخ کرنے لگا۔ ہچکیاں لینے کی حالت میں کہنے لگے کہ اے رجاء اب تک اس کا وقت نہیں آیا' میں نے یہ دو مرتبہ کیا' تیسری بار انہوں نے کہا کہ اے رجاء اگر تم کچھ چاہتے ہو تو ایسے کرو' اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ و اشھد ان محمداً عبدہٗ و رسولہ'۔ میں نے ان کا رُخ بدل دیا' وفات ہو گئی' ان کی آنکھیں بند کر دیں اور ایک سبز چادر سے ڈھانک کے دروازہ بند کر دیا' ان کی بیوی نے جو ان کا انتظار کر رہی تھیں مجھ سے دریافت کرایا کہ ان کی کیا حالت ہے' میں نے کہا کہ سو گئے ہیں اور اوڑھ لیا ہے' قاصد نے خلیفہ کو چادر سے ڈھکا ہوا دیکھا تو واپس گیا اور ان کی بیوی کو خبر دی' انہوں نے مان لیا اور یقین آ گیا کہ وہ سوتے ہیں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت:

میں نے دروازے پر ایسے شخص کو بٹھا دیا جس پر مجھے اعتبار تھا اور اسے نصیحت کر دی کہ ہٹے نہیں تاوقتیکہ میں اس کے پاس نہ آ جاؤں' اور نہ خلیفہ کے پاس کسی کو جانے دے۔

میں نکلا اور کعب بن حاضر العنسی کو بلا بھیجا' انہوں نے امیر المومنین کے اعزہ کو جمع کیا' لوگ مسجد وابق میں جمع ہو گئے۔ میں نے ان سے کہا کہ بیعت کرو' انہوں نے کہا کہ ہم لوگ تو ایک مرتبہ بیعت کر چکے ہیں' دوبارہ پھر کیے لیتے ہیں' میں نے کہا کہ امیر المومنین کا حکم ہے کہ اس مہر کیے ہوئے فرمان میں جس امر کا حکم دیا گیا ہے اور جس شخص کو نامزد کیا گیا ہے اس سے بیعت کرو' ان لوگوں نے فرداً فرداً دوبارہ بیعت کی۔

سلیمان کی وفات کے بعد جب لوگ بیعت کر چکے تو میں نے خیال کیا کہ اب معاملہ مضبوط ہو گیا ہے۔ میں نے کہا کہ اب اپنے صاحب (یعنی امیر المومنین سلیمان) کے پاس اٹھ کر جاؤ کیونکہ ان کی وفات ہو گئی ہے' لوگوں نے "انا للّٰہ و انا الیہ راجعون" کہا' میں نے انہیں فرمان پڑھ کر سنایا' جب عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے تذکرے تک پہنچا تو ہشام نے پکار کر کہا کہ ہم تو ان سے بیعت نہیں کریں گے' میں نے کہا کہ واللہ میں تمہاری گردن مار دوں گا' اٹھو اور بیعت کرو' وہ اپنے پاؤں گھسیٹتے ہوئے اٹھے۔

میں نے عمر رحمۃ اللہ علیہ کے دونوں بازو پکڑ کر انہیں منبر پر بٹھا دیا' جو واقعہ ان کے متعلق ہوا اس پر وہ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون

پڑھ رہے تھے اور ہشام خلافت نکل جانے کی وجہ سے انا اللہ الخ پڑھ رہے تھے۔

سلیمان بن عبدالملک کی تجہیز و تکفین:

جب ہشام عمرؒ کے پاس پہنچے تو کہا کہ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون فرزند عبدالملک کے مقابلے میں کس وقت یہ خلافت تمہارے پاس پہنچ گئی۔ عمرؒ نے کہا ہاں انا للّٰہ وانا الیہ راجعون جب وہ باوجود میری ناگواری کے میرے پاس پہنچ گئی۔ سلیمان کو غسل وکفن دیا گیا' ان پر عمر بن عبدالعزیزؒ نے نماز پڑھی۔

شاہی سواری استعمال کرنے سے انکار:

تدفین سے فراغت ہوگئی تو عمرؒ کے پاس شاہی سواریاں اور ترکی گھوڑیاں اور گھوڑے اور خچر اس طرح لائے گئے کہ ہر جانور کے لیے ایک سائیس بھی تھا۔ پوچھا یہ کیا ہے' لوگوں نے کہا کہ یہ شاہی سواریاں ہیں' عمرؒ نے کہا کہ میرا جانور میرے لیے زیادہ مناسب ہے' وہ اپنے خچر پر سوار ہوئے اور یہ سب جانور واپس کر دیئے۔ پھر وہ آئے' کہا گیا کہ آپ تو منزل خلافت میں قیام فرمائیں گے' انہوں نے کہا کہ اس میں تو ابوایوب رضی اللہ عنہ کے اہل وعیال ہیں' میرا خیمہ کافی ہے تا آنکہ وہ لوگ منتقل ہو جائیں' وہ اپنی منزل میں مقیم رہے یہاں تک کہ بعد کو ان لوگوں نے منزل خلافت کو خالی کر دیا۔

جب اس روز کی شب ہوئی تو عمرؒ نے کہا کہ اے رجاء میرے لیے کسی کاتب کو بلا لاؤ' میں نے اسے بلا دیا' میں ان سے وہ چیز دیکھ چکا تھا جو پورے طور پر مجھے مسرور کرتی تھی۔ انہوں نے سواریوں اور منزل سلیمان کے بارے میں جو کچھ کرنا تھا وہ کیا' میں نے کہا کہ دیکھنا چاہیے' کاتب کے بارے میں کیا کرتے ہیں' فرمان لکھواتے ہیں یا کچھ اور؟

کاتب بیٹھ گیا تو انہوں نے ایک فرمان اپنی زبان سے بول کر کاتب سے بغیر کسی نقل کے لکھوایا' انہوں نے لکھوایا اور خوب لکھوایا' اسے مکمل ومختصر کیا' پھر اس فرمان کے متعلق حکم دیا تو سب شہروں میں لکھ کر بھیجا گیا۔

عبدالعزیز بن ولید کی آمد:

عبدالعزیز بن الولید کو جو باہر تھے وفات سلیمان بن عبدالملک کی خبر پہنچی' انہیں عمرؒ سے لوگوں کی بیعت اور سلیمان کا انہیں ولی عہد بنانے کا حال معلوم نہ تھا' ہمراہیوں نے ان سے بیعت کر لی اور وہ دمشق پر قبضہ کرنے کے لیے روانہ ہوئے' پھر انہیں معلوم ہوا کہ سلیمان کی ایک وصیت کے مطابق لوگوں نے عمر بن عبدالعزیزؒ سے بیعت کر لی ہے۔

وہ آئے اور عمر بن عبدالعزیزؒ کے پاس گئے' ان سے عمر بن عبدالعزیزؒ نے کہا کہ مجھے معلوم ہوا کہ تم نے اپنی جانب سے بیعت لی اور دمشق کا ارادہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ ایسا ہوا تھا' اس لیے کہ مجھے معلوم نہیں تھا کہ خلیفہ مرحوم نے کسی کو نامزد کیا ہے' مجھے مال کے لٹ جانے کا اندیشہ ہوا۔

عمرؒ نے کہا کہ واللہ اگر تم سے بیعت کر لی جاتی اور تم والیٔ حکومت ہو جاتے تو میں تم سے جھگڑا نہ کرتا اور اپنے گھر میں بیٹھ رہتا۔ عبدالعزیز نے کہا کہ مجھے یہ پسند نہیں کہ آپ کے سوا کوئی اور اس حکومت کا والی ہو۔ انہوں نے عمر بن عبدالعزیزؒ سے بیعت کر لی۔

امارت وحکومت سے پہلو تہی کی کوشش:

رجاء بن حیوۃ سے مروی ہے کہ جب سلیمان بن عبدالملک کی حالت خراب ہوئی تو عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے دارالخلافت میں آتے جاتے اور آمدورفت کرتے دیکھا' بلا کر مجھ سے کہا کہ اے رجاء میں تمہیں اللہ کا اور اسلام کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ تم امیر المومنین سے میرا ذکر نہ کرنا اور اگر وہ تم سے مشورہ طلب کریں تو میرے متعلق انہیں مشورہ نہ دینا' واللہ مجھے اس حکومت کی قوت نہیں ہے' اگر تم میری جانب سے امیر المومنین کو برگشتہ نہ کرو تو میں تمہیں (ایسا کرنے پر) اللہ کی قسم دیتا ہوں۔ میں نے انہیں ڈانٹ دیا اور کہا کہ تم ضرور حریص خلافت ہو اور طمع کرتے ہو کہ میں تمہارے متعلق مشورہ دوں' وہ شرما گئے اور میں اندر چلا گیا۔

مجھ سے سلیمان نے کہا کہ اے رجاء اس حکومت کے لیے تم کس کو مناسب سمجھتے ہو' اور تمہاری رائے میں کس کو ولی عہد بناؤں' میں نے کہا کہ امیر المومنین' اللہ سے ڈریئے' آپ اللہ کے پاس جانے والے ہیں اور وہ آپ سے اس حکومت کو اور جو کچھ اس میں آپ نے کیا ہے پوچھنے والا ہے' انہوں نے کہا کہ پھر تم کس کو مناسب سمجھتے ہو۔ میں نے کہا کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو۔

سلیمان کہا کہ میں امیر المومنین عبدالملک کی اس وصیت کو کیا کروں جو انہوں نے ولید کو اور مجھ کو فرزندان عاتکہ کے بارے میں کی تھی کہ ان دونوں میں سے جو زندہ رہے اسے ولی عہد بنانا۔ عرض کی' دونوں کو عمر رحمۃ اللہ علیہ کے بعد کر دیجیے' انہوں نے کہا کہ تم نے درست کہا اور تمہیں خیر کی توفیق دی گئی' میرے پاس کاغذ لاؤ۔

یزید کی ولی عہدی کی وصیت:

میں کاغذ لایا تو انہوں نے عمر رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے بعد یزید کی ولی عہدی لکھ دی اور اس پر مہر کر دی' میں نے لوگوں کو بلایا جو ان کے پاس گئے' خلیفہ نے ان لوگوں سے کہا کہ میں نے کاغذ میں اپنی وصیت لکھ کر رجاء کو دے دیا ہے اور انہیں اپنا علم بتا دیا ہے اور وہی اس کاغذ میں ہے' تم لوگ بھی گواہ رہو اور کاغذ پر مہر کر دو' لوگ اس پر مہر کر کے چلے گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد سلیمان کی وفات ہوگئی۔

نوحہ وزاری سے ممانعت:

میں نے عورتوں کو نوحہ وزاری سے روکا اور نکل کر لوگوں کے پاس گیا' لوگوں نے کہا' اے رجاء امیر المومنین کیسے ہیں؟ میں نے کہا جب وہ علیل ہوئے اس وقت سے زیادہ سکون کا کوئی وقت نہیں آیا' لوگوں نے اللہ کا شکر ادا کیا۔ پھر میں نے کہا کہ تم لوگ یہ نہیں جانتے کہ یہ امیر المومنین کی وصیت ہے اور تم لوگ اس پر گواہ ہو' انہوں نے کہا بے شک' میں نے کہا کہ کیا تم لوگ اس سے خوش ہو' ہشام نے کہا بشرطیکہ اس میں عبدالملک کی اولاد میں سے کوئی ہو' ورنہ نہیں۔ میں نے کہا کہ اگر اس میں اولاد عبدالملک میں سے کوئی شخص ہو تو ہشام نے کہا کہ اس وقت ہاں۔ میں اندر گیا' تھوڑی دیر ٹھہرا رہا' پھر عورتوں سے کہا کہ چلا کر روؤ' اور میں باہر آ گیا فرمان پڑھا' لوگ جمع تھے اور عمر رحمۃ اللہ علیہ بالا خانے کے ایک کونے پر تھے۔

ثقیف کے شیوخ سے مروی ہے کہ وفات سلیمان کے بعد عمر رحمۃ اللہ علیہ کی ولی عہدی پڑھ کر سنائی گئی' عمر وابق کے مقام میں تھے' ثقیف کا ایک شخص کھڑا ہوا جس کا نام سالم تھا اور عمر رحمۃ اللہ علیہ کے ماموؤں میں سے تھا' اس نے عمر کا بازو پکڑ کر انہیں کھڑا کر دیا۔ عمر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ واللہ نہ تو تم اس سے اللہ کے طالب ہو اور نہ اس کی بدولت تمہیں دنیا ملے گی۔ خالد بن بشر نے اپنے والد سے

روایت کی کہ جب عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ والی ہوئے تو انہوں نے لوگوں کو خطبہ سنایا' ان کے لیے فرش بچھایا گیا تھا' منبر سے اترے اور فرش چھوڑ کر ایک کنارے بیٹھ گئے' کہا گیا کہ آپ سلیمان کے محل میں منتقل ہو جائیں تو بہتر ہوگا' انہوں نے مثل کے طور پر اشعار ذیل پڑھے:

فلولا التقٰی ثم النهی خشية الردیٰ　　لعاصيت فی حب الصبٰی کل ذاجر

''اگر تقویٰ نہ ہوتا' عقل نہ ہوتی' ہلاکت کا خوف نہ ہوتا' تو عشق و محبت میں ہر ایک نصیحت گر کی میں نافرمانی کرتا۔

قضٰی ما قضٰی فيما مضیٰ ثم لاترٰی　　له صبوة اخری الليالی الغوابر

سابق میں جو کیا کیا' اب زندگی بھر تم ان سے کوئی اخلاقی کمزوری نہ دیکھو گے''۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا خطبہ خلافت:

سیار بن ابی الحکم سے مروی ہے کہ سب سے پہلے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے جو چیز انوکھی معلوم ہوئی وہ یہ تھی کہ جب انہوں نے سلیمان بن عبدالملک کو دفن کر دیا تو ان کے پاس سلیمان کا وہ گھوڑا لایا گیا جس پر وہ سوار ہوا کرتے تھے' مگر وہ اس پر نہیں سوار ہوئے اپنے اسی گھوڑے پر بیٹھے جس پر آئے تھے' محل کے اندر گئے تو ان کے لئے فرش بچھائے گئے جن پر سلیمان بیٹھا کرتے تھے' مگر وہ ان پر نہیں بیٹھے' وہاں سے نکل کر مسجد کو گئے اور منبر پر چڑھ کر اللہ کی حمد و ثنا کی' پھر کہا:

''امابعد! بے شک تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں اور نہ اس کتاب کے بعد جو ان پر نازل کی گئی کوئی اور کتاب ہے' دیکھو خبردار' اللہ نے جو حلال کر دیا ہے وہ قیامت تک حلال ہے اور جو حرام کر دیا ہے وہ قیامت تک حرام ہے' آگاہ ہو کہ میں قاضی (حکم دینے والا) نہیں ہوں بلکہ حکم الٰہی نافذ کرنے والا ہوں' میں مبتدع (نیا کام کرنے والا) نہیں ہوں بلکہ متبع (پیروی کرنے والا) ہوں' کسی شخص کا یہ حق نہیں کہ اللہ کی نافرمانی میں اس کی اطاعت کی جائے' میں تم سے بہتر نہیں ہوں' میں تمہیں میں سے ایک شخص ہوں' سوائے اس کے کہ اللہ نے مجھے تم سے زیادہ گراں بار بنا دیا ہے''۔ پھر انہوں نے اپنی حاجت بیان کی۔

سرکاری سامان استعمال کرنے سے انکار:

اسماعیل بن ابراہیم کاتب زیاد بن عبیداللہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب عمر رحمۃ اللہ علیہ سلیمان کی قبر سے واپس ہوئے تو سلیمان کے گھوڑے ان کے پاس پیش کیے گئے' وہ مسکرائے اور اپنے سفید خچر کی طرف اشارہ کیا' اسے لایا گیا' وہ اس پر سوار ہو کر واپس ہوئے' دیکھا تو سلیمان کے فرش ان کی منزل میں بچھے ہوئے تھے' انہوں نے کہا کہ تم لوگوں نے جلدی کی' ایک ارمنی فرش لے کر اس کو اپنے اور زین کے درمیان ڈال دیا اور کہا کہ دیکھو واللہ اگر میں مسلمانوں کے کاموں میں مشغول نہ ہوتا تو تجھ پر نہ بیٹھتا۔ منذر بن عبید سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ بعد نماز جمعہ والی بنائے گئے تو میں نے عصر میں ان کی حالت بدلی ہوئی پائی۔

مدینہ کی ولایت ابوبکر بن محمدؒ کے سپرد کرنا:

عبدالرحمٰن بن ابی الزناد نے اپنے والد سے روایت کی کہ سلیمان بن عبدالملک نے ابوبکر بن محمد بن حزم کو مدینے کا والی بنایا

تھا جب سلیمان کی وفات ہوگئی اور عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ والیٔ خلافت ہوئے تو عمر رحمۃ اللہ علیہ نے ابوبکر کو مدینے کا امیر بنایا اور انہوں نے ابوطوالہ کو قاضی بنایا۔

عمال کا تقرر و تبدیلی:

عبدالحمید بن عبدالرحمٰن بن زید بن الخطاب کو والیٔ کوفہ بنایا' ابوالزناد کو کاتب بنا کے ان کے ماتحت کیا' وہ عمر رحمۃ اللہ علیہ کی وفات تک کوفے کے محکمہ حرب و خراج پر رہے' اور انہوں نے عامر الشعبی کو (کوفے) کا قاضی بنایا' عدی بن ارطاۃ کو ولایت بصرہ سپرد کی' انہوں نے حسن بن ابی الحسن کو قاضی بنایا' عامر نے خلیفہ کو استعفا دے دیا' انہوں نے منظور کر لیا۔

عروہ بن محمد بن عطیہ السعدی کو والی یمن بنایا' عدی بن عدی الکندی کو والیٔ جزیرہ' اور اسماعیل بن عبیداللہ بن ابی المہاجر کو والیٔ افریقہ' جو ان کی وفات تک اس عہدے پر رہے' محمد بن سوید الفہری کو والیٔ دمشق بنایا اور جراح بن عبداللہ الحکمی کو والیٔ خراسان۔

سلیمان بن موسیٰ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ جس روز سے خلیفہ بنائے گئے وفات تک برابر حقوق واپس کراتے رہے۔

عبدالمجید بن سہیل سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ حقوق کی واپسی اپنے اعزہ سے شروع کی' جو حقوق ان لوگوں کے قبضے میں تھے انہوں نے واپس کرا دیئے' بعد کو دوسروں کے ساتھ یہی کیا۔ اس پر عمر بن الولید کہتے تھے کہ تم لوگ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ایک شخص کو لائے اور اس کو اپنے اوپر والی بنایا' اس نے تمہارے ساتھ یہ کیا (کہ حقوق واپس کرا دیئے)۔

مظلومین کے حقوق کی واپسی کا فرمان:

ابوبکر بن ابی سبرہ نے کہا کہ جب عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے حقوق واپس کرائے تو انہوں نے کہا کہ مناسب یہی ہے کہ اپنے آپ سے پہلے کسی اور سے شروع نہ کروں' جو زمین اور سامان ان کے قبضے میں تھا اس پر نظر ڈالی اور ادا کر کے اس سے بری ہو گئے' حتیٰ کہ انگوٹھی کا نگ دیکھ کر کہا کہ یہ ان اشیاء میں سے ہے جو مجھے ولید ابن عبدالملک نے اس مال میں سے دی تھی جو ان کے پاس ملک مغرب سے آیا تھا۔ وہ اس سے بھی بری ہو گئے۔ اسحاق بن عبداللہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے وقت سے اپنی خلافت تک کے حقوق واپس دلاتے رہے' انہوں نے معاویہ و یزید بن معاویہ کے ورثاء کے قبضے سے حقوق نکالے۔

ایوب السختیانی سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے حقوق (یعنی وہ جائیداد و اسباب جو ناحق لوگوں کو مل گیا تھا) لے کر بیت المال کو واپس کر دیا' اور اگر بیت المال میں کسی کا حق آ گیا تھا تو اسے بھی واپس کر دیا' اور حکم دیا کہ جتنے سال تک یہ مال دوسری جگہ رہا اس کے مالک کی طرف سے زکوٰۃ دی جائے' اس کے بعد دوسرا فرمان نافذ کیا کہ جب وہ مال باہر رہا تو ایک سال سے زیادہ کی زکوٰۃ نہ دی جائے۔

عراق کی غصب شدہ جائیداد کی واپسی:

عبدالرحمٰن بن ابی الزناد نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں عراق میں اہل حقوق کے حقوق واپس کرنے کو لکھا' ہم نے واپس کر دیئے۔ عراق کے بیت المال میں جو کچھ تھا سب ختم ہو گیا' یہاں تک کہ عمر رحمۃ اللہ علیہ نے شام سے

ہمارے پاس مال بھجوایا۔

ابوالزناد نے کہا کہ عمر رحمۃ اللہ علیہ اہل حقوق کو حقوق بغیر قطعی شہادت کے واپس کر دیتے‘ اس میں کم از کم پر کفایت کرتے جب وہ کسی کے حق کی کوئی صورت معلوم کر لیتے تو اس کو واپس کر دیتے‘ شہادت پیش کرنے کی تکلیف نہ دیتے تھے‘ اس لیے کہ وہ اس کو حکام کا ظلم سمجھتے تھے۔

ابراہیم بن جعفر نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم کے پاس عمر رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی فرمان ایسا نہ آتا جس میں کسی حق کی واپسی‘ سنت کے احیاء بدعت کے مٹانے اور تقسیم یا عطا کے اندازہ کرنے یا نیکی کا حکم نہ ہوتا‘ یہاں تک کہ وہ دنیا سے چلے گئے۔

ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے لکھا کہ دفاتر کو حقوق کے بارے سے پاک کرو‘ ہر اس ظلم کو دیکھو جو مجھ سے پہلے کسی مسلم یا معاہد کے حق میں ہوا اور اس کو اسے واپس کر دو‘ اگر ان کے مالک مر چکے ہوں تو وہ ان کے وارثوں کو واپس کر دو۔

امراء اور رعایا میں مساوات کا اہتمام:

موسیٰ بن عبیدہ سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا ایک فرمان سنا جو ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم کے نام تھا کہ تم اپنے گھر کے اندر اجلاس کرنے سے بچنا‘ لوگوں کے سامنے مجلس عام میں بیٹھ کر خوش منظری کے ساتھ صلح کرانا تمہارے نزدیک ایک دوسرے پر ترجیح نہ ہو‘ یہ ہرگز نہ کہنا کہ لوگ امیر المومنین کے اعزہ ہیں‘ کیونکہ آج میرے نزدیک امیر المومنین کے اعزہ اور دوسرے لوگ برابر ہیں‘ بلکہ مجھے امیر المومنین کے اعزہ کے متعلق یہ گمان کرنے کا حق ہے کہ ان سے جو جھگڑتا ہے وہ اس پر زبردستی کرتے ہیں‘ جب تمہیں کوئی امر دشوار معلوم ہو تو اس کے بارے میں مجھے لکھنا۔

بدعات کی روک تھام:

حزم بن ابی حزم سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ایک تقریر میں کہا کہ ہر وہ بدعت جسے اللہ میرے ہاتھ پر میرے گوشت کے ٹکڑے کے عوض مردہ کر دے اور ہر وہ سنت جسے اللہ میرے ہاتھ پر قائم کر دے یہاں تک کہ اس کا انجام میری جان پر ہو تو میرے لیے یہ آسان ہے۔ حماد بن ابی سلمان سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ مسجد دمشق میں کھڑے ہوئے اور بلند آواز سے ندا دی کہ اللہ کی نافرمانی میں ہماری اطاعت واجب نہیں۔

عوام کو دربار خلافت میں حاضری کی آسانی:

سیار سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ لوگوں سے کہا کرتے کہ اپنے وطن کو چلے جاؤ‘ کیونکہ میں تم کو تمہارے شہروں میں یاد رکھوں گا اور یہاں ہونے پر تم کو بھول جاؤں گا‘ البتہ اگر کسی شخص پر کوئی عامل ظلم کرے تو اسے مجھ سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں‘ وہ میرے پاس آ جائے۔

عبداللہ بن واقد سے مروی ہے کہ سب سے آخری خطبہ جو عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھا یہ تھا کہ اللہ کی حمد و ثنا کی اور کہا:

''اے لوگو! اپنے شہروں کو واپس جاؤ' کیونکہ میں تم کو تمہارے شہروں میں یاد رکھوں گا اور اپنے پاس رہنے میں بھول جاؤں گا' سوائے اس کے کہ میں نے تم پر لوگوں کو عامل بنایا ہے' میں نہیں کہتا کہ وہ تم میں بہتر ہیں' لیکن وہ ان سے بہتر ہیں جو ان میں بدتر ہیں' اگر کوئی عامل کسی کا حق تلف کرے تو اسے میرے پاس آنے کے لیے اجازت کی ضرورت نہیں' واللہ اگر میں اس مال کو اپنی ذات اور اپنے اعزہ سے روکوں اور تم لوگوں کو دینے میں بھی بخل کروں تو اس وقت میں بڑا بخیل ہوں گا' واللہ اگر میں سنت کو قائم نہ کروں یا حق کی سیرت نہ اختیار کروں تو مجھے اتنی دیر بھی جینا پسند نہیں جتنی دیر کہ ایک تھن دودھ کے دوسرے تھن کے دوہنے میں لگتی ہے۔

بنی مروان کا احتجاج:

اسماعیل بن ابی حکیم سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بعض بنی مروان کی جانب سے ایک خط آیا جس نے انہیں غضبناک کر دیا' غصے سے بھڑک اٹھے اور کہا کہ اللہ کے واسطے بنی مروان میں قربانی ہوگی اور بخدا اگر یہ قربانی ہوگی تو میرے ہی ہاتھوں سے ہوگی' ان لوگوں کو یہ معلوم ہوا تو باز آ گئے' وہ ان کے استقلال کو جانتے تھے کہ اگر کسی معاملے میں پڑ گئے تو اسے پورا کر کے رہیں گے۔

ابی عمرو الباہلی سے مروی ہے کہ بنی مروان عمر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے اور کہا کہ آپ نے ہمارے ساتھ سلوک میں بہ نسبت ان لوگوں کے جو آپ سے پہلے تھے کمی کر دی ہے' یہ کہہ کر اپنی ناراضی کا اظہار کیا' عمر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اگر تم لوگوں نے اس قسم کی باتوں کا پھر اعادہ کیا تو میں اپنا اونٹ کسوں گا اور مدینہ منورہ پہنچ کے اس معاملے کو مجلس شوریٰ کے سپرد کر دوں گا' دیکھو میں صاحب شوریٰ اعیمش کو یعنی قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ کو پہچانتا ہوں۔

افلح بن حمید سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد کو کہتے سنا کہ آج ہر وہ شخص بول سکتا ہے' جو پہلے بول نہ سکتا تھا' ہمیں سلیمان کے حق میں ان کے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو والی بنانے کی وجہ سے رحمت کی امید ہے' عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی وفات کے وقت کہا کہ اگر حکومت میں سے میرا کچھ بھی ہوتا تو میں قاسم بن محمد سے تجاوز نہ کرتا (یعنی انہیں کو والی بناتا) قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کو یہ معلوم ہوا تو انہوں نے ان کے لیے دعائے رحمت کی اور کہا کہ قاسم رحمۃ اللہ علیہ تو اپنے چھوٹے سے خاندان کے انتظام میں بھی کمزور ہے' امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے امر کو کیسے قائم کر سکتا ہے۔

اسماعیل بن امیہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اگر حکومت میں کچھ میرے سپرد ہوتا تو میں قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ اور اعوص کے اسماعیل بن عمرو بن سعید ابن العاص رضی اللہ عنہ سے تجاوز نہ کرتا' اسماعیل بن عمرو رحمۃ اللہ علیہ عابد و بے تعلق تھے' گوشہ نشینی اختیار کر کے اعوص میں قیام کر لیا تھا' سالم بن عبداللہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ سلیمان کے لیے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو خلیفہ بنانے کی وجہ سے رحمت کی اُمید رکھتے ہیں۔

عمرو بن عثمان سے مروی ہے کہ میں نے (مثل روایت بالا) خارجہ بن زید ابن ثابت کو بھی کہتے سنا۔

غیر ضروری سامان کی قیمت راہ خدا میں:

سلمہ بن عثمان القرشی سے مروی ہے کہ مجھے معلوم ہوا کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ جب خلیفہ بنائے گئے تو اپنے غلام' لباس وعطر

پر اور ضرورت سے زائد اشیاء پر نظر کی' ہر وہ چیز فروخت کر دی جس کی حاجت نہ تھی' اس کی قیمت تیس ہزار دینار کو پہنچ گئی' انہوں نے اس کو راہِ خدا میں صرف کر دیا۔

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے ایک فرزند سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے کسی خادم نے مجھے خبر دی کے جس دن سے وہ والی ہوئے اپنی وفات تک کبھی پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا۔

سماجی و رفاعی اقدامات:

محمد بن قیس سے مروی ہے کہ جب عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ والی بنائے گئے تو انہوں نے ہر مقام کی چونگی منسوخ کر دی' اور ہر مسلمان کا جزیہ منسوخ کر دیا۔

اسماعیل بن ابی حکیم سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ جب خلیفہ بنائے گئے تو انہوں نے حکم دیا کہ پانی کی جتنی باؤلیاں اور کنوئیں ہیں سب کے لیے ہیں اور سب ان سے پانی لے سکتے ہیں البتہ جو بہت چھوٹے کم آب ہیں وہ اس سے مستثنیٰ ہیں۔ یحییٰ بن واضح سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ خراسان کے راستے پر مسافر خانے بنائے جائیں۔

عمرو بن عثمان بن ہانی سے مروی ہے کہ میں دو تقسیموں میں موجود تھا جو عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں کے درمیان کی تھیں' انہوں نے پورے طور پر مساوات اختیار کی۔ محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم کو لکھا کہ سوائے تاجر کے سب کے لیے عطا مقرر کرو۔

ربیعہ بن عطاء بن یعقوب مولائے ابن سباع الخزاعی سے مروی ہے کہ میں سلیمان بن یسار کے پاس جا کے بیٹھا اور ان سے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے اس فرمان کا ذکر کیا جو ابوبکر بن حزم کے پاس آیا تھا کہ غنیمت میں تاجر کا حصہ نہ لگایا جائے۔ انہوں نے کہا کہ عمر رحمۃ اللہ علیہ نے درست کیا' تاجر تو اپنی تجارت کی وجہ سے مسلمانوں کے اصلاحی کاموں سے علیحدہ ہے۔

وظائف کا تعین:

محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ لوگوں کے لیے عطاء زیادہ سے زیادہ دو ہزار مقرر کی کہ "شرف عطاء" (باعزت مقدار) یہی تھی۔

وظائف کی تقسیم:

غسان بن عبدالحمید نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے دو سال اور دس دن کم پانچ مہینے میں اہل مدینہ کے لیے تین عطائیں نکالیں۔

ابراہیم بن محمد بن طلحہ بن عبیداللہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی خلافت میں میری قوم کے لیے میرے ذریعے تین عطائیں جاری ہوئیں اور لوگوں کے لیے دو عام تقسیمیں۔

سعید بن مسلم بن بانک سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو جب وہ خلیفہ تھے' کہتے سنا کہ تمہارے لیے یہ حلال نہیں کہ مردہ لوگوں کے لیے عطاء لو' ان کی ہمیں اطلاع دو' اور ہر مولود کی ہمیں تحریری اطلاع دو کہ ہم اس کا حصہ مقرر کر دیں۔

ثابت بن قیس سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا وہ فرمان سنا جو ہمیں پڑھ کر سنایا جا رہا تھا کہ ہر مولود کی ہمیں اطلاع دو' ہم اس کا حصہ مقرر کر دیں گے' اور اپنے مردوں کی بھی ہمیں خبر دو کیونکہ وہ تو تمہارا ہی مال ہے (یعنی مردوں کا جو حصہ بند کیا جائے گا ہم تمہیں کو واپس کر دیں گے)۔

محمد بن عمر سے مروی ہے کہ مجھ سے والد نے بیان کیا کہ مجھے میری دایہ ابوبکر ابن حزم کے پاس لے گئی' انہوں نے میرے ہاتھ پر ایک دینار رکھ دیا' میں بچہ تھا ۱۰۱ھ میں پیدا ہوا تھا' سال آئندہ ہمیں ایک اور دینار دیا گیا' اس طرح دو دینار ہو گئے۔ اسی سے میں نامزد کیا گیا۔

ہیثم بن واقد سے مروی ہے کہ میری ولادت ۹۷ھ میں ہوئی' عمر رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ بنائے گئے تو میں تین سال کا تھا۔ میں نے ان کی تقسیم میں تین دینار پائے۔

الجار کے غلہ کی تقسیم کا طریقۂ کار:

محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے الجار کے غلے کی تقسیم میں لوگوں میں برابری کی' الجار کا غلہ زیادہ سے زیادہ فی کس ساڑھے چار اروب ہوتا تھا (ایک اردب: ۲۴ صاع اور ایک صاع: ۳ ۱/۲ سیر)۔ افلح بن حمید سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے الجار کے غلے کی تقسیم میں صرف ان لوگوں میں برابری کی جن کے لیے حصہ مقرر کیا گیا تھا اور وہ شخص جس کو اس (حصے یا تقسیم) سے پہلے کچھ ملتا تھا وہ اس کو لیتا رہا۔ کیونکہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے بھی الجار کے غلے میں لوگوں کے درمیان کمی بیشی کی تھی۔

ابراہیم بن یحیٰی سے مروی ہے کہ الجار کے غلے میں میرے بیس اردب تھے' جب عمر رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ ہوئے تو وہ قائم رکھے گئے' انہوں نے میرے ان اعزہ میں برابری کی جن کے لیے حصہ مقرر کیا۔

ابراہیم بن جعفر نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے ابوبکر بن محمد بن عمرو ابن حزم کو عمر رحمۃ اللہ علیہ کے کہنے سے رات کو بھی اسی طرح کام کرتے دیکھا جس طرح وہ دن کو کرتے تھے۔

ادائے حقوق کے لئے شب بیداری:

محمد بن قیس سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ عشاء کی نماز پڑھ کے بیت المال سے شمع منگاتے کہ مسلمانوں کے معاملات ومقدمات میں فرمان لکھیں اور وہ ہر مقام پر بھیجا جائے' جب صبح ہوتی تو ادائے حقوق کے لیے اجلاس کرتے' اور صدقات مستحقین میں تقسیم کرنے کا حکم دیتے۔ جس شخص کو صدقہ دیا جاتا میں نے دیکھا کہ دوسرے سال اس کے پاس اتنے اونٹ ہوتے کہ ان پر زکوٰۃ عائد ہوتی۔

زکوٰۃ کی تقسیم:

مہاجر بن یزید سے مروی ہے کہ ہمیں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے بھیجا' ہم نے لوگوں میں زکوٰۃ تقسیم کی' میں نے لوگوں کو اس حالت میں دیکھا کہ دوسرے سال ان سے زکوٰۃ وصول کی گئی جن کو زکوٰۃ دی گئی تھی۔

میں عمر کو دیکھا کرتا تھا کہ اپنے اعزہ کو یا اپنی ذاتی ضرورت کے متعلق کچھ لکھتے تو بیت المال کی شمع اٹھا لینے کا حکم دیتے اور دوسری شمع منگاتے (جوان کی ذاتی تھی)۔

میں انہیں دیکھتا تھا کہ اپنے کپڑے خود دھویا کرتے اور اتنی دیر ہمارے پاس نہ آتے' ان کے پاس سوائے اس کے اور کپڑے نہ تھے۔ انہوں نے ہمارے ساتھ کوئی نئی بات نہیں کی' میں نے ان کی ایک دہلیز دیکھی جو ٹوٹ گئی تھی' اس کی مرمت کے بارے میں کہا گیا تو کہا کہ اے مزاحم کیا مناسب نہیں کہ ہم اس کو چھوڑ دیں اور دنیا سے چلے جائیں اور کوئی نیا کام نہ کریں۔

انہوں نے ہر سرزمین میں طلاء کو (جو انگور کے عرق کو دو حصے جلا کر اور ایک حصے باقی رکھ کر بنایا جاتا تھا) حرام کر دیا تھا۔

عبداللہ بن العلاء بن زبر سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ کئی سال گرسنگی میں گزر گئے کیونکہ میں نافرمانوں میں تھا اور میری عطاء روک دی گئی تھی' عمر رحمۃ اللہ علیہ نے میری عطا جاری کر دی اور حکم دیا کہ گزشتہ عطاء بھی مجھے دی جائے۔

ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کے وظیفہ کی بحالی:

خلید بن دعلج سے مروی ہے کہ جب عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ ہوئے تو حسن وابن سیرین کو بلا کر ان دونوں سے کہہ رہے تھے کہ تمہاری جو عطائیں روک دی گئی تھیں میں جاری کرتا ہوں' ابن سیرین نے کہا کہ اگر یہی اہل بصرہ کے ساتھ کیا جائے تو میں بھی منظور کرتا ہوں' ورنہ نہیں۔ عمر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ مال میں گنجائش نہیں ہے' حسن نے (بے چون وچرا) قبول کر لیا۔

ابراہیم بن یحییٰ سے مروی ہے کہ عمر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ خارجہ سے جو روک دیا گیا تھا وہ انہیں دیوان سے دیا جائے' خارجہ ابوبکر بن حزم کے پاس گئے اور کہا کہ میں اسے ناپسند کرتا ہوں کہ امیر المومنین پر اس کی وجہ سے حجت قائم کی جائے کیونکہ میرے مثل اور لوگ بھی ہیں۔ اگر اس معاملے میں امیر المومنین ان سب کو شامل کر دیں تو میں بھی منظور کروں گا' اور اگر انہوں نے اس میں مجھے مخصوص کیا ہے تو میں ان کے لیے اسے پسند نہیں کرتا' عمر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ مال میں اس کی گنجائش نہیں' گنجائش ہوتی تو میں ضرور کرتا۔

قیدیوں کے لیے وظائف:

ابی بکر بن حزم سے مروی ہے کہ ہم لوگ فرمان عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق قیدیوں کے عطاء کا انتظام کرتے تھے' قیدی اپنی عطاء لینے نکلتے' اور عمر رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے لکھا کہ جو تھوڑے ہی دن سے غائب ہو تو دفتر میں (اس کی عطاء) دے دو' جس کا پتہ نہ ہو اس کے آنے تک یا اس کی موت کی خبر آنے تک اس کی عطا ملتوی کر دو' بذریعہ وکیل حیات نامہ پیش کرے (اس کی عطاء) اس کے وکیل کو دے دو۔

مقروض کی طرف سے قرض کی ادائیگی:

عیسیٰ بن ابی عطاء سے مروی ہے کہ میں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس موجود تھا کہ انہوں نے مدیونین کے حصے سے ایک مقروض کی جانب سے پچھتر دینار ادا کیے۔

یعقوب بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ عاصم بن عمر بن قتادہ اور بشیر ابن محمد' عبداللہ بن زید بن عبدربہ' عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ان کی خلافت کے زمانے میں آئے اور خناصرہ میں ان سے ملے' دونوں نے اپنے قرض کا ذکر کیا تو انہوں

نے ہر ایک کی جانب سے چار چار سو دینار ادا کیے' پروانہ جاری ہو گیا کہ ان کو بنی کلب کی زکوٰۃ میں سے جو بیت المال میں بچی ہوئی رکھی ہے دیا جائے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ یہ بچی ہوئی زکوٰۃ وہ تھی کہ بنی کلب میں کوئی ایسا شخص نہیں پایا گیا جس کی جانب سے قرض ادا کیا جاتا' اس کا زائد حصہ بطور عزل (بقیہ) کے بیت المال میں داخل کر دیا گیا کہ اس سے مدیونین کی جانب سے قرض ادا کیا جائے' اس (بچی ہوئی زکوٰۃ) کا مطلب یہی ہے۔

عبدالرحمٰن بن جابر سے مروی ہے کہ قاسم بن مخیمرہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے اور ان سے اپنا قرض ادا کرنے کی درخواست کی' عمر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ تمہارا قرض کتنا ہے' انہوں نے کہا' نوے دینار' انہوں نے کہا کہ مدیونین کے حصے میں سے ہم نے اسے تمہاری جانب سے ادا کر دیا۔

عرض کی' امیر المومنین مجھے تجارت سے بے نیاز کر دیجئے' پوچھا' کس طرح؟ عرض کی' فریضے (وظیفے یا حصے) سے' انہوں نے کہا کہ ہم نے تمہارے لیے ساٹھ درہم وظیفہ مقرر کر دیا' اور خادم و مکان کا بھی حکم دے دیا' قاسم بن مخیمرہ کہتے تھے کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے مجھے تجارت سے بے نیاز کر دیا' میں ضرور اپنا دروازہ بند کر دوں گا۔ اور اس کے بعد مجھے کوئی فکر نہ ہوگی۔

ابوعفیر محمد بن سہل بن ابی حثمہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ جب خلیفہ تھے تو انہوں نے میری جانب سے بنی کلاب کی زکوٰۃ سے دو سو پچاس دینار ادا کیے اور اس کے متعلق لکھ دیا۔

مال خمس کو مستحقین تک پہنچانے کا اہتمام:

طلحہ بن عبیداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن انہوں نے کہا کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی ہمیشہ یہی رائے رہی اور جو ان کے مشیر تھے ان کی بھی یہی رائے تھی کہ جو خلیفہ ہو اس پر لازم ہے کہ خمس کا مال مستحقین خمس ہی پر خرچ کرے' وہ لوگ ایسا نہیں کرتے تھے۔ عمر رحمۃ اللہ علیہ جب خلیفہ ہوئے تو اس خمس میں غور کیا' اس کو انہوں نے پانچوں مقامات میں خرچ کیا (یعنی ایک حصہ اللہ و رسول کا اور چار حصے غنیمت حاصل کرنے والوں کے) انہوں نے خمس میں اہل حاجت کو ترجیح دی' خواہ وہ کہیں بھی تھے' اگر حاجت (ہر جگہ) یکساں ہوتی تو خمس کی مقدار تک اس میں وسعت کر دیتے۔

مہاجر بن یزید سے مروی ہے کہ انہوں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ مال خمس میں لونڈی غلام بھی ان کے پاس لائے جاتے' اکثر میں نے دیکھا کہ وہ ان کو ایک ہی قسم میں رکھتے تھے' میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے اس پانی کے متعلق پوچھا جو راستے میں رکھا جاتا ہے اور اسے خیرات کیا جاتا ہے کہ میں اسے پیوں' انہوں نے کہا ہاں' اس میں کوئی حرج نہیں' میں نے اپنے کو اس حالت میں دیکھا ہے کہ میں والی مدینہ تھا' مسجد کے لیے پانی تھا جو خیرات کیا جاتا تھا' کسی فقیہ کو نہیں دیکھا جو اس پانی کے پینے سے پرہیز کرتا۔

نومسلموں سے حسن سلوک:

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ وہ اکثر ان لوگوں کو مال دیا کرتے تھے جنہیں اسلام کی رغبت دلائی جاتی تھی۔ عمر

بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک بطریق کو جس کو اسلام کی رغبت دلائی تھی ایک ہزار دینار دیئے۔ ابوالجویریہ الجرمی سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے دشمن کے ایک شخص کا فدیہ لیا جس کو ایک لاکھ درہم کے عوض واپس کر دیا۔ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا حکم تھا کہ اہل شہر پر مسافروں کی مہمان نوازی لازم نہیں (خلافت کی جانب سے اس کا انتظام تھا)۔

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ امام کے حصے کے علاوہ ایک تہائی سے زائد نہ دیا جائے۔ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ ترکی گھوڑوں کو عربی گھوڑوں میں ملا دو (یعنی تقسیم غنیمت میں دونوں قسموں کو یکساں سمجھو)۔ نافع سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ جب خلیفہ تھے تو تمام اطراف میں حکام کو لکھا کہ چودہ سال والے کو جنگ میں نامزد نہ کریں اور پندرہ سال والے کو جنگ میں نامزد کریں۔

محمد بن بشر بن حمید سے مروی ہے کہ میں نے اپنے والد سے سنا کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے سنا کہ جب عطا نکالتے تو اپنے حکام کو لکھتے کہ جس شخص کے سو دینار ہوں اس سے سوائے عربی گھوڑے اور زرہ اور تلوار اور تیر و نیزہ کے اور کچھ نہ قبول کیا جائے۔

مرتد کی سزا کا نفاذ:

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ مرتد سے تین دن تک توبہ کا مطالبہ کیا جائے' اگر توبہ کر لے تو خیر' ورنہ اس کی گردن مار دی جائے۔

سنگین جرائم پر کڑی سزائیں:

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ اس آیت میں سلطان کو (سزا کا) اختیار دیا گیا ہے:

﴿ انما جزاء الذین یحاربون اللّٰہ ورسولہ ویسعون فی الارض فسادًا ان یقتلوا او یصلبوا او تقطع ایدیھم وارجلھم من خلاف او ینفوا من الارض ﴾

''جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے لڑائی کرتے ہیں (یعنی اس کے حکم کی نافرمانی کرتے ہیں) اور زمین میں فساد برپا کرتے پھرتے ہیں تو ان کی یہی سزا ہے کہ ان کو قتل کیا جائے یا سولی دی جائے یا ان کے ہاتھ اور پاؤں اِدھر اُدھر سے کاٹ دیئے جائیں یا ملک سے نکال دیا جائے''۔

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ شہر کے اندر جنگ نہ ہونا چاہیے۔

ظالم اور فریبی کی سزا:

عثمان بن سلیمان سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو جب وہ خلیفہ تھے کہتے سنا کہ دو چیزیں ایسی ہیں کہ ان کے کرنے والوں کو اور نہ کسی والی کو ان میں کچھ گنجائش ہے' وہ دونوں صرف اللہ ہی کے لیے ہیں' جن کو والی قائم کرے' ایک یہ کہ ملک میں ظلم و فساد کی وجہ سے جو قتل کیا جائے' دوسرے وہ جو فریب سے قتل کیا جائے۔

قیدی عورت سے نکاح کی ممانعت:

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ قیدی عورت سے جب تک وہ قید ہے ہرگز نکاح نہ کیا جائے۔ سلیمان بن حبیب

سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ قیدی اپنے مال میں جو تصرف کرے اسے جائز رکھو۔ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ جب آدمی جنگ میں اپنے گھوڑوں کی پیٹھ پر املا کر رہا ہو تو وہ اپنے مال میں جو تصرف کرے وہ جائز ہے۔

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ذمی کا (کسی کو) امان (دینا) جائز نہیں۔ سہیل الاعشیٰ سے مروی ہے کہ ملک روم میں ہمیں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا ایک فرمان پڑھ کر سنایا گیا جس میں انہوں نے ہمارے والی کو قلعے پر منجنیق نصب کرنے کا حکم دیا تھا سالم بن عبداللہ میرے پاس فرمان کو سن رہے تھے مگر انہوں نے اسے ناپسند نہیں کیا۔ صالح بن محمد بن زائدہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ قلعوں میں دشمن پر دھواں (غاز) چھوڑنے میں حرج نہیں سمجھتے تھے۔

مسلم اور ذمی جاسوسوں کو سزا:

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ملک روم میں ان کے پاس دو جاسوسوں کو لایا گیا' جن میں ایک مسلمان اور ایک ذمی تھا' انہوں نے ذمی کو قتل کر دیا اور مسلمان کو سزا دی۔

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ انہوں نے جانور کے ہاتھ پاؤں کاٹنے سے منع کیا جب وہ کھڑا ہو۔ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی خلافت کے زمانے میں لکھا کہ معدن سے خمس نہ لیا جائے بلکہ زکوٰۃ لی جائے۔ قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اچھا کیا جو انہوں نے معدن سے زکوٰۃ لی' پہلے اسی طرح تھا۔ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ انہوں نے پیرنے کو جائز رکھا۔

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ عنبر میں خمس ہے۔ اسماعیل بن ابی حکیم سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے ان کی آخر عمر میں سنا کہ عنبر میں کچھ (زکوٰۃ وغیرہ) نہیں ہے۔

قاصد اور وکیل کا مال غنیمت کا حق:

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ قاصد اور ڈاک لے جانے والا اور وکیل جو لشکر سے بھیجے جائیں' مسلمانوں کے ساتھ (غنیمت میں) ان کے حصے لگائے جائیں گے۔

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ وہ اس شخص کے ہاتھ مال غنیمت بیچنے کا حکم دیتے تھے جو زائد قیمت دے۔ عمر بن شراحیل سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ سامری [1] فرقے کے ذبیحوں میں کوئی حرج نہیں۔ صالح بن محمد سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے سنا کہ (غنیمت میں ایک شخص کے) دو گھوڑوں کا حصہ لگایا جائے گا' ان دو کے علاوہ اور گھوڑے بھی ہوں تو اسپ جنیبت سمجھے جائیں گے۔

عبدالعزیز بن عمر نے اپنے والد سے روایت کی کہ ان کی خلافت کے زمانے میں گھوڑوں کی دوڑ ہوتی تھی۔ خالد بن ربیعہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ جب صائفہ (جہاد موسم گرما) کا وقت آئے تو کسی شخص کو کفار کے

---

[1] سامری یہودیوں کا ایک خاص فرقہ' جن کی تورات علیحدہ ہے اور عام یہودیوں سے بعض عقائد میں بھی مختلف ہیں' نابلس میں ان کی آبادی ہے۔

اور روغن زیتون سے تمہاری طبیعت کیسے بھرتی ہے؟ انہوں نے کہا کہ میں اس میں اس میں خمیر کر دیتا ہوں' جب مجھے اس کی اشتہا ہوتی ہے تو کھا لیتا ہوں۔ راوی نے کہا کہ اسی روز سالم رحمۃ اللہ علیہ کو بخار آ گیا اور مدینے آنے تک برابر بخار میں مبتلا رہے۔

وفات:

عبدالحکیم بن عبداللہ بن ابی فروہ سے مروی ہے کہ سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی وفات آخر ذی الحجہ ۱۰۶ھ میں ہوئی' اس روز ہشام بن عبدالملک (خلیفہ) مدینے ہی میں تھا' اس نے اس سال لوگوں کو حج کرایا تھا' پھر وہ مدینے آیا تو سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی وفات میں شریک ہو گیا' اسی نے ان پر نماز پڑھی۔

تجہیز و تکفین:

خالد بن القاسم سے مروی ہے کہ ہشام بن عبدالملک نے لوگوں کی کثرت کی وجہ سے سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی نماز جنازہ بقیع میں پڑھی' جب ہشام نے بقیع میں بھی ان کی کثرت دیکھی تو اس نے ہشام بن ابراہیم المخزومی کو حکم دیا کہ ان میں سے چار ہزار آدمی جہاد کے لیے منتخب کر لیے جائیں' اس سال کا نام عام الاربعۃ آلاف یعنی سال چار ہزار رکھ دیا گیا' جب لوگ گرمائی لشکر میں داخل ہوتے تو چار ہزار آدمی مدینے سے ساحلوں کی طرف روانہ ہو جاتے اور لوگوں کی واپسی ان کے گرمائی لشکر سے نکلنے تک وہیں رہتے۔

ابوسلمہ بن عبیداللہ بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جس روز سالم ابن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی وفات ہوئی میں نے جعفر بن سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ انہوں نے اپنی چادر اتار دی' اور صرف کرتا پہنے ہوئے روانہ ہوئے' مجھے قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے پاس بھیجا کہ تم ان سے کہو کہ اپنی چادر اوڑھ لیں' قاسم کی بصارت اس زمانے میں جا چکی تھی' مگر انہیں اس (چادر اتارنے) کی اطلاع کر دی گئی تھی۔

عبداللہ بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عمر بن الخطاب بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن ریاح بن عبداللہ بن قرط ابن رزاح بن عدی بن کعب بن لوی' ان کی والدہ صفیہ بنت ابی عبید بن مسعود ابن عمرو بن عمیر بن عوف بن عقدہ بن غیرہ بن عوف بن قسی تھیں اور یہی قسی ثقیف تھے' صفیہ کی والدہ عاتکہ بنت اُسید بن ابی العیص بن امیہ تھیں اور عاتکہ کی والدہ زینب بنت ابی عمرو بن امیہ تھیں۔

عبداللہ بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں عمر پیدا ہوئے' ان کی والدہ ام سلمہ بنت المختار بن ابی عبید بن مسعود تھیں۔ عبدالحمید وعبدالعزیز والی مدینہ اور عبدالرحمٰن وابراہیم اور ام ابراہیم' ان سب کی والدہ ام عبداللہ بنت عبدالرحمٰن بن زید بن الخطاب رضی اللہ عنہ تھیں۔

ریاح بن عبداللہ' ان کی والدہ حبابہ بنت عبداللہ بن عیاش بن ابی ربیعہ تھیں۔ عبداللہ بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما خز کا لباس پہنتے تھے' ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنا ہاتھ ان پر رکھ کر تکیہ لگاتے اور خز کے کپڑے پر اعتراض نہ کرتے تھے۔ محمد بن عمر نے کہا کہ عبداللہ کے وفات ہشام بن عبدالملک کی خلافت کے شروع میں مدینے میں ہوئی' ثقہ وقلیل الحدیث تھے۔

عبیداللہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ:

ابن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ' ان کی والدہ ام ولد تھیں' وہی سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی والدہ بھی تھیں۔ عبیداللہ بن عبداللہ کے

عورتوں کو ناپسند کرتے۔

خالد بن ابی بکر سے مروی ہے کہ میں نے سالم رحمۃ اللہ علیہ کی بیٹی کی ایک چھوٹی سی چھلنی دیکھی جس سے وہ ان کے سامنے کھیلتی تھیں۔ عبدالرحمن بن المجیر سے مروی ہے کہ ہم لوگ سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کے آغوش میں یتیم تھے وہ ہمارے پرانے کپڑے جمع کر کے کسی چیز میں پوشیدہ کر دیتے تھے۔

سچ کی تلقین:

ابوعبدالملک بن مزوان بن جبر البز از سے مروی ہے کہ سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہما ہمارے پاس سات گز کپڑے کی تلاش میں آئے میں نے ان کے سامنے کپڑا پھیلا دیا' اتفاق سے وہ سات گز سے کم تھا' انہوں نے کہا کیا تم نے مجھ سے کہا نہ تھا کہ سات گز کا ہے میں نے کہا ہم لوگ اس کا اسی طرح نام رکھ لیتے ہیں' انہوں نے کہا کہ اسی طرح تو جھوٹ ہو جاتا ہے۔

منکرین تقدیر پر لعنت:

عکرمہ بن عمار سے مروی ہے کہ میں نے سالم رحمۃ اللہ علیہ کو ان قدریوں پر لعنت کرتے سنا جو قدر (تقدیر) کی تکذیب کرتے ہیں تاوقتیکہ وہ لوگ اس (قدر) کے خیر و شر پر ایمان نہ لائیں (یعنی یہ نہ کہیں کہ بھلائی اور برائی سب اللہ ہی کی طرف سے ہے)۔

عکرمہ بن عمار سے مروی ہے کہ میں نے سالم رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ جماعت کے قصہ گو وغیرہ کے پاس نہیں آتے تھے۔ موسیٰ المعلم سے مروی ہے کہ میں نے سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ ہتھیلیاں بھر بھر کے کھجوریں کھاتے تھے۔

خودنمائی سے اجتناب:

عطاف بن خالد سے مروی ہے کہ میں سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کے ساتھ کھڑا تھا' ان کے پاس ایک لڑکے کو لایا گیا جس کے ہمراہ اور بھی لڑکے تھے مگر ان میں سخت تر وہی تھا' اس نے اپنی تہبند سے ایک تاگا گھسیٹا اور کاٹ کے اسے اپنی دو انگلیوں کے درمیان جمع کیا' اس میں دو یا تین مرتبہ پھونکا' پھر اسے کھینچا تو بالکل درست تھا' کوئی نقص نہ تھا' سالم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اگر اس کے معاملے کا مجھے کچھ اختیار ہوتا تو میں اسے سولی دے دیتا۔

خالد بن القاسم البیاضی سے مروی ہے کہ میں نے سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی آستینوں کو دیکھا کہ ان کی انگلیوں کے برابر تھیں۔ عبیداللہ بن عمر بن حفص سے مروی ہے کہ سالم رحمۃ اللہ علیہ قرآن کی تفسیر نہیں کرتے تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ سالم رحمۃ اللہ علیہ نے ابوایوب انصاری اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما اور اپنے والد سے روایت کی ہے' میں نے عبداللہ بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو سنا ہے کہ وہ تعمیر کعبہ کے بارے میں اپنے والد کو عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سناتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری قوم نے ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں میں کمی کر دی۔ سالم رحمۃ اللہ علیہ ثقہ کثیر الحدیث متقی اور بلند مرتبہ لوگوں میں سے تھے۔

غذا اور خوراک:

عبیداللہ بن عمر بن حفص سے مروی ہے کہ یوم عرفہ میں ہشام بن عبدالملک نے سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کو صرف دو کپڑوں میں دیکھا اور اچھی حالت میں پایا' پوچھا کہ اے ابوعمر تمہاری غذا کیا ہے' انہوں نے کہا کہ روٹی اور روغن زیتون ہشام نے کہا کہ روٹی

پیچھے بغیر قوت و آدمی و لشکر و سامان کے ہرگز نہ داخل ہونے دینا۔

مسلم قیدیوں کی رہائی کے لئے فدیہ کی ادائیگی:

ربیعہ بن عطاء سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے میرے ہمراہ فرمان لکھا اور مال ساحل عدن بھیجا تا کہ میں مرد و عورت اور غلام و ذمی کا فدیہ ادا کروں۔ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فدیے میں ایک مسلمان کے عوض دس رومی (کافر) دیئے اور مسلمان کو لے لیا۔

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ان کے پاس ایک قیدی لایا گیا جس کو مسلمہ بن عبدالملک نے گرفتار کیا تھا' خبر آئی کہ اس کے اعزہ نے ان سے درخواست کی ہے کہ وہ لوگ سو مثقال (سونا) اس کا فدیہ دیں گے' عمر رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو واپس کر دیا اور سو مثقال (سونا) لے لیا' (ایک مثقال: ۴/۱/۲ ماشہ)۔

ربیعہ بن عطاء سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو سنا کہ جب وہ خلیفہ تھے تو قیدیوں کا قتل کرنا ناپسند کرتے تھے' وہ لوگ غلام بنائے جاتے تھے یا آزاد کر دیئے جاتے تھے۔

چور و زانی کی سزا:

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ جو شخص دارالحرب میں چوری کر کے وہاں سے نکل آئے گا تو (بھی) اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔ یزید بن ابی سمیہ سے مروی ہے کہ میں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تھا۔ انہوں نے ایک شخص کو جس نے دارالحرب میں کسی پر (زنا) کی تہمت لگائی تھی' جب وہ لوگ وہاں سے نکلے تو اسی درے کی حد لگائی (یعنی اسی تازیانے کی سزا دی)۔

شرابی کو کوڑوں کی سزا:

خازم بن حسین سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو خناصرہ میں دیکھا کہ ایک شخص لایا گیا جس کے خلاف یہ شہادت دی گئی کہ دارالحرب میں شراب پی' انہوں نے اس کو اسی تازیانے مارے۔

ابی صخر سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک چور کو لایا گیا جس نے قبل از تقسیم مال غنیمت میں سے چوری کی تھی' پوچھا کیا وہ ان لوگوں میں سے ہے جنہوں نے مال غنیمت پر گھوڑا دوڑایا ہے (یعنی جنگ میں شریک ہوا ہے) کہا گیا کہ نہیں' انہوں نے اس کا ہاتھ کاٹ دیا۔

منذر بن عبید سے مروی ہے کہ میں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو وابق میں دیکھتا تھا کہ جب وہ پوری نماز پڑھتے تھے تو لوگوں کو جمعے کی نماز پڑھاتے تھے اور جب دو رکعتیں پڑھتے تھے (یعنی مسافر ہونے کی وجہ سے قصر کرتے تھے) تو جمعے کی نماز نہیں پڑھاتے تھے' سوائے اس کے کہ وہ کسی ایسے شہر پر گزرتے جہاں جمعہ پڑھایا جاتا تھا (تو وہ بھی جمعے کی نماز پڑھاتے تھے۔ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ جہاد کا پورا چلہ (رباط) چالیس دن ہے۔ ابان بن صالح سے مروی ہے کہ میں نے وابق میں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے سنا کہ ہم لوگ رباط میں ہیں۔

عبداللہ بن عبیدہ سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے سنا کہ سوائے ان آویزشوں کے لوگ کہیں ہلاک

نہ ہوں گے وہ لکھا کرتے تھے کہ محل آویزش تک سوائے جماعت وصاحب قوت کے اور کوئی نہ جائے' ان میں سے بعض بعض کو اختیار کرے کہ سب واپس آئیں یا سب ہلاک ہو جائیں۔

مجاہدین کو ہدایات:

صفوان بن عمرو سے مروی ہے کہ ہمارے پاس عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا جب وہ خلیفہ تھے اپنے عامل کے پاس فرمان آیا کہ رومیوں کے کسی قلعے پر اوران کی کسی جماعت سے ہرگز ہرگز قتال نہ کرنا' تاوقتیکہ انہیں اسلام کی دعوت نہ دے دو اگر وہ قبول کر لیں تو باز رہو' اگر انکار کریں تو جزیہ ہے' اور اگر جزیے سے بھی انکار کریں تو ان سے مساوی طور پر جنگ کرو۔

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ میرے والد کی تلوار کے قبضے پر چاندی چڑھی ہوئی تھی' اسے انہوں نے اتار ڈالا اور اس پر لوہا چڑھا دیا۔ خالد بن القاسم سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو چیتوں پر سوار ہوتے دیکھا ہے۔ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ وہ فتح کے وقت بلند آواز سے تکبیر کہتے تھے۔ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ہم جس کو امن دے دیں خواہ وہ جس زبان میں ہو اسے امن ہے۔

مسلمان کو امان دینے کا حق ہے:

منذر بن عبید سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اس ذمی کے بارے میں جو مسلمانوں کے ساتھ جہاد کرے اور دشمن کو پناہ دے دے مجھے لکھا کہ اس کا امان دینا جائز نہیں ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف یہ فرمایا ہے کہ مسلمانوں کی جانب سے کوئی ادنیٰ مسلمان بھی امان دے سکتا ہے' اور یہ (ذمی) مسلم نہیں۔

کھیتیاں برباد کرنے کی ممانعت:

اسحاق بن یحییٰ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ جب خلیفہ تھے تو دشمن کی کھیتی پر لشکر کے اچانک حملے سے پناہ مانگتے تھے اور کہتے تھے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بھی دشمن کی کھیتی پر لشکر کے اچانک حملے سے بیزاری ظاہر کرتے تھے۔ عیاش بن سلیم سے مروی ہے کہ اس ذمی (کافر رعایا) کے بارے میں جو کنیسہ کے متعلق وصیت کر کے اپنے مال میں سے یہود یا نصاریٰ کے لیے کچھ وقف کر دے۔ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہ جائز ہے۔

نومسلم سے جزیہ نہ لینے کا حکم:

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ اگر کوئی اس حالت میں اسلام لائے کہ (اس کا) جزیہ ترازو کے پلڑے میں ہو تو وہ اس سے نہ لیا جائے گا۔

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ وہ ذمی جو سال پورا ہونے سے ایک دن بھی پہلے اسلام لائے اس سے جزیہ نہ لیا جائے۔

قیدیوں سے حسن سلوک:

موسیٰ بن عبیدہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ قیدیوں کی نسبت غور کیا جائے اور خطرناک لوگوں سے ضمانت لی جائے' ان لوگوں کے گرمی اور جاڑے کی خوراک کے لیے بھی لکھا' موسیٰ نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ ہمارے پاس ان لوگوں

کو ماہانہ خوراک دی جاتی تھی اور ایک جوڑا جاڑے میں دیا جاتا تھا اور ایک گرمی میں۔

یحییٰ بن سعید مولائے مہری سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیزؒ نے امرائے لشکر کو لکھا کہ جو لوگ قید خانوں میں ہیں۔ ان کے حال پر نظر کرو' ایسے لوگ جن کے ذمے کوئی حق ہو' انہیں اس وقت تک قید نہ کرو جب تک کہ وہ حق ثابت نہ ہو جائے' جس کا معاملہ دشوار ہو' مجھے لکھو' خطرناک لوگوں سے ضمانت لو کیونکہ قید ان کے لیے عذاب ہے' سزا میں حد سے نہ بڑھو' ایسے مریضوں کا خیال رکھا جائے جن کا کوئی نہ ہو اور نہ ان کے پاس مال ہو' جب تم کسی قوم کو قرض میں قید کرو تو ان کو اور بدمعاش (خطرناک) لوگوں کو ایک کوٹھری میں اور ایک ہی قید خانے میں نہ جمع کرو' عورتوں کے لیے علیحدہ قید خانہ بناؤ۔ جس کو قید خانے کا داروغہ بناؤ غور کر لو کہ وہ ایسا شخص ہو جس پر بھروسہ کیا جا سکے اور رشوت نہ لیتا ہو' کیونکہ جو رشوت لیتا ہے وہ وہی کرتا ہے جو اس کو (رشوت دینے والے کی طرف سے) کہا جاتا ہے۔

عبداللہ بن ابی بکر سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیزؒ نے ابوبکر بن عمرو بن حزم کو لکھا کہ ہر ہفتہ قیدیوں کا معائنہ کریں اور خطرناک (بدمعاش) لوگوں سے ضمانت لے لیں۔

حجاج سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیزؒ نے عبدالحمید کو بدمعاش (خطرناک) لوگوں کے بارے میں لکھا کہ انہیں قید خانے کا پابند کر دیں' جاڑے میں ایک لبادہ اور گرمی میں دو چادریں انہیں اُڑھائیں' وغیرہ وغیرہ جوان لوگوں کے مناسب تھا۔

ابی بکر بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ مجھے عمر بن عبدالعزیزؒ نے لکھا کہ بدمعاشوں اور خونیوں کو بیڑی میں جکڑ دو' میں نے لکھ کر دریافت کیا کہ ان لوگوں کے کیسی بیڑی ڈالی جائے' عمرؒ نے لکھا کہ بے شک اگر اللہ چاہے گا تو انہیں بیڑی سے زیادہ سخت چیز میں مبتلا کرے گا' ان کے ایسی بیڑی ڈالی جائے کہ جب وہ عذر کی حالت میں ہو تو اس پر بیڑی آسان ہو' لیکن بیڑی کا جواز' تو میں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سنا ہے کہ انہوں نے لکھا کہ لوگوں کو' جن میں قیس بن مکشوح المرادی وغیرہ تھے' میرے پاس بیڑی ڈال کے بھیجا جائے۔

عورتوں کے حمام جانے کی ممانعت:

اسامہ بن زید سے مروی ہے کہ ہمارے پاس عمر بن عبدالعزیزؒ کا فرمان آیا' ہمیں پڑھ کر سنایا گیا کہ حمام کے اندر بغیر تہبند کے نہ جانا چاہیے' میں نے دیکھا ہے کہ حمام والے کو اور جو شخص برہنہ اندر جاتا تھا اس کو سزا دی جاتی تھی۔ میں نے دیکھا کہ عمرؒ کا فرمان پڑھا جاتا تھا کہ قربانیاں قبلہ رخ کرو' نافع بن جبیر میری طرف متوجہ ہوئے' میں ان کے پاس تھا' انہوں نے کہا کہ اس سے کون ناواقف ہے۔

معقل بن عبیداللہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیزؒ نے لکھا کہ مردوں میں سے کوئی شخص حمام میں بلا تہبند کے نہ داخل ہو اور عورتیں قطعاً نہ جائیں۔

باغی خوارج سے جنگ کا حکم:

عبدالرحمٰن بن ابی زناد نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن عبدالعزیزؒ کی خلافت میں عراق میں خوارج کی ایک

جماعت نے بغاوت کی' میں اس زمانے میں عبدالحمید بن عبدالرحمٰن بن زید عامل عراق کے ہمراہ عراق ہی میں تھا' جب ان لوگوں کے معاملے کی اطلاع عمر رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچی تو انہوں نے عبدالحمید کو فرمان لکھا کہ وہ ان لوگوں کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرنے کی دعوت دیں' جب اچھی طرح دعوت دے چکے اور اثر نہ ہوا تو عمر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ ان سے جنگ کرو' کیونکہ اللہ نے جس کے لیے تمام تعریفیں ہیں ان لوگوں کے لیے کوئی سند نہیں بنائی جس سے وہ ہم پر حجت کر سکیں۔

عبدالحمید نے ان کی جانب ایک لشکر روانہ کیا جس کو خوارج نے شکست دے دی۔ عمر رحمۃ اللہ علیہ کو معلوم ہوا تو انہوں نے مسلمہ بن عبدالملک کو اہل شام کے ایک لشکر کے ساتھ ان لوگوں کی جانب روانہ کیا اور عبدالحمید کو لکھا کہ تمہارے لشکر نے جو بدکاروں کا لشکر ہے' جو کچھ کیا مجھے معلوم ہوا' میں نے مسلمہ بن عبدالملک کو تمہارے پاس بھیجا ہے' لہٰذا ان کے اور ان لوگوں کے درمیان راستہ صاف کر دو۔ مسلمہ نے شامی لشکر کے ہمراہ ان لوگوں سے مقابلہ کیا' جنگ شروع ہی ہوئی تھی کہ اللہ نے ان کو خوارج پر غالب کر دیا۔

عون بن عبداللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی خلافت میں مجھے ان خوارج کی جانب بھیجا جنہوں نے ان کے خلاف بغاوت کی تھی' میں نے ان لوگوں سے گفتگو کی کہ وہ کیا چیز ہے جس سے تم ناراض ہو' انہوں نے کہا کہ ہم صرف اس لیے ناراض ہیں کہ وہ اپنے اہل بیت پر جو ان سے پہلے ہوئے ہیں لعنت نہیں کرتے۔ یہ ان کی مداہنت (دینی بے حیائی) ہے' عمر رحمۃ اللہ علیہ ان کے قتال سے باز رہے یہاں تک کہ ان لوگوں نے لوگوں کا مال لیا اور رہزنی کی' عبدالحمید نے اس کے متعلق لکھا تو عمر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ جب ان لوگوں نے مال لیے اور راستے کو خوفناک کر دیا تو ان سے قتال کرو کیونکہ وہ ناپاک ہیں۔

عون بن عبداللہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ خوارج کو کتاب و سنت پر عمل کرنے کی دعوت دی جائے۔ حازم بن حسین سے مروی ہے کہ میں نے خوارج کے بارے میں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا وہ فرمان پڑھا جو ان کے عامل کے نام تھا کہ اگر اللہ تم کو ان لوگوں پر فتح دے اور غالب کرے تو تم جو مال و اسباب ان کا پانا ان کے مالکوں کو واپس کر دینا۔

قیدی خوارج کے لیے فرمان:

منذر بن عبید سے مروی ہے کہ عبدالحمید بن عبدالرحمٰن بن زید کے نام عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان آیا کہ جن خوارج کو گرفتار کرنا انہیں قید کر دینا یہاں تک کہ وہ لوگ راہِ راست پر آ جائیں۔ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا اس حالت میں انتقال ہوا کہ ان کی قید میں خوارج کی ایک جماعت تھی۔

کثیر بن زید سے مروی ہے کہ میں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی خلافت میں خناصرہ آیا' دیکھا کہ وہ مؤذنوں کو بیت المال سے تنخواہ دیتے تھے۔

منذر بن عبید سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے مؤذن سے کہتے سنا کہ (تکبیر) اقامت جلدی کہا کرو اور اس میں ترجیع نہ کرو۔

زمانۂ خلافت میں نماز کا اہتمام:

سلیمان بن موسیٰ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ جب خلیفہ تھے' میں نے ان کے مؤذن کو خناصرہ میں دیکھا کہ وہ

ان کے دروازے پر سلام کرتا تھا کہ ''السلام علیک امیر المومنین ورحمۃ اللہ و برکاتہ'' وہ سلام ختم کرنے نہ پاتا تھا کہ عمر رحمۃ اللہ علیہ نماز کو نکل آتے تھے۔

ابی عبیدہ مولائے سلیمان سے مروی ہے کہ میں نے خناصرہ میں مؤذن کو عمر رحمۃ اللہ علیہ کے دروازے پر کھڑے ہوئے دیکھا' وہ کہتا تھا کہ السلام علیک' امیر المومنین ورحمۃ اللہ و برکاتہ نماز کو آئیے' نماز کو آئیے' نماز تیار ہے' اللہ آپ پر رحمت کرے' میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ مؤذن کو دوبارہ کہنے کی ضرورت پڑی ہو' اکثر ہم ان کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہیں مگر جب مؤذن نے ''قد قامت الصلوٰۃ'' کہا تو انہوں نے کہا کہ لوگو کھڑے ہو جاؤ۔

میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو ان کی خلافت میں قبلے کی طرف رُخ کرنے والوں اور اس کی تعظیم کرنے والوں کے حلقے میں دیکھا کہ مؤذن اذان کہتا تھا تو لوگ اپنے حلقوں سے کھڑے ہو جاتے تھے اور نماز کی اقامت کہی جاتی تو لوگ اقامت کے وقت کھڑے ہوتے تھے' میں نے یہ مغرب میں دیکھا۔

مسلم بن زیاد مولائے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا زوجۂ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے اس اندیشے سے تیرہ مؤذن تھے کہ وہ لوگ ان کے نکلنے سے پہلے اذان ختم نہ کر دیں' مسلم بن زیاد نے کہا کہ میں نے سوائے ایک مرتبہ کے ان لوگوں کو مل کر اذان کہتے کبھی نہیں دیکھا' عمر رحمۃ اللہ علیہ اکثر پہلی اذان میں نکلتے تھے اور کبھی دوسری اذان میں اور کبھی تیسری اذان میں۔

عمرو بن المہاجر سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے سنا کہ کلمات اذان دو دو مرتبہ ہیں اور کلمات اقامت ایک ایک مرتبہ' میں نے سالم ابن عبداللہ اور ابوقلابہ کو عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ اس حالت میں دیکھا ہے کہ ان کی اذان دو دو مرتبہ اور اقامت ایک ایک مرتبہ ہوتی تھی مگر یہ دونوں ان سے اختلاف نہ کرتے تھے۔

فطری حیاء اور طہارت:

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ وہ اپنے گھر میں تہبند پہن کے غسل کرتے تھے۔ یزید بن ابی مالک سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو تانبے (کے برتن) میں وضو کرتے دیکھا ہے' منذر بن عبید سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ وضو کر کے رومال سے اپنا منہ پونچھتے تھے۔ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ وہ شرمگاہ کو چھونے سے بھی وضو کرتے تھے۔

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ وہ اس چیز کے کھانے سے بھی وضو کرتے تھے جس کو آگ نے چھوا ہے' یہاں تک کہ شکر سے بھی۔

زہری سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ گرم پانی سے وضو کرتے اور اسے پیتے تھے' اس کی وجہ سے وضو نہ کرتے تھے۔ آزاد کردہ کنیز عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ جب وہ چہنچے کی طرف جاتے تھے تو اپنا سر ڈھانک لیتے تھے۔

اسحاق بن یحییٰ سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے بھائی سہیل بن عبدالعزیز پر نماز جنازہ پڑھتے دیکھا'

انہوں نے ہر تکبیر میں دونوں ہاتھ شانے تک اٹھائے اور داہنی طرف آہستہ سے سلام پھیرا' میں نے انہیں جنازے کے آگے چلتے ہوئے دیکھا' اس روز تابوت دونوں پایوں کے درمیان اٹھائے ہوئے تھے۔

بذاتِ خود نماز کی امامت:

میں نے خناصرہ میں ان کے پیچھے نماز پڑھی پہلی تکبیر میں انہیں آواز کو بلند کرتے اور قرأت کرتے ہوئے سنا' صف اوّل کو الحمدللّٰہ رب العالمین' الرحمٰن الرحیم' مالك یوم الدین کی آہستہ قرأت سنا رہے تھے' بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم نہیں پڑھتے تھے' جب وہ واپس ہوئے تو میں نے (اسحاق نے) پوچھا کہ یا امیر المومنین کیا آپ بسم اللّٰہ کو آہستہ پڑھتے ہیں' انہوں نے کہا کہ اگر میں آہستہ پڑھتا تو ضرور بلند آواز سے بھی پڑھتا۔

عمر بن عثمان بن ہانی سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو جمعے کے دن خطبے میں اتنا جہر (بلند آوازی) کرتے دیکھا کہ اکثر اہل مسجد ان کا خطبہ سن لیتے تھے۔ حالانکہ وہ چلاتا نہ تھا۔

سعید بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے والی دمشق عثمان ابن سعد کو لکھا کہ جب تم لوگوں کو نماز پڑھاؤ تو قرأت سناؤ اور خطبہ سناؤ تو اسے سمجھاؤ۔

جمعہ کے دو خطبے:

عمرو بن المہاجر سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ جمعے کے دن دو خطبے پڑھتے اور بیٹھ جاتے' دونوں کے درمیان قدرے سکوت کرتے' پہلا خطبہ ہمیں بیٹھ کر سناتے' ہاتھ میں عصا ہوتا جس کو وہ اپنی رانوں پر رکھ لیتے' لوگوں کا گمان تھا کہ وہ عصاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے' پہلے خطبے سے فارغ ہو کر قدرے سکوت کرتے' پھر کھڑے ہو کر اسی عصاء پر سہارا لگا کے دوسرا خطبہ پڑھتے' تھک جاتے تو اس پر سہارا نہ لگاتے اور اسے اٹھائے رہتے' جب نماز شروع کرتے تو اسے اپنے قریب رکھ دیتے۔

محمد بن المہاجر سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ جمعے کی نماز میں جب تشہد (التحیات) پڑھنے کے لیے بیٹھتے تو سلام پھیرنے تک عصاء کو اپنی رانوں پر رکھے رہتے۔

عمرو بن المہاجر سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ جمعے کے دن جب وہ سلام پھیرتے تو عصاء کو اپنے کان تک لے جاتے اور اسے زمین پر ٹیکتے نہ تھے' مکان سے لاتے تو اسے اٹھائے رہتے' خطبہ پڑھتے تو اس پر سہارا لگا لیتے' اور خطبہ پورا کر کے نماز شروع کرتے تو اسے اپنے پہلو میں رکھ دیتے تھے۔

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ وہ سرخ رنگ کی جانماز اور فرش پر نماز پڑھتے تھے۔ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے جب وہ خلیفہ تھے مروی ہے کہ شفق وہ سفیدی ہے جو سرخی کے بعد ہوتی ہے (اور اس کے بعد عشاء وقت آتا ہے)۔

عیدین میں معمولات:

اسحاق بن یحییٰ سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو جو خناصرے میں تھے دیکھا کہ شب عرفہ عصر کی نماز کے بعد واپس ہوئے اور اپنے مکان کو چلے گئے' مسجد میں نہیں بیٹھے' مغرب کے وقت باہر آئے۔ یوم الاضحیٰ کو جب آفتاب طلوع ہو گیا تو

برآمد ہوئے اور خطبے میں تخفیف کی۔ عیدالفطر میں انہوں نے اس کو زیادہ طویل کیا تھا' میں نے دیکھا کہ عیدگاہ کی جانب پیادہ روانہ ہوئے۔

جعفر بن برقان سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی خلافت کے زمانے میں لکھا کہ تم لوگ جمعہ وعید کے لیے سوار ہو کر نہ جایا کرو۔ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ وہ یوم عرفہ (۹/ذی الحجہ) کی ظہر سے' ایام تشریق (۹/۱۰/۱۱/۱۲/۱۳/ذی الحجہ) کے آخر دن کی نماز عصر تک تکبیر کہتے تھے۔

عبداللہ بن العلاء سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو ہر نماز کے بعد تکبیر ''اللہ اکبر وللہ الحمد'' تین بار کہتے سنا۔ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ وہ عیدگاہ جانے سے پہلے کچھ کھالیا کرتے تھے۔

عمرو بن عثمان سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو خناصرہ میں دیکھا کہ عیدگاہ پیدل جاتے' منبر پر چڑھ کر ٹھہر ٹھہر کے سات تکبیریں کہتے' ایک مختصر سا خطبہ پڑھتے' دوبارہ پانچ تکبیریں کہتے' پھر پہلے سے بھی مختصر خطبہ پڑھتے' میں نے دیکھا کہ ان کے پاس عیدگاہ میں مینڈھا لایا گیا' اس کو انہوں نے اپنے ہاتھ سے ذبح کیا اور حکم دیا کہ تقسیم کر دیا جائے' اُس میں سے کچھ بھی ان کے گھر نہیں گیا۔

عمرو بن عثمان بن ہانی سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو بلند آواز سے تکبیر کہتے سنا کہ دوسرے سن سکیں' پہلی رکعت میں سات تکبیروں کے بعد قرأت کرتے' دوسری میں پانچ تکبیریں اور قرأت' پہلی رکعت میں ''ق والقرآن المجید'' اور دوسری میں ''اقتربت الساعۃ'' پڑھتے' ہر دو تکبیر کے درمیان دعا کرتے' اللہ کی حمد اور اس کی تکبیر کہتے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتے۔ عمرو بن عثمان بن ہانی سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ عید میں جب منبر پر چڑھتے تو سلام کرتے۔

اسماعیل بن ابی حکیم سے مروی ہے کہ میں نے عید الفطر میں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو جب وہ خلیفہ تھے' دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقف میں سے ہمارے لیے کھجوریں منگائیں اور کہا کہ عیدگاہ جانے سے پہلے کھالو' میں نے پوچھا کہ کیا اس معاملے میں کوئی چیز منقول ہے؟ انہوں نے کہا ہاں' مجھ سے ابراہیم ابن عبداللہ بن قارظ نے ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن تاوقتیکہ کچھ کھانہ لیتے (عیدگاہ) نہ جاتے' یا کہا کہ آپ یہ حکم دیتے تھے کہ کوئی شخص (عیدگاہ) نہ جائے تاوقتیکہ کھانہ لے۔

صدقہ فطر دینے کی تلقین:

عمرو بن عثمان بن ہانی سے مروی ہے کہ خناصرہ میں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے جب وہ خلیفہ تھے عیدالفطر سے ایک روز پہلے خطبہ پڑھا' جمعے کا دن تھا' انہوں نے صدقۂ فطر کا ذکر کیا اور اس پر لوگوں کو اُبھارا' کہا کہ ہر انسان پر ایک صاع کھجور اور دو مد گیہوں کا دینا ضروری ہے' جس کا صدقہ نہیں اس کی نماز بھی نہیں' عیدالفطر کے روز انہوں نے اسے تقسیم کیا' انہیں آٹے اور ستو دو دو مد دیئے جاتے تھے' اور وہ اسے قبول کر لیتے تھے۔

یزید بن ابی مالک سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اپنی خلافت میں افطار میں سب سے زیادہ عجلت اور سحری میں

تاخیر کو پسند کرتے' البتہ فجر میں شک ہوتا تو کھانے پینے سے باز رہتے۔

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ انہوں نے جب دیکھا کہ لوگ بغیر علم کے قسامۃ پر قسم کھاتے ہیں تو انہوں نے ان سے قسم لی اور قتل کو معاف کر کے دیت (خون بہا) کر دیا' (قسامۃ) یہ ہے کہ کسی محلے میں مقتول کی لاش پائی جائے اور قاتل کا پتا نہ لگے تو مقتول کے وارث کے انتخاب پر محلے کے پچاس آدمیوں کو یہ قسم دی جائے گی کہ نہ ہم نے قتل کیا اور نہ ہمیں قاتل کا علم ہے' اس کے بعد خوں بہا تمام اہل محلّہ سے وصول کر کے مقتول کے ورثا کو دے دیا جائے گا۔

ایوب سے مروی ہے کہ ایک شخص بصرے میں قتل کیا گیا' سلیمان بن عبدالملک نے لکھا کہ پچاس آدمیوں کو قسم دو' اگر وہ قسم کھائیں تو اس کے بدلے قاتل کو قتل کر دو' مگر ان لوگوں نے نہ تو قسم دی اور نہ اس کو قتل کیا یہاں تک کہ سلیمان کی وفات ہو گئی اور عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ ہوئے' اس کے بارے میں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا گیا تو انہوں نے لکھا کہ اگر دو عدل والے اشخاص اس کے قتل پر گواہی دیں تو قاتل کو قصاص میں قتل کر دو' ورنہ قسامۃ کی وجہ سے اسے قتل نہ کرو۔

قسامۃ میں قسم کھانے والوں کی سزا:

عثمان البتی سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی خلافت کے زمانے میں ہمارے پاس ان کا فرمان آیا کہ جو شخص قسامۃ میں قسم کھائے اسے انیس تازیانے کی سزا دی جائے۔

ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی خلافت میں مجھے لکھا کہ علاماتِ حرم کو از سر نو تعمیر کروں۔

عامل حج کو ہدایات:

عبدالرحمٰن بن یزید بن عقلیہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ابوبکر بن حزم کو جن کو انہوں نے عامل حج بنایا تھا لکھا کہ تمہارے عمل کی ابتدا یوم الترویہ (۸/ ذی الحجہ) سے ایک دن پہلے ہوتی ہے کہ تم لوگوں کو نماز ظہر پڑھاؤ اور تمہارے عمل کا آخری وقت یہ ہے کہ منیٰ کے آخری دن (۱۳/ ذی الحجہ) آفتاب غروب ہو جائے' محمد بن عمر نے کہا کہ ہمارے نزدیک بھی یہی امر ہے۔

منیٰ میں تعمیرات کی ممانعت:

عبدالعزیز بن ابی رواد سے مروی ہے کہ ہمارے پاس ۱۰۰ھ میں مکے میں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان آیا جس میں انہوں نے مکے کے مکانات کے کرایے سے اور منیٰ میں عمارت بنانے سے منع کیا تھا۔ اسماعیل بن امیہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ مکے کے مکانات کے کرایے سے منع کرتے تھے۔

شراب پر سخت پابندی:

عمرو بن عثمان سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے سنا کہ منصف (انگوروں کا وہ عرق جس کو پکا کر نصف کر لیا جائے) شراب ہے۔

ہارون بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں خناصرہ میں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ شراب کی مشکوں کو پھاڑ ڈالنے اور شیشیوں کے توڑ ڈالنے کا حکم دیتے تھے۔

سعید بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی خلافت میں لکھا کہ ذمی مسلمانوں کے شہروں میں شراب نہ لائیں' وہ لوگ نہیں لاتے تھے۔

عبدالمجید بن سہیل سے مروی ہے کہ میں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی خلافت میں خناصرہ آیا' ایک مکان میں شرابیوں اور کمینوں کی ایک جماعت تھی' میں نے کوتوال سے بیان کیا اور کہا کہ وہ لوگ شراب پر جمع ہیں' ضرور وہ (شراب کی) دکان ہے' شحنہ نے کہا کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا تھا' انہوں نے کہا کہ جو لوگ مکانوں میں پوشیدہ ہیں انہیں چھوڑ دو۔

شرابیوں کو سزائیں:

عبادہ بن نسی سے مروی ہے کہ میں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوا' ایک شخص کو شراب پینے کی سزا دے رہے تھے' انہوں نے اس کے کپڑے اتار کے اسی تازیانے مارے' میں نے دیکھا کہ بعض تازیانوں نے کھال پھاڑ دی اور بعض نے کھال نہیں پھاڑی' اس سے کہا کہ اگر تو دوبارہ پیئے گا تو تجھے ماروں گا اور تاوقتیکہ تو نیک نہ بن جائے تجھے قید میں رکھوں گا۔ اس نے کہا کہ یا امیر المومنین میں اس بارے میں دوبارہ پینے سے اللہ سے توبہ کرتا ہوں' عمر رحمۃ اللہ علیہ نے اسے چھوڑ دیا۔

محمد بن قیس سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی خلافت میں والیٔ مصر کو لکھا کہ تم کسی سزا میں تیس تازیانے سے تجاوز نہ کرنا سوائے اس کے کہ وہ حد ہو (حد وہ سزا ہے' جو قرآن مجید نے معین کر دی ہے' یا اسی تازیانے ہیں)۔

جانور سے بدکاری کی سزا:

صخر المدلجی سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ان کی خلافت میں ایک ایسے شخص کو لایا گیا جس نے چوپایے سے بدکاری کی تھی' انہوں نے اسے حد نہیں لگائی بلکہ حد سے کم مارا۔

ابوسلمہ بن عبیداللہ سے مروی ہے کہ خناصرہ میں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو ایک ایسی جماعت میں لایا گیا جنہوں نے ایک ہی طہر میں ایک باندی سے صحبت کی تھی (دو حیضوں کے درمیان جو زمانہ گزرتا ہے وہ طہر کہلاتا ہے) انہوں نے ان لوگوں کو دردناک سزا دی' اور اس کے بچے کے لیے قیافہ شناسوں کو بلایا۔

حق شفعہ کے متعلق احکام:

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ جب شفعہ واقع ہو جائے اور حدیں مقرر کر دی جائیں اور راستے پھیر دیے جائیں تو پھر شفعہ نہیں۔ زہری سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی خلافت میں عبدالحمید کو لکھا کہ قرب کی وجہ سے (شفعہ کا) حکم نہ دیں۔ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ انہوں نے ذمی کی موافقت میں شفعہ کا فیصلہ کیا۔

اسماعیل بن ابی حکیم سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو ان کی خلافت میں دیکھا کہ شفعہ کے بارے میں غائب کو یہ حلف دیتے تھے کہ تم کو (اس مکان کا فروخت ہونا) نہیں معلوم ہوا' اگر وہ خاموش رہا (تو خیر) اور اگر اس نے قسم کھالی تو

اسے حق شفعہ دیتے تھے۔

عبدالرحمٰن بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ انہوں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو جب وہ خلیفہ تھے ایک تحریر لکھی جس میں خطرہ کے مقدمات تھے' اس پر مہر لگا دی' ان کا ساتھی اسے لے گیا' اس پر کوئی گواہ نہ تھا مگر عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اسے جائز رکھا۔

اسماء بن ابی حکیم سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ صبح کے وقت تلاوت قرآن بہت کم ترک کرتے اور زیادہ دیر تک نہ کرتے۔ جویریہ ابن اسماء سے مروی ہے کہ عمر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اے مزاحم میرے قرآن کے لیے ایک رحل لاؤ' وہ ان کے پاس رحل لائے' جس سے خوش ہو کر پوچھا کہ تمہیں یہ کہاں سے ملا۔ انہوں نے کہا' یا امیرالمومنین' میں خزانے میں گیا وہاں یہ لکڑی پائی جس سے میں نے رحل بنوائی' انہوں نے کہا کہ جاؤ اور بازار میں اس کی قیمت معلوم کرو' وہ گئے تو لوگوں نے اس کی قیمت نصف دینار لگائی' عمر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آ کر اطلاع دی' انہوں نے کہا کہ تمہاری رائے میں اگر ہم بیت المال میں ایک دینار رکھ دیں تو اس سے بری ہو جائیں گے۔ انہوں نے کہا کہ لوگوں نے تو اس کی قیمت نصف دینار لگائی ہے' حکم دیا کہ بیت المال میں دو دینار رکھ دو۔ جویریہ ابن اسماء سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے کاتب کو اس بات پر معزول کر دیا کہ اس نے (بسم اللہ) کا بم لکھا اور سین نہیں بنائی۔

تقویٰ خوف خدا:

مغیرہ بن حکیم سے مروی ہے کہ مجھ سے فاطمہ بنت عبدالملک نے زوجہ عمر ابن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اے مغیرہ میری رائے میں ایسے لوگ بھی ہوں گے جو عمر رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ نمازی و روزہ دار ہوں مگر یہ کہ میں نے کوئی ایسا شخص دیکھا ہو جو عمر رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ اپنے رب سے ڈرتا ہو تو ایسا کوئی نظر نہیں آیا' جب وہ دن کی آخری نماز (یعنی) عشاء پڑھتے تھے تو اپنے آپ کو نماز کی جگہ ڈال کر دعا کرتے اور روتے' یہاں تک کہ نیند ان پر غالب آ جاتی' بیدار ہو کے پھر دعا کرتے اور روتے یہاں تک کہ نیند غالب آ جاتی۔ صبح تک وہ اسی حالت میں رہتے تھے۔

خوراک میں سادگی:

ابن علاقہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے چند مصاحب تھے جو ان کے پاس حاضر رہتے اور مشورے دیتے' عمر رحمۃ اللہ علیہ ان کی سنتے تھے' ایک روز وہ لوگ حاضر ہوئے مگر خلیفہ نے صبح کو برآمد ہونے میں دیر کر دی' ان لوگوں نے آپس میں کہا' معلوم ہوتا ہے کہ آج امیرالمومنین کچھ خفا ہیں۔ یہ بات مزاحم نے سنی تو اندر گئے کسی سے کہہ کے انہیں بیدار کرایا اور مصاحبین کی گفتگو سے آگاہ کیا' عمر رحمۃ اللہ علیہ نے ان لوگوں کو باریابی کی اجازت دی' جب وہ لوگ ان کے پاس آئے تو انہوں نے کہا کہ میں نے آج شب کو چنا اور مسور کھا لیا' اس نے میرے نفخ کیا۔ بعض مصاحبین نے کہا کہ یا امیرالمومنین' اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے: "فکلوا من طیبات مارزقناکم" (ہم نے جو پاکیزہ رزق تمہیں دیا ہے اس میں سے کھاؤ) عمر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا افسوس ہے' تم آیت کو اس کے راستے کے خلاف لے گئے اس کی مراد تو صرف طیب الکسب (پاک کمائی ہے) نہ کہ طیب الطعام (پاکیزہ و عمدہ کھانا)۔

محمد بن ابی سدرہ سے جو بوڑھے آدمی تھے مروی ہے کہ میں نے ایک رات عمر ابن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا' پیٹ (کے درد) سے وہ تڑپ رہے تھے' عرض کی' یا امیر المومنین آپ کو کیا ہوا' انہوں نے کہا کہ میں نے مسور کھائی تھی' بس اسی سے تکلیف ہوگئی' پھر کہا کہ میرا پیٹ' میرا پیٹ تو گنا ہوں میں آلودہ ہے' ابن ابی سدرہ نے کہا کہ جب مؤذن اقامت شروع کرتا تو عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ لوگوں کو قبلہ رُخ ہو جانے کا حکم دیتے تھے۔ میمون بن مہران سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ علماء کے معلم تھے۔

عبدالعزیز بن عمر سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ آخری نماز عشاء کے بعد وتر سے پہلے باتیں کرتے تھے مگر جب وتر پڑھتے تو پھر کسی سے بات نہیں کرتے تھے۔

بیت المال کے مشک کی خوشبو سے اجتناب:

ریاح بن عبیدہ سے مروی ہے کہ میں خزانوں سے مشک نکالتا تھا' جب وہ عمر رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے رکھی جاتی تو وہ اس کی خوشبو محسوس ہونے کے اندیشے سے اپنی ناک بند کر لیتے تھے' مصاحبین میں سے ایک شخص نے کہا' یا امیر المومنین اگر آپ اس کی خوشبو محسوس کریں تو کوئی نقصان نہیں' عمر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ سوائے اس کی خوشبو کے کیا اور بھی کچھ اس سے حاصل کیا جاتا ہے۔

مالک بن انس سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں قاضی (حکم دینے والا) نہیں ہوں' میں منفذ (حکم الٰہی کا نافذ کرنے والا) ہوں' میں تم میں سے کسی سے بہتر نہیں ہوں' البتہ تم سب سے زیادہ گراں بار ہوں' میرا خیال ہے کہ انہوں نے یہ بھی کہا کہ میں متبدع (اپنی طرف سے کوئی کام کرنے والا) نہیں ہوں بلکہ متبع (پیروی کرنے والا) ہوں۔ اسامہ بن زید سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے قاضی ابوبکر بن حزم سے کہا کہ میں نے کسی امر کو اپنے نزدیک اس حق سے زیادہ لذیذ نہیں پایا جو خواہش کے موافق ہو۔

نعیم بن عبداللہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں فخر کے اندیشے سے بہت سا کلام ترک کر دیتا ہوں۔ عبداللہ بن ابی ہلال سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے قیدیوں کے بارے میں لکھا کہ کسی کے ایسی بیڑی نہ ڈالی جائے جو نماز پوری کرنے سے روکے۔

پہلا فرمان:- حق دار کا حق ادا کرو

ابوسعید مولائے ثقیف سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا سب سے پہلا فرمان' جس کو قاضی عبدالحمید نے پڑھا' وہ تھا جس میں ایک سطر یہ تھی کہ ''اما بعد' انسان کی بقا شیطان کے وسوسے اور سلطان کے ظلم کے بعد نہیں ہے' لہٰذا میرا یہ فرمان جب تمہارے پاس پہنچے تو تم ہر حقدار کو اس کا حق دے دینا۔ والسلام

عمرو بن قیس سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا صائفہ (جہاد موسم گرما) پر بھیجا اور کہا کہ اے عمرو تم سب سے آگے نہ ہونا کہ قتل کر دیئے جاؤ تو تمہارے ساتھی بھاگیں اور نہ سب کے آخر میں ہونا کہ لوگوں کو بزدل و بزدل کر دو' تم وسط میں رہنا' جہاں سے لوگ تمہارا ہونا دیکھیں اور تمہاری بات سنیں' جن مسلمانوں اور ان کے غلاموں اور ذمیوں پر تمہیں موقع ملے ان کا فدیہ ادا کرنا۔

بیت المال میں احتیاط:

خالد الحذا سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیزؒ بچھونے یا شمعیں جو رفاہ عام کے لیے ہوتیں ذاتی اغراض یا اپنے اعزہ کے لیے نہ استعمال کرتے' خاص کھانے سے بھی پرہیز کرتے' کہا گیا کہ اگر آپ کھانے سے اپنا ہاتھ روکیں گے تو اور لوگ بھی ہاتھ روک لیں گے' انہوں نے حکم دیا کہ تین یا چار درہم بیت المال میں شامل کر دیا جائے' پھر شریک طعام ہو گئے۔

یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ عبدالحمید بن عبدالرحمٰن نے عمر بن عبدالعزیزؒ کو لکھا کہ مجھ سے ایک شخص کی شکایت کی گئی ہے کہ آپ کو گالی دیتا ہے' میں نے گردن مارنے کے ارادے سے اسے قید کر دیا ہے' اب جو حکم ہو اس سے آگاہ فرمائیے' عمرؒ نے لکھا اگر تم اسے قتل کر دیتے تو میں تم سے اس کا قصاص ضرور لیتا' کوئی شخص کسی کو گالی دینے سے قتل نہیں کیا جا سکتا' سوائے اس کے کہ وہ (معاذ اللہ) نبی ﷺ کو گالی دے' اگر تم چاہو تو اس شخص کو بھی گالی دو ورنہ رہا کر دو۔

قاضی کے اوصاف:

مزاحم بن زفر سے مروی ہے کہ میں اہل کوفہ کے ایک وفد کے ہمراہ عمر ابن عبدالعزیزؒ کے پاس آیا' وہ ہم لوگوں سے شہر کو' ہمارے امیر اور قاضی کو پوچھنے لگے' پھر کہا کہ پانچ خصلتیں ہیں کہ اگر قاضی میں ان میں سے ایک بھی کم ہو تو وہ ناقص ہوگا۔ اس کا فہیم ہونا' حلیم ہونا' عفیف و پارسا ہونا' سخت ہونا' اور اس کا عالم ہونا کہ جو نہ جانتا ہو وہ اس سے دریافت کرے۔

عمر بن عبدالعزیزؒ سے مروی ہے کہ قاضی کے لیے اس وقت تک قاضی ہونا مناسب نہیں جب تک کہ اس میں پانچ خصلتیں نہ ہوں: عفیف و پارسا ہو' حلیم و بردبار ہو' جو کچھ اس سے پہلے ہو چکا ہے اسے جانتا ہو' ذی رائے لوگوں سے مشورہ لیتا ہو' لوگوں کی ملامت کی پروانہ کرتا ہو۔

خلافت کے زمانہ میں آپ کی جسمانی حالت:

یحییٰ بن خلاد سے مروی ہے کہ محمد بن کعب القرظی' عمر بن عبدالعزیزؒ کے پاس آئے' عمرؒ اچھے جسم کے تھے وہ انہیں دیکھنے میں اتنا محو ہو گئے کہ پلک تک نہ جھپکاتے تھے' عمرؒ نے کہا کہ اے ابن کعب میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تم مجھے اس طرح کیوں دیکھ رہے ہو جس طرح کہ پہلے کبھی نہیں دیکھتے تھے۔ عرض کی یا امیرالمومنین' میں نے جب آپ کو دیکھا تھا تو اچھے تن و توش کا پایا تھا' اب دیکھتا ہوں کہ رنگ زرد پڑ گیا ہے' جسم لاغر ہو گیا ہے اور بال گر گئے ہیں' انہوں نے کہا کہ ابن کعب' اس وقت تم پر کیا گزرے گی کہ مرنے کے تین دن بعد مجھے قبر میں اس حالت میں دیکھو کہ آنکھوں کے ڈھیلے رخساروں پر نکل پڑے ہوں اور نتھنوں اور منہ سے پیپ جاری ہو' کیڑے پڑے ہوں' اس حالت میں تو تم سب سے زیادہ مجھ سے نفرت کرو گے۔

محمد بن کعب القرظی سے مروی ہے کہ میں عمر بن عبدالعزیزؒ کی خلافت میں ان کے پاس آیا اور بہت غور سے انہیں دیکھنے لگا' انہوں نے کہا کہ اے ابن کعب تم تو میری طرف ایسی نظر کر رہے ہو جیسی مدینے میں کبھی نہیں کرتے تھے' میں نے کہا یا امیرالمومنین' بے شک مجھے اس سے تعجب ہو رہا ہے کہ آپ کا جسم لاغر ہو گیا' بال دراز ہو گئے اور رنگ بدل گیا' عمرؒ نے کہا کہ اس وقت کیا ہوگا جب تین (سال) کے بعد تم مجھے اس حالت میں قبر میں دیکھو گے کہ نتھنوں سے کیڑے نکلتے ہوں گے' اور آنکھوں کے

ڈھیلے رخساروں پر بہتے ہوں گے' اس وقت تو تم سب سے زیادہ مجھ سے نفرت کرو گے' پھر انہوں نے کہا کہ وہ حدیث جو تم نے بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہما مجھ سے بیان کی تھی دوبارہ سناؤ۔ میں نے کہا کہ ہم سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر شے کے لیے شرف ہوتا ہے اور سب سے زیادہ شریف وہ مجلس ہے جس کا رُخ قبلے کی طرف کیا جائے' تم لوگ صرف امانت کے ساتھ ہم نشینی کرو' سونے والوں کا قصد نہ کرو' نہ باتیں کرنے والوں کا' اور نہ دیواروں کو چھپاؤ' سانپ بچھو کو نماز میں بھی مار ڈالو۔

وہیب بن الورد سے مروی ہے کہ ہمیں معلوم ہوا کہ محمد بن کعب القرظی عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گئے' عمر رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا کہ وہ انہیں گھورر ہے ہیں' کہا کہ اے ابن کعب میں تم کو اپنی طرف ایسی تیز نظر کرتے دیکھتا ہوں جیسی پہلے کرتے نہ دیکھا تھا۔ محمد نے کہا کہ امیر المومنین' آپ کے حال پر بہت ہی تعجب ہے جو ہمارے بعد بدل گیا۔

عمر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ کیا تم نے یہ محسوس کیا' محمد بن کعب نے کہا کہ حالت اس سے بھی بڑھی ہوئی ہے' سوائے اس کے کہ یہ آپ ہی کی طرف سے ظاہر ہو' عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے ابن کعب پھر کیا ہوگا اگر تم تین (سال) کے بعد مجھے اس حالت میں دیکھو کہ قبر میں آنکھوں کے ڈھیلے نکل آئے ہوں اور رخساروں پر بہتے ہوں اور دونوں ہونٹ دانتوں سے جدا ہو کر سکڑ گئے ہوں منہ کھل گیا ہو' پیٹ پھول کے سینے سے اونچا ہو گیا ہو' اور آنتیں سرین سے باہر آ گئی ہوں۔

محمد بن کعب کا مشورہ:

محمد بن کعب نے کہا کہ اے اللہ کے بندے' اگر خود آپ کو اس امر کا الہام ہوا ہے تو غور کیجئے' اللہ کے بندوں کو اپنے نزدیک تین مراتب دیجئے جو آپ سے بڑے ہوں' انہیں ایسے مرتبے میں رکھیے کہ گویا وہ آپ کے باپ ہیں۔ جو ہم عمر ہوں انہیں ایسے مرتبے میں رکھیے کہ گویا وہ آپ کے بھائی ہیں' اور جو آپ سے چھوٹے ہوں تو انہیں ایسا درجہ دیجئے کہ گویا وہ آپ کے فرزند ہیں' پھر ان تینوں میں سے ایسا کون ہے جس کے ساتھ آپ بدی کرنا پسند کریں' یا وہ آپ کی ایسی حالت دیکھ سکے جو اسے ناگوار ہو۔

عمر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اے عبداللہ (اللہ کے بندے) میں ان میں سے کسی ایک کے ساتھ بھی (بدی کرنا پسند نہ کروں گا)۔ یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ جس نے اپنے دین کو مقدمات کا نشانہ بنا دیا تو وہ بہت بھٹکتا پھرے گا۔

میمون بن مہران سے مروی ہے کہ میں ایک رات کی صحبت میں عمر ابن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تھا' انہوں نے باتیں کیں اور نصیحت کی' وہ ایک شخص کو تاڑ گئے جس نے آنسو بہائے تھے اور خاموش ہو گئے' عرض کی' یا امیر المومنین' اپنا کلام جاری رکھیے' شاید اللہ آپ کے سبب سے اس شخص کو نفع دے جس کو وہ پہنچے اور وہ اسے سنے' انہوں نے کہا کہ اے میمون کلام فتنہ ہے' انسان کے لیے عمل' قول سے زیادہ بہتر ہے۔

رات کو عوام سے ملاقات کا معمول:

میمون بن مہران سے مروی ہے کہ ایک شب میں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس شبینہ میں تھا' میں نے کہا' یا امیر المومنین' اس حالت پر جس پر میں آپ کو دیکھتا ہوں آپ کا رہنا نہیں ہو سکتا۔ آپ دن کو لوگوں کی ضروریات اور ان کے کاموں میں مشغول

ہوتے ہیں اور اس وقت ہمارے ساتھ ہیں' اللہ ہی زیادہ جانتا ہے جس پر آپ اعتماد کرتے ہیں' انہوں نے میری بات کو ٹال دیا' اور کہا' اے میمون' لوگوں کی ملاقات کو میں نے ان کی عقل شناسی کا ذریعہ پایا۔

اطاعتِ خداوندی کی ترغیب:

سلام سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ منبر پر چڑھے' اور کہا کہ اے لوگو! اللہ سے ڈرو' اللہ کے خوف ہی میں اس کے ماسوا کا بدل ہے اور اللہ کے خوف کا کوئی بدل نہیں' لوگو! اللہ سے ڈرو' اس کی اطاعت کرو جو اللہ کی اطاعت کرے اور اس کی اطاعت نہ کرو جو اللہ کی نافرمانی کرے۔

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ جو شخص بغیر علم کے کوئی عمل کرے گا' اس سے بجائے اصلاح کے فساد زیادہ سرزد ہوگا' جس نے اپنے کلام اور عمل میں موافقت نہ کی اس کی غلطیاں بہت ہوں گی اور پسندیدہ باتیں کم' مومن کی جائے پناہ صبر ہے۔

یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ آج میرے لیے تمام امور میں کوئی مرضی کے موافق بات نہیں ہوئی سوائے ان مواقع کے جن میں اللہ کا فیصلہ (جاری) ہوا۔

موت کو کثرت سے یاد رکھنے کی ہدایت:

محمد بن عمر سے مروی ہے کہ عنبسہ بن سعید نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ آپ سے پہلے کے خلفا ہم لوگوں کو انعامات دیا کرتے تھے' میں آپ کو دیکھتا ہوں کہ اس مال کو خود اپنے اور اپنے اعزہ سے روک دیا ہے ہم لوگوں کے عیال ہیں لہٰذا اجازت دیجئے کہ ہم اپنی جائیداد اور تالابوں کی طرف رجوع کریں' انہوں نے کہا کہ بے شک مجھے تم میں سب سے زیادہ پسند وہ ہے جو یہ کرے' جب انہوں نے پشت پھیری تو عمر رحمۃ اللہ علیہ نے پکارا اور کہا کہ اے عنبسہ موت کو کثرت سے یاد کرو' کیونکہ تم جب اپنی زندگی اور حالت کی تنگی میں ہو گے اور موت کو یاد کرو گے تو یہی حالت تمہیں فراخی معلوم ہوگی' تم جب کسی سرور و خوش حالی میں ہو اور موت کو یاد کرو تو یہ حال تم پر تنگ ہو جائے گا۔

محمد بن زبیر الحنظلی سے مروی ہے کہ غالباً میں رات کو عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا' روٹی کے ٹکڑے اور روغن زیتون کھا رہے تھے' انہوں نے کہا کہ قریب آ کے تم بھی کھاؤ' میں نے کہا کہ جسے سردی لگی ہو اس کا کھانا برا ہے۔ پھر انہوں نے یہ شعر سنائے:

اذا مامات میت من تمیم   وسرك ان یعیش فجئ بزاد

''جب قبیلہ تمیم میں سے کوئی مر جائے اور تمہیں پسند ہو کہ وہ جی اٹھے تو توشہ لاؤ۔

بخبز او بلحم او بتمرٍ   اوالشیئ الملفف فی البجاد

روٹی یا گوشت یا کھجور لاؤ یا ایسی چیز جو لپٹی ہوئی ہو''۔

اور انہوں نے ایک تیسرا شعر بھی پڑھا جس کا قافیہ یہ تھا:

لیا کل راس لقمان بن عاد

''تا کہ لقمان بن عاد کا سر کھائے''۔

عرض کی امیر المومنین' میں نہیں خیال کرتا تھا کہ یہ شعر بھی اس میں ہے' انہوں نے کہا کہ بے شک وہ اسی میں ہے۔ عبیداللہ نے کہا کہ اس مصرع کا شروع یہ ہے:

تراه ينقل البطحاء شهرا لياكل رأس لقمان بن عاد

''تم اسے اس حالت میں دیکھو گے کہ مہینہ بھر سنگریزے ادھر سے اُدھر اٹھا اٹھا کے رکھتا رہے گا کہ ملے تو لقمان بن عاد کا سر کھا لے''۔

عبیداللہ بن محمد التیمی سے مروی ہے کہ میں نے اپنے والد وغیرہ کو بیان کرتے سنا کہ جب عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ ہوئے تو ان کے قرابت داروں کو جو وظائف ملتے تھے وہ انہوں نے بند کر دیئے اور ان سے وہ جاگیریں بھی لے لیں جو ان کے قبضے میں تھیں۔

سفارش کرنے پر پھوپھی کو جواب:

لوگوں نے ان کی پھوپھی ام عمر سے شکایت کی وہ ان کے پاس گئیں اور کہا کہ تمہارے قرابت دار شکایت کرتے ہیں کہ تم نے ان سے وہ چیز لے لی جو تمہارے سوا دوسروں کی دی ہوئی تھی' انہوں نے کہا کہ میں نے ان کا کوئی حق یا کوئی ایسی چیز جو ان کی ہو بند نہیں کی اور نہ میں نے ان سے کوئی حق یا کوئی شے جو ان کی تھی لی۔

ام عمر نے کہا کہ میں ان لوگوں کو اعتراض کرتے ہوئے دیکھتی ہوں' مجھے اندیشہ ہے کہ کسی سخت دن وہ لوگ تم پر ٹوٹ پڑیں گے' انہوں نے کہا کہ سوائے روز قیامت کے میں کسی دن سے نہیں ڈرتا' اس (روز قیامت) کے شر سے اللہ مجھے بچائے۔

انہوں نے ایک دینار' ایک ٹکڑا لوہا اور ایک انگیٹھی منگائی' دینار کو آگ میں ڈال دیا اور پھونکنے لگے' جب سرخ ہو گیا تو اسے کسی چیز سے لے کے نیچے ڈال دیا' کچھ آواز آنے لگی اور دھواں اٹھنے لگا' انہوں نے کہا کہ اے پھوپھی آپ کو اس قسم کی تکلیف سے اپنے بھتیجے پر رحم نہیں آتا۔

ام عمر اٹھ کر قرابت داروں کے پاس گئیں اور کہا تزوجون الى عمر فاذا نزعوا الشبه جزعتم اصبروا له (عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے خاندان میں نکاح کرتے ہو' اولاد میں جب ان کی شباہت ظاہر ہوتی ہے تو جزع وفزع کرتے ہو' اب اس پر صبر کرو)۔

عبیداللہ بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا کہ آپ نے ہر چیز بدل دی' یہاں تک کہ اپنی رفتار بھی' انہوں نے کہا کہ واللہ' جیسی رفتار میری تھی میں تو اس کو جنون سمجھتا ہوں' جب وہ چلتے تھے تو ہاتھ اٹھاتے اور چھوڑتے تھے۔

فکر آخرت:

عمر بن مجاشع سے مروی ہے کہ ایک روز عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ مسجد کی طرف چلے' ہاتھ اٹھا کر چھوڑنے لگے' پھر رک گئے اور رونے لگے' لوگوں نے کہا' امیر المومنین' آپ کو کس چیز نے رُلایا' انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے ہاتھ کو جنبش دی' بعد کو اندیشہ ہوا کہ آخرت میں اللہ اس میں ہتھکڑی نہ ڈال دے۔

جعفر بن برقان سے مروی ہے کہ ایک شخص عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور خیالات و عقائد کے متعلق کچھ دریافت کیا' انہوں نے کہا کہ اعرابی کا اور اس بچے کا طریقہ اختیار کرو جو مکتب میں ہوتا ہے' اس کے سوا جو ہو اس کو چھوڑ دو۔ عمرو بن میمون سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں علماء مثل شاگردوں کے تھے۔ سفیان سے مروی ہے کہ ایک شخص نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی غیبت کی' کہا گیا کہ تجھے ان کے سامنے کہنے سے کون روکتا ہے' اس نے کہا کہ متقی کے منہ میں لگام دی ہوئی ہے۔

ابی مجلز سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے نوروز و مہرجان میں (جو رافضیوں کی عید کے دن ہیں) اپنے پاس کوئی تحفہ لانے سے منع کیا۔

ربیعۃ الشعوذی سے مروی ہے کہ میں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جانے کے لیے ڈاک کے گھوڑے پر سوار ہوا' مگر وہ ملک شام کے کسی مقام پر رُک گیا' میں ایک سواری بیگار لے کر ان کے پاس آیا' وہ خناصرہ میں تھے' پوچھا کہ مسلمانوں کے پر کیا ہوئے' میں نے کہا' امیر المومنین' مسلمانوں کے پر کیا' کہا' ڈاک' میں نے کہا کہ وہ فلاں جگہ ختم ہو گئی۔ انہوں نے کہا کہ پھر تم کیسے ہمارے پاس آئے' میں نے کہا کہ بیگار کی سواری پر جو نبطیوں سے لی تھی' انہوں نے کہا کہ میری سلطنت میں بھی تم لوگ بیگار لیتے ہو' پھر انہوں نے حکم دیا تو مجھے چالیس تازیانے مارے گئے۔ اللہ ان پر رحمت کرے۔

اہل کوفہ کے لئے اصلاحی فرمان:

ابوالعلاء تاجر چوب سے مروی ہے کہ جس وقت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان کوفے کی مسجد میں لوگوں کو پڑھ کر سنایا گیا تو میں بھی موجود تھا' لکھا تھا کہ جس کے ذمے امانت ہو اور وہ ادا کرنے پر قادر نہ ہو تو اس کو اللہ کے مال میں سے دے دو' کوئی شخص عورت سے نکاح کرے اور مہر دینے سے قاصر ہو تو اس کو بھی اللہ کے مال (بیت المال) میں سے دے دو نبیذ (زلال کشمش و خرما) حلال ہے' لہٰذا جو مشک میں ہو اس کو پیو' سب لوگوں نے پیا' ابوالعلا نے کہا کہ پھر تو یہ ہو گیا کہ جب کوئی شادی ہوئی تو لوگ اتنی بڑی مشک بنا لیتے کہ اس میں دس مٹکے سما جائیں۔

حجاج کی بھیڑوں کو فروخت کرنے کا حکم:

یونس بن عبداللہ التیمی الیربوعی سے مروی ہے کہ عبدالحمید بن عبدالرحمٰن نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا کہ یہاں ایک ہزار بھیڑیں ہیں جو حجاج کی تھیں یا حجاج کے پاس تھیں' عمر رضی اللہ عنہ نے لکھا کہ انہیں فروخت کر کے قیمت اہل کوفہ میں تقسیم کر دو' عبدالحمید نے لوگوں سے کہا کہ لکھو' انہوں نے بدنظمی کی اور غلط لکھا' عمر کو اطلاع دی کہ لوگوں نے بدنظمی کی ہے۔ عمر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ ہم وہی ان کے سپرد کریں گے جو اللہ نے ہمارے سپرد کیا ہے' انہیں اسی طرح دے دو جس طرح انہوں نے لکھا ہے' لوگوں کو سات سات درہم ملے' ہر روز عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے خیر ہی آیا کرتی تھی۔

سعید بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے دمشق کے دارالضرب کے افسر کو لکھا کہ مسلمانوں کے فقراء تمہارے پاس جو ناقص دینار لائیں اسے پورے وزن کے دینار سے بدل دیا کرو۔

ابن ثوبان سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے حق کے مطابق زکوٰۃ لی اور حق ہی کے مطابق خرچ کی' عاملین کو بقدر

ان کے عمل کے اتنا دیا جتنا ان کے برابر والوں کو ملتا تھا اور کہا کہ اللہ ہی کے لیے حمد ہے جس نے مجھے موت نہ دی تاوقتیکہ میں نے اس کے فرائض میں سے ایک فریضے کو قائم نہ کرلیا۔ عمر بن مہاجر سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کہتے تھے کہ ہر واعظ قبلہ ہے۔

عرب و موالی میں مساوات:

ابوبکر بن ابی مریم سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے عرب اور موالی (آزاد کردہ غلاموں) کو رزق (وظیفہ) معونت (اعانت) وعطاء (سالیانہ) میں برابر کردیا۔ سوائے اس کے کہ انہوں نے آزاد کردہ موالی کا حصہ پچیس دینار مقرر کیا تھا۔

عمرو بن مہاجر ابی عبید سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے سنا کہ اگر میں لوگوں کو کسی چیز کی تادیب کرتا تو میں مؤذن کے اقامت شروع کرتے ہی کھڑے ہونے پر مارتا کہ آدمی اپنے داہنے اور بائیں والے کو برابر کرلے۔

سپہ سالار کے لئے احکامات:

اوزاعی سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے سرداران لشکر کو لکھا کہ معرکہ جہاد میں تمہاری سواری ایسی ہو کہ جتنے مسلمان سوار ہوں ان سب کے مقابلے میں تمہارا ہی جانور کمزور نکلے۔

سعید بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو عاملین کی ترقی کے بارے میں مشورہ دیا گیا تو انہوں نے کہا کہ ان لوگوں کا اپنی خیانت کے ساتھ اللہ سے ملنا مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ میں اس سے ان کے خونوں کے ساتھ ملوں۔ میمون سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے عامل کو لکھا: امابعد! مالکان زمین کو ان خراجی زمینوں کے فروخت کرنے کی اجازت دے دو جو ان لوگوں کے قبضے میں ہیں' وہ لوگ جو کچھ فروخت کرتے ہیں مسلمانوں ہی کی غنیمت اور جزیہ معینہ ہے۔

میمون سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک عامل آیا' پوچھا' تم نے کتنی زکوٰۃ جمع کی' اس نے کہا کہ اتنی اتنی' پوچھا کہ تم سے پہلے جو عامل تھے اس نے کتنی جمع کی تھی' اس نے کہا کہ اتنی اتنی اس نے اس سے زائد بیان کیا جو خود جمع کیا تھا۔ عمر نے کہا کہ یہ (زائد) کہاں سے آیا تھا اس نے کہا کہ امیر المومنین' جزیے میں فارسیوں سے ایک دینار' خادم سے ایک دینار اور کھیت سے پانچ دراہم لیے جاتے تھے' آپ نے یہ سب کم کردیا' انہوں نے کہا' نہیں واللہ میں نے اسے کم نہیں کیا' بلکہ اللہ نے کم کردیا۔

ابوالملیح سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ایسی بھیڑ' بکری' اونٹ کے جائز ہونے کا حکم لکھا جو کسی کی ملک نہ ہوں اور چھوٹے پھرتے ہوں' وہ ایک ایسی چیز ہے جس کو اللہ نے پیدا کیا ہے' لہٰذا کوئی ایک شخص کسی دوسرے سے زیادہ اس کا مستحق نہیں (یعنی سب کا حق برابر ہے)۔

احیاء سنت کا عزم اور عملی جدوجہد:

ابوالملیح سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان سنت کے زندہ کرنے اور بدعت کے مٹانے کے لیے آئے' اور یہ کہ تم لوگوں کو مناسب ہے کہ میرے متعلق تمہارا گمان یہ ہو کہ مجھے نہ تمہارے مال کی حاجت ہے' نہ اس کی جو میرے قبضے میں ہے اور نہ اس کی جو تمہارے قبضے میں ہے' یہ کہ اللہ کی نافرمانی کا جو ارتکاب کرے وہ اس کے عذاب کا مستحق ہے۔ فرات بن مسلم سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا سیب کو جی چاہا' انہوں نے اپنے گھر بھیجا' مگر کچھ نہ ملا کہ سیب خریدتے' وہ سوار ہوئے اور ہم بھی ان

کے ساتھ ہوئے‘ ایک گرجا پر گزر ہوا‘ انہیں گرجا والوں کے غلام ملے جن کے پاس سیب کے خوان تھے‘ وہ ان میں سے ایک خوان کے پاس کھڑے ہو گئے اور سیب لے کر سونگھا پھر خوان میں رکھ دیا‘ اور کہا کہ تم لوگ اپنے گرجا میں چلے جاؤ‘ میں نہیں جانتا کہ تم نے میرے ساتھیوں میں سے کسی کو کچھ بھیجا ہے۔

راوی نے کہا کہ میں نے اپنے خچر کو حرکت دی اور ان کے پاس پہنچ کر کہا‘ امیر المومنین‘ سیبوں کو آپ کا جی چاہا مگر نہ ملے‘ اور ہدیۃً دیا گیا تو آپ نے واپس کر دیا‘ انہوں نے کہا کہ مجھ کو اس کی ضرورت نہیں‘ میں نے کہا کہ کیا رسول اللہ ﷺ وابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ہدیہ نہیں قبول کرتے تھے‘ انہوں نے کہا کہ ان حضرات کے لیے وہ ہدیہ تھا‘ مگر وہی ان کے بعد عمال حکومت کے لیے رشوت ہے۔

کاغذ کے ٹکڑے کی واپسی:

فرات بن مسلم سے مروی ہے کہ میں ہر جمعے کو اپنے خطوط عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے پیش کیا کرتا تھا‘ ایک مرتبہ پیش کیا تو انہوں نے ایک بچا ہوا کاغذ جو بقدر ایک بالشت یا چار اُنگل کے تھا لے لیا اور اس پر اپنی ضرورت کی کوئی چیز لکھی‘ میں نے کہا کہ امیر المومنین سے غفلت ہو گئی (کہ پرایا کاغذ استعمال کیا) دوسرے دن کہلا بھیجا کہ آؤ اور اپنے خطوط بھی لاؤ‘ میں خطوط ان کے پاس لے گیا‘ انہوں نے مجھ کو کسی کام سے بھیج دیا‘ واپس آیا تو کہنے لگے کہ اب اتنا وقت نہیں رہا کہ ہم تمہارے خطوط کو دیکھیں‘ میں نے کہا‘ نہیں‘ آپ نے تو کل دیکھا تھا‘ انہوں نے کہا کہ ان خطوط کو لے لو‘ دوبارہ جب بلاؤں تو لانا۔ میں نے اپنے خطوط کھولے تو ان میں اتنا ہی بڑا ایک کاغذ پایا جتنا کہ انہوں نے لیا تھا۔ معمر سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا‘ امابعد‘ کسی عامل کو طبقہ عام و طبقہ خاص سے دو دو عطاء نہ دو‘ اس لیے کہ کسی کو یہ حق نہیں کہ وہ دہری عطاء لے‘ اور جس نے اس میں سے کچھ لیا ہو تو اس سے لے لو اور پھر وہیں لوٹا دو جہاں سے لی تھی۔ والسلام

قیدیوں اور غلاموں کے بارے میں فرمان:

معمر سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا‘ امابعد جو لوگ تمہارے قید خانوں اور تمہارے ملک میں ہوں ان کے متعلق نیکی کی وصیت قبول کرو‘ تا کہ تم انہیں ہلاکت تک نہ پہنچا دو‘ ان کے لیے مناسب روٹی اور آرام کا انتظام کرو۔ عبیداللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ میرے لیے کوئی مخصوص دعا نہ کرو‘ عام مومنین و مومنات کے لیے دعا کرو‘ اگر میں بھی مومن ہوں گا تو ان کے ساتھ شریک ہو جاؤں گا۔ ابوالملیح سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ میرے نزدیک حدود (جرائم کی قرآنی سزا) کا قائم کرنا ایسا ہی ہے جیسے نماز و زکوٰۃ کا قائم کرنا۔

پلوں اور گزرگاہوں کے ٹیکس کا خاتمہ:

جعفر بن برقان سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا: میں نے خیال کیا تھا کہ اگر پلوں اور گزرگاہوں پر عامل مقرر کر دیئے جائیں گے تو وہ قاعدے کے مطابق زکوٰۃ لیں گے‘ مگر بدعاملوں نے حکم کی خلاف ورزی کر کے ظلم کیا‘ میری رائے ہے کہ ہر شہر میں ایک شخص مقرر کر دوں جو صاحب زکوٰۃ سے زکوٰۃ لے‘ پلوں اور گزرگاہوں پر لوگوں سے زکوٰۃ نہ لی جائے۔

یزید بن الاصم سے مروی ہے کہ میں سلیمان بن عبدالملک کے پاس بیٹھا تھا' ایک شخص آیا جس کا نام ایوب تھا' بنج کے پل پراس مال کو لادتا جو بطور زکوٰۃ کے لیا جاتا تھا' عمر بن عبدالعزیزؒ نے کہا کہ یہ شخص مفسد ہے جو برا مال لادتا ہے' تخت نشین ہوئے تو انہوں نے پلوں اور گزرگاہوں پر زکوٰۃ دینے سے لوگوں کو آزاد کر دیا۔

غرباء اور مسافروں کے لئے دارالطعام:

وہیب بن الورد سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیزؒ نے مساکین وفقراء ومسافرین کے لیے دارالطعام بنایا تھا' اصحاب اہتمام کو حکم تھا کہ اس لنگر خانے سے خود کچھ نہ لیں' یہ محض فقراء ومساکین ومسافرین کے لیے ہے۔ ایک روز تشریف لائے' دیکھا کہ ان کی ایک آزاد کردہ کنیز کے پاس ایک پیالہ ہے' جس میں گھونٹ بھر دودھ ہے' پوچھا یہ کیا ہے' اس نے کہا کہ آپ کی فلاں زوجہ حاملہ ہیں جیسا کہ آپ کو بھی معلوم ہے' ان کا گھونٹ بھر دودھ کو جی چاہا' عورت جب حاملہ ہو اور کسی چیز کو اس کا جی چاہے اور وہ اسے نہ دی جائے تو جو کچھ اس کے پیٹ میں ہے اس کے گر جانے کا اندیشہ ہوتا ہے' اس لیے یہ ایک گھونٹ دودھ میں نے دارالطعام سے لے لیا۔ عمرؒ اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنی زوجہ کے پاس لے گئے' وہ بلند آواز تھے اور کہہ رہے تھے' کہ جو کچھ ان کے پیٹ میں ہے اگر اسے صرف فقراء ومساکین کا کھانا روک سکتا ہے تو اللہ اسے نہ روکے' پھر وہ اپنی بیوی کے پاس گئے' بیوی نے کہا کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے' انہوں نے کہا کہ یہ کنیز خیال کرتی ہے کہ جو کچھ تمہارے پیٹ میں ہے اسے مساکین وفقراء کا کھانا ہی روک سکتا ہے' اور اگر اسے یہی روک سکتا ہے تو اللہ اسے نہ روکے۔ زوجہ نے کنیز سے کہا کہ تیری خرابی ہو اسے واپس لے جا' بخدا میں اسے نہ چکھوں گی اس نے اسے واپس کر دیا۔

گستاخ رسول کی سزا:

سہیل بن ابی صالح سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیزؒ نے کہا کہ سوائے نبی ﷺ کو گالی دینے کے اور کسی کو گالی دینے میں کوئی قتل نہیں کیا جائے گا۔

عاجزی وانکساری:

مالک بن انس سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیزؒ نے کہا کہ جس کی اس شان (اسلام) کے سوا کوئی اور شان ہو (تو ہوا کرے) میری شان تو وہی ہے جو اللہ نے لکھ دی ہے کہ جس چیز پر عمل کا حکم ہوا میں اسی پر عامل رہا اور جس چیز میں کوتاہی کا حکم تھا میں نے اس میں کوتاہی کی' میں نے جو نیکی کی ہے اللہ کی مدد اور رہبری کی ہے' اور میں اسی سے اُس کی برکت مانگتا ہوں اس کے سوا ہوا تو میں خدائے برتر سے اپنے گناہ کی مغفرت چاہتا ہوں۔

ابی سنان سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیزؒ جب بیت المقدس آتے تو اسی مکان میں اترتے جس میں میں تھا۔ انہوں نے کہا کہ ابوسنان اس گھر والوں میں کوئی شخص اس وقت تک ہانڈی نہ چڑھائے جب تک کہ میں باہر نہ چلا جاؤں' جب بستر پر آتے تو اپنی رجز بن خوش آواز سے پڑھتے تھے:

﴿ان ربکم اللہ الذی خلق السمٰوات والارض﴾ (پوری آیت) پھر پڑھتے:

﴿ افامن اهل القرىٰ ان یأ تیهم بأسنا بیاتاوهم نائمون ﴾ سے ﴿ وهم یلعبون ﴾ تک۔

وہ اسی قسم کی آیات کو تلاش کر کے پڑھتے تھے۔ (جن میں قیامت وعذاب الٰہی سے ڈرایا گیا ہے)۔محمد بن عیینہ المہلبی سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا پیام پڑھا جو یزید بن المہلب کے نام تھا۔

''سلام علیک' میں تمہارے سامنے اس اللہ کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں اما بعد' سلیمان بن عبدالملک کو جو اللہ کے بندوں میں سے ایک بندے تھے' اللہ نے ان کے عمدہ اوقات واحوال پر اٹھالیا' اللہ ان پر رحمت کرے' انہوں نے مجھے خلیفہ بنایا ہے' لہٰذا تم ان لوگوں سے جو تمہارے پاس ہیں میری اور عبدالملک کی' بشرطیکہ وہ میرے بعد خلیفہ ہوں' بیعت لو' اگر یہ خلافت جس کا والی میں ہوں بیویاں بنانے اور مال جمع کرنے کے لیے ہو تو اللہ مجھے اس اچھی جگہ پہنچا دے جہاں اس نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو پہنچایا ہے' مجھے قیامت میں سخت حساب اور باریک باز پرس کا اندیشہ ہے' سوائے اس کے کہ اللہ اعانت کرے' والسلام علیک ورحمۃ اللہ''۔

ٹیکس وصول کرنے والوں کو ہدایات:

عمر بن بہرام الصراف سے مروی ہے کہ ہمیں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمان پڑھ کر سنایا گیا:

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم' اللہ کے بندے امیر المومنین عمر رحمۃ اللہ علیہ کی جانب سے عدی بن ارطاۃ اور ان مسلمین ومومنین کو جو ان کے پاس ہوں' سلام علیکم' میں تمہارے سامنے اسی اللہ کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں' اما بعد' ذمیوں کے حال پر نظر کرو اور ان کے ساتھ مہربانی کرو' جب ان میں سے کوئی بوڑھا ہو جائے اور اس کے پاس مال نہ ہو تو اس پر تم خرچ کرو' اگر اس کا کوئی دوست ہو تو حکم دو کہ وہ اس پر خرچ کرے' اس کے زخم کا بدلہ لو' جیسا کہ اگر تمہارا کوئی (غیر مسلم) غلام ہوا اور وہ بوڑھا ہو جائے تو تمہارے لیے اس پر خرچ کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں یہاں تک کہ وہ مر جائے یا آزاد ہو جائے' مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم شراب پر محصول لیتے ہو اور اسے اللہ کے بیت المال میں جمع رہنے دیتے ہو' دیکھو' خبردار' اللہ کے بیت المال میں سوائے پاک مال کے اور کوئی مال نہ داخل کرنا' والسلام علیکم''۔

مثلہ کی سخت ممانعت:

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنے ایک عامل کو لکھا کہ خبردار مجھے مثلہ کی اطلاع نہ ہونے پائے' سر اور داڑھی کا منڈانا بھی مثلہ ہے۔

خراج کی وصولی میں عدل اور نرمی:

عبدالرحمٰن الطویل سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے میمون بن مہران کو لکھا کہ میمون تم نے مجھے لکھ کر حکم وخراج جمع کرنے کی شدت کا ذکر کیا ہے' حالانکہ میں نے اس کے متعلق تمہیں کسی ایسے کام کی تکلیف نہیں دی جو تمہیں دشواری میں ڈال دے' جو حق و پاک ہوا سے (خراج میں) وصول کرو اور جو حق تمہیں خوب واضح ہو جائے اس کے موافق فیصلہ کرو' اگر کوئی معاملہ تمہاری سمجھ میں نہ آئے تو مجھے پیش کرو' کسی امر کو جو تم پر گراں ہو لوگ ترک کر دیں تو نہ دین قائم رہ سکتا ہے نہ دنیا۔

رعایا سے حسن سلوک کا حکم:

میمون نے کہا کہ میں دیوان دمشق پر مامور تھا' لوگوں نے ایک اپاہج شخص کے لیے وظیفہ معین کیا' میں نے کہا کہ اپاہج کے ساتھ احسان کرنا مناسب ہے' مگر وہ تندرست آدمی کے برابر وظیفہ لے تو یہ مناسب نہیں۔ ان لوگوں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے میری شکایت کی اور کہا کہ یہ شخص ہمیں دشواری میں ڈالتا ہے' ہم پر گراں ہے اور ہمارے ساتھ سختی کرتا ہے۔ انہوں نے مجھے لکھا کہ جب تمہارے پاس یہ فرمان آئے تو لوگوں کو دشواری میں نہ ڈالنا' ان کے ساتھ سختی نہ کرنا اور نہ ان پر گراں ہونا' کیوں کہ میں ان امور کو پسند نہیں کرتا۔

عبدالرحمٰن بن حسن نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے معادن (کانوں) کے بارے میں لکھا کہ میں نے غور کیا تو ان کا نفع خاص پایا اور ضرر عام' لہٰذا ان لوگوں کو ان میں کام کرنے سے روکو' جو زمین محفوظ کر لی جائے اس کو عام کر دو کہ سب پر مباح ہے' بارش کے مقامات سے کسی کو نہ روکا جائے۔

کنیز کے لباس کے لیے حکم:

عبدالرحمٰن بن حسن نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ کنیز کو سر بند کا (اوڑھنی جو سر پر باندھی جاتی ہے اور اس کے اوپر دوپٹہ ہوتا ہے) لباس ہرگز نہ دیا جائے اور نہ آزاد عورتوں کے مشابہ کیا جائے۔

والیٔ یمن کے نام فرمان:

ایوب بن موسیٰ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے عامل یمن عروہ کو لکھا: امابعد' میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ مسلمانوں کے حقوق واپس کر دو' مگر تم مجھ سے رجوع کرتے ہو' اور اپنے اور میرے درمیان فاصلے کا بھی خیال نہیں کرتے اور نہ موت آنے کو سمجھتے ہو' میں نے تو اگر کبھی لکھا کہ کسی مسلمان کو ایک بکری جو اس کا حق ہے واپس کر دو تو یہ بھی ضرور لکھ دیا کہ وہ خاکی رنگ کی ہو یا سیاہ' لہٰذا غور کر لو کہ مسلمانوں کو ان کے حقوق واپس کرو' اور مجھ سے رجوع نہ کرو۔

عذاب آخرت کا خوف:

سفیان سے مروی ہے کہ لوگوں نے عبدالملک بن عمر بن عبدالعزیز سے کہا کہ تمہارے والد نے قوم کی مخالفت کی اور یہ کیا اور وہ کیا' انہوں نے کہا' میرے والد کہتے ہیں کہ "انی اخاف ان عصیت ربی عذاب یوم عظیم" (اگر میں اپنے پروردگار کی نافرمانی کروں تو مجھے روز قیامت کے عذاب کا خوف ہے) اپنے والد کے پاس گئے اور انہیں آگاہ کیا' پوچھا' پھر تم نے یہ کیوں نہ کہا کہ میرے والد کہتے ہیں "انی اخاف ان عصیت ربی عذاب یوم عظیم" عرض کی میں نے یہی کہا ہے۔ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے کہا "ابقاك الله" اللہ آپ کو باقی رکھے' میں نے کہا' اس بات سے تو فراغت ہو چکی' نیکی و پرہیزگاری کی دعا کرو۔ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ مجھے سرخ اونٹ اچھے نہیں معلوم ہوتے' اسی لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو اس میں اختلاف تھا۔

گا کر اذان دینے کی ممانعت:

جعفر بن برقان سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پیغام میں لکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں ''اما بعد'' لکھا ہے۔ سفیان سے مروی ہے کہ مجھے معلوم ہوا کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی بیوی یا بیٹی کو چت لیٹ کر سوتے دیکھا تو انہیں منع کیا۔ عمر بن سعید بن ابی حسین سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مؤذن تھے' جب وہ اذان کہتے تو ڈر سے کانپنے لگتے' عمر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ایک کنیز کو کہتے سنا کہ کبوتر اذان دے رہا ہے' انہوں نے مؤذن کو کہلا بھیجا کہ سیدھی طرح اذان کہو اور گاؤ نہیں ورنہ اپنے گھر میں بیٹھو۔

خچر فروخت کرنے کی وجہ:

طلحہ بن یحییٰ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا ایک خچر جس کے چارے کی انہیں مقدرت نہ تھی چرنے کو جنگل بھیجا' پھر اسے فروخت کر ڈالا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا احترام:

محمد بن النضر سے مروی ہے کہ لوگوں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اختلاف کا ذکر کیا' انہوں نے کہا کہ یہ ایک ایسا امر ہے' جس کو اللہ نے تم لوگوں کے ہاتھوں سے باہر کر دیا' لہٰذا اپنی زبانوں کو بھی کام میں نہ لاؤ۔ قتادہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اہل دیوان سے نصف درہم صدقہ فطر لیتے تھے۔ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی فرد کے عمل سے پوری قوم کو عذاب میں نہیں ڈالتا' مگر جب نافرمانیاں غالب ہو جاتی ہیں تو سب پر عذاب آ جاتا ہے۔

صفائی کا اہتمام نہ کرنے کی سزا:

اسامہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ جب جمعے کی نماز پڑھتے تو دربانوں کو بھیجتے اور حکم دیتے کہ مسجد کے دروازوں پر کھڑے ہوں' کوئی ایسا شخص ان کے پاس سے گزرے جو بال چھوڑے ہوا اور ان میں کنگھی نہ کرتا ہو تو اس کے بال کتر ڈالیں۔ حمیدہ دایہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اپنی بیٹیوں کو چت لیٹ کر سونے سے منع کرتے اور کہتے کہ جب تم میں سے کوئی چت لیٹی ہو تو شیطان اس پر غالب آ کر بہکانے کی طمع کرتا ہے۔

اہل بصرہ کو خوشحالی پر اللہ کا شکر ادا کرنے کا حکم:

ابی ہاشم سے مروی ہے کہ عدی بن ارطاۃ نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا کہ اہل بصرہ کو اتنا مال حاصل ہو گیا ہے کہ مجھے ان کے اترانے کا اندیشہ ہے' عمر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ اللہ تعالیٰ جب اہل جنت کو جنت میں داخل کرے گا تو ان کے ''الحمدللہ'' کہنے سے خوش ہو گا' لہٰذا جو لوگ تمہارے پاس ہیں انہیں الحمدللہ کہنے کا حکم دو۔

مغیرہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے چند مصاحب تھے جو لوگوں کے معاملات میں غور کیا کرتے' عمر رحمۃ اللہ علیہ اٹھنے کا ارادہ کرتے تو ان کے اور مصاحبین کے درمیان یہ علامت تھی کہ وہ کہتے: ''اذا شئتم'' (تم لوگ جی چاہو)۔ موسیٰ بن عقبہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اگر میں سنت کو قائم نہ کروں اور حق کی خصلت نہ اختیار کروں تو مجھے اتنی دیر جینا بھی پسند نہیں جتنی

کہ بکری کا ایک تھن دودھ کے دوسرا تھن دوہنے میں لگتی ہے۔ یعقوب بن عبدالرحمٰن نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے عدی بن ارطاۃ کو لکھا کہ لوگوں سے مائدۂ نوبہ اور مکس (محصول کے اقسام) اٹھالو میری جان کی قسم یہ مکس نہیں ہے بلکہ بخس (نقصان) ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿لاتبخسوا الناس اشیاء هم ولا تعثوا فی الارض مفسدین﴾ (لوگوں کی چیزوں میں خیانت نہ کرو اور نہ زمین میں فساد کرتے پھرو) جو شخص اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرے اس سے قبول کرلو اور جو نہ لائے تو اللہ اس سے حساب لینے والا ہے۔

عاملین کو عدل و احسان کی تلقین:

یعقوب بن عبدالرحمٰن نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے بعض عاملوں کو لکھا کہ اگر تم اس قدر عدل و احسان و اصلاح میں رہنے پر قادر ہو جس قدر کہ تم سے پہلے کے لوگ جور و ظلم و عدوان (سرکشی) میں تھے تو کہو لاحول ولاقوۃ الا باللہ (گناہ سے باز رہنا اور نیکی کی طاقت بغیر اللہ کی مدد کے نہیں ہے)

یعقوب بن عبدالرحمٰن نے اپنے والد سے روایت کی کہ ایک شخص نے عمر ابن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ امیر المومنین آپ پر سلام ہو (السلام علیک) انہوں نے کہا کہ اپنے سلام کو عام کرو (یعنی السلام علیکم کہ تم سب پر سلام ہو کہو)۔

نومسلموں سے جزیہ لینے کی ممانعت:

یعقوب بن عبدالرحمٰن نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو والی مصر حیان بن شریح نے لکھا کہ اہل ذمہ (غیر مسلم رعایا) تیزی سے اسلام میں داخل ہو رہے ہیں اور انہوں نے جزیے کو توڑ دیا ہے' عمر نے لکھا' امابعد' اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو داعی (حق کی دعوت دینے والا) بنا کر بھیجا ہے' آپ کو جابی (محصول جمع کرنے والا) بنا کر نہیں بھیجا' جب میرا فرمان تمہیں پہنچے اور دیکھو کہ اہل ذمہ تیزی سے اسلام میں داخل ہو رہے ہیں اور انہوں نے جزیہ توڑ دیا ہے تو تم اپنی مراسلت کو تہ کر دو اور چلے آؤ۔ ابی سہیل نافع بن مالک سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کی تلاوت کی:

﴿فانکم وما تعبدون ما انتم علیه بفاتنین الامن هو صالی الجحیم﴾

''پھر تم اور جن کو تم پوجتے ہو خدا (کی راہ) سے کسی کو گمراہ نہیں کر سکتے' مگر اس کو جو خود جہنم میں جانے والا ہے''۔

منکرین تقدیر کے بارے میں رائے:

اور کہا کہ اے ابو سہیل اس آیت نے گروہ قدریہ کے لیے (جن کا یہ عقیدہ ہے کہ انسان خود اپنے افعال کا خالق ہے اور اسے نیکی و بدی کا اختیار کامل ہے) کوئی حجت باقی نہیں رکھی' ان لوگوں کے بارے میں کیا رائے ہے۔ میں نے کہا کہ ان سے توبہ کرنے کو کہا جائے' اگر توبہ کرلیں تو خیر ورنہ گردنیں ماردی جائیں' انہوں نے کہا کہ میری بھی یہی رائے ہے۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی گستاخی پر سزا:

ابراہیم بن میسرہ سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو خلافت کے زمانے میں کسی کو مارتے نہیں دیکھا سوائے ایک شخص کے جس نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو برا کہا تھا' انہوں نے اسے تیں کوڑے مارے۔

سچے گواہ کو دھمکانے پر سزا:

عبدالرحمٰن بن حسن نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر تھا' جس وقت کہ قریش کے کچھ لوگ ان کے سامنے جھگڑا کر رہے تھے (اور مقدمہ پیش کر رہے تھے) ان میں سے بعض لوگ بعض کی مدد کرنے لگے' عمر نے کہا کہ مجھے ان کے درمیان مدد دینے سے بچنا چاہیے' اگر یہ ایسا امر ہوتا کہ میں تم لوگوں کو حکم دے دیتا تو تم لوگ ضرور مجھ سے ناراض ہوتے' ان کے پاس گواہ آ کر گواہی دینے لگے' جس کے خلاف شہادت تھی وہ گواہ کی طرف گھورنے لگا' عمر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اے ابن سراقہ عنقریب ہے کہ لوگ باہم حق کی گواہی نہ دیں' کیونکہ میں اس کو دیکھتا ہوں کہ گواہ کو گھورتا ہے' جو شخص معتبر گواہ کو ایذاء دے اسے تم تیس تازیانے مارو اور منظر عام پر کھڑا کر دو۔ ابن شہاب سے مروی ہے کہ وہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گئے' ان سے باتیں کیں اور بہت کیں' عمر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ تم جو کچھ بیان کرتے ہو ہم اسے سن چکے ہیں' مگر تم بیان کر کے بھول جاتے ہو (اس لیے ایک ہی بات کو بار بار کہتے ہو)۔ محمد بن قیس سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے عامل مصر کو لکھا کہ اللہ کی (مقرر کردہ) حدود (سزاؤں) کے سوا اور کوئی سزا تیس تازیانے سے نہ بڑھانا۔

محمد بن قیس سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے حکم دیا کہ وہ پانی جس سے وہ وضو و غسل کرتے ہیں مطبخ عام میں گرم نہ کیا جائے۔ جعفر بن برقان سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ جو عیدگاہ پیادہ جانے کی طاقت رکھتا ہے اسے پیادہ جانا چاہیے۔ طلحہ بن یحییٰ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ جنازے پر (نماز کی) تکبیر نہ کہتے تھے' تاوقتیکہ اس سے حنوط (عطریت) نہ زائل کر دیا جاتا۔

اسماعیل بن رافع سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے خلیفہ ہونے کے بعد ایک گرجا میں (جو مسجد بن گیا تھا) نماز کی امامت کی۔ عثمان بن عبدالحمید بن لاحق نے اپنے والد سے روایت کی کہ ایک شخص نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کچھ پڑھا' وہاں ایک اور گروہ بھی تھا' گروہ کے ایک شخص نے کہا کہ اس نے غلطی کی' عمر نے کہا کہ تم نے جو کچھ سنا اس نے تمہیں غلطی (پر غور کرنے) سے باز نہیں رکھا۔

خیار سے مروی ہے کہ میں ایک مجلس میں تھا' عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ خلافت سے پہلے ہمارے پاس آئے اور بیٹھ گئے' سلام نہیں کیا' پھر انہیں یاد آیا تو کھڑے ہوئے اور سلام کر کے بیٹھے۔ رجاء بن حیوۃ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے مکحول سے کہا کہ خبردار مسئلہ تقدیر میں تم اس امر کے قائل نہ ہونا جس کے یہ لوگ یعنی غیلان اور ان کے ساتھی قائل ہیں۔ ربیع بن سبرہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے عامل کو لکھا کہ تریاق میں سوائے سریع التاثیر سانپ کے اور کوئی زخمی (جانور) نہ ڈالو۔

مقدمہ کا فیصلہ کرنے میں تاخیر گوارا نہ تھی:

عبدالرحمٰن بن حسن بن القاسم الازرقی نے جن کے ماموں جراح ابن عبداللہ الحکمی تھے اپنے والد سے روایت کی کہ وہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تھے' قریش کے کچھ لوگ ان کے سامنے اپنا مقدمہ پیش کر رہے تھے' انہوں نے فیصلہ کر دیا' جس کے خلاف

فیصلہ تھا اس نے کہا کہ اللہ آپ کی اصلاح کرے میرے گواہ ہیں جو موجود نہیں' عمر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ حق کو حق دار کے لیے سمجھ لینے کے بعد فیصلے میں تاخیر نہیں کر سکتا' تم جاؤ' اگر اپنی شہادت وحق کو میرے پاس لائے جو ان لوگوں کے حق سے زیادہ مستحکم ہوا تو میں سب سے پہلا شخص ہوں گا کہ خود اپنے فیصلے کو اپنے خلاف کر دوں گا۔

ذمیوں کو دعوت اسلام:

عبدالرحمٰن بن حسن نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ جب خلیفہ تھے تو عامل خراسان جراح بن عبداللہ الحکمی کو لکھا کہ جزیہ ادا کرنے والوں کو اسلام کی دعوت دیں' اگر وہ اسلام لائیں تو ان کا اسلام قبول کریں' جزیہ موقوف کر دیں' ان کے وہی حقوق ہوں گے جو مسلمانوں کے ہیں اور ان پر وہی ذمہ داریاں عائد ہوں گی جو مسلمانوں پر ہیں۔

ذمیوں کا قبول اسلام:

شرفائے اہل خراسان میں سے ایک شخص نے ان سے کہا کہ دعوتِ اسلام کی ترغیب صرف اس صورت میں ہو سکتی ہے کہ انہیں جزیہ معاف کر دیا جائے' لہٰذا آپ ختنہ کے ذریعے ان کا امتحان لیجئے' عمر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں ختنہ کی وجہ سے انہیں اسلام سے برگشتہ کر دوں گا' وہ لوگ اگر اسلام لائے اور ان کا اسلام اچھا ہوا تو وہ خود ہی تیزی کے ساتھ پاکی طرف جائیں گے۔ ان کے ہاتھ پر تقریباً چار ہزار آدمی اسلام لائے۔

مثالی امن وامان:

مالک بن دینار سے مروی ہے کہ جب عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ لوگوں پر عامل بنائے گئے تو بکریوں کے چرواہوں نے جو پہاڑوں کی چوٹیوں پر تھے کہا کہ یہ کون بندہ صالح ہے جو حاکم بنا ہے' کہا گیا کہ تم اس کے متعلق کیا جانتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ جب وہ لوگوں پر خلیفہ بنے گا تو عدل کرے گا' ہماری بکریوں سے بھیڑیے رو کے جائیں گے۔

موسیٰ بن اعین سے جو محمد بن ابی عیینہ کے چرواہے تھے مروی ہے کہ ہم لوگ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی خلافت میں کرمان میں بکریاں چراتے تھے' بکریاں اور بھیڑیے اور وحشی جانور ایک ہی مقام پر چرتے تھے' ایک شب کو ہم لوگ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک بھیڑیا بکری کے گلے میں آیا' ہم لوگوں نے کہا' غالباً وہ نیک بندہ (عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ) وفات پا گیا' حماد نے کہا کہ مجھ سے انہوں نے یا دوسرے شخص نے بیان کیا کہ وہ لوگ منتظر رہے' معلوم ہوا کہ ان کی وفات اسی شب کو ہوئی۔

یونس بن ابی شیب سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو خلیفہ ہونے سے پہلے اس طرح بیت اللہ کا طواف کرتے دیکھا کہ تہ بند پیٹ کی بٹوں میں پوشیدہ تھا (یعنی بہت موٹے تھے) پھر میں نے انہیں خلیفہ ہونے کے بعد اس حالت میں دیکھا کہ اگر میں ان کی پسلیوں کو بغیر اس کے کہ انہیں چھوؤں شمار کرنا چاہتا تو ضرور کر لیتا۔ یونس بن ابی شیب سے مروی ہے کہ کسی عید کے موقع پر (بغرض نماز) میں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تھا' سرداران قوم آئے اور منبر کو گھیر لیا' ان کے اور لوگوں کے درمیان خالی جگہ تھی' عمر رحمۃ اللہ علیہ آئے' منبر پر چڑھ کر انہوں نے لوگوں کو سلام کیا' خالی جگہ دیکھی تو لوگوں کو آگے بڑھنے کا اشارہ کیا لوگ آگے بڑھے یہاں تک کہ سرداروں سے مل گئے۔ ابی ہاشم تاجر انار سے مروی ہے کہ ایک شخص عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے خواب

میں دیکھا کہ بنی ہاشم نے نبی ﷺ سے شکایت کی' آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کہاں ہیں (کہ ان کے بجائے مجھ سے شکایت کرتے ہو)۔

اہل بیت سے والہانہ محبت:

جویریہ ابن اسماء سے مروی ہے کہ میں نے فاطمہ بنت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے سنا کہ انہوں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کیا' ان کے لیے دعائے رحمت کی' اور کہا کہ جس زمانے میں وہ امیر مدینہ تھے میں ان کے پاس گئی' انہوں نے ہر پہرے والے اور خواجہ سرا کو میرے پاس سے ہٹا دیا' گھر میں سوائے میرے اور ان کے کوئی نہ رہا انہوں نے کہا کہ اے دختر علی رضی اللہ عنہ روئے زمین پر کوئی خاندان مجھے تم لوگوں سے زیادہ محبوب نہیں' تم لوگ تو مجھے اپنے خاندان سے بھی زیادہ محبوب ہو۔

باغ فدک:

ابراہیم بن جعفر بن محمد الانصاری نے اپنے والد سے روایت کی کہ فدک رسول اللہ ﷺ کا مخصوص حصہ (صفی) تھا جو مسافروں کے لیے وقف تھا' آنحضرت ﷺ کی صاحبزادی نے درخواست کی کہ آپ فدک انہیں ہبہ کر دیں' مگر رسول اللہ ﷺ نے انکار فرمایا' کسی لالچ کرنے والے نے اس کا لالچ نہیں کیا۔

رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی اور فدک کا معاملہ اسی طریقے پر رہا' ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے' انہوں نے اس کو اسی طریقے پر چلایا جو رسول اللہ ﷺ کا تھا' ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوگئی اور عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے' انہوں نے بھی اس کو رسول اللہ ﷺ کے طریقے پر چلایا' ان کے بعد عثمان رضی اللہ عنہ ہوئے اور فدک کا معاملہ اسی طرح رہا۔

باغ فدک پر مروان کا قبضہ:

۴۰ھ میں معاویہ رضی اللہ عنہ پر جب جماعت غالب آ گئی تو انہوں نے مروان بن الحکم کو والیٔ مدینہ بنایا' مروان نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھ کر فدک مانگا' انہوں نے ان کو دے دیا' فدک مروان کے قبضے میں رہا جو اس کے پھل ہر سال دس ہزار دینار کو فروخت کر ڈالتے تھے' مروان مدینے سے علیحدہ کر دیئے گئے' معاویہ رضی اللہ عنہ ان سے ناراض ہو گئے اور فدک بھی ان سے لے کے اپنے وکیل مدینہ کو دے دیا۔

معاویہ رضی اللہ عنہ سے ولید بن عتبہ بن ابی سفیان نے مانگا' مگر انہوں نے انکار کیا' سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے مانگا تو انہیں دینے سے بھی انکار کیا' پھر جب معاویہ رضی اللہ عنہ نے دوبارہ مروان کو والیٔ مدینہ بنایا تو انہوں نے اسے بغیر مروان کی خواہش کے مروان کو واپس کر دیا اور اس کی گزشتہ آمدنی بھی انہیں کو واپس کر دی۔

باغ فدک پر حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا قبضہ:

فدک مروان کے قبضے میں رہا' انہوں نے اس کا نصف عبدالملک کو اور نصف عبدالعزیز بن مروان کو دیا' عبدالعزیز نے وہ نصف حصہ جو ان کے قبضے میں تھا' عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو ہبہ کر دیا' عبدالملک کی وفات ہوگئی تو عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ولید سے ان کا حق اور سلیمان سے ان کا حق مانگا' دونوں نے اپنا اپنا حق ہبہ کر دیا۔ اس طرح فدک بنی عبدالملک سے نکل کر تنہا عمر ابن

عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا ہو گیا۔

فدک کے سلسلہ میں والیٔ مدینہ کو خط:

جعفر نے کہا کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اس حالت میں والیٔ خلافت ہوئے کہ ان کے اور ان کے عیال کا خرچ فدک سے چلتا تھا' آمدنی کم وبیش دس ہزار دینار سالانہ تھی' جب وہ والیٔ خلافت ہوئے اور فدک کو دریافت کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر و عمر وعثمان رضی اللہ عنہم کے عہد میں جو معمول تھا اور بعد کو معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت تک کی جو کیفیت رہی اس سے انہیں آگاہ کیا گیا' عمر رضی اللہ عنہ نے ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم کو ایک فرمان لکھا جس کا مضمون یہ تھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم' اللہ کے بندے امیر المومنین عمر کی جانب سے ابوبکر بن محمد کو سلام علیک' میں تم سے اسی اللہ کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں' امابعد' میں نے فدک کے معاملے میں غور کیا اور اس کے حال سے بحث کی' معلوم ہوا کہ وہ میرے لیے مناسب نہیں' میں نے یہی بہتر سمجھا کہ اسے اسی حال پر واپس کر دوں جس پر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابوبکر وعمر وعثمان رضی اللہ عنہم کے عہد میں تھا' اور ان حضرات کے بعد جو کچھ ہوا اسے ترک کر دوں' لہٰذا جیسے ہی تمہیں یہ فرمان پہنچے اس پر قبضہ کر کے کسی ایسے شخص کو اس پر مقرر کرو جو اس میں حق کو قائم کرے۔ والسلام علیک۔ ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی خلافت کے زمانے میں مجھے لکھا کہ قلعہ کتیبہ (خیبر) کے متعلق دریافت کر کے مجھے بتاؤ کہ وہ خمس میں تھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص حصہ تھا۔

ابوبکر نے کہا کہ میں نے عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی ابی الحقیق سے صلح کی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قلعہ نطاۃ اور قلعہ شق (واقع خیبر) کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا' کتیبہ بھی انہیں کا ایک جزو تھا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ حصے کر دیئے۔ اس کے ایک سہم پر ''للہ'' (اللہ کے لیے) لکھ دیا اور فرمایا کہ اے اللہ تو اپنا حصہ کتیبہ میں کر دے' سب سے پہلے یہی سہم کتیبہ تھا جس پر ''للہ'' نکلا۔ کتیبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خمس تھا' دوسرے حصے بے نشان تھے' کوئی علامتیں نہ تھیں' وہ اٹھارہ حصے ہو کر مساوی طور پر مسلمانوں کے لیے تھے۔ ابوبکر نے کہا کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو اسی طرح لکھ دیا۔

باغ فدک کی واپسی:

محمد بن بشر بن حمید المزنی نے اپنے والد سے روایت کی کہ مجھے عمر ابن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے بلا کر کہا کہ یہ چار ہزار یا پانچ ہزار دینار لو۔ اور ابوبکر بن حزم کے پاس لے جاؤ' ان سے کہو کہ اس میں پانچ یا چھ ہزار کتیبہ کے مال سے شامل کرو' کہ دس ہزار دینار ہو جائیں' یہ رقم بنی ہاشم پر تقسیم کر دو' مرد اور عورت' صغیر وکبیر میں مساوات کرو۔

ابوبکر نے اسی طرح کیا' زید بن حسن ناراض ہوئے' ابوبکر سے شکایت کی کہ عمر رحمۃ اللہ علیہ میرے اور بچوں کے درمیان مساوات کرتے ہیں' ابوبکر نے کہا کہ آپ کی جانب سے یہ گفتگو امیر المومنین کو نہ پہنچنی چاہیے کہ وہ ناراض ہوں' آپ لوگوں کے بارے میں اب تک ان کی رائے اچھی ہے۔

زید نے کہا کہ میں خدا کے واسطے تم سے درخواست کرتا ہوں کہ انہیں لکھ دو اور اس سے آگاہ کر دو' ابوبکر نے عمر کو لکھا کہ زید بن حسن نے ایسی بات کہی جس میں سختی تھی اور زید نے جو کچھ کہا اس سے عمر رحمۃ اللہ علیہ کو آگاہ کر دیا۔ راوی نے کہا کہ میں نے عرض کی'

امیر المومنین' زید کے قرابت دار اور سگے رشتہ دار ہیں (جن کی وجہ سے انہیں زیادہ حاجت ہے) عمر رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی شکایت و سخت کلامی کی پروانہ کی اور انہیں چھوڑ دیا۔

فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہ کا حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے نام خط:

فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہ نے بھی انہیں خط لکھا' جس میں ان کے احسان پر شکر ادا کیا اور اللہ کی قسم کھائی کہ امیر المومنین' آپ نے اسے خادم دیا جس کے پاس کوئی خادم نہ تھا' اسے پوشاک دی جو برہنہ تھا' اس سے عمر مسرور ہوئے۔ یحییٰ بن ابی یعلیٰ سے مروی ہے کہ جب ابوبکر بن حزم کے پاس مال مذکور آیا تو انہوں نے اسے تقسیم کر دیا' ہر شخص کو پچاس دینار ملے' مجھے فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہ نے بلایا اور کہا کہ لکھو میں نے لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم' اللہ کے بندے امیر المومنین عمر کو فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہ کی طرف سے سلام علیک' میں آپ کے سامنے اسی اللہ کی حمد کرتی ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں' امابعد' اللہ تعالیٰ امیر المومنین کی اصلاح کرے اور جو بار خلافت ان کے سپرد کیا ہے اس میں ان کی مدد کرے اور ان کے دین کی حفاظت کرے۔

امیر المومنین نے ابوبکر بن حزم کو لکھا کہ ہم لوگوں میں کتیبہ (قلعہ خیبر) کا مال تقسیم کیا جائے یہ وہ امر ہے جو ان سے پہلے ہدایت یافتہ آئمہ راشدین کیا کرتے تھے' ہمیں اس کا علم ہوا' مال ہم میں تقسیم کر دیا گیا' اللہ تعالیٰ امیر المومنین کو صلہ دے اور ان کو وہ بہترین جزا دے جو اس نے اپنے والیوں میں سے کسی کو دی ہے' کیونکہ ہم لوگوں پر مصیبت آ گئی تھی اور ہم اس کے محتاج تھے کہ ہمارے ساتھ حق کا برتاؤ کیا جائے۔

امیر المومنین' میں آپ سے اللہ کی قسم کھاتی ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت میں سے جس کے پاس کوئی خادم نہ تھا اس نے خادم رکھ لیا' جو برہنہ تھا اس نے لباس بنا لیا اور جس کے پاس خرچ نہ تھا اس کو خرچ مل گیا' فاطمہ نے یہ خط ایک قاصد کے ذریعے عمر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھیجا۔

فاطمہ بنت حسین کے لئے وظیفہ کا حکم:

راوی نے کہا کہ مجھے اس قاصد نے بتایا کہ میں عمر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا' فاطمہ کا خط پڑھ کر سنایا تو ان کی یہ حالت ہوئی کہ اللہ کا شکر کرتے اور اس کی حمد کرتے' میرے لیے انہوں نے دس دینار کا حکم دیا' فاطمہ کو پانچ سو دینار بھیجے اور کہا کہ جو مصیبت آپ کو پیش آئے اس میں اس سے مدد حاصل کیجئے' انہیں ایک خط لکھا جس میں ان کے اور ان کے اہل بیت کے فضائل بیان کیے اور اس حق کا ذکر کیا جو اللہ نے ان لوگوں کے لیے واجب کیا ہے۔ راوی نے کہا کہ میں یہ مال ان کے پاس لایا۔

اولاد عبدالمطلب کا اظہار طمانیت:

جعفر بن محمد سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ذی القربیٰ کی آمدنی عبدالمطلب کی اولاد میں تقسیم کر دی' ان بیویوں کو جو اولاد عبدالمطلب میں نہ تھیں کچھ نہیں دیا' صرف ان بیویوں کو دیا جو عبدالمطلب کے خاندان کی تھیں۔

یحییٰ بن شبل سے مروی ہے کہ میں علی بن عبداللہ بن عباس و ابوجعفر محمد بن علی کے پاس بیٹھا تھا' ایک شخص آیا اور عمر بن

عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی غیبت کرنے لگا' دونوں نے اسے منع کیا اور کہا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے سے آج تک خمس ہم لوگوں پر تقسیم نہیں کیا گیا تھا' عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اسے اولادِ عبدالمطلب پر تقسیم کر دیا' میں نے کہا کہ کیا انہوں نے اولادِ عبدالمطلب کو دیا' انہوں نے کہا کہ عمر رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو اولادِ عبدالمطلب سے آگے نہیں بڑھایا (یعنی ان کو دیا اور کسی کو نہیں دیا)۔

یزید بن عبدالملک النوفلی نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس سے ہمارے یہاں خمس کا مال آیا جس میں ان کے پاس کا اور کتیبہ کا مال تھا' یہ سب انہوں نے بنی ہاشم کے مردوں اور عورتوں پر تقسیم کر دیا' اس پر بنی عبدالمطلب کے بارے میں عرض کیا گیا تو انہوں نے لکھا کہ وہ تو بنی ہاشم ہی میں ہیں اور انہیں بھی دیا گیا۔ عبدالملک بن مغیرہ نے کہا کہ بنی ہاشم کی ایک جماعت نے ایک خط لکھا اور اسے قاصد کے ہاتھ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھیجا' اس خط میں انہوں نے عمر رحمۃ اللہ علیہ کے اس احسان کا شکریہ ادا کیا جو انہوں نے ان لوگوں کے ساتھ کیا اور یہ کہ جب سے معاویہ رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے یہ لوگ برابر مصیبت میں رہے۔ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ آج سے پہلے بھی میری یہی رائے تھی اور میں نے ولید بن عبدالملک اور سلیمان سے اس کے بارے میں گفتگو کی تھی' مگر ان دونوں نے انکار کر دیا تھا جب میں خود والئ خلافت ہوا تو اس چیز کا قصد کیا جس کو میں سمجھتا ہوں کہ ان شاء اللہ حق کے زیادہ موافق ہے۔

آلِ عبدالمطلب میں مال کی تقسیم:

حکیم بن محمد سے جو بنی عبدالمطلب میں سے تھے مروی ہے کہ جب عمر رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان آیا کہ بنی ہاشم پر تقسیم کیا جائے تو ابوبکر بن حزم نے ہم لوگوں کو علیحدہ کرنے کا ارادہ کیا' اولادِ عبدالمطلب نے کہا کہ ہم لوگ ایک درہم بھی نہ لیں گے اگر وہ لوگ نہ لیں' چند روز تک ابوبکر ہم لوگوں کے پاس آمد و رفت کرتے رہے' پھر عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا' مشکل سے انتیس دن گزرے ہوں گے کہ ان کے پاس جواب آیا کہ اپنی جان کی قسم میں نے ان لوگوں میں تفریق نہیں کی' وہ لوگ قدیم و کہنہ معاہدۂ حلف میں اولادِ عبدالمطلب ہی میں ہیں' لہٰذا ان سب کو اولادِ عبدالمطلب ہی کی طرح کر دو۔ عبداللہ بن محمد بن عقیل بن ابی طالب سے مروی ہے کہ سب سے پہلا مال جس کو عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے تقسیم کیا وہ تھا جو انہوں نے ہم اہل بیت کے پاس بھیجا' خواتین کو اتنا ہی دیا جتنا کہ مرد کو اور بچے کو بھی عورت کے برابر دیا' ہم اہل بیت کو تین ہزار دینار پہنچے' انہوں نے ہمیں لکھا کہ اگر میں زندہ رہا تو میں آپ کے تمام حقوق دوں گا۔

فارس کے باغات پر عشر کے متعلق حکم:

یحییٰ بن اسماعیل بن ابی المہاجر نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر ابن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے عدی بن ارطاۃ کو لکھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ فارس کے عامل پھلوں کو ان کے مالکوں کے پاس اندازہ کر کے قیمت ایسے نرخ سے لگاتے ہیں جس پر لوگ باہم خرید و فروخت نہیں کرتے' اس اندازہ کی ہوئی قیمت پر اس کی چاندی لیتے ہیں' کردن کے چند گروہ راستے سے عشر (آمدنی کا دسواں حصہ وہ یک) وصول کرتے ہیں۔

اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ ان امور میں سے تم نے کسی امر کا حکم دیا ہے یا اس کے معلوم ہونے کے بعد تم اس پر راضی ہو تو ان شاء اللہ میں کوئی ایسی بحث نہ کرتا جو تمہیں ناگوار معلوم ہوتی' میں نے بشر بن صفوان و عبداللہ بن عجلان و خالد بن سالم کو بھیجا ہے کہ اس معاملے

کی تحقیقات کریں اگر وہ اس کو سچ پائیں تو لوگوں کو وہ پھل واپس کر دیں جو ان سے لیا گیا' اور اس نرخ کے مطابق لیں جس پر اہل ملک ان کے ہاتھ فروخت کرتے ہیں' جو باتیں مجھے معلوم ہوئیں ان میں سے کوئی بات وہ لوگ بغیر تحقیق کیے نہ چھوڑیں گے لہٰذا تم ان کو نہ روکنا۔

بدری صحابہ رضی اللہ عنہم کی فضیلت:

یونس بن عبید سے مروی ہے کہ انصار میں سے ایک شخص عمر ابن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور کہا کہ امیر المومنین! میں فلاں ابن فلاں ہوں' میرے دادا جنگ بدر میں شہید ہوئے اور والد جنگ احد میں' وہ اپنے بزرگوں کے مناقب بیان کرنے لگا' عمر رحمۃ اللہ علیہ نے عنبسہ بن سعید کی طرف دیکھا جو ان کے پاس تھے' انہوں نے کہا کہ واللہ یہ مناقب تم لوگوں کے نہیں' اے مسکن و دیر الجماجم کے رہنے والو:

تلك المكارِم لا تعبان من لبن شيبا بماءٍ فعادا بعد ابو الا

''بزرگیاں یہ ہیں' دودھ کے دو پیالے نہیں ہیں جن میں پانی ملایا گیا ہو کہ بعد کو پیشاب بن کر نکل جائے''۔

بشر بن عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے بشر بن سلمہ کو لکھا: اما بعد' اس معاملے کو درست رکھو جو تمہارے اور اللہ کے درمیان ہے اور جان لو کہ میں نے تمہیں بہت بڑی امانت میں شریک کیا ہے' اگر تم نے اللہ کے حقوق میں سے کوئی حق ضائع کر دیا تو تم اس کے نزدیک اس کی مخلوق بھر سے ذلیل ہو گے اور عمر تمہیں اللہ سے ہرگز نہ بچا سکے گا۔

خالد بن یزید نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے توضیح کر کے میت پر رونے اور کھیل تماشے کے بارے میں عاملوں کو لکھا کہ مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ بیوقوفوں کی عورتیں زمانہ جاہلیت کے فعل کی طرح میت پر اپنے بال کھول کر نوحہ کرتی ہوئی نکلتی ہیں' حالانکہ انہیں جب سے یہ حکم دیا گیا ہے کہ "یضرو لیضر بن بخمرھن علی جیوبھنّ" (اپنے دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈالے رہیں) دوپٹے اتارنے کی اجازت نہیں دی گئی لہٰذا تم لوگ نوحہ خوانی کے روکنے میں سختی سے حکم دو۔

لہو ولعب کو ترک کرنے کا حکم:

یہ عجمی ایسی چیزوں سے کھیلتے ہیں جو شیطان نے ان کے لیے خوبصورت بنا دی ہیں' تم ان مسلمانوں کو جو تمہارے پاس ہیں سختی سے منع کرو' میری جان کی قسم ان کے لیے وہ وقت آ گیا ہے کہ اس کو ترک کر دیں' باوجودیکہ وہ کتاب اللہ کو پڑھتے ہیں (کھیل تماشے سے باز نہیں آتے) لہٰذا اس باطل ولہو ولعب سے جو گانا ہو یا اس کے مشابہ کوئی اور چیز' سختی سے منع کرو' اگر باز نہ آئیں تو ان میں سے جو اس کا ارتکاب کرے اسے اس طرح سزا دو کہ حد سے متجاوز نہ ہو۔

اہلیہ کا قیمتی ہیرا بیت المال میں جمع کرا دیا:

خلید بن عجلان سے مروی ہے کہ فاطمہ بنت عبدالملک (زوجہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ) کے پاس ایک ہیرا تھا' عمر رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ یہ تمہارے پاس کہاں سے آیا' انہوں نے کہا کہ میرے والد امیر المومنین نے دیا ہے' انہوں نے کہا کہ یا تو تم اسے بیت المال میں داخل کر دو یا طلاق کی اجازت دو' مجھے یہ پسند نہیں کہ میرے اور تمہارے ساتھ وہ ہیرا بھی ایک ہی گھر میں ہو' انہوں نے کہا کہ اگر اس سے چند گونہ زائد بھی میرے پاس ہو تو اس پر میں آپ ہی کو ترجیح دیتی ہوں' یہ کہا اور اس کو بیت المال میں داخل کر دیا۔

جب یزید بن عبدالملک والی ہوئے تو ان سے کہا کہ اگر تم چاہو تو وہ یا اس کی قیمت تمہیں واپس کر دوں' انہوں نے کہا کہ مجھے اس کی خواہش نہیں' میں نے عمر رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں بطیب خاطر اسے دیا تھا' ان کی وفات کے بعد اسے واپس کر لوں؟ مجھے اس کی ضرورت نہیں' یزید نے اسے اپنی بیوی بچوں میں تقسیم کر دیا۔

ایک قبیح رسم کا خاتمہ:

لوط بن یحییٰ الغائدی سے مروی ہے کہ بنی امیہ کے تمام والیان حکومت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے علی رضی اللہ عنہ کو گالی دیتے تھے' جب عمر رحمۃ اللہ علیہ والی ہوئے تو وہ اس سے باز رہے' اس پر کثیر عزۃ الخزاعی نے (غالی شیعہ' حضرت علی رضی اللہ عنہ کی رجعت کا قائل تھا' عکرمہ نے اس کی تکفیر کی تھی) اشعار ذیل کہے:

وَلِیتَ فلم تَشْتِمْ علیًّا ولم تخف ۱ بریًّا ولم تتبع مقالة مجرمٍ

''(اے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ) آپ والی ہوئے مگر علی رضی اللہ عنہ کو گالی نہیں دی نہ (گالی سے) الگ رہنے والے کو خوف دلایا اور نہ کسی مجرم کی بات کی پیروی کی۔

تکلمت بالحق المبین وانما ۲ متبین آیات الرسدی بالتکلم

آپ نے کھلے ہوئے حق کو بیان کر دیا' اور ہدایت کی نشانیاں تو بیان کرنے ہی سے ظاہر ہوتی ہیں۔

فصدقت معروف الذی قلت بالذی ۳ فعلت فاضحی راضیاً کل مسلم

''پھر آپ نے اس خیر کی تصدیق کی جو آپ نے کہا اسی کو کیا' لہٰذا ہر مسلمان خوش ہو گیا''۔

ادریس بن قادم سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے میمون بن مہران سے کہا کہ میمون اس خلافت کے مددگاروں پر میرے لیے کیا صورت ہے کہ میں ان پر بھروسا کروں اور ان سے مطمئن ہو جاؤں' انہوں نے کہا کہ امیر المومنین اس میں آپ اپنا دل نہ لگایئے کیونکہ آپ تو بازار ہیں اور ہر بازار میں وہی چیز لائی جاتی ہے جو اس میں رائج ہوتی ہے' جب لوگ جان جائیں گے کہ آپ کے پاس سوائے صحیح کے کچھ نہیں چلتا تو صحیح ہی لائیں گے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کے باہمی اختلافات پر سکوت:

خالد بن یزید بن بشر نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے علی و عثمان رضی اللہ عنہما اور جنگ جمل و صفین کو اور اس واقعے کو جو ان لوگوں کے درمیان ہوا پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ یہ وہ خون ہیں جن سے اللہ نے میرا ہاتھ روک دیا' میں ناپسند کرتا ہوں کہ اپنی زبان کو اس میں آلودہ کروں۔

خالد بن یزید بن بشر نے اپنے والد سے روایت کی کہ مسلمانوں کو صائفہ (موسم گرما کی لشکر کشی) میں رومیوں کا ایک کم سن غلام ملا' اس کے اعزہ نے فدیہ دینے کو کہلا بھیجا' عمر رحمۃ اللہ علیہ نے مشورہ کیا' لوگوں نے ان کی مخالفت کی تو انہوں نے کہا کہ تم پر کوئی گناہ نہیں' اگر ہم اس کے کم سن ہونے کی حالت میں فدیہ لے لیں امید ہے کہ اللہ اس کے بڑے ہونے کے بعد اس کی گرفتاری کا موقع دے دے' ان لوگوں نے اس سے بہت مال فدیے میں لیا' ہشام کی خلافت کے آخر میں گرفتار کر کے قتل کر دیا گیا۔

زمین پر بسم اللہ لکھنے کی ممانعت:

محمد بن الزبیر الحنظلی سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص کو دیکھا جو زمین پر (بسم اللہ الرحمٰن الرحیم) لکھ رہا تھا' انہوں نے اسے منع کیا اور کہا کہ دوبارہ نہ لکھنا۔

ابو یعقوب بن زید سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے عبدالحمید ابن عبدالرحمٰن کو جو ان کی طرف سے عراق کے عامل تھے دس ہزار درہم انعام دیا۔

شوق شہادت:

یزید بن عیاض بن جعدبہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے سلیمان بن ابی کریمہ کو لکھا کہ اللہ کی تعظیم عزوجل اس کے خوف کا سب سے زیادہ مستحق وہ شخص ہے جس کو اس نے کسی ایسی چیز میں مبتلا کیا ہو جس میں اس نے مجھے مبتلا کیا ہے اور کوئی شخص جو اللہ کی نافرمانی کرے مجھ سے زیادہ سخت حساب میں پڑنے والا اور اللہ کے نزدیک ذلیل نہیں ہے' میں جس حال میں ہوں اس کے انجام پر قادر نہیں' مجھے اندیشہ ہے کہ وہ مرتبہ جس پر میں ہوں کہیں ہلاکت نہ ہو' سوائے اس کے کہ اللہ اپنی رحمت سے اس کا تدارک کر دے' مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کا ارادہ رکھتے ہو' برادرمن' میں چاہتا ہوں کہ جب تم اپنا مورچہ لینا تو اللہ سے دعا کرنا کہ مجھے بھی وہ شہادت عطا کرے' کیونکہ میرا حال سخت ہے اور خطرہ بڑا' میں اس اللہ سے دعا کرتا ہوں جس نے مجھے اس چیز میں مبتلا کیا جس میں اس نے مجھے مبتلا کیا ہے کہ وہ مجھ پر رحمت کرے اور معاف کر دے۔

خالد بن یزید بن بشر نے اپنے والد سے روایت کی کہ میمون بن مہران و رجاء بن حیوۃ و ریاح بن عبیدۃ الکندی' عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے مخصوص لوگوں میں سے تھے اور وہ جماعت' جو ان کے نزدیک ان لوگوں سے کم تھی' عمرو بن قیس و عون بن عبداللہ بن عتبہ و محمد بن زبیر الحنظلی پر مشتمل تھی۔

گورنر کی اہلیت:

مسلمہ بن محارب وغیرہ سے مروی ہے کہ بلال بن ابی بردہ اور ان کے بھائی عبداللہ بن ابی بردہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے اور مسجد کی اذان کے معاملے میں ان کے سامنے جھگڑا کیا' عمر رحمۃ اللہ علیہ ان دونوں سے شک میں پڑ گئے (کہ واقعی کون مؤذن بننے کا مستحق ہے)۔

عمر رحمۃ اللہ علیہ نے خفیہ طور پر ہر ایک کے پاس ایک شخص کو بھیجا کہ ان دونوں سے علیحدہ علیحدہ دریافت کرے کہ اگر میں امیرالمومنین سے کہوں کہ وہ تم کو عراق کا والی بنا دیں تو تم میرے لیے کیا کرو گے' اس شخص نے بلال سے ابتداء کی' ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ میں تمہیں ایک لاکھ دوں گا' وہ شخص ان کے بھائی کے پاس آیا' انہوں نے بھی اس سے ایسا ہی کہا۔

اس شخص نے عمر کو خبر دی' انہوں نے حکم دیا کہ تم دونوں اپنے شہر کو چلے جاؤ' عبدالحمید بن عبدالرحمٰن کو لکھا کہ بلال کو جو بلال شر ہے والی نہ بنانا اور نہ ابوموسیٰ کی اولاد میں سے کسی اور کو۔ بعض نے کہا کہ انہوں نے لکھا: بلیل شر کو والی نہ بنانا' انہوں نے بلال کی (تحقیر کے لیے) تصغیر کر دی۔

فضول خرچی پر تنبیہ:

عوانہ بن الحکم الکلبی سے مروی ہے کہ سلیمان بن عبدالملک کی وفات وابق میں ہوئی اور عمر بن عبدالعزیزؒ خلیفہ ہوئے' عمرؒ نے لوگوں کو خطبہ سنایا اور کہا کہ واللہ نہ میں نے اس کی خواہش کی اور نہ تمنا کی' بس اللہ سے ڈرو' اپنی جانب سے حق ادا کرو اور حقوق واپس کرو' کیونکہ واللہ مجھے اہل قبلہ میں سے کسی پر غصہ نہیں ہے' سوائے اسراف کرنے والوں کے' یہاں تک کہ اللہ اسے میانہ روی کی طرف واپس کر دے' انہوں نے مسلمہ کو جو ملک روم میں تھے لکھ کر واپس آنے کا حکم دیا اور لوگوں کو واپسی اور اجازت کو کہلا بھیجا۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو مشعل راہ بنانا:

مثنیٰ بن عبداللہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیزؒ نے سالم کو لکھا کہ عمر رضی اللہ عنہ (فاروق) کی سیرت لکھیں' سالم نے جواب لکھا کہ عمر رضی اللہ عنہ ایک ایسے زمانے میں تھے جو آپ کا سا زمانہ نہ تھا' وہ ایسے لوگوں کے ساتھ تھے جو آپ کے ساتھیوں جیسے نہ تھے' اگر آپ اپنے زمانے اور اپنے لوگوں میں ویسا ہی عمل کریں گے جیسا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانے اور اپنے لوگوں میں کیا تو مثل عمر رضی اللہ عنہ کے اور افضل بن جائیں گے۔

عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر سے مروی ہے کہ لوگ سلیمان بن عبدالملک کے پاس گھوڑے لے گئے' قبل اس کے کہ وہ انہیں جاری کریں ان کی وفات ہوگئی' عمرؒ لوگوں سے شرمائے اور انہوں نے ان گھوڑوں کو جاری کر دیا جو جمع کیے گئے تھے' آخری گھوڑا بھی جو آیا تھا اس طرح دے دیا کہ انہوں نے کسی کو نامراد نہیں رکھا' اس کے بعد وفات تک کوئی گھوڑا جاری نہیں کیا۔

مسلمہ بن محارب سے مروی ہے کہ عمرؒ نے عدی کو لکھا کہ سر برآوردگان قبائل کے نائب تو ہم مرتبہ ہیں' تم سرداران لشکر کے نائبوں کو دیکھو جس کی دیانت داری سے ہمارے لیے اور اس کی فوج کے لیے راضی ہو اسے باقی رکھو اور جس سے راضی نہ ہو اس کو ایسے شخص سے بدل دو جو اس سے بہتر ہو اور دیانت داری اور تقوے میں زیادہ افضل ہو۔ حسن بن ابی العمر ملۃ سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیزؒ کو خلیفہ بنا کے جانے سے قبل دیکھا' اس وقت یہ حالت تھی کہ تم ان کے چہرے میں خیر پہچان لیتے' جب وہ خلیفہ ہوئے تو مجھے ان کی پیشانی پر موت نظر آئی۔ مالک بن انس سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیزؒ جب مدینے سے روانہ ہوئے تو کہا کہ اے مزاحم' ہم ڈرتے ہیں کہ کہیں ہم ان لوگوں میں سے نہ ہوں جن کو مدینے نے نکال دیا ہے۔

آزادی کے اختیار پر کنیزوں کا رونا:

عمر بن عبدالعزیزؒ کے متعلقین کے کسی مخصوص شخص سے مروی ہے کہ جس وقت خلافت انہیں پہنچی تو لوگوں نے ان کے مکان میں رونے کی بلند آواز سنی' دریافت کیا گیا تو معلوم ہوا کہ عمرؒ نے اپنی کنیزوں کو (کنیزی میں رہنے اور آزاد ہو جانے کا) اختیار دے کر کہا ہے کہ مجھ پر ایک ایسا امر نازل ہو گیا ہے' جس نے ہمیں تم سے روک دیا ہے' جو یہ چاہے کہ میں اسے آزاد کر دوں تو میں نے اسے آزاد کر دیا' اور جس کو میں روکوں گا تو اس کو مجھ سے کچھ فائدہ نہ ہوگا' وہ ان سے مایوس ہو کر رونے لگیں۔

احساس ذمہ داری:

ابی عبیدۃ بن عقبہ بن نافع القرشی سے مروی ہے کہ میں فاطمہ بنت عبدالملک (زوجہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ) کے پاس گیا اور کہا کہ مجھے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا حال بتاؤ' انہوں نے کہا کہ جب سے اللہ نے انہیں خلیفہ بنایا اس وقت سے اپنی وفات تک مجھے تو نہیں معلوم کہ انہوں نے کبھی جنابت یا احتلام کی وجہ سے غسل کیا ہو۔

ہشام سے مروی ہے کہ فاطمہ بنت عبدالملک نے فقہا میں سے کسی کو بلا بھیجا اور کہا کہ مجھے اندیشہ ہے کہ امیر المومنین جو کچھ کرتے ہیں اس کی انہیں طاقت نہیں ہے' پوچھا وہ کیا ہے' فاطمہ نے کہا کہ جب سے وہ والی ہوئے اپنی بیوی سے کوئی تعلق نہ رکھا' فقیہ مذکور عمر سے ملے اور کہا' امیر المومنین' مجھے ایک ایسی بات معلوم ہوئی ہے کہ اندیشہ ہے آپ کو اس کی قدرت نہ ہوگی' پوچھا وہ کیا ہے؟ فقیہ نے کہا کہ آپ کے متعلقین کے لیے بھی آپ پر حق ہے۔ عمر نے کہا کہ وہ شخص اس کے پاس کیسے آ سکتا ہے جس کی گردن میں امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کام ہو جس کو قیامت میں اللہ پوچھنے والا ہو۔

ایک شیخ سے مروی ہے کہ جب وابق میں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ والی ہوئے تو ایک رات کو گشت کے لیے نکلے' ہمراہ ایک سپاہی بھی تھا' وہ مسجد میں گئے' تاریکی میں ایک شخص کے پاس سے گزرے جو سو رہا تھا' اسے ان کی خبر ہوگئی' سر اٹھا کر کہا کہ کیا تم پاگل ہو' عمر نے کہا' نہیں' سپاہی نے مارنے کا ارادہ کیا تو عمر نے کہا کہ خبردار' اس نے مجھ سے دریافت کیا کہ کیا تم مجنون ہو' میں نے کہا نہیں۔

سفیان سے مروی ہے کہ ایک شخص نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ اگر آپ ہمارے لیے فرصت نکالتے (تو بہتر ہوتا) عمر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ فرصت کہاں' فرصت تو گئی' فرصت تو سوائے اللہ کے یہاں کہیں نہیں۔ سفیان سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مجھے فرصت دو کیونکہ میرے لیے کام ہے اور حوائج ہیں۔

خوف خدا سے گریہ وزاری:

سری بن یحییٰ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ کی حمد کی پھر اشک کی روانی نے ان کا حلق بند کر دیا' انہوں نے کہا کہ اے لوگو! تم اپنی آخرت درست کرو' دنیا خود بخود درست ہو جائے گی' تم اپنے باطن کو درست کرو' ظاہر آپ ہی درست ہو جائے گا' واللہ کوئی بندہ ایسا نہیں کہ اس کے اور آدم کے درمیان اس کا کوئی باپ ہو اور وہ مر نہ گیا ہو' بے شک موت ہی اس کی رگ و پے میں پیوست ہونے والی ہے۔

ریاح بن زید سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے عروہ کو لکھا کہ تم میرے پاس خطوط کی مراسلت کرتے رہتے ہو' میں جس حق کے متعلق تم کو لکھوں اسے نافذ کر دیا کرو' کیوں کہ موت کا وقت معلوم کرنے کا کوئی آلہ ہم نہیں جانتے۔ مزید بن حوشب برادر عوام سے مروی ہے کہ میں نے حسن رضی اللہ عنہ اور عمر ابن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ (خدا سے) ڈرنے والا کوئی نہیں دیکھا' گویا دوزخ صرف انہیں دونوں کے لیے پیدا ہوئی تھی۔

موت سے بے خوفی:

ارطاط بن المنذر سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک جماعت تھی جو ان سے درخواست کرتی تھی کہ اپنے

کھانے کی نگرانی کیجئے (کہ کوئی زہر نہ دے دے) نماز پڑھئے تو کوئی نگہبان ہو کہ حملہ کرنے والا قتل نہ کر دے' طاعون جہاں ہو وہاں سے دور رہیے' انہیں وہ لوگ یہ کہتے کہ پہلے کے خلفاء کا یہی عمل تھا' عمران سے پوچھتے کہ پھر وہ لوگ کہاں ہیں' جب ان لوگوں نے بہت زور دیا تو کہا کہ اے اللہ اگر تو جانتا ہے کہ میں سوائے قیامت کے کسی اور دن سے ڈرتا ہوں تو میرے خوف کو امن نہ دے۔

مجاہد سے مروی ہے کہ ہم لوگ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے' گمان یہ تھا کہ وہ ہم سے استفادہ کریں گے' مگر ہم لوگ جب ان کے پاس سے نکلے تو انہیں کے محتاج تھے۔ خصیف نے کہا کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے بہتر کوئی شخص نہیں دیکھا۔

خوشبو سلگانے کی رسم کا سدّ باب:

محمد بن عجلان سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے خلفاء مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایام جمعہ میں لوبان سلگانے اور رمضان میں اس کی صفائی وخوشبو کا خرچ عشر وصدقہ (زکوٰۃ زمین ومال) سے جاری کرتے تھے۔ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ والی ہوئے تو انہوں نے اس رسم کو بند کرنے اور مسجد سے خوشبو کا اثر مٹانے کو لکھا' ابن عجلان نے کہا کہ میں نے لوگوں کو دیکھا کہ خوشبو کے نشان پانی اور رومالوں سے دھوتے تھے۔

عبید بن الولید سے مروی ہے کہ میں نے اپنے والد کو بیان کرتے سنا کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے لیے عام مطبخ میں پانی گرم کیا جاتا تھا جس سے وہ وضو کرتے' ان کو اس کا علم نہ تھا بعد کو معلوم ہوا تو پوچھا کہ کتنی مدت سے پانی گرم کرتے ہو' لوگوں نے کہا کہ ایک مہینہ یا اس کے قریب' انہوں نے مطبخ میں اتنا ایندھن ڈال دیا۔

عبید بن الولید نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ جب رعایا کے معاملے کی باتیں کرتے تو بیت المال سے چراغ جلاتے اور جب اپنے ذاتی معاملے کی باتیں کرتے تو ذاتی مال کا چراغ جلاتے۔ ایک شب وہ اسی حالت میں تھے کہ چراغ دھیما ہو گیا' اٹھ کر قریب گئے کہ اسے درست کریں' کہا گیا کہ امیر المومنین ہم لوگ آپ (کی خدمت) کے لیے کافی ہیں' انہوں نے کہا کہ میں کھڑا ہوں جب بھی عمر ہوں اور بیٹھوں جب بھی عمر ہوں۔

کبھی جھوٹ نہ بولا:

ابراہیم السکری سے مروی ہے کہ سلیمان بن عبدالملک اور عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے آزاد کردہ غلاموں کے درمیان گفتگو ہوئی۔ اس کو سلیمان نے عمر سے بیان کیا' جس وقت وہ ان سے گفتگو کر رہے تھے سلیمان نے کہا تم نے جھوٹ کہا' عمر رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ جب سے مجھے یہ معلوم ہوا کہ جھوٹ بولنا عیب ہے میں نے جھوٹ نہیں بولا۔ مجاہد سے مروی ہے کہ میں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا' مجھے تیس درہم دیئے اور کہا کہ اے مجاہد یہ میرے وظیفے میں سے ہیں۔

غلام آزاد کرنے کا واقعہ:

حفص بن عمر سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک غلام کو آزاد نہیں کیا' وہ ان کے لیے لکڑیاں جمع کرتا اور مینگنیاں چنتا تھا' غلام نے ان سے کہا کہ سوائے میرے اور آپ کے سب لوگ خیر میں ہیں' انہوں نے کہا کہ جاؤ تم بھی آزاد ہو۔ اسحاق بن یحییٰ سے مروی ہے کہ میں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ان کی خلافت کے زمانے میں آیا' انہیں اس حال میں پایا کہ خمس کے لیے

علیحدہ بیت المال بنایا تھا' زکوۃ کے لیے علیحدہ اور غنیمت کے لیے علیحدہ۔

کفایت شعاری:

عمر بن میمون سے مروی ہے کہ میں اور عمر امت کے معاملات میں حفاظت کیا کرتے تھے' میں نے ان سے کہا کہ امیر المومنین! ان دفتروں کو دیکھئے کہ موٹے قلم سے لکھ کر طول دیا جاتا ہے حالانکہ وہ مسلمانوں کے بیت المال کا ہے' عمر رحمۃ اللہ علیہ نے تمام اطراف میں لکھا کہ موٹے قلم سے دفتر میں ہرگز نہ لکھا جائے اور طول نہ دیا جائے' ان کے فرمان بھی مختصر ہو کے ایک بالشت یا اس کے قریب رہ گئے۔

حفص بن عمر بن ابی الزبیر سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ابوبکر ابن حزم کو لکھا: اما بعد' تم نے اپنے خط میں بیان کیا ہے کہ وہ کاغذ جو تمہارے پاس تھے ختم ہو گئے ہیں' ہم نے تمہارے لیے اس سے کم نہیں مقرر کیے تھے جتنے تم سے پہلے والوں کے لیے مقرر کیے جاتے تھے' لہٰذا اپنے قلم کو باریک کرو اور سطروں کو قریب' جامع طور پر اپنے حوائج ظاہر کرو کیونکہ میں اسے ناپسند کرتا ہوں کہ مسلمانوں کے مال سے وہ چیز نکالوں جس سے وہ مستفید نہ ہوں۔ عبداللہ بن دینار سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے مسلمانوں کے بیت المال سے کبھی کچھ وظیفہ نہیں لیا اور نہ اسے کم کیا' اسی پر ان کی وفات ہو گئی۔

مرتے دم تک عدل کرتے رہنے کی تمنا:

سبرہ بن عبدالعزیز بن الربیع بن سبرہ نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنے والد سے روایت کی کہ ایک دن عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ واللہ میری دلی خواہش ہے کہ ایک روز عدل کروں اور اسی حالت میں اللہ مجھے اٹھا لے' ان کے بیٹے عبدالملک نے کہا کہ امیر المومنین' واللہ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ اونٹنی کا دودھ دوہنے میں ایک تھن سے دوسرے تھن تک ہاتھ لے جانے میں جتنی دیر لگتی ہے اتنی دیر آپ عدل کریں اور اسی حالت میں اللہ آپ کو اپنے پاس بلا لے' پھر کہا کہ اللہ وہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں' اگرچہ مجھ کو اور آپ کو ہانڈیاں اُبال دیں' عمر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اللہ تمہیں جزائے خیر دے۔

احتساب نفس:

جویریہ ابن اسما سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میرا نفس ہی بڑا حریص ہے کہ جب کوئی چیز دی گئی تو اس سے بہتر کی حرص پیدا ہو گئی' جب اسے وہ چیز دے دی گئی جو جس سے افضل دنیا میں کوئی چیز نہ تھی (یعنی خلافت) تو اسے اس چیز کا شوق ہوا جو اس سے بھی افضل ہے (یعنی جنت) سعید نے کہا کہ جنت خلافت سے افضل ہے۔

میمون سے مروی ہے کہ میں چھ مہینے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس مقیم رہا مگر نہیں دیکھا کہ انہوں نے اپنی چادر بدلی ہو' سوائے اس کے کہ ایک جمعے سے دوسرے جمعے تک دھو دی جاتی تھی اور ہلکا سا زعفرانی رنگ دے دیا جاتا تھا۔

مردار کی ہڈیوں سے بنی اشیاء:

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی ایک ام ولد سے مروی ہے کہ عمر رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے تیل مانگا تیل اور ہاتھی کی ہڈیوں کا کنگھا ان کے پاس لائی' انہوں نے کنگھا واپس کر دیا اور کہا کہ یہ مردار ہے۔ میں نے کہا کہ اسے مردار کس نے بنایا' انہوں نے کہا کہ تم پر افسوس ہے'

ہاتھی کو کس نے ذبح کیا۔

اسماعیل بن ابی حکیم سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے اور مزاحم کو فجر کی نماز سے پہلے بلا بھیجا' ہم ان کے پاس آئے' انہوں نے نہ تیل لگایا تھا اور نہ تیار ہوئے تھے' انہوں نے کہا کہ تم نے تیل سے عجلت کی' کیا تم میں سے کوئی یہ نہیں کر سکتا کہ کنگھا منگا کے اسے اپنی داڑھی میں کرے۔

خوراک ولباس کا حال:

اسماعیل بن عیاش سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں چوبداروں کے سردار عمرو بن المہاجر سے پوچھا کہ عمر رحمۃ اللہ علیہ اپنے گھر میں کیا پہنا کرتے تھے' انہوں نے کہا کہ استر دار سیاہ جبہ۔ یعلی بن حکیم سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی چادریں چھ ہاتھ ایک بالشت لمبی اور سات بالشت چوڑی تھیں۔

عمارہ بن ابی حفصہ سے مروی ہے کہ مسلمہ بن عبدالملک عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گئے' اپنی بہن فاطمہ بنت عبدالملک زوجہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ آج امیر المومنین نے فاقے کی حالت میں صبح کی ہے' میں ان کا کرتہ میلا دیکھتا ہوں' لہٰذا انہیں اس کے علاوہ کوئی دوسرا کرتہ پہنا دو کہ ہم ان کے پاس لوگوں کو آنے کی اجازت دیں۔ وہ خاموش ہو گئیں' انہوں نے پھر کہا کہ امیر المومنین کو اس کے سوا دوسرا کرتہ پہنا دو' تو انہوں نے کہا کہ واللہ ان کے پاس اس کے سوا کوئی کرتہ نہیں۔

قمیص کی قیمت:

عمرو بن میمون سے مروی ہے کہ میں ریشم کا ٹکڑا سلیمان بن عبدالملک کے پاس لایا' ان کے یہاں عمر کو دیکھا کہ سب سے زیادہ سخت اور موٹی گردن والے تھے' عمر رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہونے کے بعد ایک ہی سال گزرا تھا کہ میں ان کے پاس آیا' انہوں نے باہر آ کے ہمیں نماز پڑھائی' حالت یہ تھی کہ بدن پر ایک کرتہ تھا جو ایک دینار یا اسی کے قریب قیمت کا تھا' ایک رومال (ملیہ) بھی اسی قیمت کا تھا اور ایک عمامہ تھا جس کو انہوں نے اپنے شانوں کے درمیان لٹکا لیا تھا' وہ دبلے ہو گئے تھے' گردن بھی پتلی ہو گئی تھی۔

امیر المؤمنین کا باوقار لباس:

رجاء بن حیوۃ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سب سے زیادہ عطر لگانے والے اور سب سے اچھا لباس پہننے والے اور چلنے میں سب سے آہستہ خرام تھے' جب خلیفہ ہوئے تو لوگوں نے ان کے کپڑوں کی قیمت کا اندازہ بارہ درہم کیا' یہ کپڑے ٹوپی' عمامہ' کرتہ' قبا' شالی رومال' موزے اور مصری چادر پر مشتمل تھے۔

سعید بن سوید سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں کو جمعے کی نماز پڑھائی' حالت یہ تھی کہ بدن پر ایک کرتہ تھا جس کے چاک میں آگے اور پیچھے پیوند لگا ہوا تھا' نماز سے فارغ ہو کے وہ بھی بیٹھے اور ان کے ساتھ ہم بھی بیٹھ گئے' جماعت میں سے ایک شخص نے کہا کہ اگر آپ لباس پہنیں اور بنائیں (تو بہتر ہے) تھوڑی دیر تک سر جھکائے رہے جس سے ہم سمجھے کہ یہ بات انہیں ناگوار گزری' پھر انہوں نے اپنا سر اٹھایا اور کہا کہ بہترین میانہ روی غصے کے وقت اور بہترین عفو قدرت کے وقت ہے۔

ازہر سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو خناصرہ میں لوگوں کو خطبہ سناتے دیکھا' بدن پر ایک پیوند لگا ہوا کرتہ

تھا۔ عمر بن مہاجر سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے جبے ٹخنے اور جوتے کے تسمے کے درمیان تک دیکھے۔ معرف بن واصل سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ اس طرح مکے آئے کہ بدن پر دو سبز چادریں تھیں۔

عبید بن الولید بن ابی السائب الدمشقی سے مروی ہے کہ میں نے والد کو بیان کرتے سنا کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس خز کا ایک خاکی اور ایک زرد جبہ تھا اور خز کی ایک خاکی اور ایک زرد چادر تھی' جب خاکی جبہ پہنتے تو زرد چادر اوڑھتے اور جب زرد جبہ پہنتے تو خاکی چادر اوڑھتے' پھر انہوں نے اسے چھوڑ دیا۔

عمر بن موسیٰ الانصاری سے مروی ہے کہ میں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا' وہ برآمد ہوئے' سر پر ایک خاکی رنگ کا شالی رومال تھا' میں نے عمر رحمۃ اللہ علیہ سے کہا یہ خز کا ہے' انہوں نے کہا مجھے نہیں معلوم۔

ربیع بن صبیح سے مروی ہے کہ مجھ سے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے کسی دیکھنے والے نے بیان کیا کہ وہ طیالسہ کے جبے میں بغیر تہ بند کے نماز پڑھتے تھے۔ محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ وہ اپنی مونچھیں بالکل صاف نہ کر دیتے بلکہ اچھی تراشتے۔ ابوالغصن سے مروی ہے کہ مجھے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مشک کی خوشبو محسوس ہوتی تھی۔ محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ پیشانی پر سجدے کا نشان نہ تھا۔ ابوالغصن سے مروی ہے کہ میں نے منبر پر عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کبھی تلوار نہیں دیکھی۔

ایوب سے مروی ہے کہ مجھے خبر دی گئی کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے چوتھی قبر کا مقام بیان کیا گیا' جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس ہے' لوگوں نے اس کو ان کے لیے پیش کیا اور کہا کہ اگر آپ مدینے کے قریب ہوتے (تو وہاں دفن ہونے کا امکان تھا) انہوں نے کہا کہ مجھے اللہ کا سوائے آگ کے ہر قسم کا عذاب کرنا اس سے زیادہ پسند ہے کہ وہ یہ جانے کہ میں اپنے کو اس مقام کا اہل سمجھتا ہوں۔

ایوب سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا کہ امیر المومنین اگر آپ مدینے آتے اور وہاں اللہ تعالیٰ آپ کو موت دیتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ آپ دفن کیے جاتے' انہوں نے کہا کہ واللہ خدا کا مجھے سوائے آگ کے ہر قسم کا عذاب دینا' جس پر مجھے صبر بھی نہ ہو سکے' اس سے زیادہ پسند ہے کہ اللہ یہ جانے کہ میں اپنے کو اس کا اہل سمجھتا ہوں۔

اوزاعی سے مروی ہے کہ محمد بن المقدام نے فاطمہ بنت عبدالملک زوجہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ آپ کی رائے میں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے مرض وفات کی ابتداء کس سے ہوئی؟ انہوں نے کہا کہ میری رائے میں اس کی ابتداء یا اکثر حصے کی ابتداء خوف الٰہی سے ہوئی۔

عبدالمجید بن سہیل سے مروی ہے کہ میں نے طبیب کو دیکھا کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس سے نکلا' ہم نے پوچھا کہ آج آپ نے ان کا قارورہ کیسا دیکھا' اس نے کہا کہ قارورے میں کوئی اندیشہ نہیں' البتہ انہیں لوگوں کے معاملات کی فکر ہے۔ ابن لہیعہ سے مروی ہے کہ لوگوں نے بعض خطوط میں پایا کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو خوفِ خدا قتل کر دے گا۔

قبر کی زمین کی قیمت:

محمد بن قیس سے مروی ہے کہ میں امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے ابتدائے مرض میں موجود تھا۔ یکم رجب ۱۰۱ھ کو

علیل ہوئے' بیس روز بیمار رہے' کسی ذمی کو بلا بھیجا' ہم لوگ دیر سمعان میں تھے' اس سے اپنی قبر کے لیے زمین کی قیمت چکائی' ذمی نے کہا کہ امیر المومنین یہ تو بڑی مبارک بات ہے کہ آپ کی قبر میری زمین میں ہو' میں نے اسے آپ کے لیے حلال کر دیا ہے' مگر عمر نے انکار کیا' آخر اس زمین کو دو دینار میں خریدا اور دونوں دینار منگا کر اسے دے دیئے۔ ابراہیم بن میسرہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے وفات سے پہلے اپنی قبر کی زمین دس دینار میں خریدی۔

ایام علالت:

شیخ اہل مکہ سے مروی ہے کہ فاطمہ بنت عبدالملک اور ان کے بھائی مسلمہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تھے' ایک نے دوسرے سے کہا کہ ایسا نہ ہو کہ ہم لوگ ان پر گراں ہوں' دونوں اس وقت گئے کہ قبلے کے خلاف رخ کیے ہوئے تھے' تھوڑی دیر کے بعد واپس آئے تو وہ قبلے کی طرف منہ کیے ہوئے تھے' کوئی کہنے والا کہتا کہ ہم انہیں نہیں دیکھیں گے تو وہ کہتے:

تلك الدار الآخرة نجعلها للذين لايريدون علوّا في الارض ولافسادا والعاقبة للمتقين.

''یہ آخرت کا گھر ہم ان لوگوں کے لیے کریں گے جو زمین میں برتری و فساد کا ارادہ نہیں کرتے اور آخرت (کی بھلائی) پرہیزگاروں ہی کے لیے ہے''۔

عمارۃ بن ابی حفصہ سے مروی ہے کہ مسلمہ بن عبدالملک عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس مرض موت میں آئے اور کہا کہ آپ اپنے متعلقین کے لیے کس کو وصیت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جب میں اللہ کو بھول جاؤں تو یاد دلا دینا' دوبارہ انہوں نے یہی پوچھا کہ اپنے متعلقین کے لیے آپ کس کو وصیت کرتے ہیں' انہوں نے کہا کہ ان میں میرا دوست وہ اللہ ہے جس نے قرآن نازل کیا اور وہ صالحین سے محبت کرتا ہے۔

ان وليي الله الذي نزل الكتاب وهو يتولى الصالحين.

یزید بن عبدالملک کو وصیت:

سلیمان بن موسیٰ سے مروی ہے کہ جب عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو یزید بن عبدالملک کو لکھا: ''امابعد' تم اس سے بچنا کہ تمہیں غلبے کے وقت پچھڑنا نہ پڑے کہ پھر اس کو لغزش کہا جائے اور تمہیں (اصلی حالت پر) لوٹنے کا موقع نہ دیا جائے اور جس کو تم نے پیچھے کر دیا وہ تمہاری تعریف نہ کرے گا' اور جس کے خلاف تم نے فیصلہ کیا ہے وہ تمہیں معذور نہ جانے گا والسلام''۔

سالم بن بشیر سے مروی ہے کہ جب عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے یزید بن عبدالملک کو لکھا: ''سلام علیک' امابعد' مجھے یہی چیز نظر آتی ہے جو میرے ساتھ ہے (یعنی موت) میرا گمان یہی ہے کہ خلافت عنقریب تمہیں پہنچے گی' امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اللہ سے ڈرنا' تم دنیا اس شخص کے لیے چھوڑ دو جو تمہاری مدح نہ کرے' اور اس کو پہنچاؤ جو تمہیں معذور نہ جانے' والسلام علیک''۔

پانچ کپڑوں میں کفن:

عبدالعزیز بن عمر سے مروی ہے کہ میرے والد نے وصیت کی تھی کہ انہیں پانچ سوتی کپڑوں کا کفن دیا جائے۔ ابوبکر بن محمد

بن حزم سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے وصیت کی تھی کہ انہیں پانچ کپڑوں کا کفن دیا جائے جن میں کرتہ اور عمامہ بھی ہو۔ خالد بن ابی بکر سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے وصیت کی تھی کہ انہیں پانچ کپڑوں کا کفن دیا جائے جن میں کرتہ وعمامہ بھی ہو انہوں نے کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اعزہ میں سے جو مرتا تھا وہ اس کو اسی طرح کفن دیتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال وناخن کفن میں رکھنے کی وصیت:

عبدالرحمٰن بن محمد بن عبداللہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے وفات کے وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ بال اور ناخن منگائے اور کہا کہ جب میں مر جاؤں تو یہ بال اور ناخن لے کے میرے کفن میں رکھ دینا' لوگوں نے یہی کیا۔ سفیان بن عاصم بن عبدالعزیز بن مروان سے مروی ہے کہ میں عمر ابن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تھا' انہوں نے اپنی آزاد کردہ کنیز سے کہا کہ میرا گمان ہے کہ تم میرے لیے حنوط (عطر میت) کا انتظام کرو گی' اس میں مشک شامل نہ کرنا۔

عدل کے بے تاج بادشاہ کی رحلت:

سفیان بن عاصم سے مروی ہے کہ جب عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا وقت آیا تو وصیت کی کہ انہیں داہنی کروٹ پر قبلہ رخ کر دیا جائے۔ مغیرہ بن حکیم سے مروی ہے کہ فاطمہ بنت عبدالملک نے کہا کہ میں عمر ابن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو مرض موت میں کہتے سنتی تھی کہ اے اللہ ان لوگوں پر میری موت کو پوشیدہ رکھ اگرچہ وہ دن کی ایک ہی ساعت کے لیے ہو' جب وہ دن ہوا جس دن کہ ان کی وفات ہوئی تو میں ان کے پاس سے چلی گئی تھی اور دوسرے مکان میں بیٹھی تھی' میرے اور ان کے درمیان دروازہ حائل تھا' وہ اپنے خیمے میں تھے' میں نے انہیں کہتے سنا کہ:

تلك الدار الآخرة نجعلها للذين لا يريدون علوًّا في الارض ولا فسادا والعاقبة للمتقين.

اتنے میں ان کی آواز بند ہوگئی' جب کوئی حس وحرکت نہ سننے میں آئی تو میں نے وصیف سے' جو ان کا خادم تھا کہا کہ امیر المومنین کو دیکھو کیا وہ سوتے ہیں' جب وہ ان کے پاس گئے تو چیخ ماری' میں بھی دوڑی' دیکھا تو جان بحق تسلیم کر چکے تھے' رخ قبلے کی طرف تھا' آنکھیں ڈھانک لی تھیں' ایک ہاتھ منہ پر رکھ لیا تھا اور دوسرا آنکھوں پر۔

قبر میں چہرہ روشن اور قبلہ رُخ ہونا:

رجاء بن حیوۃ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے مرض موت میں مجھ سے کہا کہ تم بھی ان لوگوں میں ہونا جو مجھے غسل وکفن دیں اور میری قبر میں اتریں' جب مجھے میری لحد میں دیکھ دینا تو کفن کی گرہ کھول کے میرے چہرے کو دیکھنا' کیونکہ میں نے تین خلفاء کو دفن کیا ہے' ہر ایک کو جب قبر میں رکھا تو گرہ کھول دی' چہرے کو دیکھا تو سیاہ اور قبلہ رُخ سے پھرا ہوا تھا۔ رجاء نے کہا کہ میں ان لوگوں میں تھا جنہوں نے عمر رحمۃ اللہ علیہ کو غسل وکفن دیا اور ان کی قبر میں اترے' جب میں نے گرہ کھول کر دیکھا تو کاغذوں کی طرح تھا' اور قبلہ رُخ تھا۔

مخلد بن یزید سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے پچاس (دن) سے ملاقات کی وہ بنی میں اترے ہوئے تھے' فاضل وبہترین وسن رسیدہ تھے۔ یوسف بن ماہک سے مروی ہے کہ جس وقت ہم لوگ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی قبر پر مٹی برابر کر

رہے تھے تو آسمان سے ایک کاغذ گرا جس میں لکھا تھا ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم' اللہ کی طرف سے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو دوزخ سے پناہ دے''۔

مدت خلافت وتاریخ وفات:

عمرو بن عثمان سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی ۲۰ رجب ۱۰۱ھ کو وفات ہوئی' اس وقت وہ انتالیس سال اور چند ماہ کے تھے' خلافت دو سال پانچ مہینے کی۔ وفات دیر سمعان میں ہوئی۔

ہیثم بن واقد سے مروی ہے کہ میری ولادت ۸۷ھ میں ہوئی اور عمر ابن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ وابق میں ۲۰ صفر ۹۹ھ میں خلیفہ بنائے گئے' جو عطاء انہوں نے سالانہ مسلمانوں میں تقسیم کی اس سے مجھے تین دینار ملے۔ وفات ۲۵ رجب ۱۰۱ھ یوم چہارشنبہ کو خناصرہ میں ہوئی' بیس دن بیمار رہے' ان کی خلافت دو سال پانچ مہینے اور چار دن رہی' انتالیس سال اور چند ماہ کی عمر میں وفات ہوئی اور دیر سمعان میں دفن کیے گئے۔

عبدالرحمٰن بن ابی الزناد نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی وفات انتالیس سال پانچ ماہ کی عمر میں ہوئی۔ سعید بن عامر سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ وفات کے دن انتالیس سال اور چند ماہ کے تھے۔ ابوبکر بن عیاش سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ پر انتالیس سال گزرے تھے۔

سفیان بن عیینہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ چالیس سال کے تھے۔ سفیان نے کہا کہ میں نے ان کے فرزند سے پوچھا کہ وہ کس سن کو پہنچے تھے' تو انہوں نے کہا کہ چالیس سال سے زائد نہ تھے اور دو سال سے کچھ زائد خلیفہ رہے۔ معاویہ بن صالح سے مروی ہے کہ جب عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے لوگوں کو وصیت کی کہ میرے لیے قبر کھودنا مگر گہری نہ کرنا کیونکہ زمین کا بہترین حصہ اوپر کا ہے اور بدترین نیچے کا۔ وہیب بن الورد سے مروی ہے کہ ہمیں معلوم ہوا کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی جب وفات ہوگئی تو فقہاء ان کی بیوی کے پاس تعزیت کرنے آئے اور کہا کہ ہم اس لیے آپ کے پاس آئے ہیں کہ عمر رحمۃ اللہ علیہ کی تعزیت کریں کیوں کہ..............................

طبقہ سادسہ

بن رافع بن خدیج وطماح' ان کی والدہ ام یحییٰ بنت طماح ابن عبدالحمید بن رافع بن خدیج تھیں' محمد کی کنیت ابو عبداللہ تھی' وفات ابو جعفر کی خلافت میں مدینے میں ہوئی۔

عبداللہ بن الہریر رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبدالرحمٰن بن رافع بن خدیج' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ عبداللہ بن الہریر کے یہاں فضل پیدا ہوئے' ان کی والدہ سہلہ بنت حابس ابن امرئ القیس بن رفاعہ بن رافع بن خدیج تھیں۔ سبرہ و عیسیٰ والمنذر و عفراء وام رافع' ان کی والدہ تامہ بنت بن عیسیٰ بن سہل ابن رافع بن خدیج تھیں۔

محمد بن یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن سہل بن ابی حثمہ کا نام عبداللہ بن ساعدہ بن عامر بن عدی بن جشم ابن مجدعہ بن حارثہ بن الحارث تھا' ان کی والدہ قیس عیلان کے اشجع میں سے تھیں۔ محمد بن یحییٰ کے یہاں حمادہ پیدا ہوئیں' ان کی والدہ ام الحسن بنت عمر ابن عبدالعزیز بن محمد بن ابی عبس بن جبر بن عمرو بن زید بن جشم بن حارثہ بن الحارث تھیں۔

محمد بن یحییٰ کی کنیت ابوعبداللہ تھی' ان کی وفات مہدی کی خلافت میں ۱۶۶ھ میں ہوئی۔

عبدالمجید بن ابی عبس رحمۃ اللہ علیہ:

ابن محمد بن ابی عبس بن جبر بن عمرو بن زید بن جشم بن حارثہ بن الحارث' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ عبدالمجید بن ابی عبس کے یہاں احمد و مریم پیدا ہوئیں' ان دونوں کی والدہ شریفہ بنت القاسم بن محمد بن ابی عبس بن جبر بن عمرو بن زید بن جشم بن حارثہ تھیں۔ عبدالمجید کی کنیت ابومحمد تھی' وفات مہدی کی خلافت ۱۶۴ھ میں ہوئی' قلیل الحدیث تھے۔

عبداللہ بن الحارث رحمۃ اللہ علیہ:

ابن الفضیل بن الحارث بن عمیر بن عدی بن خرشہ بن امیہ بن عامر بن خطمہ' ان کا نام عبداللہ بن جشم بن مالک بن الاوس تھا' ان کی والدہ مریم بنت عدی ابن الحارث بن عمیر الخطمی تھیں۔ عبداللہ بن الحارث کے یہاں حارث و عیسیٰ پیدا ہوئے' دونوں کی والدہ حبابہ بنت عیسیٰ بن معن بن معبد بن شریق بن اوس بن عدی بن امیہ ابن عامر بن خطمہ تھیں۔ عبداللہ کی کنیت ابوالحارث تھی' وفات مہدی کی خلافت ۱۶۴ھ میں ہوئی۔

خالد بن القاسم رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبدالرحمن بن خالد بن قیس بن مالک بن العجلان بن عامر بن بیاضہ' وہ خزرج کے تھے۔ خالد بن القاسم کے یہاں ام القاسم پیدا ہوئیں' ان دونوں کی والدہ ام ولد تھیں۔ خالد کی کنیت ابومحمد تھی' وفات ترانوے سال کی عمر میں ۱۶۳ھ میں ہوئی' قلیل الحدیث تھے۔

سعید بن محمد رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی زید جو معلّٰی بن لوذان بن حارثہ بن عدی بن زید بن ثعلبہ بن مالک ابن زید مناۃ بن حبیب بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم بن الخزرج کی اولاد میں سے تھے۔

محمد بن عمر سے مروی ہے کہ سعید بن محمد بن ابی زید' دین و تقویٰ و فضل و عقل والوں میں سے تھے' ان کی ایک چھوٹی سی شور زمین تھی جس سے دو دینار سالانہ ملتے' وہ اسی آمدنی پر ثابت قدم تھے اور اسی پر قناعت کرتے تھے' ان کی کنیز اور وہ خود صبح کو جاتے' اپنی زمین سے کچی گری ہوئی کھجوریں چنتے اور اس کنیز سے اپنے متعلقین کے پاس بھیج دیتے' اشدت پر بہت صابر تھے' تھوڑا یا بہت اس کا کبھی کسی سے شکوہ نہ کرتے۔

کچھ بھیجا جاتا تو کہتے کہ میں مالدار ہوں اور جو انہیں کچھ بھیجتا اس سے سخت ناراض اور بے انتہا رنجیدہ ہوتے' سب سے

زیادہ اپنے نفس کو عیوب سے پاک رکھتے' ہمارے پاس صرف دو کپڑوں میں آ کر حدیث بیان کرتے' یہی دو کپڑے جاڑے میں بھی اور گرمی میں بھی ہوتے جن کو ہم ہمیشہ صاف اور ستھرا دیکھتے۔

ولیمے کی دعوت دی جاتی تو قبول کر لیتے مگر کچھ کھاتے نہ تھے اور دعوت کرنے والوں کو دعا دیتے' کہا جاتا کہ ابو محمد آپ کیوں نہیں کھاتے تو جواب دیتے مجھے یہ پسند نہیں کہ اپنے پیٹ کو عمدہ کھانے کا خوگر بناؤں جس سے یہ اس کھانے پر راضی نہ ہو جو میں اسے کھلاتا ہوں' میں نہیں چاہتا کہ اس کی خواہش کروں۔

جب عبدالرحمٰن بن ابی الزناد خراج مدینے کے والی ہوئے تو انہوں نے سعید ابن محمد بن ابی زید کو سو دینار بھیجے' سعید نے کہا کہ واللہ میں ان کو کبھی قبول نہ کروں گا اور نہ یہ میرے لیے مناسب ہے۔ سبحان اللہ' کیا انہیں اس ہدیے سے شرم نہیں آتی' عبدالرحمٰن نے سعید کو کسی ولایت کا والی بنایا اور قبیلہ اسد وطے کا ساعی (محصول وصول کرنے کا عہدہ دار) مقرر کیا' انہوں نے کہا کہ میں یہ خدمت بھی نہ کروں گا۔

عبدالرحمٰن ان کے پاس قاصد بھیجتے رہے' آخر سعید بن محمد ان کے پاس آئے اور کہا کہ میں سمجھ گیا کہ تم میرے ساتھ احسان کرنا چاہتے ہو' میرے ساتھ تمہارا پورا احسان یہ ہے کہ مجھے ان خدمات سے معاف کرو' مجھے ان کی ضرورت نہیں' بحمد اللہ میرے پاس اس سے بچنے بھر کا ہے' عبدالرحمٰن نے انہیں چھوڑ دیا اور معاف کر دیا۔

ابن ابی حبیبہ رحمۃ اللہ علیہ:

نام ابراہیم بن اسماعیل بن ابی حبیبہ تھا اور کنیت ابو اسماعیل' عبداللہ بن سعد ابن زید الاشہلی کے مولیٰ (آزاد کردہ غلام) تھے' بڑے نمازی و عبادت گزار تھے' ساٹھ برس روزے رکھے تھے' وفات بیاسی سال کی عمر میں بعہد خلافت مہدی ۱۶۵ھ میں ہوئی' قلیل الحدیث تھے۔

کثیر بن عبداللہ بن عوف رحمۃ اللہ علیہ:

قلیل الحدیث تھے' ضعیف سمجھے جاتے تھے۔

یزید بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ:

ابن جعدبہ اللیثی' انہیں (لیثیون) میں سے تھے' کنیت ابو الحکم تھی' بصرہ منتقل ہو گئے تھے اور وہیں مہدی کی خلافت میں وفات ہوئی' قلیل الحدیث تھے اور ضعیف سمجھے جاتے تھے۔

اسامہ بن زید رحمۃ اللہ علیہ:

ابن اسلم مولائے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بن نفیل' کنیت ابو زید تھی۔ قاسم بن محمد و سالم بن عبداللہ اور نافع مولائے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا تھا' کثیر الحدیث تھے مگر معتبر نہ تھے' وفات ابو جعفر کی خلافت میں مدینے میں ہوئی۔

عبداللہ بن زید رحمۃ اللہ علیہ:

ابن اسلم مولائے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ' حدیث میں اسلم کی اولاد میں سب سے زیادہ معتبر تھے' وفات مہدی کی ابتدائے

خلافت میں مدینے میں ہوئی۔

عبدالرحمٰن بن زید رحمۃ اللہ علیہ:

ابن اسلم مولائے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ' وفات ابتدائے خلافت ہارون الرشید میں مدینے میں ہوئی' کثیر الحدیث مگر نہایت ضعیف تھے۔

داؤد بن خالد رحمۃ اللہ علیہ:

ابن دینار مولائے آل حنین' بنی عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے موالی میں سے تھے' کنیت ابو سلیمان تھی۔ حنبل بن محمد بن ابی یحییٰ سے مروی ہے کہ خالد بن دینار مولائے آل حنین موالی بنی عباس تھے' بڑے بامروت تھے۔

میں والد کے ہمراہ مسجد میں تھا کہ ایک پکارنے والا دروازے پر ندا دے رہا تھا کہ جو خالد بن دینار کے جنازے پر آئے' اللہ اس پر رحمت کرے۔ لوگ اپنے گھروں سے نکلے' ابھی جنازے کے منتظر تھے کہ ایک شخص ان کے مکان سے نکل کر آیا اور کہا کہ اللہ تم لوگوں کو اجر دے' واپس جاؤ ان کی نبض چل رہی ہے' لوگ واپس گئے۔ اس کے بعد وہ زندہ رہے اور تین بیٹے پیدا ہوئے' داؤد بن خالد و شمیل بن خالد و یحییٰ بن خالد' سب کے سب عامل حدیث و روای علم ہوئے' خالد کے یہاں بھی بیٹیاں پیدا ہوئیں' ان کے بیٹے بھی بالغ ہوئے اور ان کے یہاں بھی اولاد پیدا ہوئی' وہ لوگ تاجر تھے۔

عبدالصمد بن علی والی مدینہ ہو کر آئے تو انہوں نے ان لوگوں کو تعلق والا (آقا و غلام ہونے) کی وجہ سے بلا بھیجا اور جو عہدہ خالی تھا پیش کیا' ان لوگوں نے کہا کہ اللہ امیر کی اصلاح کرے' ہم لوگ تو تاجر ہیں' ہمیں شاہی عہدے میں داخل ہونے کی ضرورت نہیں' لہٰذا ہمیں اس سے معاف کیجئے' انہوں نے ان لوگوں کو معاف کر دیا' وہ ان کا اکرام کیا کرتے تھے۔

شمیل بن خالد رحمۃ اللہ علیہ:

ابن دینار مولائے آل حنین موالی بنی عباس بن عبدالمطلب' ان سے بھی روایت کی گئی ہے۔

یحییٰ بن خالد رحمۃ اللہ علیہ:

ابن دینار مولائے آل حنین موالی بنی عباس بن عبدالمطلب' ان سے بھی روایت کی گئی ہے۔

عبدالعزیز بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی سلمۃ الماجشون' کنیت ابو عبداللہ تھی' آل ہدیر التیمی کے مولیٰ تھے۔ وفات مہدی کی خلافت میں ہجرت نبوی کے ۱۶۴ سال بعد بغداد میں ہوئی۔ مہدی نے ان پر نماز پڑھی اور مقابر قریش میں دفن کیا' ثقہ و کثیر الحدیث تھے' بہ نسبت اہل مدینہ کے اہل بغداد نے ان سے زیادہ روایت کی ہے۔

یوسف بن یعقوب رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی سلمہ' یعقوب ہی ماجشون تھے' ان کے اور ان کے چچا کے بیٹے اس نام سے منسوب ہو گئے۔ یوسف بن الماجشون سے مروی ہے کہ میں سلیمان بن عبدالملک کے زمانے میں پیدا ہوا' سلیمان نے میری عطا مقرر کی' جب عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ والی ہوئے تو

انہوں نے دیوان کا معائنہ کیا' میرے نام پر پہنچے تو کہا کہ مجھے اس لڑکے کی ولادت کا کسی نے نہیں بتایا' یہ چھوٹا ہے اور اہل فرائض میں سے نہیں ہے' انہوں نے مجھے ناکام واپس کر دیا۔

عبدالرحمٰن بن ابی الموال:

فلیح بن سلیمان:

ابن ابی المغیرہ بن حنین کہ خاندان زید بن الخطاب بن نفیل العدوی کے مولیٰ تھے' عبید بن حنین جنہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے' ابو فلیح سلیمان ابن ابی المغیرہ کے چچا تھا۔ فلیح کا نام عبدالملک تھا مگر لقب نام پر غالب آ گیا۔ فلیح جب ابو جعفر کی طرف سے والیٔ مدینہ ہوئے تو حسن بن زید بن حسن بن علی رضی اللہ عنہما پر سختی کی' دونوں کے درمیان سخت کلامی بھی ہو گئی تھی' حسن بن زید انہیں ایذا دیتے اور پریشان کرتے۔

عبدالرحمٰن بن ابی الزناد رحمۃ اللہ علیہ:

نام عبداللہ بن ذکوان تھا' ذکوان رملہ بنت شیبہ بن ربیعہ بن عبد شمس کے مولیٰ تھے' رملہ بنت شیبہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی زوجہ تھیں۔ عبدالرحمٰن کی کنیت ابو محمد تھی' ولادت ۱۰۰ھ میں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی خلافت میں ہوئی۔ عبدالرحمٰن بن ابی الزناد سے مروی ہے کہ محمد بن عبدالعزیز الزہری ابو الزناد کے پاس آئے اور مدینے کے محکمہ قضا کے والی (قاضی) ہو گئے۔ عبدالرحمٰن ابن ابی الزناد اور عبداللہ بن محمد بن سمعان کے درمیان بحث اور جھگڑا ہوا' عبدالرحمٰن نے عبداللہ کو باتیں سنائیں' عبداللہ نے (لوگوں سے) کہا کہ ان کے خلاف گواہی دو' اور انہیں محمد بن عبدالعزیز (قاضی مدینہ) کے سامنے لائے' عبدالرحمٰن کے خلاف شہادت دی گئی' قاضی نے ان کو قید کر دیا اور سترہ تازیانے مارے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ اس کے بعد عبدالرحمٰن بن ابی الزناد مدینے کے والیٔ خراج ہو گئے' اصحاب خیر و تقویٰ اور علمائے حدیث سے مدد لیا کرتے تھے' اپنے کام میں بڑے فاضل اور کثیر الحدیث عالم تھے' ایک شخص نے انہیں قرآن سنایا' قرأت خوش الحانی سے کی' جو لوگ وہاں موجود تھے ان میں سے بعض ہنسے' عبدالرحمٰن خاموش رہے' جب وہ شخص چلا گیا تو انہوں نے ان لوگوں پر عتاب کیا اور کہا کہ تم کو اس (خلاف تہذیب حرکت) سے شرم نہیں آتی۔

راوی نے کہا کہ ایک شخص نے ان کو حدیث سنائی جس کو وہ لکھتے تھے اور یہ نہیں چاہتے تھے کہ اس کو ہر شخص سنے' جب وہ شخص اٹھ کھڑا ہوا تو وہ عبدالرحمٰن کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ اگر میں ان سے کہتا کہ اس کو پوشیدہ رکھنا تو وہ اس پر غل مچاتے' لیکن میں نے انہیں چھوڑ دیا' وہ نہیں جانتے کہ میں اس کو پوشیدہ رکھتا ہوں' انہوں نے اس کی پروانہ کی' اور وہ ان تمام حدیثوں کی طرح رہی جو ان کے پاس تھیں۔

عبدالرحمٰن بن ابی الزناد بغداد آئے' لوگوں سے حدیث بیان کی' بیمار ہو کے وہیں ۱۷۴ھ میں چوہتر سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ کثیر الحدیث وضعیف تھے۔ ان کے بھائی:

ابوالقاسم بن ابی الزناد رحمۃ اللہ علیہ:

ان سے بھی روایت کی گئی ہے' وہ بھی بغداد آ گئے تھے' اور لوگوں نے ان سے سنا۔

محمد بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی الزناد کی کنیت ابوعبداللہ تھی' ان کی اور ان کے والد کی عمر میں سترہ سال کا فرق تھا اور موت میں اکیس شب کا فرق رہا' دونوں باب التین کے مقابر میں دفن ہوئے۔ عبدالرحمٰن بن ابی الزناد سے مروی ہے کہ مجھ سے ابوبکر بن محمد بن عمرو ابن حزم ملے اور کہا کہ عبدالرحمٰن! تمہارے یہاں اولاد ہوئی' میں نے کہا' ہاں' پوچھا' تم کتنے سال کے ہو میں نے کہا' سترہ سال کا' میں سترہ سال کا تھا کہ میرے یہاں محمد پیدا ہوئے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ محمد بن عبدالرحمٰن نے علقمہ و شریک بن عبداللہ بن ابی نمر اور سوائے ابوالزناد کے جتنے ان کے والد کے راوی تھے سب سے ملاقات کی' ان سے حدیث بیان کرنے کی درخواست کی جاتی تو انکار کرتے اور کہتے کہ میں حدیث بیان کروں حالانکہ والد (ابھی) زندہ ہیں' مگر سوائے حدیث کے بعد اس حدیث کے جو ان سے خاص تھی۔

والد بزرگوار کی خدمت اور تعظیم میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کرتے اور ان سے بہت زیادہ ڈرتے' میں نے ایک روز ان کو اس حالت میں دیکھا کہ پسلی میں درد تھا' دروازے پر بیٹھے ہوئے انتظار کر رہے تھے کہ والد اجازت دیں تو واپس جائیں' حالانکہ درد شدید تھا' جب ان کے والد کا قاصد نکلا اور کہا کہ واپس جایئے تو وہ واپس ہوئے۔ میں نے ان سے کہا کہ اگر آپ چلے جاتے تو کچھ حرج نہ تھا' انہوں نے کہا کہ سبحان اللہ کیا اس وقت ضرورت تھی؟ اگر میں اتنا ٹھہرتا جتنا اللہ چاہتا اور والد اجازت نہ دیتے تو میں اپنی جگہ سے نہ ہٹتا۔

محمد بن عبدالرحمٰن میں ایسی خصلتیں تھیں کہ ان میں ایک بھی نظرانداز نہیں کی جا سکتی' ان خصلتوں میں سے ایک بھی اگر کسی شخص میں ہو تو وہ کامل ہو جائے' قرأت قرآن' قرأت سنتز' عربیت' عروض' حساب' اجازت نامے' دفاتر میں رکھنا اور حقوق (مقدمات) کی یادداشتیں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ میں نے قاضی محمد بن عمران الطلحی سے اس وقت سنا کہ ان کے پاس ایک خط لایا گیا اور سنایا جا رہا تھا کہ اسے محمد بن عبدالرحمٰن کے سامنے پیش کرو' کہا گیا کہ نہیں' انہوں نے کہا کہ لے جاؤ اور ان کے سامنے پیش کرو' پھر میرے پاس لاؤ۔ تقسیم و فرائض اور اس کے حساب اور اس کی تقسیم اور حدیث کو یقین اور فہم کے ساتھ سب سے زیادہ وہی جانتے تھے۔

سلیمان بن ہلال سے مروی ہے کہ میں نے کسی کو نہیں دیکھا جو زید بن اسلم پر جرأت کرے اور ان سے کہے کہ کیا آپ نے محمد بن عبدالرحمٰن کے سوا بھی کسی سے سنا ہے' مگر میں نے ان کو زید بن اسلم سے کہتے سنا ہے کہ اے ابواسامہ میں نے سنا ہے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ محمد بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ سب سے زیادہ اپنے والد کے ساتھ نیکی کرتے تھے ان کے والد حلقے میں ہوتے اور وہ پیچھے ہوتے' ان کے والد کہتے' اے محمد' وہ اس وقت تک جواب نہ دیتے جب تک کہ اپنے والد کے سرہانے آ کے کھڑے نہ ہو جاتے' پھر لبیک کہتے' ان کے والد اپنی ضرورت بتاتے' ہیبت کی وجہ سے وہ سمجھ نہ سکتے اور دوبارہ سمجھنے کی درخواست کرتے' پھر وہ انہیں

بتاتے تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ محمد بن عبدالرحمن اپنے والد عبدالرحمن بن ابی الزناد کے ہمراہ بغداد میں تھے' وفات والد کے اکیس دن کے بعد ۱۷۴ھ میں ہوئی' اس وقت ستاون سال کے تھے' دونوں (باپ بیٹے) باب التین کے مقابر میں دفن کیے گئے۔ سوائے محمد بن عمر کے ان سے اور کسی نے روایت نہیں کی۔

ابو معشر نجیح رحمۃ اللہ علیہ:

بنی مخزوم کی کسی عورت کے مکاتب تھے' بدل کتابت ادا کر کے آزاد ہو گئے تھے۔ ام موسیٰ بنت منصور الحمیری نے ان کا ولاء (حق میراث آقا بعد آزادی غلام) خرید لیا تھا۔ وفات بغداد میں ۱۷۰ھ میں ہوئی' کثیر الحدیث وضعیف تھے۔

اسمٰعیل بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عقبہ' موسیٰ بن عقبہ کے بھتیجے تھے' کنیت ابواسحاق تھی' نافع مولائے ابن عمرو عائشہ بنت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم کو دیکھا تھا اور دونوں سے صحیح حدیث روایت کی' مغازی (واقعات جنگ) کے متعلق اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے روایت کرتے تھے جن سے محمد بن عمرو اسمٰعیل بن ابی اویس وغیرہ نے سنا' وفات مہدی کی خلافت کے شروع میں مدینے میں ہوئی۔

محمد بن مسلم رحمۃ اللہ علیہ:

الجوسق' مولائے بنی مخزوم' کنیت ابوعبداللہ تھی' وفات ۱۶۰ھ میں ہوئی۔

محمد بن مسلم رحمۃ اللہ علیہ:

ابن جماز' مولائے بنی تمیم بن مرہ' کنیت ابوعبداللہ تھی' فقیہ تھے اور احادیث کے متعلق اپنی رائے میں بصیرت رکھتے تھے' لیکن اس کو ترک کر کے عبادت کی طرف متوجہ ہو گئے تھے۔ وفات ۱۷۷ھ میں مدینے میں ہارون کی خلافت میں ہوئی۔

محمد بن عمر سے مروی ہے کہ جب محمد بن مسلم بن جماز کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے سوائے چند اشیاء کے اور کوئی وصیت نہیں کی' انہوں نے کہا کہ میں گھر والوں کی شکایت سنا کرتا تھا جو وہ ہمارے اس پرنالے کے متعلق کرتے تھے کہ ان کے مکان کے راستے میں ہے۔ میں نے اپنے بزرگوں کو اسی طرح اس مکان میں پایا کہ پرنالہ اپنے مقام پر تھا' میں نے ارادہ کیا کہ اسے دوسری جگہ بدل دوں' مگر مکان میں کوئی ایسا موقع نہ پایا جو اس کے لیے مناسب ہو' میں منتقل کرنے کے ارادے سے جاتا تھا مگر ہمت نہ ہوتی تھی' ڈرتا تھا کہ اپنی بھتیجیوں کو جو چھوٹی چھوٹی پردہ نشین لڑکیاں ہیں منتقل کروں تو ان کے والد کی حال ہی میں وفات ہوئی ہے وہ رنجیدہ ہوں گی' لہٰذا چاہتا ہوں کہ تم لوگ صاحب خانہ سے پرنالے کے بارے میں گفتگو کرو کہ مجھے اس کی اجازت دے دیں' البتہ اگر اس میں نقصان ہو تو بحال رکھا جائے۔

اسحاق بن شعیب بن ابراہیم بن محمد بن طلحہ بن عبیداللہ نے مجھ سے اجازت چاہی تھی کہ میرے مکان میں ایک روشندان کھولیں جو ان کے تاریک مکان کو روشن کر دے اور وہ روشن دان کی بلندی تک اونچا کریں گے کہ ہماری بے پردگی نہ ہو' میں نے انہیں اجازت دے دی تو وہ سامان لے آئے' پھر مجھے خیال آیا کہ میرے بھائی کی لڑکیاں کمسن ہیں اور مجھے ان کی بے پردگی کا اطمینان نہیں

ہے' اس لیے میں نے انکار کر دیا' لہٰذا تم لوگ اسحاق سے گفتگو کرو کہ وہ میرے ہاں کہنے اور پھر نہیں کہنے کو معاف کر دیں۔

یہ تین درہم ہیں کہ تیس سال سے زائد مدت سے میرے صندوق کے خانے میں ہیں۔ میں ہتھیار کی مشق کرتا تھا' معلوم نہیں کہ وہ میرے ہیں یا امانت ہیں یا قرضدار نے ادا کیے ہیں' دریافت کرنا اور لوگ اس کے بارے میں جو مشورہ دیں اس پر عمل کرنا۔ فلاں خاندان کے لوگوں نے میرے پاس ایک طشت دو دینار میں رہن رکھا تھا' مجھے خبر دی گئی کہ میرے متعلقین نے ایک مرتبہ اس میں کھانا کھایا ہے' لہٰذا اس کے مالک سے میرے لیے معاف کرالو' اگر وہ معاف کر دے (تو خیر) ورنہ دونوں دینار اسے واپس کر دو۔ جو نفقہ کہ میں نے چھوڑا ہے وہ تقریباً ستر دینار ہیں' ان کا ایک ثلث بطور وصیت میرے بھائی کی لڑکیوں کے لیے ہے اور دو ثلث بطور میراث میرے بھائی کے بیٹوں کے لیے۔

سحبل بن محمد رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی یحییٰ' ابن یحییٰ کا نام سمعان تھا کہ اسلمیین کے موالی تھے' سحبل کا نام عبداللہ تھا اور کنیت ابو محمد تھی' فاضل و عاقل و کریم تھے۔ وفات ۱۶۲ھ میں بعہد خلافت مہدی مدینے میں ہوئی' کچھ زیادہ قلیل الحدیث نہ تھے۔

سلیمان بن بلال رحمۃ اللہ علیہ:

کنیت ابو محمد تھی' قاسم بن محمد بن ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے موالی تھے' وہ بربری (زنجاری) خوبصورت' خوش ہیئت و عاقل تھے' مفتی شہر اور مدینے کے والیٔ خراج تھے۔ وفات ۱۷۲ھ میں بزمانہ خلافت ہارون مدینے میں ہوئی' ثقہ و کثیر الحدیث تھے۔

عبداللہ بن یزید رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبداللہ بن قسیط اللیثی' انہیں لیثیون میں سے تھے۔ ان کے بھائی:

قاسم بن یزید رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبداللہ بن قسیط اللیثی' انہیں لیثیون میں سے تھے۔

مغیرہ بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبداللہ بن خالد بن حزام بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ' ان کی والدہ ام ولد تھیں' ابوالزناد وغیرہ سے روایت کی ہے۔ یہی ہیں کہ قصی کہلاتے تھے اور اسی نام سے مشہور تھے۔

اُبی بن عباس رحمۃ اللہ علیہ:

ابن سہل بن سعد بن مالک بن خالد جو خزرج کے بنی ساعدہ میں سے تھے۔ ان کی والدہ جمال بنت جعدہ بن مالک بن سعد بن نافذ بن غیظ بن عوف' بنی سلیم کی تھیں۔ ابی کے یہاں سہل و کلثم پیدا ہوئے' ان دونوں کی والدہ عاتکہ بنت عبدالرحمٰن بن خزیمہ بن فراس بن حارثہ بنی سلیم کی تھیں۔ ابی کے یہاں سہل و کلثم پیدا ہوئے' ان دونوں کی والدہ عاتکہ بنت عبدالرحمٰن بن خزیمہ بن فراس بن حارثہ بنی سلیم کی تھیں۔

عبدالمہیمن بن عباس رحمۃ اللہ علیہ:

ابن سہیل بن سعد بن مالک بن خالد' خزرج کے بنی ساعدہ میں سے تھے۔ ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ عبدالمہیمن بن عباس کے یہاں عمر وظبیہ پیدا ہوئیں' دونوں کی والدہ امیمہ بنت عبداللہ بن الربیع بنی سلیم سے تھیں۔

عمر و ابیہ' ان دونوں کی والدہ عبدہ بنت عمران جہینہ میں سے تھیں۔ سیدہ' ان کی والدہ ام عمرو بنت سہم بن معروف جہینہ کی شاخ حرقہ سے تھیں۔

ایوب بن النعمان رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبداللہ بن کعب بن مالک بن ابی کعب بن القین بن کعب بن سواد کہ بنی سلمہ کی تھیں' ان کی والدہ ام عثمان تھیں' بنت عمرو بن عبداللہ بن انیس جو بنی سلمہ کے حلیف تھے۔

ایوب بن النعمان کے یہاں ثواب پیدا ہوئے' ان کی والدہ سکینہ بنت مطروف بن عبدالعزیز بن ابی الازغر اسلم کی تھیں۔

عثمان بن الضحاک رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عثمان بن عبداللہ بن خالد بن حزام بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ ابن قصی' محمد بن عمر الواقدی وغیرہ نے ان سے روایت کی ہے۔ ان کے بیٹے:

ضحاک بن عثمان رحمۃ اللہ علیہ:

ابن الضحاک بن عثمان بن عبداللہ بن خالد بن حزام بن خویلد بن اسد ابن عبدالعزیٰ بن قصی' جن سے مصعب بن عبداللہ الزبیری وغیرہ نے ان سے روایت کی ہے۔

ہشام بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عکرمہ بن عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام المخزومی' ان کی والدہ بنی مرہ کی تھیں' ہشام بن عروہ ہی کے ساتھ رہتے تھے اور ان کے مخصوصین میں سے تھے' ان سے انہوں نے بہت کچھ سنا مگر کوئی روایت نہیں کی' انہیں مرد بزرگ سمجھا جاتا تھا' امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر کاربند تھے۔

جب امیر المومنین ہارون نے حج کیا تو ابوبکر بن عبداللہ الزبیری کہ اس زمانے میں والیٔ مدینہ تھے ہارون سے ملنے کے لیے روانہ ہوئے' ہمراہ چند معززین اہل مدینہ کو بھی لے گئے جن میں ہشام بن عبداللہ بھی تھے' ابوبکر خلیفہ سے مقام نقرہ میں ملے اور سلام کیا' انہوں نے ان لوگوں کو دریافت کیا جو ہمراہ تھے' ابوبکر نے ہشام بن عبداللہ کا ذکر کیا اور ان کی تعریف کی' ہارون نے ان کو بلایا' وہ گئے' سلام کیا' دعا دی اور ایسی نصیحت آمیز باتیں کیں جن سے خوش ہو کے ان کو قضائے مدینہ کا والی بنا دیا اور چار ہزار دینار انعام دیئے۔

ہشام سخی تھے' اعزہ کے ساتھ نیکی کرتے' کنیت ابوالولید تھی۔

قاسم بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عمر بن حفص بن عاصم بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ۔

عبدالرحمن بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن دینار مولائے عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما۔

عبداللہ بن عبدالرحمن رحمۃ اللہ علیہ:

ابن القاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ۔

طبقہ سابعہ

دراوردی رحمۃ اللہ علیہ:

نام عبدالعزیز بن محمد بن عبید بن ابی عبید تھا' کنیت ابومحمد تھی' قبیلہ قضاعہ کے برک بن دبرہ برادر کلب بن دبرہ کے مولیٰ تھے' خاندانی تعلق خراسان کے ایک گاؤں دراورد سے تھا۔ وہ خود مدینے میں پیدا ہوئے اور وہیں نشو ونما پائی' مدینے ہی میں علم حاصل کیا اور احادیث سنیں اور وہیں رہے' ۱۸۷ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ کثیر الحدیث تھے اور غلطی کرتے تھے۔

عبدالعزیز بن ابی حازم رحمۃ اللہ علیہ:

ابوحازم کا نام سلمہ بن دینار تھے' بنی اشجع کے مولیٰ تھے' عبدالعزیز کی کنیت ابوتمام تھی' ۱۰۷ھ میں ان کی ولادت ہوئی اور ۱۸۴ھ میں مسجد نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں جمعے کے دن ناگہانی طور پر وفات ہوگئی' ان کا مکان فروخت کیا گیا تو اس میں چار ہزار دینار مدفون پائے گئے' کثیر الحدیث تھے مگر دراوردی سے کم۔

ابوعلقمہ الفروی رحمۃ اللہ علیہ:

نام عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن ابی فروہ تھا۔ آل عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے مولیٰ تھے' نافع وسعید بن ابی سعید المقبری وصلت بن زبید سے ملے ہیں اور ان لوگوں سے روایت بھی کی ہے' انہیں اتنی عمر ملی کہ ہم لوگ ۱۸۹ھ میں مدینے میں ان سے ملے' اس کے بعد ان کی وفات ہوئی۔ ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

ابراہیم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی یحییٰ مولائے اسلم' کنیت ابواسحاق تھی' اپنے بھائی سحبل سے دس سال چھوٹے تھے۔ وفات ۱۸۴ھ میں مدینے میں ہوئی' کثیر الحدیث تھے' ان کی حدیث ترک کردی گئی تھی لکھی نہیں جاتی تھی۔

حاتم بن اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ:

کنیت ابواسماعیل تھی۔ محمد بن عمر سے مروی ہے کہ حاتم بن اسماعیل نے مجھ سے بیان کیا کہ وہ بنی عبدالمدان بن الدیان کے' جو بنی الحارث بن کعب سے تھے' مولیٰ تھے' انہوں نے مجھے اپنے والد کا دفتر دیا اور کہا کہ تاوقتیکہ میں مر نہ جاؤں اس کا ذکر نہ کرنا' ان کا خاندان کوفی تھا مگر وہ مدینے میں منتقل ہو کر رہ پڑے اور یہیں ۱۸۶ھ میں ہارون الرشید کی خلافت میں وفات ہوئی' ثقہ و قابل اطمینان و کثیر الحدیث تھے۔

محمد بن عمر الواقدی رحمۃ اللہ علیہ:

ابن واقد' کنیت ابوعبداللہ الواقدی تھی' اسلم کی شاخ بنی سہم کے مولیٰ تھے' مدینے سے منتقل ہو کر بغداد کی سکونت اختیار کر لی' امیر المومنین عبداللہ ابن ہارون کی جانب سے چار سال تک عسکر مہدی میں محکمہ قضا رہے' مغازی و سیرت و فتوح کے زبردست عالم اور حدیث و احکام میں لوگوں کے اختلاف اور اتفاق کے جید فاضل تھے' انہوں نے اس کو ان کتابوں میں واضح طور پر بیان کیا ہے جن کو تصنیف و تالیف کیا اور ان میں حدیثیں بیان کی ہیں۔

ہارون الرشید کے لئے مقامات مقدسہ کی زیارت کا اہتمام:

عبداللہ بن عبیداللہ سے مروی ہے کہ مجھ سے واقدی نے کہا کہ امیر المومنین ہارون الرشید نے حج کیا اور مدینہ آئے' یحییٰ بن خالد سے کہا کہ مجھے ایک ایسے شخص کی تلاش ہے جو مدینہ منورہ اور مشاہد سے (یعنی ان مقامات سے جہاں رسول اللہ ﷺ کا قدم مبارک پہنچا) خوب واقف ہو (اس امر سے بھی آگاہ ہو کہ) جبرئیل علیہ السلام کا نبی ﷺ پر نزول کیوں کر ہوتا تھا' اور وہ آپ کے پاس کس کس صورت سے آتے تھے اور قبور شہدا کو بھی جانتا ہو۔ یحییٰ بن خالد نے دریافت کیا تو سب نے مجھی کو بتایا' انہوں نے مجھے بلا بھیجا' میں ان کے پاس آیا' یہ عصر کے بعد کا وقت تھا' مجھ سے کہا کہ اے شیخ! امیر المومنین اعزہ اللہ چاہتے ہیں کہ آپ عشا کی نماز مسجد میں پڑھیں اور ہمارے ساتھ ان مشاہد تک چلیں' ہمیں ان سے اور اس مقام سے آگاہ کریں جہاں جبریل علیہ السلام آتے تھے (اس کے صلے میں) آپ مقرب ہو جائیں گے۔

میں نے عشا کی نماز پڑھ لی تو باہر شمعیں نظر آئیں اور دو شخص گدھوں پر سوار میرے پاس آئے' یحییٰ نے کہا وہ شخص کہاں ہے' میں نے کہا' یہ میں ہوں' میں انہیں مسجد کے مکانات کی طرف لایا اور بتایا کہ یہی وہ مقام ہے جہاں جبرئیل علیہ السلام آتے تھے ہارون الرشید و یحییٰ اپنے گدھوں سے اتر پڑے' دو دو رکعت نماز پڑھی اور تھوڑی دیر تک اللہ سے دعا کی' پھر وہ سوار ہو گئے اور میں ان کے آگے ہوا۔

کوئی مقام یا مشہد ایسا نہ تھا جہاں میں ان کو نہ لے گیا ہوں' ہر جگہ وہ نماز پڑھتے اور دعا کرتے' تمام رات اسی طرح گزار دی' مسجد کو جس وقت واپس ہوئے تو فجر طلوع ہو چکی تھی اور مؤذن نے اذان کہہ دی تھی' جب وہ اپنی قیام گاہ کو پہنچے تو یحییٰ بن خالد نے مجھ سے کہا کہ اے شیخ! جانا نہیں۔ میں نے صبح کی نماز مسجد میں پڑھی' وہ مکے کی روانگی کو تیار تھے' صبح ہونے کے بعد یحییٰ بن خالد نے مجھے اپنے پاس آنے کی اجازت دی' قریب بٹھایا اور کہا کہ امیر المومنین اعزہ اللہ برابر روتے رہے' تم نے انہیں جو کچھ بتایا اس سے بہت خوش ہوئے' تمہارے لیے دس ہزار درہم کا حکم دیا ہے' سر بند توڑہ مجھے دے دیا گیا۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ اے شیخ! اسے لو' یہ تمہارے لیے مبارک ہو' ہم لوگ آج روانگی کو تیار ہیں' کوئی حرج نہیں' اگر تم ہم سے ملو خواہ ہم کہیں ہوں اور کسی جگہ بھی ٹھہرے ہوں۔ امیر المومنین نے کوچ کیا اور میں اپنے مکان آ گیا' ساتھ یہ مال بھی تھا' ہم نے اس سے قرض ادا کیا اور بعض لڑکوں کی شادی کی' ہمیں فراخی ہو گئی۔

یحییٰ بن خالد کی پیشکش اور امام واقدی کا سفر:

اس کے بعد زمانے نے ہمارا ساتھ نہ دیا اور بدی کی' میری بیوی ام عبداللہ نے کہا کہ اے ابوعبداللہ تمہارا بیٹھنا مناسب

نہیں' امیر المومنین کے وزیر نے تمہیں پہچان لیا ہے اور جہاں کہیں وہ مقیم ہوں تم سے اپنے پاس آنے کی خواہش کی ہے۔ میں مدینے سے روانہ ہوا' خیال تھا کہ امیر المومنین عراق میں ہوں گے لہٰذا عراق آیا' امیر المومنین کی خبر دریافت کی تو لوگوں نے کہا کہ رقہ میں ہیں' میں نے مدینہ واپس جانے کا ارادہ کیا' پھر سوچا کہ وہاں پریشان حال ہوں گا' اس لیے رقے کے ارادے سے اس جگہ گیا جہاں کرایے کی سواری ملتی تھی۔

لشکر کے چند نوجوان ملے جو رقے کا ارادہ رکھتے تھے' ان لوگوں نے مجھے دیکھا تو پوچھا کہ اے شیخ! کہاں کا ارادہ ہے' میں نے مختصراً اپنا حال بیان کیا اور بتایا کہ رقہ جانا چاہتا ہوں۔ اونٹ والوں کے کرایے پر غور کیا تو اس کو اپنے لیے دو چند پایا' ان لوگوں نے کہا کہ اے شیخ! کیا تم کشتی کا سفر پسند کرتے ہو وہ ہمارے لیے اونٹوں کے کرایے سے زیادہ سہل اور آسان ہے' میں نے کہا کہ اس کے متعلق میں کچھ نہیں جانتا' یہ معاملہ تم لوگوں کے سپرد ہے۔ ہم لوگ کشتیوں تک گئے اور کرایے کا تصفیہ کیا۔ میں نے ان لوگوں سے زیادہ کسی کو اپنے ساتھ شفقت و نیکی کرنے والا اور حزم و احتیاط برتنے والا نہیں دیکھا' وہ لوگ میری خدمت اور اہتمام طعام میں ایسی مشقت برداشت کرتے جو بیٹا ہی اپنے باپ کے لیے کر سکتا ہے۔

بالآخر ہم رقہ میں اس مقام پر پہنچے جہاں پروانہ راہداری دیکھا جاتا تھا' یہ معاملہ نہایت دشوار تھا' ان لوگوں نے سردار کو اپنی جماعت کے متعلق لکھا اور مجھے بھی اس میں شریک کر لیا' چند روز ٹھہرے رہے' نام بنام ہر شخص کی اجازت آ گئی' اس جماعت کے ساتھ میں بھی چلا اور انہیں کی قیام گاہ خان نزول میں ٹھہرا۔

میں ان لوگوں کے ساتھ چند روز مقیم رہا' یحییٰ بن خالد سے ملنا چاہا تو دشواری ہوئی' ابوالبختری کے پاس آیا جو مجھے پہچانتے تھے' ان سے ملا تو انہوں نے کہا کہ اے ابوعبداللہ تم نے اپنے آپ کو دھوکا دیا اور غلطی کی' مگر میں یحییٰ سے تمہارے ذکر کو ترک نہ کروں گا۔ میں صبح و شام ان کے دروازے پر جاتا رہا' اس آمد و رفت میں خرچ گھٹ گیا' ہمراہیوں سے شرم آنے لگی' کپڑے پھٹ گئے اور ابوالبختری کی جانب سے بھی مایوس ہو گیا' میں نے اپنے ہمراہیوں کو کچھ خبر نہ دی اور مدینے کی طرف واپس ہوا' کبھی کشتی میں بیٹھتا اور کبھی پیادہ چلتا' اسی طرح بحلین میں اترا۔ بازار میں بیٹھا ستا رہا تھا کہ بغداد سے ایک قافلہ آیا' دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ مدینہ رسول اللہ ﷺ کے رہنے والے ہیں' ان کے ساتھ بکار الزبیری ہیں جن کو امیر المومنین نے مدینے کا والی قضا بنا کے بھیجا ہے۔ زبیری میرے بڑے گہرے دوست تھے' سوچا کہ قیام کر لیں اور تکان رفع ہو جائے تو ان سے ملوں' جب وہ بیدار ہوئے اور صبح کا ناشتہ کر چکے تو میں ان کے پاس آیا' اذن مانگا تو اجازت دی۔

میں ان کے پاس گیا اور سلام کیا' پوچھا اے ابوعبداللہ اتنے دن باہر کیا کرتے رہے' میں نے اپنا اور ابوالبختری کا حال بتایا' انہوں نے کہا' کیا تمہیں معلوم نہ تھا کہ ابوالبختری کسی سے تمہارا ذکر کرنا اور نام لینا نہیں چاہتے' پھر اب کیا رائے ہے' میں نے کہا' رائے یہ ہے کہ مدینے واپس چلا جاؤں' انہوں نے کہا کہ یہ تو مناسب نہیں' تم جس بنا پر وہاں سے نکلے اسے جانتے ہی ہو' بہتر یہ ہے کہ میرے ساتھ چلو۔ میں یحییٰ سے تمہارے معاملے کا ذکر کروں گا۔ میں اس جماعت کے ہمراہ سوار ہو کے روانہ ہوا' رقے پہنچ گیا' جب ہم پروانہ راہداری کے مقام سے آگے بڑھ آئے تو انہوں نے پوچھا کہ میرے ساتھ چلتے ہو۔ میں نے کہا نہیں' میں اپنے

ساتھیوں کے پاس جاؤں گا' اور کل صبح تمہارے پاس آؤں گا' پھر دونوں مل کے یحییٰ بن خالد کے مکان پر چلیں گے۔

میں اپنے ساتھیوں کے پاس گیا' معلوم ہوتا تھا کہ گویا میں آسمان سے اتر پڑا ہوں' ان لوگوں نے کہا کہ اے ابوعبداللہ تمہارا کیا حال تھا' ہم تو تمہارے معاملے سے غم میں تھے' میں نے اپنا حال بتایا' جماعت نے مجھے زبیری کے ساتھ رہنے کا مشورہ دیا اور کہا کہ کھانے پینے کی فکر نہ کرنا۔ صبح کو زبیری کے مکان پر گیا' معلوم ہوا کہ وہ یحییٰ بن خالد کے پاس سوار ہو کر گئے میں یحییٰ بن خالد کی ڈیوڑھی پر آیا' دیر تک بیٹھا رہا' بڑے انتظار کے بعد زبیری نکلے' مجھ سے کہا کہ اے عبداللہ میں ان سے تمہارا حال بیان کرنا بھول گیا' تم ٹھہرو' میں پھر جاتا ہوں۔

وہ اندر گئے' میرے پاس دربان آیا اور کہا کہ اندر چلئے' میں بری حالت میں ان کے پاس گیا' یہ واقعہ رمضان میں پیش آیا' ختم ماہ کو تین یا چار دن باقی تھے' یحییٰ بن خالد نے مجھے اس حال میں دیکھا تو ان کے چہرے سے رنج کا اثر ظاہر ہوا' مجھے سلام کیا اور اپنے قریب بٹھا لیا' کچھ لوگ اور بھی تھے جو ان سے باتیں کر رہے تھے' گفتگو میرے سامنے دہرائی میں اس کے قبول کرنے سے باز رہا۔ اور ایسے دلائل پیش کیے جو ان کے موافق نہ تھے' وہ لوگ عمدہ جواب دینے لگے' میں خاموش ہو گیا۔ مجلس ختم ہو گئی' لوگ چلے گئے' میں بھی نکلا' یحییٰ بن خالد کا خادم آیا' مجھ سے پردے کے پاس ملا' اور کہا کہ وزیر آپ کو آج شام اپنے پاس روزہ افطار کرنے کا حکم دیتے ہیں۔

میں نے اپنے ساتھیوں کو اس واقعے کی خبر دی اور کہا کہ اندیشہ ہے کہ انہوں نے میرے متعلق غلطی کی ہو' ان میں سے بعض نے کہا کہ یہ دو روٹیاں اور ایک ٹکڑا پنیر کا ہے اور یہ جانور ہے جس پر تم سوار ہونا' غلام تمہارے پیچھے ہوگا' اگر دربان اجازت دے دے تو اندر جانا اور توشہ غلام کو دے دینا' دوسری صورت پیش آئے تو کسی مسجد میں جا کر کھانا کھا لینا۔

میں واپس ہوا اور یحییٰ بن خالد کی ڈیوڑھی پر پہنچا' لوگ مغرب کی نماز پڑھ چکے تھے' دربان نے دیکھا تو کہا کہ شیخ تم نے دیر کر دی' متعدد مرتبہ قاصد تمہاری تلاش میں باہر آ چکا ہے' جو کچھ پاس تھا غلام کو دے دیا اور اسے ٹھہرنے کو کہا' اس کے بعد اندر گیا' لوگ پہنچ چکے تھے' میں نے سلام کیا اور بیٹھ گیا' پانی لایا گیا' ہم نے ہاتھ دھوئے' میں بہ نسبت دوسروں کے ان سے قریب تھا' ہم نے افطاری کھائی' عشا کا وقت آ گیا تو انہوں نے ہمیں نماز پڑھائی' پھر ہم اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے۔ یحییٰ مجھ سے سوال کرنے لگے' حالانکہ میں سب سے الگ تھا' لوگ ایسے جواب دے رہے تھے کہ میرے نزدیک ان کے خلاف دلائل تھے' جب رات زیادہ گئی تو لوگ باہر نکلے' میں بھی ان کے پیچھے نکلا' ایک غلام ملا اور کہا کہ وزیر تمہیں حکم دیتے ہیں کہ کل شام کو ان کے پاس آج جس وقت آئے تھے اس سے پہلے آنا' یہ کہا اور ایک تھیلی دی۔ مجھے معلوم نہ تھا کہ اس میں کیا ہے مگر اس نے مجھ میں خوشی بھر دی' میں غلام کے پاس آیا اور سوار ہو گیا' ہمراہ دربان بھی تھا' اس نے مجھے ساتھیوں تک پہنچا دیا' میں ان کے پاس گیا اور کہا کہ چراغ منگاؤ' تھیلی کو کھولا تو دینار تھے۔

ساتھیوں نے پوچھا کہ یحییٰ کی طرف سے کیا چیز تمہارے ذمے کی گئی؟ میں نے کہا کہ غلام نے حکم دیا ہے کہ ان کے پاس آج رات کے وقت سے پہلے پہنچوں' دینار گنے تو پانچ سو تھے۔ بعض نے کہا کہ تمہاری سواری کا جانور میرے ذمے ہے' کسی نے کہا کہ زین اور لگام اور جو اس کے مناسب ہو میرے ذمے ہے' کسی نے حمام اور داڑھی کا خضاب اور خوشبو اپنے ذمے لی' اور کسی نے

لباس مہیا کرنے کا ذمہ لیا' میں غور کرتا تھا کہ یہ جماعت کس ہیئت میں ہے۔ میں نے سو دینار گنے اور صاحب اہتمام کو دیئے' سب نے قسم کھائی کہ ایک دینار یا ایک درہم بھی بے جا صرف نہ ہوگا' صبح ہوئی تو ہر شخص اپنے ذمے کی چیز مہیا کرنے کے لیے روانہ ہوا' میں ظہر کی نماز بھی نہ پڑھنے پایا تھا کہ سب سے بھلا آدمی بن گیا باقی رقم زبیری کے پاس لے گیا۔

انہوں نے مجھے اس حالت میں دیکھا تو بہت خوش ہوئے' میں نے کل واقعہ سنایا' انہوں نے کہا کہ میں مدینے جانے والا ہوں' میں نے کہا' اچھا' تم جانتے ہو کہ اپنے عیال کو چھوڑ آیا ہوں' دو سو دینار دیئے کہ انہیں پہنچا دیں۔ ان کے پاس سے نکلا' تھیلی لے کر اپنے ساتھیوں کے یہاں آیا' عصر کی نماز پڑھی اچھی طرح اپنی ہیئت درست کی' پھر یحییٰ بن خالد کے در پر حاضر ہوا' دربان نے دیکھا تو اٹھ کر میرے پاس آیا اور اندر جانے کی اجازت دی۔ یحییٰ کے پاس گیا' انہوں نے مجھے اس حالت میں دیکھا تو بہت خوش ہوئے' اپنی جگہ پر بیٹھ گیا' جو حدیث وہ پوچھتے میں بیان کرتا' لوگوں نے جو کچھ بیان کیا تھا اس کے مخالف و مغائر میرے جوابات تھے' ان کے چہروں سے میں اس کا اندازہ کر رہا تھا' یحییٰ متوجہ ہو کر یہ حدیث اور وہ حدیث مجھ سے پوچھنے لگے اور جو کچھ وہ پوچھتے میں اس کا جواب دیتا' حاضرین خاموش تھے کوئی کچھ نہ بولتا تھا۔

مغرب کا وقت ہوا تو یحییٰ نے آگے بڑھ کر نماز پڑھائی' دستر خوان بچھا اور ہم لوگوں نے کھانا کھایا' پھر اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے' علمی مباحث شروع ہو گئے اور یحییٰ نے یہ کیا کہ قوم کے بعض لوگوں سے پوچھتے تھے اور رُک جاتے تھے۔ واپسی کا وقت ہوا تو سب لوگ اور ان کے ساتھ میں بھی چلا۔ قاصد باہر ملا اور کہا کہ وزیر آپ کو روزانہ اسی وقت آنے کا حکم دیتے ہیں جس وقت آج آئے تھے' اس نے مجھے ایک تھیلی دی' میں واپس ہوا' ہمراہ دربان کا قاصد بھی تھا' جس نے مجھے اپنے ساتھیوں تک پہنچا دیا' ان کے پاس چراغ ملا' تھیلی ان لوگوں کے حوالے کر دی' وہ مجھ سے زیادہ اس تھیلی سے خوش ہوئے۔ صبح ہوئی تو میں نے ان سے کہا کہ یہاں قریب ہی ایک مکان' کنیز' غلام جو روٹی پکا سکے اور اسباب و سامان خانہ داری فراہم کر دو' ظہر کی نماز ابھی نہیں پڑھی تھی کہ انہوں نے یہ سب میرے لیے مہیا کر دیا' میں نے درخواست کی کہ افطار میرے پاس کریں' اس کو ان لوگوں نے بڑی دشواری کے بعد قبول کیا۔ میں ہر شب کو وقت معینہ پر یحییٰ بن خالد کے پاس جاتا' مجھے دیکھ کے بہت خوش ہوتے ہر شب کو پانچ سو دینار دیتے' شب عید ہوئی تو کہا کہ ابو عبداللہ کل تم امیر المومنین سے ملنے کے لیے ایسا لباس پہنو جو قاضیوں کے لباس سے بہتر ہو' اور ان کے جلو میں رہو' مجھ سے تمہارا حال پوچھیں گے تو میں بتاؤں گا۔

عید کی صبح ہوئی تو میں بہت اچھے لباس میں روانہ ہوا۔ امیر المومنین بھی عید گاہ کو تشریف لے چلے' مجھے کنکھیوں سے دیکھتے رہے' میں برابر شاہی جلوس میں تھا' ان کے واپس ہونے کے بعد میں یحییٰ بن خالد کے در پر گیا۔ یحییٰ امیر المومنین کے مکان میں داخل ہونے کے بعد ہمیں ملے' مجھ سے کہا کہ ابو عبداللہ ہمارے ساتھ اندر آؤ' میں اندر گیا' لوگ بھی اندر گئے' مجھ سے کہا کہ ابو عبداللہ امیر المومنین نے تمہیں دریافت کیا' میں نے انہیں حج کا واقعہ بتایا اور کہا کہ تم وہی شخص ہو جس نے اس شب کو سیر کرائی تھی' تمہارے لیے تیس ہزار درہم کا حکم دیا ہے' میں ان شاء اللہ کل ادا کر دوں گا۔ اس روز میں واپس ہوا' دوسرے دن یحییٰ بن خالد کے پاس گیا اور کہا کہ اللہ وزیر کو صالح کرے' ایک ضرورت پیش آ گئی' میں نے اس کا فیصلہ وزیر پر رکھا ہے' اللہ تعالیٰ انہیں اس کے پورا کرنے کی

عزت دے۔ پوچھا وہ کیا ہے؟ میں نے کہا کہ مکان جانے کی اجازت' کیونکہ اہل وعیال کا بہت اشتیاق ہے' انہوں نے کہا کہ ایسا نہ کرو' میں ان سے گفتگو کرتا رہا۔

آخر اجازت دے دی اور تیس ہزار درہم بھی مرحمت فرمائے' حکم دیا کہ ایک آتش بار کشتی اس کے پورے سامان کے ساتھ تیار کی جائے اور ملک شام کے تحائف خرید دیے جائیں کہ میں اپنے ہمراہ مدینے لے جاؤں' وکیل عراق کو حکم دیا کہ مدینے تک کا کرایہ ادا کریں' مجھے ایک دینار یا ایک درہم کے خرچ کی بھی تکلیف نہ دی جائے۔ میں اپنے ساتھیوں کے پاس گیا' انہیں واقعے سے آگاہ کیا اور قسم دی کہ جو کچھ میں پیش کروں وہ اسے قبول کر لیں' مگر ان لوگوں نے قسم کھائی کہ میرے ایک دینار یا ایک درہم کا بھی نقصان نہ کریں گے' واللہ اخلاق میں ان لوگوں کے مثل کسی کو نہیں دیکھا' پھر مجھے اپنے محبّ محبوب یحییٰ بن خالد (کی مدح) کے لیے کیوں کر ملامت کی جا سکتی ہے۔

فقر و فاقہ کی زندگی اور ایک عجیب واقعہ:

عبداللہ بن عبیداللہ سے مروی ہے کہ میں واقدی کے پاس بیٹھا تھا' یحییٰ بن خالد برمک کا ذکر کیا گیا' انہوں نے ان کے لیے رحمت کی دعا کی اور بہت زیادہ رحمت کی دعا کی' ہم نے کہا کہ ابوعبداللہ تم بہت زیادہ ان کے لیے رحمت کی دعا کرتے ہو' جواب دیا کہ میں کیوں کر اس شخص کے لیے دعائے رحمت نہ کروں جس کے حال سے تمہیں خبر دیتا ہوں۔ شعبان کے دس دن سے کم باقی رہ گئے تھے کہ مکان میں نہ آٹا تھا نہ ستو اور نہ دنیا کے سامان میں سے کوئی چیز' دل میں اپنے تین بھائیوں کا خیال آیا کہ ان سے اپنی حاجت کہوں گا۔

میں ام عبداللہ کے پاس گیا جو میری بیوی تھیں' انہوں نے کہا کہ ابوعبداللہ! آخر کیا کرنے والے ہو' ہم لوگ اس حالت میں ہیں کہ گھر میں نہ تو سامان دنیا میں سے کچھ ہے' نہ کھانا' نہ ستو' نہ اور کوئی چیز' اور یہ مہینہ (رمضان) آ گیا ہے۔ میں نے کہا کہ اپنے تین بھائیوں کا انتخاب کیا ہے جن سے حاجت بیان کروں گا' پوچھا کہ وہ مدنی ہیں یا عراقی' میں نے کہا بعض مدنی اور بعض عراقی' کہا کہ بیان کرو' کون ہیں' میں نے کہا کہ فلاں شخص' انہوں نے کہا کہ آدمی تو شریف و مالدار ہیں مگر احسان جتاتے ہیں' میں مناسب نہیں سمجھتی کہ تم ان کے پاس جاؤ' لہٰذا دوسرے کا نام بتاؤ' میں نے دوسرے کا نام لیا اور کہا کہ فلاں شخص' انہوں نے کہا کہ آدمی شریف و مالدار ہے مگر بخیل۔ میں تمہارے لیے مناسب نہیں سمجھتی کہ اس کے پاس جاؤ' پھر میں نے کہا کہ فلاں شخص' انہوں نے کہا کہ وہ کریم و شریف آدمی ہے' مگر اس کے پاس کچھ نہیں' وہاں جانے میں کوئی حرج نہیں۔

میں ان کے پاس گیا' دستک دی تو انہوں نے اپنے پاس آنے کی اجازت دی' اندر گیا تو مرحبا کہا اور مجھے نزدیک بٹھایا' پوچھا کہ ابوعبداللہ تمہیں کیا چیز لائی۔ میں نے قرب رمضان اور اپنی تنگ حالی کا ذکر کیا' انہوں نے تھوڑی دیر غور کیا' پھر مجھ سے کہا کہ فرش کی تہ الٹ کر تھیلی لے لو' اسے دھو ڈالو اور خرچ کرو' اس میں سرمہ آلود درہم ہیں۔ میں تھیلی لے کے اپنے مکان آیا' ایک شخص کو بلایا' جو میری ضروریات فراہم کرتا تھا' اس نے کہا کہ آٹا دس قفیز (پیمانہ) لکھ لو' چاول ایک قفیز اور شکر اتنی' تمام چیزیں لکھا دیں۔

ہم اسی حالت میں تھے کہ دروازہ کھٹکھٹانے کی آواز سنی' میں نے کہا' دیکھو تو یہ کون ہے' کنیز نے کہا کہ یہ فلاں بن فلاں

بن علی بن الحسین بن علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں' میں نے کہا' انہیں (اندر آنے کی) اجازت دو' ان کی تعظیم کے لیے میں کھڑا ہوگیا۔ مرحبا کہا اور قریب بٹھالیا۔ پوچھا' اے فرزند رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو کیا چیز لائی' انہوں نے کہا کہ چچا' اس (رمضان) کی آمد نے نکالا' حالت یہ ہے کہ ہمارے پاس کچھ بھی نہیں۔

تھوڑی دیر تک غور کرتا رہا' پھر کہا کہ فرش کی تہ الٹ کر تھیلی میں جو کچھ ہو لے لیجئے' انہوں نے تھیلی لے لی' اپنے دوست سے کہا کہ جائیے' وہ چلے گئے' ام عبداللہ آئیں اور پوچھا کہ اس نوجوان کی حاجت کے متعلق کیا کیا' میں نے کہا کہ وہ تھیلی انہیں دے دی' بولیں تمہیں توفیق دی گئی اور تم نے نیکی کی۔

میں نے مکان کے قریب اپنے ایک دوست کے بارے میں غور کیا' جوتا پہنا اور ان کے پاس گیا' دروازہ کھٹکھٹایا تو انہوں نے اجازت دی' میں اندر گیا' انہوں نے مجھے سلام کیا' مرحبا کہا اور اپنے نزدیک بٹھالیا' پوچھا ابوعبداللہ تمہیں کیا چیز لائی۔ رمضان کی آمد اور اپنی تنگ دستی بیان کی تو کچھ سوچ میں پڑ گئے' پھر مجھ سے کہا کہ فرش کی تہ الٹ کر تھیلی نکالو' نصف تم لو اور نصف ہمیں دو' اتفاق سے وہ بعینہ میری تھیلی تھی' میں نے پانچ سو درہم لے لیے اور پانچ سو انہیں دے دیئے۔ مکان پہنچ کے اس شخص کو بلایا جو میری ضروریات فراہم کرتا تھا اور کہا کہ لکھ لو پانچ قفیز آٹا' اس نے تمام چیزیں لکھ لیں۔

اتنے میں دروازے پر کسی نے دستک دی' میں نے خادمہ سے کہا کہ دیکھو تو یہ کون ہے' وہ نکلی اور واپس آ کے کہا کہ معزز خادم ہے' میں نے کہا کہ اسے (آنے کی) اجازت دے دو وہ آیا تو یحییٰ بن خالد کا ایک خط تھا' انہوں نے مجھ سے فوراً اپنے پاس آنے کی درخواست کی تھی۔

اس شخص سے کہا کہ تم باہر جاؤ' کپڑے پہنے اور اپنی سواری پر خادم کے ساتھ روانہ ہوا۔ یحییٰ بن خالد رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا' اپنے مکان کے صحن میں بیٹھے ہوئے تھے' میں نے سلام کیا تو انہوں نے مرحبا کہا اور قریب بٹھالیا' غلام سے کہا کہ تکیہ لاؤ' میں ان کے پاس بیٹھ گیا۔ مجھ سے کہا کہ ابوعبداللہ تمہیں معلوم ہے کہ میں نے تمہیں کیوں بلایا۔ میں نے کہا' نہیں کہنے لگے کہ رات تمہارے حال اور اس ماہ (رمضان کی آمد نے مجھے بیدار رکھا' تمہارے پاس کیا ہے؟ میں نے کہا کہ اللہ وزیر کو صالح کرے' میرا قصہ طویل ہے' انہوں نے کہا قصہ طویل ہے تو زیادہ دلچسپ ہوگا۔ میں نے ام عبداللہ کی گفتگو' اپنے بھائیوں کا ذکر اور ان بھائیوں کے بارے میں ان کا جواب بیان کیا' انہیں طالبی کی اور دوسرے بھائی کی جس نے ہمدردی کی تھی خبر دی۔

حکم ہوا کہ قلم دوات لاؤ' خازن کو ایک رقعہ لکھا تو ایک تھیلی آئی جس میں پانچ سو دینار تھے' مجھ سے کہا کہ ابوعبداللہ رمضان میں اس سے مدد حاصل کرو۔ خازن کو ایک رقعہ اور بھیجا تو ایک پوٹلی آئی جس میں دو سو دینار تھے' فرمایا کہ یہ ام عبداللہ کے لیے ہے' ان کی نیک رائے اور حسن عقل کی بنا پر' ایک اور رقعہ بھیجا تو دو سو دینار آئے' کہا کہ یہ طالبی کے لیے ہیں' چوتھا رقعہ بھیجا تو ایک پوٹلی آئی جس میں دو سو دینار تھے' کہا کہ یہ تمہارے ہمدرد کے لیے ہیں' پھر مجھ سے کہا کہ ابوعبداللہ' اللہ کی نگہبانی میں روانہ ہو جاؤ۔

میں فوراً سوار ہو کے اپنے دوست کے پاس آیا' جنہوں نے تھیلی سے ہمدردی کی تھی' انہیں دو سو دینار دیئے اور یحییٰ بن خالد کے واقعے سے آگاہ کیا' قریب تھا کہ انہیں شادی مرگ ہو جائے' طالبی کے پاس آیا' پوٹلی دی اور یحییٰ ابن خالد سے جو گفتگو ہوئی تھی

بیان کی' انہوں نے دعا کی اور شکر کیا' میں اپنے مکان آیا' ام عبداللہ کو بلا کر پوٹلی دے دی' انہوں نے دعا کی اور جزائے خیر کی دعا دی۔ اس کے بعد مجھے کیوں کر برامکہ کی محبت پر' خاص کر یحییٰ بن خالد پر' ملامت کی جاسکتی ہے۔

دار فانی سے رحلت:

وفات ذی الحجہ ۲۰۷ھ میں ہوئی' جو اس وقت عہدہ قضا پر تھے' محمد بن سماعہ التمیمی نے جو اس زمانے میں بغداد کے غربی جانب کے قاضی تھے' ان پر نماز پڑھی۔

محمد بن عمر رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ بن ہارون امیر المومنین کو وصیت کی تھی' انہوں نے ان کی وصیت قبول کی اور قرض ادا کیا' وفات کے دن محمد بن عمر رحمۃ اللہ علیہ کا سن اٹھہتر سال کا تھا۔

محمد بن سعد نے کہا کہ ان کی وفات ۲۰۳ھ کے شروع میں ہوئی۔

حسین بن زید رحمۃ اللہ علیہ:

ابن علی بن حسین بن علی رضی اللہ عنہما بن ابی طالب' کنیت ابوعبداللہ تھی' نظر جاتی رہی تھی' والدہ ام ولد تھیں۔ حسین بن زید رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں ملیکہ پیدا ہوئیں اور میمونہ' میمونہ سے امیر المومنین مہدی نے نکاح کیا' مہدی کی وفات کے بعد عیسیٰ بن جعفر اکبر بن المنصور نے نکاح کیا مگر ان سے کوئی اولاد نہیں ہوئی اور علیہ بنت حسین ان سب کی والدہ کلثم الصماء بنت عبداللہ بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما تھیں۔

یحییٰ بن حسین وسکینہ کہ ہنوز جوان نہیں ہوئی تھیں اور فاطمہ بنت حسین' جن سے محمد بن ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے نکاح کیا اور حسن وسلیمان وخدیجہ وزینب اور حسین جن کی بقیہ اولاد نہ تھی' پیدا ہوئے' ان کی والدہ خدیجہ بنت عمر بن علی بن حسین بن علی رضی اللہ عنہما بن ابی طالب تھیں۔

علی وجعفر' ان دونوں کی والدہ ام ولد تھیں۔ حسین کی احادیث ہیں۔

عبداللہ بن مصعب رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ثابت بن عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما بن العوام بن خویلد بن اسد' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ عبداللہ بن مصعب کے یہاں ابوبکر پیدا ہوئے جو امیر المومنین ہارون کی جانب سے والی مدینہ تھے' ان کی والدہ عبدہ تھیں' یہی ام عبداللہ بنت طلحہ ابن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہما تھیں۔

مصعب' ان کی والدہ امۃ الجبار بنت ابراہیم بن جعفر بن مصعب ابن الزبیر تھیں۔ امۃ الجبار کی والدہ فاختہ بنت عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن الاسود ابن ابی البختری تھیں۔ محمد اکبر ومحمد اصغر اور علی واحمد' ان سب کی والدہ خدیجہ بنت ابراہیم ابن ابراہیم بن عثمان تھیں' عثمان ہی قرین بن عبداللہ بن عثمان بن عبداللہ بن حکیم ابن حزام تھے۔ قرین کی والدہ سکینہ بنت الحسین بن علی رضی اللہ عنہما بن ابی طالب تھیں۔ عبداللہ بن مصعب کی کنیت ابوبکر تھی۔ وفات انہتر سال کی عمر میں ربیع الاول ۱۸۴ھ میں قعہ میں ہوئی' ان کے ایک فرزند کی ولادت وفات کے بعد ہوئی جن کا نام عبداللہ رکھا گیا' ان کی والدہ ام ولد تھیں' ان کی احادیث ہیں۔

عامر بن صالح رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبداللہ بن عروہ بن الزبیر بن العوام بن خویلد بن اسدؔ ان کی والدہ ام حبیب بنت محمد بن صفوان بن امیہ بن خلف الجمحی تھیں' وفات ہارون کی خلافت میں بغداد میں ہوئی۔ عامر شاعر لوگوں کے امور کے عالم تھے' کنیت ابوالحارث تھی۔

عبداللہ بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبداللہ بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ' بڑے عابد تھے ان کی والدہ امۃ الحمید بنت عبداللہ بن عیاض بن عمرو بن بلبل بن بلال بن احیحہ بن الجلاح' اوس کی شاخ بنی عمرو بن عوف میں سے تھیں۔ عبداللہ بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ عابد' ناسک (حاجی) اور عالم تھے' وفات ۱۸۴ھ میں مدینے میں ہوئی۔

عبداللہ بن محمد رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عمران بن ابراہیم بن محمد بن طلحہ بن عبیداللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب ابن سعد بن تیم۔ ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ امیر المومنین ہارون نے انہیں مدینہ منورہ کا قاضی بنایا' وہاں سے معزول کر کے مکہ معظمہ کا عہدۂ قضا دیا' دوبارہ معزول کر کے مدینہ منورہ پر بحال کیا' پھر معزول کر دیا تو امیر المومنین کے پاس چلے گئے اور انہی کے ساتھ رہے' ہارون رے گئے تو وہ بھی ساتھ گئے۔ ۱۸۹ھ میں رے ہی میں ان کی وفات ہوئی۔ عبداللہ بن محمد کی کنیت ابومحمد تھی۔ قلیل الحدیث تھے۔

ابن ابی ثابت الاعرج رحمۃ اللہ علیہ:

نام عبدالعزیز بن عمران بن عبدالعزیز بن عمر بن عبدالرحمٰن بن عوف بن عبدعوف ابن عبد بن الحارث بن زہرہ تھا۔ ان کی والدہ امۃ الرحمٰن بنت حفص بن عمر ابن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ تھیں۔

عبدالعزیز بن عمران کے یہاں عبیدۂ کبریٰ پیدا ہوئیں' ان کی والدہ امۃ الواحد بنت عائذ بن معن بن عبداللہؒ بن عاصم بن عدی بن الجد بن العجلان تھیں۔

فاطمہ و عبیدہ صغریٰ یہی فصیحہ تھیں' ان کی والدہ صعبہ بنت عبداللہ بن ربیعہ ابن ابی امیہ بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھیں۔ ابراہیم و ام یحییٰ و امۃ الرحمٰن و ام حفص و ام البنین و ام عمرو' ان سب کی والدہ ام ولد تھیں۔ برہ و ام محمد' ان دونوں کی والدہ حمیدہ بنت محمد بن بلال بن ابی بکر بن عبداللہ ابن عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ تھیں۔

ابن الطویل رحمۃ اللہ علیہ:

نام محمد بن عبدالرحمٰن تھا' عبدالرحمٰن الطویل بن طلحہ بن عبداللہ بن عثمان ابن عبیداللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ تھے۔ قلیل الحدیث تھے۔

ابوضمرہ رحمۃ اللہ علیہ:

نام انس بن عیاض اللیثی تھا' لیثیون میں سے تھے' ثقہ و کثیر الحدیث تھے۔

محمد بن معن رحمۃ اللہ علیہ:

ابن محمد بن معن الغفاری‘ کنیت ابو معن تھی‘ ثقہ وقلیل الحدیث تھے۔

ابراہیم بن جعفر رحمۃ اللہ علیہ:

ابن محمود بن عبداللہ بن محمد بن مسلمہ بن سلمہ بن خالد بن عدی بن مجدعہ ابن حارثہ‘ اوس کے تھے‘ ان کی والدہ کبلہ بنت المسائب قیس عیلان کے بنی محارب بن خصفہ میں سے تھیں۔

ابراہیم بن جعفر کے یہاں یعقوب واسماعیل وامامہ مختلف ام والد سے پیدا ہوئے۔ ابراہیم بن جعفر کی کنیت ابواسحاق تھی‘ وفات ۱۹۱ھ میں ہوئی۔

زکریا بن منظور القرظی رحمۃ اللہ علیہ:

کنیت ابو یحییٰ تھی‘ کانے تھے‘ ابوحازم وعمر مولائے غفرہ سے ملے تھے۔

معن بن عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن معن‘ کنیت ابو یحییٰ تھی‘ اشجع کے مولیٰ تھے‘ مدینے میں ریشم (کا کپڑا) بناتے‘ ریشم خریدتے‘ بننے کے لیے غلام تھے‘ وہ خرید کر انہیں بتا دیتے تھے‘ ۱۹۸ھ میں مدینے میں ان کی وفات ہوئی‘ ثقہ وکثیر الحدیث وقابل اعتماد تھے۔

محمد بن اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ:

ابن مسلم بن ابی فدیک‘ کنیت ابو اسماعیل تھی‘ بنی الدیل کے مولیٰ تھے‘ ۱۹۹ھ میں مدینے میں وفات ہوئی‘ حمید الخراط ومحمد بن اسحاق وعبدالرحمٰن ابن حرملہ وضحاک بن عثمان وربیعہ بن عثمان ویحییٰ بن عبداللہ بن ابی قتادہ سے روایت کی ہے‘ کثیر الحدیث تھے‘ مگر ان کی حدیث حجت نہیں۔

عبداللہ بن نافع الصائغ رحمۃ اللہ علیہ:

کنیت ابومحمد تھی‘ بنی مخزوم کے مولیٰ تھے‘ بڑی پابندی سے مالک بن انس کے ساتھ رہتے تھے اور کسی کو ان پر مقدم نہ کرتے تھے۔ رمضان ۲۰۶ھ میں مدینے میں وفات ہوئی‘ معن سے کم تھے۔

ابوبکر الاعشیٰ رحمۃ اللہ علیہ:

نام عبدالحمید بن عبداللہ تھا‘ عبداللہ ہی ابواویس بن عبداللہ بن اویس ابن مالک بن عامر تھے‘ ان کی والدہ مالک بن انس کی بہن تھیں‘ ابوبکر عربیت وقرأت وروایت کے ماہر تھے‘ یہ چیزیں انہوں نے نافع بن ابی نعیم وسلیمان بن بلال وغیرہ سے حاصل کی تھیں۔ ان کے بھائی:

اسماعیل بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

عبداللہ ہی ابواویس بن عبداللہ بن اویس بن مالک ابن ابی عامر تھے‘ ان کی والدہ مالک بن انس کی بہن تھیں‘ اسماعیل کی کنیت ابوعبداللہ تھی‘ انہوں نے مالک بن انس اور اپنے والد اور کثیر بن عبداللہ ونافع بن ابی نعیم ودیگر شیوخ اہل مدینہ سے روایت کی ہے۔

مطرف بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن یسار الیساری کنیت ابومصعب تھی یسار قبیلہ اسلم کے ایک شخص کے مکاتب تھے عبداللہ بن ابی فروہ نے ان کی جانب سے بدل کتابت ادا کر دیا اور وہ آزاد ہو گئے پھر وہ اور ان کے بیٹے عبداللہ بن ابی فروہ کے خاندان کے ساتھ اور ان کی دعوت میں ہو گئے مطرف مالک بن انس کے شاگردوں میں تھے ثقہ اور بہرے تھے ۲۲۰ھ کے شروع میں مدینے میں وفات ہوئی۔

عبدالعزیز بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عمرو الاکبر بن اویس بن سعد الاکبر بن ابی سرح بن الحارث بن الحبیب بن جذیمہ ابن مالک بن حسل بن عامر بن لوی۔

عبداللہ بن نافع رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ثابت بن عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما بن العوام بن خویلد بن اسعد بن عبدالعزیٰ ابن قصی ان کی والدہ ام ولد تھیں جن کا نام عصیمہ تھا۔

مصعب بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن مصعب بن ثابت بن عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما بن العوام ان کی والدہ امۃ الجبار بنت ابراہیم بن جعفر بن مصعب بن الزبیر بن العوام تھیں۔

عتیق بن یعقوب رحمۃ اللہ علیہ:

ابن صدیق بن موسیٰ بن عبداللہ بن زبیر بن العوام کنیت ابوبکر تھی ان کی والدہ حفصہ بنت عمر بن عتیق بن عامر بن عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما تھیں حفصہ کے دادا عمر بن عتیق اور ان کے والد عتیق بن عامر قدید میں قتل کر دیے گئے عتیق ابن یعقوب سوارقیہ میں رہنے لگے پھر مدینے میں آ کر وہیں مقیم ہو گئے مالک بن انس کے ساتھ رہے ان کی کتابیں الموطا وغیرہ لکھیں عبداللہ بن عبدالعزیز العمری العابد کے ساتھ رہا کرتے تھے اور عتیق ہمیشہ بہترین مسلمان تھے ۔۲۲۷ھ یا ۲۲۸ھ میں وفات ہوئی۔

عبدالجبار بن سعید رحمۃ اللہ علیہ:

ابن سلیمان بن نوفل بن مساحق بن عبداللہ بن مخرمہ بنی عامر بن لوی میں سے تھے ان کی والدہ بنت عثمان الزبیر بن عبداللہ بن الولید بن عثمان بن عفان تھیں یہی ان کی اور ان کے سب بھائیوں کی والدہ تھیں عبدالجبار امیر المومنین مامون کی جانب سے مدینے کے والی قضا تھے ان کے والد سعید بن سلیمان بھی مہدی کی جانب سے مدینے کے والی قضا تھے عبدالجبار کے پاس احادیث تھیں اور ان سے سنی گئی وفات ۲۲۹ھ میں مدینے میں ہوئی۔

ابوغزیہ رحمۃ اللہ علیہ:

نام محمد بن موسیٰ تھا بنی مازن بن النجار میں سے تھے ننھیال کی جانب سے اسامہ بن زید بن حارثہ الکلبی رضی اللہ عنہما کی اولاد میں تھے۔ روایت وفتویٰ وفقہ میں علم وبصیرت رکھتے تھے عبیداللہ بن الحسن العلوی کی ولایت مدینہ کے زمانے میں مدینے کے والی قضاء تھے یہ زمانہ امیر المومنین المامون کی خلافت کا تھا۔

ابو مصعب رحمۃ اللہ علیہ:

نام احمد بن ابی بکر بن مصعب بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ تھا۔ مالک بن انس سے سنا اور ان سے روایت کی' فقہائے اہل مدینہ تھے' ابو غزیہ کے بعد عبیداللہ بن الحسن کی جانب سے مدینے کے والیٔ قضا و شرط (شحنہ) رہے۔

یعقوب بن محمد رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عیسیٰ بن عبدالملک بن حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف' کنیت ابو یوسف تھی' ان کے والد محمد بن عیسیٰ مدینے کے بلند مرتبہ اور اہل مروت میں سے تھے' جسیم و خوبصورت تھے' یعقوب کثیر العلم تھے' بکثرت احادیث سنی تھیں' مالک ابن انس کی صحبت نہیں پائی' لیکن مالک کے بعد فقہا اور ان لوگوں کے راویوں اور ان کے اہل علم سے ملے تھے' حافظ حدیث تھے۔

محمد بن عبیداللہ:

ابن محمد بن ابی زید' کنیت ابو ثابت تھی' خاندان عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے مولیٰ اور تاجر تھے' انہوں نے مالک وغیرہ راویان اہل مدینہ سے سنا تھا' فاضل و برگزیدہ تھے' محرم ۲۲۷ھ میں ان کی وفات ہوئی۔

ابراہیم بن حمزہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن محمد بن حمزہ بن مصعب بن الزبیر بن العوام' ان کی والدہ خالد ابن الزبیر بن العوام کے خاندان سے تھیں' ان کے والد کی والدہ ام ولد تھیں' اور دادا کی والدہ بھی ام ولد تھیں۔ ابراہیم کی کنیت ابو اسحاق تھی' حمزہ بن مصعب اور ان کے بیٹے عمارہ بن حمزہ قدید میں قتل کر دیئے گئے۔ ابراہیم بن حمزہ نے مالک بن انس کی صحبت نہیں پائی' عبدالعزیز ابن محمد الدراوردی اور عبدالعزیز بن ابی حازم وغیرہ راویان اہل مدینہ سے سنا تھا' ثقہ اور حدیث میں نہایت صادق تھے' ربذہ میں اکثر آ کر قیام کرتے اور وہاں اس میں تجارت کرتے' عیدین میں مدینے حاضر ہوتے۔

عبدالملک بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبداللہ بن ابی سلمہ الماجشون' کنیت ابو مروان تھی' مالک بن انس کے شاگرد تھے' صاحب فقہ و روایت تھے۔

(تابعین کے طبقۂ ہفتم کا یہ آخری حصہ تھا جو تابعین کے طبقات کا بھی آخری حصہ ہے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے وہ اصحاب جو مکہ معظمہ میں مقیم ہو گئے تھے

ابو سبرہ بن ابی رہم رضی اللہ عنہ:

ابن عبد العزیٰ بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر ابن لوئی' ان کی والدہ برہ بنت عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی تھیں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ سوائے ابو سبرہ کے مہاجرین اہل بدر میں سے ہم کسی کو نہیں جانتے' جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مکہ واپس آ کر وہاں مقیم ہو گئے ہوں' وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مکہ واپس ہوئے اور مقیم ہو گئے' ان کا یہ فعل مسلمانوں نے ناپسند کیا' ان کے لڑکے اس کا انکار کرتے تھے اور اس کی تردید کرتے تھے کہ مکے سے ہجرت کرنے کے بعد واپس آ کر اس میں مقیم ہو گئے ہوں' اس کے ذکر سے وہ لوگ ناراض ہوتے تھے۔ ابو سبرہ بن ابی رہم رضی اللہ عنہ کی وفات عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوئی۔

عیاش بن ابی ربیعہ رضی اللہ عنہ:

ابن المغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم' ان کی والدہ اسماء بنت مخربہ ابن جندل بن ابیر بن نہشل بن وارم بنی تمیم میں سے تھیں ابوجہل بن ہشام کے اخیافی بھائی تھے' عیاش مہاجرین حبشہ میں سے تھے۔ پھر آ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک مدینے ہی میں رہے' بعد کو شام چلے گئے اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا' واپس آ کر مکے میں وفات تک مقیم رہے۔ لیکن ان کے بیٹے عبد اللہ بن عیاش رضی اللہ عنہ وفات تک مدینے ہی میں رہے۔

عبد اللہ بن ابی ربیعہ رضی اللہ عنہ:

ابن المغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم' ان کی والدہ اسماء بنت مخربہ ابن جندل بن ابیر بن نہشل بن وارم تھیں' زمانہ جاہلیت میں عبد اللہ کا نام بحیر تھا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام عبد اللہ رکھا' عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے انہیں والیٔ یمن بنایا تھا۔

حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ:

ابن المغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم' ان کی والدہ اسماء بنت مخربہ ابن جندل بن ابیر بن نہشل بن دارم تھیں' حارث بن ہشام فتح مکہ کے دن اسلام لائے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک مکے ہی میں مقیم رہے' ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں شام چلے گئے' جنگ فحل و اجنادین میں شریک ہوئے' ۱۸ھ میں بزمانہ خلافت عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب عمواس کے طاعون میں وفات ہوئی۔

عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ:

ابو جہل کا نام عمرو بن ہشام بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھا' ان کی والدہ ام مجالد بنت یربوع بنی ہلال بن عامر کی تھیں' عکرمہ رضی اللہ عنہ فتح مکہ میں اسلام لائے' اور مکے ہی میں مقیم رہے۔ حجۃ الوداع ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں قبیلہ ہوازن پر عامل بنایا کہ ان سے زکوٰۃ وصول کریں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو اس زمانے میں وہ تبالہ میں تھے' پھر مجاہد بن کر شام چلے گئے' ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں جنگ اجنادین میں شہید ہو گئے۔

عبداللہ بن السائب رضی اللہ عنہ:

ابن ابی السائب بن عابد بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم' کنیت ابوعبدالرحمٰن تھی' ان کی والدہ رملہ بنت عروہ ذی البردین بنی ہلال بن صعصعہ میں سے تھیں' عبداللہ فتح مکہ کے دن اسلام لائے اور مکے ہی میں مقیم رہے عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما کے زمانے میں وہیں ان کی وفات ہوئی۔

عبداللہ بن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ جب وہ عبداللہ بن السائب رضی اللہ عنہ کے دفن سے فارغ ہوئے اور لوگ ان سے (فارغ ہوکر) کھڑے ہو گئے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما کھڑے ہوئے' ان کے پاس ٹھہرے' دعا کی اور پھر واپس ہوئے۔ مجاہد سے مروی ہے کہ ہم چار کا ذکر لوگوں سے فخریہ کرتے تھے' اپنے فقیہ' قصہ گو' مؤذن اور قاری کا' ہمارے فقیہ ابن عباس رضی اللہ عنہما تھے' مؤذن ابومحذورہ' قاری عبداللہ ابن السائب اور قصہ گو عبید بن عمیر رضی اللہ عنہم تھے۔

خالد بن العاص رضی اللہ عنہ:

ابن ہشام بن المغیرہ بن عبداللہ بن مخزوم' ان کی والدہ عاتکہ بنت الولید ابن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھیں' عکرمہ بن خالد اور الحارث بن خالد شاعر ان کے فرزند تھے' خالد بن العاص فتح مکہ کے دن مشرف بہ اسلام ہوئے اور وہیں مقیم رہے' ان کی بقیہ اولاد ہے۔ خالد بن العاص رضی اللہ عنہ والئ مکہ ہوئے تھے۔

عطاء سے مروی ہے کہ میں نے ابومحذورہ کو دیکھا کہ اذان نہ کہتے تاوقتیکہ خالد بن العاص رضی اللہ عنہ کو دروازہ مسجد سے داخل ہوتے نہ دیکھ لیتے۔

قیس بن السائب رضی اللہ عنہ:

مجاہد کے مولیٰ کو آزاد کیا تھا۔ مجاہد سے مروی ہے کہ یہ آیت میرے آقا قیس بن السائب رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی: ﴿وعلى الذين يطيقونه فدية طعام مسكين﴾ (اور ان لوگوں پر جو روزے کی طاقت نہیں رکھتے ایک مسکین کی خوراک فدیہ ہے) انہوں نے روزہ ترک کیا اور ہر روزے کے عوض ایک مسکین کو کھانا کھلا دیا۔

عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ:

ابن ابی العیص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی' ان کی والدہ اروی بنت ابی عمرو بن امیہ بن عبد شمس تھیں۔ فتح مکہ پر اسلام لائے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حنین تشریف لے گئے تو عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کو مکے کا عامل بنایا جو لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے' ان

سے فرمایا: تم جانتے ہو کہ میں نے تمہیں کن لوگوں پر عامل بنایا؟ عرض کی: اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے۔ فرمایا: میں نے تمہیں اہل اللہ (اللہ والوں) پر عامل بنایا ہے۔

اس سال عتاب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے لیے حج کا انتظام کیا، ہجرت کا یہ آٹھواں سال تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ عامل مکہ تھے۔ ان کے بھائی:

خالد بن اسید رضی اللہ عنہ:

ابن ابی العیص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی، فتح مکہ کے دن اسلام لائے اور وہیں مقیم رہے۔

حکم بن ابی العاص رضی اللہ عنہ:

ابن امیہ بن عبد شمس، ان کی والدہ رقیہ بنت الحارث بن عبید بن عمر ابن مخزوم تھیں، فتح مکہ پر اسلام لائے اور عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت تک وہیں مقیم رہے، عثمان رضی اللہ عنہ نے بلایا تو مدینے چلے گئے اور وہیں ان کی خلافت میں وفات پائی۔ مروان بن الحکم کے والد اور عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے چچا تھے۔

عقبہ بن الحارث رضی اللہ عنہ:

ابن عامر بن نوفل بن عبد مناف بن قصی، ان کی والدہ خدیجہ یا امامہ بنت عیاض بن رافع خزاعہ کی تھیں، فتح مکہ کے دن اسلام لائے۔ عبداللہ بن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ عقبہ بن الحارث سے سنا کہ میں نے ام یحییٰ بنت ابی اہاب سے نکاح کیا، ایک حبشی عورت آئی اور دعویٰ کیا کہ اس نے ہم دونوں کو دودھ پلایا ہے۔ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا تو آپ نے میری طرف سے منہ پھیر لیا، عرض کی کیا وہ جھوٹی ہے، فرمایا تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ وہ جھوٹی ہے اور جو کہنا تھا وہ کہہ دیا، تم اسے اپنے سے جدا کر دو۔

عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ:

ابن ابی طلحہ، ابی طلحہ کا نام عبداللہ بن عبدالعزیٰ بن عثمان بن عبدالدار ابن قصی تھا، ان کی والدہ سلافۃ الصغریٰ بنت سعد بن الشہید انصار میں سے تھیں۔ محمد بن عمر نے کہا کہ عثمان مکہ واپس آ کر مقیم ہو گئے، معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے ابتدائی زمانہ خلافت میں وہیں ان کی وفات ہوئی۔

شیبۃ الحاجب رضی اللہ عنہ:

ابن عثمان بن ابی طلحہ بن عبدالعزیٰ بن عثمان بن عبدالدار بن قصی، ان کی والدہ ام جمیل بنت عمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار بن قصی تھیں۔ شیبہ قریش کے ہمراہ قبیلہ ہوازن کے پاس حنین چلے گئے اور وہیں اسلام لائے، شیبہ رضی اللہ عنہ ہی صفیہ بنت شیبہ کے والد تھے، یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے تک زندہ رہے۔

نضیر بن الحارث رضی اللہ عنہ:

ابن علقمہ بن کلدہ بن عبد مناف بن عبدالدار بن قصی، کنیت ابوالحارث تھی۔ ان کی والدہ حارث بن عثمان بن عبدالدار بن قصی کی بیٹی تھیں۔ حنین میں اسلام لائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حنین کے مال غنیمت سے سو اونٹ دیئے تھے، ان کے بھائی نضر بن

الحارث کو رسول اللہ ﷺ کے حکم سے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے بدر کے دن صفراء میں بہادری کے ساتھ قتل کر دیا تھا۔ نضیر کی اولاد میں محمد بن المرتفع بن النضیر تھے جن سے سفیان بن عیینہ وغیرہ نے روایت کی ہے۔

ابوالسنابل بن بعلک رضی اللہ عنہ:

ابن الحارث بن السباق بن عبدالدار بن قصی' ان کی والدہ عمرہ بنت اوس ابن ابی عمرو بنی عذرہ میں سے تھیں' سبیعہ بن الحارث الاسلمیہ ان کی بی بی تھیں۔

صفوان بن اُمیہ رضی اللہ عنہ:

ابن خلف بن وہب بن حذافہ بن جمح بن عمرو بن ہصیص بن کعب بن لوی' کنیت ابووہب تھی' ان کی والدہ صفیہ بنت معمر بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح تھیں۔ صفوان حنین میں اسلام لائے۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں حنین کے مال غنیمت سے پچاس اونٹ دیئے۔

صفوان بن امیہ سے مروی ہے کہ جنگ حنین میں رسول اللہ ﷺ نے مجھے عطا فرمایا' آنحضرت ﷺ میرے نزدیک سب سے زیادہ قابل نفرت تھے' پھر اتنا عطا فرمایا کہ آپ میرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہو گئے۔ محمد بن عمر رحمہ اللہ نے کہا کہ صفوان بن امیہ سے کہا گیا کہ اس کا اسلام نہیں جو ہجرت نہ کرے' وہ مدینے آ گئے اور نبی ﷺ کو اس کی اطلاع کی' فرمایا: اے ابووہب! جب تم مکے کی ریگستانی زمین کی طرف لوٹے تھے تو میں نے تمہارے خلاف قصد کیا تھا۔ ہجرت کے بعد وہ پھر مکے واپس آ گئے اور وہیں مقیم رہے' جس زمانے میں لوگ مکے سے جنگ جمل کو نکلے' ان کی وفات ہوئی۔ یہ شوال ۳۶ھ میں ہوا' لوگوں کو جنگ جمل میں شریک ہونے کی ترغیب دیتے تھے۔

ابومحذورہ رضی اللہ عنہ:

نام اوس بن معیر بن لوذان بن ربیعہ بن عویج بن سعد بن جمح تھا' ان کی والدہ خزاعیہ تھیں۔ ابن سعد نے کہا کہ ایک شخص کو ابومحذورہ کا نسب بیان کرتے سنا کہ ان کا نام سمرہ بن عمیر بن لوذان بن وہب بن سعد بن جمح تھا' ان کا ایک حقیقی بھائی تھا' جس کا نام اوس تھا اور جنگ بدر میں بحالتِ کفر مارا گیا۔

ابومحذورہ فتح مکہ کے دن اسلام لائے اور مکے ہی میں مقیم رہے' ہجرت نہیں کی۔ زبیر بن المنذر بن ابی اسید الساعدی نے اپنے دادا سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے دن تشریف لائے تو ابومحذورہ حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ میں آپ کا مؤذن بنوں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم اذان کہا کرو' وہ بلال رضی اللہ عنہ کے ساتھ اذان کہا کرتے تھے' جب رسول اللہ ﷺ مدینے واپس ہوئے تو ابومحذورہ رہ گئے کہ مکے میں اذان کہیں۔ انہوں نے ہجرت نہیں کی۔ محمد بن عمر نے کہا کہ اب تک اذان مسجد حرام مکہ میں ان کے بیٹوں اور پوتوں کے بیٹوں میں وراثۃً چلی آتی ہے' ابومحذورہ کی وفات مکے میں ۵۹ھ میں ہوئی۔

مطیع بن الاسود رضی اللہ عنہ:

ابن حارثہ بن نضلہ بن عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب ان کی والدہ انیسہ بنت عامر بن الفضل خزاعہ کی تھیں' اور

عجماء (یعنی گونگی) تھیں‘ مطیع فتح مکہ کے دن اسلام لائے۔ عامر سے مروی ہے کہ عصاۃ قریش (یعنی جن کا نام عاصی بمعنی نافرمان تھا) میں سے سوائے مطیع (فرماں بردار) کے کوئی شخص نہیں پایا گیا جس کا نام عاصی (نافرمان) ہوا اور رسول اللہ ﷺ نے مطیع رکھ دیا ہو۔ محمد بن سعد نے کہا کہ مطیع کی وفات عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوئی۔

ابوجہم بن حذیفہ رضی اللہ عنہ:

ابن غانم بن عامر بن عبداللہ بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب‘ ان کی والدہ بشیرہ بنت عبداللہ بن عدی بن کعب میں سے تھیں‘ فتح مکہ میں اسلام لائے۔ عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ان کی وفات ہوئی۔

ابوقحافہ رضی اللہ عنہ:

نام عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوئی تھا‘ ان کی والدہ قتیلہ بنت اواۃ بن ریاح بن عبداللہ بن قرط بن زراح بن عدی ابن کعب تھیں۔

اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مکے میں داخل ہو کر مطمئن ہو گئے اور مسجد میں بیٹھے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کے پاس ابوقحافہ کو لائے۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں دیکھا تو فرمایا کہ اے ابوبکر رضی اللہ عنہ تم نے ان بوڑھے کو کیوں نہ چھوڑ دیا کہ میں ہی ان کے پاس آتا‘ عرض کی‘ یا رسول اللہ انہیں زیادہ مناسب ہے کہ وہ آپ کے پاس آئیں بہ نسبت اس کے کہ آپ ان کے پاس جائیں۔

رسول اللہ ﷺ نے انہیں اپنے آگے بٹھا لیا‘ دست مبارک ان کے سینے پر رکھا اور فرمایا‘ اے ابوقحافہ اسلام قبول کر و تو سلامت رہو گے (ورنہ دوزخ میں جاؤ گے) وہ مشرف بہ اسلام ہوئے اور کلمہ شہادت پڑھ لیا‘ جب انہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچایا گیا تو سر اور داڑھی کی یہ کیفیت تھی کہ مثل ثغامہ (سفید درخت) کے معلوم ہوتے تھے‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس بڑھاپے (کے رنگ) کو بدل دو اور اسے سیاہی سے بچاؤ۔

جابر سے مروی ہے کہ یوم الفتح میں ابوقحافہ کو لایا گیا‘ ان کا سر ثغامہ (سفید درخت) معلوم ہوتا تھا‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان کو ازواج مطہرات کے پاس لے جاؤ (غالباً حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جو ابوقحافہ کی حقیقی پوتی تھیں) کہ بڑھاپے کے رنگ کو بدل دیں‘ انہیں سیاہی سے (یعنی کالے خضاب سے) بچانا۔

عکرمہ بن خالد سے مروی ہے کہ ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا ان کا سر ثغامہ (درخت سفید) معلوم ہوتا تھا‘ چنانچہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے معیت کی‘ پھر آپ نے فرمایا کہ بڑے میاں کے سر کا رنگ حنا سے بدل دو۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابوقحافہ کی داڑھی میری نظر میں ہے ایسی سرخ معلوم ہوتی تھی جیسے درخت عرفج کی چنگاری۔ محمد بن عمر نے کہا کہ ابوقحافہ نے ہجرت نہیں کی‘ مکے ہی میں رہے‘ ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو ابوقحافہ چھٹے حصے کے ان کے وارث ہوئے‘ اس کو انہوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اولاد کو واپس کر دیا‘ ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کی وفات مکے میں محرم ۱۴ھ میں ہوئی۔ اس وقت ستانوے برس کے تھے۔

مہاجر بن قنفذ رضی اللہ عنہ:

ابن عمیر بن جدعان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ' ان کی والدہ ہند بنت الحارث بن مسروق بنی غنم بن مالک بن کنانہ میں سے تھیں۔ فتح مکہ کے روز اسلام لائے۔ قنفذ کا نام خلف تھا۔ مہاجر نے نبی ﷺ سے روایت کی ہے۔

مطلب بن ابی وداعہ رضی اللہ عنہ:

ابی وداعہ کا نام حارث بن ضبیرہ بن سعید بن سعد بن سہم بن عمرو بن ہصیص ابن کعب بن لوئ تھا' ان کی والدہ اروی بنت الحارث بن عبدالمطلب بن ہاشم ابن عبد مناف تھیں۔

سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ:

ابن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوئ' ان کی والدہ حُبی بنت قیس بن ضبیس خزاعہ میں سے تھیں۔ سہیل بن عمرو باوجود اپنے شرک پر قائم ہونے کے نبی ﷺ کے ہمراہ مکے سے حنین گئے' پھر الجعرانہ میں اسلام لائے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس روز انہیں غنائم حنین میں سے سو اونٹ عطا فرمائے' سہیل نے نبی ﷺ سے احادیث روایت کی ہیں۔ ابن سعد بن ابی فضالۃ الانصاری رضی اللہ عنہ سے جو صحابی تھے مروی ہے کہ جن ایام میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے اور سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ کو غازی بنایا تو میں اور وہ ملک شام تک ساتھ رہے' پھر میں نے سہیل سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے کہ تم میں سے کسی کا اللہ کی راہ میں تھوڑی دیر کھڑا رہنا بھی اپنے متعلقین میں ساری عمر کی عبادت سے بہتر ہے۔ سہیل نے سنا کہ میں دشمن کے مقابلے میں ثابت قدم رہوں گا تاوقتیکہ موت نہ آ جائے اور میں مکے کبھی واپس نہ جاؤں گا' ۱۸ھ کی وبائے عمواس میں ملک شام میں وفات پا گئے' کنیت ابویزید تھی۔

عبداللہ بن السعدی رضی اللہ عنہ:

سعدی کا نام عمرو بن واقدان بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل ابن عامر بن لوئ تھا' ان کی والدہ حجاج بن عامر بن حذیفہ بن سعید بن سہم کی بیٹی تھیں' عبداللہ بن السعدی فتح مکہ کے دن اسلام لائے۔

حویطب بن عبدالعزیٰ:

ابن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر ابن لوئ کنیت ابومحمد تھی' ان کی والدہ زینب بنت علقمہ بن غزوان بن یربوع ابن الحارث بن منقذ تھیں' حویطب بن عبدالعزیٰ فتح مکہ کے دن اسلام لائے۔

منذر بن الجہم سے مروی ہے کہ حویطب بن عبدالعزیٰ العامری ایک سو بیس سال کی عمر کو پہنچے' ساٹھ سال جاہلیت میں اور ساٹھ سال اسلام میں رہے' فتح مکہ کے دن اسلام لائے۔ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حنین' طائف میں حاضر ہوئے' رسول اللہ ﷺ نے انہیں حنین کے مال غنیمت میں سے سو اونٹ عطا فرمائے' حویطب کی وفات ۵۴ھ میں معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوئی۔

ضرار بن الخطاب رضی اللہ عنہ:

ابن مرداس بن کبیر بن عمرو بن حبیب بن عمرو بن شیبان بن محارب ابن فہر' قریش کے شہسوار اور شاعر تھے' فتح مکہ کے دن اسلام لائے اور مکے ہی میں مقیم رہے' یمامہ گئے اور وہاں شہید ہو گئے۔

ابو عبدالرحمٰن الفہری رضی اللہ عنہ:

میں نے ایک شخص سے سنا کہ ان کا نام کرز بن جابر تھا۔ ابی عبدالرحمٰن الفہری سے مروی ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ غزوۂ حنین میں شریک ہوئے' انہوں نے اس کے متعلق ایک طویل حدیث بیان کی ہے۔

عتبہ بن ابی لہب رضی اللہ عنہ:

ابولہب کا نام عبدالعزیٰ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی تھا۔ ان کی والدہ ام جمیل بنت حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی تھیں۔

فتح مکہ کے روز اسلام لائے اور مکے ہی میں مقیم رہے' ہجرت نہیں کی' غزوۂ حنین میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے اس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جو اہل بیت و اصحاب آپ کے ہمراہ ثابت قدم رہے ان میں وہ بھی تھے۔ بنی ہاشم میں سے فتح مکہ کے بعد سوائے عتبہ و معتب فرزندان ابولہب کے کسی نے مکہ میں قیام نہیں کیا۔

معتب بن ابی لہب رضی اللہ عنہ:

ابن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی' ان کی والدہ ام جمیل بنت حرب بن امیہ تھیں' فتح مکہ کے دن اسلام لائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب حنین گئے اور اس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جو اہل بیت و اصحاب ثابت قدم رہے ان میں وہ بھی تھے' اسی روز ان کی آنکھ زخمی ہوئی۔

یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ:

ابن ابی بن عبیدہ بن ہمام بن الحارث بن بکر بن زید بن مالک بن حنظلہ ابن مالک بن زید مناۃ بن تمیم' ان کی والدہ منیہ بنت جابر بن وہیب بن نسیب ابن زید بن مالک بن الحارث بن عوف بن مازن بن منصور تھیں' یعلیٰ بن امیہ بنی نوفل بن عبد مناف کے حلیف تھے' وہ خود اور ان کی والدہ امیہ اور ان کے بھائی سلمہ بن امیہ اسلام لائے' یعلیٰ و سلمہ فرزندان امیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تبوک میں حاضر ہوئے' یعلیٰ نے عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ یعلیٰ بن امیہ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب غزوۂ جیش العسرۃ (تنگی کے لشکر یعنی غزوۂ تبوک) میں تھا' یہ میرا سب سے زیادہ قابل وثوق عمل تھا۔

حجیر بن ابی اہاب رضی اللہ عنہ:

ابن عزیز بن قیس بن سوید بن ربیعہ بن زید بن عبداللہ بن دارم' بنی تمیم کے تھے اور بنی نوفل بن عبد مناف کے حلیف تھے۔

عمیر بن قتادہ رضی اللہ عنہ:

ابن سعد بن عامر بن جندع بن لیث بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ' عبید ابن عمیر اللیثی کے والد تھے۔ عبداللہ بن عبید بن عمیر

نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک شخص آیا اور کہا یا رسول اللہ اسلام کیا ہے؟ آپ نے اس کے طریقے بتائے' حدیث طویل ہے۔

ابوعقرب رضی اللہ عنہ:

نام خویلد بن خالد بن بجیر بن عمرو بن حماس بن عریج بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ تھا۔ اسلام لائے اور نبی ﷺ کے ساتھ رہے۔ ان کے بیٹے:

عمرو بن ابی عقرب رضی اللہ عنہ:

نبی ﷺ کی صحبت پائی' آپ کو دیکھا اور آپ سے روایت کی۔ ابی نوفل بن ابی عقرب کے دادا تھے۔ ابی نوفل کا نام معاویہ بن مسلم بن عمرو بن ابی عقرب تھا' ابونوفل آخر تک بصرے میں رہے اور ان سے بصریین نے روایت کی۔

ابوالطفیل رضی اللہ عنہ:

نام عامر بن واثلہ بن عبداللہ بن عمیر بن جابر بن حمیس بن جزء بن سعد بن لیث تھا۔

کلدہ بن حنبل رضی اللہ عنہ:

صفوان بن امیہ کے اخیافی بھائی تھے۔ کلدہ بن الحنبل سے مروی ہے کہ فتح مکہ کے دن صفوان بن امیہ نے نبی ﷺ کو میرے ہاتھ پیوسی اور ہرن کا بچہ اور کھیرے بھیجے' نبی ﷺ وادی کے بالائی قلعے میں تھے' میں اندر گیا' نہ اجازت مانگی اور نہ سلام کیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ باہر جاؤ اور کہو' السلام علیکم' میں اندر آتا ہوں۔ یہ واقعہ صفوان کے اسلام کے بعد کا ہے۔ ایک روایت اور بھی ہے مگر اس میں امیہ نے یہ نہیں کہا کہ میں نے کلدہ سے سنا ہے۔

بسر بن سفیان رضی اللہ عنہ:

ابن عمرو بن عویمر بن صرمہ بن عبداللہ خزاعہ کے تھے۔ انہیں کو نبی ﷺ نے اسلام کی تحریری دعوت دی تھی۔

کرز بن علقمہ رضی اللہ عنہ:

ابن ہلال بن جریبہ بن عبدنہم بن حلیل بن حبشیہ بن سلول خزاعہ کے تھے۔ یہ وہی شخص ہیں کہ جب نبی ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ ہجرت کر کے مدینے کی طرف روانہ ہوئے تو آپ کے نقش قدم پر چلے' اس غار تک پہنچ گئے جس میں آپ دونوں تھے اور کہا کہ نشان قدم یہاں تک ختم ہو گیا۔ یہی وہ شخص ہیں کہ نبی ﷺ کا قدم مبارک دیکھ کر کہا کہ یہ اسی قدم کا جزو ہے جو مقام ابراہیم میں ہے یعنی قدم ابراہیم صلوات اللہ علیہ وسلمہ کا۔ کرز نے بڑی عمر پائی' فتح مکہ کے دن اسلام لائے' معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے اپنے عامل مکہ کو لکھا کہ اگر کرز بن علقمہ زندہ ہوں تو ان سے کہو کہ علامات حرم بتادیں۔ انہوں نے بتادیئے' وہی اب تک ان لوگوں کے علامات ہیں۔

تمیم بن اسد رضی اللہ عنہ:

ابن سوید بن اسعد بن مشنوء بن عبد بن جبتر خزاعہ سے تھے اور شاعر تھے۔ نبی ﷺ نے انہیں فتح مکہ کے دن حرم کے بتوں کو توڑنے کا حکم دیا۔

اسود بن خلف رضی اللہ عنہ:

ابن اسعد بن عامر بن بیاضہ بن سبیع بن جعثمہ بن سعد بن ملیح بن عمرو بن ربیعہ' خزاعی تھے' نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث روایت کی ہے کہ فتح مکہ کے دن حاضر خدمت ہوئے۔

اسود بن خلف سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح مکہ کے دن قرن کے پاس لوگوں سے بیعت لیتے دیکھا' قرن وہ مصقلہ (صیقل کرنے کا مقام) تھا جس کی طرف ابی ثمامہ کے مکانات کا پانی بہتا تھا اور جو ابن سمرہ کے مکان اور اس کے اطراف کے درمیان تھا' اسود نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ مرد' عورتیں' بچے اور بوڑھے حاضر خدمت ہوئے اور اسلام پر کلمہ شہادت لا الٰہ الا اللہ ومحمد عبدہ ورسولہ پر بیعت کر رہے تھے۔

بدیل بن ورقاء رضی اللہ عنہ:

ابن عبدالعزیٰ بن ربیعہ بن جری بن عامر بن مازن بن عدی بن عمرو ابن ربیعہ' خزاعی تھے' یہ وہی تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اسلام کی تحریری دعوت دی تھی۔

ابوشریح الکعبی رضی اللہ عنہ:

نام خویلد بن صخر بن عبدالعزیٰ بن معاویہ بن المحترش بن عمرو بن زمان ابن عدی بن عمرو بن ربیعہ تھا' خزاعی تھے' زمان ومازن دونوں بھائی تھے۔

نافع بن عبدالحارث رضی اللہ عنہ:

ابن حبالہ بن عمیر بن الحارث' حارث غبشان بن عبد عمرو بن عمرو بن بوی ابن ملکان بن افصیٰ تھے جو خزاعی تھے' نافع بن عبدالحارث مکے پر عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے والی تھے۔

علقمہ بن الفغواء رضی اللہ عنہ:

ابن عبید بن عمرو بن زمان بن عدی بن عمرو بن ربیعہ' خزاعی تھے۔

محرش الکعبی رضی اللہ عنہ:

بعض راوی انہیں مخرش کہتے ہیں۔

عبداللہ بن حبشی الخثعمی رضی اللہ عنہ:

عبدالرحمٰن بن صفوان رضی اللہ عنہ:

عبدالرحمٰن بن صفوان سے مروی ہے کہ فتح مکہ کے دن میں نے کپڑے پہنے اور روانہ ہوا' نبی صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت بیت اللہ سے برآمد ہوئے تو میں قدم بوس ہوا۔ میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت اللہ میں داخل ہوئے تو آپ نے کیا کیا' انہوں نے کہا کہ دو رکعت نماز پڑھی۔

لقیط بن صبرۃ العقیلی رضی اللہ عنہ:

مکے کے قریب رکیہ و جلدان کے نواح میں رہا کرتے اور کثرت سے مکے میں آ کر قیام کرتے۔

ایاس بن عبد المزنی رضی اللہ عنہ:

کیسان رضی اللہ عنہ:

انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بر ء العلیا کے پاس نماز پڑھائی۔ عبدالرحمٰن بن کیسان نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ ثنیۃ العلیا میں دن کو آخری دونمازیں ظہر یا عصر میں سے ایک نماز ایک ہی چادر میں پڑھ رہے تھے جس کو آپ اس طرح اوڑھے ہوئے تھے کہ اس کا ایک کنارہ دوسرے کنارے پر ڈال لیا تھا۔

مسلم رضی اللہ عنہ:

رائطہ بنت مسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب حنین حاضر ہوئے' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ تمہارا کیا نام ہے؟ انہوں نے کہا کہ غراب (کوا) فرمایا' تمہارا نام مسلم ہے۔

عبدالرحمٰن بن ابزیٰ مولائے خزاعہ رضی اللہ عنہ:

عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابزیٰ نے اپنے والد سے روایت کی کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نماز پڑھی' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ کرتے تو تکبیر نہیں کہتے تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عبدالرحمٰن بن ابزیٰ مکے کے والی تھے' نافع بن الحارث جب عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس روانہ ہوئے تو انہیں اپنا جانشین بنا گئے تھے۔

اہل مکہ کا وہ طبقہ اولیٰ

جس نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ وغیرہ سے روایت کی ہے

علی بن ماجدۃ السہمی رحمۃ اللہ علیہ:

ماجدہ کے والد تھے' ابوبکر و عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔

عبید بن عمیر رحمۃ اللہ علیہ:

ابن قتادہ اللیثی' کنیت ابو عاصم تھی' ثقہ و کثیر الحدیث تھے۔ ابو خلف مولائے بنی جمح نے ایک حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔ جس میں عبید بن عمیر کا ذکر ہے کہ ان کی کنیت ابو عاصم تھیں۔ ثابت سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں سب سے پہلے جس نے قصہ بیان کیا وہ عبید بن عمیر تھے۔ کسی نے عطاء سے کہا کہ "جن لوگوں نے قصہ بیان کیا ان میں سب سے پہلے کون ہے" انہوں نے کہا کہ عبید بن عمیر۔ عطاء سے مروی ہے کہ میں اور عبید بن عمیر عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے' انہوں نے کہا یہ کون ہیں' عرض کی' میں

عبید بن عمیر ہوں۔ فرمایا کہ اہل مکہ کے قصہ گو؟ عرض کی جی ہاں' فرمایا کہ کی کرو' کیوں کہ ذکر (اللہ کی یاد) ثقیل (ثواب میں گراں) ہے۔ عبدالواحد بن ایمن سے مروی ہے کہ میں نے عبید بن عمیر کو دیکھا کہ سر کے بال ان کی گدی تک یا اسی کے قریب تک تھے۔

عبدالواحد بن ایمن سے مروی ہے کہ میں نے عبید بن عمیر کو دیکھا کہ داڑھی زرد تھی۔

ابوسلمہ بن سفیان رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبدالاسد المخزومی' ان کی والدہ ام جمیل بنت المغیرہ بن ابی العاص ابن امیہ تھیں۔ انہوں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

حارث بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی ربیعہ بن المغیرۃ المخزومی' ان کی والدہ ام ولد تھیں' قلیل الحدیث تھے۔

نافع بن علقمہ رحمۃ اللہ علیہ:

عبداللہ بن ابی عمار رحمۃ اللہ علیہ:

جو قریش میں سے تھے' انہوں نے کہا کہ میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو ایسے مقام پر نماز پڑھتے دیکھا جہاں لوگوں میں آسیب کا خطرہ تھا۔ قلیل الحدیث تھے۔

سباع بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ:

بنی زہرہ کے حلیف تھے' عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ قلیل الحدیث تھے۔

ہشام بن خالد الکعبی رحمۃ اللہ علیہ:

خزاعہ کے قبیلے سے تھے اور قلیل الحدیث تھے' انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ سے سنا ہے ثنیہ لغت کے پیچھے قدید میں رہا کرتے تھے' اُن کے والد خالد الاشعر اور کرز بن جابر الفہری فتح مکہ کے دن شہید کر دیئے گئے' یہ دونوں راستہ بھول گئے تھے' مشرکین کا ایک لشکر ملا جس نے ان لوگوں کو قتل کر دیا' یہی ان حزام بن ہشام کے والد تھے جن سے عبداللہ بن مسلمہ بن قعنب اور ابوالنضر ہاشم بن القاسم اور محمد بن عمر وغیرہ نے روایت کی ہے۔

عبداللہ بن صفوان رحمۃ اللہ علیہ:

ابن امیہ بن خلف' انہوں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

سعید بن الحویرث رحمۃ اللہ علیہ:

قلیل الحدیث تھے۔

خیثم رحمۃ اللہ علیہ:

قارہ کے ایک شخص تھے' عبداللہ بن عثمان بن خیثم کے دادا تھے' عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ خیثم سے مروی ہے جو القارہ کے ایک شخص تھے سعید نے کہا کہ وہ ابن خیثم کے دادا تھے (انہوں نے کہا) کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ آئے جو لوگوں کو (کوہ) مروہ کے

پاس زمین دے رہے تھے انہوں نے کہا کہ امیر المومنین مجھے بھی زمین دیجئے جو میرا اور میری اولاد کا مکان ہو۔ عمر رضی اللہ عنہ نے انکار کیا اور کہا کہ وہ اللہ کا حرم ہے اس میں وہاں کا رہنے والا اور باہر والا برابر ہے۔

طبقہ ثانیہ

مجاہد بن جبر رحمۃ اللہ علیہ:

کنیت ابوالحجاج تھی، قیس بن السائب المخزومی کے مولیٰ تھے۔ مجاہد سے مروی ہے کہ میں اپنے آقا سائب کی جو نابینا تھے رہبری کرتا تھا، وہ کہتے کہ اے مجاہد کیا آفتاب ڈھل گیا، میں ہاں کہتا تو وہ اٹھ کر ظہر کی نماز پڑھتے۔ ابراہیم بن عبدالاعلیٰ سے مروی ہے کہ مجاہد کی کنیت ابوالحجاج تھی۔ فضل بن میمون سے مروی ہے کہ میں نے مجاہد کو کہتے سنا کہ میں نے قرآن کے تیس دور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کیے ہیں۔

فطر سے مروی ہے کہ میں نے مجاہد کو دیکھا کہ سر اور داڑھی سفید تھی۔ قرۃ بن خالد سے مروی ہے کہ میں نے مجاہد کو دیکھا کہ سر اور داڑھی سفید تھی۔ لیث سے مروی ہے کہ عطاء اور طاؤس اور مجاہد انگوٹھی نہیں پہنتے تھے۔ اعمش سے مروی ہے کہ میں جب مجاہد کو دیکھتا تھا تو خیال کرتا تھا کہ وہ ایسے "خربندج"[1] ہیں جس کا گدھا کھو گیا ہے اور وہ فکر میں ہیں۔ مجاہد سے مروی ہے کہ سیاہ خضاب کو ناپسند کرتے تھے۔

ابوبکر بن عیاش سے مروی ہے کہ میں نے اعمش سے کہا کہ لوگوں کو کیا ہوا جو مجاہد کی تفسیر سے پرہیز کرتے ہیں، انہوں نے کہا کہ لوگ سمجھتے تھے کہ مجاہد اہل کتاب سے پوچھتے ہیں، دوسری روایت میں ہے کہ وہ لوگ یہ سمجھتے تھے کہ مجاہد جابر کی کتاب سے روایت کرتے ہیں۔ مجاہد کے بعض شاگردوں سے مروی ہے کہ مجاہد کی وفات سجدے کی حالت میں ہوئی۔ سیف بن سلیمان سے مروی ہے کہ مجاہد کی وفات مکے میں ۱۰۳ھ میں ہوئی۔ ابن جریج سے مروی ہے کہ مجاہد وفات کے دن تراسی سال کی عمر کو پہنچ گئے تھے۔

فضل بن دکین سے مروی ہے کہ مجاہد کی وفات ۱۰۲ھ میں سجدے کی حالت میں ہوئی۔ یحییٰ بن سعید القطان نے کہا کہ مجاہد کی وفات ۱۰۴ھ میں ہوئی، فقیہ، عالم، ثقہ اور کثیر الحدیث تھے۔

عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ:

ابی رباح کا نام اسلم تھا، عطاء الجند کے جو یمن کے دیہات میں سے تھا، غیر خالص عربوں میں سے تھے، مکے میں پیدا ہوئے اور ابو میسرہ بن ابی خثیم الفہری کے خاندان کے مولیٰ تھے۔ عطاء سے مروی ہے کہ میری اتنی عمر تھی کہ قتل عثمان رضی اللہ عنہ کو سمجھتا تھا۔ عبدالملک سے مروی ہے کہ عطاء کی کنیت ابو محمد تھی۔ عطاء سے مروی ہے کہ وہ قرآن کی تعلیم دیتے تھے، لوگوں نے کہا کہ وہ ثقہ و عالم و فقیہ و کثیر الحدیث تھے۔

---

[1] معرب "خربندہ" وہ شخص جو گدھے کی رکھوالی کرتا ہو۔

اسلم المنقری سے مروی ہے کہ میں ابوجعفر کے ہمراہ بیٹھا ہوا تھا کہ عطاء ابن رباح ان کے پاس سے گزرے کہنے لگے کہ روئے زمین پر عطاء بن رباح سے زیادہ مسائل حج کا جاننے والا کوئی نہیں ہے۔

بسام الصیرفی سے مروی ہے کہ کسی نے ابوجعفر کے پاس مسائل حج کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ روئے زمین پر عطاء بن ابی رباح سے زیادہ مسائل حج کا جاننے والا کوئی نہیں ہے۔ قتادہ سے مروی ہے کہ عطاء سب سے زیادہ مسائل حج کا علم رکھتے تھے۔

اسلم المنقری سے مروی ہے کہ ایک اعرابی آیا اور کہنے لگا کہ ابو محمد کہاں ہیں' لوگوں نے سعید بن جبیر کی طرف اشارہ کیا' پھر اس نے کہا کہ ابو محمد کہاں ہیں' سعید نے کہا کہ اس جگہ عطاء کے ہوتے ہوئے ہمارے لیے کچھ نہیں ہے۔ سلمہ سے مروی ہے کہ سوائے ان تین شخصوں عطاء و طاؤس و مجاہد کے میں نے کسی کو نہیں دیکھا جو اس علم سے صرف خدا کی خوشنودی چاہتا ہو۔ اسماعیل بن امیہ سے مروی ہے کہ عطاء کلام کرتے تھے' جب ان سے مسئلہ دریافت کیا جاتا (تو ان کے علم کی یہ حالت تھی) گویا (منجانب اللہ) ان کی تائید کی جاتی تھی۔

یعقوب بن عطاء سے مروی ہے کہ میں نے اپنے والد کو کوئی چیز اس قدر یاد کرتے نہیں دیکھا جس قدر مسائل بیع کو یاد کرتے تھے۔

محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے عطاء ابن ابی رباح سے بہتر کوئی مفتی نہیں دیکھا' ان کی مجلس میں صرف اللہ ہی کا ذکر ہوتا تھا جس کا سلسلہ منقطع نہ ہوتا اور لوگ بھی اسی میں مشغول رہتے تھے' اگر وہ کلام کرتے یا ان سے کوئی مسئلہ دریافت کیا جاتا تو اچھا جواب دیتے تھے۔

معاذ بن سعید الاعور سے مروی ہے کہ ہم لوگ عطاء کے پاس تھے' ایک شخص نے کوئی حدیث بیان کی' دوسرے شخص نے درمیان سے اسے کاٹ دیا' عطاء ناراض ہوئے اور کہا کہ یہ کیسے اخلاق ہیں اور یہ کیسی طبیعتیں ہیں' واللہ ایک شخص ایک ایسی حدیث بیان کرتا ہے جو میں اس سے زیادہ جانتا ہوں اور اکثر تو وہ اسے مجھی سے سنے ہوئے ہوتا ہے مگر میں اس کے آگے خاموش ہو جاتا ہوں اور اسے یہ باور کراتا ہوں کہ گویا میں نے اس کے قبل اسے نہیں سنا۔ عمرو بن عاصم نے کہا کہ میں نے یہ حدیث عبداللہ بن المبارک سے بیان کی تو انہوں نے کہا کہ میں اپنا جوتا نہ اتاروں گا تاوقتیکہ مہدی (راوی حدیث) کے پاس جا کر اس کو ان سے نہ سن لوں۔

ابوالمليح سے مروی ہے کہ میں نے اور ایک اور شخص نے حج کیا' میں عطاء بن ابی رباح کے پاس آیا کہ ان سے کوئی مسئلہ دریافت کروں' ان کے پاس بیٹھ گیا' ایک حبشی حنا کا خضاب لگا رہا تھا' ان کے پاس والی مکہ کا قاصد آیا اور اس نے انہیں اٹھا دیا' میں پلٹ کر ان کے پاس نہیں آیا۔

ابن جریج سے مروی ہے کہ عطاء جب کچھ بیان کرتے تو میں پوچھتا کہ یہ علم ہے یا (آپ کی) رائے' اگر وہ مقتول ہوتا تو علم کہتے اور ان کی رائے ہوتی تو رائے کہتے۔ عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ واللہ تمام روئے زمین والوں کے ایمان کو میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ایمان کے برابر نہیں سمجھتا اور میں اہل مکہ کے ایمان کو عطاء کے ایمان کے برابر نہیں سمجھتا۔ عطاء سے مروی ہے کہ اپنے مردہ

والدین کی طرف سے صدقہ فطر دیتے تھے اور وفات تک ایسے کرتے رہے۔ ابو معاویۃ المغربی سے مروی ہے کہ میں نے عطاء بن ابی رباح کی دونوں آنکھوں کے درمیان سجدے کا نشان دیکھا۔ فطر سے مروی ہے کہ میں نے عطاء کو دیکھا کہ داڑھی میں زرد خضاب کرتے تھے۔ بعض اہل علم سے مروی ہے کہ عطاء کالے کانے' چپٹی ناک والے' لنجے اور لنگڑے تھے' اس کے بعد نابینا ہو گئے تھے' اہل مکہ کا فتویٰ ان کے اور مجاہد کے زمانے میں انہیں دونوں کے پاس تھا اور اس کا اکثر حصہ عطاء کے پاس تھا۔ محمد بن عمر سے مروی ہے کہ عطاء کی وفات مکے میں ۱۱۵ھ میں ہوئی۔ محمد بن عمر نے کہا کہ جس روز ان کی وفات ہوئی اٹھاسی سال کے تھے۔ ابوالملیح سے مروی ہے کہ عطاء کی وفات ۱۱۴ھ میں ہوئی' جب میمون کو ان کی خبر مرگ پہنچی تو کہا کہ انہوں نے اپنے بعد کوئی اپنا مثل نہیں چھوڑا۔

یوسف بن ماہک رحمۃ اللہ علیہ:

انہوں نے اپنی والدہ سے جن کا نام مسیکہ تھا روایت کی ہے۔ ابن جریج سے مروی ہے کہ میں نے عطاء سے کہا کہ یہ یوسف بن ماہک ہیں جو موت کی تمنا کرتے ہیں' انہوں نے اس کی مذمت کی اور کہا کہ انہیں کیا معلوم کہ موت سے کیسا سابقہ پڑے گا۔ ام یوسف بنت ماہک سے مروی ہے کہ جب یوسف کی موت کا وقت آیا تو وصیت کی کہ انہیں ان کے کپڑوں میں کفن دیا جائے' انہیں کپڑوں میں وہ جمعے کی نماز پڑھاتے تھے' اور یہ وصیت کی کہ ان کے چہرے پر اور اس کپڑے پر جو جنازے پر اڑھایا جائے حنوط (عطر میت) نہ لگائیں اور کہا کہ میرے دونوں پاؤں کسی عمامے سے باندھ دیں۔ محمد بن عمر نے کہا کہ یوسف بن ماہک کی وفات ۱۱۳ھ میں ہوئی۔ میں نے کسی اور سے سنا کہ ان کی وفات ۱۱۴ھ میں ہوئی۔ ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

مقسم رحمۃ اللہ علیہ:

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے صحبت یافتہ اور عبداللہ بن الحارث بن نوفل ابن الحارث بن عبدالمطلب کے آزاد کردہ غلام تھے۔ کنیت ابوالقاسم تھی' ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ رہے اور ان سے روایت کی ہے' بعض لوگ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ رہنے اور خدمت کرنے کی وجہ سے انہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما کا مولیٰ (آزاد کردہ غلام) کہتے تھے' حالانکہ وہ عبداللہ بن الحارث ہی کے مولیٰ تھے' سب نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ ان کی وفات ۱۰۱ھ میں ہوئی' کثیر الحدیث و ضعیف تھے۔

عبداللہ بن خالد رحمۃ اللہ علیہ:

ابن اسید بن ابی العیص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف' ان کی والدہ ریطہ بنت عبداللہ بن خزاعی بن اسید ثقیف کی تھیں۔ عبداللہ بن خالد کے یہاں خالد و امیہ و عبدالرحمٰن پیدا ہوئے' ان سب کی والدہ ام جحیر بنت شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ بن عبدالعزیٰ بن عثمان بن عبدالدار ابن قصی تھیں۔ عثمان بن عبداللہ' ان کی والدہ ام سعید بنت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھیں۔ عبدالعزیز و عبدالملک' ان دونوں کی والدہ ام حبیب بنت جبیر بن مطعم ابن عدی بن نوفل بن عبد مناف تھیں۔

عمران بن عبداللہ و عمرو و قاسم و ام عمرو و زینب' ان سب کی والدہ سریہ بنت عبد عمرو بن حصین بن حذیفہ بن بدر الفزاری تھیں۔ محمد و حصین و مخارق و ام عبدالعزیز و ام عبدالملک و ام محمد و مریم' ان سب کی والدہ ملیکہ بنت الحصین بن عبد یغوث بن الارزق قبیلہ مراد کی تھیں۔ ابو عثمان بن عبداللہ ایک ام ولد سے تھے اور حارث بن عبداللہ ایک ام ولد سے۔ عبداللہ بن خالد قلیل الحدیث تھے۔

عبدالرحمٰن بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبدالرحمٰن بن سابط بن ابی حمیضہ بن عمرو بن اہیب بن حذافہ بن جمح' اس پر سب کا اتفاق ہے کہ ان کی وفات مکے میں ۱۱۸ھ میں ہوئی۔ ثقہ وکثیر الحدیث تھے۔

عبداللہ بن عبید اللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبداللہ بن ابی ملیکہ بن عبداللہ بن جدعان بن عمرو بن کعب بن (سعد بن) تیم ابن مرہ' ان کی والدہ میمونہ بنت الولید بن ابی حسین بن الحارث بن عامر بن نوفل ابن عبد مناف تھیں۔ ابی ملیکہ کا نام زہیر تھا۔ عبداللہ بن عبید اللہ کی بقیہ اولاد نہ تھی۔ ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ مجھے ابن الزبیر رضی اللہ عنہما نے والی قضاء بنایا تھا۔

ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ ابن الزبیر رضی اللہ عنہما نے مجھے قضائے طائف پر مامور کر کے بھیجا' میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ انہوں نے مجھے قضائے طائف پر مامور کر کے بھیجا ہے' مگر مجھے بغیر آپ سے مسائل قضا پوچھے چارہ نہیں' انہوں نے مجھ سے کہا' اچھا' تمہیں جو معاملہ پیش آئے مجھ سے دریافت کر لینا۔

ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ میں طائف میں قاضی تھا۔ نافع بن عمرو سے مروی ہے کہ ابن ابی ملیکہ نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ رمضان کی تراویح میں قاریوں کی قرأت کو گراں سمجھتے تھے' مجھ سے کہا کہ میں تو تراویح کی ایک رکعت میں سورۂ ملائکہ پڑھتا تھا مگر کسی نے اس کی شکایت نہیں کی۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عبداللہ بن السائب کے بعد ابن ابی ملیکہ رمضان میں مکے میں لوگوں کو تراویح پڑھاتے تھے۔ ابن ابی ملیکہ کی وفات مکے میں ۱۱۷ھ میں ہوئی' انہوں نے ابن عباس و عائشہ و ابن الزبیر وعقبہ بن الحارث رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے۔ ثقہ وکثیر الحدیث تھے۔ ان کے بھائی:

ابوبکر بن عبید اللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبداللہ بن ابی ملیکہ بن عبداللہ بن جدعان' ان کی والدہ میمونہ بنت الولید ابن ابی حسین بن الحارث بن عامر بن نوفل بن عبد مناف تھیں۔ ابوبکر بن عبید اللہ کے یہاں عبدالرحمٰن پیدا ہوئے' ان کی والدہ عونہ بنت مصعب ابن عبدالرحمٰن بن عوف بن عبد عوف بن عبد بن الحارث بن زہرہ تھیں' انہوں نے ابوبکر سے روایت کی ہے۔ قلیل الحدیث تھے۔

ابو یزید رحمۃ اللہ علیہ:

عبداللہ بن ابی یزید کے والد تھے۔ ان سے ان کے فرزند نے روایت کی ہے۔

ابو نجیح رحمۃ اللہ علیہ:

ثقیف کے مولیٰ اور عبداللہ بن ابی نجیح کے والد تھے' ابی نجیح کا نام یسار تھا' قلیل الحدیث تھے۔ واقدی نے کہا کہ ان کی وفات ۱۰۹ھ میں ہوئی۔

عبداللہ بن عبید رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عمیر بن قتادۃ اللیثی۔ داؤد العطاء سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عبید بن عمیر اہل مکہ میں سب سے زیادہ فصیح تھے۔ ایک ایسے شخص سے مروی ہے جو عبداللہ بن عبید بن عمیر کی بیماری میں ان کے پاس تھے کہ ان سے کہا گیا کہ آپ کا جی کیا چاہتا ہے تو انہوں نے کہا کہ میرا جی صرف ایسے ماہر قرأت کو چاہتا ہے جو میرے پاس قرأت کرے۔ محمد بن عمر نے کہا کہ عبداللہ بن عبید بن عمیر کی وفات کے میں ۱۱۳ھ میں ہوئی' ثقہ و صالح تھے' ان کی احادیث ہیں۔

عمرو بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن صفوان بن امیہ بن خلف بن وہب بن حذافہ بن جمح الجمحی' ان کی والدہ بنت مطیع بن شریح بن عامر بن عوف بن ابی بکر بن کلاب تھیں۔ ان سے عمرو بن دینار و زہری نے روایت کی ہے' قلیل الحدیث تھے۔

صفوان بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن صفوان بن امیہ بن خلف بن وہب بن حذافہ بن جمح' ان کی والدہ حقہ بنت وہب بن امیہ بن ابی الصلت الثقفی تھیں۔ صفوان بن عبداللہ بن صفوان کے یہاں عبداللہ و آمنہ پیدا ہوئیں۔ ان کی والدہ ام الحکم بنت امیہ بن صفوان تھیں۔ زہری نے ان سے روایت کی ہے' قلیل الحدیث تھے۔

یحییٰ بن حکیم رحمۃ اللہ علیہ:

ابن صفوان بن امیہ بن خلف' ان کی والدہ ابی بن خلف کی بیٹی تھیں۔ یحییٰ بن حکیم کے یہاں شرحبیل پیدا ہوئے' ان کی والدہ حسینہ بنت کلدہ ابن الحنبل تھیں۔ یحییٰ بن حکیم' یزید بن معاویہ کی جانب سے والیٔ مکہ تھے۔ ان سے روایت بھی کی گئی ہے۔

عکرمہ بن خالد رحمۃ اللہ علیہ:

ابن العاص بن ہشام بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم' ان کی والدہ کلیب بن حزن بن معاویہ بن خفاجہ بن عمرو بن عقیل کی بیٹی تھیں۔ عکرمہ بن خالد کے یہاں عبداللہ پیدا ہوئے' ان کی والدہ حفصہ بنت عبداللہ بن کلیب بن حزن تھیں۔ سلیمان وام سعید ایک ام ولد سے تھیں۔ ام عبدالعزیز' ان کی والدہ جلالہ بنت عبداللہ بن کلیب بن حزن تھیں۔ ثقہ تھے' ان کی احادیث ہیں۔

محمد بن عباد رحمۃ اللہ علیہ:

ابن جعفر بن رفاعہ بن امیہ بن عابد بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم' ان کی والدہ زینب بنت عبداللہ بن السائب بن ابی السائب المخزومی تھیں' ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

ہشام بن یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ہشام بن العاص بن ہشام بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم' ان کی والدہ ام حکیم بنت ابی حبیب بن امیہ بن ابی حذیفہ بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر ابن مخزوم تھیں۔ ہشام بن یحییٰ کے یہاں یحییٰ و عبدالرحمٰن و اسماعیل پیدا ہوئے' ان سب کی والدہ ام حکیم بنت خالد بن ہشام بن العاص بن ہشام بن المغیرہ تھیں۔ ان کی احادیث ہیں۔

مسافع بن عبداللہ الاکبر رحمۃ اللہ علیہ:

ابن شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ ابی طلحہ کا نام عبداللہ بن عبدالعزیٰ بن عثمان بن عبدالدار بن قصی تھا' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ مسافع بن عبداللہ کے یہاں عبداللہ و مصعب و عبدالرحمٰن پیدا ہوئے' ان سب کی والدہ سعدہ بنت عبداللہ بن وہب بن عثمان بن ابی طلحہ بن عبدالعزیٰ بن عثمان بن عبدالدار ابن قصی تھیں۔ مسافع قلیل الحدیث تھے۔

عبدالحمید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ:

ابن شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ' ان کی والدہ ابی عمرو بن الجحن بن الرقع کی بیٹی تھیں اور قبیلہ ازد کی شاخ فامذ سے تھیں۔ محمد بن سعد کہتے ہیں کہ ہشام بن محمد بن السائب الکلبی نے بیان کیا کہ جحن ابن المرقع بطور وفد کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تھے۔ عبدالحمید ثقہ و قلیل الحدیث تھے' ان سے ابن جریج و سفیان نے روایت کی ہے۔

عبدالرحمٰن بن طارق رحمۃ اللہ علیہ:

ابن علقمہ بن غنم بن خالد بن عریج بن جذیمہ بن سعد بن عوف بن الحارث ابن عبد مناۃ بن کنانہ۔ عبدالرحمٰن قلیل الحدیث تھے۔

نافع بن سرجس رحمۃ اللہ علیہ:

ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

مسلم بن یناق رحمۃ اللہ علیہ:

قلیل الحدیث تھے۔

ایاس بن خلیفہ البکری رحمۃ اللہ علیہ:

قلیل الحدیث تھے۔

ابوالمنہال رحمۃ اللہ علیہ:

نام عبدالرحمٰن بن مطعم تھا۔ ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

ابو یحییٰ الاعرج رحمۃ اللہ علیہ:

نام مصدع تھا' معاذ ابن عفراء انصاری کے مولیٰ تھی' ان کی احادیث ہیں۔

ابوالعباس الشاعر رحمۃ اللہ علیہ:

نام سائب بن فروخ تھا' بنی جذیمہ بن عدی بن الدیل بن بکر بن عبد مناۃ ابن کنانہ کے مولیٰ تھے۔ قلیل الحدیث تھے اور شاعر تھے' ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کے زمانے میں مکے میں تھے مگر ان کا دل بنی امیہ کے ساتھ تھا۔

عطاء بن مینا رحمۃ اللہ علیہ:

قلیل الحدیث تھے۔

طبقہ ثالثہ

امیہ بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن خالد بن اسید بن ابی العیص بن امیہ بن عبد شمس' ان کی والدہ ام حجیر بنت شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ بن عبدالعزیٰ بن عثمان بن عبدالدار بن قصی تھیں' قلیل الحدیث تھے۔

ابراہیم بن ابی خداش رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عتبہ بن ابی لہب بن عبدالمطلب بن عبد مناف بن قصی' ان کی والدہ صفیہ بنت ارا کہ بنی الدیل کی تھیں۔ ابراہیم بن ابی خداش کے یہاں عتبہ پیدا ہوئے' ان کی والدہ ہند بنت قیس ابن طارق سکاسک سے تھیں' حمیر کے حلیف تھے۔

محمد بن المرتفع رحمۃ اللہ علیہ:

ابن النضیر بن الحارث بن علقمہ بن کلدہ بن عبد مناف بن عبدالدار بن قصی' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ محمد بن المرتفع کے یہاں ایک ام ولد سے جعفر پیدا ہوئے۔ محمد بن المرتفع ثقہ وقلیل الحدیث تھے۔

ابن الرہین رحمۃ اللہ علیہ:

نضر بن الحارث بن کلدہ کی اولاد سے تھے جو غزوۂ بدر میں بحالت کفر مارا گیا۔

قاسم بن ابی بزہ رحمۃ اللہ علیہ:

بعض اہل مکہ کے مولیٰ تھے' محمد بن عمر نے کہا کہ ان کی وفات ۱۲۴ھ میں مکے میں ہوئی۔ ثقہ وقلیل الحدیث تھے' بروایت محمد بن سعد ابی بزہ کا نام نافع تھا۔

حسن بن مسلم رحمۃ اللہ علیہ:

ابن یناق' وفات طاؤس سے پہلے ہوئی۔ طاؤس کی وفات ۱۰۶ھ میں ہوئی۔ ہزبر ادر حسن بن مسلم نے ایک شخص سے کہا کہ جب تم کوفہ آنا تو لیث بن ابی سلیم کو تنگ کرنا اور کہنا کہ ابن حسن مسلم کی کتاب واپس کر دیں' کیوں کہ وہ انہوں نے ان سے لی ہے۔ حسن بن مسلم ثقہ تھے' ان کی احادیث ہیں۔

عمرو بن دینار رحمۃ اللہ علیہ:

باذان کے مولیٰ تھے' عجمی تھے' عرب میں پیدا ہوئے۔ طاؤس سے مروی ہے کہ انہیں ابن دینار نے اپنا کان ہر عالم کے لیے قیف (......) بنا دیا تھا۔ ابن طاؤس سے مروی ہے کہ مجھ سے والد نے کہا کہ جب تم مکہ آنا تو عمرو بن دینار ہی کی صحبت میں رہنا کیونکہ ان کے دونوں کان علماء کی قیف تھے۔

سفیان نے کہا کہ عمر مسجد (حرم) میں آنا ترک نہ کرتے تھے حالانکہ انہیں گدھے پر سوار کر کے لایا جاتا تھا' میں نے انہیں اپاہج ہی پایا' کم سنی کی وجہ سے انہیں سوار نہیں کرا سکتا تھا' پھر ان کے سوار کرانے کی مجھ میں طاقت آ گئی' ان کا مکان (حرم سے

دور تھا' ان کی عمر پورے طور پر ہمیں معلوم نہ تھی۔

ایوب کہتے تھے کہ جو روایت عمرو کی کسی سے روایت کی جاتی تھی تو میں انہیں آگاہ کرتا تھا' کہتا تھا' کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں اس کو آپ کے لیے لکھ دوں' تو وہ کہتے تھے۔ ہاں۔ سفیان نے کہا کہ عمرو بن دینار سے کہا گیا کہ سفیان آپ کی روایت لکھتے ہیں تو وہ کروٹ لیٹ گئے اور روئے اور کہا کہ میں اسے منع کرتا ہوں جو میری روایت لکھے' سفیان نے کہا کہ پھر ہم نے ان سے کوئی روایت نہیں لکھی' ہم یاد رکھتے تھے۔

معمر سے مروی ہے کہ میں نے عمرو بن دینار کو کہتے سنا کہ جو لوگ ہم سے رائے دریافت کرتے ہیں انہیں ہم آگاہ کرتے ہیں تو وہ اسے اس طرح لکھ لیتے ہیں کہ گویا وہ پتھر میں نقش ہے' ممکن ہے کہ ہم کل ان سے رجوع کر لیں۔ ایک شخص نے عمرو بن دینار سے کچھ دریافت کیا' انہوں نے جواب نہیں دیا' اس شخص نے کہا کہ اس کے متعلق میرے دل میں کچھ ہے' لہٰذا مجھے جواب دیجئے' عمرو نے کہا کہ واللہ تمہارے دل میں جبل ابی قبیس کے برابر (اعتراض و شبہ) ہو تا مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ میرے دل میں اس میں سے بال کے برابر بھی ہو۔

سفیان سے مروی ہے کہ عمرو بن دینار نے کہا کہ مجھ سے ابن ہشام نے کہا کہ میں آپ کے لیے وظیفہ جاری کر دوں کہ آپ لوگوں کو فتویٰ دیا کریں' میں نے کہا کہ میں اسے نہیں چاہتا۔ سفیان سے مروی ہے کہ عمرو معانی بیان کرتے تھے اور وہ فقیہ تھے۔ سفیان سے مروی ہے کہ میں نے ایوب کو کچھ روایتیں لکھ دیں' اور ان کے متعلق عمرو بن دینار سے دریافت کیا۔ سفیان سے مروی ہے کہ عمرو خضاب نہیں لگاتے تھے۔

فضیل بن دکین سے مروی ہے کہ عمرو بن دینار کی وفات ۱۲۶ھ میں ہوئی۔ بلد حرام کے مفتی تھے' ان کی وفات کے بعد ابن ابی نجیح فتویٰ دیا کرتے تھے' عمرو ثقہ و ثبت (حافظ) و کثیر الحدیث تھے۔

ابو الزبیر رحمۃ اللہ علیہ:

نام محمد بن مسلم بن تدرس تھا۔ عطاء سے مروی ہے کہ ہم لوگ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس رہتے تھے' وہ ہم سے حدیث بیان کرتے' جب ہم ان کے پاس سے نکلتے تو باہم ان کی حدیث کا ذکر کرتے' ابو الزبیر ہم سب سے زیادہ حدیث یاد رکھتے تھے۔ سفیان سے مروی ہے کہ ابو الزبیر خضاب نہیں لگاتے تھے۔

ابو الزبیر سے مروی ہے کہ عطاء مجھے جابر رضی اللہ عنہ کے آگے کر دیا کرتے کہ میں لوگوں کے لیے حدیث دریافت کروں۔ ثقہ و کثیر الحدیث تھے' سوائے اس کے کہ شعبہ نے انہیں کسی وجہ سے ترک کر دیا تھا' ان کا دعویٰ تھا کہ انہوں نے کسی معاملے میں ان کا کوئی فعل دیکھا' لوگوں نے ان سے روایت کی ہے۔

عبیداللہ بن ابی یزید رحمۃ اللہ علیہ:

خاندان قانظ کے مولیٰ تھے' بنی کنانہ کے ان لوگوں میں سے تھے جو بنی زہرہ کے حلیف تھے' ابن جریج و سفیان بن عیینہ نے ان سے روایت کی ہے۔

سفیان نے کہا کہ میں نے عبیداللہ بن ابی یزید سے کہا کہ آپ کس کے ساتھ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس جاتے تھے تو انھوں نے کہا کہ عطاء اور عوام کے ساتھ' طاؤس خواص کے ساتھ جاتے تھے۔ سفیان نے کہا کہ میں ان سے پوچھتا کہ آپ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو کیا کام کرتے دیکھا' اور کس حالت سے دیکھا' میں ان سے مسائل دریافت کرتا اور جو کچھ وہ چاہتے ان کے پاس لاتا۔

راوی نے کہا قبل اس کے کہ میں ابن جریج سے ملتا وہ ہم سے عبیداللہ کی حدیث بیان کرتے' ہم ان سے ان کو پوچھتے تو وہ کہتے کہ یہ پرانے شیخ تھے' اس سے ہمیں شبہ دلاتے کہ ان کی وفات ہو چکی۔

ایک مرتبہ میں مکے میں کسی مکان کے دروازے پر اپنے کام میں مصروف تھا کہ ایک شخص کو کہتے سنا کہ ہمیں عبیداللہ بن ابی یزید کے پاس لے چلو' میں نے کہا کہ کون عبیداللہ ابن ابی یزید' اس نے کہا کہ اس مکان میں ایک شخص ہیں جنھوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ملاقات کی ہے' مگر وہ اس قدر کمزور ہو گئے ہیں کہ باہر نہیں نکل سکتے' میں نے کہا کہ کیا میں تم لوگوں کے ہمراہ ان کے پاس چل سکتا ہوں' ان لوگوں نے کہا کہ ہاں۔

ہم ان کے پاس گئے' وہ لوگ ان سے مسائل پوچھنے لگے اور وہ ان لوگوں سے بیان کرنے لگے' میں نے کہا کہ میں انہیں وہ حدیثیں بتاؤں گا جو ابن جریج نے ان کی روایت سے ہم سے بیان کی ہیں' وہ مجھ سے ان حدیثوں کے متعلق بیان کرنے لگے۔ اس روز میں نے ان سے چند حدیثیں سنیں' پھر ابن جریج کے پاس آیا اور پاس بیٹھ گیا' انہوں نے حدیث بیان کرنا شروع کی' یہاں تک کہ انہوں نے کہا کہ مجھ سے عبیداللہ بن ابی یزید نے یہ یہ حدیث بیان کی' میں نے کہا کہ عبیداللہ بن ابی یزید نے مجھ سے یہ بیان کیا' بولے کہ تم بھی ان کے پاس جا پہنچے۔ راوی نے کہا کہ پھر میں ان کی وفات تک برابر ان کے پاس آمد و رفت کرتا رہا۔

محمد بن عمر سے مروی ہے کہ میں نے سفیان بن عیینہ سے دریافت کیا کہ عبیداللہ ابن یزید کی وفات کب ہوئی' تو انہوں نے کہا کہ ۱۲۶ھ میں' وہ ثقہ و کثیر الحدیث تھے۔

ولید بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی مغیث' قلیل الحدیث تھے۔

عبدالرحمٰن بن ایمن رحمۃ اللہ علیہ:

عبدالرحمٰن بن معبد رحمۃ اللہ علیہ:

عبداللہ بن عمرو القاری رحمۃ اللہ علیہ:

قلیل الحدیث تھے۔

قیس بن سعد رحمۃ اللہ علیہ:

کنیت ابو عبداللہ تھی' عطاء بن ابی رباح کے بعد ان کی مجلس کے خلیفہ تھے' انہیں کے قول کے مطابق فتویٰ دیتے اور اس میں مستقل ہو گئے تھے' لیکن ان کی عمر زیادہ نہیں ہوئی' ہشام بن عبدالملک کی خلافت میں ۱۱۹ھ میں وفات ہوئی' ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

عبداللہ بن ابی نجیح رحمۃ اللہ علیہ:

کنیت ابو یسار تھی' ثقیف کے مولیٰ تھے۔ سفیان سے مروی ہے کہ ابن ابی نجیح خضاب نہیں لگاتے تھے ۱۳۱ھ کے طاعون سے پہلے ان کی وفات ہو چکی تھی۔ محمد بن عمر نے کہا کہ عبداللہ بن نجیح کی وفات ۱۳۲ھ میں مکے میں ہوئے' ثقہ و کثیر الحدیث تھے' لوگ بیان کرتے ہیں کہ قدر کے قائل تھے۔

سلیمان الاحول رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی نجیح کے ماموں تھے۔ ثقہ تھے' ان کی حدیثیں ہیں۔

عبدالحمید بن رافع رحمۃ اللہ علیہ:

ان سے سفیان الثوری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے۔ قلیل الحدیث تھے۔

ہشام بن حجیر رحمۃ اللہ علیہ:

سفیان بن عیینہ نے کہا کہ مجھ سے ابن شبرمہ نے کہا کہ مکے میں ہشام بن حجیر کا نظیر نہ تھا' ثقہ تھے' ان کی احادیث ہیں۔

ابراہیم بن میسرہ رحمۃ اللہ علیہ:

بعض اہل مکہ کے مولیٰ تھے۔ سفیان سے مروی ہے کہ ابراہیم بن میسرہ حدیث جیسی سنتے تھے ویسی ہی بیان کرتے تھے۔ سوائے عبدالرحمٰن بن یونس کے مروی ہے کہ ابراہیم بن میسرہ کی وفات مروان بن محمد کی خلافت میں ہوئی' ثقہ و کثیر الحدیث تھے۔

عبدالرحمٰن بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی عمار' قریش سے تھے' ان کے والد وہی ہیں جنہوں نے عمر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت کی کہ انہوں نے ان کو خوب صورت فرش پر نماز پڑھتے دیکھا' ثقہ تھے اور ان کی احادیث ہیں۔

خلاد بن الشیخ رحمۃ اللہ علیہ:

عبداللہ بن کثیر الداری رحمۃ اللہ علیہ:

ثقہ تھے' ان کی حدیثیں صحیح ہیں۔

اسماعیل بن کثیر رحمۃ اللہ علیہ:

ابو نعیم الفضل بن دکین سے مروی ہے کہ اسماعیل بن کثیر کی کنیت ابو ہاشم تھی' ثقہ و کثیر الحدیث تھے۔

کثیر بن کثیر رحمۃ اللہ علیہ:

ابن المطلب بن ابی وداعہ بن ضبیرہ بن سعید بن سعد بن سہم' ان کی والدہ عائشہ بنت عمرو بن ابی عقرب تھیں۔ ابی عقرب' خویلد بن عبداللہ بن خالد بجیر بن حماس ابن عریج بن بکر بن مناۃ بن کنانہ تھے۔ انہیں سفیان بن عیینہ نے دیکھا ہے اور ان سے روایت کی ہے' ان کی وفات اس طرح ہوئی کہ کوئی پس ماندہ نہ تھا۔ شاعر و قلیل الحدیث تھے۔

صدیق بن موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبداللہ بن الزبیر بن العوام رضی اللہ عنہما' کنیت ابوبکر تھی۔ ان کی والدہ ام اسحاق بنت مجمع بن زید بن جاریۃ بن العطاف بنی عمرو بن عوف میں سے تھیں۔ ابن جریج نے صدیق ابن موسیٰ سے روایت کی ہے۔

صدقہ بن یسار رحمۃ اللہ علیہ:

غیر خالص عرب اور بعض اہل مکہ کے مولیٰ تھے۔ وفات ابتدائے خلافت بنی عباس میں ہوئی۔ سفیان بن عیینہ نے کہا کہ میں نے صدقہ بن یسار سے کہا کہ لوگوں کا گمان ہے کہ تم لوگ خوارج ہو' انہوں نے کہا کہ میں ان میں تھا پھر اللہ نے مجھے بچا دیا' ان کا خاندان اہل جزیرہ سے تھا۔ ثقہ وقلیل الحدیث تھے۔

عبداللہ بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی حسین' ثقہ وقلیل الحدیث تھے۔

عمر بن سعید رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی حسین۔

عثمان بن ابی سلیمان رحمۃ اللہ علیہ:

ابن جبیر ابن مطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف بن قصی' ثقہ تھے' ان کی احادیث ہیں۔

حمید بن قیس الاعرج رحمۃ اللہ علیہ:

زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کے خاندان کے مولیٰ تھے' اہل مکہ کے قاری تھے' ثقہ وقلیل الحدیث تھے۔ وہیب بن الورد سے مروی ہے کہ اعرج مسجد (حرم) میں قرأت کرتے تھے۔ جب وہ قرآن ختم کرتے تو لوگ ان کے پاس جمع ہوتے' جس شب کو انہوں نے قرآن ختم کیا ان کے پاس عطاء آئے تھے۔

سفیان بن عیینہ نے کہا کہ حمید الاعرج اہل مکہ میں سب سے زیادہ علم حساب وعلم فرائض جانتے تھے' اہل مکہ سوائے ان کی قرأت کے اور کسی کی قرأت پر جمع نہیں ہوتے تھے' انہوں نے مجاہد سے قرأت حاصل کی تھی' مکے میں ان سے اور عبداللہ بن کثیر سے اچھا کوئی قاری نہ تھا۔ ان کے بھائی:

عمر بن قیس رحمۃ اللہ علیہ:

لقب' سندل تھا' لوگوں کے ساتھ فحش کلامی اور عجلت کرتے' اس لیے لوگ ان کی حدیث سے باز رہے اور انہیں ترک کر دیا۔ حدیث میں ضعیف اور ناقابل اعتبار تھے۔ محمد بن سعد نے کہا کہ عمر بن قیس وہی ہیں کہ مالک کے ساتھ گستاخی کی تھی' انہوں نے کہا کہ کبھی وہ خطا کرتے ہیں اور کبھی صواب کو نہیں پہنچتے' یہ واقعہ والیٔ مکہ کے پاس آیا تو اس نے ان سے کہا کہ لوگ مالک ہی جیسے ہوتے ہیں اور شیخ نے بے پروائی کی ہے' مالک کو معلوم ہوا تو انہوں نے کہا کہ میں ان سے کبھی نہ بولوں گا۔

منصور بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ:

ابن طلحہ بن الحارث بن طلحہ بن ابی طلحہ بن عبدالعزیٰ بن عثمان بن عبدالدار ان کی والدہ صفیہ بنت شیبۃ الحاجب بن عثمان بن ابی طلحہ تھیں۔ منصور بن عبدالرحمٰن کے یہاں امۃ الکریم و صفیہ پیدا ہوئیں' ان دونوں کی والدہ ام ولد تھیں۔ ہشام بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے منصور بن عبدالرحمٰن کو جو خالد بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بیت اللہ کے حاجب (دربان) تھے دیکھا ہے' بہت بوڑھے تھے۔ ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

سعید بن ابی صالح رحمۃ اللہ علیہ:

وفات ۱۲۹ھ میں ہوئی۔ قلیل الحدیث تھے۔

عبداللہ بن عثمان رحمۃ اللہ علیہ:

ابن خثیم' قارہ کے تھے اور بنی زہرہ کے حلیف تھے' ان کی وفات آخر خلافت ابوالعباس و اوّل خلافت ابوجعفر میں ہوئی۔ ثقہ تھے اور ان کی احادیث حسن ہیں۔

داؤد بن عاصم الثقفی رحمۃ اللہ علیہ:

ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

مزاحم بن ابی مزاحم رحمۃ اللہ علیہ:

قلیل الحدیث تھے۔

مصعب بن شیبہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن جبیر بن شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ بن عبدالعزیٰ بن عثمان بن عبدالدار' ان کی والدہ ام عمیر بنت عبداللہ الاکبر بن شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ تھیں' قلیل الحدیث تھے۔

یحییٰ بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن صیفی المخزومی' ثقہ تھے۔ ان کی احادیث ہیں۔

وہیب بن الورد رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی الورد' مولائے بنی مخزوم' سکونت مکے میں تھی' عبادت گزاروں میں تھے' ان کی زہد و مواعظ کی حدیثیں ہیں' نام عبدالوہاب تھا' تصغیر کر کے وہیب کہہ دیا گیا' ان سے عبداللہ بن المبارک رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے روایت کی ہے۔ ان کے بھائی:

عبدالجبار بن الورد رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی ملیکہ وغیرہ سے روایت کی ہے۔

خالد بن مفرس رحمۃ اللہ علیہ:

سلیمان رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے بنی البرصاء۔ قلیل الحدیث تھے۔

عمرو بن یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن قمطہ' قلیل الحدیث تھے۔

یعقوب بن عطاء رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی رباح' ان کی احادیث ہیں۔

عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے اسماء' قلیل الحدیث تھے۔

عبدالرحمٰن بن فروخ رحمۃ اللہ علیہ:

بنوذ بن ابی سلیمان رحمۃ اللہ علیہ:

ان سے ابی عیینہ نے روایت کی ہے۔ قلیل الحدیث تھے۔

وردان صائغ رحمۃ اللہ علیہ:

وہ مکے میں تھے۔ ان سے سفیان بن عیینہ نے روایت کی کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سونے کے عوض میں سونا (لینے دیئے) کو پوچھا۔

زُرزُر رحمۃ اللہ علیہ:

سفیان بن عیینہ نے کہا کہ وہ جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کے مولیٰ اور قلیل الحدیث تھے۔

عبدالواحد بن ایمن رحمۃ اللہ علیہ:

عبدالواحد بن ایمن سے مروی ہے کہ مجھ سے والد نے بیان کیا کہ وہ عتبہ بن ابی لہب کے غلام تھے' عتبہ کی وفات ہوگئی تو ان کے بیٹے کے وارث ہوئے' پھر انہیں ابن ابی عمرو نے خرید کر آزاد کر دیا۔ فرزندان عتبہ نے ولاء (میراث غلام) کی شرط ٹھہرائی (کہ یہ مریں گے تو ان کے مال کے ہم وارث ہوں گے) وہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور ان سے بیان کیا تو انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بریرہ روایت کی۔

محمد بن شریک رحمۃ اللہ علیہ:

ان سے وکیع بن الجراح اور ابونعیم الفضل بن دکین نے روایت کی ہے۔

طبقہ رابعہ

عثمان بن الاسود الجمحی رحمۃ اللہ علیہ:

وفات ۱۵۰ھ میں مکے میں ہوئی' ثقہ وکثیر الحدیث تھے۔

مثنیٰ بن الصباح رحمۃ اللہ علیہ:

غیر خالص عرب تھے' محمد بن عمر نے کہا کہ ان کی وفات ۱۴۹ھ میں ہوئی' دوسروں نے کہا کہ ۱۴۷ھ میں ہوئی۔ داؤد بن عبدالرحمٰن العطاردی سے مروی ہے کہ میں نے اس مسجد (حرم) میں مثنیٰ بن الصباح اور زنجی بن خالد سے زیادہ عبادت گزار کسی کو نہیں پایا۔ ان کی احادیث ہیں' (حدیث میں) ضعیف تھے۔

عبیداللہ بن ابی زیاد رحمۃ اللہ علیہ:

بعض اہل مکہ کے مولیٰ تھے۔ وفات ۱۵۰ھ میں ہوئی۔

عبدالملک بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ:

ابن جریج' کنیت ابوالولید تھی' جریج ام حبیب بنت جبیر کے غلام تھے جو عبدالعزیز بن عبداللہ بن خالد بن اسید بن ابی العیص بن امیہ کی بیوی تھیں' اس لیے وہ ان کی ولاء کی طرف منسوب ہو گئے (یعنی مولیٰ کہلانے لگے) عبدالملک بن عبدالعزیز عام الجحاف ۸۰ھ میں پیدا ہوئے' مکہ معظمہ میں ایک سال سیلاب آیا تھا' اس کا نام عام الجحاف تھا۔ محمد بن عبداللہ الانصار سے مروی ہے کہ ابن جریج ہم لوگوں کے پاس بصرے میں سفیان بن معاویہ کی ولایت میں ابراہیم بن عبداللہ کے خروج سے ایک سال پہلے آئے۔ محمد بن عمر سے مروی ہے کہ میں نے ابن جریج سے محدث کے پاس حدیث پڑھنے کو پوچھا تو انہوں نے کہا کہ تم جیسے (فاضل) اس کو دریافت کریں' لوگوں نے صحیفے (تحریری احادیث) کے بارے میں اختلاف کیا ہے کہ اسے لے کے یہ کہے کہ جو کچھ اس میں ہے' میں اسے بیان کرتا ہوں اور انہیں پڑھے نہیں' لیکن جب اسے پڑھ لے تو وہ برابر ہے (خواہ وہ لکھا ہو یا نہ لکھا ہو)۔

ابوبکر بن عبداللہ بن ابی سبرہ سے مروی ہے کہ ابن جریج نے کہا کہ مجھے احادیث سنن لکھ دو' میں نے ایک ہزار حدیثیں لکھ کر ان کے پاس بھیج دیں جو انہوں نے مجھے پڑھ کر سنائیں اور نہ میں نے انہیں پڑھ کر سنائیں۔ محمد بن عمر نے کہا کہ اس کے بعد میں نے ابن جریج کو بہت سی احادیث اس طرح بیان کرتے سنا کہ ہم سے ابوبکر بن ابی سبرہ نے بیان کیا۔ عبدالرحمٰن بن ابی الزناد سے مروی ہے کہ میں ابن جریج کے پاس موجود تھا' جب وہ ہشام بن عروہ کے پاس آئے اور پوچھا کہ اے ابوالمنذر جو کتاب تم نے فلاں شخص کو دی ہے وہ تمہاری ہی حدیث ہے۔ انہوں نے کہا: ہاں! محمد بن عمر نے کہا کہ اس کے بعد میں نے ابن جریج کو اتنی بار یہ کہتے سنا ''مجھ سے ہشام بن عروہ نے حدیث بیان کی'' کہ میں شمار نہیں کر سکتا۔ ابن جریج نے کہا کہ میں یمن کے ویران ملک میں آیا اور لوگوں کے لیے علم کا صندوق جھاڑ دیا۔ محمد بن عمر نے کہا کہ ابن جریج کی ابتدائے عشرۂ ذی الحجہ ۱۵۰ھ میں وفات ہوئی' اس وقت وہ چھہتر سال کے تھے' وہ اعلیٰ درجے کے ثقہ وکثیر الحدیث تھے۔

حنظلہ بن ابی سفیان رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبدالرحمن بن صفوان بن امیہ بن خلف بن وہب بن حذافہ بن جمح' ان کی والدہ حفصہ بنت عمرو بن ابی عقرب بنی عریج بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ میں سے تھیں' وفات ابو جعفر کی خلافت میں ۱۵۱ھ میں ہوئی' ثقہ تھے' ان کی احادیث ہیں۔

زکریا بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ:

عبدالرزاق نے کہا کہ مجھ سے والد نے کہا کہ تم زکریا بن اسحاق کے ساتھ رہا کرو کیوں کہ میں نے انہیں ایک ہی مقام میں ابن ابی نجیح کے پاس دیکھا ہے۔ میں ان کے پاس آیا' وہ بھول گئے تھے اور البادیہ میں رہنے لگے تھے' پھر مجھے معلوم ہوا کہ ابن المبارک ان کے پاس آئے اور اپنے ہمراہ ان کی کتاب لے گئے۔ ثقہ و کثیر الحدیث تھے۔

عبدالعزیز بن ابی رواد رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے مغیرہ بن المہلب بن ابی صفرۃ العتکی۔ احمد بن محمد الازرقی سے مروی ہے کہ عبدالعزیز بن ابی رواد کی وفات ۱۵۹ھ میں مکے میں ہوئی' ان کی احادیث ہیں' فرقہ مرجیہ میں سے تھے' صلاح و تقویٰ و عبادت میں مشہور تھے۔

سیف بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ:

بعض لوگ ابن ابی سلیمان کہتے ہیں۔ بنی مخزوم کے موالی تھے' ان کی وفات ۱۵۰ھ کے بعد مکے میں ہوئی' ثقہ و کثیر الحدیث تھے۔

طلحہ بن عمرو الحضرمی رحمۃ اللہ علیہ:

وفات ۱۵۲ھ میں مکے میں ہوئی' کثیر الحدیث اور (روایت میں) بہت ہی ضعیف تھے' ان سے لوگوں نے روایت کی ہے۔

نافع بن عمر الجمحی رحمۃ اللہ علیہ:

شہاب بن عباد العبدی سے مروی ہے کہ نافع بن عمر الجمحی کی وفات ۱۶۹ھ میں مکے میں ہوئی' ثقہ و قلیل الحدیث تھے' ان کی نسبت کچھ اختلاف تھا۔

عبداللہ بن المؤمل المخزومی رحمۃ اللہ علیہ:

شہاب بن عباد نے کہا کہ عبداللہ بن المؤمل کی وفات مکے میں حسین والے سال میں فخ میں ہوئی یا اس کے ایک سال بعد۔ ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

سعید بن حسان المخزومی رحمۃ اللہ علیہ:

قلیل الحدیث تھے۔

عبداللہ بن عثمان رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی سلیمان۔ قلیل الحدیث تھے۔

محمد بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبداللہ بن ابی ربیعہ قلیل الحدیث تھے۔

ابراہیم بن یزید الخوزی رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ خوزی اس لیے کہلاتے تھے کہ مکے میں شعب الخوز میں رہتے تھے وفات ۱۵۱ھ میں ہوئی ان کی احادیث ہیں ضعیف تھے۔

رباح بن ابی معروف رحمۃ اللہ علیہ:

قلیل الحدیث تھے۔

عبداللہ بن لاحق رحمۃ اللہ علیہ:

ابراہیم بن نافع رحمۃ اللہ علیہ:

عبدالرحمٰن بن ابی بکر رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی ملیکہ انہیں کو شوہر جرہ کہا جاتا ہے۔ احادیث ضعیف ہیں۔

سعید بن مسلم رحمۃ اللہ علیہ:

ابن قماذین قلیل الحدیث تھے۔

حزام بن ہشام رحمۃ اللہ علیہ:

ابن خالد الاشعری الکعبی قدید میں رہتے تھے ان سے ابوالنضر ہاشم بن القاسم ومحمد بن عمر وعبداللہ بن مسلمہ بن قعنب وغیرہم نے روایت کی ہے۔ ثقہ وقلیل الحدیث تھے۔

عبدالوہاب بن مجاہد رحمۃ اللہ علیہ:

ابن جبر اپنے والد سے روایت کرتے تھے۔ حدیث میں ضعیف تھے۔

ابن ابی سارہ رحمۃ اللہ علیہ:

طبقہ خامسہ

سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی عمران کنیت ابو محمد تھی بنی ہلال بن عامر بن صعصعہ والے بنی عبداللہ ابن رویبہ کے مولیٰ تھے۔ سفیان بن عیینہ سے مروی ہے کہ ۱۰۷ھ میں پیدا ہوئے خاندان کوفے کا تھا ان کے والد خالد بن عبداللہ القسری کے عاملوں میں سے تھے۔ جب خالد عراق سے معزول کر دیے گئے اور یوسف بن عمر الثقفی والیٔ عراق ہوئے تو انہوں نے خالد کے عمال کی تلاش کی وہ لوگ بھاگے عیینہ بن ابی سفیان مکے میں آ گئے اور وہیں سکونت اختیار کر لی۔ عبدالرحمٰن بن یونس سے مروی ہے کہ سفیان بن عیینہ کو کہتے سنا کہ میں سب سے پہلے جن کی مجلس میں بیٹھا وہ ابوامیہ عبدالکریم تھے اس وقت میری عمر پندرہ سال کی تھی۔ ان کی وفات ۱۹۶ھ میں ہوئی۔

سفیان نے کہا کہ میں نے ۱۱۶ھ میں پھر ۱۲۰ھ میں حج کیا' زہری ہمارے پاس ابن ہشام خلیفہ کے ہمراہ ۱۲۳ھ میں آئے اور ۱۲۴ھ میں روانہ ہوئے' میں نے ان سے سعد بن ابراہیم کی موجودگی میں حدیث پوچھی' انہوں نے جواب نہ دیا۔ سعد نے کہا کہ اس لڑکے کو جو اس نے آپ سے پوچھا جواب دیجئے' انہوں نے کہا کہ میں تو اسے اس کا حق ادا کر دوں گا' میں اس زمانے میں سولہ برس کا تھا' سفیان نے کہا کہ میں ۱۵۰ھ اور ۱۵۲ھ میں یمن گیا' معمر زندہ تھے اور ثوری مجھ سے ایک سال پہلے گئے تھے۔

حسن بن عمران بن عیینہ بن ابی عمران' فرزند برادر سفیان سے مروی ہے کہ میں نے اپنے چچا سفیان کے ہمراہ ۱۹۷ھ میں حج کیا' یہ ان کا آخری حج تھا' ہم مزدلفہ میں تھے اور وہ نماز پڑھ چکے تھے کہ اپنے بستر پر لیٹ گئے اور کہا میں اس جگہ ستر سال میں آیا ہوں' ہر سال یہی کہا ہے کہ اے اللہ اس مقام کی زیارت کا میرے لیے یہ آخری موقع نہ کر' میں بکثرت اس کو اللہ سے مانگنے سے شرماتا ہوں' وہ واپس ہوئے اور آنے والے سال میں شنبہ یکم رجب ۱۹۸ھ کو ان کی وفات ہوگئی' حجون میں دفن کیے گئے' ثقہ وثبت و حجۃ و کثیر الحدیث تھے' اکانوے سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔

داؤد بن عبدالرحمٰن العطار رحمۃ اللہ علیہ:

احمد بن محمد بن الولید الازرقی سے مروی ہے کہ داؤد العطار کے والد عبدالرحمٰن شام کے نصرانی طبیب تھے' مکہ آ کر رہ گئے اور وہیں ان کی اولاد پیدا ہوئی جو سب کے سب اسلام لائے' وہ انہیں کتاب وقرآن وفقہ کی تعلیم دیتے تھے' جبیر بن مطعم بن عدی ابن نوفل بن عبد مناف کے خاندان نے ان سے روایت کی' داؤد بن عبدالرحمٰن ۱۰۰ھ میں پیدا ہوئے' ان کے والد عبدالرحمٰن منارہ مسجد حرام کے نیچے جو صفا کی جانب تھا بیٹھتے تھے' ان کے متعلق مثل کہی جاتی تھی کہ عبدالرحمٰن سے زیادہ کافر ان کے اذان و مسجد کے قریب ہونے اور ان کے لڑکوں کے حال اور ان کے اسلام کی وجہ سے (یہ مثل کہی جاتی تھی) وہ لڑکوں کو اعمالِ لشکر کی اجازت دیتے اور ادب کی تاکید کرتے اور مسلمان اہل خیر کی صحبت پر برانگیختہ کرتے' داؤد بن عبدالرحمٰن کی ۱۷۴ھ میں مکے میں وفات ہوئی' کثیر الحدیث تھے۔

زنجی رحمۃ اللہ علیہ:

نام مسلم بن خالد بن سعید بن جرجہ تھا' ان کا خاندان شام کا تھا' سفیان بن عبدالاسد المخزومی کے خاندان کے مولیٰ تھے' کہا جاتا ہے کہ مولائے موالاۃ تھے' مولائے عتاقہ نہ تھے (یعنی محض ان کی ترغیب پر اسلام لانے کی وجہ سے خاندان میں شامل ہو گئے تھے۔ جسے عقدِ موالاۃ کہا جاتا تھا' مولائے عتاقہ نہ تھے' یعنی ان لوگوں کے آزاد کرنے کی وجہ سے ان سے تعلق نہ تھا)۔

ابوبکر بن محمد بن ابی مرۃ المکی سے مروی ہے کہ مسلم بن خالد سرخی مائل گورے تھے۔ زنجی لقب تھا جو انہیں بچپن میں دیا گیا تھا۔ احمد بن محمد بن الولید الازرقی سے مروی ہے کہ زنجی بن خالد فقیہ و عابد تھے' ہمیشہ روزہ رکھتے تھے' کنیت ابو خالد تھی' وفات مکے میں ۱۸۰ھ میں ہارون کے زمانے خلافت میں ہوئی' کثیر الحدیث تھے اور اپنی حدیث میں بکثرت خطا اور غلطی کرتے تھے اپنی ذات تک بہت اچھے آدمی تھے لیکن غلطی کرتے تھے۔ داؤد العطار حدیث میں ان سے بلند رتبہ تھے۔

محمد بن عمران الحجبی رحمۃ اللہ علیہ:

قلیل الحدیث تھے۔

محمد بن عثمان المخزومی رحمۃ اللہ علیہ:

قلیل الحدیث تھے۔

یحییٰ بن سلیم الطائفی رحمۃ اللہ علیہ:

مکے میں رہتے تھے اور وہیں وفات پائی' چمڑے کا کام کرتے تھے' انہوں نے اسماعیل بن کثیر وعبداللہ بن عثمان بن خثیم سے روایت کی ہے' ثقہ وکثیر الحدیث تھے۔

فضیل بن عیاض التیمی رحمۃ اللہ علیہ:

بنی یربوع کی ایک فرد تھے' کنیت ابوعلی تھی' ولادت خراسان کے ایک گاؤں ابی ورد میں ہوئی' بڑے ہو کر کوفہ آ گئے' منصور بن المعتمر وغیرہ سے حدیث سنی' عابد بن کر مکہ منتقل ہو گئے' وہیں سکونت اختیار کر لی' اور آغاز ۱۸۷ھ میں بزمانہ خلافت ہارون وفات ہوئی' ثقہ وثبت وفاضل وعابد ومتقی وکثیر الحدیث تھے۔

عبداللہ بن رجاء رحمۃ اللہ علیہ:

کنیت ابوعمران تھی' ثقہ وکثیر الحدیث تھے' لنگڑے تھے' بصرے کے باشندے تھے منتقل ہو کر مکے میں رہ گئے اور وہیں ان کی وفات ہوئی۔

بشر بن السری رحمۃ اللہ علیہ:

عبدالمجید بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی رواد' کنیت ابوعبدالمجید تھی' کثیر الحدیث اور ضعیف تھے' فرقہ مرجیہ سے تھے۔

عبداللہ بن الحارث المخزومی رحمۃ اللہ علیہ:

حمزۃ بن الحارث رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عمیر' ثقہ وقلیل الحدیث تھے۔

ابوعبدالرحمٰن المقری رحمۃ اللہ علیہ:

نام عبداللہ بن یزید تھا' رجب ۲۱۳ھ میں مکے میں وفات پائی' ان کا خاندان بصرے کا تھا۔ ثقہ وکثیر الحدیث تھے۔

عثمان بن الیمان رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ہارون' کنیت ابوعمرو تھی' وفات یکم ذی الحجہ ۲۱۲ھ کو مکے میں ہوئی' ان کی حدیثیں ہیں۔

مؤمل بن اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ:

ثقہ وکثیر الغلط تھے۔

علاء بن عبدالجبار العطار رحمۃ اللہ علیہ:

بصرے کے تھے' مکے میں سکونت اختیار کر لی۔ کثیر الحدیث تھے۔

سعید بن منصور رحمۃ اللہ علیہ:

کنیت ابوعثمان تھی۔ ۲۱۷ھ میں مکے میں وفات ہوئی۔

احمد بن محمد رحمۃ اللہ علیہ:

ابن الولید الارزقی' ثقہ و کثیر الحدیث تھے۔

عبداللہ بن الزبیر الحمیدی المکی رحمۃ اللہ علیہ:

بنی اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی کے تھے' سفیان بن عیینہ کے شاگرد اور ان کے راوی تھے' ربیع الاوّل ۲۱۹ھ میں مکے میں ان کی وفات ہوئی۔ ثقہ و کثیر الحدیث تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے وہ اصحاب جنہوں نے طائف کی سکونت اختیار کر لی تھی

عروۃ بن مسعود رضی اللہ عنہ:

ابن معتب بن مالک بن کعب بن عمرو بن سعد بن عوف بن ثقیف جو قسی بن منبہ ابن بکر بن ہوازن بن منصور بن عکرمہ بن خصفہ بن قیس بن عیلان بن مضر تھے' عروہ کی کنیت ابویعفور تھی' ان کی والدہ سبیعہ بنت عبد شمس بن عبد مناف بن قصی تھیں۔ عبداللہ بن یحییٰ نے متعدد اہل علم سے روایت کی کہ جس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کا محاصرہ فرمایا تو عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ طائف میں نہیں تھے بلکہ جوش میں دبابات و منجنیق (آلات حرب جن سے دشمن کی فوج پر پتھر پھینکے جاتے ہیں) کا کام سیکھتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی واپسی کے بعد طائف آئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے قلب میں اسلام ڈال دیا۔ ربیع الاوّل ۹ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مدینہ آئے اور مشرف بہ اسلام ہوئے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے اسلام سے بہت خوش ہوئے۔ عروہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس اترے تھے مگر مغیرہ بن شعبہ نے نہ چھوڑا اور اپنے پاس لے گئے۔ عروہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی قوم کے پاس جانے کی اجازت چاہی کہ انہیں اسلام کی دعوت دیں' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر تو وہ لوگ تم سے جنگ کریں گے' عرض کی وہ لوگ اگر مجھے سوتا ہوا پائیں گے تو بیدار نہ کر سکیں گے۔

عروہ رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے' پانچ رات چلے' عشاء کے وقت طائف آئے اور اپنے مکان میں داخل ہوئے ان کے پاس (بنی) ثقیف آئے اور طریقہ جاہلیت کے مطابق سلام کیا' انہوں نے اعتراض کیا اور کہا تمہیں اہل جنت کا سلام ''السلام'' اختیار کرنا چاہیے' لوگوں نے انہیں ایذا دی اور سخت سست کہا مگر انہوں نے ان سے درگزر کیا۔ لوگ ان کے پاس سے چلے گئے اور مشورہ کرنے لگے' صبح ہوئی تو عروہ رضی اللہ عنہ اپنی کھڑکی پر آئے اور اذان کہی' ہر طرف سے بنی ثقیف نکل کر ان کے پاس آ گئے' بنی مالک میں سے ایک شخص نے جس کا نام اوس بن عوف تھا انہیں تیر مارا جو رگ ہفت اندام میں لگا اور خون بند نہ ہوا۔

غیلان بن سلمہ اور کنانہ بن عبد یالیل اور حکم بن عمرو اور معزز ین حلفاء اٹھ کھڑے ہوئے اور ہتھیار سے مسلح ہو کر کہا کہ یا تو ہم اپنے آخری شخص تک مر جائیں گے یا دس روسائے بنی مالک سے ان کا انتقام لیں گے۔

عروہ نے یہ دیکھا تو کہا کہ میرے بارے میں جنگ نہ کرو' میں نے اپنے خون کرنے والے کو معاف کر دیا ہے کہ اس کے ذریعے سے تم لوگوں میں صلح کراؤں' یہ تو ایک کرامت ہے جس کے ذریعے سے اللہ نے میرا اکرام کیا ہے اور شہادت ہے جسے اللہ نے مجھ تک بھیجا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ جنہوں نے مجھے اس کے متعلق خبر دے دی تھی کہ تم لوگ مجھے قتل کرو گے۔

انہوں نے اپنی قوم کو بلا کر کہا کہ جب میں مر جاؤں تو مجھے ان شہدا کے ساتھ دفن کرنا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب' قبل اس کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تم لوگوں کے پاس سے کوچ کریں قتل کیے گئے' وفات ہوگئی تو لوگوں نے انہیں ان شہدا کے ساتھ دفن کر دیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے قتل کی خبر پہنچی تو فرمایا عروہ کی مثال صاحب یٰسین کی ہے کہ اپنی قوم کو اللہ کی طرف دعوت دی تو ان لوگوں نے انہیں قتل کر دیا۔

ابو ملیح بن عروہ رضی اللہ عنہما:

ابن مسعود بن معتب بن مالک۔ راوی نے کہا کہ جب عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قتل کر دیے گئے تو ان کے فرزند ابو ملیح ابن عروہ رضی اللہ عنہما اور ان کے بھتیجے قارب بن الاسود بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اہل طائف سے کہا کہ تم نے عروہ کو قتل کر دیا ہے' ہم کسی بات پر تم سے اتفاق نہ کریں گے۔ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قدمبوس ہوئے اور اسلام قبول کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ جسے چاہو موالاۃ (عقد محبت) کر لو' عرض کی ہم تو اللہ اور اس کے رسول سے موالاۃ کرتے ہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوسفیان بن حرب تمہارے ماموں ہیں لہٰذا ان سے معاہدۂ حلف کر لو۔ اس ارشاد کی تعمیل کی اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے پاس اترے۔ رمضان ۹ ھ میں وفد ثقیف کے آنے تک مدینے میں مقیم رہے۔ ان لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جو معاہدہ کرنا تھا کیا اور اسلام لائے' ابو ملیح اور قارب بن الاسود رضی اللہ عنہما بھی وفد کے ساتھ واپس گئے۔ ابو ملیح نے عرض کی' یا رسول اللہ! میرے والد تو قتل کر دیئے گئے' ان پر دو سو مثقال سونا قرض ہے' اگر لات کے زیورات سے ادا فرمانا مناسب سمجھیں تو ادا فرما دیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں۔

قارب بن الاسود رضی اللہ عنہ:

ابن مسعود بن معتب بن مالک' عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے برادرزادے تھے۔ ابو ملیح بن عروہ رضی اللہ عنہما نے اپنے والد کا قرض ادا کرنے کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کی تو قارب بن الاسود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہ میرے والد اسود بن مسعود کی جانب سے (بھی قرض ادا فرما دیجئے) کیونکہ انہوں نے بھی عروہ رضی اللہ عنہ کی طرح قرض چھوڑا ہے لہٰذا اسے بھی سرکشوں کے مال سے ادا فرما دیجئے' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسود تو کافر مرا ہے' قارب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ اس کا حق قرابت ادا فرمائیں گے' قرض تو مجھ پر ہے اور مجھی سے اس کا مطالبہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تب تو میں ادا کروں گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عروہ

واسود کا قرض سرکشوں کے مال سے ادا فرما دیا۔

حکم بن عمرو رضی اللہ عنہ:

ابن وہب بن معتب بن مالک' اس وفد ثقیف میں تھے جو رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر اسلام لائے۔

غیلان بن سلمہ رضی اللہ عنہ:

ابن معتب بن مالک بن کعب بن عمرو بن سعد بن عوف بن ثقیف' سلمہ بن معتب کی والدہ کنہ بنت کسیرہ بن ثمالہ ازدی تھیں' ان کے اخیافی بھائی اوس بن ربیعہ ابن معتب تھے' دونوں کنہ کے فرزند تھے جن کی طرف منسوب کیے جاتے تھے۔غیلان بن سلمہ رضی اللہ عنہ شاعر تھے' کسریٰ کے پاس گئے اور اس سے درخواست کی کہ ان کے لیے طائف میں قلعہ بنوا دے' اس نے قلعہ بنوا دیا۔

اسلام آیا تو غیلان مسلمان ہوئے' اس وقت ان کے پاس دس عورتیں تھیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان میں سے چار کو انتخاب کرلو اور بقیہ کو چھوڑ دو' انہوں نے کہا کہ یہ عورتیں اس طرح تھیں کہ کوئی یہ نہ جانتی تھی کہ ان میں سے مجھے کون زیادہ محبوب ہے' لیکن آج وہ اسے معلوم کرلیں گی۔

ان میں سے چار کو منتخب کرلیا' جسے رکھنا چاہتے تھے اس سے کہتے تھے کہ سامنے آؤ اور جس کو نہیں چاہتے تھے اس سے کہتے کہ پیچھے جاؤ' اس طرح چار کو منتخب کرلیا اور بقیہ کو چھوڑ دیا۔

عروہ بن غیلان بن سلمہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ نافع غیلان بن سلمہ کے غلام تھے' نبی ﷺ کے پاس بھاگ آئے اور اسلام لائے۔غیلان ابھی مشرک تھے' غیلان اسلام لائے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی ولاء (میراث غلام) واپس کردی۔ان کے بھائی:

شرحبیل بن غیلان رضی اللہ عنہ:

ابن سلمہ بن معتب' وہ بھی اس وفد میں تھے جو رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تھا۔شرحبیل کی وفات ۶۰ھ میں ہوئی۔

عبد یالیل بن عمرو رضی اللہ عنہ:

ابن عمیر بن عوف بن عقدہ بن غیرہ بن عوف بن ثقیف اس وفد ثقیف کے رئیس تھے جو رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تھا' وہ لوگ اسلام لائے' عبد یالیل رضی اللہ عنہ ' عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ہم عمر تھے۔

کنانہ بن عبد یالیل رضی اللہ عنہما:

ابن عمرو بن عمیر بن عقدہ بن غیرہ بن عوف' شریف (یعنی سردار) تھے' وفد ثقیف کے ساتھ اسلام لائے۔

حارث بن کلدہ رضی اللہ عنہ:

ابن عمرو بن علاج' نام عمیر بن ابی سلمہ بن عبدالعزیٰ بن غیرہ بن ثقیف تھا' طبیب عرب تھے' جس کو کوئی بیماری ہوتی تو نبی ﷺ ان کے پاس جانے کا مشورہ دیتے' پھر ان سے اس کی بیماری کو دریافت فرماتے تھے' سمیہ والدۂ زیادۃ الحارث بن کلدہ کی کنیز تھیں۔ان کے فرزند:

نافع بن الحارث رضی اللہ عنہ:

ابن کلدہ' عبداللہ کے والد تھے جو بصرہ منتقل ہو گئے تھے' وہاں انہوں نے لشکر کا تعلق ترک کر دیا تھا۔

علاء بن جاریہ رضی اللہ عنہ:

ابن عبداللہ بن ابی سلمہ بن عبدالعزیٰ بن غیرہ بن عوف بن ثقیف' بنی زہرہ کے حلیف تھے۔

عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ:

ابن بشر بن عبد دہمان بن عبداللہ بن ہمام بن ابان بن یسار بن مالک بن حطیط ابن جشم بن ثقیف۔ عثمان بن العاص وفد ثقیف کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' سب سے کمسن تھے' لوگ انہیں اپنے کجاوٴں پر چھوڑ جاتے کہ اس کی حفاظت کریں۔

جب وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے واپس آ کے سو گئے اور دوپہر ہو گئی تو عثمان رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' ان لوگوں سے پہلے چھپ کے اسلام لائے' اپنے اسلام کو پوشیدہ رکھا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دین کو دریافت کرتے اور آپ سے قرآن سننے لگے' چند سورتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سن کے پڑھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سوتا ہوا پاتے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کا قصد کرتے' ان سے دریافت کرتے اور پڑھواتے' ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے پاس جاتے' ان سے پوچھتے اور قرآن سنتے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوئے اور آپ کو ان سے محبت ہو گئی۔

جب وفد اسلام لایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے وہ تحریر لکھ دی جس پر ان سے صلح تھی اور ان لوگوں نے اپنے وطن کی واپسی کا ارادہ کیا تو عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں سے کسی کو امیر بنا دیجئے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کو امیر بنا دیا' حالانکہ وہ سب سے چھوٹے تھے' اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام پر ان کی حرص دیکھی تھی۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آخری وصیت جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمائی یہ تھی کہ کوئی ایسا موٴذن بناوٴ جو اذان کا معاوضہ نہ لے' قوم کی امامت کرو تو ان کے کمزور ترین کا اندازہ کر لو اور جب خود نماز پڑھو تو تم (جانو) اور یہ (نماز جانے) یعنی خواہ طویل پڑھو یا خفیف۔

عبداللہ بن الحکم سے مروی ہے کہ عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کا عامل بنایا' آخری وصیت جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی یہ تھی کہ لوگوں کو نماز آسان پڑھانا۔

عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے طائف پر عامل بنایا تو فرمایا کہ لوگوں کو نماز آسان پڑھانا' آپ نے آگاہ کیا یا اندازہ مقرر کر دیا کہ ﴿اقرأ باسم ربك الذي خلق﴾ اور قرآن کی اسی کے مشابہ سورتیں (پڑھانا بڑی بڑی سورتیں نہ ہوں)۔

موسیٰ بن عمران بن مناح سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ طائف کے عامل تھے۔ مطرف سے مروی ہے کہ عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اور خلافت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وخلافت عمر بن

الخطاب رضی اللہ عنہ تک طائف کے عامل رہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے بحرین پر عامل مقرر کرنا چاہا تو لوگوں نے عثمان بن ابی عاص رضی اللہ عنہ کا نام لیا' انہوں نے کہا کہ یہ وہ امیر ہیں جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف پر مامور فرمایا' میں انہیں معزول نہ کروں گا۔

لوگوں نے کہا کہ امیر المومنین انہیں حکم دیجئے کہ جسے چاہیں اپنا جانشین کر دیں' اور آپ ان سے مدد لیجئے' اس صورت میں عزل نہیں ہوگا' انہوں نے کہا کہ یہ تو اچھا' ان کو لکھا کہ جس کو چاہے خلیفہ بنا دیجئے اور آپ میرے پاس آ یئے۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی حکم بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کو طائف پر اپنا قائم مقام کیا اور خود عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آ گئے' عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو بحرین کا والی بنا دیا' بحرین سے معزول ہوئے تو مع اپنے اہل بیت کے بصرے کی سکونت اختیار کر لی اور وہاں کے شرفاء میں ہو گئے۔ بصرے کا وہ مقام جسے شط عثمان کہا جاتا ہے انہیں کی طرف منسوب ہے۔ ان کے بھائی:

حکم بن ابی العاص رضی اللہ عنہ:

ابن بشر بن عبد دہمان نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی تھی۔

اوس بن عوف الثقفی رضی اللہ عنہ:

بنی مالک کے ایک فرد تھے' یہی وہ شخص تھے کہ عروہ بن مسعود الثقفی رضی اللہ عنہ کو تیر مار کر قتل کیا تھا' اس کے بعد وفد ثقیف کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام لائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ثقیف سے صلح کرنے سے پہلے انہیں ابی ملیح بن عروہ رضی اللہ عنہما اور قارب بن الاسود بن مسعود رضی اللہ عنہ سے خوف تھا' اس بناء پر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے شکایت کی تو انہوں نے ان دونوں کو منع کر دیا اور کہا کہ کیا تم مسلمان نہیں ہو' انہوں نے کہا کہ بے شک ہیں' کہا کہ شرک کے زمانے کا انتقام لیتے ہو' حالانکہ یہ اسلام کے ارادے سے آئے ہیں اور انہیں ذمہ داری وامان ہے' اگر وہ مسلمان ہوتے تو ان کا خون تم لوگوں پر حرام ہو جاتا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کے درمیان قرابت کرا دی' سب نے باہم مصافحہ کیا اور وہ لوگ ان سے باز آ گئے۔ اوس بن عوف کی وفات ۵۹ھ میں ہوئی۔

اوس بن حذیفہ الثقفی رضی اللہ عنہ:

عمرو بن اوس نے اپنے والد سے روایت کی کہ ہم وفد ثقیف کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' احلافیین مغیرہ بن شعبہ کے پاس اترے اور مالکیین کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خیمے میں اتارا۔

راوی نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد عشاء ان لوگوں کے پاس تشریف لے جاتے اور کھڑے کھڑے باتیں کرتے' پاؤں دکھنے لگتے تو کبھی ایک پاؤں پر اور کبھی دوسرے پاؤں پر کھڑے ہو جاتے' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اکثر گفتگو اہل مکہ وقریش کی شکایت ہوتی' فرماتے کہ ہمارے اور ان کے درمیان جنگ مساوی تھی' کبھی ہمارے خلاف ہوتی اور کبھی مفید۔

ایک شب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف نہیں لائے' ہم نے عرض کی' یا رسول اللہ رات آپ کو ہم لوگوں سے کس نے باز رکھا' فرمایا' جنوں کی ایک جماعت میرے پاس اتری تھی' وظیفہ قرآن کچھ باقی رہ گیا تھا اس لیے بغیر اس کے پڑھے ہوئے مسجد سے نکلنا مجھے اچھا معلوم نہ ہوا۔

محمد بن عبداللہ الاسدی نے اپنی حدیث میں بیان کیا کہ صبح ہوئی تو ہم نے اصحاب سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم لوگوں سے بیان کیا کہ آپ کے پاس جنوں کی ایک جماعت ایسے وقت میں اتری کہ آپ پر قرآن کا وظیفہ باقی تھا' آپ لوگ قرآن کا وظیفہ کس طرح سے پڑھتے ہیں۔

انہوں نے کہا کہ ہم لوگ تین سورتیں' پانچ سورتیں' سات سورتیں' نو سورتیں' گیارہ سورتیں' پڑھتے ہیں اور حزب مفصل جو سورۂ قاف سے ختم تک ہے تلاوت کرتے ہیں۔

اوس بن حذیفہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ احلاف و بنی مالک کے ستر آدمی طائف سے نکلے' احلافیین مغیرہ بن شعبہ کے پاس اترے اور ہم لوگوں کو رسول اللہ ﷺ نے اپنے ایک خیمے میں اتارا جو دولت خانہ اور مسجد کے درمیان تھا' اس کے بعد انہوں نے وہی مضمون بیان کیا جو حدیث بالا میں مذکور ہوا۔ محمد بن عمر نے کہا کہ اوس بن حذیفہ رضی اللہ عنہ کی وفات لیالی حرہ (۶۳ھ) میں ہوئی۔

اوس بن اوس الثقفی رضی اللہ عنہ:

اوس بن اوس الثقفی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ جمعے کے دن جو شخص طہارت کرے' نہائے' سویرے سے مسجد جائے' امام کے قریب بیٹھے' خطبہ سنے اور خاموش رہے تو اس کے لیے ہر اس قدم پر جو وہ چلے گا' ایک سال کے روزے نماز کا ثواب ہوگا۔ ایک شخص سے جن کے دادا اوس بن اوس تھے مروی ہے کہ میرے دادا نے نماز میں اشارہ کیا کہ میرے جوتے مجھے دے دو' میں نے جوتے انہیں دے دیئے' انہوں نے جوتوں کے ساتھ نماز پڑھی اور کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو نعلین میں نماز پڑھتے دیکھا ہے۔

اوس بن اوس یا اویس بن اوس سے مروی ہے کہ میں نے نصف ماہ رسول اللہ ﷺ کے پاس قیام کیا' آپ کو دیکھا کہ دو برابر کے نعلین میں نماز پڑھتے تھے اور نماز میں اپنے داہنے اور بائیں تھوکتے تھے۔

محمد بن سعد نے کہا کہ یہ اوس بن اوس ہی ہیں (اویس بن اوس نہیں ہیں) شعبہ کو ان کا نام زیادہ یاد تھا۔ انہوں نے قیس کی طرح شک نہیں کیا۔

حارث بن عبداللہ رضی اللہ عنہ:

ابن اوس الثقفی۔ حارث بن عبداللہ بن اوس الثقفی سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے اس عورت کا مسئلہ پوچھا جسے (منیٰ سے رمی کے بعد) روانہ ہونے سے پہلے حیض آ جائے' انہوں نے کہا کہ اس کا سب سے آخری فعل طواف بیت اللہ ہونا چاہیے' حارث نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی مجھے اسی طرح فتویٰ دیا ہے' عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تم اپنے سامنے ہی (کی بات) سے شک میں تھے (کہ رسول اللہ ﷺ کا فتویٰ ملنے پر بھی مجھ سے پوچھا حالانکہ) تم مجھ سے پوچھ کے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کرتے کہ میں خلاف نہ بتاتا۔ محمد بن سعد نے کہا کہ ابوغسان مالک بن اسماعیل النہدی نے ہم سے یہی حدیث بیان کی مگر نام میں خطا کی۔ انہوں نے سند حدیث میں حارث بن عبداللہ کے بجائے عبداللہ بن الحارث سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ جو شخص حج یا عمرہ کرے تو اس کا آخری زمانہ بیت اللہ میں ہونا چاہیے۔ محمد بن سعد نے کہا کہ وہ حارث بن عبداللہ بن اوس ہی ہیں

جیسا کہ ابوعوانہ نے یعلیٰ بن عطاء کی روایت سے یاد رکھا۔

حارث بن اویس الثقفی رضی اللہ عنہ:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔

شرید بن سوید الثقفی رضی اللہ عنہ:

شرید بن سوید الثقفی سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مکان کا پڑوسی اس کے غیر سے اس مکان کا زیادہ حق دار ہے (یعنی اسے حق شفع حاصل ہے)۔

شرید' عمرو بن الشرید کے والد تھے' ان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ پر اپنا ہم نشین بنایا تھا اور امیہ بن ابی الصلت کے شعر پڑھوائے تھے' انہوں نے کہا' میں شعر سنانے لگا تو فرمایا عنقریب وہ اسلام لائیں گے۔ شرید بن سوید کی وفات یزید بن معاویہ بن ابی سفیان کی خلافت میں ہوئی۔

نمیر بن خرشہ الثقفی رضی اللہ عنہ:

وفد ثقیف کے ان افراد میں تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

سفیان بن عبداللہ الثقفی رضی اللہ عنہ:

والیٔ طائف تھے' اس وفد میں بھی تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا تھا۔

حکم بن سفیان الثقفی رضی اللہ عنہ:

ابوزہیر بن معاذ الثقفی:

ان کی یہ حدیث کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے النباۃ علاقہ طائف میں خطبہ ارشاد فرمایا'' ان سے ان کے بیٹے ابوبکر بن ابی زہیر نے روایت کی ہے۔

کردم بن سفیان الثقفی رضی اللہ عنہ:

ابن جریج سے مروی ہے کہ کردم بن سفیان الثقفی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور عرض کی' یارسول اللہ میں نے نذر مانی ہے کہ بوانہ میں دس اونٹ کی قربانی کروں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم نے نذر مانی ہے اس وقت زمانہ جاہلیت کی کوئی بات تمہارے دل میں تھی' عرض کی' یارسول اللہ واللہ نہ تھی' فرمایا کہ جاؤ اور قربانی کرو۔

وہب بن خویلد رضی اللہ عنہ:

ابن طویلم بن عوف بن عقدہ بن غیرہ بن عوف بن ثقیف' مسلمان ہوئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے ہی میں وفات پائی۔ ان کی میراث میں بنو غیرہ نے جھگڑا کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ (میراث) وہب بن امیہ بن ابی الصلت کو دی۔

وہب بن اُمیہ رضی اللہ عنہ:

ابن ابی الصلت بن ربیعہ بن عوف بن عقدہ بن غیرہ بن عوف بن ثقیف اسلام لائے اور نبی ﷺ کی صحبت پائی۔ امیہ بن ابی الصلت شاعران کے والد تھے۔

ابومحجن بن حبیب رضی اللہ عنہ:

ابن عمرو بن عمیر بن عوف بن عقدہ بن غیرہ بن عوف بن ثقیف' شاعر تھے' ان کی احادیث ہیں۔

حکم بن حزن الکلفی رضی اللہ عنہ:

بنی کلفہ بن عوف بن نصر بن معاویہ بن بکر بن ہوازان میں سے تھے۔ شعیب بن زریق الطائفی سے مروی ہے کہ میں ایک شخص کے پاس بیٹھا جنہیں نبی ﷺ کی صحبت حاصل تھی اور نام حکم بن حزن الکلفی تھا' انہوں نے کہا کہ میں بطور وفد کے رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا۔ میں سات کا ساتواں یا نو کا نواں شخص تھا' ہمارے لیے اجازت مانگی گئی' بعد اجازت ہم حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ ہم نے آپ کی زیارت اس لیے کی ہے کہ ہمارے لیے کوئی عمدہ چیز منگائیں' لہٰذا آپ ہمارے متعلق حکم دیجئے۔ آنحضرت ﷺ نے ہمیں اتارا اور ہمارے لیے کچھ کھجوروں کا حکم دیا' حالت یہ تھی کہ یہ بھی تھوڑی تھیں' ہم نے اس سے چند روز گزارے' انہیں ایام میں ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب جمعے میں حاضر ہوئے۔ آنحضرت ﷺ عصا یا کمان پر تکیہ لگا کے کھڑے ہوئے' اللہ کی حمد و ثنا میں چند مبارک و پاکیزہ کلمات فرمائے' پھر فرمایا کہ اے لوگو! تم کو جن چیزوں کا حکم دیا گیا ان سب کے بجالانے کی تمہیں ہرگز طاقت نہ ہوگی یا تم ہرگز نہیں کر سکو گے' لہٰذا درست کرو اور خوشخبری حاصل کرو۔

زفر بن حرثان رضی اللہ عنہ:

ابن الحارث بن حرثان بن ذکوان بن کلفہ بن عوف بن نصر بن معاویہ ابن بکر بن ہوازن' وفد کے ساتھ نبی ﷺ کی خدمت میں آئے اور اسلام لائے۔

مقرّس بن سفیان رضی اللہ عنہ:

ابن خفاجہ بن النابغہ بن عتر بن حبیب بن وائلہ بن دہمان بن نصر بن معاویہ ابن بکر بن ہوازن' وفد کے ساتھ نبی ﷺ کی خدمت میں آئے اور اسلام لائے' جنگ حنین میں شریک ہوئے' عباس بن مرداس نے اپنے شعر میں ان کا ذکر کیا ہے۔

یزید بن الاسود العامری رضی اللہ عنہ:

بنی سواۃ میں سے تھے۔ جابر بن یزید بن الاسود السوائی نے اپنے والد سے روایت کی کہ حجۃ الوداع میں ہم نے مسجد منیٰ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ فجر کی نماز پڑھی' جب آنحضرت ﷺ نماز پوری کر کے متوجہ ہوئے تو دو آدمیوں کو دیکھا کہ نماز نہیں پڑھی تھی' فرمایا کہ ان دونوں کو میرے پاس لاؤ' ان دونوں کو اس حالت میں لایا گیا کہ (خوف سے) ان کے شانے تھرتھرا رہے تھے۔ فرمایا کہ تمہیں ہمارے ساتھ نماز پڑھنے سے کس نے روکا۔ عرض کی' یارسول اللہ ﷺ ہم نے اپنے کجاووں میں نماز پڑھ لی۔ فرمایا کہ جب تم لوگ آؤ اور امام نماز پڑھتا ہو تو اس کے ساتھ نماز پڑھو' کیونکہ وہ تمہارے لیے نفل ہے۔ یزید بن الاسود سے مروی ہے کہ وہ

حنین میں مشرکین کے ساتھ تھے‘ پھر اسلام لائے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی‘ کنیت ابو حاجزہ تھی۔

عبیداللہ بن معیۃ السوائی رضی اللہ عنہ:

سعید بن السائب الطائفی سے مروی ہے کہ میں نے بنی سواۃ کے ایک شیخ سے بنی عامر بن صعصعہ کے ایک شخص سے سنا جن کا نام عبیداللہ بن معیہ تھا‘ اور ولادت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں یا اس کے قریب ہوئی تھی‘ زمانہ جاہلیت بھی پایا تھا کہ غزوۂ طائف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے دو شخص طائف کے باب بنی سالم کے پاس قتل کر دیئے گئے‘ انہیں اٹھا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچایا گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو حکم دیا کہ ان کو اسی مقام پر دفن کیا جائے جہاں وہ زخمی ہوئے یا جہاں ان سے مقابلہ کیا گیا‘ دونوں اپنے مقتل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان دفن کیے گئے اور اسی جگہ قبر بنائی گئی جہاں ان سے مقابلہ کیا گیا تھا۔

ابورزین العقیلی رضی اللہ عنہ:

نام لقیط بن عامر بن المنتفق تھا۔ ابی زرین سے مروی ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کی‘ یا رسول اللہ میرے والد اس قدر بوڑھے ہیں کہ نہ حج کر سکتے ہیں اور نہ عمرہ اور نہ سفر فرمایا کہ تم اپنے والد کی جانب سے حج و عمرہ کرو۔ محمد بن سعد نے کہا کہ ابوالولید نے (اپنی روایت میں) سفر کا ذکر نہیں کیا۔ عفان و یحییٰ بن عباد نے (اپنی روایتوں میں) اس کا ذکر کیا ہے۔

ابوطریف رضی اللہ عنہ:

طائف کے حسب ذیل فقہاء ومحدثین

عمرو بن الشرید بن سوید الثقفی رحمۃ اللہ علیہ:

عاصم بن سفیان الثقفی رحمۃ اللہ علیہ:

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

ابو ہندیہ رحمۃ اللہ علیہ:

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے‘ یہ ان محمد بن ابی ہندیہ کے والد تھے جن سے سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے۔

عمرو بن اوس رحمۃ اللہ علیہ:

ابن حذیفہ الثقفی‘ اپنے والد سے روایت کی ہے۔

عبدالرحمٰن بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عثمان بن عبداللہ بن ربیعہ بن الحارث بن حبیب بن الحارث بن مالک بن حطیط بن جشم بن ثقیف‘ ان کی والدہ ام الحکم بنت ابی سفیان بن حرب بن امیہ تھیں اور ماموں معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ تھے‘ انہیں کو فرزند ام الحکم کہا جاتا تھا‘ ان کے دادا عثمان بن عبداللہ تھے جو غزوہ حنین میں مشرکین کا جھنڈا لیے تھے۔ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے انہیں قتل کر دیا تو رسول اللہ نے فرمایا کہ

خدا اسے دور کرے وہ قریش سے بغض رکھتا تھا۔ عبدالرحمٰن بن عبداللہ نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے سنا ہے وہ والیٔ مصر و کوفہ تھے آج ان کی اولاد کی سکونت دمشق میں ہے۔

وکیع بن عدس رحمۃ اللہ علیہ:

شعبہ نے یعلیٰ بن عطاء کی روایت سے اسی طرح کہا ہے ابورزین العقیلی کے بھتیجے تھے کنیت ابومصعب تھی انہوں نے اپنے چچا ابورزین سے اور ان سے یعلیٰ بن عطاء نے روایت کی ہے۔ حماد بن سلمہ وابوعوانہ نے کہا کہ یعلیٰ بن عطاء نے وکیع بن عدس سے روایت کی ہے۔

یعلیٰ بن عطاء رحمۃ اللہ علیہ:

بنی امیہ کے آخر زمانہ سلطنت میں واسط آ کر مقیم ہو گئے تھے ان سے شعبہ وہشیم وابوعوانہ اور ان کے ساتھیوں نے روایت کی ہے۔

عبداللہ بن یزید الطائفی رحمۃ اللہ علیہ:

وفات ۱۲۰ھ میں ہوئی۔

بشر بن عاصم رحمۃ اللہ علیہ:

ابن سفیان الثقفی۔ اپنے والد سے روایت کی ہے۔ بشر بن عاصم بن سفیان الثقفی سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اپنے مصدقین (صدقہ وصول کرنے والوں) کو گرمیوں کے آغاز میں بھیجا کرتے تھے۔

ابراہیم بن میسرہ رحمۃ اللہ علیہ:

عطیف بن ابی سفیان رحمۃ اللہ علیہ:

وفات ۱۴۰ھ میں ہوئی۔

عبید بن سعد رحمۃ اللہ علیہ:

محمد بن ابی سوید رحمۃ اللہ علیہ:

ابوبکر بن ابی موسیٰ بن ابی شیخ رحمۃ اللہ علیہ:

سعید بن السائب الطائفی رحمۃ اللہ علیہ:

وکیع وحمید الرواسی ومعن بن عیسیٰ نے ان سے روایت کی ہے۔

عبداللہ بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ:

ابن یعلیٰ بن کعب الثقفی وکیع وابوعاصم النبیل وابونعیم ومحمد بن عبداللہ الاسدی وغیرہم نے ان سے روایت کی ہے۔

یونس بن الحارث الطائفی رحمۃ اللہ علیہ:

جن سے وکیع بن الجراح وابوعاصم النبیل وغیرہما نے روایت کی ہے۔

محمد بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن افلح الطائفی۔ وکیع وغیرہ نے ان سے سنا ہے۔

محمد بن ابی سعید الثقفی رحمۃ اللہ علیہ:

محمد بن مسلم رحمۃ اللہ علیہ:

ابن سوسن الطائفی‘ مکے میں رہتے تھے‘ ان سے وکیع بن الجراح وابونعیم ومعن بن عیسیٰ وغیرہم نے سنا ہے۔

یحییٰ بن سلیم الطائفی رحمۃ اللہ علیہ:

وفات تک مکے ہی میں رہے‘ چمڑے کا کام کرتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ اصحاب جو یمن میں رہتے تھے

ابیض بن حمال المازنی رضی اللہ عنہ:

حمیر کے تھے۔ عبدالمنعم بن ادریس بن سنان نے کہا کہ ازد کے تھے‘ اور عمرو بن عامر کی ان اولاد میں تھے جنہوں نے مآرب میں اقامت اختیار کر لی تھی۔

ابیض بن حمال سے مروی ہے کہ بطور وفد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور ملح کو جاگیر میں مانگا‘ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمادیا‘ جب سامنے سے ہٹا تو کسی نے عرض کی‘ یارسول اللہ‘ معلوم ہے کہ آپ نے انہیں کیا چیز بطور جاگیر عطا فرمادی‘ انہیں تو کثیر آب رواں (کا کنواں) عطا فرمادیا‘ آنحضرت نے رجوع فرمالیا۔

راوی نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی‘ یارسول اللہ! جو درخت پیلو تقسیم نہ کیے گئے ہوں (میں لے لوں) فرمایا کہ جن پر (چرنے کے لیے) اونٹوں کے پاؤں نے پہنچتے ہوں (وہ لے لو)۔

ابیض بن حمال سے مروی ہے کہ وہ بطور وفد مدینے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور اپنے تین بھائیوں پر جو کندہ کے تھے اسلام لائے۔ تینوں زمانہ جاہلیت میں ان کے غلام تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ستر (کپڑے کے) جوڑوں پر صلح فرمائی‘ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مآرب کا ملح شذا بطور جاگیر مانگا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دے دیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واپس مانگا تو انہوں نے اسے واپس کر دیا۔ بعد کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جوف مراد میں پہاڑوں کی پشت پر زمین عطا فرمائی۔

ابیض بن حمال سے مروی ہے کہ ان کے چہرے میں مرض داد تھا جس نے چہرے کا رنگ بدل دیا تھا‘ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے چہرے پر مسح کیا‘ اس روز سے وہ نہ بڑھا‘ اگرچہ نشان تھا۔

فروہ بن مسیک رضی اللہ عنہ:

ابن الحارث بن سلمہ بن الحارث بن الذویب بن مالک بن منبہ بن عطیف ابن عبداللہ بن ناجیہ بن یحابر جو مالک بن ادو

تھے اور مذحج سے تھے۔

محمد بن عمارہ بن خزیمہ بن ثابت سے مروی ہے کہ فروہ بن مسیک کندہ کو چھوڑ کر رسول اللہ ﷺ کے تابع ہو گئے اور ۱۰ھ میں قدمبوس ہوئے' شریف آدمی تھے' انہیں سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے اپنے پاس اتارا' صبح کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گئے۔ آنحضرت ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے' انہوں نے سلام کیا اور عرض کی' یارسول اللہ' میں اپنی قوم سے پیچھے ہو گیا' (یعنی اسلام میں میں نے اپنی قوم سے تاخیر کی) فرمایا: تم کہاں اترے' عرض کی سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے پاس۔ فرمایا: اللہ سعد رضی اللہ عنہ پر برکت کرے۔

رسول اللہ ﷺ جب بیٹھتے تو وہ حاضر ہوتے' اور قرآن و فرائض و شرائع اسلام سیکھتے' پھر رسول اللہ ﷺ نے انہیں قبیلہ مراد و زبید و مذحج سب پر عامل بنا دیا' وہاں وہ جایا کرتے تھے' آنحضرت ﷺ نے ان کے ہمراہ خالد بن سعید ابن العاص رضی اللہ عنہ کو بھی صدقات (وصول کرنے) کے لیے بھیجا تھا' جو رسول اللہ ﷺ کی وفات تک وہیں ان کے ساتھ رہے۔ مجن بن وہب الخزاعی نے اپنی قوم سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فروہ بن مسیک کو بارہ اوقیہ (سونا) انعام فرمایا' ایک عمدہ اونٹ سواری کے لیے اور ایک حلّہ (جوڑا) عمان کے بنے ہوئے کپڑوں کا بھی عطا فرمایا۔

محمد بن عمارہ بن خزیمہ بن ثابت سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو فروہ بن مسیک اسلام پر قائم رہ کر اپنے فرماں برداروں کے ہمراہ مخالفین پر حملہ کرتے رہے' وہ مرتد نہیں ہوئے جیسا کہ (قبائل یمن) کے اور لوگ مرتد ہو گئے تھے۔

ہشام بن محمد الکلبی سے مروی ہے کہ فروہ بن مسیک شاعر تھے۔

قیس بن مکشوح رضی اللہ عنہ:

مکشوح کا نام ہبیرہ بن عبد یغوث بن الغزیل بن سلمہ بن بدا بن عامر بن عوثبان ابن زاہر بن مراد تھا' ہبیرہ بن عبد یغوث قبیلہ مراد کے سردار تھے' کشح (پہلو) آگ سے داغ دیا گیا تھا اس لیے انہیں مکشوح کہا گیا' ان کے بیٹے قیس بن مکشوح مذحج کے سوار تھے' بطور وفد نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے' انہیں نے اسود العنسی کو قتل کیا جس نے یمن میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔

عمرو بن معدی کرب رضی اللہ عنہ:

ابن عبداللہ بن عمرو بن عصم بن عمرو بن زبید الصغیر' وہ منبہ بن ربیعہ بن سلمہ ابن مازن بن ربیعہ بن منبہ تھے اور منبہ زبید کے مورث اعلیٰ قبیلہ مذحج کے تھے' عمرو ابن معدی کرب عرب کے شہسوار تھے۔

محمد بن عمارہ بن خزیمہ بن ثابت سے مروی ہے کہ عمرو بن معدی کرب قبیلہ زبید کے دس آدمیوں کے ہمراہ مدینہ آئے' اس وقت وہ اپنے اونٹ کی نکیل پکڑے ہوئے آبادی میں داخل ہوئے تو کہا کہ اس پست بستی کے باشندوں میں بنی عمرو بن عامر کا سردار کون ہے' کہا گیا کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ ہیں' وہ اپنی سواری کو ہنکاتے ہوئے آگے بڑھے اور ان کے دروازے پر اونٹ بٹھا دیا۔

سعد رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے' مرحبا کہا' کجاوہ کھلوایا' ان کا اکرام کیا اور حفاظت کی' پھر انہیں نبی ﷺ کے پاس لے گئے' وہ اسلام لائے اور چند روز قیام کیا' رسول اللہ ﷺ نے انہیں بھی انعام دیا جس طرح آپ وفد کو انعام دیا کرتے تھے' وہ اپنے شہر کے ارادے سے واپس ہوئے۔

رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی تو مرتدین یمن کے ساتھ عمرو بن معدی کرب بھی مرتد ہو گئے' پھر انہوں نے اسلام کی طرف رجوع کیا اور عراق کو ہجرت کی' فتح قادسیہ وغیرہا میں شریک ہوئے' ان کا اچھا امتحان لیا گیا۔

صرد بن عبداللہ الازدی رضی اللہ عنہ:

جرش میں رہتے تھے۔ منیر بن عبداللہ الازدی سے مروی ہے کہ صرد بن عبداللہ الازدی اپنی قوم کے انیس آدمیوں کے ہمراہ آئے اور فروہ ابن عمرو البیاضی کے پاس اترے' انہوں نے ان کی حمایت کی اور اکرام کیا' یہ لوگ دس روز تک ان کے پاس مقیم رہے' صرد ان میں سب سے بڑے قاضی (قوت فیصلہ رکھنے والے) تھے۔

نبی ﷺ کی مجلس میں حاضر ہوا کرتے' رسول اللہ ﷺ ان سے مسرور ہوتے اور ان کی قوم کے اسلام لانے والوں پر امیر بنا دیا' مشرکین یمن میں سے جو ان کے قریب تھے انہیں مسلمانوں کے ہمراہ جہاد کرنے کا حکم دیا اور انہیں اس جماعت کے ساتھ جو ان کے ہمراہ تھی نیکی کی وصیت فرمائی۔

رسول اللہ ﷺ کے حکم سے وہ روانہ ہوئے' جرش میں اترے' اس زمانے میں وہ ایک محفوظ اور بند شہر تھا۔ بعض قبائل یمن وہاں قلعہ بند تھے' صرد نے انہیں اسلام کی دعوت دی' جو اسلام لایا اسے چھوڑ دیا اور اپنے ساتھ ملا لیا اور جس نے انکار کیا اس کی گردن ماردی' انہوں نے لوگوں کا مقابلہ کیا اور کامیاب ہوئے۔ پھر بہت دن چڑھے قتل کیا۔ موسیٰ بن عمران بن مناخ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت صرد بن عبداللہ الازدی جرش کے عامل تھے۔

نمط بن قیس رضی اللہ عنہ:

ابن مالک بن سعد بن مالک بن لائی بن سلمان بن معاویہ بن سفیان بن ارحب ہمدان کے تھے' بطور وفد اپنی قوم کی ایک جماعت کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس ۱۰ھ میں مدینہ آئے' رسول اللہ ﷺ نے انہیں اناج کی زمین دی جو آج تک ان لوگوں کے پاس ہے۔

حذیفہ بن الیمان الازدی رضی اللہ عنہما:

موسیٰ بن عمران بن مناخ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت دبا کے عامل حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہما تھے۔

صخر الغامدی الازدی رضی اللہ عنہ:

قیس بن الحصین رضی اللہ عنہ:

ذی الغصہ بن یزید بن شداد بن قنان بن سلمہ بن وہب بن عبداللہ ابن ربیعہ بن الحارث بن کعب مذحج سے تھے۔ قیس بن الحصین خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کے ہمراہ بطور وفد نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے' نبی ﷺ نے انہیں بنی الحارث پر امیر بنا دیا' ایک فرمان لکھ دیا اور ساڑھے بارہ اوقیہ انعام دیا' وہ اور ان کے ہمراہی اپنے شہر نجران یمن میں واپس ہوئے' چار ہی مہینے ٹھہرنے پائے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی۔

عبداللہ بن عبدالمدان رضی اللہ عنہ:

ان کا نام عمرو بن الدیان تھا اور ان کا نام یزید بن قطن بن زیاد بن الحارث بن مالک بن ربیعہ بن کعب بن الحارث بن کعب تھا' مذحج سے تھے' عبداللہ اس وفد میں تھے جو خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا تھا' ان کا نام عبدالحجر تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ انہوں نے کہا کہ میں عبدالحجر ہوں۔ فرمایا: تم عبداللہ ہو۔ ان کے بھائی:

یزید بن عبدالمدان رضی اللہ عنہ:

ابن الدیان بن قطن بن زیاد بن الحارث بن مالک' شریف و شاعر تھے اور وفد میں تھے۔ ہشام بن الکلبی نے کہا کہ ''الدیان الحاکم'' دیان حاکم تھے۔

یزید بن المحجل رضی اللہ عنہ:

ان کا نام معاویہ بن حزن بن موالہ بن معاویہ بن الحارث بن مالک بن کعب بن الحارث بن کعب تھا' مذحج سے تھے' اس وفد میں وہ بھی تھے جو خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کے ہمراہ نجران سے آیا تھا۔ انہیں خالد رضی اللہ عنہ نے اپنے مکان میں اتارا تھا' ان کے والد کا نام محجل اس سفیدی کی وجہ سے تھا جو ان میں تھی' وہ رئیس تھے۔

شداد بن عبداللہ القنانی رضی اللہ عنہ:

بنی الحارث بن کعب میں سے تھے' اس وفد میں شریک تھے جو خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ آیا تھا۔

عبداللہ بن قراد رضی اللہ عنہ:

بنی الحارث بن کعب میں سے تھے' اس وفد میں تھے جو خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ نجران سے آیا تھا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دس اوقیہ انعام دیا' وہ اور ان کے ہمراہ جو ہم قوم تھے اپنے وطن واپس ہوئے' چار ہی ماہ گزرے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی۔

زرعہ ذو یزن الحمیری رضی اللہ عنہ:

شہاب بن عبداللہ الخولانی سے مروی ہے کہ زرعہ ذو یزن اسلام لائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں تحریر فرمایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم گواہی دیتے ہیں کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں اور آپ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ مالک ابن مرارہ الرہادی نے مجھ سے بیان کیا کہ حمیر میں سب سے پہلے تم اسلام لائے اور تم نے مشرکین کو قتل کیا لہٰذا تم خیر کی خوشخبری سنو اور خیر کی امید رکھو۔

حارث و نعیم فرزندانِ عبد کلال و نعمان

قیل ذی رعین رضی اللہ عنہ:

شہاب بن عبداللہ الخولانی سے مروی ہے کہ حارث و نعیم فرزندان عبد کلال و نعمان قیل ذی رعین (رئیس ذی رعین) ومعافر و ہمدان اسلام لائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی بن کعب کو بلا کر فرمایا کہ ان لوگوں کو لکھو کہ: ''ملک روم سے مدینہ واپس آنے پر ہمیں تم لوگوں کا قاصد ملا' تم نے جو کچھ بھیجا وہ اس نے پہنچایا' تمہارے یہاں کی خبر دی اور ہمیں تمہارے اسلام اور قتل مشرکین سے

آ گاہ کیا' بے شک اللہ نے تمہیں اپنی ہدایت کا راستہ بتا دیا ہے' اگر تم لوگ نیکی کرو گے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرماں برداری کرو گے' اچھی طرح نماز ادا کرو گے' زکوٰۃ دو گے' مال غنیمت سے اللہ کا خمس اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ اور اس کا خاص حصہ اور وہ صدقہ جو مومنین پر فرض ہے دو گے (تو تمہیں فلاح و کامیابی ہوگی)''۔

مالک بن مرارہ الرہاوی رضی اللہ عنہ:

رہا' قبیلہ مذحج کی ایک شاخ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنے فرمان کے ساتھ شاہان حمیر کے پاس بھیجا تھا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا تو یہ ان کے ہمراہ تھے' اپنے ایک فرمان میں ان لوگوں کے متعلق انہیں وصیت کی تھی۔

مالک بن عبادہ رضی اللہ عنہ:

وہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان قاصدوں میں سے تھے جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے ہمراہ یمن بھیجا تھا' اپنے ایک فرمان میں ان لوگوں کے متعلق انہیں وصیت کی تھی۔

عقبہ بن نمر رضی اللہ عنہ:

وہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان قاصدوں میں سے تھے جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے ہمراہ یمن بھیجا تھا' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فرمان میں زرعہ ذی یزن کو ان لوگوں کے متعلق وصیت فرمائی تھی اور حکم دیا تھا کہ زکوٰۃ جمع کر کے قاصدوں کو دے دیں۔

عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ:

وہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان قاصدوں میں سے تھے' جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے ہمراہ یمن بھیجا تھا۔

زرارہ بن قیس رضی اللہ عنہ:

ابن الحارث بن عدار بن الحارث بن عوف بن جشم بن کعب بن قیس بن سعد بن مالک ابن النخع' قبیلہ مذحج کے تھے' اس وفد نخع میں تھے' جو وسط محرم ۱۱ھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا تھا' وہ دو سو آدمی تھے' رملہ بنت الحدث کے مکان پر اترے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اسلام کا اقرار کرتے ہوئے آئے' معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے یمن میں بیعت کر چکے تھے۔ زرارہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے اس سفر میں ایک عجیب خواب دیکھا' فرمایا تم نے کیا دیکھا' عرض کی' میں نے خواب میں ایک گدھی کو دیکھا کہ قبیلے میں چھوڑا ہے' اس کے یہاں بھورے رنگ کا بھیڑ کا بچہ پیدا ہوا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم نے اپنی کوئی کنیز چھوڑی ہے جو حمل کی حالت میں ہے' عرض کی' جی ہاں' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے اپنی کنیز چھوڑی ہے جو حاملہ ہے' فرمایا: اس کے یہاں لڑکا پیدا ہوا ہے جو تمہارا بیٹا ہے۔

عرض کی' اس کے اسفع واحوی (بھورے' سبز و سرخ) ہونے کی کیا تعبیر ہے' فرمایا کہ میرے قریب آؤ' وہ آپ کے قریب

گئے تو فرمایا کہ کیا تمہارے برص (سفید داغ) ہے جسے تم چھپاتے ہو' عرض کی' جی ہاں' قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا کہ اس کا کسی کو علم نہیں اور نہ آپ کے سوا اس پر کسی کو اطلاع ہے' فرمایا کہ وہ (بھورا رنگ) یہی ہے۔

عرض کی' یا رسول اللہ میں نے نعمان بن المنذر رضی اللہ عنہ کو خواب میں اس طرح دیکھا کہ ان کے بدن پر دو بندے' دو چوڑیاں اور دو پازیب ہیں' فرمایا کہ یہ ملک عرب ہیں جو اپنی عمدہ شکل اور صورت کی طرف واپس ہوئے ہیں۔ عرض کی' میں نے ایک کھچڑی بال والی بوڑھیا کو (خواب میں) دیکھا جو زمین سے نکلی ہے' فرمایا کہ یہ دنیا کی بقیہ (عمر) ہے۔

عرض کی' میں نے خواب میں دیکھا کہ زمین سے ایک آگ نکلی جو میرے اور میرے بیٹے عمرو کے درمیان حائل ہو گئی' وہ کہتی ہے کہ بنیا و نابینا جلا جلا' تم مجھے کھا لو' میں تمہارے متعلقین و مال کو کھا لوں گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ ایک فتنہ ہے جو آخر زمانے میں ہوگا۔

عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتنہ کیا چیز ہے' فرمایا کہ لوگ اپنے امام کو قتل کر دیں گے اور آپس میں لڑیں گے سر سے سر مل جائیں گے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلیوں کو باہم ملا کر اور نکال کر اشارہ فرمایا (اس فتنے میں) بدکار اپنے کو نیکوکار سمجھے گا اور مومن کا خون مومن کے نزدیک پانی پینے سے زیادہ حلال ہوگا' اگر تمہارا بیٹا مر جائے گا تو تم اس فتنے کو پاؤ گے اور اگر تم مر گئے تو تمہارا بیٹا اس کو پائے گا' عرض کی' یا رسول اللہ' اللہ سے دعا کیجئے کہ میں اسے نہ پاؤں' رسول اللہ نے فرمایا کہ اے اللہ یہ اس فتنے کو نہ پائیں' ان کی وفات ہو گئی اور عمرو زندہ رہے' وہ ان لوگوں میں تھے جنہوں نے کوفے میں عثمان رضی اللہ عنہ سے بغاوت کی۔

ارطاط بن کعب رضی اللہ عنہ:

ابن شراحیل بن کعب بن سلامان بن عامر بن حارثہ بن سعد بن مالک بن النخع' وفد میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور مسلمان ہوئے' ان کے لیے جھنڈا باندھا گیا جس کو وہ لے کے قادسیہ میں آئے' قتل کر دیئے گئے تو وہ جھنڈا ان کے بھائی درید بن کعب نے لے لیا اور وہ بھی قتل کر دیئے گئے۔

ارقم بن یزید رضی اللہ عنہ:

ابن مالک بن عبداللہ بن الحارث بن بشر بن یاسر بن جشم بن مالک بن بکر بن عوف ابن النخع' وفد میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور اسلام لائے۔

وبر بن یحنس رضی اللہ عنہ:

ان غیر خالص عربوں میں سے تھے جو یمن میں تھے' نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور اسلام لائے' نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت سے روانہ ہو کے یمن کے غیر خالص عربوں کے پاس آئے' نعمان بن بزرج کی لڑکیوں کے پاس اترے' وہ سب اسلام لائیں' انہوں نے فیروز بن الدیلمی کو بلا بھیجا' وہ مسلمان ہوئے' مرکبوذ کو بلایا' وہ بھی اسلام لائے' ان کے بیٹے عطاء بن مرکبوذ پہلے شخص تھے جنہوں نے صنعا میں قرآن کو جمع کیا' یمن میں باذان اسلام لائے' اپنے اسلام کی اطلاع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجی' یہ واقعہ ۱۰ھ کا ہے۔

فیروز بن الدیلمی رضی اللہ عنہ:

فارس کے ان لوگوں کی اولاد میں ہیں جن کو کسریٰ نے سیف بن ذی یزن کے ہمراہ یمن بھیجا تھا' انہوں نے حبشیوں کو یمن سے نکال کر اس پر قبضہ کر لیا' جب انہیں رسول اللہ ﷺ کا حال معلوم ہوا تو فیروز بن الدیلمی وفد میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور اسلام لائے' آنحضرت ﷺ سے سن کر احادیث روایت کی ہیں' بعض محدثین تو کہتے ہیں' ہم سے فیروز بن الدیلمی نے حدیث بیان کی اور بعض کہتے ہیں الدیلمی نے' دونوں ایک ہی شخص ہیں' سب کی مراد فیروز بن الدیلمی سے ہوتی ہے' یہ بات اس حدیث سے ظاہر ہوتی ہے جس کو ایک ہی شخص نے روایت کیا ہے' لوگ ان کے نام میں اختلاف کرتے ہیں جیسا کہ میں نے تم سے بیان کیا۔ دیلمی سے مروی ہے کہ عرض کی' یا رسول اللہ ﷺ ہم لوگ سرد ملک میں ہیں اور گیہوں کی شراب سے مدد لیتے ہیں' فرمایا' کیا وہ نشہ کرتی ہے' عرض کی' جی ہاں' فرمایا' بس تو پھر اسے نہ پیو' انہوں نے دوبارہ پوچھا' فرمایا کہ کیا وہ نشہ کرتی ہے' عرض کی جی ہاں' فرمایا تو بس پھر اسے نہ پیو' عرض کی لوگ اس سے باز نہیں آ سکتے' فرمایا' اگر اس سے باز نہ آئیں تو قتل کر دو۔ محمد بن سعد نے کہا کہ یہ حدیث' ہمیں دیلم الحمیری کی روایت سے بھی پہنچی ہے۔ فیروز بن الدیلمی نے ایک حدیث قدر کے بارے میں روایت کی ہے' فیروز کی کنیت ابو عبداللہ تھی۔

عبدالمنعم بن ادریس نے کہا کہ ان کی اولاد بنی ضبہ کی طرف منسوب تھی' ان لوگوں نے کہا کہ زمانہ جاہلیت میں ہم لوگوں پر گرفتاری کی مصیبت آئی' فیروز ان لوگوں میں تھے جنہوں نے اس اسود بن کعب العنسی کو یمن میں قتل کیا جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا' رسول اللہ ﷺ نے اس پر فرمایا کہ اسے مرد صالح فیروز بن الدیلمی نے قتل کیا' فیروز کی وفات عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں یمن میں ہوئی۔

داذویہ رضی اللہ عنہ:

غیر خالص عربوں میں سے تھے' بہت بوڑھے تھے' رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اسلام لائے' وہ بھی ان لوگوں میں تھے جنہوں نے اسود بن کعب العنسی کو قتل کیا' اس نے یمن میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔

قیس بن مکشوح' عنسی کی قوم سے ڈرے' انہوں نے یہ دعویٰ کیا کہ داذویہ نے اسے قتل کیا ہے اور داذویہ پر حملہ کر کے انہیں قتل کر دیا کہ اس سے عنسی کی قوم کو خوش کریں۔ ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے مہاجر بن ابی امیہ کو لکھا کہ قیس بن مکشوح کو بیڑیاں ڈال کے ان کے پاس بھیج دیں' انہوں نے بیڑیاں ڈال کے ان کو بھیج دیا' ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم نے مرد صالح داذویہ کو قتل کر دیا' انہوں نے ان کے قتل کا ارادہ کیا۔

قیس نے گفتگو کی' قسم کھائی کہ میں نے قتل نہیں کیا' اور کہا کہ یا خلیفۂ رسول اللہ' اپنی جنگ کے لیے مجھے باقی رکھیے' مجھے جنگ میں بصیرت ہے اور دشمن کے لیے داؤ گھات معلوم ہیں' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں باقی رکھا' عراق بھیج دیا اور حکم دیا کہ کوئی کام ان کے سپرد نہ کیا جائے' صرف جنگ میں مشورہ لیا جائے۔

نعمان رضی اللہ عنہ:

سباء کے یہودی تھے' رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کے مسلمان ہوئے' پھر اپنی قوم کے ملک کو واپس گئے' اسود بن کعب العنسی کو معلوم ہوا تو اس نے انہیں بلا بھیجا اور پکڑ کے ان کا ایک ایک عضو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔

یمن کے حسب ذیل محدثین

طبقہ اولیٰ

مسعود بن الحکم الثقفی رحمۃ اللہ علیہ:

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے ملے' ان سے حدیث روایت کی ہے۔

سعد الاعرج رحمۃ اللہ علیہ:

یعلیٰ ابن منیہ کے ساتھیوں میں سے تھے' انہوں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی ہے۔

عبدالرحمٰن بن البیلمانی رحمۃ اللہ علیہ:

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے اخماس میں سے تھے (یعنی غلام تھے اور مال غنیمت کے اس پانچویں حصے میں تھے جو حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کے حصے میں آیا تھا) عبدالمنعم بن ادریس نے کہا کہ وہ یمن کے ایرانیوں کی اولاد میں تھے' عبدالرحمٰن نجران میں رہتے تھے' ولید ابن عبدالملک کی ولایت میں ان کی وفات ہوئی۔

حجر المدری رحمۃ اللہ علیہ:

ہمدان کے تھے' انہوں نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور ان سے طاؤس نے روایت کی ہے۔

ضحاک بن فیروز الدیلمی رحمۃ اللہ علیہ:

ابنائے اہل فارس سے تھے' اپنے والد سے روایت کی ہے۔

ابوالاشعث الصنعانی رحمۃ اللہ علیہ:

شراحبل بن شرحبیل بن کلیب بن ادہ' ابنائے فارس میں سے تھے' آخر عمر میں دمشق کی سکونت اختیار کر لی تھی' ان سے شامیوں نے روایت کی ہے' وفات معاویہ ابن سفیان رضی اللہ عنہ کے قدیم زمانہ خلافت میں ہو گئی تھی۔

حنش بن عبداللہ الصنعانی رحمۃ اللہ علیہ:

وہ بھی ابناء میں سے تھے' پھر منتقل ہو کر مصر کی سکونت اختیار کر لی تھی' ان سے مصریوں نے روایت کی ہے' وہیں ان کی وفات ہوئی۔

شہاب بن عبداللہ الخولانی رحمۃ اللہ علیہ:

وہب الذماری رحمۃ اللہ علیہ:

ذمار میں رہتے تھے جو یمن کا ایک گاؤں ہے' انہوں نے کتب (سماویہ) پڑھی تھیں۔

طبقہ ثانیہ

طاؤس بن کیسان رحمۃ اللہ علیہ:

حبیب ابن ثابت سے مروی ہے کہ طاؤس کی کنیت ابوعبدالرحمٰن تھی۔ محمد بن عمرو سے مروی ہے کہ طاؤس' بحیر بن ریسان الحمیری کے مولیٰ تھے اور جند میں رہتے تھے' فضل بن دکین وغیرہ نے کہا کہ وہ ہمدان کے مولیٰ تھے۔ عبدالمنعم ابن ادریس نے کہا کہ ابن ہوذۃ الہمدانی کے مولیٰ تھے۔ طاؤس کے والد جو اہل فارس میں سے تھے دور سے آئے تھے اور اس گھر والوں سے موالاۃ کر لی تھی' وہ جند میں رہا کرتے تھے۔

عادات وخصائل:

بنی طاؤس سے مروی ہے کہ طاؤس زردی کا خضاب لگاتے تھے۔ جریر بن حازم سے مروی ہے کہ میں نے طاؤس کو دیکھا کہ تیز سرخی والی مہندی کا خضاب کرتے تھے۔

حنظلہ سے مروی ہے کہ میں نے طاؤس کو دیکھا کہ سر اور داڑھی میں حنا کا خضاب کرتے تھے۔ فطر سے مروی ہے کہ میں نے طاؤس کو دیکھا کہ وہ مہندی سے خضاب کرتے تھے۔

فطر سے مروی ہے کہ میں نے طاؤس کو سب سے زیادہ کپڑے سے چہرہ چھپاتے دیکھا' راوی نے کہا کہ میں نے فطر سے کہا کہ کیا وہ بکثرت کپڑے سے چہرہ چھپاتے تھے تو انہوں نے کہا کہ ہاں۔

ہانی بن ایوب الجعفی سے مروی ہے کہ طاؤس اس طرح کپڑے سے چہرہ چھپاتے کہ کبھی اس کو ترک نہ کرتے۔ خارجہ بن مصعب سے مروی ہے کہ طاؤس کپڑے سے چہرہ چھپاتے تھے اور جب رات ہوتی تو کھول دیتے تھے۔ یونس بن الحارث سے مروی ہے کہ میں نے طاؤس کو کپڑے سے چہرہ چھپاتے ہوئے نماز پڑھتے دیکھا۔ طاؤس سے مروی ہے کہ وہ سابری باریک کپڑے کو اور اس کی تجارت کو ناپسند کرتے تھے۔

عمارۃ بن زاذان سے مروی ہے کہ میں نے طاؤس یمنی کو دیکھا کہ ان کے جسم پر دو گیروے رنگ کی چادریں تھیں۔ ابوالاشہب سے مروی ہے کہ میں نے احرام کی حالت میں طاؤس کو دیکھا کہ جسم پر گیرو سے رنگی ہوئی دو چادریں تھیں۔ ابن طاؤس نے اپنے والد سے روایت کی کہ وہ اس طرح عمامہ باندھنا ناپسند کرتے تھے کہ اس کا کچھ حصہ ٹھوڑی کے نیچے نہ کریں۔

ایوب السختیانی سے مروی ہے کہ وہ عبداللہ بن طاؤس سے پوچھتے کہ آپ کے والد سفر میں کیا پہنتے تھے' انہوں نے کہا کہ تلے اوپر دو کرتے پہنتے جن کے نیچے تہ بند نہیں باندھتے تھے۔

یعقوب بن قیس سے مروی ہے کہ میں نے حالت احرام میں طاؤس کے بدن پر گیرو سے رنگی ہوئی دو چادریں دیکھیں۔ عبدالرحمٰن بن ابی بکر الملیکی سے مروی ہے کہ میں نے طاؤس کی آنکھوں کے درمیان (پیشانی پر) سجدوں کا نشان دیکھا۔

اسماعیل بن مسلم سے مروی ہے کہ لوگوں نے حسن کے پاس طاؤس کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ طاؤس' طاؤس (مور) کیا

ان کے عزیزوں سے یہ نہ ہو سکا کہ وہ اس کے سوا ان کا کوئی اور نام یا اس سے بہتر نام رکھتے۔ ابن طاؤس نے اپنے والد سے روایت کی کہ ان کے پاس جب خطوط جمع ہو جاتے تو وہ انہیں جلوا دیتے۔ حبیب بن ابی ثابت سے مروی ہے کہ مجھ سے طاؤس نے کہا کہ جب میں تم سے حدیث بیان کروں اور وہ ثابت کردوں تو پھر اس کو ہرگز کسی سے نہ پوچھو۔

طاؤس سے مروی ہے کہ وہ یمن سے اس وقت آتے کہ لوگ عرفے میں ہوتے اور مکے سے پہلے عرفے سے (حج) شروع کرتے۔ عبدالکریم بن ابی المخارق سے مروی ہے کہ طاؤس نے ہم لوگوں سے کہا کہ جب میں طواف کروں تو مجھ سے کچھ نہ پوچھو کیونکہ طواف بھی نماز ہی ہے۔

ابن طاؤس نے اپنے والد سے روایت کی کہ وہ انسان کے اللہ کے نام پر بھیک مانگنے کو ناپسند کرتے تھے۔ طاؤس سے مروی ہے کہ وہ اپنی کسی لڑکی کو خواہ وہ کالی ہو یا نہ ہو بغیر اس کے نہ رہنے دیتے تھے کہ اس سے عیدالفطر و عیدالاضحیٰ میں ہاتھ پاؤں پر مہندی لگواتے اور کہتے کہ یہ عید کا دن ہے۔

حنظلہ سے مروی ہے کہ میں طاؤس کے ہمراہ جا رہا تھا' ایک قوم پر ان کا گزر ہوا جو قرآن فروخت کر رہے تھے' انہوں نے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھا۔

محمد بن سعید سے مروی ہے کہ طاؤس کی دعا یہ تھی کہ "اَللّٰهُمَّ احرمنی المال والولد وارزقنی الایمان والعمل" (اے اللہ مجھے مال اور اولاد سے محروم رکھ اور مجھے ایمان و عمل عطا کر)۔

طاؤس سے مروی ہے کہ میں کسی ساتھی کو مالدار اور ذی شرف سے زیادہ برا نہیں جانتا۔ عبداللہ بن طاؤس سے مروی ہے کہ طاؤس کہتے تھے کہ جب تمہیں یہودی و نصرانی سلام کرے تو اس سے کہو کہ "علاك السّلم" (سلامت تجھ پر غالب رہے)۔

سلمہ بن وہرام سے مروی ہے کہ لوگ ایک چور کو طاؤس کے پاس لے گئے' انہوں نے ایک دینار اس کا فدیہ دیا اور اسے آزاد کر دیا۔ طاؤس سے مروی ہے کہ وہ بروایت ابن عباس خلع و طلاق کا تذکرہ کرتے اور سعید بن جبیر اعتراض کرتے' طاؤس ان سے ملے اور کہا کہ میں نے تمہارے پیدا ہونے سے پہلے قرآن پڑھا ہے اور ایسے وقت میں اسے سنا ہے کہ تم اس وقت ثرید (بھیگی روٹی) کی فکر میں رہتے تھے۔

ابن طاؤس نے اپنے والد سے روایت کی کہ مجھے اپنے ان عراقی بھائیوں سے تعجب ہے جو حجاج (بن یوسف) کو مومن کہتے ہیں۔ طاؤس سے مروی ہے کہ تم جو کچھ سیکھتے ہو اپنے لیے سیکھو کیوں کہ لوگوں سے امانت چلی گئی' وہ حدیث کا حرف حرف شمار کرتے تھے۔

قیس بن سعد سے مروی ہے کہ طاؤس ہم میں ایسے ہی تھے جیسے ابن سیرین تم لوگوں میں۔ ایوب سے مروی ہے کہ ایک شخص نے طاؤس سے ایک مسئلہ دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ مجھے گلے میں رسی ڈال کر نچایا جائے۔

ایوب سے مروی ہے کہ ایک شخص نے طاؤس سے ایک مسئلہ دریافت کیا تو انہوں نے اسے جھڑک دیا' اس نے کہا کہ اے ابوعبدالرحمٰن' میں تو آپ کا بھائی ہوں' انہوں نے کہا مسلمانوں کو میرا بھائی (کوئی نہیں)۔

داؤد بن شابور سے مروی ہے کہ ایک شخص نے طاؤس سے کہا کہ ہمارے لیے دعا کیجئے' انہوں نے کہا کہ میں اس وقت اس کے لیے خلوص نہیں پاتا۔

ابراہیم بن میسرہ سے مروی ہے کہ محمد بن یوسف نے طاؤس کو تحصیل وصول کے بعض کاموں پر مقرر کیا' ابراہیم نے کہا کہ میں نے طاؤس سے پوچھا کہ آپ نے کس طرح کام کیا تو انہوں نے کہا کہ ہم آدمی سے کہتے تھے کہ خدا تم پر رحم کرے تم اس مال کی زکوٰۃ دیتے ہو جو اللہ نے تمہیں دیا ہے' اگر وہ ہمیں دیتا تو اس سے لے لیتے اور اگر وہ پشت پھیرتا تو ہم اسے بلاتے نہ تھے۔

ابواسحاق الصنعانی سے مروی ہے کہ طاؤس و وہب بن منبہ کسی اچھے وقت محمد بن یوسف برادر حجاج بن یوسف کے پاس گئے جو ہم پر عامل تھا' طاؤس کرسی (چارپائی) پر بیٹھ گئے' محمد نے کہا کہ اے غلام یہ طیلسان (چادر فارسی) ابوعبدالرحمٰن (طاؤس) کو اڑھادو' ان لوگوں نے وہ انہیں اڑھادی' وہ اپنے شانے ہلاتے رہے یہاں تک کہ اپنے اوپر سے طیلسان کو گرادیا۔

محمد بن یوسف کو غصہ آیا تو وہب نے طاؤس سے کہا کہ واللہ اگر تمہیں اس کے ہم پر ناراض کرنے کی پروا نہیں ہے تو نہ ہو' تم اس طیلسان کو لے کر فروخت کر دیتے اور اس کی قیمت مساکین کو دے دیتے' انہوں نے کہا کہ ہاں' اگر ایسا نہ ہوتا کہ میرے بعد یہ کہا جاتا کہ اسے طاؤس نے لے لیا ہے' پھر اس میں وہ نہ کیا جاتا جو میں کرتا ہوں تو میں ضرور کرتا۔

عمران بن عثمان سے مروی ہے کہ عطا کہا کرتے کہ اس مسئلے میں طاؤس کیا کہتے ہیں' میں کہتا کہ اے ابومحمد آپ اسے کس سے لیتے ہیں' انہوں نے کہا' ثقہ طاؤس سے۔ ابی بشر سے مروی ہے کہ طاؤس نے قریش کے چند نوجوانوں سے جو کعبے کا طواف کر رہے تھے کہا کہ تم لوگ ایسا لباس پہنتے ہو جو تمہارے بزرگ نہیں پہنتے تھے اور تم لوگ ایسی چال چلتے ہو جو ناچنے والے بھی اچھی طرح نہیں چل سکتے۔

عبدالملک سے مروی ہے کہ طاؤس قارن ہو کر (یعنی حج قرآن کی نیت سے) آتے تھے مگر عرفات جانے تک مکہ نہیں آتے تھے۔ عبداللہ بن طاؤس سے مروی ہے کہ والد کے ہمراہ ہمارا سفر مکہ ایک مہینے تک ہوتا تھا جب ہم لوگ واپس ہوتے تو وہ ہمیں دو مہینے تک چلاتے تھے' ہم نے ان سے کہا تو انہوں نے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آدمی اپنے مکان آنے تک اللہ ہی کی راہ میں رہتا ہے۔

مرض الموت اور وفات:

لیث سے مروی ہے کہ میں نے طاؤس کو مرض موت میں دیکھا کہ اپنے بستر پر کھڑے ہو کر نماز پڑھتے تھے اور اسی پر سجدہ کرتے تھے۔ سیف بن سلیمان سے مروی ہے کہ طاؤس کی وفات مکے میں یوم الترویہ (۸/ ذی الحجہ) سے ایک روز پہلے ہوئی' ہشام بن عبدالملک نے اس سال حج کیا تھا اور وہ اسی ۱۰۶ھ میں خلیفہ ہوئے تھے انہیں نے طاؤس کی نماز جنازہ پڑھائی' وفات کے دن ان کی عمر ننانوے سال کی تھی۔

وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابناء فارس میں سے تھے' کنیت ابوعبداللہ تھی۔ عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ میری اُمت میں دو شخص ہوں گے جن میں ایک وہب ہوگا جس کو اللہ حکمت عطا کرے گا اور دوسرا غیلان ہوگا جس کا فتنہ

اس امت پر شیطان کے فتنے سے بدتر ہوگا۔

داؤد بن قیس الصنعانی سے مروی ہے کہ میں نے وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے سنا کہ میں نے بانوے کتابیں پڑھی ہیں جو سب کی سب آسمان سے نازل کی گئی ہیں' ان میں سے بہتر مسیحی عبادت گاہوں اور لوگوں کے ہاتھوں میں ہیں اور بیس کو سوائے چند کے کوئی نہیں جانتا' میں نے ان سب میں یہ مضمون پایا کہ جس نے مشیت کا کوئی حصہ بھی اپنی طرف منسوب کر لیا وہ کافر ہے۔

مثنیٰ بن الصباح سے مروی ہے کہ وہب بن منبہ چالیس سال تک اس حالت میں رہے کہ کسی ذی روح کو برا نہ کہا' اور بیس سال تک اس طرح رہے کہ عشاء اور صبح کے درمیان وضو نہیں کیا' وہب نے کہا کہ میں نے تیس کتابیں پڑھی ہیں جو تیس نبیوں پر نازل ہوئی ہیں۔

عبدالمنعم بن ادریس سے مروی ہے کہ وہب بن منبہ کی وفات صنعا میں ۱۱۰ھ میں شروع خلافت ہشام بن عبدالملک میں ہوئی۔

ہمام بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابناء فارس میں سے تھے' اپنے بھائی وہب بن منبہ سے بڑے تھے' ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ملے ہیں اور ان سے بہت روایت کی ہے' وفات وہب سے پہلے ۱۰۱ھ یا ۱۰۲ھ میں ہوئی۔ کنیت ابو عقبہ تھی۔

معقل بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابناء میں سے تھے' کنیت ابو عقیل تھی۔ وفات اپنے بھائی وہب سے پہلے ہوئی۔ ان سے بھی روایت کی گئی ہے۔

عمر بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابناء میں سے تھے' کنیت ابو محمد تھی' ان سے بھی روایت کی گئی ہے۔

عطاء بن مرکبوذ رحمۃ اللہ علیہ:

ابناء میں سے تھے' ان سے بھی روایت کی گئی ہے۔ قاری قرآن تھے' وہ اور وہب بن منبہ بظاہر پہلے شخص تھے جنہوں نے یمن میں قرآن جمع کیا۔

مغیرہ بن حکیم الصنعانی رحمۃ اللہ علیہ:

ابناء میں سے تھے۔

سماک بن الفضل الخولانی رحمۃ اللہ علیہ:

اہل صنعاء میں سے تھے۔

عمرو بن مسلم الجندی رحمۃ اللہ علیہ:

زیاد بن الشیخ رحمۃ اللہ علیہ:

ابناء اہل صنعا میں سے تھے۔

طبقہ ثالثہ

عبداللہ بن طاؤس رحمۃ اللہ علیہ:

کنیت ابومحمد تھی' وفات امیرالمومنین ابوالعباس کی خلافت کے شروع میں ہوئی۔

حکم بن ابان رحمۃ اللہ علیہ:

اہل عدن میں سے تھے۔ ۱۵۴ھ میں وفات ہوئی۔

سلم الصنعانی رحمۃ اللہ علیہ:

جو عطاء سے روایت کرتے ہیں۔

اسماعیل بن شروس رحمۃ اللہ علیہ:

ان سے بھی روایت کی گئی ہے۔

معمر بن راشد رحمۃ اللہ علیہ:

کنیت ابوعروہ تھی' قبیلہ ازد کے موالی تھے' راشد کی کنیت ابوعمرو تھی اور ازد کے موالی تھے' وہ اہل بصرہ سے تھے' پھر منتقل ہو کر یمن میں رہ گئے' جب معمر بصرے سے روانہ ہوئے تو ابوایوب نے ان کی مشایعت کی اور ان کی دعوت کی معمر اپنی ذات سے با مروت وحلیم وسخی آدمی تھے۔

عبیداللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ میں بصرے میں ایوب کا کمے سے آنے کا انتظار کر رہا تھا' وہ اس طرح آئے کہ معمر اونٹ پر ان کے ہم نشین تھے' معمر اپنی والدہ کی زیارت کے لیے آئے تھے' میں ان کے پاس آیا تو وہ مجھ سے عبدالکریم کی حدیث پوچھنے لگے' میں بیان کرنے لگا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ان کی وفات رمضان ۱۵۳ھ میں ہوئی' عبدالمنعم ابن ادریس نے کہا کہ ان کی وفات شروع ۱۵۰ھ میں ہوئی۔ سفیان بن عیینہ سے مروی ہے کہ عبدالرزاق سے دریافت کیا کہ مجھے اس کے متعلق بتایئے جو لوگ معمر کے بارے میں کہتے ہیں کہ جو کچھ (علم) تم لوگوں کے پاس تھا وہ انہیں کے ساتھ جاتا رہا' عبدالرزاق نے کہا کہ معمر کی وفات ہمارے پاس ہوئی اور ہمارے ہی پاس ان کی موت آئی' ان کی زوجہ سے ہمارے قاضی مطرف ابن مازن نے نکاح کیا۔

یوسف بن یعقوب رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابراہیم بن سعید بن داذویہ' ابناء میں سے تھے' کنیت ابوعبداللہ تھی' صنعا کے قاضی و مفتی تھے۔ محمد بن عمر نے کہا کہ ان کی وفات ۱۵۳ھ میں ہوئی' اور عبدالمنعم بن ادریس نے کہا کہ ۱۵۱ھ میں ہوئی۔

بکار بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن سہوک' ابناء میں سے تھے' جند میں رہتے تھے' ان سے عبداللہ بن المبارک وغیرہ نے روایت کی ہے۔

عبدالصمد بن معقل رحمۃ اللہ علیہ:

ابن منبہ' وہ وہب بن منبہ سے روایت کرتے ہیں۔

طبقہ رابعہ

رباح بن زید رحمۃ اللہ علیہ:

مولائے خاندان معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ' محمد بن عمر نے کہا کہ میں نے انہیں دیکھا ہے' صاحب فضل اور معمر بن راشد کی حدیث کے عالم تھے۔

مطرف بن مازن رحمۃ اللہ علیہ:

کنیت ابوایوب تھی' صنعاء کے محکمہ قضا کے والی تھے۔ محمد بن عمر نے کہا کہ وہ کنانہ کے مولیٰ تھے اور منبج میں ان کی وفات ہوئی' عبدالمنعم بن ادریس نے کہا کہ قیس کے مولیٰ تھے اور وفات ہارون کے زمانہ خلافت میں رقہ میں ہوئی۔

ہشام بن یوسف رحمۃ اللہ علیہ:

کنیت ابوعبدالرحمٰن تھی' ابناء میں سے تھے اور قاضی یمن تھے' معمر ابن جریج وغیرہما سے بکثرت روایت کی ہے۔ وفات ۱۵۷ھ میں یمن میں ہوئی۔

عبدالرزاق بن ہمام رحمۃ اللہ علیہ:

ابن نافع' کنیت ابوبکر تھی' قبیلہ حمیر کے مولیٰ تھے' وفات وسط شوال ۲۱۱ھ کو یمن میں ہوئی۔ ہمام بن نافع کی روایت ہے۔ جو انہوں نے سالم بن عبداللہ وغیرہ سے کی ہے۔

ابراہیم بن الحکم بن ابان رحمۃ اللہ علیہ:

غوث بن جابر رحمۃ اللہ علیہ:

اسماعیل بن عبدالکریم رحمۃ اللہ علیہ:

ابن معقل بن منبہ' کنیت ابوہشام تھی' وفات ۲۱۰ھ میں یمن میں ہوئی۔

رسول اللہ ﷺ کے وہ اصحاب جو یمامہ میں رہتے تھے

مجاعہ بن مرارہ رضی اللہ عنہ:

ابن سلمیٰ بن زید بن عبید بن ثعلبہ بن یربوع بن ثعلبہ بن الدول بن حنیفہ بن لجیم ابن صعب بن علی بن بکر بن وائل بن ربیعہ' وہ اس وفد بنی حنیفہ کے ارکان میں تھے جو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام لائے تھے۔

دخیل برادر زادہ مجاعہ بن مرارہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ خالد بن الولید یمامہ کے ارادے سے جب فرض میں اُترے تو انہوں نے دوسو سوار کے لشکر کو آگے بھیجا اور کہا کہ تم جن لوگوں کو پاؤ انہیں گرفتار کر لو وہ لوگ روانہ ہوئے' انہوں نے مجاعہ بن مرارۃ الحنفی کو ان کی قوم کے تیئیس آدمیوں کے ہمراہ جو بنی نمیر کے ایک شخص کی تلاش میں نکلے تھے گرفتار کر لیا۔

مجاعہ سے پوچھا گیا تو کہا کہ واللہ میں مسیلمہ کے قریب بھی نہیں جاتا' میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا ہوں' پھر میں اسلام لایا اور تبدل وتغیر نہیں کیا' قوم کو خالد کے سامنے لایا گیا تو انہوں نے سب کی گردن ماردی' مجاعہ کو باقی رکھا' انہیں قتل نہیں کیا' وہ شریف تھے' انہیں ''مجاع الیمامہ'' (یمامہ کا بے حیا) کہا جاتا تھا۔

ساریہ بن عمرو نے خالد بن الولید رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اگر آپ کو اہل یمامہ کی ضرورت ہے تو ان کو یعنی مجاعہ بن مرارہ کو باقی رکھیے' خالد رضی اللہ عنہ نے ان کو قتل نہیں کیا' لوہے کی ایک مضبوط زنجیر میں جکڑ کر اپنی بیوی ام تمیم کے حوالے کر دیا' انہوں نے مجاعہ کو اور مجاعہ نے حنیفہ کے فتح مند ہونے کی صورت میں ان کو قتل سے پناہ دے دی' اس پر باہم حلف سے معاہدہ ہو گیا۔

خالد رضی اللہ عنہ انہیں بلاتے' باتیں کرتے اور یمامہ و بنی حنیفہ و مسیلمہ کا حال دریافت کرتے' مجاعہ کہتے کہ واللہ میں نے اس کی پیروی نہیں کی ہے' میں تو مسلمان ہوں' انہوں نے کہا کہ پھر تم کیوں نہ ہمارے پاس چلے آئے یا تم نے اس طرح کی گفتگو کیوں نہیں کی جس طرح کی ثمامہ بن اُثال رضی اللہ عنہ نے کی تھی' انہوں نے کہا کہ اگر آپ کی رائے ان سب باتوں کو معاف کرنے کی ہو تو معاف کر دیجئے' انہوں نے کہا کہ میں نے معاف کر دیا۔ یہ وہی شخص ہیں جنہوں نے قتل مسیلمہ کے بعد یمامہ اور اس کے اندر کی تمام چیزوں کے متعلق خالد بن الولید رضی اللہ عنہ سے صلح کی تھی' خالد بن الولید رضی اللہ عنہ انہیں وفد کے ساتھ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس لائے اور ان کے اسلام اور کارگزاری کا تذکرہ کیا' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں معاف کر دیا اور امان دے دی' ان کے اور وفد کے لیے امان نامہ لکھ دیا۔ اور ان لوگوں کو ان کے وطن یمامہ واپس کر دیا۔

ثمامہ بن اُثال رضی اللہ عنہ:

ابن النعمان بن مسلمہ بن عبید بن ثعلبہ بن یربوع بن ثعلبہ بن الدول ابن الحنفیہ الحنفی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک قاصد ان کے پاس سے گزرے' ثمامہ رضی اللہ عنہ نے ان کے قتل کا ارادہ کیا' ان کے چچا نے اس سے روکا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثمامہ رضی اللہ عنہ کا خون حلال کر دیا۔ اس کے بعد ثمامہ رضی اللہ عنہ عمرے کی نیت سے روانہ ہوئے' جب مدینے کے قریب آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصدوں نے بغیر کسی عہد و پیمان کے انہیں گرفتار کر لیا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے' انہوں نے کہا کہ اگر آپ سزا دیں گے تو ایک گنہگار کو سزا دیں گے اور معاف کریں گے تو ایک شکر گزار کو معاف کریں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا گناہ معاف کر دیا اور وہ اسلام لائے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرے کے لیے مکہ جانے کی انہیں اجازت بھی دے دی وہ گئے اور عمرہ کر کے واپس آئے' انہوں نے قریش پر تنگی کر دی' یمامہ سے ایک دانہ بھی ان کے پاس نہ جانے دیتے۔

جب مسیلمہ ظاہر ہوا اور نبوت کا دعویٰ کیا تو ثمامہ بن اُثال رضی اللہ عنہ اپنی قوم میں کھڑے ہوئے' انہیں وعظ و نصیحت کی اور کہا کہ ایک ہی امر کے لیے دو نبی جمع نہیں ہوتے' محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے ایسے رسول ہیں کہ ان کے بعد کسی قسم کا نبی نہیں ہے اور نہ کسی قسم کی نبوت کے ساتھ کوئی نبی شریک کیا جاتا ہے' انہیں یہ آیت پڑھ کر سنائی:

﴿حم تنزیل الکتاب من اللّٰه العزیز العلیم غافر الذنب وقابل التوب شدید العقاب ذی الطول لا اله الا هو الیه المصیر﴾

''حم۔ کتاب کا نازل کرنا اللہ زبردست دانا کی طرف سے ہے جو گناہ کا معاف کرنے والا اور توبہ کا قبول کرنے والا سخت سزا دینے والا مقدور والا ہے' جس کے سوا کوئی معبود نہیں' اسی کے پاس پھر جانا ہے''۔

یہ کلام اللہ ہے' یہ (کلام مسیلمہ) اس کے مقابلے میں کہاں ہے' اے مینڈک' یہ ایسی پاک وصاف ہے کہ نہ شراب کو روکتی ہے اور نہ پانی کو گندہ کرتی ہے' واللہ تم لوگ بھی سمجھتے ہو کہ یہ وہ کلام ہے جو کینے سے نہیں نکلا ہے۔ خالد بن الولید رضی اللہ عنہ یمامہ آئے تو ان کے اس فعل کو پسند کیا' اور اس سے ان کے اسلام کی صحت کو پہچانا۔

علی بن شیبان رضی اللہ عنہ:

ابن عمرو بن عبد اللہ بن عمرو بن عبد العزیٰ بن سحیم بن مرہ بن الدول بن حنیفہ۔ عبد الرحمٰن بن علی نے اپنے والد سے جو وفد میں تھے' روایت کی کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کنکھیوں سے ایک شخص کو دیکھا کہ رکوع و سجدہ میں اپنی پیٹھ سیدھی نہیں کرتا' نماز پوری کر لی تو فرمایا کہ اے گروہ مسلمین اس شخص کی نماز نہیں ہوتی جو رکوع و سجدہ میں اپنی پیٹھ سیدھی نہ کرے۔

ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے دوسری نماز پڑھی' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پوری کر لی' ایک شخص تنہا صف کے پیچھے

نماز پڑھ رہا تھا' آنحضرت ﷺ نماز پوری کر کے اس کے پاس کھڑے ہوئے' اس شخص نے بھی نماز پوری کر لی تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اپنی نماز دوبارہ پڑھو' کیوں کہ صف کے پیچھے تنہا شخص کی نماز نہیں ہوتی۔ عبدالرحمٰن بن علی بن شیبان نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف نہیں دیکھتا جو رکوع وسجود کے درمیان پشت سیدھی نہیں کرتا۔

طلق بن علی الحنفی رضی اللہ عنہ:

وہ ابوقیس بن طلق تھے۔ طلق سے مروی ہے کہ ہم لوگ بطور وفد نبی ﷺ کی جانب روانہ ہوئے' خدمت نبویؐ میں آئے اور بیعت کی' ساتھ نماز پڑھی۔ عرض کی ہمارے وطن میں ایک مسیحی عبادت خانہ ہے' ہم نے خواہش کی کہ وضو کا بچا ہوا پانی عنایت ہو' آنحضرت ﷺ نے پانی منگا کر اس سے وضو کیا اور کلی کی' پھر اسے ایک چمڑے کے ظرف میں ڈال دیا اور فرمایا کہ اسے لے جاؤ' جب تم اپنے وطن میں آنا تو مسیحی عبادت خانے کو توڑ ڈالنا اور اس کی جگہ اس پانی سے دھو کر مسجد بنا لینا۔

عرض کی' یا رسول اللہ ﷺ گرمی سخت ہے اور وطن دور' پانی خشک ہو جائے گا' فرمایا: اس میں پانی ملاتے رہنا کیونکہ وہ اس کی پاکیزگی ہی بڑھائے گا۔ ہم لوگ روانہ ہوئے' اپنے وطن آئے' مسیحی عبادت خانہ توڑ ڈالا اور اس کی جگہ کو دھویا' وہاں مسجد بنا کر نماز کی اذان کہی۔

طلق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوا کہ آنحضرتؐ اپنی مسجد بنا رہے تھے اور مسلمان اس میں کام کر رہے تھے' میں مٹی کا گارا بنانا جانتا تھا' پھاوڑہ لے کر گارا بنانے لگا' رسول اللہ ﷺ میری طرف دیکھ کر فرما رہے تھے کہ یہ حنفی گارے کا کام جانتا ہے۔ قیس بن طلق نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی عورت اپنے شوہر کو نہ روکے خواہ وہ (عورت) کجاوے کی پشت پر ہو۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ ایک شب میں دو وتر (نمازیں) نہیں ہیں۔

خدمت نبویؐ میں ایک شخص آیا' عرض کی' یا نبیؐ اللہ ہم میں سے جب کوئی اپنی شرمگاہ چھوئے تو کیا وضو کرے' فرمایا: وہ تو تمہارے جسم کا ایک حصہ ہی ہے' (جیسے اور حصوں کے چھونے سے وضو نہیں ہے اسی طرح اس سے بھی نہیں ہے)۔

ایک شخص بعد ظہر حاضر خدمت ہوا' اور عرض کی' یا نبی اللہ! کیا ہم میں سے کوئی شخص ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھ سکتا ہے' آنحضرت ﷺ نے سکوت فرمایا' عصر کی نماز کا وقت آیا تو اپنا تہبند کھول ڈالا اور چادر پر تہبند باندھ کے دونوں کو اپنے کندھے پر ڈال لیا' جب نماز عصر ادا کر لی اور فارغ ہوئے تو فرمایا کہ وہ شخص جو ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کو دریافت کرتا تھا کہاں ہے۔ اس شخص نے کہا کہ یا نبی اللہ میں ہوں' فرمایا: کیا ہر شخص دو کپڑے پا سکتا ہے۔

ہرماس بن زیاد الباہلی رضی اللہ عنہ:

ہرماس بن زیاد الباہلی سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس حالت میں دیکھا کہ والد مجھے اپنے اونٹ پر اپنے

ساتھ بٹھائے ہوئے تھے‘ میں چھوٹا بچہ تھا‘ میں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ یوم الاضحیٰ (۱۰ ذی الحجہ) کو منیٰ میں اپنی کان کٹی اونٹنی پر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ ہرماس بن زیاد الباہلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں یوم الاضحیٰ کو اونٹ پر والد کا ہم نشین تھا اور منیٰ میں نبی ﷺ اپنی اونٹنی پر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔

جاریہ ابونمران الحنفی رضی اللہ عنہ:

نمران بن جاریہ الحنفی نے اپنے والد سے روایت کی کہ ایک قوم نے ایک جھونپڑی کے بارے میں باہم جھگڑا کیا اور مقدمہ نبی ﷺ کے پاس لائے۔ آنحضرت ﷺ نے حذیفہ رضی اللہ عنہ کو ان کے ہمراہ کر دیا‘ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فیصلہ ان لوگوں کے حق میں کیا جن کے قریب رسی تھی‘ وہ نبی ﷺ کی خدمت آئے اور آنحضرت ﷺ سے اس کا ذکر کیا‘ آنحضرت ﷺ نے اس کو جائز رکھا۔

یمامہ کے حسب ذیل فقہاء ومحدثین

ضمضم بن حوس الہفانی رحمۃ اللہ علیہ:

انہوں نے ابو ہریرہ وعبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہما سے اور ان سے عکرمہ بن عمار وغیرہ نے روایت کی ہے۔

ہلال بن سراج رحمۃ اللہ علیہ:

ابن مجاعۃ الحنفی' ان سے یحییٰ بن ابی کثیر نے روایت کی ہے۔

ابو کثیر الغبری رحمۃ اللہ علیہ:

نام یزید بن عبدالرحمٰن بن امیہ بن اذینۃ السحیمی تھا' ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ملے اور ان سے روایت کی' ابو کثیر سے اوزاعی وعکرمہ بن عمار نے روایت کی ہے۔

عبداللہ بن اسود رحمۃ اللہ علیہ:

محکمہ ڈاک کے افسر تھے۔

ابو سلام رحمۃ اللہ علیہ:

نام ممطور تھا' ان سے یحییٰ بن کثیر نے روایت کی ہے۔

یحییٰ بن ابی کثیر رحمۃ اللہ علیہ:

طے کے مولا اور اہل بصرہ میں سے تھے' یمامہ میں منتقل ہو گئے۔ یحییٰ بن ابی کثیر الیمامی سے مروی ہے کہ میں نے اپنے چچا نصر بن یحییٰ بن ابی کثیر کو دیکھا ہے' انہیں کے نام سے یحییٰ بن ابی کثیر الیمامی کی کنیت تھی (یعنی ابو نصر) دوسرے راوی نے کہا کہ یحییٰ بن ابی کثیر کی کنیت ابو ایوب تھی۔

ایوب السختیانی سے مروی ہے کہ روئے زمین پر یحییٰ بن ابی کثیر کے مثل کوئی باقی نہیں ہے۔ اسماعیل بن علیہ سے مروی ہے کہ میں ایوب کے پاس حاضر تھا جب وہ یحییٰ بن ابی کثیر کو خط لکھ رہے تھے۔ سفیان بن عیینہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ یحییٰ بن ابی کثیر کے اپنے پاس آنے کی امید کرتے تھے۔ ابو نعیم الفضل بن دکین سے مروی ہے کہ یحییٰ بن ابی کثیر کی وفات ۱۲۹ھ میں ہوئی۔ بنی تمیم کے ایک اہل علم نے کہا کہ کثیر کا نام دینار تھا۔

عکرمہ بن عمار العجلی رحمۃ اللہ علیہ:

انہوں نے ایاس بن سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ' ہرماس بن زیاد الباہلی' عاصم بن شمیخ الغیلانی سے جو بنی تمیم کے ایک فرد تھے' عطاء بن ابی رباح' ضمضم بن حوس' حضرمی بن لاحق' یحییٰ بن ابی کثیر' ابو النجاشی مولائے رافع بن خدیج' طارق بن عبدالرحمٰن القرشی اور

سماک الحنفی ابو زمیل سے روایت کی ہے' قاسم بن محمد' سالم بن عبداللہ' نافع مولائے عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما' طاؤس ابو کثیر الغبری اور یزید الرقاشی سے سنا ہے۔

ایوب بن عتبہ رحمۃ اللہ علیہ:

کنیت ابو یحییٰ تھی' یمامہ کے قاضی تھے' انہوں نے ایاس بن سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ' قیس بن طلق اور عبداللہ بن بدر سے روایت کی ہے' ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم وطیسلہ ابن علی وابو کثیر العنبری الحیمی وابو النجاشی مولائے رافع بن خدیج و یحییٰ بن ابی کثیر و یزید بن عبداللہ بن قسیط سے سنا ہے۔

عبداللہ بن یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی کثیر' انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے۔

خالد بن الہیثم رحمۃ اللہ علیہ:

کنیت ابو الہیثم تھی' بنی ہاشم کے مولیٰ تھے' انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے اور ان سے محمد بن عمر نے بہت سی احادیث روایت کی ہیں۔

محمد بن جابر الحنفی رحمۃ اللہ علیہ:

کوفے میں پیدا ہوئے' عمیر بن سعید سے سنا ہے۔

ایوب بن النجار الیمامی رحمۃ اللہ علیہ:

یحییٰ بن ابی کثیر سے روایت کی ہے۔

عمر بن یونس الیمامی رحمۃ اللہ علیہ:

عکرمہ بن عمار سے روایت کی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ اصحاب جو بحرین میں تھے

اشج عبدقیس رضی اللہ عنہ (منذر بن عائذ):

محمد بن سعد نے کہا کہ ہم سے ان کے نام میں اختلاف کیا گیا ہے۔ عروۃ بن الزبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے بحرین کے بیس آدمی حاضر خدمت ہوئے جن کے رئیس عبداللہ بن عوف الاشج رضی اللہ عنہ تھے' ان میں بنی عبید کے تین آدمی' بنی غنم کے تین آدمی اور بنی عبدالقیس کے بارہ آدمی تھے' ہمراہ جارود نصرانی بھی تھے۔ عبدالحمید بن جعفر نے اپنے والد سے روایت کی کہ جس وقت یہ لوگ آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفد عبدالقیس حاضر ہے' فرمایا: انہیں مرحبا' عبدالقیس کیسی اچھی قوم ہے' اس روز ان کے رئیس عبداللہ ابن عوف الاشج رضی اللہ عنہ تھے۔

وفد آیا' جب ان لوگوں سے ذکر کیا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف رکھتے تھے' سب نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کوسلام کریں گے۔ وہ لوگ اپنے کپڑوں میں آئے' اونٹ رملہ بنت الحرث کے مکان کے دروازے پر بٹھا دیئے تھے' ارکان وفد یہی کیا کرتے تھے۔

انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو سلام کیا' رسول اللہ ﷺ ان سے دریافت فرمانے لگے کہ تم میں عبداللہ الاشج رضی اللہ عنہ کون ہے' وہ کہنے لگے یا رسول اللہ' ابھی آتے ہیں' عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے سفر کے کپڑے اتار کے اچھے کپڑے پہن لیے تھے' گندمی رنگ کے آدمی تھے' جب آئے تو رسول اللہ ﷺ نے ایک گندمی رنگ کا آدمی دیکھا۔ عبداللہ نے عرض کی' یا رسول اللہ! انسان کی کھال کی مشک میں پانی نہیں پیا جاتا' انسان کو تو صرف اس کی دو سب سے چھوٹی چیزوں کی حاجت ہوتی ہے یعنی دل اور زبان کی' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں دو خصلتیں ہیں جنہیں اللہ پسند کرتا ہے' عرض کی یا رسول اللہ' وہ دونوں کون سی ہیں' فرمایا ''علم اور انتظار'' عرض کی' یا رسول اللہ یہ وہ چیز ہے جو پیدا ہوگئی ہے یا میری فطرت اسی پر ہے' فرمایا' تمہاری فطرت اسی پر ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی ضیافت وفد عبدالقیس پر دس روز تک جاری رہی' عبداللہ الاشج رسول اللہ ﷺ سے فقہ و قرآن دریافت کرتے' اور جب بیٹھتے تو رسول اللہ ﷺ انہیں اپنے نزدیک کر لیتے' ابی بن کعب رضی اللہ عنہ آتے اور انہیں قرآن سناتے۔ رسول اللہ ﷺ نے وفد کے لیے انعامات کا حکم دیا' ان سب پر عبداللہ الاشج رضی اللہ عنہ کو فضیلت دی' آنحضرت ﷺ نے انہیں ساڑھے بارہ اوقیہ عطا فرمایا' رسول اللہ ﷺ وفد کو جو انعامات دیا کرتے تھے یہ اس سے زیادہ تھا۔

یونس سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ نے دعویٰ کیا کہ اشج بنی عصر نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ تم میں دو عادتیں ہیں جنہیں اللہ پسند فرماتا ہے' عرض کی' وہ دونوں کون سی ہیں' فرمایا: ''حلم و حیا'' عرض کی' یہ دونوں قدیم ہیں یا جدید' فرمایا: قدیم۔ عرض کی' تمام تعریفیں اسی اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے ایسی دو خصلتوں پر پیدا کیا جنہیں وہ پسند کرتا ہے۔

راوی نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اشج عبدالقیس سے فرمایا کہ تم میں دو عادتیں ہیں جنہیں اللہ پسند فرماتا ہے' انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ وہ کون سی ہیں' فرمایا: حلم و حیا۔ عرض کی کیا اس کو میں نے اسلام میں حاصل کیا ہے یا میری فطرت اسی پر ہے۔ فرمایا: تمہاری فطرت اسی پر ہے' عرض کی تمام تعریفیں اسی اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے ایسی فطرت پر پیدا کیا جسے وہ پسند کرتا ہے۔

ہشام بن محمد بن سائب الکلبی نے اپنے والد سے روایت کی کہ اشج عبدالقیس کا نام منذر بن الحارث بن عمرو بن زیاد بن عصر بن عوف بن عمرو بن عوف بن جذیمہ ابن عوف بن بکر بن عوف بن انمار بن عمرو بن ودیعہ بن لکیز بن افصی بن عبدالقیس ابن افصی بن دعمی بن جدیلہ بن اسد بن ربیعہ تھا' لیکن علی بن محمد بن عبداللہ ابن ابی یوسف المدائنی نے کہا کہ ان کا نام منذر بن عائذ بن الحارث بن المنذر ابن النعمان بن زیاد بن عصر تھا۔ حسن سے مروی ہے کہ ہمیں معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے عائذ ابن المنذر الاشج سے فرمایا۔ محمد بن بشر العبدی نے کہا کہ میں نے اپنے شیخ بختری سے اشج کا نام پوچھا تو انہوں نے کہا کہ ان کا نام منذر بن عائذ تھا۔

جارود رضی اللہ عنہ:

نام بشر بن عمرو بن حنش بن المعلیٰ تھا' جو حارث بن زید بن حارثہ بن معاویہ ابن ثعلبہ بن جذیمہ بن عوف بن بکر بن عوف بن انمار تھے' انہیں جارود رضی اللہ عنہ اس لیے کہا گیا کہ عبدالقیس کا علاقہ ان کے باعث تباہ ہوگیا' کچھ بقیہ رہ گیا تھا تو وہ اسے اپنے ماموؤں کے یہاں جو بنی شیبان کے بنی ہند میں سے تھے جلدی سے لے گئے اور ان میں مقیم ہو گئے' ان کا اونٹ خارشی تھا اس نے لوگوں کے اونٹوں میں خارش پھیلا دی تو وہ مر گئے' لوگوں نے کہا کہ بشر نے سب کو تباہ کیا' بس ان کا نام جارود (ہلاکو) رکھ دیا گیا۔ شاعر کہتا ہے:

جودناهم بالسيف من كل جانب كما جرد الجارود بكر بن وائل

''ہم نے ان کو ہر طرف سے تلوار سے ہلاک کیا' جیسا کہ جارود نے بکر بن وائل کو ہلاک کیا''۔

جارود کی والدہ درمکہ بنت رویم ہمشیرہ یزید بن رویم پدر حوشب ابن یزید الشیبانی تھیں' جارود جاہلیت میں شریف تھے اور نصرانی تھے' وفد کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اسلام کی دعوت دی اور اس کو ان کے سامنے پیش کیا' جارود نے عرض کی' میں ایک دین پر تھا' اب آپ کے دین کے لیے اپنا دین ترک کر دوں گا' تو کیا آپ میرے دین کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہارے لیے اس امر کا ذمہ دار ہوں کہ اللہ نے تمہیں ایسے دین کی ہدایت کی جو اس سے بہتر ہے' جارود اسلام لائے' ان کا اسلام اچھا تھا کذب کا ان پر الزام نہیں لگایا گیا تھا۔

وطن کی واپسی کا ارادہ کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سواری مانگی' فرمایا کہ میرے پاس کچھ نہیں جس پر تمہیں سوار کرا دوں' عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے اور میرے وطن کے درمیان بہت سے راستہ بھولے ہوئے اونٹ ہیں' کیا میں ان پر سوار ہولوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ تو دوزخ کا ایندھن ہیں' ان کے قریب نہ جانا۔

جارود نے ارتداد کا زمانہ پایا تھا' جب معرور بن المنذر بن النعمان کے ساتھ ان کی قوم واپس آئی تو جارود کھڑے ہوئے' شہادت حق ادا کی' اسلام کی دعوت دی اور کہا کہ اے لوگو! میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اور جو شہادت نہ دے گا' میں اس کے لیے کافی ہوں' پھر یہ شعر پڑھا:

رضينا بدين الله من كل حادث وباللّٰه والرحمٰن ترضٰى به ربّا

''ہم ہر حادثے میں اللہ کے دین پر راضی ہیں' اور ہم اللہ و الرحمٰن کے رب ہونے کو پسند کرتے ہیں''۔

عبداللہ بن عامر بن ربیعہ سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے قدامہ ابن مظعون کو بحرین کا والی بنایا' قدامہ رضی اللہ عنہ اپنے عہدے پر روانہ ہو گئے' انہوں نے اس طرح انتظام کیا کہ نہ تو کسی مقدمے میں شکایت کی جاتی تھی نہ کسی خلل کی' سوائے اس کے کہ وہ نماز میں حاضر نہ ہوتے تھے۔

سردار عبدالقیس جارود' عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ امیر المومنین قدامہ رضی اللہ عنہ نے شراب پی ہے' میں نے

اللہ کے حدود میں سے ایک حد دیکھی ہے' مجھ پر واجب ہے کہ اسے آپ کے پاس پہنچا دوں' عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تمہارے بیان پر کون گواہ ہے۔ جارود نے کہا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ۔

عمر رضی اللہ عنہ نے قدامہ رضی اللہ عنہ کو اپنے پاس آنے کو لکھا' وہ آئے' جارود آ کر عمر رضی اللہ عنہ سے گفتگو کرنے لگے اور کہنے لگے کہ ان پر کتاب اللہ کو قائم کیجئے' عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ تم گواہ ہو یا فریق' جارود نے کہا کہ میں گواہ ہوں' عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم نے اپنی شہادت ادا کر دی ہے' جارود خاموش ہو گئے۔

دوسرے روز پھر عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور کہا ان پر حد قائم کیجئے' عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے تو تم فریق ہی معلوم ہوتے ہو' ان کے خلاف صرف ایک ہی شخص گواہ ہے' دیکھو خبردار تم اپنی زبان قابو میں رکھو ورنہ میں تم سے بری طرح پیش آؤں گا۔ جارود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ واللہ یہ تو حق نہیں ہے کہ شراب تمہارے چچا کا بیٹا پیئے اور برائی تم میرے ساتھ کرو۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں روک دیا۔

عبدالرحمٰن بن سعید بن یربوع سے مروی ہے کہ جارود العبدی جب آئے تو انہیں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ملے اور کہا کہ واللہ امیر المومنین تمہیں ضرور تازیانے ماریں گے' جارود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ واللہ تمہارے ماموں کو تازیانے ماریں گے یا تمہارے والد اپنے رب کا گناہ کریں گے' اے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تم اس خبر سے مجھے دل شکستہ کرنا چاہتے ہو۔

جارود عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور کہا کہ ان پر کتاب اللہ قائم کیجئے' عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں جھڑک دیا کہ واللہ اگر اللہ کا خوف نہ ہوتا تو تمہارے ساتھ یہی کرتا' جارود نے کہا کہ واللہ اگر اللہ کا خوف نہ ہوتا تو میں اس کا قصد نہ کرتا' عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم نے سچ کہا' واللہ تم گھر سے کنارہ کش اور بڑے خاندان والے ہو' عمر رضی اللہ عنہ نے قدامہ رضی اللہ عنہ کو بلا کر تازیانے مارے۔ علی بن محمد سے مروی ہے کہ جارود کہا کرتے تھے کہ میں عمر رضی اللہ عنہ کے بعد قریشی کے خلاف قریشی کے سامنے شہادت دیتے ڈرتا تھا۔

حکم بن ابی العاصؓ نے جارود کو جنگ سہرگ میں بھیجا' ۲۰ھ میں عقبۃ الطین میں شہید کر دیئے گئے' اسی لیے اس کو عقبۃ الجارود کہا جاتا ہے' جارود کی کنیت ابو غیاث تھی' یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ابوالمنذر تھی۔

ان کی اولاد میں منذر و حبیب و غیاث تھے' جن کی والدہ امامہ بنت النعمان جذیمہ کے خصفات میں سے تھیں۔ عبداللہ و سلم' ان دونوں کی والدہ دختر جد تھیں کہ عبدالقیس کے بنی عائش کے ایک فرد تھے۔ مسلم و حکم' جن کی بقیہ اولاد نہ تھی' وہ سجستان میں قتل کر دیئے گئے اور ان کے بیٹے اشراف تھے۔

منذر بن جارود سردار و سخی تھے' علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے انہیں اصطخر کا والی بنایا تھا' جو شخص ان کے پاس آتا وہ اس کے ساتھ احسان کرتے' عبید اللہ بن زیاد نے انہیں سرحد ہند کا والی بنایا' وہیں ۶۱ھ یا شروع ۶۲ھ میں ان کی وفات ہوئی' اس وقت وہ ساٹھ سال کے تھے۔

صحار بن عباس العبدی رضی اللہ عنہ:

بنی مرہ بن ظفر بن الدیل کے تھے' کنیت ابو عبدالرحمٰن تھی' وہ بھی وفد عبدالقیس میں تھے۔ خالدہ بنت طلق سے مروی ہے کہ مجھ سے والد نے کہا کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ صحار عبدالقیس آئے' عرض کی یا رسول اللہ اس شراب کے

بارے میں کیا حکم ہے جو ہم اپنے پھلوں سے بناتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف سے منہ پھیر لیا' انہوں نے تین مرتبہ یہی پوچھا۔

رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی' نماز ادا کر لی تو فرمایا کہ نشہ کرنے والی چیز کو کون دریافت کرتا تھا' تم مجھ سے نشہ والی چیز کو پوچھتے ہو' تو نہ اسے تم خود پیو اور نہ اپنے بھائی کو پلاؤ' کیونکہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد ﷺ کی جان ہے' ایسا نہیں ہوسکتا کہ کوئی شخص اسے نشہ کی لذت حاصل کرنے کے لیے پیے اور پھر وہ اسے قیامت کے دن شراب پلائے' ضمار ان لوگوں میں تھے' جنہوں نے خون عثمان رضی اللہ عنہ کا مطالبہ کیا تھا۔

سفیان بن خولی رضی اللہ عنہ:

ابن عبد عمرو بن خولی بن ہمام بن الناتک بن جابر بن جدر جان بن عساس ابن لیث بن حداد بن ظالم بن ذہل بن عجل بن عمرو بن ودیعہ بن لکیز بن افصیٰ ابن عبدالقیس' وفد کے ساتھ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

محارب بن مزیدۃ رضی اللہ عنہ:

ابن مالک بن ہمام بن معاویہ بن شبابہ بن عامر بن حطمہ بن عمرو بن محارب عبدالقیس کے تھے' بطور وفد نبی ﷺ کے پاس آئے تھے۔

عبیدہ بن مالک رضی اللہ عنہ:

ابن ہمام بن معاویہ بن شبابہ' بطور وفد نبی ﷺ کے پاس آئے تھے۔

زارع بن الوازع العبدی رضی اللہ عنہ:

وفد عبدالقیس میں تھے۔ اس کے بعد انہوں نے بصرے کی سکونت اختیار کر لی تھی۔

ابان العبدی رضی اللہ عنہ:

وفد میں تھے' بعض نے حدیث میں کہا کہ وہ غسان تھے۔

جابر بن عبداللہ العبدی رضی اللہ عنہ:

منقذ بن حیان العبدی رضی اللہ عنہ:

یہ ان اشج کے بھانجے تھے' جن کے چہرے پر نبی ﷺ نے مسح کیا تھا (اور دادکی شکایت رُک گئی تھی)۔

عمرو بن المرجوم رضی اللہ عنہ:

مرجوم کا نام عبد قیس بن عمرو بن شہاب بن عبداللہ بن عصر بن عوف ابن عمرو تھا' عبدالقیس کے تھے' وفد میں تھے' یہی ہیں جو خاندان عبدالقیس میں سب سے پہلے بصرہ آئے۔

شہاب بن المتروک رضی اللہ عنہ:

متروک کا نام عباد بن عبید بن شہاب بن عبداللہ بن عصر تھا۔ عبدالقیس کے تھے اور وفد میں تھے۔

عمرو بن عبد قیس رضی اللہ عنہ:

بنی عامر بن عصر سے تھے' اشج کے بھانجے اور ان کی دختر امامہ بنت الاشج کے شوہر تھے' انہیں اشج نے بھیجا کہ رسول اللہ ﷺ کا علم حاصل کریں' اور کھجور بار کرادی' جس سے ظاہر ہو کہ اسے فروخت کرنا چاہتے ہیں' ساتھ بنی عامر ابن الحارث کا ایک رہبر جس کا نام اریقط تھا کر دیا' ان سے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آنحضرت ﷺ ہدیہ نوش فرماتے ہیں اور صدقہ نہیں کھاتے اور دونوں شانوں کے درمیان ایک علامت ہے' لہٰذا تم اس کا علم حاصل کرو۔

عمرو بن عبد قیس روانہ ہوئے' ہجرت کے سال مکہ آئے' نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کھجوریں لائے' عرض کی یہ صدقہ ہے' آنحضرت ﷺ نے اس کو قبول نہیں فرمایا' پھر اس کو انہوں نے کسی اور کے ہاتھ بھجوایا اور کہا کہ یہ ہدیہ ہے' آنحضرت ﷺ نے اسے قبول فرمالیا' انہوں نے حیلہ کیا اور آنحضرت ﷺ کے شانوں کے درمیان دیکھ لیا' نبی ﷺ نے انہیں اسلام کی دعوت دی' وہ اسلام لائے۔ آنحضرت ﷺ نے انہیں ''الحمد'' اور ''اقراء باسم ربک الذی خلق'' تعلیم فرمائی' اور فرمایا کہ اپنے ماموں کو دعوت دو۔

عمرو واپس ہوئے' ان کا رہبر مکے میں مقیم ہوگیا' یہ بحرین آئے' گھر میں اسلامی سلام کے ساتھ داخل ہوئے' ان کی بیوی نفرت سے اپنے والد کے پاس چلی گئیں اور کہا کہ رب کعبہ کی قسم عمرو رضی اللہ عنہ بے دین ہوگئے' باپ نے بیٹی کو جھڑک دیا اور کہا کہ میں اس عورت کا دشمن ہوں جو اپنے شوہر کی مخالفت کرے۔

اشج ان کے پاس آئے تو انہیں انہوں نے واقعہ بتایا اور کچھ زمانے تک اپنا اسلام چھپایا' پھر وہ اپنے اسلام کو پوشیدہ کیے ہوئے اہل ہجر کے سترہ اور بقول بعض بارہ آدمیوں کے ہمراہ بطور وفد نبی ﷺ کی جانب روانہ ہوئے' یہ لوگ نبی ﷺ کی خدمت میں آکر اسلام لائے۔

طریف بن ابان رضی اللہ عنہ:

ابن سلمہ بن جاریہ جو بنی جدیلہ بن اسد بن ربیعہ کے تھے' بطور وفد نبی ﷺ کی خدمت میں آئے۔

عمرو بن شعیث رضی اللہ عنہ:

عبدالقیس کے بنی عصر میں سے تھے' بطور وفد نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

جاریہ بن جابر رضی اللہ عنہ:

بنی عصر کے تھے اور وفد میں شریک تھے۔

ہمام بن ربیعہ رضی اللہ عنہ:

بنی عصر کے تھے اور وفد میں شریک تھے۔

خزیمہ بن عبد عمرو رضی اللہ عنہ:

بنی عصر کے تھے اور وفد کے ایک رکن تھے۔

عامر بن عبد قیس رضی اللہ عنہ:

بنی عامر بن عصر کے تھے اور وفد میں شریک تھے' ان عمرو بن عبد قیس کے بھائی تھے جن کو الاشج نے رسول اللہ ﷺ کا علم حاصل کرنے کے لیے بھیجا تھا۔

عقبہ بن جروہ رضی اللہ عنہ:

بنی صباح بن لکیز بن افصی بن عبد القیس کے تھے اور وفد میں تھے۔

مطر رضی اللہ عنہ:

عقبہ بن جروہ کے اخیافی بھائی اور قبیلہ عنزہ کے حلیف تھے۔

سفیان بن ہمام رضی اللہ عنہ:

بنی ظفر بن ظفر بن محارب بن عمرو بن ودیعہ بن لکیز بن افصیٰ بن عبد القیس سے تھے' بطور وفد نبی ﷺ کی خدمت میں آئے تھے۔ ان کے فرزند:

عمرو بن سفیان رضی اللہ عنہ:

یہ وہی شخص ہیں کہ ابن الاشعث جب بصرہ آئے تو انہیں کے مکان میں اترے' بعد کو زاویہ چلے گئے۔

حارث بن جندب العبدی رضی اللہ عنہ:

بنی عائش بن عوف بن الدیل سے تھے اور بطور وفد نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

ہمام بن معاویہ رضی اللہ عنہ:

ابن شبابہ بن عامر بن حطمہ' عبد القیس سے تھے اور بطور وفد نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

طبقات ابنِ سعد

حصہ ششم

اصحابِ کوفہؓ وتابعینؒ

وہ اصحابِ رسول اللہ ﷺ جنھوں نے کوفے کی اقامت اختیار کی جو اصحابِ علم وفن اور صاحبِ فتویٰ وتقویٰ کہلائے جن کے دم قدم سے دینی علم کی مشعلیں روشن ہوئیں محفلوں میں علم وعرفان کے پھول کھلے اور جو اسلامی تہذیب وروایت کا مرقع ثابت ہوئے۔ نیز ان کے بعد آنے والے تابعین اور اہل علم وفقہ کے حالات۔

مصنف
محمد بن سعدؒ (المتوفی ۲۳۰ھ)

ترجمہ
مولوی نذیر الحق میرٹھی

نفیس اکیڈمی
اُردو بازار، کراچی

طبقات ابن سعد

نام کتاب .... طبقات ابن سعد (حصہ ششم)
مصنف .... علامہ محمد بن سعد المتوفی ۲۳۰ھ
مترجم .... مولوی نذیر الحق میرٹھی
اضافہ عنوانات وحواشی .... مولانا عبدالمنان صاحبؒ
ناشر .... نفیس اکیڈمی اردو بازار۔ کراچی
قیمت .... /- روپے

نفیس اکیڈمی
اُردو بازار، کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کوفہ میں اقامت اختیار فرمانے والے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین

اور تابعین عظام رحمۃ اللہ علیہم

از: چوہدری محمد اقبال سلیم گاھندری

یہ کتاب جو اس وقت آپ کے پیش نظر ہے اسلامی تاریخ و تذکرہ کی قدیم ترین کتاب اور خیر القرون کے بزرگوں کا قدیم ترین تذکرہ طبقات ابن سعد کا حصہ ششم ہے۔ ابن سعد کی وفات ۲۳۰ھ میں ہوئی ہے۔

یہ کتاب ہمیشہ ہی سے قدیم ترین اور وسیع ترین ماخذ تاریخ میں شمار ہوتی رہی ہے۔ اور زمانہ مابعد کے ارباب تاریخ مثلاً ابن الاثیر جزری' ابن کثیر دمشقی' ابن خلدون المغربی اور ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہم جیسے بزرگانِ تاریخ و روایات نے اس کتاب کو بطور ماخذ تاریخ اپنی جلیل القدر تصانیف میں ہمیشہ اپنے سامنے رکھا ہے۔ اس کتاب کی عظمت و افادیت کا اندازہ اس حقیقت سے لگایا جاسکتا ہے۔ کہ اہل علم کے نزدیک اس کتاب کا مطالعہ تاریخ اسلامی کے ہر طالب علم کے لیے ناگزیر سمجھا جاتا ہے۔

اس عظیم و وسیع کتاب کا یہ حصہ جو اس وقت پیش کیا جارہا ہے۔ چھٹا حصہ ہے۔ اس میں ابن سعد نے ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا حال لکھا ہے۔ جو شہر کوفہ میں آبسے تھے۔ اور ان تابعینؒ یعنی شاگردانِ صحابہ رضی اللہ عنہم کا تذکرہ کیا ہے۔ جو عموماً شہر کوفہ میں رہتے تھے۔

شہر کوفہ عہد خلافتِ فاروقی میں ایک فوجی چھاؤنی کی حیثیت سے آباد ہوا اور بہت جلد ایک اچھا بڑا شہر بن کر تیار ہو گیا۔ ملک عراق میں اس کا محل وقوع سابق دولت ساسانیہ ایران کے مقبوضات عراق میں بحری راستہ کے قریب اور سرزمین عرب سے نزدیک ہونے کی وجہ سے فوجی اور کشوری دونوں اعتبار سے خاص اہمیت کا حامل ہے۔ جہاں ابتداء ہی میں حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہما قیام پذیر تھے۔ اور جہاں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ جیسے خلیفہ راشد کی مسند خلافت بچھی ہوئی تھی۔

یہی وہ شہر ہے جہاں حضرت جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ رہا کرتے تھے۔ زمانہ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے ہی یہ شہر اہل روایات' اہل قانون اور زبان دانوں کا مرکز بن چکا تھا۔ اور ابن سعد کی پیدائش سے پہلے ہی کوفہ کے نواح میں عباسی خلفاء کا اوّلین دار الخلافہ انبار تعمیر ہو چکا تھا۔ یہیں سے تاریخ اسلامی کے تمدن آفریں دور کی ابتداء ہوتی ہے۔ جس کی تکمیل خلیفہ منصور کے نوتعمیر شہر بغداد میں ہوئی۔

بہر حال طبقات ابن سعد کا یہ حصہ ششم اسی شہر کوفہ میں اقامت پذیر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظامؒ کا تذکرہ ہے۔ اندازہ

لگایئے کہ اس حصہ میں کیا کچھ نہیں اور کیوں نہ یہ کتاب مؤرخین کی آنکھ کا تارا بن جاتی۔

اس حصہ کا ترجمہ مولوی نذیر الحق صاحب میرٹھی نے کیا ہے اور اردو ترجمہ کا حق ادا کر دیا ہے۔ بہت سلیس اور عام فہم۔

ملک کے موجودہ سیاسی اور بدلتے ہوئے معاشی حالات میں ایک ناشر کے لیے اپنے موجودہ کام کو جاری رکھنا ہی ایک بڑا مشکل مسئلہ بن گیا ہے چہ جائیکہ حوصلہ مندانہ ارادوں کی تکمیل۔ اس کے لیے تو صرف یہی کہا جا سکتا ہے کہ ع

اللہ اگر توفیق نہ دے انسان کے بس کی بات نہیں

لیکن شکر ہے اللہ رحیم و رؤف کا اس نے توفیق عطا فرمائی۔ حالات پر قابو پانے کے لیے توانائی بھی دی۔ اور ہم اس حوصلہ مندانہ ارادہ کی تکمیل کی طرف ایک قدم اور آگے بڑھ سکے دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو مقبولیت و افادیت دونوں عطا فرمائے۔ آمین!

وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰه

فہرست مضامین

طبقات ابن سعد (حصہ ششم)

مہاجرین و انصار کا مقام قرآن حکیم کی نظر میں:

مہاجرین و انصار صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنے عمل سے دنیا والوں اور آئندہ نسلوں کو یہ بتلا دیا اور کر کے دکھا دیا کہ اللہ والے یعنی حقیقی معنوں میں مومن اور سچے مسلمان وہ ہوتے ہیں جو اللہ کی راہ میں یعنی اس کے دین کی حفاظت و اشاعت میں اپنا سب کچھ قربان کر دیں' جن کو دین دنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ پیارا ہو' جو ہر حال میں دین کو دنیا پر مقدم رکھیں اور صدق و اخلاص کا پیکر اور ایثار و قربانی کا مجسمہ ہوں۔ ہر صحابی کی زندگی ہمیں یہی سبق دیتی اور ہماری مردہ رگوں میں خون حیات دوڑاتی ہے' مومن و مسلم کی زندگی کی معراج رضائے الٰہی کا حصول ہے اور اس کا انحصار' ایمان' عمل صالح' جہاد اور ایثار و قربانی ہے' اور یہی صحابہ رضی اللہ عنہم کی زندگی کے چار ستون تھے' جن کی وجہ سے ان کو بارگاہِ الٰہی سے یہ سند ملی:

﴿ وَ السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَ الْاَنْصَارِ وَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ وَ اَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴾ (سورۃ التوبۃ پارہ: ۱۰)

''اور سبقت لے جانے والے مہاجرین و انصار میں سے پہلے لوگ اور وہ جنہوں نے احسان کے ساتھ ان کی پیروی کی' اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اس سے راضی ہوئے۔ اور اس نے ان کے لیے باغ تیار کیے ہیں' جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں اور وہ انہیں میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہ بڑی کامیابی ہے''۔

سابقون: 'سبق' کے معنی ہیں۔ چلنے میں آگے بڑھ جانا۔ یہ ہر قسم کے تقدم پر بولا جاتا ہے۔ فضیلت و بزرگی حاصل کرنے پر بھی بولا جاتا ہے اور اس سے مراد نفوذ بھی ہوتا ہے۔ مطلب یہ کہ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اسلام قبول کرنے' ایمان لانے' نیک اعمال بجا لانے' فضیلت و بزرگی حاصل کرنے اور اللہ کی رضامندی و خوشنودی حاصل کرنے میں سبقت کی اور آنے والے مسلمانوں کے لیے اس کا اعلیٰ نمونہ چھوڑا تاکہ وہ بھی انہی کے نقوش قدم پر چلیں۔ جس طرح انہوں نے دنیوی ترقی و کامرانی اور اُخروی نجات و سعادت حاصل کی تھی اسی طرح اس دور کے مسلمان بھی حاصل کریں۔ اگر وہ ترقی و کامرانی کے ایک مسلمان کی حیثیت سے خواہاں ہیں تو جس طرح مہاجرین نے قربانی' انصار نے ایثار اور باہمی محبت و اخوت کا دنیا والوں کے سامنے عظیم الشان مظاہرہ کیا اسی طرح ایثار و قربانی اور محبت و اخوت کا ثبوت اس دور کے مسلمان بھی دیں اور ایک دوسرے پر ان صفات میں سبقت کریں جس طرح انہوں نے سبقت کی تھی۔

آیت زیر بحث میں دوسرا لفظ ''اوّل'' اس کے معنی ہیں اصل کی طرف رجوع کرنا۔ اوّل ہونا کئی لحاظ سے ہوتا ہے۔ جیسے زمانے کے لحاظ سے' ریاست و مرتبے کے اعتبار سے وغیرہ۔ جب کہ سورۃ الانعام میں ہے ﴿اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ﴾ میں پہلا مسلمان ہوں۔ یہاں مراد یہ ہے کہ ایمان و اسلام میں دوسروں کو میرا اقتداء کرنا چاہیے' قرآن نے ان کو وَ السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ کہا ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ قیامت تک کے مسلمانوں کو ان مقدس نفوس کا اقتداء کرنا چاہیے۔

راہ حق میں ہجرت کی حقیقت:

برأت و ہجرت حقیقت میں دعوتِ حق کا دوسرا مرحلہ ہے۔ انبیاء علیہم السلام اور داعیانِ حق کے لیے پہلا مرحلہ تبلیغ کا مرحلہ ہوتا

ہے۔یعنی پہلے وہ انسانوں کے سامنے دعوت توحید دیتے ہیں۔ان کو دلنشیں انداز میں توحید کی حقیقت اور شرک و بت پرستی کی ضلالت وتباہ کاری سے پرزور دلائل کے ساتھ بار بار واقف وآگاہ کرتے ہیں۔غیر اللہ کی بندگی سے نجات دلا کر خدائے واحد کی بندگی اختیار کرنے کی تاکید وہدایت کرتے ہیں۔یہ کام انتہائی سرگرمی وتندہی اور جوش وانہماک سے برابر کیے چلے جاتے' جتنے بھی زہرہ گداز مصائب وآلام اس راہ میں پیش آتے ہیں ان کو ہنسی خوشی برداشت کیے چلے جاتے ہیں اور اس طرح تبلیغ کے ذریعہ اپنی قوم یا اپنی سوسائٹی کا جوہر نکال لیتے ہیں۔اس قوم یا ملک میں جتنے بھی قابل اور سعید انسان ہوتے ہیں ان سب کو محض اپنی تبلیغ' اپنے اخلاق اور اپنی پاکیزگی سے اپنی طرف کھینچ لیتے ہیں۔جس طرح مقناطیس لوہے کو کھینچ لیتا ہے اسی طرح ایک نبی یا داعئ حق جوہر قابل رکھنے والے افراد کے قلوب کو مسخر کر لیتا ہے۔اس طرح جب اس کی قوم یا سوسائٹی کا جوہر نکل آتا ہے تو صرف چھاچھ کی مانند افراد اس میں باقی رہ جاتے ہیں۔مکہ میں ہجرت کے بعد جو عرب یا دیہاتی باقی رہ گئے تھے شاید انہیں کے حق میں ارشاد ہوا ہے:

﴿ اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ كُفْرًا وَّ نِفَاقًا وَّ اَجْدَرُ اَلَّا يَعْلَمُوْا حُدُوْدَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴾ (سورۃ التوبۃ)

''اعراب یا دیہاتی کفر ونفاق میں بڑے سخت ہیں اور اسی کے زیادہ لائق ہیں کہ اس کی حدود کو نہ جانیں' جو اللہ نے اپنے رسول پر نازل کیا اور اللہ علم وحکمت والا ہے''۔

یعنی یہ قرآن کی کایا پلٹ تعلیم کا اعجاز وکمال تھا کہ ایسے سخت لوگوں کو جو علم سے اس قدر دور تھے کہ یہ حدود اللہ کا علم حاصل کرنے کے لیے گویا پیدا ہی نہیں ہوئے تھے' ان کو بھی حدود اللہ پر قائم کر دکھایا۔اس سے مقصود یہ بتلانا ہے کہ دنیا کی کوئی قوم ایسی نہیں جس کی اصلاح قرآن نہ کر سکتا ہو' اب جن لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ان کے حق میں ارشاد فرمایا:

﴿ وَ مِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ يَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ وَ صَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ اَلَآ اِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ سَيُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴾ (سورۃ التوبۃ)

''اور اعراب میں ایسے بھی ہیں جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لاتے ہیں اور جو کچھ خرچ کرتے ہیں اسے اللہ کے ہاں قرب اور رسول کی دعاؤں کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔سنو وہ ان کے لیے قرب ہی کا ذریعہ ہوگا' اللہ انہیں اپنی رحمت میں داخل کرے گا۔اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے''۔

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ اللہ اور آخرت پر سچا ایمان وہی ہے جو مومن میں مالی قربانی کا جذبہ پیدا کرے۔نیک اعمال میں سب سے بڑا نیک عمل مالی قربانی ہے۔یہ قرب الٰہی کا ذریعہ ہے۔اسی کی وجہ سے مہاجرین وانصار نے وہ قرب مکان حاصل کیا کہ اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔اور یہ ان کا بہت بڑا مرتبہ اور بہت بڑی فضیلت ہے۔

ہجرت کے ذریعہ مہاجرین نے ثابت کر دیا کہ ان کو اللہ سے شدید محبت تھی' وہ رسول اللہ کے سچے عاشق تھے اور اللہ کی راہ میں مرمٹنے والے۔

اسلام میں ہجرت کا مقام اور اہمیت:

قرآن مجید میں جتنے انبیاء علیہم السلام کی ہجرت کا ذکر ہے' اس سے یہ ہوتا ہے کہ انہوں نے ہجرت کا اعلان اس وقت کیا جب

کہ ان کی قوموں نے ان کو سنگسار کر دینے یا قتل کر دینے یا اپنے ملک سے نکال دیئے جانے کا آخری فیصلہ کر لیا۔ ایسی ہجرت کا حکم ہر زمانے کے لیے ہے۔ دنیا میں جب کبھی اور جہاں کہیں بھی مسلمان دعوتِ حق اور اسلامی تبلیغ کا حق ادا کر دیں اور وہاں ان کا ایک مسلمان کی حیثیت سے جینا ناممکن ہو جائے تو یہ حکم ہے کہ وہ وہاں سے ہجرت کر جائیں۔ بشرطیکہ کوئی ایسا دارالسلام بھی موجود ہو' جیسا مدینہ میں ہجرت کے بعد بن گیا تھا۔ اگر کہیں ہجرت کر جانا ممکن نہ ہو تو پھر وہیں راہِ حق میں فنا ہو جائیں اور اپنے دین و اخلاق پر کوئی آنچ نہ آنے دیں۔

یہ ہجرت اس ہجرت سے بالکل مختلف ہے جو ایک قوم دوسری قوم کی ناانصافیوں زیادتیوں اور چیرہ دستیوں سے مجبور ہو کر کرتی ہے۔ جیسا کہ آج کل ہو رہا ہے۔ یہ ہجرت ایک قوم سے دوسری قوم کی طرف یا ایک ملک سے دوسرے ملک کی طرف ہوتی ہے' یہ ہجرت جان و مال کی حفاظت کے لیے ہوتی ہے اس میں دین و اخلاق کا جذبہ کارفرما نہیں ہوتا' صرف قوم پرستی کا جذبہ محرک ہوتا ہے۔ اس کو ہجرت الی اللہ سے کوئی تعلق نہیں۔ صحیح معنوں میں ہجرت وہی ہے جو عہد نبوت میں مہاجرین نے کی تھی اور اللہ تعالیٰ سے رضامندی کی سند حاصل کی تھی۔ ان کی شان دنیا سے نرالی ہے۔

دنیا کی ہر قوم اور ہر انسان اپنے مقصد کے لیے قربانی دیتا ہے' اپنا وقت' اپنی محنت' اپنی قابلیت' اپنی راحت و آسائش قربان کرتا ہے۔ تب کہیں جا کر کوئی مقصد حاصل ہوتا ہے اور کچھ عرصے تک مصائب و آلام برداشت کر لینا' کوئی انوکھی بات نہیں۔ دنیا میں ہمیشہ ایسا ہوتا رہا ہے اور ہوتا رہے گا۔ ہر بامقصد انسان اپنے مقصد کے حصول کے لیے۔ مالی نقصان بھی برداشت کر سکتا ہے جسمانی اذیتیں بھی سہہ سکتا ہے اور کبھی جان بھی دے سکتا ہے۔ مگر جیتے جی ہمیشہ کے لیے اپنی دولت و جائیداد پر لات مار دینا' اہل و عیال اور خویش و اقارب کو چھوڑ دینا' دوستانہ تعلقات کا توڑ لینا' اپنے تمام اغراض و مفاد کو اپنے مقصد پر قربان کر دینا اور یہ سب کچھ اپنی خوشی سے برداشت کر لینا یہ صرف مہاجرین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا سب سے بڑا ایثار' سب سے بڑی قربانی' سب سے بڑا کمال اور سب سے بڑا اشرف ہے۔

انہوں نے صرف اللہ و رسول ﷺ کی اطاعت و فرماں برداری اور خوشنودی کے لیے جلاوطنی اختیار کی' اپنے گھر بار' اپنی دولت و جائیداد اور اہل و عیال تک سے منہ موڑا۔ اس جذبہ ایثار و فدویت کی مثال دنیا کی کوئی قوم پیش کرنے سے قاصر ہے۔ نہ آج اس کی کوئی مثال دی جا سکتی ہے اور نہ شاید قیامت تک دی جا سکے گی۔ یہ تھی ان کی خدا پرستی' دینداری اور حقیقی عظمت و شان۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے فضائل و مناقب سے سارا قرآن بھرا پڑا ہے۔ ہم نے اختصار کو مدنظر رکھتے ہوئے صرف دو تین آیتوں پر ہی اکتفا کیا ہے۔

لسانِ نبوی سے ہجرت کی عظمت کا بیان:

اب ہجرت کے بارے میں دو تین حدیثیں بھی نمونۂ ملاحظہ فرما لیجئے اور اپنے دین و ایمان کو تازہ کر لیجئے۔ بخاری شریف میں ہے کہ ایک اعرابی نے آنحضرت ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر ہجرت کے بارے میں سوال کیا۔ آپ نے فرمایا: تجھ پر افسوس ہے' ہجرت بہت ہی سخت ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ ''اعمال کا دارومدار نیت پر ہے پس جس کی ہجرت دنیا کے لیے یا کسی عورت سے شادی کرنے کی نیت سے ہوگی تو یہ ان ہی چیزوں کے لیے ہوگی۔ اس کا اللہ و رسول کی خوشنودی سے کوئی تعلق نہ ہوگا''۔ (بخاری)

حضرت خباب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ''ہم لوگوں نے آنحضرت ﷺ کے ساتھ ہجرت خالص نیت سے اللہ و رسول کی خوشنودی کے لیے کی تھی۔ اس لیے ہم اجر کے مستحق ہو گئے''۔ (بخاری)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم طلوع آفتاب کے وقت آنحضرت ﷺ کے پاس تھے۔ آپؐ نے فرمایا: ''عنقریب قیامت کے دن میری امت کے کچھ لوگ ایسے اٹھیں گے کہ جن کا نور آفتاب کی مانند ہوگا''۔ ہم لوگوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ! وہ کون لوگ ہوں گے؟ فرمایا فقراء مہاجرین جن کے ذریعہ مصیبتوں کا تحفظ کیا جاتا ہے' اپنی حسرتیں اور تمنائیں سینوں میں لیے ہوئے دنیا سے رخصت ہوتے ہیں۔ یہ لوگ مختلف اقطاع عالم سے اٹھائے جائیں گے۔

اب آپ سمجھ لیجئے کہ مہاجرین صحابہ رضی اللہ عنہم کی فضیلت اور عظمت و شان کیا ہے؟ ہمارے مایہ ناز مؤرخ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے امت پر کتنا بڑا احسان کیا ہے کہ ان مقدس نفوس کے سوانح حیات' کارنامے اور سیرتیں دے گئے' اس باب میں کتنا اہم اور کتنا قیمتی سرمایہ ہمارے لیے چھوڑ گئے؟ اور اس کی تبلیغ و اشاعت دین کی کتنی بڑی ٹھوس خدمت ہے۔

آپ کا محبوب علمی ادارہ ''نفیس اکیڈمی'' یہ نایاب و گراں قدر علمی سرمایہ اسی نیت کے ساتھ آپ تک پہنچا رہا ہے۔ اب اس کی پذیرائی و قدردانی آپ کا کام ہے۔ ہم نے اپنی بساط کے مطابق یہ اندوختہ آخرت آپ کے حوالہ کر دیا ہے۔ ہمارا علمی فرض پورا ہوا اب آپ اپنا فرض ادا کریں۔

''گر قبول اُفتد زہے عز و شرف''

نذیر الحق (میرٹھی)

مؤرخہ ۱۵ر جولائی ۱۹۶۹ء

کوفہ کے مہاجر صحابہ رضی اللہ عنہم

وہ اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنہوں نے کوفے کی اقامت اختیار کی' جو اصحابِ علم وفن اور صاحبِ فتویٰ وتقویٰ کہلائے' جن کے دم قدم سے دینی علم کی مشعلیں روشن ہوئیں' محفلوں میں علم وعرفان کے پھول کھلے اور جو اسلامی تہذیب وروایات کا مرقع ثابت ہوئے۔

نیز ان کے بعد آنے والے تابعین رحمۃ اللہ علیہم اور اہل علم وفقہ!

کوفہ اور اہل کوفہ کا تعارف:

کوفے کے متعلق ہم سب سے پہلے حضرت علامہ شبلی رحمۃ اللہ علیہ کی ''الفاروق'' سے اس کی تفصیل بیان کرتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

دوسرا شہر جو بصرے سے زیادہ مشہور ہوا وہ کوفہ تھا۔ مدائن وغیرہ جب فتح ہو چکے تو سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ یہاں رہ کر عرب کا رنگ روپ بدل گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب میں لکھا کہ اہل عرب کو وہاں کی آب وہوا راس نہیں آسکتی' ایسی جگہ تلاش کرنی چاہیے جو بری وبحری دونوں حیثیتیں رکھتی ہو' چنانچہ سلیمان اور حذیفہ رضی اللہ عنہما نے جو خاص اسی کام پر مامور رہے کوفے کی زمین انتخاب کی' یہاں کی زمین ریتلی اور کنکریلی تھی اور اسی وجہ سے اس کا نام کوفہ رکھا گیا۔ اسلام سے پہلے نعمان بن منذر کا خاندان' جو عراق کا فرمانروا تھا' ان کا پایہ تخت یہی مقام تھا اور ان کی مشہور عمارتیں خورنق اور سدیر اسی کے آس پاس واقع تھیں' منظر نہایت خوشنما اور دریائے فرات سے صرف ڈیڑھ دو میل کا فاصلہ تھا' اہل عرب اس مقام کو غدا العذار یعنی عارض محبوب کہتے تھے۔ کیونکہ وہ مختلف قسم کے عمدہ عربی پھولوں مثلاً اقحوان' شقائق' قیصوم اور خرآمی کا چمن زار تھا۔ غرض ۱۷ھ میں اس کی بنیاد شروع ہوئی اور جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تصریح کے ساتھ لکھا تھا ۴۰ ہزار کنبوں کی آبادی کے قابل مکانات بنائے گئے۔

ہیاج بن مالکؒ کے اہتمام سے عرب کے جدا جدا قبیلے جدا جدا محلوں میں آباد ہوئے۔ شہر کی ساخت اور وضع کے لیے خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا تحریری حکم آیا تھا کہ شارع ۴۰۔۴۰ ہاتھ اور اس سے گھٹ کر ۳۰۔۳۰ ہاتھ اور ۲۰۔۲۰ ہاتھ چوڑے رکھے جائیں اور گلیاں ۷۔۷ ہاتھ چوڑی ہوں۔ جامع مسجد کی عمارت جو ایک مربع بلند چبوترہ دے کر بنائی گئی تھی' اس قدر وسیع تھی کہ اس میں چالیس ہزار آدمی آسکتے تھے' اس کے ہر چہار طرف دور دور تک زمین کھلی چھوڑ دی گئی تھی۔ عمارتیں اوّل گھاس پھونس کی تھیں لیکن جب آگ لگنے کا واقعہ پیش آیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت دی اور اینٹ گارے کی عمارتیں تیار ہوئیں۔ جامع مسجد کے آگے ایک وسیع سائبان بنایا گیا' جو دو سو ہاتھ لمبا تھا ستون نوشیروانی عمارت سے نکال کر لائے گئے تھے۔ اس موقعہ پر یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ باوجود اس کے کہ دراصل نوشیروانی عمارت کا کوئی وارث نہ تھا اور اصول سلطنت کے لحاظ سے اگر کوئی وارث ہو سکتا تھا تو خلیفہ

وقت ہوتا' لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ عدل وانصاف تھا کہ مجوسی رعایا کو ان ستونوں کی قیمت ادا کی گئی۔ ان کی تخمینی قیمت جو ٹھہری اور ان کے جزیے میں سے مجرا دی گئی۔ مسجد سے دوسو ہاتھ کے فاصلے پر ایوانِ حکومت تیار ہوا جس میں بیت المال یعنی خزانے کا مکان بھی شامل تھا۔

ایک مہمان خانہ عام بھی تیار کیا گیا جس میں باہر کے آئے ہوئے مسافر قیام کرتے تھے اور ان کو بیت المال سے کھانا ملتا تھا۔ چند روز کے بعد بیت المال میں چوری ہوگئی اور چونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ہر جزئی واقعہ کی خبر بھی پہنچتی تھی' انہوں نے سعد کو لکھا کہ ایوان حکومت مسجد سے ملا دیا جائے چنانچہ روز بہ نام کے ایک پارسی معمار نے' جو مشہور استاد تھا اور تعمیرات کے کام پر مامور تھا نہایت خوبی اور موزونی سے ایوان حکومت کی عمارت کو بڑھا کر مسجد سے ملا دیا۔ سعد رضی اللہ عنہ نے روز بہ کو معہ اور کاریگروں کے اس صلہ میں دربار خلافت کو روانہ کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی بڑی قدر دانی کی اور ہمیشہ کے لیے روزینہ مقرر کر دیا۔ جامع مسجد کے سوا ہر ہر قبیلے کے لیے جدا جدا مسجدیں تعمیر ہوئیں جو قبیلے آباد کیے گئے' ان میں یمن کے بارہ ہزار اور نزار کے آٹھ ہزار آدمی تھے اور قبائل جو آباد کیے گئے ان کے نام حسب ذیل ہیں سلیم' ثقیف' ہمدان' بجیلہ' تیم اللات' تغلب' بنی اسد' نخع' کندہ' ازد' مزینہ' تمیم ومحارب' اسد وعامر' بجالہ' جدیلہ واخلاط' مذحج اور ہوازن وغیرہ۔

یہ شہر حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہی کے زمانے میں اس عظمت وشان کو پہنچا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کو راس الاسلام یعنی اسلام کا سر فرمایا کرتے تھے اور درحقیقت یہ عرب کی طاقت کا اصلی مرکز بن گیا تھا۔ زمانہ بعد میں اس کی آبادی برابر ترقی کرتی چلی گئی۔ مگر یہ خصوصیت قائم رہی کہ آباد ہونے والے عموماً عرب کی نسل سے ہوتے تھے۔ ۶۴ھ میں اس کی مردم شماری ہوئی تو ۵۰ ہزار گھر خاص قبیلہ ربیعہ ومضر کے اور ۲۴ ہزار گھر اور قبائل کے تھے۔ اہل یمن کے ۶ ہزار گھر ان کے علاوہ تھے' ابن بطوطہ جس نے آٹھویں صدی میں اس مقدس مقام کو دیکھا تھا۔ اپنے سفر نامے میں لکھا ہے کہ حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ نے جو ایوانِ حکومت بنایا تھا' اس کی بنیاد اب بھی قائم ہے۔ اس شہر کی علمی حیثیت یہ ہے کہ فن نحو کی بنیاد یہیں ہوئی۔ یعنی ابوالاسود دؤلی نے اوّل اوّل نحو کے قواعد یہیں بیٹھ کر وضع کیے۔ فقہ حنفی کی بنیاد یہیں پڑی۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کی شرکت سے فقہ کی جو مجلس قائم کی وہ یہیں قائم کی۔ حدیث' فقہ اور علوم عربیت کے بڑے بڑے آئمہ فن' جو یہاں پیدا ہوئے ان میں امام نخعی' حماد' امام ابوحنیفہ اور امام شعبی رحمۃ اللہ علیہم یادگار زمانہ تھے۔

(الفاروق۔ حصہ دوم۔ ص ۳۸، ۳۹)

اہل کوفہ کے طبقات کا تعارف

تاریخ اسلام میں کوفہ کی حیثیت:

نافع بن جبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''کوفہ میں مختلف ذہنیتوں اور مسالک کے لوگ ہیں'' وکیع بن الجراح رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا: آپ نے کہا کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اہل کوفہ کو جو خط لکھا اس کا سرنامہ تھا ''اہل اسلام کے سربراہوں کے نام''۔

جابرؒ عامر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کوفہ والوں کو لکھا ''الٰی رأس العرب'' عرب کے سر کی طرف۔

بنی عامر کے ایک شخص کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اہل کوفہ کی طرف جو خط لکھا اس میں اہل کوفہ کا ذکر ان الفاظ میں ''اللہ کا نیزہ یا بھالا'' ایمان کا خزانہ اور عرب کا سر' اپنی سرحدوں کی حفاظت کرنے والے اور شہروں کو تہذیب وتمدن سے آراستہ وپیراستہ کرنے والے۔

اعمش رحمۃ اللہ علیہ سے شمر بن عطیہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''عراق میں یہ ایمان کا خزانہ ہے' اللہ کی تلوار ہے اور اس کا نیزہ ہے جہاں چاہتا ہے رکھ دیتا ہے۔ قسم خدا کی اللہ ضرور ضرور کوفہ والوں کی مدد کرے گا۔ زمین کے مشارق ومغارب میں' جیسا کہ اس نے کنکریوں سے مدد کی تھی''۔

عمار الدھنی رحمۃ اللہ علیہ سالم رحمۃ اللہ علیہ سے اور وہ سلمان سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا ''کوفہ اسلام اور مسلمانوں کا قبہ ہے''۔

سلمہ بن کہیل رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ''جس جوش وجذبے کے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مدینہ کی حفاظت کی جاتی تھی' اسی جوش وجذبے کے ساتھ کوفے کی مدافعت کی جاتی ہے' جو شخص بھی اس کو خراب وویران کرنا چاہے گا اللہ اسے ہلاک وبرباد کرے گا''۔

یہی مضمون اگلی روایت کا ہے۔ اور اس سے اگلی روایت کا مضمون بھی یہی ہے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ خدا کی قسم کوئی بستی وشہر والا اپنے شہر کی حفاظت ومدافعت اس طرح نہیں کرتا جس طرح کوفے کی کرتے ہیں۔ مگر اصحاب محمدؐ جنہوں نے آپ کی پیروی کی''۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی اگلی روایت کا بھی یہی مضمون ہے۔

سلمہ بن کہیل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ابی صادق نے کہا ''میں اس بات کو سب سے زیادہ جانتا ہوں کہ سب سے پہلے دجال کس شہر والوں کا دروازہ کھٹکھٹائے گا'' لوگوں نے پوچھا وہ کون لوگ ہوں گے؟ فرمایا وہ تم ہی لوگ تو ہو گے۔

شعبیؒ کہتے ہیں کہ قرظہ ابن کعب الانصاریؓ نے کہا ''ہم نے کوفہ جانے کا ارادہ کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ باصرار ہمیں رخصت

کرنے کے لیے ہمارے ساتھ چلے۔ آپ نے وضو و غسل کیا دو مرتبہ اور فرمایا۔ تم جانتے ہو میں تمہیں رخصت کرنے تمہارے ساتھ کیوں آ رہا ہوں؟ ہم نے کہا ہاں۔ ہم جانتے ہیں۔ ہم رسول اللہ ﷺ کے صحابی رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس لیے آپ ہمارے ہمراہ چل رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا (ہاں یہ بات تو ہے ہی۔ ایک اور اہم بات بھی ہے) تم ایسے لوگوں کی طرف جا رہے ہو کہ وہ تلاوتِ قرآن کرتے رہتے ہیں اور اس طرح گنگناتے رہتے ہیں جیسے شہد کی مکھیاں بھنبناتی ہیں۔ تم احادیث کے ذریعہ ان کو اس چیز سے روک مت دینا۔ ❶ کہ وہ احادیث کے ذکر و شغف میں مشغول ہو کر قرآن کو مہجوری کی حالت میں ڈال دیں۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ کی روایات بہت کم بیان کیا کرنا۔ جاؤ دین کی حفاظت و اشاعت کا کام سرانجام دو اور اس کام میں' میں تمہارا شریک ہوں۔

سلمہ ابن کہیل نے حبۃ العرنی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اہل کوفہ کو لکھا ''اے کوفہ والو! تم عرب کا سر اور اس کا تاج ہو اور تم میرے تیر ہو جو اِدھر اُدھر پھینکا جاتا ہے (یعنی تم مدافعت' اشاعت اور جہاد کا کام خوب کر رہے ہو) میں نے تم پر ایک اللہ کا بندہ عامل بنا کر بھیجا ہے اور میں نے اس کو اپنے نفس پر ترجیح دی ہے۔

❶ اللہ اللہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کس قدر حقیقت شناس' ذہین و فطین اور دور اندیش تھے کہ یہ ہدایت فرمائی کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تلاوتِ قرآن کے ذوق و شوق میں کمی واقع ہو جائے۔ قرآن و حدیث دونوں کے فہم و عمل میں وہ ربط و توازن قائم رہنا چاہیے جو حضرت خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم نے عملاً دکھایا اور بتلایا۔ کاش اس زمانے کے اہل علم اس نکتے کو سمجھ سکیں۔ (مترجم)

کوفہ کی امارت اوروزارت کے لئے حضرت عمار بن یاسر

اور

سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہم کا تقرر

حارثہ بن المضرب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے وہ حکم نامہ پڑھا تھا جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اہل کوفہ کو لکھا تھا۔ اس کا مضمون یہ تھا:

''میں نے تم پر عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کو امیر اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو معلم و وزیر بنا کر بھیجا ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو بیت المال کی افسری بھی دی ہے' یہ دونوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ذی وقار اصحاب میں سے ہیں جو معرکہ بدر میں شریک تھے۔ اس لیے ان کے احکام کو دل سے سننا اور اطاعت کرنا۔ ان کی پیروی کرنا۔ حقیقت یہ ہے کہ میں نے تمہارے لیے ابن ام عبد (عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) کو اپنی ذات پر ترجیح دی ہے''۔

ابی اسحاق حارثہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہمارے سامنے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حکم نامہ پڑھا گیا' جس کا مضمون یہ تھا:

''میں تمہاری طرف عمار ابن یاسر رضی اللہ عنہما کو امیر اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو معلم و وزیر بنا کر بھیج رہا ہوں یہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بزرگ اور گرامی قدر صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ہیں اور اصحاب بدر ہیں' میں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو تمہارے بیت المال کا افسر بھی بنایا ہے' ان دونوں سے دین کا علم حاصل کرو اور ان دونوں کی اطاعت و پیروی کرو۔ میں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو اپنے نفس پر ترجیح دی ہے''۔

حارثہ کہتے ہیں کہ مدائن میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو بکریاں بھیجی گئیں' عمار رضی اللہ عنہ کے لیے نصف اور چوتھائی حصہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے لیے اور چوتھائی حصہ حذیفہ رضی اللہ عنہ کے لیے۔

حارثہ بن مضرب کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اہل کوفہ کو لکھا۔ وکیع رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث میں یہ ہے کہ ہمارے سامنے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نامہ پڑھا گیا۔ میں نے تم پر عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کو اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو امیر بنا کر بھیجا ہے' وکیع رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو معلم و وزیر بتلایا گیا ہے۔

ابونعیم و قبیصہ نے مؤدب و وزیر روایت کیا ہے۔ اور اس روایت میں ہے۔ یہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرامی قدر صحابہ رضی اللہ عنہم اور اصحاب بدر میں سے ہیں' سو ان دونوں کی اطاعت و پیروی کرو' ان کا حکم سنو۔ میں نے اللہ کے بندے (عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) کو اپنے نفس پر ترجیح دی ہے۔

عفان بن مسلم اور موسیٰ بن اسماعیل کہتے ہیں کہ داؤد نے عامر سے روایت کی کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہجرت کر

کے حمص میں آ گئے تھے' پھر جلد ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو کوفہ میں بھیج دیا اور کوفہ والوں کو لکھا کہ میں اس ذات کی قسم کھاتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ میں نے اپنے نفس پر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو ترجیح دی ہے پس ان سے دین سیکھو۔

ابراہیم علقمہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے میں نے اہل کوفہ کے لیے اپنے نفس پر ایک اللہ کے بندے کو ترجیح دی ہے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا علمی مقام:

ضحاک کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں نے اہل کوفہ کے لیے اپنے نفس پر ابن ام عبد (عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) کو ترجیح دی ہے۔ بے شک وہ ہم میں سب سے زیادہ سمجھدار اور علم کی بھرپور حفاظت کرنے والے ہیں''۔

ابن ودرعہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا۔ فرمایا وہ بھرپور علم کی حفاظت کرنے والے ہیں اور میں نے اہل قادسیہ کے لیے ان کو ترجیح دی ہے۔

ابی خالد رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اصحاب میں سے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم ایک وفد کی صورت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ہم نے اپنی نیک خدمات کا آپ سے صلہ چاہا۔ آپ نے اہل شام کو انعام دینے میں ہم پر ترجیح دی۔ ہم نے کہا: اے امیر المومنین! آپ ہم پر اہل شام کو فضیلت دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: اس میں تمہارے لیے شکایت کی کون سی بات ہے کہ میں نے اہل شام کو ان کے دور ہونے کی وجہ سے فضیلت دی ہے اور میں نے تمہارے لیے تو ام عبد کو اپنی ذات پر ترجیح دی ہے (کیا تمہارے لیے فضیلت کی یہ بات کافی نہیں)۔

اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم کا مغرب سے قبل دو رکعت نہ پڑھنا:

ابراہیم کہتے ہیں کوفہ میں تین سو اصحاب الشجرہ (یعنی وہ اصحاب جنہوں نے بیعت رضوان کی تھی) آئے اور ستر اہل بدر میں سے۔ ہم نہیں جانتے کہ ان میں سے کسی نے نماز قصر کی ہو اور نہ وہ مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے تھے۔

عثمان بن مغیرہ کہتے ہیں کہ ہم سالم کے ہمراہ بیٹھے ہوئے تھے کہ ان کے پاس ایک عورت کوئی فتویٰ پوچھنے آئی۔ ہم نے اس کے بارے میں باہمی گفتگو کی۔ اس نے کہا میرے حجرے میں عائشہ رضی اللہ عنہا کا سر ہے۔ مجھے کوئی مسجد مسجد کوفہ سے زیادہ محبوب نہیں کہ میں اس میں چار رکعتیں پڑھوں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ''مجھ پر کوئی دن اتنا بھاری نہیں ہوتا کہ میں تمہارے فرات کے کنارے پر ٹھہروں اور برکاتِ جنت میں سے کوئی برکت حاصل کروں۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ لوگوں میں سب سے زیادہ ہدایت یافتہ لوگ اہل کوفہ ہیں۔ قاسم کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اصحاب اس بستی کے چراغ ہیں سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اصحاب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس بستی کے چراغ ہیں (جو لوگوں کو علم دین کی روشنی دے رہے ہیں)۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں اصحاب علم کی رائے:

ابی خالد عامر سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: ''نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کوئی بھی اصحاب ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے زیادہ دین کی سمجھ بوجھ رکھنے والا نہیں (علم وفقہ میں ان کا مقام سب سے بلند ہے)۔ مغیرہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سب سے زیادہ سچے صحابی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تھے)۔ ابراہیم التیمی کہتے ہیں کہ ہم میں ستر شیوخ اصحاب عبداللہ رضی اللہ عنہ میں سے تھے۔

ابی یعلیٰ کہتے ہیں کہ ان میں (قبیلہ) بنی ثور کے تیس شیوخ سے سوائے ربیع بن خثیم کے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ منصور سے اور وہ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اصحاب یا شاگردوں میں بڑے بڑے ارباب فقہ وعلم تھے' جو قاری اور مفتی تھے۔ وہ یہ تھے: علقمہ' اسود' مسروق' عبیدہ' حارث ابن قیس اور عمرو بن شرحبیل رحمہم اللہ۔

ایوب رحمۃ اللہ علیہ محمد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے مشہور ومعروف اور جید علماء میں پانچ بڑے ممتاز ونمایاں تھے۔ ان میں بعض عبیدہ رحمۃ اللہ علیہ کو مقدم سمجھتے تھے' بعض علقمہ رحمۃ اللہ علیہ کو مگر اس باب میں کوئی اختلاف نہیں کہ ان سب کے آخر شریح رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ حماد رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق بھی یہی کہا جاتا ہے وہ یہ ہیں: عبیدہ' علقمہ' مسروق' ہمدانی اور شریح رحمہم اللہ۔ حماد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نہیں جانتا کہ ابتداء ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی یا شریح رحمۃ اللہ علیہ سے۔

ہشامؒ محمدؒ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے جلیل القدر اصحاب جنہوں نے ان کی احادیث کو ضبط وحفظ کر رکھا تھا' وہ پانچ تھے۔ وہ سب ان میں آخر شریح رحمۃ اللہ علیہ کو سمجھتے تھے کہتے ہیں کہ بعض ان کی ابتداء حارث رحمۃ اللہ علیہ سے کرتے تھے اور دوسرے مقام پر عبیدہ رحمۃ اللہ علیہ کو رکھتے تھے۔ بعض عبیدہ رحمۃ اللہ علیہ کو پہلا درجہ دیتے تھے۔ پھر علقمہ رحمۃ اللہ علیہ اور پھر مسروق رحمۃ اللہ علیہ کا درجہ تھا۔

عبدالجبار بن عباس رحمۃ اللہ علیہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد نے کہا ''میں عطا رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھا اور کچھ سوال ان سے کئے' انہوں نے مجھ سے پوچھا آپ کہاں کے رہنے والے ہیں؟ میں نے کہا: میں اہل کوفہ میں سے ہوں۔ یہ سن کر عطاؒ نے کہا کہ ہم نے تو علم تم لوگوں سے حاصل کیا ہے۔

عمارہ ابن القعقاع رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے شبرمہ سے سنا انہوں نے کہا ''میں نے بنی ثور سے زیادہ بہادر وغیرت مند' عبادت گزار اور دین کی سمجھ بوجھ رکھنے والا کسی کو نہیں دیکھا''۔

ابن عون رحمۃ اللہ علیہ' محمد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ میں نے کوفہ کے جن لوگوں کو چھوڑا ہے ان سے زیادہ علم وفقہ کو جاننے والا اور بہادر وشجاع کسی کو نہیں دیکھا۔

سفیان بن عیینہؒ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے حسن رحمۃ اللہ علیہ سے کہا۔ اے ابا سعید! علم وفقہ میں اوّل اہل بصرہ ہیں یا اہل کوفہ؟ کہا۔ حضرت عمر رحمۃ اللہ علیہ اہل کوفہ سے ابتدا کیا کرتے تھے اور کوفہ میں جتنے عرب اور ان کے گھر ہیں اتنے بصرے میں نہیں۔

مالک بن مغولؒ کہتے ہیں کہ شعبیؒ نے کہا میں اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے جن جن کی صحبت میں رہا اور ان سے علمی

استفادہ کیا ان میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے زیادہ عالم وفقیہہ اور دینی نفع پہنچانے والا کسی کو نہیں پایا۔

سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: میں نے اصحاب رسول اللہ ﷺ میں استفادہ کرنے والوں میں سب سے زیادہ حلیم و بردبار' عالم وفقیہہ اور خونریزی سے بچنے والا اور کسی کو نہیں دیکھا' سوائے اصحاب عبداللہ رضی اللہ عنہ کے۔ سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ' مسعر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حبیب بن ابی ثابت سے پوچھا کہ علم میں زیادہ دستگاہ رکھنے والے وہ ہیں یا وہ لوگ؟ فرمایا: وہ لوگ (یعنی کوفہ والے)۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ:

ابن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی۔ یہ آپ کا نسب نامہ ہے۔ اور آپ کی کنیت ابوالحسن ہے' آپ کی والدہ ماجدہ کا نسب نامہ یہ ہے۔ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی۔ آپ جنگ بدر میں شریک ہوئے' پھر کوفہ میں اقامت گزین ہو گئے۔ ایک کشادہ زمین میں آباد ہو گئے جس کو ''رحبۃ علی'' کہا جاتا تھا' خاص طور پر آپ نے اسی کو اپنی اقامت گاہ بنا لیا اور آپ اس قصر حکومت میں اقامت پذیر نہیں ہوئے جو آپ سے پہلے حکمرانوں کی رہائش گاہ ہوتی تھی۔ آپ' اللہ ان پر رحمت کرے ستائیسویں رمضان ۴۰ھ جمعہ کی صبح میں شہید کر دیئے گئے۔ جب کہ آپ کی عمر ۶۳ سال تھی۔ آپ کوفے کی جامع مسجد قصر امارۃ میں دفن کیے گئے۔ جس نے آپ کو شہید کیا وہ عبدالرحمٰن بن ملجم خارجی تھا۔ اللہ اس پر اور اس کے والدین پر لعنت کرے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور ہم نے ان کا ذکر ان لوگوں کے ذکر میں تفصیل سے کیا ہے جو بدر میں شریک ہوئے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ:

سعد نام' ابواسحاق کنیت' والد کا نام مالک اور ابووقاص کنیت۔ والدہ کا نام حمنہ تھا۔ سلسلہ نسب یہ ہے۔ سعد بن مالک بن وہب بن عبدمناف بن قصی۔

آپ جنگ بدر میں شریک ہوئے۔ آپ نے قادسیہ کو فتح کیا تھا اور کوفے میں رہائش اختیار کی' انہوں نے وہاں قبائل عرب کو آباد کیا اور ان کے لیے مکانات بنوائے (جس کی تفصیل ہم الفاروق کے حوالے سے ابتدا میں بیان کر آئے ہیں) ان کو حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کوفہ کا گورنر بنایا تھا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بھی گورنر رہے۔ پھر انہی کے عہد میں ان کو معزول کر دیا گیا اور ان کی جگہ ولید بن عقبہ بن ابی معیط گورنر ہوئے' معزولی کے بعد یہ مدینہ میں لوٹ آئے۔

آپ نے اپنے قصر عقیق میں' جو مدینہ سے دس میل کے فاصلے پر ہے' وفات پائی۔ لیکن آپ کا جنازہ لوگوں کے کندھوں پر مدینہ میں لایا گیا اور جنت البقیع میں دفن کیے گئے۔ یہ ۵۵ھ تھا۔ آپ کی نماز مروان بن الحکم نے پڑھائی جو مدینہ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا والی تھا۔ جب آپ نے وفات پائی تو آپ کی عمر تقریباً ستر سال تھی۔ آپ بصرہ میں بھی جایا کرتے تھے۔ ان کی وفات کے بارے میں محمد ابن عمر نے اسی طرح کہا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے۔ کہ وہ ۵۷ھ تھا۔ اور ہم نے ان کا ذکر بھی تفصیل سے اصحاب بدر میں کیا ہے۔

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ:

سعید نام' ابوالاعور کنیت' والد کا نام زید اور والدہ کا نام فاطمہ بنت بعجہ تھا۔ سلسلہ نسب یہ ہے سعید بن زید بن عمرو بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن ریاح بن قرط بن زراح بن عدی بن کعب بن لوالقرشی العدوی۔ ماں کی طرف سے سلسلہ نسب یہ ہے۔ فاطمہ بنت بعجہ ابن امیہ بن خویلد بن خالد بن المعمور بن حیان بن غنم بن کلیح بن خزاعہ۔

یہ بدر میں شریک ہوئے تھے اور کوفہ میں مقیم ہو گئے تھے' پھر مدینہ کو لوٹ آئے۔ مقام عقیق میں وفات پائی آپ کا جنازہ مدینہ میں لایا گیا اور وہیں دفن کیے گئے۔ سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آئے ان کی صحبت میں رہے اور یہ واقعہ ۵۱ھ کا ہے۔ جب کہ ان کی عمر اے۔۷۲ سال کی تھی۔ ان کی وفات کے بارے میں محمد بن عمر نے بھی ایسا ہی کہا ہے۔ بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ وہ (عقیق میں نہیں) بلکہ کوفے میں فوت ہوئے' حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت میں' اور ان کے جنازے کی نماز حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔ وہ اس وقت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے کوفے کے والی (گورنر) تھے۔ اور ہم نے ان کا ذکر بھی بدریین کے سلسلے میں کیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ:

آپ ہذلی ہیں اور بنی زہرہ بن کلاب کے حلیف' ابوعبدالرحمٰن کنیت ہے۔ یہ بدر میں شریک ہوئے تھے' حمص میں ہجرت کر گئے تھے' تھوڑے ہی عرصے کے بعد ان کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کوفے بھیج دیا تھا اور کوفے والوں کو لکھا تھا'' میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو معلم و وزیر بنا کر بھیج رہا ہوں' میں نے ان کو اپنے نفس پر ترجیح دی ہے ان سے دین سیکھو'' اس بنا پر آپ کوفے میں مقیم ہو گئے اور وہیں مسجد کے پاس اپنا مکان بنا لیا۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں مدینہ میں آ گئے تھے۔ وہیں وفات پائی اور بقیع میں دفن ہوئے یہ ۳۲ھ کا واقعہ ہے جب کہ آپ کی عمر ۷۲ سال کی تھی' ہم نے ان کا ذکر بھی تفصیل کے ساتھ بدریین کے باب میں کیا ہے۔

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما:

آپ یمن کے عنس میں سے تھے اور وہ بنی مخزوم کے حلیف تھے۔ عمار نام' ابوالیقظان کنیت' والد کا نام یاسر اور والدہ کا نام سمیہ تھا۔ یہ بھی کوفے میں مقیم ہو گئے تھے اور ہمیشہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے ان کے ساتھ تمام واقعات و حالات کا مشاہدہ کیا۔ صفین میں قتل کیے گئے۔ ۳۷ھ میں وہیں دفن کیے گئے۔ اس وقت ان کی عمر ۹۳ سال تھی۔ یہ بھی بدر میں شریک ہوئے تھے اور ہم نے بدریین میں ان کا ذکر بالتفصیل کیا ہے۔

حضرت خباب بن الارت رضی اللہ عنہ:

یہ ام انمار بنت سباع بن عبدالعزیٰ خزاعیہ بنی زہرہ ابن کلاب کے حلفاء اور غلام تھے خباب نام اور ابوعبداللہ کنیت تھی۔ یہ بھی بدر میں شریک ہوئے۔

محمد بن سعد کہتے ہیں۔ میں نے ان کا یہ ذکر سنا ہے کہ وہ عرب تھے' بنی سعد بن زید مناۃ بن تمیم میں سے یہ غلام ہو گئے تھے۔

ام عمار نے ان کو خرید کر آزاد کر دیا۔ کوفے میں مقیم ہو گئے تھے اور وہیں اپنا مکان بنا لیا تھا۔ خوش منظر' سوج خبس میں۔ وہیں وفات پائی۔ یہ جنگ صفین کے موقعہ پر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پھر گئے تھے' ۳۷ھ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کے جنازے کی نماز پڑھی اور کوفہ میں ہی دفن ہوئے اس وقت ان کی عمر ۷۳ سال تھی۔ اور ہم نے ان کا ذکر بھی بدریین میں کیا ہے۔

حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ:

ابن واہب بن عکیم' بنی خشیم بن عوف بن عمرو بن عوف یہ اوس میں سے تھے۔ ابوعدی کنیت تھی بدر میں شریک ہوئے تھے جب حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے مدینہ کو خیر باد کہا تو ان کو مدینہ کا والی بنا دیا تھا۔ پھر ان کو حکم دیا کہ وہ ان کے پاس آ جائیں سو آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کے پاس آ گئے اور جنگ صفین میں ان کے ساتھ شریک رہے اور ہمیشہ آپ ہی کا ساتھ دیا۔ پھر کوفے میں لوٹ آئے۔ ہمیشہ وہیں رہے یہاں تک کہ یہیں وفات پائی جب کہ آپ کی عمر ۳۸ سال کی تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کے جنازے کی نماز پڑھائی اور چھ تکبیریں کہیں اور کہا کہ یہ اہل بدر میں سے تھے اور ان کا ذکر بھی ہم نے بدریین میں کیا ہے۔

حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہما:

وہ حسیل بن جابر' بنی عبس حلفاء بنی عبدالاشہل میں سے ہیں۔ ابوعبداللہ کنیت ہے۔ یہ جنگ احد میں اور دوسری جنگوں میں شریک ہوئے۔ ۳۶ھ میں مدائن میں فوت ہوئے۔ یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر لانے والوں میں تھے۔ کوفے میں قیام پذیر ہو گئے تھے۔ مدائن میں اپنے پیچھے اپنے بیٹے پوتے چھوڑے۔ اور ہم نے ان کا ذکر جنگ اُحد کے شرکاء میں کیا ہے۔

حضرت ابوقتادہ بن ربعی رضی اللہ عنہ:

یہ انصاری ہیں' خزرج کے بنی سلمہ میں سے ایک ہیں۔ جنگ احد میں شریک ہوئے۔ ان کا نام محمد بن اسحاق نے الحارث بن ربعی بتلایا ہے۔ عبداللہ بن محمد بن عمارہ انصاری و محمد بن عمر کہتے ہیں کہ ان کا نام نعمان بن ربعی تھا۔ دوسروں نے عمرو بن ربعی بھی بتلایا ہے۔ یہ بھی کوفہ میں آباد ہو گئے تھے اور وہیں وفات پائی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کے جنازے کی نماز پڑھائی مگر محمد بن عمر اس سے انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مجھ سے یحییٰ بن عبداللہ بن ابوقتادہ نے بیان کیا ہے کہ ابوقتادہ نے مدینہ میں وفات پائی۔ ۵۴ھ میں اس وقت وہ ستر سال کے تھے۔

حضرت ابومسعود الانصاری رضی اللہ عنہ:

ان کا نام عقبہ بن عمرو ہے یہ بنی خوارہ بن عوف بن الحارث بن خزرج میں سے ہیں۔ لیلۃ العقبہ میں شریک ہوئے' وہ اس وقت چھوٹے تھے اس لیے بدر میں شریک نہیں ہوئے۔

ہاں جنگ اُحد میں شریک ہوئے اور کوفہ میں آباد ہو گئے۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ جنگ صفین کے لیے روانہ ہوئے تو ان کو کوفہ پر اپنا قائم مقام بنا گئے تھے۔ پھر ان کو معزول کر دیا اور یہ مدینہ میں لوٹ آئے اور یہیں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آخری ایام میں فوت ہوئے اور آپ نے اپنی کوئی اولاد نہیں چھوڑی۔

حضرت ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ:

عبداللہ نام ابوموسیٰ کنیت والد کا نام قیس والدہ کا نام طیبہ آپ قبیلہ اشعریہ میں سے تھے اس لیے اشعری کہلائے محمد بن سعد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے آپ کے متعلق یہ ذکر سنا ہے کہ آپ یمن سے مکہ میں آئے اور اسلام قبول کیا اور حبشہ میں ہجرت کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو خیبر کے مال غنیمت میں سے حصہ مرحمت فرمایا جب کہ مجاہدین اسلام خیبر فتح کر کے واپس آئے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو بصرے کا گورنر بنا دیا تھا۔ پھر کچھ عرصے کے بعد معزول کر دیا۔ اس کے بعد آپ کوفے میں آ گئے اور وہیں اپنا مکان بنالیا۔ پھر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں ان کو کوفے کا والی بنا دیا جس وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید کیے گئے اس وقت آپ کوفے کے حاکم تھے۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کوفہ کو اپنا دارالخلافہ بنایا آپ ہمیشہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے اور جب جنگ صفین میں جنگ و صلح کا معاملہ دو ثالثوں کے سپرد کیا گیا تو ان میں سے ایک آپ تھے ۴۲ھ میں کوفے میں ہی آپ نے وفات پائی۔ لیکن عبداللہ بن ابی جہم کہتے ہیں کہ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ حبشے کے مہاجرین میں نہیں تھے اور آپ نے ۵۲ھ میں وفات پائی۔

حضرت سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ:

آپ کا مجوسی نام مابہ تھا اسلام لانے کے بعد آپ کا نام سلمان رکھا گیا ابوعبداللہ کنیت تھی (آپ اصفہان کے "جی" نامی قریہ کے باشندے اور وہاں کے زمیندار تھے) یہ اس وقت اسلام لائے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ میں تشریف لائے یہ مذہب عیسوی کے سچے پیرو تھے۔ کتاب پڑھا کرتے تھے اور کسی اور دین کی تلاش میں تھے۔ بنی قریظہ کے غلام ہو گئے تھے اور انہوں نے ان کو مکاتب بنا دیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی مکاتبت کی رقم ادا کر کے ان کو آزاد کر دیا تھا اور وہ بنی ہاشم میں شامل ہو گئے تھے۔ خندق کے کھودنے کے کام میں شریک رہے۔ یہ بھی کوفے میں آباد ہو گئے تھے۔ اور خلافت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مدائن میں فوت ہوئے۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ:

یہ ابن الحارث انصاری ہیں بنی حارثہ بن الحارث اوس میں سے ابو عمارہ کنیت ہے۔ کوفہ میں آباد ہوئے اور وہیں مکان بنالیا تھا۔ محمد بن عمر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ پھر مدینہ میں آ گئے تھے اور وہیں وفات پائی۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ انہوں نے حضرت مصعب بن الزبیر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں وفات پائی۔ ان کی اولاد کوفے میں رہی یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

حضرت عبید بن عازب رضی اللہ عنہ:

یہ ان دس انصار میں سے ایک ہیں جن کو حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کے ہمراہ کوفے بھیجا تھا۔ ان کی اولاد بھی کوفہ میں رہی۔

قرظہ بن کعب رضی اللہ عنہ:

یہ بنی اوس و بنی عبدالاشہل کے حلیف بن الحارث بن الخزرج میں سے انصاری ہیں ابوعمرو کنیت ہے یہ بھی ان دس انصاریوں میں سے ہیں جن کو حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کوفے بھیجا تھا اور وہاں انصاریوں کے محلے میں اپنا مکان بنالیا تھا۔ وہیں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں وفات پائی اور انہی نے ان کے جنازے کی نماز پڑھائی۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ:

یہ بھی قبیلہ بن الحارث بن الخزرج میں سے ایک انصاری ہیں۔ محمد بن عمرو رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی کنیت ابوسعد بتلائی ہے ان کی کنیت ابوانیس بھی بتلائی گئی ہے یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مریسیع میں شریک ہوئے تھے اور کوفے میں آ کر قبیلہ کندہ کے محلے میں اپنا مکان بنالیا تھا اور مختار کے زمانے میں یہیں ان کا انتقال ہوا جب کہ ان کی عمر ۸۷ سال کی تھی۔

الحارث بن زیاد رضی اللہ عنہ:

یہ بنی ساعدہ میں سے ایک انصاری ہیں اور کوفے میں آ کر انصار میں اپنا مکان بنالیا تھا۔

عبداللہ بن یزید رضی اللہ عنہ:

یہ ابن زید الخطمی انصاری ہیں۔ کوفے میں آباد ہو کر وہیں اپنا مکان بنالیا تھا۔ وہیں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی خلافت کے زمانے میں فوت ہوئے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے ان کو کوفہ کا گورنر بنادیا تھا۔

نعمان بن عمرو رضی اللہ عنہ:

ان کا نسب نامہ یہ ہے ابن مقرن بن عائذ بن مجیر بن نصر بن حبشیہ بن کعب ابن عبد بن ثور بن ہذمہ بن لاطم بن عثمان بن مزینۂ ابوعمرو کنیت ہے واقعہ خندق میں شریک تھے اور کوفے میں آباد ہو گئے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو ''کسکر'' کا گورنر بنادیا تھا' پھر معزول کر دیا تھا' اور نہاوند کی جنگ میں مجاہدین کی طرف بھیج دیا تھا۔ محمد بن عمر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھ سے کثیر بن عبداللہ مزنی نے اپنے والد سے روایت کی کہ یہ نہاوند میں شریک ہوئے تھے اور یہ بھی کہا ہے کہ اس وقت نعمان بن عمرو بن مقرن لوگوں کے امیر تھے جب ان کو ہزیمت ہوئی تو پہلے شہید نعمان بن مقرن ہی تھے محمد بن عمر کہتے ہیں واقعہ نہاوند ۲۱ ھ میں ہوا تھا' ایاس بن معاویہ کہتے ہیں کہ مجھ سے سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: آپ کس قبیلے میں سے ہیں؟ کہا میں مزنیہ کا ایک آدمی ہوں۔ سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ وہ دن یاد دلاتا ہوں جس دن حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ممبر پر نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر دی تھی۔

معقل بن مقرن رضی اللہ عنہ:

وہ ابوعبداللہ بن معقل ہیں۔ ان کی اولاد اور بھائی کوفے میں رہے۔

سنان بن مقرن رضی اللہ عنہ:

وہ اور ان کے بھائی خندق کے کھودنے میں شریک ہوئے۔

سوید بن مقرن رضی اللہ عنہ:

آپ کی کنیت ابوعدی ہے۔ اور ان کے بھائی:

عبدالرحمٰن بن مقرن رضی اللہ عنہ:

ان کے بھائی ہیں۔

عقیل بن مقرن رضی اللہ عنہ:

ان کی کنیت ابوحکیم ہے۔

عبدالرحمٰن بن عقیل رضی اللہ عنہ:

یہ مقرن کے بیٹے ہیں۔ مجاہد نے کہا ہے کہ بنومقرن سات تھے۔ محمد بن عمر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ بھی خندق میں شریک ہوئے تھے۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ:

مغیرہ نام' ابوعبداللہ کنیت۔ نسب نامہ یہ ہے مغیرہ بن شعبہ بن ابی عامر بن مسعود بن معتب بن مالک بن عمرو بن عوف بن قیس۔

صلح حدیبیہ میں شریک ہوئے تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو بصرے کا گورنر بنا دیا تھا' پھر بصرے کی گورنری سے معزول کر کے کوفے کا گورنر بنا دیا تھا' پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں ان کو کوفے کی گورنری سے معزول کر کے ان کی جگہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو گورنر بنا دیا تھا۔ پھر جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو پھر کوفے کا گورنر بنا دیا تھا اور وہیں ان کا انتقال ہوا۔ (یہ غزوہ خندق کے سال ۵ھ میں مشرف باسلام ہوئے)۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے استحکام میں انہوں نے بڑے تدبر کا ثبوت دیا۔ بڑے بڑے کارنامے انجام دیئے' بڑے بڑے جباروں کو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا مطیع بنایا' ان کو بڑے بڑے خطروں سے بچایا اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت استوار کرنے میں پورا زور صرف کیا۔ کوفے میں ہی انہوں نے وفات پائی۔

ابن عمیر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو عید کے دن اونٹ پر لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے دیکھا محمد بن ابی موسیٰ ثقفی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی وفات کوفے میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں ۵۰ھ میں ہوئی۔ اس وقت ان کی عمر ستر سال کی تھی۔ آپ کا قد لمبا تھا۔ ایک آنکھ جنگ یرموک میں جاتی رہی تھی۔

زیاد بن علاقہ کہتے ہیں کہ میں نے جریر بن عبداللہ سے سنا کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے اپنی موت کے وقت لوگوں سے کہا کہ اپنے امیر سے معافی مانگو۔ وہ تو صرف امن وعافیت چاہتے تھے۔

خالد بن عرفطہ رضی اللہ عنہ:

یہ قبیلہ قضاعہ میں سے ابن ابرہ بن سنان العذری ہیں' جو قبیلہ بنی زہرہ بن کلاب کا حلیف تھا انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی

صحبت حاصل کی اور حضور سے روایت کی۔ جنگِ قادسیہ کے موقعہ پر ان کو امیر قتال بنا دیا تھا۔ یہ وہ ہیں جنہوں نے نخیلہ کے دن خارجیوں کو قتل کیا تھا۔ کوفے میں آباد ہو گئے تھے۔ وہیں اپنا گھر بنا لیا تھا اور آج تک ان کی اولاد وہاں باقی ہے۔

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ:

عبداللہ نام' باپ کا نام اوفی' نسب نامہ یہ ہے۔ علقمہ بن خالد بن الحارث بن ابی اسید بن رفاعۃ ابن ثعلبہ بن ہوازن بن اسلم بن افصی بن خزاعہ۔ ابوعبداللہ کنیت ہے۔ شعبہ عمر سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے خبر دی گئی کہ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ ان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ہیں جنہوں نے بیعت رضوان کی تھی۔ محمد بن عمر کہتے ہیں کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک ہمیشہ مدینہ میں ہی رہے۔ پھر کوفے میں آ کر دوسرے مسلمانوں کی جگہ اپنا گھر بنا لیا تھا اسلم کے محلے میں کبھی کبھی بصرے بھی چلے جاتے تھے۔ ۸۷ھ میں کوفے میں وفات پائی۔ قتادہ حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ یہ کوفے میں رسول اللہ کے آخری صحابی ہیں جنہوں نے وہاں وفات پائی۔

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ:

یہ بنی ثعل میں سے ایک ہیں' ابوطریف کنیت ہے۔ کوفے میں آ کر اپنا مکان بنا لیا تھا محلّہ طے میں ہمیشہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے' جنگ جمل وصفین میں ان کے شریک رہے۔ یوم جمل میں ان کی آنکھیں جاتی رہی تھیں۔ مختار کے زمانے میں کوفے میں وفات پائی۔ اس وقت ان کی عمر ۷۸ سال کی تھی۔

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ:

ان کی کنیت ابوعمر ہے۔ جس سال رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اسی سال اسلام لائے تھے۔ حضور نے ان کو ذی الخلصہ کی طرف بھیجا تھا اس کو منہدم کرنے کے بعد کوفے میں آ کر آباد ہو گئے اور بجیلہ کے محلے میں اپنا گھر بنا لیا تھا' سراۃ میں وفات پائی جب کہ کوفے پر ضحاک بن قیس حکومت کر رہا تھا اور یہ زیاد بن ابی سفیان سے ڈھائی سال بعد کی بات ہے۔

اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ:

یہ معدی بن کرب کندی کے بیٹے ہیں' یہ بنی الحارث بن معاویہ میں سے تھے' ابومحمد کنیت تھی' وفد کی صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تھے' پھر یمن کو لوٹ گئے۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی تو یہ مرتد ہو گئے۔ ان کے مقام بخیر کا زیاد بن لبید البیاضی نے محاصرہ کر لیا۔ اور اس میں داخل ہو کر اور ان کو گرفتار کر کے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا' وہ تائب ہوئے اور آپ نے ان پر احسان کیا اور اپنی بہن کو ان کے نکاح میں دے دیا جب لوگ عراق میں آباد ہونے کے خیال سے نکلے تو یہ بھی ان کے ہمراہ کوفے میں آ کر آباد ہو گئے اور کندہ کے محلے میں اپنا مکان بنا لیا اور وہیں فوت ہوئے۔ اس وقت حضرت امام حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما کوفے میں تھے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر چکے تھے۔ انہوں نے ہی ان کے جنازے کی نماز پڑھائی۔

اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ کی بیٹی حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے پاس تھی۔ حضرت سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب تم اس کو

غسل دو تو مجھے بلا لینا۔ لوگوں نے آپ کو اطلاع دی۔ آپ نے حنوط سے ان کا وضو کرایا۔

سعید بن حریث رضی اللہ عنہ:

نسب نامہ یہ ہے: ابن عمرو بن عثمان بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم۔ یہ بھائی ہیں عمرو بن حریث کے اور یہ اپنے بھائی عمرو سے مقدم ہیں کہتے ہیں کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ فتح مکہ کے موقع پر موجود تھے۔ یہ اس وقت صرف ۱۵ سال کے تھے۔ پھر لوٹ آئے اور کوفے میں اپنے بھائی عمرو بن حریث کے ہمراہ آ گئے۔

عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ:

نسب نامہ یہ ہے: ابن عمرو بن عثمان بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم' ابوسعید کنیت ہے' محمد بن عمر کہتے ہیں کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو یہ اس وقت بارہ سال کے تھے۔

ابونعیم کہتے ہیں کہ انہوں نے کوفے میں آباد ہو کر اپنا مکان مسجد کی جانب بنا لیا تھا جو بڑا تھا اور مشہور تھا' محمد بن سعد کہتے ہیں کہ جب زیاد بن ابی سفیان بصرے چلا گیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ کو کوفے میں خلیفہ بنا دیا تھا۔ ۸۵ھ میں کوفے میں ہی ان کی وفات ہوئی عبدالملک بن مروان کے زمانے میں' اور ان کی اولاد وہیں رہی۔

سمرۃ بن جنادہ رضی اللہ عنہ:

ان کا نسب نامہ یہ ہے: ابن جندب بن حجیر بن رباب بن حبیب بن سواءۃ بن عامر بن صعصعہ ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نصیب ہوئی۔ یہ اور ان کا بیٹا روایت کرتے ہیں۔

جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ:

یہ سوائی ہیں اور وہ بنی زہرہ بن کلاب کے حلیف تھے' جابر رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ یہ بھی کوفے میں آ کر آباد ہو گئے تھے۔ بنی سواءۃ کے محلے میں اپنا مکان بنا لیا تھا۔ عبدالملک بن مروان کے زمانے میں وہیں فوت ہوئے اس وقت کوفے پر بشر بن مروان حاکم تھے۔

حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ:

یہ غفاری ہیں' ابوسریحہ کنیت ہے۔ یہ صلح حدیبیہ کے موقعہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کوفے میں آباد ہو گئے تھے۔

ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ:

نسب نامہ یہ ہے۔ ابن ابی معیط بن ابی عمرو بن امیہ بن عبد شمس۔ ان کی والدہ اروی بنت کریز بن حبیب بن عبد شمس اور وہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی ماں کے بھائی ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کو کوفے کا گورنر بنا دیا تھا اور انہوں نے وہاں مسجد کے پاس اپنا بڑا مکان بنا لیا تھا۔ پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کو معزول کر کے سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کو کوفہ کا گورنر بنا دیا تھا۔ ولید رضی اللہ عنہ مدینہ میں واپس آ گئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت تک ہمیشہ وہیں رہے۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ میں امر

خلافت میں نزاع اور جنگ وجدل ہوا تو یہ دونوں سے الگ رہے۔ ان میں سے کسی کا ساتھ نہیں دیا۔ یہاں تک کہ یہ معاملہ ختم ہوا' انہوں نے مقام رقہ میں وفات پائی وہیں ان کی اولا د رہی اور ان کے بعض بیٹے کوفے میں رہے۔ کوفے میں ان کا ایک بہت بڑا مکان دار القصار بین کے نام سے مشہور ہے۔

عمرو بن حمق رضی اللہ عنہ:

نسب نامہ یہ ہے۔ ابن الکاہن بن حبیب بن عمرو بن القین بن رزاح بن عمرو بن سعد ابن کعب بن عمرو خزاعہ۔ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا شرف حاصل ہوا۔ کوفے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے۔ ہر حال میں ان کے ہمراہ رہے اور یہ ان لوگوں میں سے ایک تھے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف بغاوت کر کے آئے تھے اور ان کی شہادت میں اعانت کی تھی۔ ان کو عبدالرحمن ابن ام الحکم نے جزیرے میں قتل کر دیا تھا اور سب سے پہلے جس کا سر لایا گیا وہ یہی تھے۔

سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ:

نسب نامہ یہ ہے۔ ابن الجون بن ابی جون' اور وہ عبدالعزیٰ بن منقذ بن ربیعہ بن احرم بن حبیش بن حرام بن حبشیہ بن سلول بن کعب بن خزاعہ ہیں۔ ابو مطرف کنیت ہے۔ ان کا نام یسار تھا جب یہ اسلام لائے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام سلیمان رکھ دیا اور یہ بڑی عمر کے تھے' کوفے میں آ کر بنی خزاعہ میں اپنا مکان بنا لیا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ صفین میں شریک ہوئے۔ یہ ان میں سے ہیں جنہوں نے حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو خط لکھا تھا کہ آپ کوفے میں آ جائیے۔ جب آپ کوفے میں آئے تو ان سے الگ ہو گئے ان کا ساتھ نہ دیا۔ جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو یہ بہت ہی نادم ہوئے۔ جنہوں نے آپ کی توہین وتذلیل کی تھی ان میں سے بعض نادم ہوئے۔ اپنے فعل سے توبہ کی اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ لینے کے لیے اور ایک لشکر کی صورت میں مقام نخیلہ میں آئے۔ ان کو توابین کہا جاتا ہے۔ ان کا پیچھا سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ نے کیا' پھر وہ شام کی طرف نکل گئے۔ جب ارض جزیرہ میں مقام وردہ چشمے پر آئے تو ان کو اہل شام کی ایک جماعت ملی جن کا سردار حصین بن نمیر تھا۔ دونوں لشکروں میں جنگ ہوئی۔ بہت سے ان میں سے قتل ہوئے اور بہت تھوڑے سے بچے۔ سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ بھی اسی دن مارا گیا۔ یہ ۶۵ھ کا واقعہ ہے۔ ماہ ربیع الآخر۔ جب یہ قتل ہوئے تو ان کی عمر ۹۳ سال تھی۔

ہانی بن اُوس رضی اللہ عنہ:

یہ اسلمی ہیں۔ کوفے میں آ کر محلہ اسلم میں مکان بنا لیا تھا۔ یہ خلافت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ میں فوت ہوئے' حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ اس وقت کوفے کے گورنر تھے۔ یہ ان میں سے تھے جنہوں نے بیعت رضوان کی تھی۔ ان کے گھٹنے میں کوئی تکلیف تھی۔ جب سجدہ کرتے کہ اس کے نیچے تکیہ رکھ لیتے۔

حارثہ بن وہب ووائل بن حجر رضی اللہ عنہ:

حارثہ بن وہب خزاعی رضی اللہ عنہ ہیں' اور حضرت وائل بن حجر حضرمی رضی اللہ عنہ ہیں۔ عاصم بن کلیب اپنے والد سے روایت کرتے ہیں اور وہ وائل بن حجر سے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' میرے سر پر بڑے بڑے بال تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

یہ شہد کی مکھی کا چھتہ ہے۔ میں آیا اور میں نے اپنے تمام بال کٹوا دیئے۔ پھر خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ حضورؐ نے دریافت فرمایا۔ تم نے اپنے بال کیوں کٹوا دیئے؟ عرض کیا کہ میں نے سنا کہ حضورؐ نے فرمایا: ذباب! میں نے اس سے یہ سمجھا کہ یہ کوئی عیب و نقص کی بات ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا میرا یہ مطلب تو نہ تھا۔ خیر اچھا ہوا جو کچھ تم نے کیا۔ کہا گیا ہے کہ ذباب ایک یمانی کلمہ ہے۔

صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ:

یہ مرادی ہیں۔ اور وہ بنی ربض بن زاہر بن عامر بن عوبثان بن زاہر ابن مراد ہیں۔ زر بن حبیش کہتے ہیں' میں صفوان بن عسال المرادی سے ملا۔ میں نے اس سے کہا آپ کو رسولِ خدا ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی ہے؟ اس نے کہا ہاں مجھے یہ سعادت نصیب ہوئی ہے۔ میں نے تو بارہ غزوے حضور ﷺ کے ساتھ کیے ہیں۔ صمام زر سے بیان کیا کرتے تھے کہ میں وفد کی صورت میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تھا۔ مجھے اس وفد میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور دوسرے اصحاب رسول اللہ ﷺ لے گئے تھے۔ میں اس وقت صفوان بن عسال المرادی سے ملا تھا۔

اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ:

ثعلبی' قیس عیلان میں سے ہیں اور ان کی ایک حدیث ہے کہ میں نبی اکرم ﷺ کے پاس چند اعراب کے ساتھ چند سوالات کرنے آیا تھا۔

مالک بن عوف رضی اللہ عنہ:

ابن نضلہ بن خدیج بن حبیبن حدید بن غنم بن کعب بن عصمہ بن حبشم بن معاویہ بن بکر بن ہوازن قیس عیلان میں سے تھے۔ یہ ابو الی الاحوص اصحاب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ میں سے ہیں۔ شعبہ کہتے ہیں کہ ہمیں اسحاق نے خبر دی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے ابوالاحوص سے سنا کہ وہ اپنے والد سے بیان کرتے تھے کہ میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میرا چہرہ تکلیف و مصیبت سے مرجھایا ہوا اور متغیر تھا۔ حضورؐ نے مجھ سے پوچھا تمہارے پاس مال ہے؟ میں نے کہا: ہاں ہے۔ پوچھا تمہارے پاس کیا مال ہے؟ عرض کیا: میرے پاس گھوڑے ہیں' اونٹ ہیں' غلام ہیں اور بکریاں ہیں۔ ارشاد فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے تمہیں اتنا مال و دولت عطا فرمایا ہے تو اس فارغ البالی کا اثر تمہارے چہرے اور لباس سے تو ظاہر ہونا چاہیے (یعنی اگر اللہ تعالیٰ جائز طور پر مال و دولت عطا فرمائے تو اچھی غذا' اچھا لباس اور اچھی صورت کوئی بری چیز نہیں۔ مالداری کا اثر جسم و لباس سے بھی ظاہر ہونا چاہیے)۔

عامر بن شہر رضی اللہ عنہ:

یہ ہمدانی ہیں۔

یحییٰ کا بیان ہے کہ عامر بن شہر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہمدانی جبش کے قلعہ جبل الحقل میں قلعہ بند ہو گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے ذریعہ ان کو دشمنوں سے محفوظ رکھا' یہاں تک کہ ہمدانیوں پر اہل فارس نے حملہ کر دیا' اور وہ ایران والوں سے ہمیشہ جنگ کرتے رہے۔ یہاں تک کہ جنگ بھڑک اٹھی اور طویل ہو گئی۔ پھر آنحضرت ﷺ نے ان پر چڑھائی کی اور عامر بن شہر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اے عامر! تم تو ایرانی بادشاہوں کے ندیم رہے ہو۔ کیا تم ہمارے مطیع بن سکتے ہو' اگر تم ہم سے کسی چیز پر راضی ہو جاؤ تو ہم اس کو قبول

کرلیں گے اور اگر تم ہمارا آنا ناگوار سمجھتے ہو تو ہم بھی اس کو ناگوار سمجھیں گے' میں نے کہا: ہمیں آپ کی اطاعت منظور ہے۔ سو اس کے بعد میں مدینہ میں آنحضرت ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ میں اپنی قوم کے لوگوں کے ساتھ آپ کے پاس بیٹھ گیا اور عرض کیا ہمیں کچھ نصیحت فرمایئے۔ آپ نے فرمایا: ''میں تمہیں تقوی اللہ اختیار کرنے کی وصیت کرتا ہوں اور یہ کہ تم قریش کی بات سنو اور ان پر عمل کرو''۔

میں نے یہ سن کر عرض کیا کہ بس ہمارے لیے یہ نصیحت کافی ہے اور ہم آپ کی نصیحت کو خوشی سے قبول کرتے ہیں۔ پھر میں نے یہ ارادہ کرلیا کہ میں اپنی قوم میں واپس نہیں جاؤں گا۔ میں اپنے دوست نجاشی کے پاس آ گیا۔ ہم ایک مجلس میں بیٹھے تھے کہ اس کے پاس ایک چھوٹا بچہ آیا اور ایک تختی پر لکھا ہوا پڑھ کر سنانے لگا پس میں ہنس پڑا۔ نجاشی نے پوچھا تم کس بات پر ہنسے؟ کہا اس بچہ کی قرأت پر میں ہنسا جو اس نے آپ کے سامنے پڑھی۔ اس نے کہا کہ واللہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر بھی یہی بات نازل ہوئی تھی اور انجیل میں بھی یہی تھا کہ اس زمین پر لعنت برسے گی جس پر بچے حکمران ہوں گے۔ یہ سن کر میں واپس لوٹ آیا کہ یہی کلمہ میں نے آنحضرت ﷺ سے بھی سنا تھا اور آپ نے یہی فرمایا تھا' جو نجاشی سے سنا۔ میں بھی مسلمان ہوگیا اور میری قوم بھی اور سہل میں آباد ہوگئے اور رسول اللہ ﷺ نے مالک ذی مران کو بھی ایک مکتوب لکھا آپ نے مالک ابن مرارہ وہادی کو یمن کی طرف بھیجا' عکہ ذوجنوان والے بھی اسلام لے آئے اور کہا گیا کہ تم لوگ جا کر آنحضرت ﷺ سے امان لے آؤ۔ حضور ﷺ نے ان کو امن کی ضمانت دے دی اور یہ امان نامہ لکھا دیا ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم: محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے عک ذی جنوان کے لیے۔ اگر یہ اپنے مال اور غلاموں وغیرہ میں سچے ہیں تو اللہ ورسول کی طرف سے ان کی حفاظت ہے''۔ اور خالد بن سعید رضی اللہ عنہ کو بھی لکھوا دیا۔

عبیط بن شریط رضی اللہ عنہ:

یہ اشجعی قیس غیلان میں سے ہیں۔ وہ ابوسلمہ بن عبیط ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ اور چچا کے ساتھ حج کیا۔ میرے باپ نے کہا: کیا تو اس سرخ اونٹنی والے صاحب کو دیکھ رہا ہے جو خطبہ دے رہا ہے۔ وہ رسول اللہ ﷺ تھے۔ ابی مالک اشجعی کہتے ہیں عبیط بن شریط رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں اپنے باپ کے پیچھے اونٹنی پر سوار تھا اور آنحضرت ﷺ جمرۃ کے نزدیک خطبہ دے رہے تھے' آپ نے فرمایا:

تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں' ہم اسی سے مدد مانگتے ہیں اور اسی سے مغفرت چاہتے ہیں۔ ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد (ﷺ) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ میں تمہیں تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں۔ کون سا دن زیادہ عزت واحترام والا ہے' صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: آج کا دن۔ فرمایا: کون سا مہینہ زیادہ محترم ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یہ مہینہ' پوچھا کون سا شہر زیادہ محترم ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یہ شہر' آپ نے فرمایا کہ تمہارے خون اور تمہارے مال تم پر اسی طرح حرام ہیں جیسا کہ آج کا دن' یہ مہینہ اور یہ شہر (تمہیں ایک دوسرے کی جان ومال کی حفاظت کرنی چاہیے۔ نہ کسی کی جان لینی چاہیے نہ مال)۔

سلمہ بن نبیط کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ سے کہا کہ کیا آپ اس خطبے کے گواہ اور سننے والے ہیں' کہا اے بیٹے اگر تو اس واقعہ اور توحید ورسالت کی گواہی کو چھپائے گا تو گنہگار ہوگا اور جو وبال ان پر آئے گا وہ تجھ پر بھی آئے گا۔ اے بیٹے! میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ میں (ان کفار ومشرکین میں) بیٹھوں اور دوزخ کی آگ میں داخل ہوں۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ کو یہ کہتے سنا کہ میں نے یوم النحر میں آنحضرت ﷺ کو (مذکورہ بالا) سرخ اونٹنی پر خطبہ دیتے سنا تھا۔

سلمہ بن یزید رضی اللہ عنہ:

ابن مشجعہ بن مجمع بن مالک بن کعب بن سعد بن عوف بن حریم بن جعفی بن سعد العشیرۃ بن مذحج۔ یہ ایک وفد میں آنحضرت ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور اسلام لے آئے۔ انہوں نے نبی ﷺ سے روایت بھی کی ہے کہ آنحضرت ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے' میں کھڑا ہوا اور عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ اگر آپ کے بعد ہم پر امراء ہوں۔ ہم سے اپنا حق مانگیں مگر ہمارا حق نہ دیں۔

عرفجہ بن شریح اور صخر بن عیلہ رضی اللہ عنہما:

عرفجہ اشجعی ہیں ان کو ابن صریح بھی کہا گیا ہے۔ صخر بن عیلہ ابن عبداللہ بن ربیعہ بن عمرو بن عامر بن علی بن اسلم بن احمس یہ بجیلہ میں سے ہیں۔ ابوحازم ان کی کنیت ہے۔ عثمان بن ابی حازم صخر بن عیلہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی چچی کو پکڑ کر آنحضرت ﷺ کے پاس لے آیا۔ مغیرہ بھی ان کی تلاش میں آ گئے اور حضور ﷺ سے اپنی چچی کے بارے میں پوچھا؟ آپ نے فرمایا وہ ہمارے پاس ہیں' حضورؐ نے مجھے بلایا اور فرمایا: کہ اے صخر! جو لوگ اسلام قبول کر لیتے ہیں تو وہ اپنی جان و مال کو محفوظ کر لیتے ہیں' پس ان کو ان کے حوالے کر دو کہتے ہیں کہ مجھے آنحضرت ﷺ نے بنی سلیم کے لیے پانی عطا فرمایا۔ بنی سلیم کے لوگ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پانی مانگا پس حضور ﷺ نے مجھے بلایا اور کہا کہ اے صخر! جو لوگ ایمان لے آتے ہیں تو وہ اپنی جانیں اور مال محفوظ کر لیتے ہیں۔ ان کو دے دے سو میں نے ان کو حوالہ کر دیا۔

عروہ بن مضرس رضی اللہ عنہ:

ابن اوس بن حارثہ بن ام الطائی۔ یہ اسلام لائے' نبی ﷺ کی صحبت ان کو میسر آئی' بعد میں یہ کوفے میں آ کر آباد ہو گئے تھے۔ اسے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ہمراہ عیینہ بن حصن کی طرف بھیجا گیا تھا' جب وہ یوم بطاح میں قید ہوا۔ یہ گرفتار کر کے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر کیا گیا۔ کیونکہ یہ مرتد ہو گیا۔ بطاح بنی تمیم کے کنوئیں کا نام ہے۔

اوس بن حارثہ بیان کرتے ہیں کہ اس نے عہد رسول اللہ ﷺ میں حج کیا۔ انہوں نے دیکھا کہ لوگ رات کو جمع ہوتے ہیں۔ یہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے مقام عرفات میں رات ہی کو پھر وہاں سے لوٹ آئے۔ پھر لوگوں کے ساتھ جمع ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا یارسول اللہ میں رات ہی کو اپنے قافلہ میں لوٹ آیا۔ کیا میرا حج ہو گیا؟ آپ نے فرمایا: کہ جس نے ہمارے ساتھ صبح کی نماز پڑھی' جماعت کے ساتھ اور ہمارے ساتھ مقام عرفات میں کھڑا ہوا۔ اور عرفات سے ہمارے ساتھ لوٹ آیا۔ اسی رات کو یا دن کو تحقیق اس کا حج مکمل ہو گیا اور اس کا فریضہ ادا ہو گیا۔

مہلب بن یزید رضی اللہ عنہ:

ابن عدی بن قنافہ بن عدی بن عبد شمس بن عدی بن اخزم الطائی۔ ان کا نام سلاقہ تھا ان کے سر پر بال نہ تھے۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا بال اُگ آئے اس لیے ان کو مہلب کہا جانے لگا۔ وہ ابو قبیصہ بن مہلب ہیں جو اس سے حدیث روایت کرتے ہیں۔

زاہر و نافع بن عتبہ رضی اللہ عنہما:

ابو مجزرۃ بن زاہر اسلمی۔ یہ ان میں سے ہیں جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت کی تھی اور کوفے میں آباد ہو گئے تھے۔ نافع کا نسب نامہ یہ ہے۔ ابن ابی وقاص بن زہیب بن عبد مناف بن زہرۃ۔ یہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے بھتیجے ہیں۔

لبید بن ربیعہ رضی اللہ عنہ:

ابن مالک بن جعفر بن کلاب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ۔ یہ مشہور شاعر ہیں ابو عقیل کنیت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کر لیا۔ اور اپنی قوم کی طرف لوٹ آئے۔ پھر کوفے کی طرف ہجرت کی اور وہیں آباد ہو گئے اور ان کے ہمراہ ان کے بیٹے بھی تھے۔ جس رات حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مقام نخیلہ پر آ کر ٹھہرے اور حضرت سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے مصالحت کی اسی رات کو ان کا انتقال ہوا۔ اور بنی جعفر بن کلاب کے صحراء میں دفن کیے گئے۔ ان کے بیٹے اپنے دیہات میں لوٹ آئے۔ لبید رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کرنے کے بعد کبھی شعر نہیں کہا اور یہ فرمایا: اللہ نے میری شاعری کو قرآن سے بدل دیا ہے۔

حبہ و سواء رضی اللہ عنہما خالد کے بیٹے:

اعمش سلام بن شرحبیل سے حبہ بن خالد اور سواء بن خالد رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں۔ یہ دونوں کہتے ہیں کہ ہم دونوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ آپ کوئی عمارت تعمیر کر رہے تھے' ہم نے بھی اس کام میں حضور کی مدد کی یہاں تک کہ ہم اس کام سے فارغ ہو گئے۔ پھر ہم نے آپ سے جو کچھ سیکھنا تھا سیکھ لیا یعنی ضروری دینی علم حاصل کر لیا۔

سلمہ بن قیس و ثعلبہ بن الحکم رضی اللہ عنہما:

یہ اشجعی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں اور کوفے میں آباد ہو گئے تھے۔ ثعلبہ بن الحکم نے اسلام قبول کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جنگ حنین میں شریک ہوئے۔

عروہ بن ابی الجعد رضی اللہ عنہ:

بارقی ازد میں سے ہیں۔ شعبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ عروہ بن ابی الجعد بارقی اور سلمان بن ربیعہ رضی اللہ عنہما شریح رضی اللہ عنہ سے پہلے کوفے میں قاضی رہے ہیں' براز البودر میں ان کا گھوڑا بندھا رہتا تھا جس کو انہوں نے بیس ہزار درہم میں خریدا تھا۔ ان کو قیمتی گھوڑے رکھنے کا شوق تھا۔ ان کے اصطبل میں عمدہ نسل کے گھوڑے بندھے رہتے تھے۔

شبیب بن غرقدہ کہتے ہیں کہ میں نے عروۃ البارقی کے پاس تقریباً ستر گھوڑے دیکھے ہیں ان سے یہ حدیث بھی مروی ہے'

جہاد کے لیے بندھا ہوا گھوڑا قیامت کے دن بڑی نیکی ہوگی۔

حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ:

ان کا نسب نامہ یہ ہے ابن ہلال بن جریج بن مرہ بن حزن بن عمرو بن جابر بن خشین ابن لائی بن عضم بن شمخ بن خزارۃ۔ یہ انصار کے حلیف تھے۔ آنحضرت ﷺ کی صحبت وزیارت نصیب ہوئی تھی۔ جب یہ کوفے میں آئے تو زیاد بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے ان کو بصرے کا عامل بنا دیا تھا ابو یزید مدینی کہتے ہیں کہ جب حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ اس مرض میں مبتلا ہوئے جس میں انہوں نے وفات پائی تو ان کو اتنی شدید سردی محسوس ہوئی کہ ان کے لیے آگ جلائی گئی۔ ایک آگ کی انگیٹھی ان کے سامنے رکھی گئی اور ایک پیچھے۔ ایک داہنے اور ایک بائیں رکھی گئی کہتے ہیں اس سے بھی ان کی سردی نہ گئی اور وہ یہ کہتے رہے' جو کچھ میرے پیٹ میں ہے۔ میں اس کا کیا کروں۔ یہ کہتے کہتے فوت ہو گئے۔

جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ:

ابن سفیان بجلی۔ وہ علقی ہیں۔ علقہ بجیلہ کے بیچ کے حصہ کا نام ہے۔ بعض ان کو ان کے باپ کی طرف منسوب کرتے' اور جندب بن عبداللہ کہتے ہیں بعض اس کے دادا کی طرف منسوب کرتے اور جندب بن سفیان کہتے ہیں اور یہ ایک ہی بات ہے۔

مخنف بن سلیم رضی اللہ عنہ:

ابن الحارث بن عوف بن ثعلبہ بن عامر بن ذھل بن مازن بن ذبیان' ابن ثعلبہ بن دول بن سعد مناۃ بن غامد بن الازد۔ کوفے میں بیت الازد ان کا گھر ہے۔ یہ اسلام لائے۔ رسول اللہ ﷺ کی صحبت میسر آئی اور کوفے میں آباد ہو گئے۔ وہیں ان کا بیٹا ابو مخنف لوط بن یحییٰ پیدا ہوا۔

حارث بن حسان رضی اللہ عنہ:

یہ بکری ہیں۔ حارث بن حسان کہتے ہیں ہم آنحضرت ﷺ کی زیارت کے ارادے سے نکلے مسجد نبوی میں داخل ہوئے تو مسجد لوگوں سے بھری ہوئی تھی۔ سیاہ جھنڈا لہرا رہا تھا۔ اچانک حضرت بلال رضی اللہ عنہ تلوار لٹکائے ہوئے آئے۔ کہتے ہیں کہ میں نے لوگوں سے پوچھا یہ آج صورت حال کیا ہے؟ لوگوں نے جواب دیا آنحضرت ﷺ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو کہیں بھیج رہے ہیں۔

جابر بن ابی طارق رضی اللہ عنہ:

بجیلہ کے احمسی خاندان میں سے ہیں اور وہ ابو حکیم بن جابر ہیں۔ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔

ابو حازم رضی اللہ عنہ:

اور ان کا نام عوف بن الحارث بن عوف بن حشش بن ہلال بن الحارث بن رزاح بن کلب بن عمرو بن لوی بن رھم بن معاویہ بن اسلم ابن احمس بن بجیلہ ہے۔ اور وہ ابو قیس بن ابی حازم ہیں' قیس بن ابی حازم سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ابو حازم رضی اللہ عنہ کو سورج کی دھوپ میں خطبہ دیتے ہوئے دیکھا۔ آپ نے ان کو حکم دیا کہ وہ سائے میں آ جائیں۔

قطبہ بن مالک اور معن بن یزید رضی اللہ عنہما:

قطبہ بن مالک بنی ثعلبہ میں ہیں اور وہ زیاد بن علاقہ کے چچا ہیں۔

معن بن یزید۔ ابن الاخنس بن حبیب بن جرد بن زعب بن مالک بن خفاف بن عصیہ بن خفاف بن امراء القیس بن بھثہ بن سلیم بن منصور ہیں۔ ابوالجویریہ معن بن یزید سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی۔ میرے باپ اور دادا نے بھی کی۔ معن بن یزید رضی اللہ عنہ کوفے میں آباد ہو گئے تھے اور ضحاک بن قیس فہری کے ساتھ ایک معرکے میں شہید ہوئے۔

طارق بن الاشیم ابومریم السلولی رضی اللہ عنہ:

طارق بن اشیم اشجعی ہیں اور وہ ابوابی مالک ہیں۔ ابی مالک بن سعد اور یہ طارق رضی اللہ عنہما حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔

ابومریم السلولی کا نام مالک بن ربیعہ ہے اور وہ ابوبرید بن ابی مریم۔ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عطاء بن سائب کی حدیث روایت کرتے ہیں۔

حبشی بن جنادہ رضی اللہ عنہ:

نسب نامہ یہ ہے۔ ابن نصر بن اسامہ بن الحارث بن معیط بن عمرو بن جندل بن مرہ بن صعصعہ بن معاویہ بن بکر بن ہوازن۔ ماں کی طرف سلسلہ نسب یہ ہے ام جندل بن مرہ سلول ربنہ ذہل بن شیبان بن ثعلبہ۔ اسی نسبت سے وہ پہچانے جاتے ہیں۔ حبشی اسلام لائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحابیت کا درجہ حاصل کیا اور یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حمایت میں شہید ہوئے۔ ایک شخص نے ان سے پوچھا آخر آپ کو کیا خوف اور مجبوری ہے کہ آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دے رہے ہیں؟ کہا میرے نزدیک اس سے بڑا نیکی اور حق پرستی کا کوئی نیک عمل نہیں۔

دکین بن سعید اور برمہ بن معاویہ رضی اللہ عنہما:

دکین بن سعید خثعمی ہیں۔ بعض ان کو ابن سعید بتلاتے ہیں۔ ان سے قیس بن ابی حازم روایت کرتے ہیں، برمہ بن معاویہ ابن سفیان بن منقذ بن وہب بن عمیر بن نصر بن قعین بن الحارث ابن ثعلبہ بن دودان بن اسد بن خزیمہ۔ وہ ابوقبیصہ بن برمہ ہے۔ جو اس سے حدیث روایت کرتا ہے۔

خریم بن الاخرم رضی اللہ عنہ:

ابن شداد بن عمرو بن الفاتک بن قلیب بن عمرو بن اسد بن خزیمہ ہیں۔ یونس بن ابی اسحاق شمر بن فاتک سے روایت کرتے ہیں کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور نے ان سے فرمایا اے خریم! اگر تمہارے اندر دو خصلتیں نہ ہوتیں تو تم اچھے آدمی ہوتے۔ عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ وہ دو خصلتیں کون سی ہیں؟ مجھے ایک کافی ہے! فرمایا اپنے بال پورے کرو اور اپنی ازار ٹخنے سے اونچی کرو۔ سوانہوں نے اپنے بال ٹھیک کرا لیے اور ازار ٹخنے سے اونچی کر لی۔ اس کے سوا ان کی

کوئی حدیث نہیں۔ ان کا ایک بیٹا ایمن بن خریم شاعر تھا۔ وہ کہتا ہے:

وَلَسْتُ لِقَاتِلٍ رَجُلاً يُصَلِّيْ عَلٰى سُلْطَانٍ اٰخَرَ مِنْ قُرَيْشٍ
لَهٗ سُلْطَانُهٗ وَعَلَيَّ اِثْمِيْ مَعَاذَ اللّٰهِ مِنْ جَهْلٍ وَّطَيْشٍ
اَاَقْتُلُ مُسْلِمًا فِيْ غَيْرِ حَقٍّ فَلَسْتُ بِنَافِعِيْ مَا عِشْتُ عَيْشِيْ

''اور میں اس شخص کو قتل کرنے والا نہیں جو قریش کے علاوہ کسی اور بادشاہ کا دعا گو اور خیر خواہ ہے اس کے لیے دلیل ہے اور مجھ پر گناہ ہے۔ میں ایسے جہل اور غصے سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں' کیا میں کسی مسلمان کو ناحق قتل کروں۔ جب تک میں جی رہا ہوں یہ کام مجھ سے نہ ہوگا''۔

شعبیؒ اس ایمن بن خریم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے کہا کہ میرے باپ اور میرے چچا دونوں بدر میں شریک ہوئے تھے اور ان دونوں نے عہد کیا تھا کہ کسی مسلمان کو قتل نہ کریں گے۔

دوسرے ارباب سیر نے کہا ہے کہ وہ دونوں بدر میں شریک نہیں ہوئے۔ ابو معشر اور محمد بن عمرو رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ وہ دونوں بدر میں شریک نہیں ہوئے۔ بدر میں تو صرف قریش وانصار' ان کے حلیف اور ان کے غلام شریک ہوئے تھے۔

ضرار بن الازور رضی اللہ عنہ:

ازور کا نام مالک بن اوس بن جذیمۃ بن ربیعہ بن مالک بن مالک ابن ثعلبہ بن دودان بن اسد بن خزیمۃ ہے۔ یہ بہترین سوار تھے۔ اسلام لائے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث لقوح روایت کرتے ہیں۔ یمامہ کی جنگ میں انہوں نے بڑی بہادری اور بے جگری سے سخت جنگ کی یہاں تک کہ آپ کی دونوں پنڈلیاں کاٹ دی گئیں' آپ گھٹنوں کے بل لڑتے رہے یہاں تک کہ آپ شہید ہو گئے۔

عبداللہ بن جعفر کہتے ہیں کہ حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ یمامہ میں زخمی پڑے رہے۔ اس سے پہلے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ پہنچیں ان کا انتقال ہو گیا۔

فرات بن حبان اور یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ عنہما:

فرات بن حبان ابن ثعلبہ بن عبدالعزیٰ بن حبیب بن حبہ بن ربیعہ بن سعد بن عجل۔ یہ بنی سہم کے حلیف تھے۔ کوفے میں آ کر اپنا مکان بنا کر آباد ہو گئے تھے بنی عجل ہیں۔ ان کی اولاد کوفے میں رہی۔ یعلیٰ بن مرۃ ابن وہب بن جابر بن عتاب بن مالک بن کعب بن عمرو بن سعد ابن عوف بن ثقیف۔ یہ وہ ہیں جن کو یعلیٰ بن سیابۃ بھی کہا جاتا ہے۔ سیابۃ ان کی والدہ یا دادی ہیں حفص الثقفی کہتے ہیں کہ میں نے سنا یعلیٰ بن مرۃ ثقفیؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے۔

محمد بن عمرو کہتے ہیں کہ یعلیٰ بن مرۃ بیعت رضوان میں' خیبر میں' فتح مکہ میں اور غزوہ طائف وحنین میں شریک ہوئے۔

عمارہ بن رویبہ رضی اللہ عنہ:

یہ ثقفی ہیں۔ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز قبل غروب آفتاب کی حدیث روایت کی ہے۔

عبدالرحمٰن بن ابی عقیل رضی اللہ عنہ:

ثقفی ہیں حجاج بن یوسف کے گروہ میں سے ہیں۔ عبدالرحمٰن بن علقمہ ثقفی عبدالرحمٰن بن ابی عقیل سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ میں ایک وفد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس کے بعد اپنا قصہ بیان کیا۔

عقبہ بن فرقد رضی اللہ عنہ:

ان کا نسب نامہ یہ ہے ہربوع بن حبیب بن مالک بن اسعد بن رفاعہ بن ربیعہ بن رفاعہ بن الحارث بھثۃ بن سلیم بن منصور۔ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحابیت کا شرف حاصل ہوا۔ کوفے میں آباد ہو گئے تھے اور ان کو فراقدہ کہا جاتا تھا۔

جابر عامر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے عمال کو لکھا کہ ''ہر وہ انگوٹھی جس میں عربی الفاظ نقش ہوں اسے توڑ دو'' اس حکم کے مطابق عقبہ بن فرقد کی انگوٹھی توڑ دی گئی کیونکہ اس میں نقش تھا۔

ابوعثمان ہندی سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عقبہ بن فرقد رضی اللہ عنہ کے جسم پر کسم کی ایک لمبی قمیص دیکھی' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک قینچی منگائی کہ اس کو چاروں طرف سے کاٹ دیں۔ عقبہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ اے امیر المومنین! مجھے اس بات سے شرم آتی ہے کہ آپ کاٹیں۔ لائیے میں خود کاٹے دیتا ہوں۔

عبید بن خالد رضی اللہ عنہ:

یہ سلمی ہیں۔ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے دو شخصوں میں بھائی چارہ کرایا۔ ان میں سے ایک کا انتقال ہو گیا۔

طارق بن عبداللہ رضی اللہ عنہ:

یہ محاربی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث روایت کرتے ہیں ''جب تم میں سے کوئی شخص تھوکے تو اپنے آگے اور داہنی طرف نہ تھوکے''۔

ابی صخرہ روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے طارق بن عبداللہ کی قوم کے ایک شخص نے بیان کیا کہ طارق بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ میں ذی مجاز کے بازار میں تھا۔ کہ میرے سامنے سے ایک نوجوان شخص گزرا۔ جو سرخ چادر اوڑھے ہوئے تھا اور وہ کہہ رہا تھا:

﴿ یَاۤاَیُّهَا النَّاسُ قُوْلُوْا لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تُفْلِحُوْا ﴾

''اے لوگو! لا الہ الا اللہ کہو اور نجات و کامرانی حاصل کرو''۔

اس کے ساتھ ہی یہ بھی دیکھا کہ ایک شخص اس کے پیچھے یہ کہتا جا رہا ہے کہ یہ شخص جھوٹا ہے اس کی بات مت مانو۔ میں نے پوچھا' یہ کون شخص ہے؟ لوگوں نے بتلایا کہ یہ بنی ہاشم کا لڑکا ہے۔ یہ نبوت کا دعویٰ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ اور اس کے پیچھے اس کا چچا عبدالعزیٰ ہے۔

کچھ عرصے بعد جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ میں تشریف لے آئے اور لوگ آپ کی نبوت و رسالت پر ایمان لانے لگے۔ یہ شہرہ سن کر ہم نے بھی مدینہ کے سفر کا ارادہ کر لیا اور مقام ربذہ سے روانہ ہو گئے' ہمارے ساتھ ہودج میں ایک

پردہ دار عورت بھی تھی۔ جب ہم مدینہ کے قریب پہنچے تو راستے میں ایک شخص سے ملاقات ہوئی اس نے پوچھا آپ لوگ کہاں سے آئے ہیں؟ ہم نے کہا ربذہ سے۔ پوچھا آپ کہاں جانے کا ارادہ رکھتے ہیں؟ ہم نے کہا کہ ہم تو صرف مدینہ کے ارادے سے آئے ہیں۔ پوچھا یہاں آپ کے آنے کی کیا غرض ہے؟ کیا ہم اپنی اہل و عیال کے لیے رسد اور کھجوریں لینے آئے ہیں۔ ہمارے پاس ایک سرخ اونٹ بھی ہے۔ اس نے کہا کہ کیا آپ اپنا اونٹ بیچنا چاہتے ہیں؟ ہم نے کہا ہاں (یہی تو ہماری غرض ہے) پوچھا۔ کیا قیمت لو گے؟ ہم نے کہا اتنی اتنی قیمت اور ایک صاع کھجور۔ اس نے کہا جو کچھ تم نے مانگا ہے ٹھیک ہے' کہتے ہیں کہ جو کچھ ہم نے ان سے مانگا تھا' اس میں اس نے کوئی کمی نہیں کی۔ پھر اس نے ہاتھ مارا اور اونٹ کی نکیل پکڑ کر چل دیا۔ جب وہ چلا گیا۔ تو ہم نے کہا' بخدا یہ ہم نے کیا کیا کہ ہم جس شخص کو جانتے پہچانتے نہیں اس کے ہاتھ سودا کرلیا۔ عورت بیٹھی ہوئی تھی وہ کہہ رہی تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ میں نے ایسا شخص دیکھا ہے جس کا چہرہ چاند کی مانند چمک رہا ہے۔ وہ تم پر کوئی ظلم نہیں کرے گا۔ نہ تمہارے ساتھ کوئی دھوکا یا فریب کرے گا میں تمہارے اونٹ کی قیمت کی ضمانت دیتی ہوں۔ اتنے میں ایک شخص آیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کا بھیجا ہوا قاصد ہوں۔ یہ کھجوریں لو۔ خوب پیٹ بھر کر کھاؤ اور تول کر دیکھ لو۔ کہ یہ اتنی ہی کھجوریں جتنی تم نے مانگی تھیں۔ ہم نے ان کو تولا وہ پوری تھیں اور ان سے ہمارا پیٹ بھر گیا۔

پھر ہم مدینہ میں داخل ہوئے اور مسجد نبویؐ میں آئے تو ہم نے دیکھا اور سنا کہ یہ تو وہی شخص ہے جس سے ہم نے سودا کیا تھا۔ آپؐ خطبہ دے رہے تھے۔ فرمایا: صدقہ کیا کرو کہ صدقہ تمہارے لیے بہتر ہے۔ اور داہنا ہاتھ بہتر ہے بائیں سے (یعنی دینے والا ہاتھ لینے والے سے بہتر ہے) اور صدقات و خیرات اپنے اہل و عیال اور نزدیکوں سے شروع کرو۔ تیری ماں ہے تیرا باپ ہے۔ تیری بہن ہے اور تیرا بھائی ہے۔ پھر اس کے بعد درجہ بدرجہ (ایسا نہ کرو کہ تم دوسروں پر اپنی دولت لٹاتے رہو اور تمہارے عزیز و قریب بھوکے سوتے رہیں۔ سخاوت کرنی ہو تو اپنے گھر اور پڑوس سے شروع کرو)۔

اتنے میں بنی یربوع کا ایک شخص داخل ہوا۔ انصار میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور کہا یا رسول اللہ یہ شخص بنی یربوع قبیلے کا ہے۔ ایام جاہلیت میں انہوں نے ہمارا ایک آدمی قتل کیا تھا ہمیں ان سے بدلہ لینے کا موقعہ دیجیے۔ آپ نے فرمایا۔ اب اسلام لانے کے بعد ایام جاہلیت کے خون معاف ہو گئے ہیں۔

ابن ابی شیخ المحاربی رضی اللہ عنہ:

ابن ابی شیخ کہتے ہیں کہ ہم رسول خدا ﷺ کے پاس آئے۔ آپؐ نے فرمایا اے معشر محارب اللہ تمہاری مدد کرے۔ مجھے عورت کا دودھ نہ پلاؤ۔ قیس بن ربیع کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ جب امراء القیس شیراز آیا تو کہا یہ ہے عورت کا دودھ پلانا۔

عبیدہ بن خالد رضی اللہ عنہ:

یہ محاربی ہیں۔ اشعث بن سلیم کے چچا۔ اشعث ابن سلیم کہتے ہیں کہ میں نے اپنی چچی کو اس کے چچا سے کہتے ہوئے سنا کہ ہم مدینہ میں جا رہے تھے۔ ایک انسان کہہ رہا تھا: اپنی ازار کو اونچا کرو' بے شک جو شخص اپنے کپڑے کو (گندگی سے) بچاتا ہے وہی

اپنے رب کی نافرمانی سے اپنے آپ کو بچاتا ہے' میں نے اس شخص کی طرف توجہ کی تو رسول اللہ ﷺ کو پایا۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ تو میری چادر لٹک رہی ہے۔ آپؐ نے فرمایا: کیا میری زندگی تیرے لیے نمونہ نہیں؟ میں نے نظر ڈالی تو آپ کی ازار نصف پنڈلی تک تھی۔

سالم بن عبید رضی اللہ عنہ:

یہ اشجعی ہیں۔ انہوں نے سحری کھانے کے متعلق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ بعد میں یہ کوفے میں آ کر آباد ہو گئے تھے۔

نوفل الاشجعی رضی اللہ عنہ:

یہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: ''جب تو سونے کا ارادہ کرے تو قُلْ یَآاَیُّھَا الْکَافِرُوْن پڑھ لیا کر۔ یہ شرک سے پاک کرنے والی سورت ہے' اور وہ ابوجہم ابن نوفل ہیں۔

سلمہ بن نعیم رضی اللہ عنہ:

یہ بھی اشجعی ہیں۔ یہ بھی رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں' ان سے حدیث سنی۔ بعد میں یہ بھی کوفے میں آباد ہو گئے تھے' اور نبی ﷺ سے یہ روایت کرتے ہیں کہ ''جو شخص اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملا کہ اس نے (کسی قسم کا) شرک نہیں کیا' وہ جنت میں داخل ہوا''۔

شکل بن حمید رضی اللہ عنہ:

یہ عبسی ہیں اور وہ ابوشتر بن شکل ہیں۔ ان کی حدیث یہ ہے۔ میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ کہتے سنا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ''اے اللہ میں اپنے کانوں' اپنی آنکھوں اور ہر قسم کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں''۔

اسود بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ:

یہ یربوعی ہیں۔ یہ کہتے ہیں۔ میں حجۃ الوداع میں شریک تھا۔ آپؐ نے حجۃ الوداع میں فرمایا: ''جس کو مجھ سے کوئی بدلہ لینا ہو تو آج لے لے''۔

رُشید بن مالک رضی اللہ عنہ:

یہ سعدی ہیں۔ ابوعمیرہ کنیت ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ میں یوم فجاء کے دن رسول خدا ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا۔ ایک شخص کھجوروں کا ایک طبق لے کر آیا۔ حضورؐ نے فرمایا: یہ کیا ہے؟ صدقہ ہے یا ہدیہ؟ اس نے کہا: یہ صدقہ ہے' آپؐ نے فرمایا: تو پھر لوگوں کو دے دو۔ یہ کہتے ہیں کہ حضرت سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے اس میں سے ایک کھجور لے کر اپنے منہ میں ڈال لی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف دیکھا اور ان کے منہ میں اپنی انگلی ڈال کر وہ کھجور نکال کر پھینک دی اور فرمایا: ''آل محمد صدقہ نہیں کھایا کرتے''۔

فجیع بن عبداللہ رضی اللہ عنہ:

ان کا نسب نامہ یہ ہے۔ ابن جندج بن بکتاء بن عامر بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ العامری یہ کہتے ہیں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ پوچھا ہمارے لیے مردار کی کیا چیز حلال ہے؟ آپؐ نے اس کو تفصیل سے بتلایا۔

عتاب بن شمیر رضی اللہ عنہ:

عتاب بن شمیر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! میرا بوڑھا باپ اور بھائی ہیں' میں ان کی طرف جاتا ہوں' شاید وہ مسلمان ہو جائیں تو میں ان کو آپؐ کے پاس لے آؤں۔ آپؐ نے فرمایا: اگر وہ مسلمان ہو جائیں تو ان کے لیے بہتر ہے اور اگر وہ اپنی حالت پر قائم رہیں تو اسلام تو اب پھیل جانے والا ہے۔

ذوالجوشن بن ربیعہ:

ہشام بن محمد بن سائب کلبی کہتے ہیں کہ اس کا نام شرحبیل بن اعور بن عمرو بن معاویہ ہے اور وہ ضباب بن کلاب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ ہے۔

دوسرے ارباب سیر نے کہا ہے کہ اس کا نام جوشن بن ربیعہ کلابی ہے اور وہ باپ ہے اس شمر بن ذی الجوشن کا جس نے حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا قتل کیا تھا۔ شمر اپنی کنیت ابوسابغہ بتلایا کرتا تھا۔ ابواسحاق سبیعی کہتے ہیں کہ جوشن بن ربیعہ کلابی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور ایک گھوڑا ہدیۃً آپؐ کے حضور پیش کیا۔ اور وہ اس وقت تک مشرک تھا' اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ہدیہ قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اس نے کہا اگر آپ چاہیں تو اس کو مجھ سے خرید لیں۔ آپؐ نے اس سے بھی انکار کر دیا۔ پھر آپؐ نے اس سے کہا کہ اے ذی الجوشن کیا تو چاہتا ہے کہ شروع میں ہی اسلام قبول کر لے؟ کہا نہیں۔ فرمایا: اسلام قبول کرنے سے تجھے کون سی چیز روکتی ہے؟ اس نے کہا میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ کی قوم آپ کو جھٹلا رہی ہے اور چاہتی ہے کہ آپ کو نکال دے یا قتل کر دے۔ سو آپ انتظار کریں اگر آپؐ ان پر غالب آ گئے اور وہ ناکام ہوئے تو میں آپؐ پر ایمان لا کر آپ کی پیروی کروں گا اور اگر آپؐ غالب نہ آئے تو پھر میں آپ کی پیروی نہ کروں گا۔ آپؐ نے فرمایا: تو عنقریب ہی دیکھ لے گا کہ میں کس طرح ان پر غالب آتا ہوں (اور اسلام سارے ملک عرب میں پھیلتا ہے)۔

کہتے ہیں کہ واللہ ابھی تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ مکہ کی طرف سے ہمارے پاس ایک سوار آیا۔ ہم نے پوچھا سناؤ مکہ کی کیا خبر ہے؟ اس نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اہل مکہ پر غالب آ گئے ہیں (مکہ فتح ہو گیا ہے اور مشرکین مکہ مغلوب و مفتوح ہو گئے ہیں) ذوالجوشن کو افسوس اور دکھ ہوا کہ اس نے کیوں نہ اس وقت اسلام قبول کر لیا جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اس کی دعوت دی تھی' عیسیٰ بن یونس اپنے باپ سے اور وہ ذی الجوشن ضبابی سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے کہا: کہ جب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جنگ بدر سے فارغ ہو کر آئے تو میں آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا' اور عرض کیا' یا رسول اللہ! میں آپؐ کے پاس چار دانت والا گھوڑا لایا ہوں اس کو لے لیجئے۔ آپؐ نے فرمایا اگر تو جنگ بدر سے پہلے آتا تو میں لے لیتا۔ آج ہمیں اس کی ضرورت نہیں۔

اس سے اگلی روایت کا مضمون بھی یہی ہے۔ یعنی اسی طرح وہ گھوڑا لے کر آیا اور آپؐ نے فرمایا: اے ذی الجوشن تو مسلمان کیوں نہیں ہو جاتا۔ اس نے کہا نہیں۔

غالب بن ابجر رضی اللہ عنہ:

یہ مزنی ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ ہمارا ایک دن اس قدر فقر و فاقہ میں گزرا کہ ہمیں اپنے مال میں کھانے کی کوئی چیز میسر نہ آئی۔ سوائے اس کے کہ میرے پاس ایک موٹا گدھا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گدھے کے گوشت کو حرام کر دیا تھا۔ میں آپ کے پاس آیا اور اپنی حالت بیان کی کہ یا رسول اللہ ہمارے پاس کھانے کو کچھ نہیں صرف ایک موٹا گدھا ہے اور آپ نے اس کو حرام کیا ہے۔ فرمایا: تم اس کا گوشت کھا سکتے ہو میں نے تو اس کو حرام کیا تھا جو بہت پھرتے رہتے اور گندگی کھاتے ہیں۔

عامر اور الاغر المزنی رضی اللہ عنہما:

یہ ابو ہلال بن عامر المزنی ہیں۔

اور یوں بھی کہا جاتا ہے یہ جہنی ہیں۔ یہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیوں میں سے ہیں یہ خطبہ میں یہ دعویٰ کیا کرتے تھے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے سنا ہے "اے لوگو! اپنے رب کی طرف رجوع کرو گناہوں سے توبہ کرو۔ میں دن میں سو مرتبہ توبہ کرتا ہوں"۔

ہانی بن یزید رضی اللہ عنہ:

ابن نہیک بن درید بن سفیان بن ضباب بنی حارث بن کلاب میں سے ہیں۔ وہ بنی حارث کے وفد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، ان کی کنیت ابوالحکم تھی۔ اس کو حکمت و دانائی کی وجہ سے ابوالحکم کہا جاتا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا۔ تمہاری کنیت ابوالحکم کیوں ہے؟ اس نے کہا کہ جب ہمارے درمیان کوئی جھگڑا ہوتا ہے تو لوگ میرے پاس آتے ہیں تو میں انصاف کے ساتھ ان کا فیصلہ کر دیتا ہوں۔ حضورؐ نے دریافت فرمایا کیا تمہارا کوئی لڑکا ہے؟ میں نے عرض کیا۔ ہاں، پوچھا۔ ان میں بڑا کون ہے میں نے عرض کیا شریح۔ حضورؐ نے فرمایا پھر تو تم ابو شریح ہوئے۔

ابو سبرہ رضی اللہ عنہ:

ان کا نام یزید بن مالک ہے۔ بن عبداللہ بن ذویب بن سلمۃ بن عمرو بن ذہل بن مران بن جعفی بن سعد العشیرہ۔ من زحج اور یہ خیثمہ بن عبدالرحمٰن بن ابی سبرۃ ابو اسحاق خیثمہ سے روایت کرتے ہیں کہ میرا دادا مدینہ میں آیا تو میرے لڑکا پیدا ہوا۔ میں نے اس کا نام عزیز رکھا اور اس بات کا ذکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا، آپ نے فرمایا: نہیں بلکہ وہ عبدالرحمٰن ہے۔

مسور بن یزید رضی اللہ عنہ:

یہ اسدی ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؐ نے نماز کی امامت کرائی، قرأت میں آپ سے کوئی آیت چھوٹ گئی۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپؐ نے فلاں آیت نہیں پڑھی۔ آپؐ نے فرمایا: تو پھر تم نے اسی وقت کیوں نہیں یاد دلایا۔ (یعنی نماز میں ہی لقمہ کیوں نہیں دیا)۔

بشیر بن خصاصہ رضی اللہ عنہ:

ان کا نام رحم بن معبد سدوسی ہے۔ میں نے ابی زیاد بن لقیط سدوسی سے سنا اور انہوں نے یہ حدیث بیان کی' لیلیٰ بشیر کی عورت کہتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کا نام بشیر رکھا تھا۔ اس سے پہلے اس کا نام رحم تھا۔

نمیر ابو مالک رضی اللہ عنہ:

یہ خزاعی ہیں۔

یہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ آپؐ نے اپنے ہاتھ داہنے گھٹنے پر رکھے ہوئے تھے اور نماز میں اپنی انگلی سے اشارہ کیا (تشہد میں)۔

ابورمثہ تیمی' ابوامیہ الفزازی اور خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہم:

ابورمثہ تیمی کا نام حبیب بن حیان ہے۔

ابواُمیہ فرازی کہتے ہیں کہ میں نے رسول خدا ﷺ کو پچھنے لگواتے ہوئے دیکھا۔ خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ۔ یہ ابن فاکہ خطمی انصار میں سے ہیں' کنیت ابوعمارۃ ہے۔ وہ ذوشہادتین ہیں یہ کوفے میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ہمراہ آئے۔ ہمیشہ کوفے میں ہی رہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیا یہاں تک کہ جنگ صفین میں قتل کیے گئے۔ ۳۷ھ میں اور اپنے پیچھے اپنی اولاد چھوڑی۔

مجمع بن جاریہ' ثابت بن ودیعہ اور سعد بن بجیر رضی اللہ عنہم:

ابن عامر بن مجمع بن عطاف بن ضبیعہ بن زید۔ یہ بنی عمرو بن عوف میں سے ہیں۔ کوفی کہتے ہیں کہ وہ ان میں سے ہیں جنہوں نے آنحضرت ﷺ کے زمانے میں قرآن جمع کیا تھا۔ سوائے ایک سورۃ یا دو سورتوں کے۔ یہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں فوت ہوئے۔ ان کی کوئی اولاد نہیں۔

ثابت بن ودیعہ ابن خذام بنی عمرو بن عوف میں سے ہیں اور یہ آنحضرت ﷺ سے کئی احادیث روایت کرتے ہیں۔ یہ اپنی آخری عمر میں کوفے میں آ کر آباد ہو گئے تھے۔

سعد بن بجیر رضی اللہ عنہ' یہ وہ ہیں جن کو سعد بن حبہ بھی کہا جاتا ہے۔ یہ بنی عمرو بن عوف کے حلیف بجیلہ میں سے ہیں۔ جنگ اُحد میں یہ بہت چھوٹے تھے۔ کوفے میں آباد ہو گئے تھے۔ یہیں وفات پائی۔ ان کے جنازے کی نماز حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے پڑھائی اور پانچ تکبیریں کہیں' ان کے ایک بیٹے کا نام خنیس ابن سعد بن حبہ ہے۔ دوسرے بیٹے کا نام ابو یوسف القاضی ان کا نام یعقوب بن ابراہیم بن حبیب بن سعد بن حبہ ہے۔

قیس بن سعد رضی اللہ عنہ:

ابن عبادہ بن دلیم۔ یہ بنی ساعدہ بن کعب بن خزرج میں سے ہیں' ابوعبدالملک کنیت ہے' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو مصر کا گورنر بنا دیا تھا۔ پھر اسے معزول کر دیا۔ اس کے بعد یہ مدینہ آ گئے۔ پھر دوبارہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے آ ملے۔ ہمیشہ کوفے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہی رہے۔ ابواسحاق یریم بن سعد سے روایت کرتے ہیں کہ قیس بن سعد نہر دجلہ پر آئے وضو کیا' موزوں پر مسح

کیا۔ اس طرح کہ میں گویا ان کی انگلیوں کے نشان دیکھ رہا ہوں موزوں پر پھر آ کر لوگوں کی امامت کرائی۔

محمد بن عمرو کہتے ہیں کہ قیس بن سعد ہمیشہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے یہاں تک کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے پھر حضرت سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے ساتھ آ ملے۔ آپ نے ان کو مقدمۃ الجیش کے طور پر شام کی طرف بھیج دیا۔ پھر حضرت سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر لی تو یہ مدینہ کی طرف لوٹ گئے۔ پھر ہمیشہ مدینہ میں ہی رہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آخری ایام میں فوت ہوئے۔

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ:

یہ بنی حارث بن خزرج میں سے ہیں۔ ان کی ماں کا نام عمرہ بنت رواحہ ہے اور بھائی کا نام عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ۔ نعمان کی کنیت ابو عبداللہ ہے۔ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو مدینہ میں سب سے پہلی پیدائش نعمان ہی کی ہوئی۔ یہ ربیع الآخر کا مہینہ تھا ہجرت رسول اللہ کا چودھواں مہینہ تھا۔ یہ اہل مدینہ کی روایت ہے۔ اہل کوفہ ان سے بہت سی روایتیں کرتے ہیں۔ جن میں وہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا سنا۔ یہ روایتیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ وہ بڑی عمر کے تھے۔ اہل مدینہ ان کی پیدائش کے بارے میں جو روایتیں کرتے ہیں ان کے خلاف یہ بڑی عمر کے ثابت ہوتے ہیں۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کو معزول کر دیا تھا اور یہ شام کو چلے گئے۔ جب یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے نعمان کو بلا لیا اور یہ حمص کا گورنر ہو گئے۔ مرج ارہط کے معرکے میں جب ضحاک بن قیس کو قتل کر دیا گیا۔ یہ واقعہ ۶۴ھ کا ہے مروان بن الحکم کی خلافت کا زمانہ تھا تو نعمان بن بشیر حمص سے نکل گئے اہل حمص انہیں اسے تلاش کر کے پکڑ لیا اور انہیں قتل کر کے ان کا سر لٹکا دیا سماک بن حرب کہتے ہیں کہ معاویہ نے ان کو کوفے کا گورنر بنا دیا تھا۔ خدا کی قسم یہ بڑا خطیب تھا۔

ابو لیلیٰ عمرو بن بلیل اور شیبان رضی اللہ عنہم:

ابو لیلیٰ کا نام ونسب یہ ہے: بلال بن بلیل بن احیحہ بن جداح یہ بنی عمرو بن عوف میں سے ہیں اور وہ ابو عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ۔ اس نے کوفے میں اپنا مکان بنا لیا تھا۔ عمرو بن بلیل ابن احیحہ بن الجلاح بنی عمرو بن عوف سے۔

شیبان بن ہبیرہ کے دادا ہیں۔ یہ انصاری تھے۔ شیبان اپنے دادا سے بیان کرتے ہیں کہ میں مسجد نبوی میں داخل ہوا اور ازواج مطہرات کے حجروں سے کسی ایک حجرے کے پاس بیٹھ گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے کھانسنے کی آواز سن لی۔ پوچھا کیا ابو یحییٰ ہیں؟ میں نے عرض کیا ہاں حضور میں ہوں۔ آپؐ نے فرمایا تو آؤ ہمارے ساتھ صبح کے ناشتے میں شریک ہو جاؤ۔ میں نے عرض کیا: میں روزے سے ہوں۔ آپؐ نے فرمایا۔ میرا ارادہ بھی آج روزہ رکھنے کا تھا مگر ہمارے مؤذن نے طلوع فجر سے پہلے ہی اذان دے دی اور اس کی آنکھ میں بھی کچھ تکلیف تھی۔

قیس بن ابی غزرۃ الانصاری اور حنظلہ بن ربیع رضی اللہ عنہما:

حنظلہ بن تمیم کے کاتب تھے پھر بنی اسید بن عمرو بن تمیم کے کاتب ہو گئے انہوں نے ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک نامہ لکھا اس لیے ان کو کاتب کہا جانے لگا کیونکہ عرب بہت کم پڑھنا لکھنا جانتے تھے۔

ریاح بن ربیع، معقل بن سنان، عدی بن عمیرہ اور مرداس بن مالک رضی اللہ عنہم:

ریاح بن ربیع رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔

معقل بن سنان، یہ اشجعی ہیں، ذی الحجہ میں یوم الحرۃ میں قتل ہوئے۔ یہ ۶۳ھ کا واقعہ ہے۔ عدی بن عمیرہ کندی ہیں۔ کوفے میں آباد ہو گئے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں اور ان سے قیس بن ابی حازم روایت کرتے ہیں۔ وہ ابوعدی بن عدی بن عمیرہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے مصاحبین میں سے ہیں۔ مرداس بن مالک اسلمی ہیں۔ ان سے قیس بن ابی حازم روایت کرتے ہیں۔

عبدالرحمن بن حسنۃ جہنی اور عبداللہ ابوالمغیرہ رضی اللہ عنہما:

یہ عبداللہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: میں ایک ایسے شخص کے پاس پہنچا جو لوگوں سے گفتگو کر رہا تھا۔ میں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی وصف مجھ سے بیان کرو کہ میں نے حضورؐ کو نہیں دیکھا۔ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ اوصاف بیان کیے۔ پھر میں روانہ ہوا، عرفات کے راستے میں کھڑا ہو گیا۔ میرے سامنے سے سواروں کے لشکر گزرنے لگے۔ میرے سامنے سے سواروں کا ایک لشکر گزرا میں نے اس پر نظر ڈالی۔ اس میں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان لیا۔ آپ لشکر کے بیچ میں تھے جب آپؐ میرے نزدیک آئے، سواروں میں سے ایک شخص نے کرخت آواز میں مجھ سے کہا کہ سواروں کے راستے سے ہٹ جاؤ۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا، اس شخص سے تعرض نہ کرو یہ بہت مشتاق اور گرویدہ معلوم ہوتا ہے۔ پھر حضورؐ میری طرف متوجہ ہوئے۔ میں نے آپ کی اونٹنی کی نکیل آگے بڑھ کر پکڑ لی اور عرض کیا۔ مجھے کوئی ایسا نیک عمل بتلائیے جو مجھے جنت میں داخل کر دے اور دوزخ کی آگ سے بچا لے۔ آپ نے فرمایا: کیا تو اس پر عمل کرے گا؟ عرض کیا کیوں نہیں۔ ضرور کروں گا۔ فرمایا تو لے سن اور سمجھ لے اس عمل کو اچھی طرح (وہ عمل یہ ہے) تجھے صرف ایک خدائے واحد کی عبادت و بندگی کرنی چاہیے اور تجھے اس کی ذات وصفات میں کسی کو کسی حیثیت سے بھی شریک نہ کرنا چاہیے۔ نماز کو قائم کر، زکوٰۃ ادا کر، رمضان کے روزے رکھ، حج بیت اللہ کر، لوگوں سے وہ سلوک کر جو تو خود چاہتا ہے کہ لوگ مجھ سے سلوک کریں اور لوگوں کے لیے وہ بات نہ کر جو تو خود اپنے لیے ناپسند کرتا ہے (یعنی جو بات تو اپنے لیے چاہتا ہے وہی دوسروں کے لیے کر اور جو بات اپنے لیے پسند نہیں کرتا وہ دوسروں کے لیے بھی پسند نہ کر) بس میں نے اونٹنی کی نکیل چھوڑ دی۔

ابوشہم رضی اللہ عنہ:

قیس بن ابی حازم ابوشہم سے روایت کرتے ہیں کہ قبل از اسلام ان کی حالت یہ تھی کہ مدینہ میں ایک لونڈی ان کے سامنے سے گزری۔ وہ اپنی خواہش نفس کو ضبط نہ کر سکے۔ آگے بڑھ کر اس کی کمر پکڑ لی (مگر پھر سنبھل گیا) کہتے ہیں کہ میں دوسرے دن صبح کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ آپ لوگوں سے بیعت لے رہے تھے، آپ نے اس کا دامن پکڑ کر پوچھا کہ کیا تم وہی ہو جس نے کل یہ حرکت کی تھی (میں بہت ہی شرمندہ اور نادم ہوا) عرض کیا: یا رسول اللہ! میں پھر کبھی ایسی حرکت نہ کروں گا۔ آپ نے فرمایا تو بس تم راہِ راست پر آ گئے۔ پھر میں نے آپؐ سے بیعت کی (یہ ہے ایک مومن کی شان کہ اگر اس سے کوئی گناہ ہو جائے تو فوراً

شرمندہ و نادم ہو اور توبہ کر لے)۔

ابوالخطاب رضی اللہ عنہ:

مجھ سے ثور نے بیان کیا۔ اس نے کہا کہ میں نے ایک شخص سے جس کو ابوالخطاب رضی اللہ عنہ کہا جاتا تھا' سنا کہ اس سے ایک شخص نے وتر کے بارے میں پوچھا۔ اس نے کہا میں اس بات کو پسند کرتا ہوں نصف رات میں وتر پڑھے جائیں۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نصف شب گزارنے کے بعد آسمان دنیا پر اپنی تجلی فرماتا ہے اور کہتا ہے'' ہے کوئی گنہگار' ہے کوئی اپنے گناہوں سے معافی مانگنے والا اور ہے کوئی دعا کرنے والا'' صبح صادق تک اس کی رحمت یہی پکارتی رہتی ہے (کہ ہے کوئی گنہگار کہ مجھ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگے اور میں اس کو معاف کر دوں۔ ہے کوئی دعا کرنے والا کہ میں اس کی دعا قبول کروں)۔

حریز رضی اللہ عنہ:

یا ابوحریز: یہ کہتے ہیں کہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ آپؐ اس وقت مقام منیٰ میں کھڑے ہوئے خطبہ دے رہے تھے۔ میں نے آپ کے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا تو اس سے مشک کی خوشبو آنے لگی۔

رسیم رضی اللہ عنہ:

ابن الرسیم اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ اس نے کہا:'' ہم ایک وفد کی صورت میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ہم نے برتنوں میں پینے کے متعلق سوال کیا۔ آپؐ نے ہمیں اس سے منع کر دیا' ہم دوبارہ آپ کے پاس آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! ہماری زمین بڑی ناگوار ہے وہاں پانی کی قلت ہے فرمایا: جو جہاں پر چیز پاؤ پیو۔

ابن سیلان رضی اللہ عنہ:

ابن سیلان کہتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپؐ نے آسمان کی طرف سر مبارک اٹھایا اور فرمایا'' بابرکت ہے تیری ذات۔ تو نے ان پر فتنے نازل کیے ہیں''۔

ابوطیبہ اور ابوسلمٰی رضی اللہ عنہما:

ابوطیبہ رضی اللہ عنہ ان میں سے ہے جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عطیہ عطا فرمایا تھا۔

ابوسلمٰی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چرواہے تھے۔ ابن جابر اپنی حدیث میں کہتے ہیں کہ میں ابوسلمٰی رضی اللہ عنہ سے کوفے کی مسجد میں ملا تھا۔ انہوں نے روایت کی کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا'' سبحان اللہ آفرین ہے۔ میزان میں کتنے بھاری ہیں یہ کلمات طیبات لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ اور کیسی اچھی ہے وہ مسلمان عورت کو وہ اپنے نیک بچے کی موت پر صبر کرے''۔

بنی تغلب کا ایک شخص:

وہ حرب بن ہلال ثقفی کا ماں کی طرف سے دادا ہے۔ حرب بن ہلال ثقفی کہتے ہیں کہ بنی تغلب کا ایک شخص کہتا ہے میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؐ نے مجھے احکام شریعت کی تعلیم دی۔ میں نے اس کو اچھی طرح یاد کر لیا۔ سوائے

عشور کے مسلے کے۔ میں نے پوچھا کہ کیا وہ عشر (دسواں حصہ) نکالیں' آپؐ نے فرمایا مسلمانوں پر عشر نہیں ہے یہ تو یہود و نصاریٰ پر ہے۔ کہتے ہیں عشور سے مراد جزیہ ہے (یعنی مسلمانوں پر جزیہ نہیں یہ تو یہود و نصاریٰ پر ہے)۔

طلحہ بن مطرف کے دادا رضی اللہ عنہ:

الایامی: یہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسح کرتے ہوئے دیکھا۔ آپؐ نے اس طرح مسح کیا' دونوں ہاتھوں کی تین انگلیوں کو ملا کر پیشانی کے بالوں کے اُگنے کی جگہ سے مسح شروع کیا اور اپنے ہاتھوں کو گدی تک کھینچا اور پھر واپس ہاتھوں کو وہیں لے آئے اور اپنی داڑھی تک۔ یزید کہتے ہیں ہم اسی پر عمل کرتے ہیں۔

ابومرحب رضی اللہ عنہ:

شعبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر مبارک میں اتارا تھا ان میں سے چوتھے عبدالرحمٰن ابن عوف رضی اللہ عنہ ہیں۔ محمد بن عمر رحمۃ اللہ علیہ ہیں کہ ہم اس حدیث کو صحیح نہیں جانتے اور نہ ابومرحب کو جانتے ہیں۔ ہمارے نزدیک اس باب میں صحیح حدیث وہ ہے جو تمام بلاد اسلامیہ میں مشہور ہے اور جس کو معمر زہری سے' وہ سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ چار جلیل القدر صحابی جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے غسل اور کفن دفن پر مقرر فرمایا تھا وہ یہ ہیں۔ حضرت عباسؓ' حضرت علیؓ' حضرت فضل اور حضرت شعران رضی اللہ عنہم۔

قیس بن حارث رضی اللہ عنہ:

یہ اسدی ہیں اور قیس بن ربیع کے دادا ہیں۔ قیس ابن الحارث کہتے ہیں کہ جب انہوں نے اسلام قبول کیا تو ان کے پاس آٹھ عورتیں تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم دیا کہ ان میں وہ صرف چار رکھیں اور باقی چھوڑ دیں۔

فلتان بن عاصم اور عمرو بن احوص رضی اللہ عنہما:

فلتان جرمی ہیں اور وہ خالو ہیں عاصم بن کلاب جرمی کے۔

عمرو بن الاحوص' وہ ابوسلیمان ہیں اور سلیمان کی والدہ ام جندب ازدیہ وہ عورت ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت کی ہے ''جمرے کو کنکریاں مارنا پتھر مارنے کے مثل ہے''۔

نقادۃ الاسدی اور مستورد بن شداد رضی اللہ عنہما:

نقادۃ الاسدی ابن عبداللہ بن خلف بن عمیرہ بن مری بن سعد بن مالک ابن مالک بن ثعلبہ بن دودان بن اسد ہے۔ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ان کو آپؐ نے ایک شخص کے پاس بھیجا جس نے ایک اونٹنی دینے کا وعدہ کیا تھا لیکن اس شخص نے اس سے انکار کر دیا۔

مستورد بن شداد۔ یہ ابن عمرو بنی محارب بن فہر میں سے ہیں۔ قیس ابن حازم کہتے ہیں کہ مجھے مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ نے خبر دی ہے کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے ''یہ دنیا آخرت کے مقابلے میں ایسی ہے کہ تم میں سے کوئی اپنی انگلی دریا میں ڈالے' پس چاہیے کہ اس کو دیکھے کہ وہ کیا لے کر لوٹتی ہے'' (مطلب یہ کہ دنیا آخرت کے مقابلے میں کچھ حقیقت نہیں رکھتی۔ بالکل

حقیر اور ناچیز ہے)۔

محمد بن سعد کہتے ہیں کہ مستورد بن شداد رسول اللہ ﷺ سے چند اور احادیث بھی روایت کرتے ہیں۔ محمد بن عمر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جس روز آنحضرت ﷺ نے رحلت فرمائی یہ مستورد رضی اللہ عنہ بچے تھے اور کوفے میں آ کر آباد ہو گئے تھے۔ ان سے کوفی روایت کرتے ہیں۔

محمد بن صفوان‘ محمد بن صیفی اور وہب بن خنبش رضی اللہ عنہم:

محمد بن صفوان رضی اللہ عنہ ‘ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں‘ شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے ایک حدیث خرگوش کے بارے میں روایت کی ہے۔ محمد بن صیفی آنحضرت ﷺ سے ایک حدیث عاشورا کے بارے میں روایت کرتے ہیں وہب بن خنبش۔ یہ قبیلہ طے کے ہیں۔

مالک بن عبداللہ رضی اللہ عنہ:

یہ خزاعی ہیں۔ ان کی حدیث ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی‘ اتنی ہلکی اور مختصر نماز میں نے کبھی کسی امام کے پیچھے نہیں پڑھی (یعنی آپ کی نماز بہت ہی مختصر تھی۔ قرأت لمبی نہیں کی) بشر خزاعی خالد سے اور وہ مالک بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں آنحضرت ﷺ کے ہمراہ ایک غزوے میں شریک ہوا۔ میں نے ایسی ہلکی اور مختصر نماز کسی اور امام کے پیچھے نہیں پڑھی۔

ابو کاہل الاحمسی‘ عمرو بن خارجہ اور ضابح بن الاعسر رضی اللہ عنہم:

ابو کاہل بجیلہ میں سے ہیں اور ان کا نام قیس بن عائذ ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ رسول کریم ﷺ ایک اونٹنی پر خطبہ ارشاد فرما رہے ہیں اور ایک حبشی اونٹنی کی مہار پکڑے ہوئے ہے۔

عمرو بن خارجہ رضی اللہ عنہ ‘ یہ ابن المنتفق اسدی ہیں۔ ضابح بن الاعسر رضی اللہ عنہ احمسی بجیلہ میں سے ہیں۔

مالک بن عمیر رضی اللہ عنہ:

ان کی کنیت ابو صفوان ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ میں ہجرت سے پہلے مکہ میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے مجھ سے ایک پاجامہ خریدا۔

عمیر ذی مران اور ابو جحیفۃ السوائی رضی اللہ عنہما:

عمیر ذی مران رضی اللہ عنہ وہ مجالد بن سعید ہمدانی کے دادا ہیں۔ ان کی طرف رسول اللہ ﷺ نے ایک خط لکھا تھا اور یہ کوفے میں آباد ہو گئے تھے۔ ابو جحیفۃ السوائی‘ ان کا نام وہب بن عبداللہ‘ یہ بنی سواءۃ بن عامر بن صعصعہ میں سے ہیں۔ یہ آنحضرت ﷺ سے چند احادیث روایت کرتے ہیں۔

محمد بن سعد کہتے ہیں کہ میں نے یہ سنا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی وفات کے وقت ابو جحیفہ جوان نہیں ہوئے تھے (ابھی بچہ ہی تھے) البتہ انہوں نے آنحضرت ﷺ کو دیکھا بھی ہے اور ان سے سنا بھی ہے۔ یہ بشر بن مروان کی حکومت میں کوفے میں فوت ہوئے۔

طارق بن زیاد رضی اللہ عنہ:

یہ جعفی ہیں۔ علقمہ بن وائل طارق بن زیاد جعفی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا‘ یا رسول اللہ!

ہمارے درخت خرما ہیں کیا ہم ان کا مقطر بنا سکتے ہیں؟ فرمایا نہیں۔ میں نے عرض کیا کہ کیا دوا کے طور پر استعمال کر سکتے ہیں؟ فرمایا: وہ دوا ہے۔

ابوالطفیل رضی اللہ عنہ

عامر بن واثلہ کنانی۔ یہ کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے آٹھ سال پائے ہیں اور میں جنگ اُحد کے سال پیدا ہوا تھا۔ محمد بن سعد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ابوالطفیل رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا۔

جدتہٗ یزید بن لغامہ اور ابوخلاد رضی اللہ عنہم:

زیاد جدتہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے مجھ سے بیان کیا۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا' آپ نماز کے لیے نکلے آپ کے سر مبارک پر مہندی اور خوشبو کا اثر تھا۔

یزید بن لغامہ ضبی ہیں۔ یزید لغامہ ضبی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا ہے اور آپ نے فرمایا ہے: ''جب میں کسی شخص کا دوسرے شخص سے بھائی چارہ کرا دوں (یعنی دو مسلمانوں کو آپس میں دینی بھائی بنا دوں) تو اس شخص کو چاہیے کہ وہ اپنے ہونے والے بھائی سے اس کا اور اس کے باپ کا نام پوچھ لے اور یہ کہ وہ کس قبیلے سے ہے اس سے محبت اور اخوت کا حق ادا ہوتا ہے۔

ابوخلاد رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا شرف حاصل تھا۔ یہ ابوخلاد کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم کسی ایسے مردِ مومن کو پاؤ کہ وہ دنیا سے علیحدگی اختیار کیے ہوئے ہو (یعنی دنیا پر فریفتہ نہ ہو بقدر ضرورت دنیا سے تعلق رکھتا ہو اور آخرت کی فکر سے غافل نہ ہو) اور کم گو ہو تو اس کی صحبت و معیت اختیار کرو' وہ تم کو حکمت دین سکھا دے گا۔

تابعین رحمۃ اللہ علیہم کا پہلا طبقہ

کوفے کے وہ تابعینؒ جو حضرت ابوبکر صدیق' حضرت عمر فاروق' حضرت عثمان بن عفان' حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔

طارق بن شہاب رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نسب نامہ یہ ہے۔ ابن عبد شمس بن سلمۃ بن ہلال بن عوف بن جشم بن نفر بن عمرو بن لوئ بن رہم بن معاویہ' بن اسلم' بن احمس بن الغوث بن انمار بن بجیلہ۔ وہ والدہ ہیں اس کی اور وہ بیٹی ہے صعب بن سعد عشیرہ کی۔ شعبہ قیس بن مسلم سے روایت کرتے ہیں۔ میں نے طارق بن شہاب رحمۃ اللہ علیہ کو یہ کہتے سنا ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے اور خلافت ابوبکر رضی اللہ عنہ میں غزوہ کیا ہے۔

طارق رحمۃ اللہ علیہ' حضرت ابوبکر صدیق' حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ حضرت خالد بن الولیدؓ حضرت حذیفہ بن الیمان' حضرت سلمان فارسی' حضرت ابوموسیٰ اشعری' حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہم 'اور اپنے بھائی ابوعزرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں' جوان سے بڑے تھے۔ سلمان اس کا زیادہ ذکر کیا کرتے تھے۔

قیس بن ابی حازم رحمۃ اللہ علیہ:

نام عوف بن عبدالحارث' نسب نامہ یہ ہے۔ عوف بن حشیش بن ہلال بن الحارث بن رزاح بن کلب بن عمرو بن لوئ بن احمس۔

قیس بن ابی حازم رحمۃ اللہ علیہ بھی حضرت ابوبکر صدیق' حضرت عمرؓ حضرت عثمان' حضرت علیؓ حضرت طلحہؓ حضرت زبیر' حضرت سعد بن ابی وقاص' حضرت عبداللہ بن مسعودؓ حضرت خباب' حضرت خالد بن ولید' حضرت حذیفہ' حضرت ابوہریرہؓ حضرت عقبہ بن عامرؓ حضرت جریر بن عبداللہؓ حضرت عدی بن عمیرہ اور حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ قادسیہ کی جنگ میں شہید ہوئے۔

اسماعیل بن ابی خالد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔ میں نے قیس رحمۃ اللہ علیہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ وہ قادسیہ کی جنگ میں شہید ہوئے۔ میں اس خطبہ میں شریک تھا۔ جو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے مقام حیرہ پر دیا تھا۔

محمد بن سعد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس سے قیس رحمۃ اللہ علیہ کی مراد یہ ہے کہ جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عراق کی حکومت کے دوران حیرہ والوں سے صلح کی تھی تو وہ اس وقت موجود تھے' اور یہ تمام واقعات جنگ قادسیہ سے ہی منسوب کئے جاتے ہیں۔

عمرو بن عاصم الکلابی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہم سے عمرو بن ابی زائدہ نے کہا کہ میں نے دیکھا قیس بن ابی حازم اپنی داڑھی رنگا کرتے تھے۔

محمد بن عمرو رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ قیس بن ابی حازم رحمۃ اللہ علیہ نے سلیمان بن عبدالملک کی خلافت کے آخری دنوں میں وفات پائی۔

رافع بن ابی رافع رحمۃ اللہ علیہ:

یہ قبیلہ طے میں سے ہیں۔ وہ رافع بن عمرو ہیں۔ ان کا نسب نامہ یہ ہے ابن عمیرہ بن جابر بن حارثہ بن عمرو بن مخضب بن حزمر بن لبید بن سنبس بن معاویہ بن جزول بن ثعل۔ ان کو رافع الخیر بھی کہا جاتا تھا۔

انہوں نے ذات السلاسل میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے ہمراہ جہاد کیا جب کہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو اس کی طرف بھیجا گیا تھا ان کے ساتھ رافع نے بھی جہاد کیا اور وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صحبت میں بھی رہے اور ان سے روایت بھی کرتے ہیں۔ یہ اس جہاد کے بعد اپنی قوم اور اپنے شہر میں واپس آ گئے اور انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ عراق سے شام کی طرف روانہ ہوئے تو یہ رافع بن ابی رافع رحمۃ اللہ علیہ ان کو راستہ بتلا رہے تھے۔ یہ ان کو ایک جنگل میں لے پہنچے۔ اس واقعہ پر کہا ۔

لِلّٰهِ دَرُّ رَافِعٍ اِنّٰى اهْتَدٰى ۔۔۔ فَوَّزَ مِنْ قُرَاقِرٍ اِلٰى سُوٰى

خِمِسًا اِذَا مَا سَارَهَا الْجَيْسُ بَكٰى ۔۔۔ مَاسَارَهَا قَبْلَكَ مِنْ اِنْسٍ اُرٰى

''کیسا عجیب آدمی ہے رافع جو میرا رہنما بنا۔ قراقر کے جنگل بیابان میں لے آیا' جب جیس تک پہنچے تو وہ رو پڑا (کہ میں یہ کہاں آ گیا اور ان کو کہاں لے آیا؟) میں سمجھتا ہوں تجھ سے پہلے یہاں کسی انسان کا گزر نہیں ہوا''۔

پھر اپنی آخری عمر میں یہ اپنی قوم کے عریف ہو گئے تھے' اس سے طارق بن شہاب رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں۔

سوید بن غفلۃ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عوسجہ بن عامر بن وداع بن معاویہ بن الحارث بن مالک بن عوف بن سعد بن حریم بن جعفی بن سعد العشیرہ۔ قبیلہ مذحج سے۔

انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا۔ یہ ایک وفد میں حضورؐ کے پاس آئے تھے اس کے بعد آپ رحلت فرما گئے۔ انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق' حضرت عمر فاروق' حضرت عثمان غنی اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کی صحبت و معیت حاصل کی۔ صفین کی جنگ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ شریک ہوئے' عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے حدیث سنی' لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کچھ نہیں سنا۔ ان کی کنیت ابوامیہ تھی۔ ابوالولید الطیالسی اور ہشام دونوں کہتے ہیں کہ سوید بن غفلہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ہمارے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عامل زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے آیا' میں نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اس کے پاس جو حکم نامہ تھا اس کو پڑھا اس میں لکھا تھا جانوروں کے بچوں اور ماؤں میں تفریق نہ کی جائے' نہ بچھڑے ہوؤں کو ملایا جائے (جانوروں کی زکوٰۃ لیتے وقت اس کو مدنظر رکھا جائے) سو اس کے پاس ایک شخص اپنی موٹی تازی' گول مٹول اور بھرپور اونٹنی دینے کے لیے لے آیا' اس کو عامل نے لینے سے انکار کر دیا۔ دوسری لایا اس سے بھی انکار کر دیا۔ اور کہا اگر میں تجھ سے تیرا بہترین جانور لے لوں گا تو مجھ پر کون سا آسمان سایہ کرے گا اور کون سی زمین اٹھائے گی۔ جب میں حضورؐ کے پاس جاؤں گا۔

ابراہیم بن عبدالاعلیٰ سوید بن غفلہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: اے ابوامیہ۔

نفاعہ بن مسلم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے سوید بن غفلہ رحمۃ اللہ علیہ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ وہ سیاہ بالوں کا بنا ہوا کپڑا پہنے ہوئے تھے۔

علی بن مدرکؒ سے روایت ہے کہ سوید بن غفلہ رحمۃ اللہ علیہ دوپہر کے وقت جب کہ گرمی و حرارت شدید ہوتی تھی اذان دے دیا کرتے تھے۔ حجاج مقام دیر میں تھا اس نے اذان سنی تو کہا اس مؤذن کو میرے پاس لاؤ سوید رحمۃ اللہ علیہ کو اس کے سامنے لایا گیا۔ حجاج نے کہا کہ یہ تمہیں کیا ہوا کہ تم دوپہر کے وقت اذان دے دیتے ہو؟ اور نماز پڑھ لیتے ہو؟ اس نے کہا: کہ میں نے اسی طرح حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ نماز پڑھی ہے۔ حجاج نے کہا: کہ نہ تم اذان دیا کرو اور نہ امامت کرایا کرو۔

ابوبکر بن عیاش رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کو یوں روایت کرتے ہیں کہ اس میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نام بھی ہے۔ اس روایت میں ہے حجاج نے کہا اس کو اذان و امامت سے روک دو۔

ابوعوانہ بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں کہ حجاج کی گورنری کے زمانے میں سوید رحمۃ اللہ علیہ روپوش رہے لوگ ظہر کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھتے تھے۔

حنش بن الحارث بن لقیط رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ سوید بن غفلہ رحمۃ اللہ علیہ مسجد میں ہمارے سامنے گزرتے تھے۔ وہاں ان کی ایک عورت بنی اسد میں سے رہتی تھی' ان وقت اس کی عمر ۱۲۷ سال کی تھی۔ وہ کبھی رکوع کرتے اور کبھی نہ کرتے۔ عبداللہ بن قشیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ سوید بن غفلہ رحمۃ اللہ علیہ کو ابرق بن مالک رحمۃ اللہ علیہ نے دو کپڑوں میں دفن کیا۔

خیثمہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ سوید بن غفلہ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے نصیحت و وصیت کی کہ جب میں مرجاؤں تو کسی کو خبر نہ دینا' نہ میری قبر پختہ بنوانا' نہ اس پر کوئی خوشبو سلگانا۔ نہ کسی عورت کو آنے دینا اور میرے کپڑوں میں ہی مجھے کفن دینا۔

محمد بن عمرو رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ سوید بن غفلہ رحمۃ اللہ علیہ نے کوفے میں عبدالملک بن مروان کی خلافت کے زمانے میں ۸۱۔۸۲ھ میں وفات پائی۔

دکین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ سوید بن غفلہ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر ۱۲۸ سال تھی۔

اسود بن یزید رحمۃ اللہ علیہ:

یہ قبیلہ مذحج میں سے ہیں۔ نسب نامہ یہ ہے۔ ابن قیس بن عبداللہ بن مالک بن علقمہ بن سلامان بن کہل بن بکر بن عوف بن نخع۔ کنیت ابوعمرو ہے۔ یہ علقمہ بن قیس کے بھتیجے ہیں۔ یہ اسود بن یزید رحمۃ اللہ علیہ علقمہ سے بڑے تھے۔ کہا گیا ہے کہ یہ ام علقمہ کے مہر میں اس کے پاس چلے گئے تھے اس کے ہمراہ اس کی دادی کو بھی بھیج دیا تھا۔

یہ حضرت ابوبکر صدیق' حضرت عمر' حضرت علی' حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے اس وقت حدیث سنی جب کہ ہجرت سے قبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت

معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا تھا۔ نیز یہ حضرت سلمان‘ حضرت ابوموسیٰ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت کرتے ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کوئی روایت نہیں کی۔

شعبہ حکم سے روایت کرتے ہیں کہ اسود رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ روزہ رکھا کرتے تھے۔ منصور اپنے بعض اصحاب سے بھی روایت کرتے ہیں کہ یہ سخت گرمی کے موسم میں بھی روزہ رکھا کرتے تھے‘ جب کہ سرخ اونٹ بھی گرمی کی شدت سے بلبلا اٹھتے ہیں۔ حماد رحمۃ اللہ علیہ بھی ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں‘ کہ سخت گرمی کی وجہ سے ان کی زبان خشک ہو جاتی تھی۔ حتیٰ کہ سفر میں بھی روزہ رکھا کرتے تھے۔ سخت گرمی اور پیاس سے ان کے چہرے کا رنگ متغیر ہو جاتا۔ علقمہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب اسود رحمۃ اللہ علیہ سے کہا جاتا کہ آپ اپنے جسم کو کیوں اتنی تکلیف واذیت دیتے ہیں؟ وہ کہتے مجھے اس سے راحت ملتی ہے۔ حنش بن الحارث رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ اسود رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھ حد سے زیادہ روزے رکھنے کی وجہ سے جاتی رہی تھی۔

حارث النخعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے اسود رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ مکہ سے ایک سفر کیا۔ جب نماز کا وقت آتا تو وہ جس حال میں بھی ہوتے سواری سے اتر پڑتے اور نماز پڑھتے ان کی اونٹنی کی نکیل خواہ نشیب و فراز میں ہوتی یا وہاں کنکر پتھر ہوتے۔ بہر حال اور بہر صورت وقت پر نماز پڑھتے۔

ابواسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اسود رحمۃ اللہ علیہ نے حج و عمرے کے درمیان ۸۰ مرتبہ بیت اللہ کا طواف کیا۔ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ وہ اپنے گھر سے ہی احرام باندھ لیتے۔ اور علقمہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے کپڑوں میں ہی تمتع کرتے۔ اشعث بن ابوالشعثاء کہتے ہیں میں نے اسود رحمۃ اللہ علیہ اور عمرو بن میمون رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا‘ وہ کوفے میں آباد ہو گئے تھے۔ ان کے والد کوفے سے ہی تکبیر کہتے ہوئے نکلتے۔ اسود رحمۃ اللہ علیہ کبھی جمیرا سے ہی احرام باندھ لیتے۔ ابن السائب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے اسود رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ آپ اپنے گھر میں ہی چادر میں لپٹے ہوئے اور احرام کی حالت میں ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میری اس حالت پر گرفت نہ کرو میں بوڑھا آدمی ہوں۔ (اور مجھے یہی ادا پسند ہے)۔

ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ کبھی کبھی جبانہ عرزم سے ہی احرام باندھ لیتے اور کبھی کبھی رات کو ہی مکہ میں داخل ہو جاتے۔

عبدالرحمٰن بن اسود رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے انہیں سنا کہ اسود رحمۃ اللہ علیہ حلال ہونے کے بعد ہی اس کو حج یا عمرے کا نام دیتے اور کہتے کہ اللہ تعالیٰ میری نیت کو خوب جانتا ہے‘ جب یہ تلبیہ کرتے تو کہتے لَبَّیْكَ غَفَّارِ الذُّنُوب. اے گناہوں کے بخشنے والے میں حاضر ہوں۔ کبھی کہتے: لَبَّیْكَ حنانك. حاضر ہوں میں رحمت کرنے والے۔

ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اسود رحمۃ اللہ علیہ اس شخص کے جنازے کی نماز نہ پڑھتے تھے جس نے حج کرنے کی استطاعت رکھتے ہوئے بھی حج نہ کیا ہو اور مر گیا ہو۔

عمارہ کہتی ہیں کہ ایک شخص تھا مقلاص‘ وہ حج کرنے کی توفیق رکھتا تھا لیکن اس نے حج نہیں کیا اسود رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اگر یہ مر گیا تو میں اس کے جنازے کی نماز نہیں پڑھوں گا۔

ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کہتے کہ ایک مرتبہ اسود رضی اللہ عنہ نے حج کیا اور ان سے کہا کہ اے عبداللہ! اگر آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملیں تو

میرا اسلام کہہ دیں۔

ابو معشر کہتے ہیں کہ اسود حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے تفقہ فی الدین کو لازم سمجھتے تھے' اور علقمہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی فقہ کو لازم سمجھتے تھے۔ باوجود اس کے جب وہ آپس میں ملتے تو کسی قسم کا اختلاف نہ کرتے۔ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اسود رحمۃ اللہ علیہ رمضان کی ہر دو راتوں میں قرآن ختم کیا کرتے۔ مغرب اور عشاء کے درمیان سو لیتے۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ سات دنوں میں قرآن پڑھتے۔

عبدالرحمٰن بن یزید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''میرے نزدیک عراق میں اسود سے زیادہ کوئی شخص معزز ومحترم نہیں''۔

ابن السائب کہتے ہیں کہ میں ابو عبدالرحمٰن سلمی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تھا کہ اتنے میں اسود بن یزید رحمۃ اللہ علیہ آئے اور انہوں نے ان سے کچھ پوچھا۔ جب معلوم ہوا کہ یہ اسود بن یزید رحمۃ اللہ علیہ ہیں تو ان سے معانقہ کیا۔ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اسود رحمۃ اللہ علیہ کی ماں مقعدہ تھی۔

علقمہ رحمۃ اللہ علیہ نے اسود رحمۃ اللہ علیہ سے کہا اے ابو عمرو! اسود رحمۃ اللہ علیہ نے کہا لبیک۔ علقمہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اپنا ہاتھ بڑھایئے۔ حسن بن عبیداللہ کہتے ہیں کہ میں نے اسود رحمۃ اللہ علیہ کو مسجد میں سجدہ کرتے ہوئے دیکھا۔ آپ نے سیاہ بالوں کا بنا ہوا کپڑا پہن رکھا تھا اور سیاہ عمامہ تھا۔ آپ زیادہ تر عمامہ باندھا کرتے تھے اور پیچھے شملہ چھوڑ دیتے۔ یہ بھی روایت ہے کہ آپ جوتوں سمیت نماز پڑھ لیتے۔ آپ کا سر اور داڑھی زرد ہوتی۔ داڑھی کو رنگ دیتے تھے۔ آپ نماز کے لیے بھاگے ہوئے آتے۔

اسود رحمۃ اللہ علیہ کا ایک صاف ستھرا تولیہ ہوتا آپ وضو کے بعد اس سے اپنا ہاتھ منہ پونچھ لیتے۔ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اسود رحمۃ اللہ علیہ کو اس مرض کی حالت میں پکڑے ہوئے تھے جس میں آپ نے وفات پائی۔ آپ قرأت سے فارغ ہوئے تو دعا کی۔ شعبہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ اہل کوفہ کے مال کا سر ہیں۔

ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اسود بن یزید رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص سے جان کنی کی حالت میں کہا اگر تیری استطاعت ہے تو میں جو آخری کلمہ لا الہ الا اللہ پڑھ رہا ہوں تو بھی پڑھ تاکہ تیرا خاتمہ ایمان پر ہو۔ اس نے ایسا ہی کیا اور کہا میری قبر پختہ نہ بنانا۔ نہ بلند آواز سے نوحہ و ماتم کرنا۔

۷۵ھ میں کوفے میں اسود بن یزید رحمۃ اللہ علیہ نے وفات پائی۔ وہ ثقہ راوی تھے اور ان سے بہت سی صحیح احادیث مروی ہے۔

مسروق بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ:

مسروق نام' ابو عائشہ کنیت' ان کے والد کا خاندانی نام اجدع اور اسلامی نام عبدالرحمٰن تھا وہ یمن کے مشہور خاندان ہمدان کے سردار اور عرب کے نامور شہسوار معدی کرب کے عزیز تھے۔ نسب نامہ یہ ہے۔ مسروق بن اجدع (عبدالرحمٰن) بن مالک بن امیہ بن عبداللہ بن سلیمان بن معمر بن حارث بن سعد بن عبداللہ بن وداعہ بن عمرو بن عامر بن ناشح اسدی۔

ہشام بن کلبی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ عہد فاروقی میں ایک مرتبہ یمن کے وفد میں مسروق رحمۃ اللہ علیہ حضرت

عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا آپ کون ہیں؟ عرض کیا: مسروق بن اجدع رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اجدع تو شیطان کا نام ہے تم مسروق بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ ہو اس وقت سے ان کے والد کا نام بدل گیا۔ ایک روایت میں یوں ہے کہ خود اجدع ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تھے اور آپ نے ان کا یہ نام سن کر عبدالرحمٰن سے بدل دیا تھا (بہر حال اجدع کا نام عبدالرحمٰن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا رکھا ہوا ہے)۔ اس کے بعد مسروق رحمۃ اللہ علیہ لکھا کرتے تھے۔ مسروق بن عبدالرحمٰن کی طرف سے۔

ابوالضحیٰ کی روایت ہے کہ مسروق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی آپ نے داہنے بائیں سلام پھیرا۔ اور فوراً کھڑے ہوگئے گویا وہ کسی گرم پتھر پر تھے۔

یہ حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت خباب بن الارتؓ، حضرت ابی بن کعبؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت عائشہؓ اور حضرت عبید بن عمر رضی اللہ عنہم سے بھی روایت کرتے ہیں۔ مگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کچھ روایت نہیں کرتے۔

مسروق رحمۃ اللہ علیہ کی انگوٹھی پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نقش تھا۔ یہ چادر اوڑھے ہوئے نماز پڑھ لیتے تھے اور اپنے ہاتھ باہر نہ نکالتے تھے۔

یہ یمن کے مشہور شہسواروں میں سے تھے۔ قادسیہ کے مشہور معرکے میں شریک ہوئے۔ تینوں بھائی شہید ہوئے۔ لڑتے لڑتے ان کا ہاتھ شل ہوگیا۔ اور سر میں گہرا زخم آیا۔ اس کا نشان باقی رہا۔ اس نشان کو وہ بہت محبوب رکھتے تھے۔ اس کے مٹ جانے کو ناپسند کرتے تھے۔ ان کے تین بھائی تھے۔ عبداللہ، ابوبکر اور منتشر۔ یہ تینوں معرکہ قادسیہ میں شہید ہوئے۔

باہمی جنگوں سے کنارہ کشی:

شعبی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ مسروق رحمۃ اللہ علیہ کسی جنگ میں بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ نہ تھے۔ جب ان سے پوچھا جاتا کہ آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ کیوں نہیں دیا۔ تو کہتے تم لوگوں کو خدا کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ فرض کرو کہ جب ہم لوگ ایک دوسرے کے مقابلے میں صف آراء ہوں اور فریقین اسلحہ نکال کر ایک دوسرے کو قتل کر رہے ہوں، اس وقت تمہاری آنکھوں کے سامنے آسمان میں کوئی دروازہ کھل جائے اور اس سے فرشتے اتر کر دونوں صفوں کے درمیان کھڑے ہو کر کہیں:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا ﴾

''اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو۔ تم ایک دوسرے کا مال ناجائز طریقے سے نہ کھاؤ۔ مگر یہ کہ تمہاری باہمی رضامندی سے تجارت کے طریقے سے حاصل ہو اور اپنے نفسوں کو قتل نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ حال پر رحیم ہے''۔

تو اب تم یہ بتاؤ کہ ان فرشتوں کا یہ کہنا فریقین کے لیے مانع جنگ ہوگا یا نہیں (تم یہ آیت سن کر جنگ سے رُک جاؤ گے یا نہیں؟) وہ کہتے کہ ہاں ضرور رُک جائیں گے۔ اس پر وہ کہتے خدا کی قسم تم لوگوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ آسمان کا دروازہ کھول چکا ہے اور اس کے راستے سے ایک فرشتہ اتر کر تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے تمہیں یہ حکم سنا چکا ہے، جو صحائف میں موجود ہے، اور اس کو کسی چیز نے منسوخ تو نہیں کر دیا ہے۔

اس سے اگلی روایت عامر سے ہے مسروق رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے کہا کہ جب مومنین کی دو صفیں آپس میں لڑنے کے لیے صف بستہ ہوں اور اس وقت کوئی فرشتہ آسمان سے نمودار ہو کر ندا دے:

﴿ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْکُلُوْٓا اَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ ..... الخ ﴾

تو تمہارا کیا خیال ہے۔ لوگ جنگ سے رُک جائیں گے یا جنگ بدستور کرتے رہیں گے؟ میں نے کہا ہاں وہ ضرور رُک جائیں گے۔ وہ بے حس اور جامد پتھر تو نہیں ہیں (کہ خدا کی آواز اور اسلام کی پکار ہی نہ سنیں) یہ جواب سن کر انہوں نے کہا کہ خدا کا ایک سماوی صفی اس حکم کے ساتھ ایک ارضی صفی (برگزیدہ نبیؐ) پر نازل ہو چکا ہے۔ لیکن اس کے باوجود لوگ نہ رُکے۔ حالانکہ ایمان بالغیب عینی مشاہدے کے ایمان سے بہت بہتر ہے۔

صفین میں جنگ سے روکنے کی کوشش:

عاصم سے روایت ہے کہ مسروق بن اجدع رحمۃ اللہ علیہ عام مسلمانوں کو روکنے کے لیے صفین کے میدان میں گئے اور دونوں صفوں کے درمیان کھڑے ہو کر وعظ کیا:

لوگو! میری بات غور و توجہ سے سنو! ذرا غور کرو کہ اگر ایک منادی آسمان سے تمہیں یہ ندا دے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اس باہمی جنگ و قتال سے روکتا ہے۔ کیا تم آسمان کی یہ آواز سن کر اس کی اطاعت کرو گے؟۔

لوگوں نے کہا: ہاں ضرور اطاعت کریں گے۔ فرمایا: تو لو سنو خدا کی قسم کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام یہ حکم لے کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہو چکے۔ اور یہ حکم ہمیشہ ہمیشہ کے لیے باقی رہے گا۔ اس کے بعد آپ نے وہی آیت تلاوت فرمائی جو اوپر گزر چکی۔

فضل و کمال:

مرہ کہتے ہیں کہ ہمدانیوں میں مسروق رحمۃ اللہ علیہ جیسا صاحب فضل و کمال شخص کوئی پیدا نہیں ہوا۔ ابو اسحاق کہتے ہیں کہ مسروق رحمۃ اللہ علیہ نے حج کیا۔ جب تک مکہ میں رہتے سجدے ہی سوتے تھے۔ ایک مرتبہ مسروق رحمۃ اللہ علیہ چند آدمیوں کے ہمراہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے حکم دیا کہ میرے لڑکے کے لیے شہد گھولو۔ جب وہ ان کی خدمت میں حاضر ہوتے تو آپ شہد سے ان کی تواضع کیا کرتی تھیں پھر آپ نے فرمایا کہ اس شہد کو چکھ لو اگر میں روزہ دار نہ ہوتی تو خود چکھ لیتی۔ ہم نے کہا: اے ام المومنین! ہم بھی روزہ دار ہیں' آپ نے پوچھا یہ تم نے کیسا روزہ رکھا ہے؟ کہا ہم نے اس خیال سے احتیاطاً روزہ رکھا ہے کہ اگر آج رمضان کا چاند ہو گیا ہو گا تو یہ رمضان کا روزہ ہو جائے گا اور اگر رمضان نہ ہوا تو نفلی روزہ ہو جائے گا۔ آپ نے فرمایا (یہ تم نے تنہا روزہ کیوں رکھ لیا) اگر تمام لوگ روزہ رکھیں' تو تم بھی روزہ رکھو اور تمام لوگ نہ رکھیں تو تم بھی نہ رکھو لیکن میں نے تو یہ رمضان کا روزہ رکھا ہے (مطلب یہ کہ شک کے دن احتیاط کے طور پر روزہ نہیں رکھنا چاہیے)۔

آپ کی بے نیازی اور توکل و قناعت کا یہ عالم تھا کہ ایک دن مسروق رحمۃ اللہ علیہ نے اس حالت میں صبح کی گھر میں کھانے کے لیے کچھ نہ تھا۔ بیوی نے کہا: کہ عائشہ کے باپ آج آپ کے بچوں کے لیے کھانے کو کچھ نہیں۔ یہ سن کر مسروق رحمۃ اللہ علیہ مسکرائے اور کہا خدا کی قسم وہ ضرور ان کے لیے رزق کا سامان کر دے گا۔ ایک مرتبہ خالد بن اسید نے ان کو تیس ہزار کی گراں قدر رقم بھیجی' انہوں نے اس رقم کو

قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ ان کے اعزہ نے بہت سمجھایا کہ لے لیجئے۔ اس رقم سے صدقہ کیجئے۔ عزیزوں کے ساتھ سلوک کیجئے اور اس قسم کے دوسرے نیک کاموں پر خرچ کیجئے گا۔ مگر انہوں نے پھر بھی قبول نہ کیا۔

بے نیازی اور فیاضی:

وہ دولت دنیا سے ہمیشہ بے نیاز رہے جس کا ثبوت مذکورہ بالا واقعہ ہے۔ جب آپ کشتی پر سوار ہوتے تو طہارت کے خیال سے ایک اینٹ لے لیتے جس پر سجدہ کرتے۔ جب انہیں کوئی رقم ہاتھ آتی تو اس کو خدا کی راہ میں صرف کر دیتے دس ہزار کی ایک رقم فی سبیل اللہ خرچ کر دی۔

علی بن الاقمر کہتے ہیں کہ مسروق رحمۃ اللہ علیہ رمضان میں ہماری امامت کرایا کرتے تھے۔ ایک رکعت میں سورہ عنکبوت پڑھتے۔ ایک مرتبہ کسی شخص نے کسی شعر کے بیت کے بارے میں کچھ دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا میں شعر کو ناپسند کرتا ہوں۔ مسروق رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی بیوی دونوں اس بات کو پسند کرتے تھے کہ ان میں سے ایک فرات پر جائے پانی کی ایک پکھال اونٹ پر بھر کر لائے اور اس کو بیچ کر اس کی قیمت صدقہ کر دے۔

دنیا کی کسی شئے میں ان کے لیے کوئی کشش نہ تھی حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ ان کے ہم مشرب و ہم مذاق تھے ان میں اور مسروق رحمۃ اللہ علیہ میں راز و نیاز کی باتیں ہوا کرتی تھیں۔ ایک دفعہ مسروق رحمۃ اللہ علیہ سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے ملے اور کہا سعید رحمۃ اللہ علیہ! اب کوئی شئے ایسی نہیں جس کی جانب میلانِ خاطر باقی رہا ہو بجز اس کے کہ اپنے چہروں کو اس مٹی میں آلودہ کریں۔

عبادت اور اطاعت گزاری:

مسروق رحمۃ اللہ علیہ علم و عمل کا پیکر تھے' اخلاق کا سرچشمہ خشیت الٰہی ہے۔ یہ خوف خدا سے ہر وقت لرزتے رہتے تھے۔ آپ علم کی اصل ہی خوفِ خدا سمجھتے تھے اور اس کے مقابلے میں غرورِ عمل کو جہل تصور کرتے تھے۔ چنانچہ فرمایا کرتے تھے انسان کے لیے یہ علم کافی ہے کہ وہ خدا سے ڈرتا رہے اور جہل یہ ہے کہ اپنے علم و عمل پر غرور کرے' آپ اپنے نفس کا محاسبہ اور گناہوں کو یاد کر کے ان کے لیے استغفار کرنے کو ضروری سمجھتے تھے چنانچہ فرماتے تھے کہ انسان کے لیے ایسی مجالس ہونی چاہئیں جن میں بیٹھ کر وہ اپنے گناہوں کو یاد کر کے خدا سے استغفار کرے۔

ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں کو معلوم ہوا کہ مسروق رحمۃ اللہ علیہ طاعون سے بھاگتے تھے مگر محمد کو اس بات کا یقین نہ آیا۔ انہوں نے کہا کہ ان کی بیوی سے چل کر پوچھنا چاہیے۔ ہم ان کے پاس گئے اور ان سے اس بارے میں پوچھا۔ انہوں نے کہا خدا کی قسم ایسا نہیں ہے۔ وہ کبھی بھی طاعون سے نہیں بھاگتے تھے' البتہ جس زمانے میں طاعون کی وبا پھیلتی تو وہ کہتے کہ یہ ذکر و شغل کے ایام ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ میں تنہائی میں عبادت کروں۔ چنانچہ وہ عبادت کرنے کے لیے گوشۂ خلوت اختیار کر لیتے تھے اور اپنے نفس پر ایسی سختیاں کرتے تھے کہ بسا اوقات میں ان کی حالت دیکھ کر ان کے پیچھے بیٹھ کر رویا کرتی تھی۔ اس لیے کہ ان کے قدموں پر ورم آ جایا کرتا تھا۔ میں نے سنا ہے وہ کہا کرتے تھے کہ جو طاعون سے یا پیٹ کے درد میں یا دم گھٹ کر یا غرق ہونے سے مرے وہ شہید ہے۔

شعبیؒ کہتے ہیں کہ مسروق رحمۃ اللہ علیہ نے ایک سائل کو سوال کرتے ہوئے سنا کہ وہ دنیا سے بے رغبتی دلا رہا ہے اور آخرت کی طرف راغب کر رہا ہے' مسروق رضی اللہ عنہ نے اس بات کو ناگوار سمجھا کہ اس کو کچھ دیا جائے اور اس بات سے ڈرے کہ کہیں میں ان میں سے نہ ہوں۔ اس سے کہا کہ نیکی کی توفیق مانگ۔

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شاگردی کا اعتراف:

علمی اعتبار سے علمائے تابعین میں حضرت مسروق رضی اللہ عنہ کا بہت اونچا مقام ہے انہیں آغاز عمر سے ہی طلب علم کا ذوق و شوق تھا۔ شعبی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ان سے زیادہ علم کا طلب کرنے والا کوئی نہ تھا۔ اس پر مزید خوش قسمتی اور فضل الٰہی یہ کہ ان کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جیسی عالمہ و فاضلہ کی شفقت و محبت میسر آ گئی تھی۔ نورٌ علی نور والا معاملہ ہو گیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک جوہر قابل کو اور بھی زیادہ چمکا دیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ان سے والہانہ اور مادرانہ محبت تھی' وہ انہیں اپنا بیٹا کہہ کر پکارتی تھیں۔ چنانچہ ابو اسحاق کا کہنا ہے کہ خود مسروق کہتے ہیں کہ جب کبھی مجھے کوئی مشکل مرحلہ پیش آتا تو میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف رجوع کرتا۔

ابو الضحیٰ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ کسی معاملے میں مسروق نے ایک شخص کی سفارش کی' اس نے اس کے شکریے میں ایک لونڈی لا کر پیش کر دی۔ اس سے آپ بہت برہم ہوئے اور کہا کہ اگر مجھے پہلے سے تمہارے اس خیال کا علم ہوتا' تو میں کبھی تمہاری سفارش نہ کرتا۔ اب تو جتنی سفارش کر چکا وہ کر چکا۔ اب جتنی ضرورت اور باقی رہ گئی ہے' اس کے بارے میں کچھ نہ کہوں گا۔ میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ جو شخص کسی کا حق دلانے یا ظلم کا انسداد کرنے کے لیے کسی کی سفارش کرے اور اس کے معاوضے میں اسے کوئی ہدیہ دیا جائے اور سفارش کرنے والا اسے قبول کرے تو وہ ہدیہ اس پر حرام ہے' (گویا حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ کے تقویٰ اور تفقہ فی الدین پر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے مہر تصدیق ثبت کر دی) اہل علم کہتے ہیں کہ ہم حکماً رشوت یا حرام چیز لینے کو کفر سمجھتے ہیں۔

دُنیا سے بے رغبتی:

ابو اسحاق کا بیان ہے کہ مسروق رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی لڑکی کی شادی سائب بن اقرع کے ساتھ کی' اور ان سے مہر کے علاوہ دس ہزار اپنے لیے وصول کیے اور یہ کل رقم مجاہدین فی سبیل اللہ مساکین اور مکاتب غلاموں کی آزادی پر خرچ کر دی۔

عتبہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ مسروق بن اجدع رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ اپنے بھتیجے کا ہاتھ پکڑ کر ایک مزبلہ (کوڑے کے ڈھیر) پر لے گئے اور فرمایا: میں تم کو دنیا دکھاتا ہوں' لو دیکھو یہ دنیا ہے کہ اس کو کھا کر دفنا دیا' پہن کر پرانا اور بوسیدہ کر دیا' سوار ہو کر لاغر کر دیا' اس کے لیے خون بہایا' محارم اللہ کو حلال اور رحم کو قطع کیا۔

منصب قضاء:

شعبی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ مسروق رحمۃ اللہ علیہ منصب قضاء پر بھی فائز رہے۔ قاسم کہتے ہیں کہ مسروق رحمۃ اللہ علیہ اس کا کوئی معاوضہ یا ماہانہ نہ لیتے تھے۔ انہیں قضاءت کا اس قدر شوق و ذوق تھا کہ کہا کرتے تھے کہ مجھے کسی مقدمے میں صحیح اور حق کے موافق فیصلہ کرنا

ایک سال کے جہاد فی سبیل اللہ سے زیادہ پسند ہے۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ان اصحاب میں سے تھے جن کا شغل ہی درس و افتاء تھا۔ شعبیؒ کہتے ہیں کہ یہ قاضی شریح سے زیادہ فتوے کا علم رکھتے تھے اور قاضی شریح قضاء کا زیادہ علم رکھتے تھے۔ قاضی شریح اپنے فیصلوں میں مسروق رحمۃ اللہ علیہ سے مشورہ لیا کرتے تھے اور مسروق رحمۃ اللہ علیہ افتاء میں شریح سے زیادہ فائق تھے۔ وہ تو ان سے مشورہ لیا کرتے تھے مگر مسروق رحمۃ اللہ علیہ ان کے مشورے سے بے نیاز تھے۔

یہ حدیث کے ساتھ ساتھ سنت کی بھی تعلیم دیتے اور خود بھی سنت کی پابندی کرتے۔ اتباع سنت کے خیال سے دو دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ شفیق کہتے ہیں کہ میں نے مسروق رحمۃ اللہ علیہ کو یہ کہتے سنا ہے کہ میں نے حتی الامکان جان بوجھ کر کوئی ایسا عمل نہیں کیا جو مجھے دوزخ میں لے جانے والا ہو نہ میں نے دینار و درہم جمع کیے نہ کسی مسلمان پر کوئی ظلم کیا اور نہ میں نے تا حد امکان سنت رسول اللہ سنت صدیق اور سنت فاروق پر عمل کرنا چھوڑا۔

آخری کلمات اور وفات:

ابووائل کی روایت ہے کہ دم آخر بارگاہِ الٰہی میں عرض کیا "خدایا! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی سنت کے خلاف طریقے پر نہیں مر رہا ہوں۔ خدا کی قسم میں نے اپنی تلوار کے علاوہ کسی انسان کے پاس کوئی سونا چاندی نہیں چھوڑا ہے۔ اسی کے ذریعہ مجھے کفن دینا (یعنی یہی تلوار بیچ کر میرے کفن کا انتظام کرنا)۔

شعبی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ مسروق رحمۃ اللہ علیہ نے مرتے وقت کفن تک کی قیمت نہ چھوڑی اور اس کے لیے قرض کی وصیت کی۔ مگر یہ ہدایت کردی کہ زراعت پیشہ اور چرواہے سے نہ لیا جائے بلکہ مویشی رکھنے والے یا تجارت پیشہ سے لیا جائے۔

مسروق رحمۃ اللہ علیہ کے وسیلہ سے بارش کی دُعا:

ان وصایا اور ہدایات کے بعد آپ نے سلسلہ وسط میں وفات پائی اور یہیں سپرد خاک کیے گئے زندگی میں تو ان کی ذات سے دینی فیوض و برکات مل ہی رہے تھے وفات کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری رہا۔ خشک سالی اور قحط کے مواقع پر لوگ ان کے مزار پر انوار پر جمع ہو کر اللہ تعالیٰ سے بارش اور خوشحالی کی دعا کرتے اور اللہ ان پر پانی برسا دیتا اور لوگ شاداں و فرحاں واپس آتے۔

سفیان بن عیینہ کہتے ہیں کہ ہم علقمہ کے علاوہ کسی کو علمی فضیلت و برتری میں مسروق رحمۃ اللہ علیہ کی برابر نہیں سمجھتے۔ انہی کا بیان ہے کہ مسروق رحمۃ اللہ علیہ نے ۶۳ھ میں وفات پائی۔ حدیث و سنت میں مسروق رحمۃ اللہ علیہ کا علم بہت وسیع تھا۔ اس فن میں انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے علاوہ حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ حضرت معاذ بن جبل اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہم وغیرہ وغیرہ فقیہہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی فیض پایا۔ یہ بڑے ثقہ راوی تھے اور ان کی روایات کردہ حدیثیں صحیح ہیں۔

سعید بن نمران رحمۃ اللہ علیہ:

ابن نمران الناعطی ہمدانیوں میں سے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

﴿ إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا ...... الخ ﴾

''بے شک وہ لوگ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے۔ پھر اس پر قائم رہے''۔

اس کی شرط یہ ہے: لَمْ یُشْرِکُوْا اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات میں کسی کو کسی حیثیت سے بھی شریک نہیں کیا۔ سعید بن نمران حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اصحاب میں سے تھے۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عبید اللہ بن عباس کو یمن کا حاکم بنایا تو ان کا شریک کار سعید بن نمران کو بھی بنا دیا تھا ان کا بیٹا مسافر بن سعید مختار کے اصحاب میں سے تھا۔

نزال بن سبرۃ رحمۃ اللہ علیہ:

یہ کہتے ہیں کہ ہم سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم اور تم بنی عبد مناف میں سے ہیں' تم بھی عبداللہ کے بیٹوں میں سے ہو اور ہم بھی عبداللہ کے بیٹوں میں سے ہیں۔ اگلی روایت ہے: ہم بنی عبد مناف ابن ہلال بن عامر بن صعصعہ ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم بنی عبد مناف بن قصی قریش میں سے ہیں۔

نزال بن سبرۃ حضرت ابوبکر صدیق' حضرت عمر فاروق' حضرت عثمان غنیؓ' حضرت علیؓ' حضرت عبداللہ بن مسعود' حضرت ابومسعود انصاری اور حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔

ضحاک کا بیان ہے کہ مجھ سے نزال نے کہا جب تم مجھے قبر میں رکھو تو یوں دعا کرنا: ''اے اللہ! اس قبر میں اور قبر میں اتارنے والوں پر برکت نازل فرما''۔ یہ ثقہ راوی تھے۔ اور ان سے بہت سی حدیثیں مروی ہیں۔

زہرہ بن حمیضہ رحمۃ اللہ علیہ:

یہ زہرہ کہتے ہیں کہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے سوار ہوا۔ راستے میں جو بھی ملتا تھا آپ اس کو سلام کرتے تھے۔ یہ زہرہ بہت کم احادیث بیان کرتے تھے۔

معدی کرب رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان سے شعر سنانے کی فرمائش کی اور فرمایا: تم اسلام میں شعر کہنے والے پہلے شخص ہو۔

وہ تابعین رحمۃ اللہ علیہم جو حضرت عمر بن الخطاب' حضرت علی بن ابی طالب اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔

علقمہ بن قیس رحمۃ اللہ علیہ

نام ونسب اور پیدائش:

علقمہ رحمۃ اللہ علیہ نام' ابوشبل کنیت' مشہور محدث ابراہیم نخعیؒ کے ماموں ہیں اور اسود بن یزید رحمۃ اللہ علیہ کے چچا۔ نسب نامہ یہ ہے: علقمہ بن قیس بن عبداللہ بن مالک بن علقمہ بن سلاماں بن کہل بن بکر بن عوف بن نخع نخعی۔ یہ حضرت عمرؓ' حضرت عثمانؓ' حضرت علیؓ' حضرت عبداللہ بن مسعودؓ' حضرت حذیفہؓ' حضرت سلمان اور حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔

یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں پیدا ہوئے۔ عادات وخصائل اور اخلاق میں آپ ذاتِ نبوی کا نمونہ تھے۔ ابراہیم کا بیان

ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ طور وطریق اور عادات وخصائل میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہ تھے۔ اور علقمہؒ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے مشابہ تھے۔

ابومعمر کہتے ہیں کہ ہم عمرو بن شرحبیل کے پاس آئے۔ انہوں نے کہا آؤ ایک ایسے شخص کے پاس چلیں جو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ہو بہو نمونہ ہے۔ وہ ایک ایسا آئینہ ہے جس میں ان کی تصویر علم وعمل نظر آتی ہے یہ کہہ کر وہ ہمیں علقمہ کے پاس لے آئے۔

شغف بالقرآن:

قرآن کے ساتھ ان کو غیر معمولی شغف وانہاک تھا۔ ابراہیم کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ علقمہؒ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے سامنے قرآن پڑھا۔ انہوں نے کہا تجھ پر میرے ماں باپ فدا ہوں تو نے قرآن کو صحیح طور پر اور بنا سنوار کر پڑھا۔

انہی کا بیان ہے کہ علقمہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ اے ابوشبل! کیا آپ مومن ہیں؟ فرمایا ہاں امید تو یہی رکھتا ہوں' یہی ابراہیم کہتے ہیں کہ علقمہ رحمۃ اللہ علیہ پانچ دن میں قرآن ختم کر لیتے تھے۔ کبھی کبھی ایک رات میں پورا قرآن پڑھ لیتے تھے۔ ابراہیم کہتے ہیں ایک مرتبہ علقمہ رحمۃ اللہ علیہ مکہ گئے شب کے وقت انہوں نے طواف شروع کیا' پہلے سات پھیروں میں طویل سورتیں ختم کیں' دوسرے سات پھیروں میں مئین سورتیں ختم کیں' تیسرے سات پھیروں میں مثانی اور چوتھے پھیروں میں بقیہ سورتیں ختم کر ڈالیں۔

یہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حجرے میں ان کے سامنے قرآن پڑھا کرتے تھے۔ آپ کی آواز بہت اچھی تھی اور خوش الحانی کے ساتھ پڑھتے تھے۔

اسود رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ میں نے دیکھا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ' علقمہ رحمۃ اللہ علیہ کو تشہد اسی طرح سکھا رہے تھے جس طرح قرآن کی سورتیں ان کو سکھایا کرتے تھے' مطلب یہ کہ علقمہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی قرأت کی صحت کے لیے کبھی کبھی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو قرآن پڑھ کر سنایا کرتے تھے' یہ چونکہ نہایت خوش گلو اور شریں آواز تھے اس لیے ابن مسعود رضی اللہ عنہ انہیں ترتیل کے ساتھ قرآن پڑھنے کی ہدایت کرتے تھے یہ خود فرماتے ہیں کہ خدا نے مجھے خوش آوازی عطا فرمائی تھی اس لیے ابن مسعود رضی اللہ عنہ مجھ سے قرآن پڑھوا کر سنتے اور فرماتے: میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں' خوش آوازی کے ساتھ پڑھا کرو' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ حسن صوت قرآن کی زینت ہے۔

جنگ صفین میں شرکت:

منصور کہتے ہیں کہ میں نے ابراہیم سے پوچھا کیا علقمہ رحمۃ اللہ علیہ جنگ صفین میں شریک ہوئے تھے؟ فرمایا ہاں' انہوں نے یہاں تک قتال کیا کہ ان کی تلوار خون سے رنگین ہو گئی اور ان کا بھائی ابی بن قیس بھی اسی لڑائی میں مارا گیا۔

شمائل وخصائل:

عبدالسلام بن حرب کا بیان ہے کہ میں نے ایک بوڑھے شخص سے سنا کہ ہم جمعہ کے دن مسجد کے دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے۔ علقمہ رحمۃ اللہ علیہ آئے۔ امام جمعہ کا خطبہ دے رہا تھا۔ ان سے کہا گیا کہ اے ابوشبل! داخل نہ ہو۔ کہا یہ مجلس ہے اس سے مجھے کون روک

سکتا ہے۔ یہ کہا اور مسجد کے دروازے پر ہی بیٹھ گئے۔

ابراہیم کہتے ہیں کہ علقمہ رحمۃ اللہ علیہ جمعہ کے دن سفر کی حالت میں نہ غسل کیا کرتے تھے اور نہ چاشت کی نماز پڑھا کرتے تھے۔

عموماً آپ ہر کام آیت قرآنی کے اشارے سے شروع کرتے۔ کھانے کے وقت قرآن کی اس آیت:

﴿فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْٓــًٔا مَّرِيْٓــًٔا﴾

''ہاں اگر وہ بیبیاں خوشدلی سے تمہارے لیے چھوڑ دیں مہر میں سے کچھ حصہ تو اس کو کھاؤ مزہ دار اور خوش گوار سمجھ کر''۔

اس آیت کی طرف اشارہ کر کے بیوی سے کھانا مانگتے کہ مجھے ان لذیذ اور خوشگوار کھانوں میں سے کھلاؤ' ابراہیم کہتے ہیں کہ میں آپ کے ہمراہ ہوتا جب رکاب پر پاؤں رکھتے تو کہتے: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. جب زین پر اچھی طرح بیٹھ جاتے تو کہتے:

سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ وَاِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ.

''پاک ذات ہے وہ جس نے ہمارے لیے اس کو مسخر کیا ہم اس کے نزدیک ہونے والے نہ تھے اور ہم اپنے پروردگار کی طرف لوٹنے والے ہیں''۔

کہتے ہیں کہ میں علقمہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ ایک سفر کے لیے نکلا۔ جب آپ نے رکاب میں پاؤں رکھا تو کہا اے اللہ! میں حج کا ارادہ رکھتا ہوں۔ اگر تو آسان کر دے تو حج ہو گا ورنہ عمرہ ہو گا۔ میں نے ان کو جمعہ کے دن غسل کرتے نہیں دیکھا۔ یہاں تک کہ مکہ میں داخل ہو گئے۔ میں نے دیکھا کہ آپ نے ایک چادر لی اور اسی میں لپٹ کر بیٹھ گئے۔ حالانکہ وہ حالت احرام میں تھے۔ اپنے منہ اور ناک کو بھی چادر سے ڈھانپ لیا' ابراہیم ہی کا بیان ہے کہ علقمہ رحمۃ اللہ علیہ نے نجف میں نماز قصر کی اور اسود رحمۃ اللہ علیہ نے قادسیہ میں۔ جب وہ دونوں مکہ کی طرف روانہ ہوئے تھے۔

ریاء کاری سے اجتناب:

عبدالرحمن بن یزید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ لوگوں نے علقمہ رحمۃ اللہ علیہ سے درخواست کی آپ مسجد میں نماز پڑھ کر وہاں بیٹھ جایا کریں تا کہ ہم لوگ آپ سے مسائل پوچھ لیا کریں۔ آپ نے فرمایا: میں یہ بات پسند نہیں کرتا کہ لوگ اشارہ کریں کہ یہ علقمہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

امراء کے تعلق سے پرہیز:

آپ امراء سے میل جول اور ان کے یہاں آمد و رفت کو ناپسند کرتے تھے۔ اس میں اپنا اخلاقی نقصان تصور کرتے تھے' ایک مرتبہ لوگوں نے کہا کہ آپ امراء کے یہاں جایا کریں تا کہ وہ آپ کا مرتبہ پہچانیں' آپ نے فرمایا: میں ان سے جتنی باتیں دور کروں گا اور جتنی چیزیں کم کروں گا اس سے زیادہ چیزیں وہ مجھ سے گھٹا دیں گے (یعنی میں ان سے جتنی برائیاں دور کروں گا' اتنی ہی وہ میری بھلائیاں دور کر دیں گے)۔

ابوعون کہتے ہیں کہ میں نے شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا علقمہ رحمۃ اللہ علیہ افضل ہیں یا اسود رحمۃ اللہ علیہ؟ فرمایا علقمہ رحمۃ اللہ علیہ افضل ہیں۔

ابووائل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب کوفہ اور بصرہ دونوں کی ولایت ابن زیاد سے متعلق ہوئی تو اس نے مجھ سے کہا کہ تم بھی میرے ساتھ چلنا۔ میں نے جا کر علقمہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا انہوں نے کہا کہ ان لوگوں (یعنی امراء) سے تم کو جو کچھ حاصل ہو گا' اس سے

زیادہ بہتر چیز وہ تم سے لے لیں گے (یعنی تم ان سے کوئی دنیوی نفع حاصل کر لو گے مگر وہ تمہارے اخلاق کو نقصان پہنچائیں گے جو د
کی تمام چیزوں سے بہتر ہے)۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد لوگوں نے ان سے درخواست کی کہ اب آپ ہمیں درس حدیث و سنت
دیں۔ آپ نے جواب دیا کہ کیا آپ لوگ یہ چاہتے ہیں کہ لوگ میرے پیچھے پیچھے چلیں۔

آپ سے کہا گیا کہ اگر آپ امیر کے پاس جاتے اسے نیکی اور انصاف کی نصیحت کرتے تو کتنا اچھا ہوتا' فرمایا: میں ان کی
دنیا میں سے کچھ حاصل کرنا نہیں چاہتا مگر یہ کہ وہ میرے دین سے جو دنیا سے افضل ہے کچھ حاصل کریں۔

آپ کی علمی حیثیت:

علقمہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ سورۂ بقرہ میں میری کوئی گرفت کرو' یہ سورۃ سنا کہ پوچھ
کہ اس میں میں نے کچھ چھوڑا تو نہیں؟ میں نے کہا ایک حرف چھوٹ گیا ہے انہوں نے خود ہی کہا کہ فلاں حرف۔ میں نے کہا ہاں۔

ایک مرتبہ ایک وفد میں جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس جانے والا تھا ان کا نام لکھ دیا گیا' انہیں معلوم ہوا تو فو
ابو بردہ کو لکھا کہ میرا نام کاٹ دو۔

یہ فرمایا کرتے تھے کہ لوگو! آپس میں دینی علم کی باتوں کا ذکر اور چرچا کیا کرو کہ یہ ذکر ہی علم کی زندگی ہے' لوگوں۔
علقمہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا آپ اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہیں یعنی جو مسجد میں داخل ہو تو کیا کہے؟ فرمایا: وہ کہے: اَلسَّلَامُ عَلَیْ
اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ سلامتی ہو آپؐ پر اے نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں نازل ہوں آپ پر' اللہ اور اس کے
فرشتے بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجتے ہیں۔

نخعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ علقمہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص کے ہاتھ اپنا اونٹ یا کوئی جانور بیچا' اسے یہ بات ناپسند ہوئی اور چاہا کہ
جانور بھی لوٹا دے اور اس کی قیمت بھی۔ علقمہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہ جانور تو ہمارا ہے مگر اس کے درہم لینے کا کوئی حق نہیں۔ سو جانور تو۔
لیا اور درہم واپس کر دیئے۔

ابو قیس کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ ابراہیم علقمہ رحمۃ اللہ علیہ کے جانور کی رکاب تھامے ہوئے ہیں اور وہ غلام یک چشم تھے' م
کہتے ہیں کہ علقمہ رحمۃ اللہ علیہ ربانیین میں سے تھے۔

علقمہ رحمۃ اللہ علیہ اور اسودؒ کہتے ہیں کہ مصافحہ کرنے سے سلام و دعا پوری ہو جاتی ہے اور حج میں عرفہ میں امام کے دو نمازیں پڑھ
سے حج تمام ہو جاتا ہے۔

عمرو بن میمون کہتے ہیں کہ میں دس سال تک علقمہ رحمۃ اللہ علیہ کا نانبائی رہا ہوں۔ حضر کی حالت میں۔

وصیت اور وفات:

اسود رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ علقمہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مرض الموت میں وصیت کی تھی کہ دم آخر مجھے کلمہ طیبہ کی تلقین کی جائے تا
میری زبان سے آخری کلمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ نکلے اور کسی کو میری موت کی خبر نہ دی جائے۔ میرے دفن میں جلد

کی جائے اور کسی کو جاہلیت کی طرح نوحہ نہ کرنے دیا جائے۔ بین کرنے والی عورتیں ساتھ نہ ہوں۔

ان کی وفات ۷۲ھ کوفے میں ہوئی۔ آپ ثقہ راوی تھے۔ ان سے بہت سی حدیثیں مروی ہیں۔

عبیدہ بن قیس رحمۃ اللہ علیہ:

سلمانی قبیلہ مراد سے ہیں۔

محمدؒ عبیدہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے دو سال قبل مسلمان ہوئے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات نہیں ہوئی۔

محمد بن عمر کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ہجرت کی اور یہ حضرت عمرؓ حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔

محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ اپنی قوم کے عریف تھے۔ یہی کہتے ہیں کہ عبیدہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی قوم کے سردار تھے، جو عطیات ملتے ان کو ان کے درمیان تقسیم کر دیتے تھے۔ ایک مرتبہ تقسیم کے بعد ایک درہم بچ رہا۔ فرمایا اس پر قرعہ اندازی کرو۔ ایک شخص ان کے قریب آیا اور کہا کہ یہ قرعہ اندازی درست نہیں۔ انہوں نے کہا کہ کیا ہم اپنی جنگوں میں ایسا نہیں کیا کرتے تھے؟ اس نے کہا جب تم ایسا کرتے تھے قوم کے درمیان تقسیم کر دیتے تھے، پھر قرعہ اندازی کرتے تھے مگر اس طرح کہ کوئی بھی ایسا باقی نہ رہتا تھا کہ اس میں سے کسی کو حصہ نہ ملے (صرف ایک شخص کو ہی نہیں مل جاتا تھا) اب اگر آپ ایسا کریں گے تو یہ ایک ہی شخص لے جائے گا دوسرے محروم رہ جائیں گے۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا تم نے ٹھیک کہا ہے پھر آپ نے حکم دیا کہ اس سے کوئی چیز خرید لی جائے اور سب میں تقسیم کر دی جائے۔ محمد کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے اہل کوفہ! کیا تم اس بات سے عاجز ہو کہ تم سلمان و ہمدانی کی مانند ہو جاؤ۔ یعنی حارث بن ازمع اور بس اعور کی مانند۔ وہ دونوں نصف آدمی ہیں۔ حماد رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ عبیدہ یک چشم تھے۔

محمد کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اصحاب میں پانچ اصحاب ارباب فضل وکمال تھے۔ بعض ان میں عبیدہ رحمۃ اللہ علیہ کو مقدم بتلاتے ہیں، بعض علقمہ رحمۃ اللہ علیہ کو مقدم سمجھتے ہیں اور اس میں کسی کو اختلاف نہیں کہ ان کے آخر شریح رحمۃ اللہ علیہ ہیں، کہا گیا ہے کہ حماد رحمۃ اللہ علیہ کو بھی انہی میں شمار کیا جاتا ہے متفق علیہم وہ پانچ یہ ہیں: عبیدہ رحمۃ اللہ علیہ، علقمہ رحمۃ اللہ علیہ، مسروق رحمۃ اللہ علیہ، ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ اور شریح رحمۃ اللہ علیہ۔

حماد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نہیں جانتا کہ ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ سے شروع کیا یا شریح رحمۃ اللہ علیہ سے۔

نعمان بن قیس کی روایت ہے کہ عبیدہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی موت کے وقت اپنی تحریروں کو منگایا اور ان کو مٹا دیا اس خیال سے کہ ان کا غلط استعمال نہ کیا جائے۔ اور یہ تحریف کا نشانہ نہ بنیں۔

انہی کا بیان ہے کہ قبیلے کی بوڑھی عورتیں جب اقامت کی آواز سنتیں تو نماز کے لیے جلدی اٹھتیں کہ یہ عبیدہ رحمۃ اللہ علیہ کی نماز ہے۔

محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ کچھ لوگ اپنا ایک جھگڑا (مقدمہ) لے کر عبیدہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے کہ وہ ان کے درمیان فیصلہ اور صلح صفائی کر دیں۔ آپ نے فرمایا: میں اس وقت تک کوئی فیصلہ نہ کروں گا جب تک تم امیر کے حکم کی طرح میرے حکم کی تعمیل نہ کرو۔ پھر قاضی یا کسی غیر کو کوئی حق نہ رہے گا۔

محمد کا بیان ہے کہ میں نے عبیدہ رحمۃ اللہ علیہ سے ایک آیت کے بارے میں پوچھا: انہوں نے فرمایا کہ تم زیادہ باریکیوں اور گہرائیوں میں نہ جاؤ۔ تقویٰ اللہ کو لازم پکڑو اپنے آپ کو زیادہ غور و تعمق سے روکے رکھو۔ وہ لوگ چلے گئے جو قرآن کے صحیح فہم و عمل کا حق ادا کیا کرتے تھے۔

عبیدہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پینے کی چیزوں میں لوگوں میں اختلاف ہوا۔ میرا اس اختلاف سے کوئی سروکار نہ تھا تیس سال سے میں نے سوائے شہد' دودھ اور پانی کے کوئی چیز نہیں پی۔

محمد کہتے ہیں کہ میں نے عبیدہ رحمۃ اللہ علیہ سے نبیذ کے بارے میں دریافت کیا۔ انہوں نے کہا لوگوں نے پینے کی نئی نئی چیزیں ایجاد کر لی ہیں۔ مجھے ان چیزوں سے کوئی تعلق نہیں۔ میں تو بیس سال سے سوائے شہد' دودھ اور پانی کے اور کچھ نہیں پیتا۔

محمد ہی کا بیان ہے کہ میں نے عبیدہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ ہمارے پاس حضرت انس رضی اللہ عنہ کے دیئے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ بال ہیں آپ کا کیا خیال وعقیدہ ہے؟ جواب دیا اگر میرے پاس ان میں سے ایک بال بھی ہو تو میں اسے دنیا بھر کے سونے چاندی سے زیادہ قیمتی اور پیارا سمجھوں گا۔

نعمان بن قیس اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے عبیدہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا مجھے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ آپ مرنے کے بعد قیامت سے پہلے دوبارہ دنیا میں آئیں گے۔ آپ اپنے ہاتھ میں جھنڈا لیے ہوئے ہوں گے اور وہ فتوحات حاصل کریں گے جو آپ سے پہلے اور آپ کے بعد کسی کو حاصل نہیں ہوئیں۔ آپ نے فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ مجھے دوبار موت دے گا اور دوبار زندہ کرے گا تو اس میں میرے لیے کوئی خیر و بہتری نہیں۔ حصین سے روایت ہے کہ عبیدہ رحمۃ اللہ علیہ نے وصیت کی تھی کہ میرے جنازے کی نماز اسود بن یزید پڑھائیں۔

ان کی وفات کے بعد اسود رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ غسل وکفن اور دفن میں جلدی کرو۔ اس سے پہلے کہ کذاب یعنی مختار آئے' ۷۲ھ میں ان کی وفات ہوئی اور اسود رحمۃ اللہ علیہ نے غروبِ آفتاب سے پہلے ان کے جنازے کی نماز پڑھا دی۔

ابو وائل رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام شقیق بن سلمہ اسدی ہے۔ یہ بنی مالک بن ثعلبہ بن دودان بن اسد بن خزیمہ میں سے ہیں' عمرو بن مروان کہتے ہیں کہ میں نے ابو وائل رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا: کیا آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا؟ فرمایا ہاں میں اس وقت چھوٹا بچہ تھا میں نے آپ کو دیکھا نہیں۔

اعمش رحمۃ اللہ علیہ شقیق سے روایت کرتے ہیں کہ ہمارے پاس قادسیہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ایک کتاب آئی۔ اس کو عبداللہ بن ارقم رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا تھا۔ شقیق کا بیان ہے کہ انہوں نے مجھ سے کہا اے سلیمان؟ میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے لشکر سے بزاخہ

کے دن کا بھاگا ہوا ہوں۔ میں اونٹ سے گر پڑا قریب تھا کہ میری گردن ٹوٹ جائے۔ اگر میں اس دن مر جاتا تو دوزخ کی آگ میں جاتا۔

ابووائل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مقرر کردہ صدقہ وصول کرنے والا عامل آیا۔ وہ ہر ایک سے پچاس اونٹوں میں سے ایک اونٹ بطور زکوۃ لیتا۔ میرے پاس ایک مینڈھا تھا میں وہی لے آیا اور اس سے کہا کہ یہ صدقہ لے لیجئے۔ اس نے کہا نہیں اس میں کوئی صدقہ نہیں۔

اعمش رحمۃ اللہ علیہ نے ابووائل رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ کیا آپ جنگ صفین میں شریک ہوئے تھے؟ فرمایا ہاں۔ ابوزیاد کہتے ہیں کہ میں نے ابووائل رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ آپ بڑے ہیں یا مسروق رحمۃ اللہ علیہ؟ کہا میں مسروق رحمۃ اللہ علیہ سے بڑا ہوں' ان سے پوچھا گیا کہ آپ بڑے ہیں یا ربیع بن خثیم؟ آپ نے کہا میں ان سے عمر میں بڑا ہوں اور وہ عقل میں مجھ سے بڑے ہیں۔ شفیق ابن سلمہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ سے مجھے چار تحفے عطا فرمائے اور کہا کہ ایک تکبیر اولیٰ دنیا مافیہا سے بہتر ہے۔

مسلم اعور ابووائل رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک غزوہ کیا' انہوں نے اس موقعہ پر فرمایا: میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے سنا ہے کہ "حریر اور دیباج کے کپڑے نہ پہنو اور سونے چاندی کے برتنوں میں پانی نہ پیو۔ یہ چیزیں کافروں کے لیے دنیا میں ہیں اور ہمارے لیے یہ آخرت میں ہوگی"۔

ابوالحسن کہتے ہیں کہ میں ابوبردہ اور شفیق کے پاس گیا۔ وہ دونوں بیت المال پر زکوۃ وصول کرنے پر مقرر تھے۔ میں ایک دوسرے موقعہ پر گیا تو صرف ابووائل رحمۃ اللہ علیہ ہی وہاں موجود تھے۔ مجھ سے کہا: زکوۃ کو اس کے مستحقین پر لوٹا دو۔ میں نے کہا ہم مؤلفہ قلوب کے حصے کے بارے میں کیا کریں گے؟ کیا ہم دوسرے مستحقین کو دے دیں گے۔

دولتِ دنیا سے بے رغبتی:

(یہ صحیح معنوں میں اللہ کے بندوں اور علمائے حق کی اخلاقی زندگی کا طرۂ امتیاز ہے) ابووائل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میرے اور ابن زیاد کے تعلقات ومراسم تھے۔ صرف اس حد تک کہ بس جان پہچان تھی۔ جب وہ کوفے کے علاوہ بصرے کا حاکم بھی ہوگیا تو مجھ سے کہا آپ میری صحبت ومعیت اختیار کریں تاکہ آپ مجھ سے کوئی فائدہ حاصل کریں۔ سو میں علقمہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا اور اس بارے میں ان کا مشورہ لیا۔ انہوں نے کہا آپ ان سے جو کچھ دنیوی فائدہ حاصل کریں گے اس سے زیادہ وہ تم سے دینی فائدہ حاصل کرلیں گے۔ اس سے تمہارے دین واخلاق کو نقصان پہنچے گا۔ اس کے کچھ عرصے بعد ابن زیاد نے ابووائل رحمۃ اللہ علیہ کو بیت المال کا افسر بنا دیا۔ پھر اسے معزول بھی کردیا۔

ابووائل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید کو خلیفہ بنایا۔ تو ان کی وفات کے بعد میں نے کہا کہ کاش معاویہ رضی اللہ عنہ لوٹ کر آئیں اور ملک وقوم کی حالت دیکھیں کہ یزید نے کیا بگاڑ پیدا کردیا ہے۔

حجاج کے ساتھ مکالمہ:

جب حجاج کرنے میں آیا تو ابووائل رحمۃ اللہ علیہ کو بلا بھیجا۔ آپ اس کے پاس آئے اور حسب ذیل گفتگو ہوئی:

حجاج: آپ کا کیا نام ہے؟

ابو وائل رحمۃ اللہ علیہ: آپ میرا نام جانتے ہیں جبھی تو آپ نے مجھے بلایا ہے۔ پھر نام پوچھنے کی کیا ضرورت؟

حجاج: آپ اس شہر میں کب آئے؟

ابو وائل رحمۃ اللہ علیہ: چند دن ہی ہوئے ہیں کہ میں اپنے اہل وعیال کو یہاں لایا ہوں۔

حجاج: آپ قرآن کا کتنا فہم وعمل رکھتے ہیں؟

ابو وائل رحمۃ اللہ علیہ: میں قرآن جتنا پڑھتا ہوں اور سمجھتا ہوں بس قرآن کا اتنا ہی حصہ کافی ہے اگر میں اس پر عمل کروں۔

حجاج: میں نے آپ کو اس لیے بلایا ہے کہ اپنے کسی عامل (حاکم) سے آپ کو متعلق کردوں اور آپ اس کے کام میں معاون ہوں۔

ابو وائل رحمۃ اللہ علیہ: آپ مجھے کون سے عامل سے متعلق کرنا چاہتے ہیں اور میں اس کی کیا مدد کر سکتا ہوں۔

حجاج: میں آپ کو سلسلہ کے امیر سے متعلق کرنا چاہتا ہوں۔

ابو وائل رحمۃ اللہ علیہ: سلسلہ کے حالات اور انتظام درست نہیں ہو سکتا۔ مگر ایسے اعوان ورجال کے ذریعہ جو تجربہ کار، قابل اور منتظم ہوں۔ اگر آپ مجھ سے مدد لینا چاہتے ہیں تو کسی ایسے بوڑھے سے مدد لیجئے جو بارعب ہو اور برے لوگوں پر اس کی ہیبت ہو۔ اگر آپ مجھے اس خدمت سے معاف ہی کردیں تو مجھے یہ بات پسند ہے۔ اور اگر بہر حال کسی عامل سے متعلق کرنا ہی چاہتے ہیں تو کردیجئے۔ خدا کی قسم اے امیر! میں آپ کو وہ رات یاد دلاتا ہوں جس نے میری نیند مجھ پر حرام کردی تھی۔ میں نے دیکھا کہ لوگوں پر آپ کی اتنی ہیبت طاری ہے اور وہ آپ سے اتنا ڈرتے ہیں کہ وہ کبھی کسی امیر سے اتنا نہیں ڈرے (آپ اپنے ظلم واستبداد میں کمی کریں)۔

حجاج: آپ نے تو یہ بات کہہ دی۔ اگر کوئی اور کہتا تو میں اس کو قتل کرا دیتا۔ مجھے اہم امور درپیش ہیں انہی کی وجہ سے لوگوں پر ہیبت طاری ہے۔ اگر آپ میری مدد کریں گے تو مجھے خوشی ہوگی، اگر میں نے آپ کی ضرورت نہ سمجھی تو میں آپ کو معاف کردوں گا ورنہ ضرور آپ سے مدد لوں گا۔ جایئے اللہ آپ پر رحم کرے۔

جب میں ان کے دربار سے نکلا تو پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا کہ اس پر نظر پڑے۔

سفیان ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ ابو وائل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: "اے اللہ! حجاج کو خاردار جھاڑ کا کھانا کھلا، جو نہ اسے فربہ کرے اور نہ اس کی بھوک رفع کرے" (یہ سورۃ الغاشیہ کی آیت کا ٹکڑا ہے) اگر وہ تجھے محبوب ہے۔ ان سے کہا گیا کہ آپ کو اس بارے میں شک ہے (کہ وہ دوزخ میں جائے گا اور اس کو یہ کھانا ملے گا) فرمایا نہیں اس میں شک تو نہیں مگر مجھے اس پر افسوس ہے۔

ابن عون کہتے ہیں کہ میرے ہمراہ ایک شخص ابو وائل رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا۔ اس نے آپ سے کہا اے ابو وائل آپ حجاج کے بارے میں کس بات کی گواہی دیتے ہیں؟ کہا کیا تو مجھے یہ حکم دیتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی حکمت پر کوئی حکم لگاؤں۔

ابو ہاشم کہتے ہیں کہ میں نے حجاج کے زمانے میں ابو وائل کو دیکھا وہ اشاروں میں باتیں کرتے تھے۔ اعمش کا بیان ہے کہ ابراہیم نے مجھ سے کہا کہ شقیق کی صحبت ومعیت لازم پکڑو۔ میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اصحاب کو پایا ہے۔ وہ ان سے علمی استفادہ کرتے اور ان کو اکابر میں شمار کرتے تھے۔

اوصاف وکمالات:

عاصم کہتے ہیں کہ ابووائل نماز میں اور راستے میں اِدھر اُدھر التفات نہ کرتے تھے (پورے خشوع وخضوع سے نماز پڑھتے تھے) بھدلۃ کا بیان ہے کہ میں نے ابووائل کو سجدے میں یہ دعا مانگتے ہوئے سنا ''اے اللہ! مجھے معاف کردے اور بخش دے۔ اگر تو مجھے معافی دے گا تو فضل کرے گا اور اگر عذاب دے گا تو یہ ظلم نہ ہوگا''۔ اعمش رحمۃ اللہ علیہ کی روایت ہے کہ جب ابووائلؒ سے قرآن میں سے کچھ پوچھا جاتا تو فرماتے میں جس چیز کو سمجھنا چاہتا ہوں اللہ مجھے صحیح فہم عطا فرما دیتا ہے۔ عطاء بن سائب کا کہنا ہے کہ ابووائل اس امر کو مکروہ سمجھتے تھے کہ قرآن کو حرف یا اسم کہا جائے۔ عاصم کہتے ہیں کہ جب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ابووائل کو دیکھتے تو کہتے یہ تائب ہے۔ جب آپ کو پکارا جاتا تو بجائے لَبَّیْکَ کہنے کے آپ لَبَّیَ اللّٰہُ' اللہ تجھے عقل وسمجھ دے' کہتے۔

احمد بن عبداللہ کہتے ہیں کہ شفیق کی بصارت جاتی رہی تھی۔ معرف بن واصل کہتے ہیں کہ میں نے ابراہیم تیمی کو ابووائل کے پاس دیکھا۔ ان کا ہاتھ میرے ہاتھ میں تھا' جب ابراہیم کچھ نصیحت کرتے تو ابووائل رو پڑتے' جب عذابِ الٰہی سے ڈراتے تب بھی رو پڑتے۔

عاصم کا بیان ہے کہ ابووائل کی ایک جھونپڑی تھی اسی میں وہ بھی رہتے اور ان کا گھوڑا بھی۔ جب جہاد کے لیے جاتے تو اسے توڑ دیتے اور جب واپس آتے تو بنا لیتے۔ ابووائل رحمۃ اللہ علیہ کہا کرتے تھے کہ تجارت کے ذریعہ حاصل کیا ہوا ایک درہم مجھے ان دس دراہم سے زیادہ پیارا ہے جو خیرات وبخشش سے حاصل ہوں۔

اعمش کا کہنا ہے کہ میں نے دیکھا ابووائل کا پاجامہ نصف پنڈلی تک تھا اور آپ کا کرتہ اس کے اوپر تھا' اس کے اوپر چادر تھی۔ انہی کا کہنا ہے کہ شفیق اپنی داڑھی رنگتے تھے۔

اسود بن ہلال ابووائل کی زیارت کے لیے آئے۔ ابووائل نے کہا: اچھا ہوتا آپ مجھے نہ ملتے۔ اس نے پوچھا کیوں؟ ابووائل یہ آپ نے کیا فرمایا: کہا میں تمہاری زندگی کو ناپسند کرتا ہوں۔ میں تم پر فتنوں سے ڈرتا ہوں۔ اس بات کو اچھی طرح جان لے کہ جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ بہتر ہے۔ اس نے کہا اے ابووائل آپ ایسا خیال نہ کریں۔ میں ان لوگوں میں سے نہیں۔ میں دن میں پچاس نمازیں پڑھتا ہوں' جب میں مرجاؤں گا اور میرے عمل کا وزن کیا جائے گا تو کسی کی نماز میری نماز سے زیادہ نہ ہوگی' کسی کی نیکی میری نیکی سے زیادہ نہ ہوگی اور کسی کے روزے میرے روزوں سے زیادہ نہ ہوں گے۔

ابووائل رحمۃ اللہ علیہ کی وفات:

عاصم ابن بھدلہ کہتے ہیں کہ جب ابووائل کا انتقال ہوگیا تو ابوبردہ نے ان کی پیشانی چوم لی' انہوں نے حجاج کے بعد حجاج کے زمانے میں وفات پائی۔ یہ حضرت علیؓ' حضرت عمرؓ' حضرت عبداللہ بن مسعودؓ' حضرت اسامہ بن زیدؓ' حضرت حذیفہؓ' حضرت ابوموسیٰ اشعری اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ شام میں آ کر حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث سنی' نیز ابن زبیرؓ' سلیمان بن ربیعہ رضی اللہ عنہما سے بھی روایت کرتے ہیں۔ ابن معیز السعدی سے اور ابن معیز حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں یہ مسروقؒ' کردوسؒ' عمرہ ابن شرحبیلؒ' یسار بن نمیرؒ' سلمہ بن سبرہ اور عمرو بن الحارث رحمۃ اللہ علیہم سے بھی

روایت کرتے ہیں۔ ثقہ راوی تھے اور ان سے بہت سی حدیثیں مروی ہیں۔

زید بن وہب رحمۃ اللہ علیہ:

یہ جہنی ہیں۔ نسب نامہ یہ ہے۔ حسیل بن نصر بن مالک بن عدی' بن الطّول بن عوف بن غطفان بن قیس بن جہینہ قضاعہ سے' ابوسلیمان کنیت ہے۔ یہ حضرت عمر' حضرت علی' حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تمام حالات و واقعات میں شریک رہے۔

حکم زید بن وہب سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں آذر بائیجان کا جہاد کیا اس وقت زبیر' بن العوام رضی اللہ عنہ بھی ہم میں موجود تھے۔ ہمارے پاس حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حکم آیا کہ تم ایک ایسے ملک میں ہو جن کا کھانا پینا اور لباس حرام کا ہے سو تم کو اپنا کھانا پینا اور لباس حلال و پاکیزہ رکھنا چاہیے۔

زید بن وہب کے غلام کہتے ہیں کہ آپ ہماری امامت کراتے تھے۔ جنازے پر چار تکبیریں کہتے تھے اور جب کسی کو سلام کہتے تو یوں کہتے:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ وَمَغْفِرَتُهٗ وَطَيِّبَ صَلَوٰتُهٗ.

''سلامتی ہو تم پر اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں اس کی مغفرتیں اور اچھائیاں ہوں تم پر''۔

آپ داڑھی رنگتے تھے۔ حجاج کے زمانے میں جماجم کے بعد انہوں نے وفات پائی یہ بھی ثقہ راوی تھے اور کثیر الروایت۔

عبداللہ بن سخبرہ رحمۃ اللہ علیہ:

یہ ازدی ہیں' کنیت ابو معمر' حضرت عمر' حضرت علی' حضرت عبداللہ بن مسعود' حضرت خباب رضی اللہ عنہم اور علقمہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں۔ حدیث اسرائیل ابو معمر سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا ہے کہ ''جو شخص اپنے آپ کو ایسے نسب سے منسوب کرتا ہے جس کا اس کے پاس کوئی ثبوت نہیں کہ یہ کفر باللہ کے برابر ہے''۔

ابی معمر کہتے ہیں کہ جب عمر رکوع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے گھٹنے پر رکھتے۔ جب کوئی حدیث بیان کرتے تو بالکل اسی انداز میں بیان کرتے جس انداز سے وہ حدیث سنی ہوتی۔ انہوں نے عبیداللہ بن زیاد کی ولایت میں کوفے میں وفات پائی۔ ثقہ راوی تھے۔ اور ان سے بہت سی حدیثیں مروی ہیں۔

یزید بن شریک رحمۃ اللہ علیہ:

وہ ابو ابراہیم التیمی ہیں۔ حضرت عمر' حضرت علی' حضرت عبداللہ بن مسعود' حضرت سعد بن ابی وقاص' حضرت حذیفہ اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ اپنی قوم کے سردار تھے۔ ثقہ راوی تھے اور بہت سی حدیثوں کے راوی ہیں۔

ابوعمرو الشیبانی رحمۃ اللہ علیہ:

ابوعمرو الشیبانی کا نام سعد بن ایاس ہے۔ قادسیہ کی جنگ میں شریک ہوئے۔ حضرت عمر' حضرت علی' حضرت عبداللہ بن مسعود' حضرت حذیفہ اور حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہم الانصاری سے روایت کرتے ہیں انہوں نے بڑی عمر پائی۔ ثقہ راوی ہیں اور ان سے

بہت سی حدیثیں مروی ہیں۔

انہوں نے ۱۲۰ سال کی عمر پائی۔ قادسیہ کی جنگ میں یہ چالیس سال کے بھرپور جوان تھے۔

زر بن حبیش رحمۃ اللہ علیہ:

زر نام' ابو مریم کنیت۔ نسباً اسدی تھے۔ نسب نامہ یہ ہے۔ زر بن حبیش بن حباشہ ابن اوس بن ہلال اسدی۔ یہ حضرت عمرؓ حضرت علیؓ' حضرت عبداللہؓ' حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ' حضرت ابی بن کعبؓ' حضرت حذیفہ اور حضرت ابووائل رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔

یہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا ہے کہ لیلۃ القدر ۲۷ رمضان ہے۔

یہ ۱۲۰ سال کے بوڑھے تھے' بڑھاپے کی وجہ سے سر اور داڑھی ملتی تھی۔ ۱۲۲ سال کی عمر میں وفات پائی۔ اعضاء میں رعشہ پیدا ہو گیا تھا۔ باختلاف روایت ۸۲ھ یا ۸۳ھ میں وفات پائی۔ مذہبی علوم کے علاوہ عربی زبان کے بڑے فاضل تھے۔ اس میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جیسے بزرگ صحابہ رضی اللہ عنہم ان سے استفادہ کرتے تھے۔ زر علوی ہیں اور دوسرے تابعی ابووائل عثمانی' باوجود اس فرق کے دونوں ایک ساتھ اٹھتے بیٹھتے تھے' اور باہم اس اختلاف مسلک کا ذکر نہ کرتے تھے۔ دونوں ایک ہی مسجد میں نماز پڑھتے تھے (باوجود اختلاف مسلک کے دونوں محبت و اخلاق کے ساتھ رہتے تھے)۔

ابی النجود کہتے ہیں کہ زر بن حبیش ایک ہی کپڑے میں آتے اور لوگوں کے ساتھ ایک ہی صف میں بیٹھ جاتے ایک مرتبہ اذان دے رہے تھے۔ ایک انصاری کا اُدھر سے گزر ہوا اس نے کہا: ''ابو مریم! میں تم کو اس سے بالاتر سمجھتا تھا انہوں نے کہا کہ جب تک میں زندہ رہا تم سے نہ بولوں گا۔ کثیر الحدیث ثقہ راوی تھے۔

عمرو بن شرحبیل رحمۃ اللہ علیہ:

عمر نام' ابو میسرہ کنیت' قبیلہ ہمدان سے تعلق رکھتے تھے۔ حضرت عمرؓ حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ یہ بنی وادعہ کی مسجد کے امام تھے' آیات قرآنی کی تفسیر و تاویل پر پوری نظر رکھتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا: ''اَلْجَوَارِ الْکُنَّس'' کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ انہوں نے کہا: میری رائے میں اس سے مراد نیل گاؤ ہے۔ آپ نے کہا کہ میری بھی یہی رائے ہے۔

بڑے مخیّر اور فیاض تھے۔ اپنی آمدنی کا کچھ نہ کچھ حصہ ضرور خیرات کرتے تھے۔ بعض اوقات اپنے گھر آتے تو خالی ہاتھ آتے۔ ایک مرتبہ اپنے بھتیجے سے کہا کہ تم بھی ایسا کیوں نہیں کرتے' اس نے کہا اگر میں یہ سمجھتا کہ اس سے میری ضرورتوں میں کمی نہ ہو گی تو میں بھی ایسا ہی کرتا۔ آپ نے فرمایا: میں تو اپنے رب سے یہ شرط نہیں لگاتا (کہ اگر میری ضرورتوں میں کمی نہ ہو تو پھر میں ضرور خیرات کروں گا)۔

ان کے قبیلے میں کوئی ان کے ہمسر نہ تھا۔ ابووائل رحمۃ اللہ علیہ کہتے تھے کہ ہمدانیوں میں کوئی شخص ابو میسرہ کا مثل نہ تھا' کسی نے کہا مسروق رحمۃ اللہ علیہ بھی ان کی مثل نہیں؟ جواب دیا مسروق رحمۃ اللہ علیہ بھی نہیں۔ آپ اور آپ کے ساتھی سادہ لباس پہنتے۔ پاکیزہ جگہ پر اللہ کا

ذکر کرتے۔ غذا بھی سادہ اور کم تھی۔

انہوں نے اپنی بیوی کو وصیت کی کہ اگر لڑکا پیدا ہو تو اس کا نام رہین رکھنا اور اگر لڑکی پیدا ہو تو اس کا نام ام الرہین رکھنا۔ لڑکی پیدا ہوئی تو اس نے اس کا یہی نام رکھ دیا۔

آپ نے مرنے سے پہلے وصیت کی کہ ایام جاہلیت کی طرح کسی کو میرے جنازے کی خبر نہ دی جائے' جنازہ لے جانے میں جلدی کرنا۔ میری قبر پر ہری شاخ رکھنا کہ مہاجرین اس کو مستحب سمجھتے تھے۔ قبر کو اونچی نہ کرنا کہ اس کو وہ ناپسند کرتے تھے۔ لحد بنانا اسے سرکنڈوں سے پاٹنا۔

مرض الموت میں لوگوں سے فرمایا: میں مرنے کے لیے بالکل آمادہ ہوں۔ پیش آنے والے مرحلے کے علاوہ اور کسی چیز کا خوف میرے دل میں نہیں ہے۔ نہ میرے پاس مال و دولت ہے نہ مجھ پر کسی کا قرض ہے نہ بچے ہیں پھر مجھے مرنا آسان کیوں نہ ہو۔ وصیت کی کہ ان کے جنازے کی نماز قاضی شریح پڑھائیں۔

مرتے وقت مجھے کلمہ طیبہ کی تلقین کرنا۔ جب آپ کا انتقال ہو گیا تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اصحاب ان کے جنازے کے پیچھے چل رہے تھے کہ وہ بھی اسی بات کو پسند کرتے تھے۔ ابو اسحاق کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا قاضی شریح گھوڑے پر سوار جنازے میں شریک ہیں۔ نیز ابو جحیفہ کو دیکھا کہ جنازے کا پایہ پکڑے ہوئے ہیں' اور کہہ رہے ہیں' اے اللہ! ابو میسرہ کو بخش دے۔ میں ان سے کبھی علیحدہ نہیں ہوا۔ آج موت نے علیحدہ کر دیا۔ آپ نے کوفے میں عبید اللہ بن زیاد کی حکومت میں وفات پائی۔

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ:

عبدالرحمٰن نام' ابو عیسیٰ کنیت' والد کا نام یسار اور کنیت ابی لیلیٰ تھی اس نے نام کی جگہ لے لی۔ نسب نامہ یہ ہے عبدالرحمٰن بن یسار بن ہلال بن بلیل' بن احیحہ بن الجلاح بن الحریش ابن جحجبا بن کلفہ بن عوف بن عمرو بن عوف اوسی انصاری۔

اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم سے استفادہ:

یہ حضرت عمرؓ' حضرت علیؓ' حضرت عبداللہ بن مسعودؓ حضرت ابی ابن کعبؓ' حضرت سہل بن حنیفؓ' حضرت خوات بن جبیرؓ' حضرت عبداللہ بن زیدؓ' حضرت کعب بن عجرہؓ' حضرت براء بن عازبؓ' حضرت ابوذرؓ' حضرت ابو الدرداءؓ' حضرت ابو سعید خدریؓ' حضرت قیس بن سعد اور حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے ۱۲۰' انصاری صحابہ رضی اللہ عنہم رسول اللہ کو پایا۔ ان سے علمی استفادہ کیا۔ ان کے فیوض و برکات نے ان کو دولت علم سے مالا مال کر دیا۔ اسی لیے ان کو قرآن و حدیث اور فقہ جملہ علوم وفنون میں کامل دستگاہ حاصل تھی۔ آپ فتاویٰ کے جوابات دینے میں بڑے محتاط تھے' کہا کرتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک سو بیس انصاری صحابہ رضی اللہ عنہم کو دیکھا ہے کہ جب ان میں سے کسی سے کوئی مسئلہ پوچھا جاتا تو وہ اپنا پہلو بچا کر چاہتا تھا کہ دوسرا شخص جواب دے دے اور اب یہ حال ہے کہ لوگ ایک دوسرے پر ٹوٹے پڑتے ہیں۔

ایک دوسری روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: "میں نے اس مسجد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک سو بیس انصاری صحابہ رضی اللہ عنہم کا زمانہ پایا اور ان سے استفادہ کیا ہے۔ ان میں سے کوئی بھی حدیث بیان نہیں کرتا تھا بلکہ یہی چاہتا کہ کوئی دوسرا ہی یہ فرض سرانجام دے۔

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ ایک سوار آپ کے پاس آیا اور اس نے یہ دعویٰ کیا کہ اس نے عید کا چاند دیکھا ہے۔ اے لوگو! روزہ کھول لو' پھر ایک پانی سے بھرے ہوئے برتن کے پاس گیا۔ اس سے وضو کیا اور اپنے دونوں موزوں پر مسح کیا۔ پھر مغرب کی نماز پڑھی۔ اس کے بعد اس سوار نے کہا کہ میں آپ کے پاس اس لیے آیا ہوں کہ اس مسئلے کے متعلق دریافت کروں کہ میں نے یہ جو کچھ کیا ہے (یعنی موزوں پر مسح) یہ ناجائز تو نہیں؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں یہ میرے اور امت کے نزدیک بہتر اور جائز ہے۔ جیسا تو نے کیا ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ایسا ہی کرتے دیکھا ہے۔

قرآن مجید سے تعلق:

قرآن وحدیث اور فقہ جملہ علوم میں آپ کو درک تھا۔ خاص طور پر قرآن سے تو خاص شغف تھا۔ آپ کے یہاں ہر وقت قراء کا مجمع لگا رہتا تھا۔ مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کا ایک خاص مکان تھا جس میں بہت سے مصاحف رکھے رہتے تھے۔ یہاں ہر وقت قراء کا مجمع رہتا تھا۔ صرف کھانے کے وقت یہ لوگ یہاں سے اٹھتے تھے۔

ثابت بنانی کہتے ہیں کہ عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ مغرب کی نماز پڑھ کر قرآن کھول کر بیٹھ جاتے اور طلوع شمس تک پڑھتے رہتے۔ ثابت اور حماد بن سلمہ بھی یہی روایت کرتے ہیں۔

ابوفروہ کا بیان ہے کہ میں نے دیکھا کہ عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ نے وضو کیا۔ آپ کے پاس رومال لایا گیا تو آپ نے اسے پھینک دیا۔

مسلم جہنی کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ جمعہ کی نماز میں امام خطبہ دے رہا تھا۔ اس موقعہ پر محمد بن سعد آئے تو عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ نے انگلی سے ان کو اشارہ کیا کہ خاموش رہو (مطلب یہ کہ جب خطبہ ہو رہا ہو تو بولنا نہیں چاہیے)۔ ابوفروہ کی روایت ہے کہ عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ مجھے حکم دیتے کہ میں صفیں سیدھی کراؤں۔ آپ کے بالوں کی دو چوٹیاں بندھی رہتیں جب نماز پڑھتے تو کھول لیتے۔

طبیعت میں سادگی:

طبعاً سادگی پسند تھے۔ تکلفات کو ناپسند کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک ریشمی چادر آپ کے لیے بنادی گئی مگر آپ نے اس کو ناپسند کیا۔ باوجود اس سادگی کے آپ کی عظمت و ہیبت کا یہ عالم تھا کہ لوگ بادشاہوں جیسی آپ کی عزت کرتے۔

محدثین میں علمی مقام:

آپ حدیث کے ممتاز حفاظ میں سے تھے۔ اس بارے میں ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ان کو امام کہتے ہیں۔ حدیث میں ان کا علم اتنا وسیع اور مسلم تھا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم تک ان کے حلقہ درس میں شریک ہوتے اور ان کی احادیث سنتے۔ حفظِ حدیث کے لیے وہ مذاکرہ ضروری سمجھتے تھے۔ دوسروں کو ہدایت کرتے تھے کہ حدیث کی زندگی ان کے مذاکرے میں ہے۔

فقہی کمالات:

ان کا فقہی کمال بھی مسلم تھا۔ جب حجاج نے کوفے کے عہدۂ قضاء کا انتظام کرنا چاہا تو اس کی نظر انہی پر پڑی اور چاہا کہ اس عہدے پر انہیں مقرر کردے۔ اس کے ایک پولیس افسر جوشب نے اس کی مخالفت بھی کی اور کہا کہ اگر آپ علی بن ابی طالب

رضی اللہ عنہ کو قاضی بنانا چاہتے ہیں تو انہیں بنا دیجئے۔ مگر حجاج نے انہی کو قاضی بنایا۔

انہیں اپنے دور قضا میں سخت آزمائش سے دو چار ہونا پڑا اس لیے کہ ان کا پورا گھرانہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فدائیوں میں سے تھا۔ ان کے والد ابی لیلیٰ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حمایت میں جنگِ صفین میں مارے گئے تھے' پھر خود یہ بھی جنگ جمل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پر جوش حامیوں میں سے تھے۔

حجاج نے ان پر دباؤ ڈالا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ پر تبرا کہیں۔ مگر یہ توریہ کرتے تھے صاف طور پر اور علی الاعلان حضرت علی رضی اللہ عنہ کو برا نہ کہتے تھے۔ اس طرح کب تک کام چلتا اس لیے کہا گیا کہ جھوٹوں پر لعنت کرو اور وہ حضرت علی' حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم اور مختار بن ابی عبید ہیں۔ انہوں نے جھوٹوں پر لعنت تو کی مگر ان بزرگوں کا تعین نہ کیا۔ اس بنا پر حجاج نے انہیں معزول کیا اور مارا۔

اختلاف مسلک اور وسعت ظرفی:

عبدالرحمٰن علوی تھے۔ یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کے قائل تھے۔ ان کے معاصر ایک شخص عبداللہ بن حکم عثمانی تھے لیکن اختلاف عقیدے کے باوجود دونوں ایک ہی مسجد میں نماز پڑھتے تھے۔ ابن مرۃ کا بیان ہے کہ جب عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ سنتے کہ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ذکر اور ان کی حدیثیں بیان کر رہے ہیں تو کہتے کہ ہم بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے اور ان کی صحبتوں میں رہے ہیں' مگر ہم نے تو کبھی وہ باتیں نہیں سنیں جو یہ لوگ بیان کر رہے ہیں۔ میرے لیے تو صرف یہ بات کافی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے ہیں آپ کے داماد ہیں' سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہما کے باپ ہیں اور جنگ بدر اور صلح حدیبیہ میں شریک تھے' کیا آپ کی فضیلت وعظمت کے لیے صرف اتنی باتیں کافی نہیں ہیں۔ لوگ کیوں بحثیں' مناظرے اور جھگڑے کرتے ہیں۔

وفات:

لوگ حق وصداقت' حق پرستی اور اخلاق کی بات کہاں سنتے اور سمجھتے ہیں۔ حجاج کب تک ان کو گوارا کرتا۔ یہ بھی حجاج کے مظالم سے تنگ آ گئے تھے۔ اس کی مخالفت میں ابن اشعث کے ساتھ ہو گئے تھے۔ اور اسی کے ساتھ جنگ میں کام آئے۔

عبداللہ بن عکیم رحمۃ اللہ علیہ:

یہ جہنی ہیں۔ ابو معبد کنیت ہے۔ حضرت عمر' حضرت عثمان' حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ یہ بہت بوڑھے تھے۔ انہوں نے جاہلیت کا زمانہ پایا تھا۔

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ ان سے روایت کرتے ہیں کہ ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھا کہ "مردار کے بالوں' کھالوں اور ہڈیوں سے کوئی فائدہ حاصل نہ کرو" میں اس وقت جوان تھا اور اپنی بستی میں تھا۔

ہلال الوزان کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عکیم رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اطاعت وفرماں برداری کی بیعت کی تھی۔

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ اور عبداللہ بن عکیم رحمۃ اللہ علیہ دونوں روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب موذن کی اذان میں سنتے: اَشْھَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ تو کہتے۔ جنہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلایا وہ کافر ہیں۔

مسلم جہنی کہتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ ' حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فدائی تھے اور عبداللہ بن عکیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے شیدائی تھے اور یہ کوفے کی مسجد جہنیہ کے امام تھے جب عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ کا انتقال ہوا تو عبداللہ بن عکیم رحمۃ اللہ علیہ ان کے کفن دفن میں شریک ہوئے' یہ دونوں بزرگ ایک دوسرے کی مثل تھے۔ دونوں دوست اور بھائیوں کی طرح رہتے۔ عبداللہ بن عکیم رحمۃ اللہ علیہ کی بیٹی کہتی ہیں کہ میں نے کبھی نہیں سنا کہ دونوں میں کسی اختلاف کا کبھی ذکر آیا ہو۔

حکم کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عکیم رحمۃ اللہ علیہ نے کبھی کچھ جمع کر کے نہیں رکھا۔ میں نے ان کو یہ کہتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جَمَعَ فَاَوْعٰی۔ جمع کیا (مال و دولت کو) اور سینت سینت کر رکھا (میں اس لیے کچھ جمع نہیں کرتا)۔ ہلال ابن حمید کا بیان ہے کہ میں نے عبداللہ بن عکیم رحمۃ اللہ علیہ کو یہ کہتے سنا ہے' میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد کبھی کسی خلیفہ کے قاتلوں کی مدد نہ کروں گا۔ ان سے کہا گیا۔ تو کیا آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کی مدد کی تھی؟ آپ نے کہا کہ میرا ذکر بھی انہیں لوگوں میں کیا جاتا ہے۔

یہ کوفے میں حجاج بن یوسف کی گورنری کے زمانے میں فوت ہوئے۔

عبداللہ بن ابی ہذیل رحمۃ اللہ علیہ:

یہ ربیعہ کے قبیلہ عنزی میں سے ہیں' ابومغیرہ کنیت ہے۔ حضرت عمر' حضرت علی' حضرت عبداللہ بن مسعود' حضرت عمار بن یاسر' حضرت ابن عباس' حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم ' اور زرعہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔

ابی الہذیل کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ رمضان کا مہینہ تھا۔ ایک بوڑھے کو لایا گیا جو شراب کے نشہ سے بدمست تھا۔ آپ نے فرمایا: تجھ پر افسوس ہے۔ ہمارے بچے تک روزہ دار ہیں (اور تو رمضان کے مہینے میں شراب پیتا ہے) آپ نے اسے اسی کوڑوں کی سزا دی۔

انہی سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا ہے کہ "سوائے بیت اللہ کے اور کسی جگہ زیارت کی نیت سے اور اہتمام کے ساتھ سفر نہ کرو"۔

عبداللہ بن ابی ہذیل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اہل کوفہ مجھ سے ایسے مسائل پوچھا کرتے تھے جو میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کرتا اور کتاب میں جمع کر لیا کرتا تھا۔ وہ سب میری کتاب میں لکھے ہوئے تھے۔ ان سے کئی حدیثیں مروی ہیں۔

حارثہ بن مضرب رحمۃ اللہ علیہ:

حارثہ بن مضرب عبدی ہیں۔ یہ حضرت عمر' حضرت علی' حضرت عبداللہ بن مسعود' حضرت عمار' حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔

یونس بن ابی اسحاق کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا۔ حارثہ بن مضرب رحمۃ اللہ علیہ زعفران اور ورس کا خضاب کیا کرتے تھے۔

عبداللہ بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ:

عبداللہ بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ قبیلہ مراد کے جملی ہیں۔ حضرت عمرؓ حضرت علی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔

ابن مرہ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ بوڑھے ہو گئے تھے۔ ہم سے حدیثیں بیان کرتے۔ ہم صحیح حدیثوں کو مان لیتے تھے اور بعض کا انکار کر دیتے تھے۔

مرہ بن شراحیل رحمۃ اللہ علیہ:

یہ ہمدانی ہیں۔ وہ مرۃ الخیر اور مرۃ الطیب ہیں۔ حضرت عمرؓ حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ یہ ثقہ راوی ہیں۔

عبید بن نضیلہ رحمۃ اللہ علیہ:

خزاعی ہیں۔ ابو معاویہ کنیت ہے۔ حضرت عمرؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں' اور علم فریضہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کرتے ہیں۔ حسن بن صالح کہتے ہیں کہ یحییٰ بن دثاب نے عبید بن نضیلہ رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھا ہے اور عبید بن نضیلہؒ نے علقمہ رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھا ہے اور علقمہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے پڑھا ہے۔ تو اس سے زیادہ صحیح قرأت اور کس کی ہو سکتی ہے؟

بشر بن مروان کی ولایت کے زمانے میں عبید بن نضیلہ رحمۃ اللہ علیہ نے کوفے میں وفات پائی۔

تابعین رحمۃ اللہ علیہم کا وہ طبقہ جو حضرت عمر اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کرتا ہے مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نہیں کرتا۔

عمرو بن میمون رحمۃ اللہ علیہ:

اودی ہیں' اود بن صعب بن سعد العشیرۃ مذحج سے۔ یہ حضرت عمر اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے ہی یمن میں حدیث سنی ہے۔ نیز ابو مسعود انصاریؓ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سلمان بن ربیعہ اور ربیع بن خثیم رضی اللہ عنہم سے بھی روایت کرتے ہیں۔ ان کی کنیت ابو عبداللہ تھی۔ ان کی وفات ۷۴ھ یا ۷۵ھ میں مروان بن عبدالملک کی خلافت میں ہوئی۔ یہ جب مسجد میں داخل ہوتے تو خوف الٰہی سے لرزتے ہوئے۔

معرور بن سوید رحمۃ اللہ علیہ:

معرور بن سوید اسدی ہیں۔ بنی سعد بن الحارث بن ثعلبہ بن دودان بن اسد میں سے ہیں۔ یہ حضرت عمرؓ حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ واصل کہتے ہیں ابن سوید ہم سے کہا کرتے تھے۔ میرے بھتیجو! مجھ سے علم حاصل کرو۔ ان سے بہت سی حدیثیں مروی ہیں۔

ہمام بن الحارث رحمۃ اللہ علیہ:

ہمام بن الحارث رحمۃ اللہ علیہ نخعی ہیں۔ حضرت عمرؓ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ حضرت ابی مسعود انصاریؓ حضرت ابی الدرداءؓ

حضرت عدی بن حاتم، حضرت جریر بن عبداللہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں یہ کوفے میں حجاج کی ولایت میں فوت ہوئے۔ یہ یوں دعا مانگا کرتے تھے اے اللہ مجھے نیند سے نئی قوت و توانائی عطا فرما۔ میرا دن اور میرا جاگنا تیری اطاعت میں بسر ہو۔ نماز کی حالت میں کھڑے کھڑے سو جاتے۔ مسجد میں اعتکاف کرتے۔

حارث بن ازمع رحمۃ اللہ علیہ:

حارث بن ازمع رحمۃ اللہ علیہ کا نسب نامہ یہ ہے۔ ابن ابی بشینہ بن عبداللہ بن مر بن مالک بن حرب بن الحارث بن سعد بن عبداللہ بن وداعۃ، ہمدان میں سے ہیں۔ حارث بن الازمع رحمۃ اللہ علیہ اور اس کے بھائی شداد بن الازمع رحمۃ اللہ علیہ کوفے کے شرفاء میں سے تھے۔ انہوں نے حضرت عمرؓ، حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم سے حدیث سنی ہے۔ بہت کم حدیثیں بیان کیا کرتے تھے، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت میں جب کہ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کوفے کے گورنر تھے، ان کا انتقال ہوا۔

اسود بن ہلال رحمۃ اللہ علیہ:

اسود بن ہلال محاربی ہیں۔ محارب بن حصفہ بن قیس بن غیلان بن مضر۔ یہ حضرت عمرؓ، حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔

اور سلیم بن حنظلہ رحمۃ اللہ علیہ:

سلیم رحمۃ اللہ علیہ اسود بن ہلال رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ہجرت کی۔ میں اونٹ پر سوار ہو کر مدینہ میں آیا۔ جب مسجد میں داخل ہوا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ خطبہ دے رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: ''لوگو! حج کرو اور قربانی دو کہ اللہ تعالیٰ قربانی کو دوست رکھتا ہے''۔

انہوں نے کوفے میں، حجاج کے زمانے میں واقعہ دیر جماجم کے بعد وفات پائی۔ سلیم بن حنظلہ بکری ہیں۔ حضرت عمرؓ، حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔

نعمان بن حمید رحمۃ اللہ علیہ:

نعمان بن حمید رحمۃ اللہ علیہ بکری ہیں۔ حضرت عمر اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ یہ سلمان سے روایت کرتے ہیں کہ میں اپنے خالو کے ہمراہ مدائن میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے مصافحہ کیا۔ اور ان کا جھنڈا ازکل کا تھا۔ ان کی کنیت ابوقدامہ ہے یہ بہت کم حدیث بیان کیا کرتے تھے۔

عبداللہ بن عتبہ رحمۃ اللہ علیہ:

عبداللہ بن عتبہ رحمۃ اللہ علیہ، ابن مسعود الہذلی بنی زہرہ بن کلاب کے حلیف ہیں۔ حضرت عمر اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں عبداللہ بن عتبہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا تھا۔ آپ کوفے والوں کے قاضی تھے۔ ابی حصین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے ان کو ریشمی لباس پہنے ہوئے دیکھا۔ یہ حضرت مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کے قاضی تھے اور ثقہ راوی ہیں۔

ابوعطیہ رحمۃ اللہ علیہ الوداعی:

ابوعطیہ الوداعی رحمۃ اللہ علیہ ہمدانی ہیں۔ ان کا نام مالک بن عامر ہے اور وہ ابوحمیرہ ہمدانی ہیں حضرت عمر اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کی ولایت کے زمانے میں کوفے میں وفات پائی۔ ثقہ ہیں۔ بہت سی احادیث ان سے مروی ہیں۔

عامر بن مطر رحمۃ اللہ علیہ:

عامر بن مطر شیبانی ہیں' حضرت عمر' حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ بہت کم حدیث بیان کیا کرتے تھے۔ عبداللہ بن خلیفہ رحمۃ اللہ علیہ طائی ہیں۔ حضرت عمر اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔

عبداللہ بن خلیفہ رحمۃ اللہ علیہ:

یہ عبداللہ بن خلیفہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''نمازِ عصر کا وقت رہتا ہے کہ سوار آسانی سے دو میل سفر طے کر لے اور پیدل چلنے والا ایک میل''۔

عبدالرحمٰن بن یزید رحمۃ اللہ علیہ:

عبدالرحمٰن بن یزید رحمۃ اللہ علیہ' ابن قیس بن عبداللہ بن مالک بن علقمہ بن سلامان بن کہل بن بکر بن عوف بن النخع مذحج سے۔ وہ اسود بن قیس کے بھائی ہیں۔ حضرت عمر اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔

یہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ''ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس موزوں پر مسح کرنے کا مسئلہ پوچھنے آئے۔ آپ اُٹھ کر گئے' پیشاب کیا' پھر وضو کیا اور دونوں موزوں پر مسح کیا۔ ہم نے کہا ہم تو آپ کے پاس موزوں پر مسح کرنے کا مسئلہ پوچھنے آئے تھے۔ آپ نے فرمایا: یہ مسئلہ میں نے تمہیں خود عمل کر کے دکھا دیا اور بتلا دیا ہے۔

یہ اپنی داڑھی رنگا کرتے تھے۔ حسن بن عبیداللہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے عبدالرحمٰن بن یزید کو سیاہ بالوں کا شامی لباس پہنے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔ مسلم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے آپ کو بہت پیچ دار عمامہ اوڑھے ہوئے دیکھا ہے۔ آپ اپنی دستار کے شملے پر نماز پڑھ لیتے تھے۔ سیاہ عمامہ بھی باندھ لیتے' ان کی کنیت ابابکر تھی۔ واقعہ جماجم سے پہلے حجاج کی ولایت میں ان کا انتقال ہوا۔ ثقہ ہیں اور بہت سی احادیث کے راوی ہیں۔

تابعین رحمۃ اللہ علیہ کا وہ طبقہ جو حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما سے روایت کرتا ہے۔

عابس بن ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ:

عابس بن ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ مذحج کے قبیلہ نخعی میں سے ہیں۔ حضرت عمر بن الخطاب اور حضرت بن ابی طالب رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ ثقہ راوی ہیں۔ چند احادیث مروی ہے۔

کلیب بن شہاب رحمۃ اللہ علیہ:

کلیب بن شہاب بنی قضاعہ کے جرمی ہیں۔ وہ ابوعاصم بن کلیب ہیں۔ حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے

ہیں۔ ثقہ ہیں۔ بہت سی احادیث کے راوی ہیں۔ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے ان کو دیکھا ہے کہ (علماء) ان کی حدیث کو حسن اور اس سے حجت لاتے ہیں۔

زید بن صوحان رحمۃ اللہ علیہ

زید بن صوحان رحمۃ اللہ علیہ' ابن حجر بن الحارث بن الہجرس بن صبرۃ بن حدرجان بن عساس بن لیث بن حداد بن ظالم بن ذہل بن عمرو بن ودیعۃ ابن افصی بن عبدالقیس بن افصی بن دعمی بن جدیلہ بن اسد بن ربیعہ ابن نزار۔ صعصہ اس کی ماں اور باپ کا بھائی تھا۔

عبید بن لاحق کا بیان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تھے۔ ایک شخص آیا اور اس نے کہا: جندب اور جندب کیا ہے؟ زید نے خیر کو اس سے قطع کر دیا ہے۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! ہم نے سنا ہے کہ آپ نے رات یہ فرمایا ہے کہ جندب سے خیر کی کوئی امید نہیں' آپ نے فرمایا: دو شخص اس امت میں ہوں گے۔ ان میں سے ایک مارے گا۔ حق و باطل میں تمیز کرے گا اور دوسرا اللہ کی راہ میں اس کے ہاتھ سے مارا جائے گا' پھر دوسرا اس کی پیروی کرے گا۔

اجلح کہتے ہیں کہ جندب کو ولید بن عقبہ کے سامنے ایک ساحر نے قتل کیا اور زید کا ہاتھ کاٹا گیا اور جنگ میں مارا گیا۔

ابراہیم کہتے ہیں کہ زید بن صوحان رحمۃ اللہ علیہ حدیث بیان کر رہے تھے۔ ایک اعرابی نے کہا: مجھے تیرا حدیث بیان کرنا بڑا عجیب معلوم ہوتا ہے' تیرا ہاتھ مجھے خاک آلود نظر آتا ہے۔ اس نے کہا کہ کیا تو بایاں ہاتھ نہیں دیکھتا۔ اس نے کہا خدا کی قسم مجھے یہ معلوم نہیں کہ تیرا داہنا ہاتھ کٹے گا یا بایاں۔ زید نے کہا: اللہ نے سچ فرمایا ہے:

﴿ اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ کُفْرًا وَّ نِفَاقًا وَّ اَجْدَرُ اَلَّا یَعْلَمُوْا حُدُوْدَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ ﴾ (سورۃ التوبۃ پارہ: ۱۱)

''دیہاتی کفر و نفاق میں بڑے سخت ہیں اور وہ اسی کے زیادہ لائق ہیں کہ اس کی حدود کو نہ جانیں' جو اللہ نے اپنے رسول پر اتارا''۔

اعمش رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ زید کا ہاتھ جنگ نہاوند میں کاٹا گیا۔

ابو الہذیل رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اہل کوفہ کا ایک وفد آیا' ان میں زید بن صوحان رحمۃ اللہ علیہ بھی تھا۔ اس کو شام کا ایک شخص اپنی مدد کے لیے لایا تھا۔ حضرت عمر رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو مخاطب کر کے فرمایا: اے اہل کوفہ تم مسلمانوں کا خزانہ ہو۔ اگر تم اہل بصرہ کے لیے مدد مانگتے ہو میں ان کی مدد کروں گا اور اہل شام کے لیے مدد مانگتے ہو تو ان کی بھی مدد کروں گا زید کے لیے کہا کہ اس کے لیے ایسا سلوک کرو اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو میں تمہیں سزا دوں گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے زید بن صوحان رحمۃ اللہ علیہ کو اور اس کے ساتھ وہ سلوک کیا جو وہ اپنے معزز ساتھیوں کے ساتھ کیا کرتے تھے اور پھر لوگوں سے متوجہ ہو کر فرمایا کہ اس کے اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ یہی سلوک کرو۔

ابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ وہ ایک لشکر میں تھے جس کی سپہ سالاری حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کر رہے تھے۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے حکم سے زید بن صوحان رحمۃ اللہ علیہ لشکر کی امامت کرتے تھے۔ آپ جمعہ کے دن زید بن صوحان رحمۃ اللہ علیہ سے کہتے کہ کھڑے ہو کر لوگوں کو وعظ و نصیحت کرو۔

حمید بن ہلال سے روایت ہے کہ زید بن صوحان رحمۃ اللہ علیہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے سامنے کھڑے ہوئے اور کہا: ''اے امیر المومنین! آپ امت کی طرف مائل ہوں۔ امت آپ کی طرف مائل ہوگی۔ آپ امت کے ساتھ عدل وانصاف کریں۔ امت آپ کے ساتھ انصاف کرے گی'' یہ تین مرتبہ کہا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تم میرا حکم سنو گے اور اطاعت کرو گے؟ کہا ہاں' فرمایا: تو شام میں چلے جاؤ۔ وہ اسی وقت اہل شام کی طرف آ ملے۔ وہ اور اس کے ساتھی امیر کی اطاعت کو اس کا حق سمجھتے تھے۔

غیلان بن جریر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ زید بن صوحان رحمۃ اللہ علیہ کو جنگ جمل کے دن میدانِ جنگ سے زخمی حالت میں لایا گیا۔ اس کے ساتھی اس کے پاس آئے اور انہوں نے کہا کہ کیا آپ کو ابوسلمان نے جنت کی بشارت دی تھی؟ کہا' تم کہتے ہو اس بات پر قدرت رکھتے ہو اور دوزخ کی آگ میں جانے کی بھی ہمت رکھتے ہو۔ تم کچھ نہیں جانتے کہ مرنے کے بعد تم جنت میں جاؤ گے یا دوزخ میں۔ ہم تو اتنا جانتے ہیں کہ ہم نے لوگوں سے ان کی آبادیوں میں جہاد کیا اور ہم نے ان کے امیر کو قتل کیا۔ افسوس ہے ہم پر ظلم کیا گیا اور ہم نے صبر کیا۔

پھر نصیحت کی کہ میرے ازار کو باندھ دینا۔ میرے جسم کو خون سے نہ دھونا۔ غسل نہ دینا' میرے جسم سے کپڑے نہ اتارنا۔ ہاں موزے اتار دینا۔ اور مجھے رات کی تاریکی میں دفنانا' میں قیامت کے دن اپنے رب سے فریاد کروں گا۔ ایک روایت میں ہے کہ یہ بھی وصیت کی میرے ساتھ میرا قرآن بھی دفن کر دینا۔ ثقہ ہیں۔ بہت کم روایت کرتے ہیں۔

عبداللہ بن شداد رحمۃ اللہ علیہ:

ابن الہاد اللیثی۔ حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ یہ حمزہ کی بیٹی کے بھائی ہیں۔ ام عبداللہ بن شداد بن الہاد سلمی بنت عمیس' الخثعمیہ' رخت اسماء بنتِ عمیس حمزہ بن عبدالمطلب کے پاس تھیں۔ اس سے بنت عمارہ پیدا ہوئی۔ جب حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ جنگ اُحد میں شہید ہو گئے۔ تو یہ شداد بن الہاد رحمۃ اللہ علیہ کے نکاح میں آئیں۔ اس سے عبداللہ بن شداد رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے۔ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اصحاب میں سے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کرتے ہیں۔

یہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آواز سنی ہے۔ میں جماعت کی آخری صف میں تھا۔ آپ سورۂ یوسف کی قرأت کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ آیت اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ تک پہنچے۔ یہ یوم دجیل میں قتل کیے گئے۔ شیعہ تھے۔ ثقہ فقیہہ ہیں۔ ان سے بہت سی احادیث مروی ہیں۔

ربعی بن حراش رحمۃ اللہ علیہ اور عبایہ بن ربعی رحمۃ اللہ علیہ:

ابن جحش بن عمر بن عبداللہ بن بجاد بن عبد بن مالک بن غالب ابن قطیعہ بن عبس بن بغیض بن ریث بن غطفان بن سعد بن قیس بن عیلان بن مضر۔

محمد بن السائب اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام قبول کرنے کا دعوت نامہ حراش بن جحش کو بھیجا' اس نے آپ کے مکتوبِ گرامی کو پھاڑ کر پھینک دیا۔ یہی کہتے ہیں کہ یہ ربعی بن حراش رحمۃ اللہ علیہ حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔

حجاج کا بیان ہے کہ میں نے شعبہ رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا' کیا ربعیؒ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پایا ہے؟ کہا ہاں وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں مگر یہ نہیں کہتے کہ "میں نے ان سے ایسا سنا ہے"۔

انہوں نے حجاج کی ولایت میں واقعہ جماجم کے بعد وفات پائی۔ کوئی اولاد نہیں چھوڑی البتہ ان کا ایک بھائی مسعود ابن حراش ان کے بعد باقی رہا۔ وہ بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتا ہے۔ ابونعیم کی روایت یہ ہے کہ ربعیؒ نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی خلافت میں وفات پائی۔ یہ ۱۰۱ھ تھا۔ ثقہ ہیں۔ بہت سی احادیث کے راوی ہیں۔ عبایہ بن ربعیؒ، اسدی ہیں۔ حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں' اور بہت کم احادیث بیان کرتے ہیں۔

وہب بن الاجدع رحمۃ اللہ علیہ:

وہب بن الاجدع' ہمدانی ہیں اور پھر خارفی۔ حدیث حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سنی ہے کہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "جب کوئی آدمی حج کرنے آئے تو اس کو چاہیے کہ بیت اللہ کا سات مرتبہ طواف کرے"' یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کرتے ہیں۔ بہت کم احادیث بیان کیا کرتے تھے۔

نعیم بن دجاجہ رحمۃ اللہ علیہ:

نعیم رحمۃ اللہ علیہ اسدی ہیں' حضرت عمرؓ' حضرت علیؓ اور حضرت ابی مسعود انصاری رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں' بہت کم حدیثیں بیان کیا کرتے تھے۔

شریح بن ہانی رحمۃ اللہ علیہ:

شریح بن ہانی' ابن یزید بن نہیک بن درید بن سفیان بن الضباب بن بنی الحارث ابن کعب' یہ حضرت عمرؓ' حضرت علیؓ اور حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت عائشہ سے روایت کرتے ہیں۔

قاسم بن مخیمرہ کہتے ہیں کہ مجھ سے شریح بن ہانی الحارثی نے کہا: "میں نے کسی حارثی کو اس سے افضل نہیں دیکھا۔ وہ کہتے ہیں کہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ شریح حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں سے تھے۔ ان کے ہمراہ ہو کر جنگیں لڑیں اور ان کے ساتھ حالات کا مقابلہ کیا۔ انہوں نے بڑی عمر پائی۔ بجستان میں عبیداللہ بن بکرۃ کے ہمراہ قتل کیے گئے۔ ثقہ ہیں۔ کئی حدیثوں کے راوی ہیں۔

ابوخالد رحمۃ اللہ علیہ الوالبی رحمۃ اللہ علیہ:

ابوخالد بنی اسد بن خزیمۃ میں سے ہیں۔ حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ یہ ابوخالد الوالبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں ایک وفد میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا۔ میرے ساتھ میری بیوی بھی تھی' میں وہاں ٹھہرا اور بلند آواز سے قرآن پڑھا۔ یہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خیر مقدم کرنے نکلے تا کہ ان کو عزت واحتشام کے ساتھ لائیں۔ آپ نے ہمیں دیکھ کر فرمایا: کیا وجہ ہے کہ میں تمہیں مخموم دیکھ رہا ہوں۔

ابوالاسود بن قیس العبدی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ صلح حیرۃ میں شامل ہوئے۔ جمعہ کے بارے میں حضرت

عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کرتے ہیں۔

مستظل بن حصین رحمۃ اللہ علیہ:

مستظل بن حصینؒ ازد کے بارقی قبیلہ میں سے ہیں۔ حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔

شبیب بن غرقدہ کہتے ہیں کہ مجھ سے مستظل بن حصین رحمۃ اللہ علیہ بارقی ازدی نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا ہے "رب کعبہ کی قسم میں جانتا ہوں کہ عرب کب ہلاک ہوں گے (یعنی کمزور اور ذلیل وخوار ہوں گے) جب ان کی سیاست وحکومت ایسے لوگوں کے ہاتھ آ جائے گی جو رسول اللہ کے صحابی نہ ہوں گے اور جاہلیت کی روک تھام نہیں کریں گے۔

یہی مستظل کہتے ہیں کہ ہم میں ایک شخص کا انتقال ہو گیا۔ ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر دی اور ان کا انتظار کیا۔ مگر آپ نہ آئے۔ آخر ہم نے اس کی نماز پڑھی اور اسے دفنا دیا۔ اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی آ گئے اور اس کی قبر کے سامنے کھڑے ہو کر اس کے لیے دعا کی۔ یہ ثقہ ہیں اور بہت کم حدیث روایت کرتے ہیں۔

قیس بن خارفی رحمۃ اللہ علیہ:

قیس بن خارفی ہمدانی ہیں۔ حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ ابو اسحاق قیس سے ہی روایت کرتے ہیں کہ وہ خارفیین کے سردار تھے۔ کہتے ہیں میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ اور میں نے عرض کیا' میرے اہل وعیال ہجرت کرنا چاہتے ہیں' سو آپ نے ابن ابی ربیعہ کو لکھ دیا کہ ان کے لیے سامان سفر فراہم کرے۔ اس نے ایسا ہی کیا۔

کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو منبر پر یہ کہتے سنا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا: ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی۔ تیسرے نمبر پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے۔ پھر ہمارا زمانہ آیا تو فتنے اٹھ کھڑے ہوئے۔ پس جو اللہ کو منظور ہے وہی ہوگا۔

زیاد بن حدیر رحمۃ اللہ علیہ:

اسدی ہیں۔ بنی مالک میں سے ایک ہیں۔ ابن مالک بن ثعلبہ بن دودان بن اسد بن خزیمہ۔ یہ حضرت عمر' حضرت علی اور طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔

ابراہیم بن مہاجر کہتے ہیں کہ میں نے زیاد بن حدیر رحمۃ اللہ علیہ کو یہ کہتے سنا ہے کہ "اسلام میں سب سے پہلا شخص ہوں جس نے عشر (پیداوار کا دسواں حصہ) نکالا۔

کہتے ہیں کہ زیاد بن حدیر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پیچھے کوفے میں اپنا ایک لڑکا ابوحوالہ چھوڑا جو قاری تھا اور کوفے کی جامع مسجد کا امام۔

تابعین رحمہم اللہ کا وہ طبقہ جو صرف حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتا ہے مگر حضرت علی اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت نہیں کرتا۔

سلمان بن ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن یزید بن عمرو بن سہم بن ثعلبہ بن غنم بن قتیبہ بن معن ابن مالک بن اعصر۔ اور وہ منبہ بن سعد بن قیس بن عیلان بن مضر۔ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ ان کو آپ نے کوفے کا قاضی بنایا تھا۔

شعبی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ سلمان بن ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ کو کوفے کی قضا کے لیے بھیجا گیا۔ کہتے ہیں کہ میں صرف چالیس دن عہدۂ قضاء پر متمکن رہا۔

کہتے ہیں کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں سلمان بن ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ نے لنجر کا جہاد بھی کیا تھا۔ سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کی ولایت میں اور اسی میں شہید ہوئے۔ ثقہ ہیں۔ بہت کم روایت کرتے تھے۔

قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ:

نام و نسب: شریح نام' ابو امیہ کنیت' نسب نامہ یہ ہے۔ شریح بن حارث بن قیس بن الجہم ابن معاویہ بن عامر بن رائش بن حارث بن معاویہ بن ثور بن مرتع بن کندہ کندی یہ نسلاً عرب نہ تھے بلکہ عجم کے ان خانوادوں میں سے تھے جو کندہ کے حلیف بن کر یمن میں آباد ہو گئے تھے۔ ان میں سے سوائے شریح رحمۃ اللہ علیہ کے کوفے میں اور کوئی نہیں آیا۔ ابراہیم کا بیان ہے کہ شریح رحمۃ اللہ علیہ شاعر بھی تھے۔ میں نے یزید بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے سنا ہے کہ شریح رحمۃ اللہ علیہ بڑے باکمال شاعر اور قاضی تھے۔ دکین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں' میں نے سفیان رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے سنا ہے کہ شریح رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا آپ کن میں سے ہیں؟ کہا میں اہل یمن کندہ میں سے ہوں۔

بزبان خود اپنا تعارف:

یہ حدیث وفقہ کے ماہر اور بصرہ کے ممتاز حفاظ حدیث میں سے تھے' علاوہ ازیں قیافہ شناس اور باکمال شاعر بھی تھے۔ یہ تاریخ اسلام کے نہایت ممتاز و مشہور قاضی ہیں۔ عطاء بن السائب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک دیہاتی عرب آیا اور پوچھا آپ کن میں سے ہیں۔ فرمایا میں ان میں سے ہوں جن پر اللہ نے اسلام کی توفیق دے کر احسان عظیم فرمایا: وہ اعرابی یہ کہتا ہوا چلا گیا خدا کی قسم میں نے آپ جیسا قاضی نہیں دیکھا۔

شعبی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ایک شخص آیا۔ اور کہا مجھے کون قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچاتا ہے؟ ہم نے کہا کہ دیکھ یہ قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ ہیں ان سے ملو۔ ان کے پاس جا کر اس نے پوچھا۔ اے ابو عبداللہ آپ کس قبیلے اور خاندان سے تعلق رکھتے ہیں؟ فرمایا میں ان لوگوں میں سے ہوں جن کو اللہ تعالیٰ نے اسلام کی توفیق دے کر احسان عظیم فرمایا ہے۔ ویسے میں قبیلہ کندہ میں سے ہوں۔ وہ لوٹ کر ہمارے پاس آیا اور کہا' اللہ آپ لوگوں پر رحم کرے۔ آپ نے مجھے ایک عجیب شخص کے پاس بھیجا۔ ہم نے کہا اس نے تم سے کیا کہا؟ اس نے جواب دیا۔ اس نے کہا میں ان لوگوں میں سے ہوں جن کو اللہ نے اسلام قبول کرنے کی توفیق دی۔ اور ویسے میں قبیلہ کندہ میں سے ہوں۔ ہم نے کہا' کہ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اسلام کی توفیق بخشی ہے ان پر ایمان و تقویٰ کا بھاری بوجھ ڈال دیا ہے۔ اس شخص کی یہی مراد تھی۔

علمی مقام:

عہدۂ قضاء پر تقرر سے پہلے ان کے تفقہ فی الدین' علم و ذکاوت عدل گستری اور جرأت و بیباکی کی دھوم مچی ہوئی تھی۔ ان کی قابلیت و صلاحیت مسلم ہو چکی تھی کہ یہ متنازعہ فیہ معاملات میں فیصلہ کرنے میں حیرت انگیز کمال رکھتے ہیں۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی ان کی اس استعداد و صلاحیت سے اچھی طرح واقف ہو گئے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے ان کو کوفے کا قاضی بنایا۔

عہدۂ قضاء پر تقرر کا واقعہ:

اس تقرر کا واقعہ یہ ہوا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک شخص سے بشرط پسندیدگی ایک گھوڑا خریدا اور اس کا امتحان کرنے کے لیے ایک سوار کو دے دیا۔ گھوڑا سواری میں چوٹ کھا کر زخمی ہو گیا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ یہ واپس ہو جائے تو اچھا ہے گھوڑے والے سے کہا کہ اپنا یہ گھوڑا واپس لے لے۔ مالک نے لینے سے انکار کر دیا' اور نزاعی صورت پیدا ہو گئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آؤ ہم تم دونوں کسی کو اپنا حکم بنا کر فیصلہ کرا لیں' اور شریح رحمۃ اللہ علیہ کو ثالث بنا لیا گیا۔ شریح رحمۃ اللہ علیہ نے فیصلہ کیا کہ اے امیر المومنین! یا تو آپ گھوڑے کو اسی حالت میں مالک کو واپس دیں جس صورت میں آپ نے اس سے لیا تھا۔ اگر مالک سے اجازت لے کر سواری کرائی گئی تھی تو گھوڑا واپس کیا جا سکتا ہے ورنہ نہیں۔ اس فیصلہ پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کو کوفے کا قاضی بنا دیا۔ اور فرمایا کہ یہ پہلا دن ہے کہ میں نے شریح رحمۃ اللہ علیہ کو پہچانا۔

جھوٹی گواہی کا سدباب:

قاضی صاحب کا سب سے مقدم فرض یہ ہے کہ وہ سچائی پر خود بھی قائم رہے اور دوسروں کو بھی قائم رکھے' فیصلہ کرنے میں کسی خارجی یا داخلی دباؤ میں نہ آئے۔ باپ بیٹے اور بیوی تک کی پرواہ نہ کرے اور کسی حال میں بھی حق وانصاف کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑے۔ قدرت فیاضہ نے یہی وصف وکمال قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ کو عطا فرمایا تھا۔

تنازعات ومقدمات کو جو چیز خراب کرتی ہے وہ جھوٹی شہادتیں ہیں اور دوسری چیز قاضی کا کسی کے دباؤ یا اثر میں آ جانا۔ شریح رحمۃ اللہ علیہ نے حتی الامکان دونوں کا انسداد کر کے دنیا والوں کے سامنے حق وانصاف کا ایک اعلیٰ نمونہ رکھ دیا۔ چنانچہ ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ شریح رحمۃ اللہ علیہ کو جب ثبوت کے گواہ مشکوک نظر آتے۔ مگر ان کی ظاہری صداقت پر کوئی گرفت بھی نہ ہو سکتی تو وہ پہلے گواہوں سے کہتے کہ دیکھو میں نے تم کو طلب نہیں کیا ہے۔ اگر تم واپس جانا چاہو تو جا سکتے ہو۔ میں تمہیں نہیں روکوں گا۔ تمہاری شہادت پر اس مقدمے کا فیصلہ ہو گا تمہاری شہادت سے میں بری الذمہ ہو جاتا ہوں۔ اگر کوئی غلط فیصلہ ہو گیا تو بس تم کو خدا کے سامنے اس کی جوابدہی کرنی ہو گی۔ اگر اس طرح سمجھانے پر بھی کوئی گواہ اپنی شہادت پر قائم رہتا تو اس شہادت کی بنا پر مقدمے کا فیصلہ کر دیتے۔

بعض اوقات یہ بھی کہہ دیتے کہ بخدا میں تیرا فیصلہ کر دوں گا' باوجود اس کے کہ میری رائے میں تو ظالم نظر آتا ہے۔ لیکن پھر بھی میں اپنے ظن وگمان پر فیصلہ نہ کروں گا۔ میں تو گواہوں کی شہادت پر فیصلہ کروں گا۔ میرے فیصلے سے تیرے لیے کوئی ایسی چیز حلال نہیں ہو سکتی جس کو اللہ نے حرام کر دیا ہو۔

خفیہ تحقیقات کا اہتمام:

بختری کہتے ہیں کہ وہ شریح رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے اور کہا کہ اس مقدمے میں آپ نے کب فیصلہ کیا ہے' آپ نے فرمایا: لوگوں نے جیسی گواہی دی اسی کے مطابق میں نے فیصلہ کر دیا۔ مطلب یہ کہ ''شریح'' سے پہلے اسلامی عدالت میں خفیہ تحقیقات کا طریقہ رائج نہ تھا۔ سب سے پہلے قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ نے اسے جاری کیا۔ چونکہ یہ ایک نئی بات تھی اس لیے لوگوں نے اس پر اعتراض کیا کہ آپ نے تحقیقات کا یہ طریقہ کیوں جاری کیا؟ انہوں نے جواب دیا کہ جب لوگوں نے نئی نئی باتیں جاری کر دیں تو میں نے بھی نیا

طریقہ جاری کر دیا۔ لوگوں نے حق پوشی اور جرائم کی نئی نئی صورتیں پیدا کر لیں تو میں نے بھی تحقیقات کی نئی صورت اختیار کر لی۔

ابراہیم کہتے ہیں کہ شریح رحمۃ اللہ علیہ ثبوت کو قسم سے زیادہ اہم سمجھتے تھے۔ اور تنہا حلف کو زیادہ اہمیت نہ دیتے تھے۔ بلکہ ثبوت کے ساتھ قسم لیتے تھے۔

مقدمے کا فیصلہ کر دینے کے بعد بھی اگر فریقین کچھ کہنا چاہتے تو انہیں اس کا موقعہ دیتے احنف کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں شریح رحمۃ اللہ علیہ کی عدالت میں گیا۔ انہوں نے ایک شخص کے خلاف فیصلہ کر دیا' اس نے کہا ابھی جلدی نہ کیجئے۔ میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ شریح نے اسے اس کا موقعہ دیا۔ جب وہ کہہ چکا تو کہا کیا میں تمہیں چھوڑ دوں۔ تم نے بہت فضول باتیں کیں۔ تم نے جو کچھ کہا ہے اس پر ثبوت پیش کرو۔

فیصلہ کرنے میں احتیاط اور سرعت:

آج دنیا میں انصاف حاصل کرنے میں جتنی بھی دقتیں' رکاوٹیں اور تکلیفیں پیش آ رہی ہیں' سب جانتے ہیں۔ مسلمانوں کو قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ پر فخر ہے کہ انہوں نے حتی الامکان اپنے دور قضاء میں ان کو دور کرنے کی کوشش کی۔ مقدمات کے فیصلوں میں تاخیر سے فریقین پر جو کچھ گزرتی ہے اس سے کون واقف نہیں۔ مگر ذرا اسلام کے قاضی کو دیکھیے۔ ذکوان کہتے ہیں کہ جس روز آندھی اور بارش ہوتی تو وہ مقدمات کا فیصلہ اپنے گھر پر ہی کیا کرتے تھے (یعنی فیصلے میں تاخیر کو روا نہ رکھتے تھے)۔

ایک مرتبہ ان کے دو لڑکوں نے ایک مقدمہ کے سلسلے میں کچھ پوچھا' انہوں نے جواب دیا کہ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں تم کو تمہارے فریق پر بھڑکاؤں (یہ ہے غیر جانبداری اور انصاف پسندی کہ اپنے لڑکوں کا بھی خیال نہ کیا)۔

بیٹے کے خلاف فیصلہ:

قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ نے عدل گستری کے وہ اعلیٰ نمونے دنیا والوں کے لیے چھوڑے ہیں' جو اپنی نظیر آپ ہیں۔ عامر کا بیان ہے کہ ان کے ایک لڑکے اور بعض دوسرے اشخاص کے درمیان کسی حق کے بارے میں تنازعہ تھا۔ لڑکے نے تمام حالات و واقعات بتا کر پوچھا کہ اگر میرا حق نکلتا ہو اور مقدمے میں کامیابی کی امید ہو تو میں دعویٰ کر دوں ورنہ خاموش رہوں۔ شریح رحمۃ اللہ علیہ نے مقدمے کی نوعیت پر غور کر کے دعویٰ کر دینے کا مشورہ دیا۔ لیکن جب مقدمہ ان کے سامنے پیش ہوا تو لڑکے کے خلاف فیصلہ کر دیا۔ جب فیصلہ دے کر وہ گھر آئے تو لڑکے نے کہا' ابا جان آپ نے یہ کیا کیا؟ اگر میں نے آپ سے پہلے مشورہ نہ کر لیا ہوتا اور آپ میرے خلاف فیصلہ کر دیتے تو مجھے کوئی شکایت نہ ہوتی۔ لیکن مشورہ دینے کے بعد آپ نے مجھے ذلیل کیا۔ شریح رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: جان پدر! تو مجھے ان جیسے روئے زمین کے تمام انسانوں سے زیادہ عزیز ہے لیکن خدا مجھے تجھ سے بھی زیادہ عزیز ہے۔ جب تو نے مجھ سے مشورہ کیا تو مجھے حقیقت کا علم نہ تھا۔ مگر مقدمہ دیکھنے کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ حق ان لوگوں کا ہے۔ اگر میں تجھ سے اس وقت ظاہر کر دیتا تو تو ان سے صلح کر لیتا اور ان لوگوں کا حق ضائع ہو جاتا۔ (اللہ اکبر! یہ ہے تقویٰ اور اسلامی سیرت و کردار۔ باپ ہو تو ایسا حق پرست اور بیٹا ہو تو ایسا فرماں بردار کہ باپ کی بات سن کر سر تسلیم خم کر دیا)۔

جابر بن عامر کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ان کے ایک لڑکے نے ایک ملزم کی ضمانت دی۔ وہ ملزم بھاگ گیا۔ شریح رحمۃ اللہ علیہ نے اس

کے بدلے میں اپنے لڑکے کو قید کر دیا۔ قید خانے میں اس کو کھانا بھیجا کرتے تھے۔

واصل مولیٰ ابن عیینہ کہتے ہیں کہ شریح رحمۃ اللہ علیہ کی مہر پر نقش تھا ''مہر ظن سے بہتر ہے''۔

غیر جانبدارانہ فیصلہ کی ایک مثال:

ابراہیم کا بیان ہے کہ شریح رحمۃ اللہ علیہ جب گھر سے عدالت کو جانے لگتے' تو یہ کلمات کہتے ''عنقریب ظالم اس حصے کو جان لے گا جو اس نے کم کیا ہے اور ظالم کو سزا کا اور مظلوم کو مدد کا انتظار کرنا چاہیے''۔ بھوک اور غصے کی حالت میں مقدمہ کی سماعت نہ کرتے بلکہ عدالت سے اٹھ جاتے تھے۔

سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ان کے ایک ہم خاندان نے ایک شخص پر کوئی ظلم کیا' شریح رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو ایک ستون سے بندھوا دیا۔ جب وہ فیصلہ کر کے اٹھے تو اس شخص نے کچھ کہنا چاہا' آپ نے فرمایا کہ کچھ کہنے سننے کی ضرورت نہیں۔ اس لیے کہ میں نے تم کو قید نہیں کیا ہے بلکہ حق نے تم کو قید کیا ہے۔

ابوحصین کہتے ہیں کہ شریح رحمۃ اللہ علیہ کی عدالت میں دو شخصوں کا مقدمہ آیا۔ آپ نے ان میں سے ایک کے خلاف مقدمہ فیصل کر دیا۔ اس نے کہا میں جانتا ہوں آپ نے یہ فیصلہ کیوں کیا ہے (یہ در پردہ رشوت کا الزام تھا) قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیث سنائی کہ رشوت دینے اور لینے والے اور جھوٹے پر اللہ لعنت کرتا ہے'' (آپ ہمیشہ رشوت سے محفوظ رہے) محمد کا بیان ہے کہ ایک مقدمے میں ایک مدعی نے اپنے فریق سے قسم لی اور قسم لینے کے بعد اس کے خلاف ثبوت پیش کیا۔ آپ نے کہا عادل ثبوت جھوٹی قسم سے زیادہ بہتر ہے۔

آپ گواہوں کی گواہی دینے سے قبل ہر طرح اس کی ذمہ داری کو سمجھا دیتے تھے اور اس کو حق وانصاف کی گواہی پر ابھارتے تھے۔

وہ خود اپنے فیصلے کے خلاف اپیل سننے کے لیے تیار رہتے تھے چنانچہ کہا کرتے تھے ''جو شخص میرے فیصلے کے خلاف دعویٰ کرے تو میرا فیصلہ اس وقت تک قائم رہے گا جب تک مدعی اپنے دعوے کو ثابت کر دے۔ حق بہر حال میرے فیصلے کے مقابلے میں زیادہ حق ہے۔

قریبی عزیز کی گواہی نا قابل اعتبار:

ابن ابی شیبہ کا بیان ہے کہ قاضی شریح نے عزیز کے مقابلے میں عزیز کی شہادت کو ناقابل اعتبار قرار دیا تھا۔ یہ قانون بنا دیا تھا کہ لڑکے کی شہادت باپ کے متعلق باپ کی شہادت لڑکے کے متعلق' بیوی کی شہادت شوہر کے متعلق' شوہر کی شہادت بیوی کے متعلق' آقا کی شہادت غلام کے متعلق اور غلام کی شہادت آقا کے متعلق اور اجیر کی شہادت اس شخص کے متعلق جس نے اس اجرت پر کسی کام کے لیے رکھا ہو' قبول نہیں کی جا سکتی مخالف کی' شریک کی اور متردد شخص کی گواہی بھی جائز نہیں (الغرض شہادت کے قانون کو انہوں نے اتنا بے لاگ اور حق نواز بنا دیا تھا کہ امکانی حد تک جھوٹی گواہی کا پورا پورا انسداد کر دیا)۔

ایک مرتبہ ان کی عدالت میں ایک گواہ کو جس کا نام ربیعہ تھا پکارا گیا اس نے کوئی جواب نہ دیا' پکارنے والے نے دوبارہ جھلا کر اس کو کافر کہہ کر پکارا۔ اس خطاب پر وہ بول اٹھا شریح رحمۃ اللہ علیہ نے اسے کہا تم نے خود کفر کا اقرار کر لیا ہے اس لیے تمہاری شہادت

قابل قبول نہیں۔

شرعی فیصلہ کے مقابلہ میں خاندانی رواج کی حیثیت:

مجھ سے اگر کوئی اہل علم یہ پوچھے کہ قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ کی فضیلت وعظمت اور کمال کیا تھا تو میں عرض کروں کہ قاضی صاحب نے مسلمانوں کو یہ سبق دیا اور خود بھی عمل کر کے بتلایا اور دکھایا ہے کہ اسلام اللہ تعالیٰ کے احکام کی اطاعت وفرمانبرداری کا نام ہے' مسلمانوں کو اپنی خواہشات وجذبات' خاندانی رسم ورواج اور انسانوں کے بنائے ہوئے ظالمانہ قوانین کے مقابلے میں صرف اللہ کے بھیجے ہوئے قانون شریعت کی پیروی کرنی چاہیے اور صرف اسلامی قانون کے ذریعہ ہی دنیا میں حقیقی امن وعدل قائم ہوسکتا ہے۔ اس سے ہٹ کر وہ قیامت تک بھی اپنے باطل نظریوں' باطل نظاموں اور باطل قوانین کے ذریعہ امن وعدل قائم نہیں کر سکتے۔ یہ ہے قاضی صاحب کی فضیلت وعظمت۔ مترجم

یہی وجہ ہے کہ آپ مقدمات میں خاندانی رواج کو قبول نہیں کیا کرتے تھے۔ محمد کہتے ہیں کہ چند غزالوں نے ایک مقدمہ دائر کیا۔ ان میں سے بعض نے کہا کہ اس معاملے میں ہمارا خاندانی رواج یہ رہا ہے۔ قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تمہارے خاندانی رواج تمہارے گھر تک ہیں۔

قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ ثبوت کے ساتھ قسم لیتے تھے۔ ایک مقدمے میں ایک مدعی نے اپنے فریق سے قسم لی' قسم لینے کے بعد اس کے خلاف ثبوت پیش کیا۔ شریح رحمۃ اللہ علیہ نے کہا۔ عادل ثبوت جھوٹی قسم سے زیادہ بہتر ہے۔

عجیب مقدمہ کا دلچسپ فیصلہ:

یہ تو آپ معلوم کر ہی چکے ہیں کہ قاضی شریح کو شاعری میں بھی کمال حاصل تھا۔ ایک ایسا انوکھا مقدمہ جس میں مدعی نے نظم میں بات کی اور اس کو قاضی کی طرف سے نظم میں ہی جواب ملا۔ ملاحظہ فرمایئے۔

ایک عورت کا ایک لڑکا تھا۔ اس نے شوہر کی وفات کے بعد دوسری شادی کر لی۔ اس عورت کا دعویٰ یہ تھا کہ لڑکے کی ولایت و سرپرستی میرے ذمہ ہے اس کی ساس نے قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ کی عدالت میں یہ دعویٰ دائر کر دیا کہ لڑکے کی ولی میں ہوں کیونکہ میں اس کے باپ کی ماں ہوں۔ ساس نے اپنا یہ مقدمہ نظم میں پیش کیا۔

(۱) اَبَا اُمَيَّةَ اَتَيْنَاكَ وَاَنْتَ الْمَرْءُ نَاتِيَهْ

(۲) اَتَاكَ اِبْنِيْ وَاُمَّاهُ وَكِلْتَانَا نُفَدِّيْهِ

تَزَوَّجَتِ فَهَاتِيَهْ وَلَا يَذْهَبُ بِكَ التِّيْهُ

(۳) فَلَوْ كُنْتِ تَأَيَّمْتِ لَمَا نَازَعْتِنِيْ فِيْهِ

(۴) اَلَا يَا اَيُّهَا الْقَاضِيْ هٰذِهٖ قِصَّتِيْ فِيْهِ

''(۲،۱) اے ابوامیہ ہم آپ کے پاس انصاف حاصل کرنے آئے ہیں' میرا پوتا اور اس کی ماں تیرے پاس آئے ہیں۔ ہم دونوں اس پر فدا ہیں (۳) (بہو سے خطاب کر کے) جب تم نے دوسری شادی کر لی تو لڑکا مجھے دے دو زبردستی نہ

کرو۔ بیوہ ہو جانے کے بعد تم اس کے بارے میں مجھ سے کیوں جھگڑا کرتی ہو۔ (۴) قاضی سے خطاب کرتے ہوئے۔ قاضی صاحب ہم دونوں کا لڑکے کے بارے میں یہ قصہ اور مقدمہ ہے''۔

عرب کی زبان دانی اور شاعری کی داد دیجئے کہ بہو نے بھی ساس کے دعویٰ کا جواب نظم میں ہی دیا۔

اَلَا یَاأَیُّهَا الْقَاضِیْ قَدْ قَالَتْ لَکَ الْجَدَّهْ
وَقَوْلاً فَاسْتَمِعْ مِنِّیْ وَلَا تُبْطِرْنِیْ رَدَّهْ
اَعِزِّیْ النَّفْسَ عَنْ اِبْنِیْ وَکَبِدِیْ حَمِلَتْ کَبِدَهْ
فَلَمَّا کَانَ فِیْ حُجْرِیْ یَتِیْمًا ضَائِعًا وَحْدَهْ
تَزَوَّجْتُ رَجَاءَ الْخَیْه مَنْ یَکْفِیْنِیْ فَقْدَهْ
وَمَنْ یُّظْهِرْلِیْ وَدَّهْ وَمَنْ یَکْفُلُ لِیْ رِفْدَه

''قاضی صاحب! آپ نے دادی کا بیان سن لیا۔ جو کچھ اس نے کہا اب میری بات بھی سن لیجئے اور اس کو رد نہ کیجئے۔ میں اپنے دل کو اپنے لڑکے سے تقویت اور تسلی دیتی ہوں۔ میں نے ہمیشہ اس کو کلیجہ سے لگا کر رکھا ہے۔ مجھ بیوہ کی گود میں تنہائی کی وجہ سے اس یتیم کے ضائع ہو جانے کا خطرہ تھا سو میں نے اس کی بھلائی اور نگہداشت کی خاطر ایسے شخص سے شادی کر لی جو اس کو ضائع نہ ہونے دے اور اس کی کفالت کر سکے''۔

چونکہ ساس بہو دونوں نے نظم میں اپنا مقدمہ پیش کیا تھا۔ اس لیے قاضی صاحب نے بھی نظم میں ہی اس کا فیصلہ سنایا۔

قَدْفَهِمَ الْقَاضِیْ مَا قُلْتُمَا وَقَضٰی بَیْنَکُمَا ثُمَّ فَصَلْ
بِقَضَاءٍ بَیِّنٍ بَیْنَکُمَا وَعَلَی الْقَاضِیْ جَهْدٌ اِنْ عَقَلْ
قَالَ لِلْجَدَّة بَیْنِیْ یَا الصَّبِیِّ وَخُذِیْ اِبْنَکِ مِنْ ذَابِ الْعِلَلْ

''تم دونوں نے جو کہا قاضی نے اُسے اچھی طرح سمجھ لیا اور تم دونوں کے درمیان ایک فیصلہ کر دیا۔ فیصلہ بھی ظاہر' اگر قاضی سمجھ دار ہے تو اس پر کوشش کر کے حقیقت کا پتہ چلانا فرض ہے (سو میں نے حقیقت پا لی ہے) پھر دادی سے کہا لڑکے اس حیلہ ساز سے لے کر الگ ہو جا' اگر وہ صبر کرتی اور نکاح نہ کرتی تو بچہ اس کے پاس رہتا''۔

(دیکھا آپ نے ایک قاضی میں جن اوصاف اور صلاحیتوں کی ضرورت ہے' اسے جس ذہانت و فطانت کا مالک ہونا چاہیے اور جو فضل و کمال اس میں پایا جانا چاہیے وہ تمام اوصاف و خصائص کس طرح حضرت قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ کی ذات میں قدرت نے جمع کر دیے تھے۔ مترجم)

شعبی رحمۃ اللہ علیہ' شریح رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: ''یہ دو باتیں مجھ میں جمع نہیں ہو سکتیں کہ میں قاضی بھی ہوں اور گواہ بھی''۔ ابراہیم کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ان کے اردلی نے ایک شخص کو کوڑوں سے مارا' انہوں نے اس مضروب سے اسے کوڑے لگوائے۔

ابن ابی لیلیٰ کہتے ہیں کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ کو پانچ سو روپیہ انعام دیا۔ عمیر بن سعید کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شریح رحمۃ اللہ علیہ کو حکم دیا کہ وہ رمضان میں تراویح کی نماز پڑھایا کریں۔ جابر بن زید کا بیان ہے کہ شریح رحمۃ اللہ علیہ ہمارے یہاں بصرہ میں قریب قریب ایک سال تک قاضی رہے اس قلیل مدت میں انہوں نے ایسی بے مثل قضاءت کی کہ اس کے قبل اور مابعد کی تاریخ میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔

مکحول رحمۃ اللہ علیہ خود بھی بہت بڑے عالم اور فقیہہ تھے' ان کا بیان ہے کہ میں چھ مہینے تک شریح رحمۃ اللہ علیہ کی عدالت میں معلومات حاصل کرنے کے لیے جاتا رہا۔ میں ان سے کچھ پوچھتا نہ تھا۔ ان کے فیصلے میری معلومات کے لیے کافی ہوتے تھے۔

قاسم کہتے ہیں کہ قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ کی مہر پر دو شیر نقش تھے۔ ان کے درمیان ایک درخت تھا' اسماعیل کا بیان ہے کہ میں نے دیکھا کہ قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ اپنی عدالت میں فیصلے کرتے تھے اور وہ ریشمی یا سیاہ رنگ کے بالوں کی چادر اوڑھے ہوتے تھے۔ یہ بھی روایت ہے کہ آپ پگڑی باندھتے تھے۔ عمامہ کا شملہ پیچھے چھوڑ دیتے تھے۔ نماز کی حالت میں آپ اپنی چادر سے ہاتھ باہر نہ نکالتے تھے۔ اپنی چادر پر سجدہ کر لیتے۔

فتن کے زمانے میں آپ کا معمول:

جابر بن عامر کہتے ہیں کہ شریح رحمۃ اللہ علیہ اہل مقدمہ کے دلالوں کے سخت مخالف تھے' انہیں اپنی عدالت سے نکلوا دیتے اور لوگوں کو ان سے بچنے کی ہدایت کرتے تھے۔ وہ فتنہ و فساد کو سخت ناپسند کرتے تھے ان کی زندگی میں بڑے بڑے سیاسی انقلابات آئے۔ ہنگامے ہوئے۔ لیکن شریح رحمۃ اللہ علیہ نے ان سب سے اپنا دامن بچائے رکھا۔ فتنوں سے بچنے میں وہ بڑے محتاط تھے۔ نہ کسی سے حالات پوچھتے تھے اور نہ خود کوئی رائے ظاہر کرتے تھے۔ بس اپنے کام سے کام رکھتے تھے۔ میمون کہتے ہیں کہ عبدالملک اور ابن زبیر رضی اللہ عنہما کا ہنگامہ برسوں جاری رہا اور اسی فتنے کے زمانے میں شریح رحمۃ اللہ علیہ نو سال تک کوفے کے قاضی رہے اس دوران میں نہ آپ نے کسی سے کوئی خبر دریافت کی اور نہ خود کچھ کہا۔ ان سے کہا گیا کہ آپ فتنوں سے بچے رہے۔ فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کی توفیق و عنایت سے ہوا۔

عبادت و ریاضت:

قضاء کی اہم ذمہ داریوں اور مشغولیتوں کے باوجود وہ عبادت و ریاضت میں کافی وقت صرف کرتے۔ ان کے غلام ابوطلحہ کا بیان ہے کہ جب وہ صبح کی نماز پڑھ کر گھر واپس آتے تھے تو گھر کے دروازے بند کر کے قریب قریب آدھے دن تک عبادت و نوافل میں مشغول رہتے۔ جب احرام باندھ لیتے تو بالکل خاموش اور حد سے زیادہ محتاط رہتے۔ خیثمہ کہتے ہیں کہ جب ان سے پوچھا جاتا آپ نے کیسے صبح کی؟ آپ فرماتے اللہ کی نعمت کے ساتھ۔

حسن اخلاق کے پیکر:

قاسم اور ابواسحاق کا بیان ہے کہ آپ نہایت ہی خوش اخلاق اور منکسر مزاج تھے۔ سلام کرنے میں ہمیشہ خود سبقت کرتے۔ دوسرے کو پہلے سلام کرنے کا موقعہ ہی نہ دیتے۔ کوئی شخص سلام میں شریح رحمۃ اللہ علیہ پر سبقت نہیں کر سکتا تھا۔ عیسیٰ بن حارث کہتے ہیں کہ میں ہمیشہ سبقت کرنے کی کوشش کرتا' مگر کبھی کامیاب نہیں ہوا۔ جب کوئی آ کر آپ کو السلام علیکم کہتا تو آپ اس کے جواب میں

السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتے اور اگر کوئی رحمۃ اللہ بھی کہتا تو آپ اس کے جواب میں وبرکاتہ بڑھا دیتے۔ عیسیٰ بن حارث کہتے ہیں کہ اکثر راستے میں آمنا سامنا ہو جاتا۔ میں اس انتظار میں رہتا کہ اب سلام کروں۔ اب سلام کروں کہ اتنے میں وہ قریب پہنچ کر پہلے ہی السلام علیکم کہہ دیتے۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب بھی دو شخص آپس میں ملتے ہیں تو بخدا ان میں بہتر وہ شخص ہوتا ہے جو سلام میں پہل کرے۔ تمیم بن سلمہ کہتے ہیں کہ راستے میں آپ کی نظر ایک درہم پر پڑی آپ نے اس کو نہیں اٹھایا۔ یونہی پڑا رہنے دیا۔

سفیان بن ابراہیم کا بیان ہے کہ شریح رحمۃ اللہ علیہ نے اسود رحمۃ اللہ علیہ کو ایک اونٹنی تحفۃً بھیجی' انہوں نے اس کے متعلق علقمہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا' انہوں نے کہا یہ تمہارے بھائی نے بھیجی ہے اسے قبول کرلو۔

محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ آپ ایک وضو سے کئی نمازیں پڑھتے تھے۔ شعبہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے شریح رحمۃ اللہ علیہ کو سیاہ چوغے میں نماز پڑھتے ہوئے اور جنازے کے آگے چلتے ہوئے دیکھا ہے۔ ایک شخص کو ابن زیاد سے کچھ ضرورت تھی' اس نے اس بارے میں شریح سے گفتگو کی۔ آپ نے فرمایا کون شخص ہے جو ابن زیاد پر قدرت رکھتا ہو۔ ایک پرندہ بھی مجھ سے زیادہ ابن زیاد پر قدرت واثر رکھتا ہے (مطلب یہ کہ میں اس سے کوئی سفارش نہیں کرسکتا)۔

آپ کے پیدائشی طور پر داڑھی مونچھ نہ تھی۔ تنخواہ صرف پانچ سو درہم ماہوار پاتے تھے مجاہد کہتے ہیں آپ ہدیہ قبول کر لیتے تھے۔ مگر اسے اسی جیسا کوئی تحفہ لوٹا دیتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے۔ بخیل و کنجوس بدی میں حد سے بڑھنے والا ہے اس سے بچو۔ عامر کہتے ہیں کہ شریح رحمۃ اللہ علیہ اپنے گھر والوں کو رات کے وقت دفن کیا کرتے تھے۔ چنانچہ اپنے بیٹے عبداللہ کو رات کو دفن کیا' وہ اسی کو بہتر سمجھتے تھے۔

وفات:

آپ نے ایک سو سال سے زیادہ عمر پائی۔ ضعف پیری کی وجہ سے استعفاء دے دیا تھا۔ دم آخر وصیت کی کہ مجھے رات کو دفن کیا جائے' بغلی قبر کھودی جائے۔ کسی کو جنازے کی اطلاع نہ دی جائے۔ جنازے کے ساتھ نوحہ نہ کیا جائے جنازے کو آہستہ آہستہ لے جایا جائے۔ اور قبر پر چادر نہ ڈالی جائے۔

سنہ وفات میں اختلاف ہے۔ ۷۲ھ سے ۹۷ھ تک کسی سنہ میں انتقال فرمایا۔

صبی بن معبد رحمۃ اللہ علیہ:

صبی بن معبد جہنی ہیں' یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

قبیصہ بن جابر رحمۃ اللہ علیہ:

قبیصہ بن جابر کا نسب نامہ یہ ہے۔ ابن وہب بن مالک بن عمیرہ بن حذار بن مرہ بن الحارث بن سعد ابن ثعلبہ بن دودان بن اسد بن خزیمہ۔ یہ حضرت عمر اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے جماجم سے پہلے وفات پائی۔ ثقہ ہیں' ان سے بہت سی احادیث مروی ہیں۔

اور یسار بن نمیر رحمۃ اللہ علیہ:

یسار بن نمیر رحمۃ اللہ علیہ' یہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے خزانچی تھے۔ کوفے میں آباد ہو گئے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور ان سے کوفیین روایت کرتے ہیں۔ ثقہ ہیں۔ بہت کم حدیثیں بیان کرتے تھے۔

عفیف بن معدی کرب، حصین بن حدیر اور قیس بن مروان رحمۃ اللہ علیہم:

عفیف بن معدی کرب حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ ہم مدینے میں آئے ہمارے سامنے سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ گزرے' ان کے ہاتھ میں درہ تھا' اس کے بعد طویل قصہ ہے۔ حصین بن حدیر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

قیس بن مروان رحمۃ اللہ علیہ جعفی ہیں جن سے خشیمۃ بن عبدالرحمٰن روایت کرتے ہیں اور قیس حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ اور کہا: اے امیر المومنین! میں نے ایک ایسے شخص کو چھوڑ دیا جو مجھے قرآن سے غافل کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ قیس ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جزیرے میں خروج کیا تھا۔ وہ بڑا شریف اور کریم تھا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا حامی تھا۔

یسیر بن عمرو رحمۃ اللہ علیہ:

سکونی بنی ہند میں سے۔ حضرت عمر اور سعد رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ یہ یسیر بن عمرو حجاج کے زمانے میں عریف تھا۔ یہ کہتے ہیں کہ جس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو اس وقت میں دس سال کا تھا۔ انہوں نے حجاج کی ولایت میں جماجم سے قبل وفات پائی ثقہ ہیں اور کئی احادیث کے راوی ہیں۔

عبایہ بن رداد رحمۃ اللہ علیہ:

عبایہ بن رِدَّاد رحمۃ اللہ علیہ ان سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا ہے کہ "سورۂ فاتحہ یعنی الحمد شریف کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ اور کوئی آیت اس کے ساتھ" ایک شخص نے اس سے کہا: اگر تو امام کے پیچھے ہو (تو پھر کیا کرے؟) کہا تو ایسی صورت میں تو اپنے نفس میں پڑھ لے۔

خرشتہ بن الحر رحمۃ اللہ علیہ:

حرشتہ بن الحرؒ۔ ابن قیس بن حصین بن حذیفہ بن بدر الفرازی۔ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں' نیز حضرت حذیفہ اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہما سے بھی۔

حنظلہ الشیبانی رحمۃ اللہ علیہ:

ابوعلی بن حنظلہ رحمۃ اللہ علیہ۔ یہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

بشر بن قیس رحمۃ اللہ علیہ:

بشر بن قیس رحمۃ اللہ علیہ۔ رمضان سے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

حصین بن سبرۃ رحمۃ اللہ علیہ:

حصین بن سبرۃ رحمۃ اللہ علیہ۔ یہ بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی اور پہلی رکعت میں سورۂ یوسف پڑھی۔

سیار بن معرور رحمۃ اللہ علیہ:

سیار بن معرور کو ابن معرور بھی کہا جاتا ہے۔ انہوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا ہے کہ ''یہ مسجد وہ ہے جس کی بنیاد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھی تھی۔

حسان بن المخارق رحمۃ اللہ علیہ:

حسان بن المخارق رحمۃ اللہ علیہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

ابوقرۃ الکندی رحمۃ اللہ علیہ:

ابوقرۃ الکندی رحمۃ اللہ علیہ کوفے کے قاضی تھے۔ ان کا نام فلان بن سلمۃ ہے۔ یہ حضرت عمرؓ حضرت سلمان اور حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ مشہور و معروف تھے۔ بہت کم روایت کرتے تھے۔

عمرو بن ابی قرہ رحمۃ اللہ علیہ:

عمرو بن ابی قرۃ کندی ہیں۔ یہ روایت کرتے ہیں کہ ہمارے پاس حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا مکتوب آیا کہ لوگوں کا عجیب حال ہے کہ لوگ بیت المال سے مال تو لے لیتے ہیں تا کہ اللہ کی راہ میں جہاد کریں۔ پھر اس کے خلاف کرتے ہیں۔ جہاد نہیں کرتے۔

معقل بن ابی بکر رحمۃ اللہ علیہ:

معقل بن ابی بکر ہلالی رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

کثیر بن شہاب رحمۃ اللہ علیہ:

کثیر بن شہاب ابن الحصین ذی الغصہ' اس نام سے ان کو اس لیے موسوم کیا گیا کہ ان میں غصہ تھا۔ ان کا نسب نامہ یہ ہے۔ ابن زید ابن شداد بن قنان بن سلمہ بن وہب بن عبداللہ بن ربیعہ بن الحارث ابن کعب مذحج سے۔ ان کے باپ شہاب بن الحصین تھے۔ انہوں نے اپنے باپ حصین کے قاتل کو ایک جنگ میں قتل کیا تھا۔ کثیر بن شہاب کوفے میں مذحج کے سردار تھے۔ بڑے بخیل تھے۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں ان کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے رے کا حاکم بنا دیا تھا۔ ان کے بیٹے محمد بن زہرہ ہیں جو ماسبذان میں آباد ہو گئے تھے۔ اور اسی کے والی بھی ہوئے۔

مسعود ابن حراش اور ان کے بھائی ربیع ابن حراش رحمۃ اللہ علیہما:

مسعود بن حراش بھائی ہیں ربعی بن حراش کے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کم روایت کرتے تھے۔ ربیع بن حراش رحمۃ اللہ علیہ۔ یہ بھائی ہے مسعود بن حراش رحمۃ اللہ علیہ کا۔ یہ وہ ہے جس نے موت کے بعد کلام کیا۔ اور ربعی بن حراش رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے مر گیا۔

عبدالملک بن عمیر کہتے ہیں کہ ربعی بن حراش سے کہا گیا' تیرا بھائی مر گیا ہے۔ یہ فوراً پہنچا۔ اپنے بھائی کے سرہانے بیٹھ گیا اس کے لیے دعا کی۔ مغفرت مانگی پھر اس کا چہرہ کھولا اور کہا: السلام علیکم' میں بھی تیرے بعد اپنے رب سے ملنے والا ہوں۔ تو شاداں وفرحاں اپنے رب سے ملے گا۔ جو تجھ پر غضبناک نہ ہوگا۔ میں بھی اپنے رب سے شاداں وفرحاں ملوں گا۔ میرا رب مجھ پر غضبناک نہ ہوگا۔ اور مجھے ریشمی لباس پہنائے گا۔ میں نے موت کو بہت آسان پایا ہے۔ بخلاف تم لوگوں کے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے وعدہ کیا ہوا ہے کہ میں اپنے رب سے سرخرو ہو کر ملوں گا۔

عبدالملک بن عمیر' ربعی بن حراش سے روایت کرتے ہیں کہ ان کا بھائی ربیع شدید مرض میں مبتلا ہوا' اس سے وہ بہت بے چین ہوا۔ کہتے ہیں کہ میں کسی ضرورت کے لیے اس کے پاس سے چلا گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد لوٹ کر آیا تو پوچھا کیا حال ہے میرے بھائی کا؟ لوگوں نے بتلایا کہ تیرا بھائی تو مر گیا۔ میں نے کہا: اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ (بے شک ہم اللہ ہی کے لیے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں)۔

حارث بن لقیط رحمۃ اللہ علیہ:

حارث بن لقیط نخعی ہیں اور وہ ابو حنش ہیں جس سے ابونعیم روایت کرتے ہیں۔ حارث بن لقیط جنگ قادسیہ میں شریک ہوئے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

حنش بن الحارث کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ کو اور بعض ان لوگوں کو جو جنگ قادسیہ میں شریک ہوئے تھے' دیکھا ہے وہ اپنی داڑھیاں رنگتے تھے۔ اور یہ بھی کہا کہ وہ طیاسی لباس پہنتے تھے' نیز یہ کہ میں نے اپنے باپ کے ہاتھ میں لوہے کی انگوٹھی دیکھی ہے۔ بہت کم روایت کرتے تھے۔

سلیک بن مسحل رحمۃ اللہ علیہ:

سلیک بن مسحل۔ عبسی ہیں۔ نبیذ کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث بیان کرتے ہیں۔ بہت کم حدیثیں بیان کیا کرتے تھے۔

زیاد بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ:

زیاد بن عیاض۔ اشعری ہیں۔ حضرت عمر اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ عامر زیاد بن عیاض سے روایت کرتے ہیں کہ ہمیں مقام جابیہ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عشاء کی نماز پڑھائی۔ میں آپ کی قرأت نہ سن سکا۔ اس سے آگے طویل حدیث ہے۔

اگلی روایت ہے کہ زیاد بن عیاض نے کہا کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ہمارے ساتھ مغرب کی نماز پڑھی اس میں ہمارے ساتھ انہوں نے کچھ بھی نہیں پڑھا۔ میں نے کہا اے امیر المومنین! آپ نے قرأت نہیں کی۔

عیاض الاشعری رحمۃ اللہ علیہ:

عیاض الاشعریؒ' حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ یتیموں' بیواؤں اور غلاموں کو کھانا ہم پہنچایا کرتے تھے۔ یہ

بہت کم حدیثیں بیان کیا کرتے تھے۔

شبیل بن عوف رحمۃ اللہ علیہ:

شبیل بن عوف بجیلہ کے احمسی ہیں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہمیں صدقہ کا حکم دیا۔ ہم نے عرض کیا کہ ہم اپنے گھوڑوں اور غلاموں پر دس دس خرچ کر دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا تو کیا میں تمہاری اس انفرادی خیرات کو اجتماعی رنگ نہ دوں۔ پھر حکم دیا کہ ہمارے غلاموں کے لیے دو دو جریبیں ہیں۔

ابن ابی خالد کہتے ہیں کہ میں نے شبیل بن عوف کو یہ کہتے سنا ہے ''میں نے حصول دنیا کے لیے اپنی جوتی کبھی نہیں گھسائی۔ میں کبھی ایسی مجلس میں نہیں بیٹھا جس کی مجھے کوئی حاجت نہ ہو۔ میں جنازے کے انتظار میں رہا اور میں نے کبھی کسی شخص کو برا نہیں کہا''۔

محمد سعد کہتے ہیں حدیث میں شبل آیا ہے اور شبیل شبلی کی تصغیر ہے۔ ثقہ ہیں۔ بہت کم روایت کرتے ہیں۔

سعید بن ذی لعوۃ رحمۃ اللہ علیہ:

سعید بن ذی لعوۃ۔ اصغر۔ وہ ابوکرب بن زید بن سعید بن الخضیب بن ذی لعوۃ الاکبر ہیں۔ اور وہ عامر بن مالک بن معاویہ بن دودان بن بکیل بن جشم ابن خیران بن ترف بن ہمدان ہیں۔ سعید بن ذی لعوۃ۔ اور ان کے بھائی داؤد بن سعید دونوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

عامر کہتے ہیں میں سعید بن ذی لعوۃ کے متعلق گواہی دیتا ہوں کہ انہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کے لیے جمع شدہ پانی میں طائف کی خشک کھجوریں بھگو دیتے تھے پھر اس سے دو مشکیں بھر لیتے' جب صبح ہوتی تو اسے پیتے۔ حدیث میں طویل قصہ ہے۔

ریاح بن الحارث رحمۃ اللہ علیہ:

ریاح بن الحارث نخعی ہیں۔ حضرت عمرؓ' حضرت عمار بن یاسرؓ حضرت سعید بن زید بن عمرو ابن نفیل رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ نخعی کا بیان ہے کہ ریاح بن الحارث کو میں نے یہ کہتے سنا کہ ''حضرت عمر رضی اللہ عنہ فیصلہ کیا کرتے تھے ان لوگوں کے درمیان جو اسلام اور بعثت نبویؐ سے پہلے آپس میں ایک دوسرے کو گالی دیا کرتے تھے۔ نیز یہ کہ آپ نے فرمایا کہ جو شخص میرے اہل بیت سے کسی کو کسی عرب کے قبیلے میں غلام دیکھے تو اسے ایک غلام کے بدلے میں دو غلام اور ایک لونڈی کے بدلے میں دو لونڈیاں فدیہ دے کر چھڑا لے۔

عبداللہ بن شہاب رحمۃ اللہ علیہ:

عبداللہ بن شہاب خولانی ہیں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ خیثمہ بن عبدالرحمٰن' عبداللہ بن شہاب خولانی سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے کہا: ''میں اس بات پر گواہ ہوں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص اور اس کی بیوی آئے ان کی بیوی خلع (شوہر سے علیحدگی) چاہتی تھی' آپ نے اسے اس کی اجازت دی اور کہا کہ میں تجھے تیرے مالک سے آزاد کرتا ہوں۔

حسان بن فائد رحمۃ اللہ علیہ:

حسان بن فائد عبسی ہیں۔ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ "مردوں میں بزدلی اور بہادری دو فطری جذبے ہیں" یہ بہت کم روایت کرتے تھے۔ ان سے ابو اسحاق سبیعی روایت کرتے ہیں۔

بکیر بن فائد' حمیل ابو جروہ اور نباتۃ الجعفی رحمۃ اللہ علیہم:

یہ حسان بن فائد کے بھائی ہیں۔ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور ان سے صلام بن صالح نباتۃ الجعفی بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ حمیل ابو جروہ بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

ابو جریر البجلی' سلامۃ اور ہانی بن حزام رحمۃ اللہ علیہم:

ابو جریر البجلی حضرت عمر' حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت سعد رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ مجھے ایک اعرابی ملا' اس کے ساتھ ایک ہرن تھا' میں نے اس کو قتل کر دیا اور اس کو ذبح کر لیا۔ میں نے اس کا ذکر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کیا۔ آپ نے فرمایا دو گواہ لاؤ تاکہ میں تمہارا فیصلہ کروں۔ میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہما کو لے آیا۔ فیصلہ ہوا کہ میں ایک بکرا دوں۔

سلامۃ نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ نے ایک صاحب حوض کو مارا اور کہا: کہ ایک حوض مردوں کے لیے بنا اور ایک عورتوں کے لیے۔

ہانی بن حزام حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ میں نے اپنی عورت کے ساتھ ایک غیر مرد کو پایا۔ میں نے ان دونوں کو قتل کر دیا ہے۔ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے عامل کو صاف طور پر لکھا کہ اس سے قصاص لیا جائے۔ اور در پردہ لکھا کہ وہ دیت لے لے۔

عبداللہ بن مالک رحمۃ اللہ علیہ:

عبداللہ بن مالک ازدی ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مغرب کی تین رکعتیں اور عشاء کی دو رکعتیں پڑھیں۔

مسلمہ بن قحیف رحمۃ اللہ علیہ:

مسلمہ بن قحیف بکر بن وائل سے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھا' انہوں نے چند لوگوں کو چاشت کی نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ فرمایا جب تم چاشت کی نماز پڑھا کرو تو ذرا زیادہ دن چڑھے پڑھا کرو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ کے بندو! چاشت کی نماز پڑھا کرو۔

بشر بن قحیف رحمۃ اللہ علیہ:

بشر بن قحیف۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں آپ کے پاس آیا۔ آپ کھانا کھا رہے تھے اور آپ کے ہاتھ میں ہڈی تھی۔ میں نے عرض کیا: اے امیر المومنین! میں آپ سے بیعت کرنے آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا کیا تو نے میرے کسی

امیر کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی؟ میں نے عرض کیا کہ ہاں کی ہے۔ فرمایا: جب تو نے میرے امیر کے ہاتھ پر بیعت کی تو گویا میرے ہاتھ پر بیعت کی۔ ان کی دوسری روایت ہے کہ ایک شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور اس نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اور کہا میں اپنی خوشی یا ناگواری دونوں حالتوں میں آپ کی اطاعت کی بیعت کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: بلکہ یوں کہو کہ میں اپنی استطاعت کے مطابق آپ کی اطاعت کروں گا۔

نہیک بن عبداللہ' مدرک بن عوف اور اسیم بن حصین رحمۃ اللہ علیہم:

نہیک بن عبداللہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ عرفات سے واپس ہوئے' وہ بھی تھے اور اسود بن یزید رحمۃ اللہ علیہ بھی۔ آپ نے ایک پھیرے سے زیادہ نہیں کیا یہاں تک کہ منیٰ میں آ گئے۔ مدرک بن عوف بجیلہ احمسی ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''عقلمند وہ ہیں جو رات کے پہلے حصے میں ہی وتر پڑھ لیتے ہیں (کہ شاید رات کے آخری حصے میں آنکھ نہ کھلے) اور عبادت میں مضبوط وہ لوگ ہیں جو وتر رات کے آخری حصے میں پڑھتے ہیں اور یہی افضل ہے''۔ اسیم بن حصین عبسی ہیں۔ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کیا۔

ابوالملیح رحمۃ اللہ علیہ:

ابوالملیح حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا ہے کہ ''اس شخص کا اسلام نہیں جو نماز نہیں پڑھتا'' پوچھا گیا کہ کیا یہ آپ نے منبر پر کہا: کہا ہاں منبر پر کہا:

دحیہ بن عمرو رحمۃ اللہ علیہ:

دحیہ بن عمرو' حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا میں نے کہا: اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ آپ نے جواب دیا: وَعَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ وَمَغْفِرَاتِهٖ یا یہ فرمایا: وَمَغْفِرَتِهٖ

ہلال بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ہلال بن عبداللہ' حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ یہ کہتے ہیں میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو صفا و مروہ کے درمیان طواف کرتے دیکھا ہے۔ جب آپ بطن مسیل پر آئے تو جلدی کی۔

حملہ بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ:

حملہ بن عبدالرحمٰن بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

اسحق رحمۃ اللہ علیہ:

یہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے غلام ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ میں آپ کا مملوک تھا اور نصرانی تھا آپ مجھے اسلام قبول کرنے کی دعوت دیتے اور کہتے کہ اگر تو اسلام قبول کرلے تو میں اپنی امانت میں تیری مدد کروں میرے لیے یہ جائز نہیں کہ میں

مسلمانوں کی امانت میں اس کی مدد کروں جوان کے دین پر نہیں۔ میں انکار کر دیتا۔ آپ فرماتے۔ اچھا تیری مرضی "دین میں کوئی جبر وسختی نہیں"۔ جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے مجھے آزاد کر دیا اور میں نصرانی ہی رہا۔ فرمایا: جہاں تیری خوشی ہو جا۔ میری طرف سے تو آزاد ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے شریک سے پوچھا کہ ہلال نے اسحٰق سے سنا ہے؟ کہا ہاں۔ دعویٰ تو وہ یہی کرتا ہے۔

ربیع بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ

ابن انس بن دیان اور وہ یزید بن قطن بن زیاد بن الحارث بن مالک بن ربیعہ بن کعب بن الحارث بن کعب قبیلہ مذحج سے۔

یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے کوئی ایسا شخص بتلاؤ کہ جو امیر قوم ہو مگر وہ اس طرح رہتا ہو کہ گویا وہ امیر نہیں اور جب وہ ان میں ہو اور وہ امیر نہ ہو تو ایسا معلوم ہو کہ گویا وہ امیر ہے۔ لوگوں نے کہا ایسا شخص تو ہمارے علم میں ربیع بن زیاد بن انس رحمۃ اللہ علیہ کے سوا اور کوئی نہیں وہ بہت ہی متواضع اور بہت ہی نیک تھے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ خراسان کے گورنر ہو گئے تھے۔ ان کا ایک بھائی تھا جس کو مہاجر بن زیاد کہا جاتا تھا۔ وہ بھی صالح تھا۔ تستر کے معرکے میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی زیر کمان قتل کیا گیا۔ اس کی شان میں ایک شاعر کہتا ہے ؎

وَيَوْمَ قَامَ اَبُوْمُوْسٰى بِخُطْبَتِهٖ ‏ رَاحَ الْمُهَاجِرُنِىْ فِىْ حَلِّ بَاجِمَالِىْ

فَاالْبَيْتُ بَيْتُ بَنِىْ الدَّيَانَ نَعْرِفُهٗ ‏ فِىْ آلِ مَذْحِجَ مِثْلُ الْجَوَاهَرُ الْعَالِىْ

"اور اس دن جب کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے۔ مہاجر خوش بخت و کامران ہوا اجمال کے کھولنے سے یعنی اللہ کی راہ میں شہید ہو کر آل مذحج میں اگر کسی جوہر قابل اور نیک لوگوں کا گھر ہے تو وہ بنی دیان کا گھر ہے یعنی ربیع بن زیاد اور مہاجر بن زیاد کا"۔

تستر کے معرکے میں مہاجر رحمۃ اللہ علیہ نے یہ عزم کر لیا تھا کہ میں نے اپنا نفس اللہ کی راہ میں بیچ دیا ہے۔ اس روز سے وہ روزے سے تھے۔ اس کا بھائی ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور اس کے اس عزم اور روزہ دار ہونے کی خبر دی۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں حکم دیتا ہوں کہ جو روزہ دار ہو وہ روزہ افطار کر لے' سو مہاجر رحمۃ اللہ علیہ نے روزہ افطار کر لیا۔ پھر میدانِ جہاد کو روانہ ہو گیا اور شہید ہوا۔

ابن بریدہ کی روایت ہے۔ وہ ربیع بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ کا وصف یوں بیان کرتے ہیں۔ وہ بڑے ہلکے پھلکے یعنی دبلے پتلے آدمی تھے۔

سوید بن مثعبہ رحمۃ اللہ علیہ

سوید بن مثعبہ یربوعی ہیں۔ بنی تمیم میں سے اور یہ کوفے کے کاتبوں میں سے ایک کاتب تھے' حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ایام میں انہوں نے بڑی عمر پائی مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کوئی روایت نہیں کرتے' عابد اور مجتہد تھے۔

ابوحبان تیمی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں سوید بن مثعبہ کے پاس گیا۔ وہ کپڑا اوڑھے ہوئے تھے۔ میں نے ان کی عورت کو کہتے سنا۔ میں آپ پر فدا ہوں یہ آپ کا کیا حال ہے کہ نہ آپ کھاتے پیتے ہیں' نہ کوئی بچھونا بچھاتے ہیں' میں نے دیکھا کہ وہ گردن جھکائے بیٹھے ہیں' جب مجھے دیکھا تو کہا: بھتیجے! میں اسی حالت میں ہوں۔ میری پیٹھ زمین سے نہیں لگی۔ میں اس بات کو

بھی پسند نہیں کرتا کہ اپنے ناخن کٹواؤں۔

معضد بن یزید رحمۃ اللہ علیہ:

معضد بن یزید۔ عجلی کنیت ابوزیاد ہے۔ یہ بھی بڑے عابد و زاہد تھے۔ بڑی بڑی محنتیں و مشقتیں برداشت کرتے' لذات دنیوی سے کنارہ کش رہتے تھے۔ یہ اور دوسرے اصحاب عبداللہ پہاڑوں اور صحراؤں میں نکل جاتے اور عبادتیں و ریاضتیں کرتے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ آئے اور ان کو اس طرح عبادت و ریاضت سے روکا۔ انہوں نے خلافت' عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ میں آذربائیجان میں جہاد کیا اور اسی میں شہید ہوئے۔

ابراہیم کہتے ہیں کہ معضد کہا کرتے تھے۔ یعنی نماز میں یوں دعا مانگا کرتے تھے مجھے نیند سے شفا دے تاکہ میں تھوڑا سویا کروں اور جاگا زیادہ کروں۔ اس کے بعد انہوں نے سوتے ہوئے کوئی خواب نہیں دیکھا' یہ سجدے میں ہی سو جاتے تھے' پھر اٹھ بیٹھتے تھوڑی دیر ٹہلتے اور کہتے اے اللہ! مجھے نیند سے نجات دے۔ یہ ثقہ زاوی تھے۔ بہت کم حدیثیں بیان کرتے تھے۔

قیس بن یزید رحمۃ اللہ علیہ:

قیس بن یزید ان کے بھائی ہیں۔ یہ اطراف شہر میں تجارتی کاروبار کرتے تھے۔ معضد کہتے تھے قیس مجھ سے بہتر ہے۔ وہ تجارتی کاروبار بھی کرتا ہے اور مجھ پر بھی خرچ کرتا ہے۔

اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ

ابتدائی تعارف:

حضرت اویس قرنی تابعین میں بہت اونچا مقام رکھتے ہیں۔ ہم ان کو سید التابعین اور خیر التابعین کہہ سکتے ہیں۔ عشق رسول اور اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان کی زندگی کا طرۂ امتیاز ہے۔ اور ان کی پوری زندگی درد و سوز اور صدق و اخلاص کا دل آویز پیکر تھی۔ اللہ ان کی قبر کو پرنور کرے اور ان پر اپنی رحمت نازل کرے۔

حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ یمنی تھے اور قبیلہ مراد سے تعلق رکھتے تھے اور ان کو بارگاہِ رسالت سے غائبانہ ''خیر التابعین'' کا لقب عطا ہوا تھا۔ یہ سند بہت بڑی اور لائق صد ستائش ہے۔ نسب نامہ یہ ہے: اویس بن عامر بن خبرو بن مالک ابن عمرو بن سعد بن عصوان بن قرن بن دودان بن ناجیہ بن مراد بن مالک مذحجی۔

پہلی شناخت کا واقعہ:

اس اللہ کے بندے اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ہستی کو اس طرح اللہ کی راہ میں فنا کر دیا تھا کہ اصطلاح صوفیہ کے مطابق وہ صحیح معنوں میں فنافی اللہ کا نمونہ اور راشد جاءاللہ کی زندہ تصویر بن گئے تھے۔ اگرچہ اپنی ذات کی نفی اسلامی نظریہ حیات کے خلاف ہے' لیکن عشق و محبت اور جذب و شوق کے پیکروں کو عقل و منطق کی ترازو میں نہیں تولا جا سکتا۔ اسلام کا نظریہ اپنی جگہ برحق اور عاشقانِ رسول کا معاملہ اپنی جگہ اہم۔ اب اربابِ عقل و خرد اس کا توازن ڈھونڈتے پھریں' حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ نے تو فنافی اللہ کا وہ نمونہ دکھایا ہے

جس کو دیکھ کر نفس و شیطان پر موت طاری ہو جاتی اور عقل انسانی جھوم جھوم جاتی ہے۔ ان کا نام آتے ہی میرے جذباتِ عقیدت بے قابو ہوئے جا رہے ہیں۔

اسیر بن جابر کہتے ہیں کہ کوفے میں ایک محدث تھا' ہم اس سے درس حدیث لیا کرتے تھے جب درس و وعظ ختم ہو جاتا تو ہم متفرق ہو جاتے مگر ایک مختصر سا گروہ وہیں رہ جاتا' ان میں ایک ایسا شخص تھا کہ وہ ایسے ایسے اسرار و رموز اور حکمت و دانش کی باتیں کرتا جن کو ہم سمجھ نہیں سکتے تھے۔ میں نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا کہ کیا تم اس شخص کو جانتے ہو؟ جو ہمارے ساتھ درس میں شریک ہوتا ہے اور ایسی ایسی باتیں کرتا ہے ان میں سے ایک شخص نے کہا ہاں۔ میں اس کو جانتا پہچانتا ہوں۔ وہ اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ کہتے ہیں کہ اس سے مجھے ان کی قدر و منزلت کا احساس اور ان کی زیارت کا شوق ہوا اور میں اس کو ہمراہ لے کر ان کے حجرے پر پہنچا۔ دروازہ کھٹکھٹایا۔ آپ باہر تشریف لائے میں نے ان سے کہا: بھائی! آپ ہم سے کیوں چھپتے اور کنارہ کش رہتے ہیں؟ فرمایا میں ننگا ہوں اس لیے آپ لوگوں سے چھپتا ہوں۔

کہتے ہیں کہ ان کے اصحاب ان کا مذاق اڑاتے اور ایذائیں دیتے تھے۔ میں نے کہا یہ لیجئے چادر اس کو اوڑھ لیجئے۔ انہوں نے واپس کر دی۔ میں نے اصرار کیا تو انہوں نے کہا کہ اگر میں آپ کی چادر لے کر اوڑھ لوں اور میرے ہم قوم مجھے دیکھ لیں تو کہیں گے اس ریا کار کو دیکھو ایک آدمی کے ساتھ لگ گیا۔ اور دھوکہ دے کر اس کی چادر لے لی۔ لیکن میں نے اصرار کر کے ان کو چادر دے ہی دی۔ اور کہا ہمارے ساتھ چلو۔ دیکھیں وہ لوگ کیا کہتے ہیں؟ وہ چادر اوڑھ کر ہمارے ساتھ ہو لیے' جیسے ہی ایک مجمع کے سامنے سے گزرے تو لوگوں نے کہا ذرا اس ریا کار کو دیکھو کہ اس شخص کو چمٹا رہا اور اس کی چادر لے لی۔

یہ الفاظ سن کر میں نے ان لوگوں سے کہا تم لوگوں کو شرم نہیں آتی تم اسے ہر حالت میں تمسخر و استہزاء کا نشانہ بناتے ہو۔ آخر تم اس اللہ کے بندے سے چاہتے کیا ہو؟ اس کو کیوں ایذا دیتے ہو؟ جب وہ ننگے ہوتے ہیں تب بھی مذاق اڑاتے ہو' اور جب چادر اوڑھ لیتے ہیں تب بھی ریا کاری کا الزام لگاتے ہو۔ میں نے ان کو اسی طرح بہت ڈانٹا اور ان کو برا بھلا کہا کہ انہوں نے چادر لینے سے انکار کر دیا تھا۔ میں نے خود باصرار ان کو چادر دی ہے تو تم ان کو ریا کار ٹھہرا رہے ہو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے غائبانہ تعارف:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک ایک علامت بتلا دی تھی۔ کہ خیر التابعین رحمۃ اللہ علیہ قبیلہ مراد کا ایک شخص ہے اس کا نام اویس ہے۔ وہ تمہارے پاس یمن کی امداد میں آئے گا۔ اس کے جسم پر برص کے داغ ہیں۔ سب مٹ چکے ہیں صرف ایک درہم کے برابر باقی ہے۔ اس کی ماں ہے جس کی وہ خدمت کرتا ہے۔ جب وہ خدا کی قسم کھاتا ہے تو اس کو پوری کرتا ہے۔ اگر تم اس کی دعائے مغفرت حاصل کر سکو تو حاصل کرنا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا آپ سے دُعا کروانا:

اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ برابر اس کی تلاش میں رہے۔ جب یمن سے فوجی مدد آئی تو آپ تلاش کرتے کرتے اویس رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچے۔ پوچھا آپ ہی اویس بن عامر ہیں۔ انہوں نے فرمایا ہاں میں وہی ہوں جب سب حالات ان سے

پوچھ لیے اور ایک ایک علامت ان میں دیکھ لی تو فرمایا: کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ تمہارے پاس اہل یمن کی مدد کے ساتھ قبیلہ مراد اور قرن کا ایک شخص اویس بن عامر آئے گا اس لیے آپ میرے لیے دعا فرمائیے۔ یہ سن کر حضرت اویس رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے لیے دعا کی۔

پھر آپ نے ان سے پوچھا اب آپ کا کہاں کا قصد ہے؟ عرض کیا کوفے کا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں آپ کے متعلق وہاں کے عامل کو لکھے دیتا ہوں۔ حضرت اویس رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: مجھے اس کی ضرورت نہیں مجھے عوام کے زمرے میں رہنا ہی زیادہ پسند ہے۔

اس واقعہ کے دوسرے سال کوفہ کا ایک معزز شخص حج کے لیے آیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے اویس رحمۃ اللہ علیہ کا حال پوچھا' اس نے کہا وہ نہایت تنگ دستی اور خستہ حال میں ایک جھونپڑے میں رہتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے اویس رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق آنحضرت ﷺ کا ارشاد بیان کیا چنانچہ یہ شخص بھی واپس جا کر اویس رحمۃ اللہ علیہ سے ملا اور دعائے مغفرت کا طالب ہوا' آپ نے فرمایا: تم ابھی ابھی تازہ اور ایک مقدس سفر سے واپس آ رہے ہو۔ تم ابھی اپنے گھر بھی نہیں گئے اس لیے تم میرے لیے دعا کرو۔ پھر پوچھا تم حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملے تھے؟ اس نے کہا ہاں' اس کے بعد آپ نے اس کے لیے دعا کی۔

اسیر بن جابر کہتے ہیں کہ میں ایک بار ان سے ملنے گیا اور عرض کیا کہ آپ کا عجیب حال ہے جس کو ہم سمجھ نہیں سکتے۔ آپ ہم سے روپوش رہتے ہیں۔ فرمایا: آپ لوگوں کا بھی میرے ساتھ عجیب معاملہ ہے۔ آپ میرے پیچھے پیچھے کیوں چلتے ہیں۔ میں ایک ضعیف انسان ہوں میری بہت سی ضروریات ہیں آپ کی وجہ سے میں ان کو پورا نہیں کر سکتا۔ انسان کے لیے بس اپنا عمل ہی کافی ہے۔

جنگِ صفین میں شہادت:

جب سے آپ کی حقیقت لوگوں پر ظاہر ہوئی تھی اور آپ کی عظمت وشان کا پتہ چلا تھا اس وقت سے آپ ایسے روپوش ہوئے کہ بس جنگِ صفین میں ہی لوگوں نے ان کو دیکھا۔ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کا بیان ہے کہ اہل شام میں سے ایک شخص نے پکارا۔ کہا تم میں کوئی شخص اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں ہے۔ اس شخص نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ کہتے سنا ہے کہ ''اویس قرنی خیر التابعین میں سے ہے'' پھر اس نے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور لشکر میں داخل ہو گیا۔

سلام بن مسکین کہتے ہیں کہ ایک شخص نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا ہے: ''میرا دوست اس امت میں اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ ہے''۔

اسیرؒ بن جابر کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے اویس رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ آپ میرے لیے دعائے مغفرت کریں' کہا میں آپ کے لیے دعائے مغفرت کر سکتا ہوں۔ آپ تو رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں (مجھے تو صحابیت کا درجہ حاصل نہیں ہوا) انہوں نے کہا: کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ کہتے سنا ہے کہ ''خیر التابعین ایک شخص ہے۔ اس کو اویس رحمۃ اللہ علیہ کہا جاتا ہے''۔

محمد کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ اگر کوئی شخص ان سے ملے تو ان سے میری مغفرت کی دعا کے لیے کہے۔ اسیر بن جابر سے ایک یہ بھی روایت ہے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قصے میں گزر چکی۔

زہد وتقویٰ:

آپ کے زہد کا یہ عالم تھا کہ گھر بار لباس اور کھانے پینے وغیرہ جملہ علائق دنیوی سے ہمیشہ آزاد رہے۔ ایک نہایت بوسیدہ اور شکستہ مکان میں رہتے تھے۔ لباس میں ایک اون کی چادر اور ایک اون کا ازار ہوتا تھا۔ کبھی وہ بھی میسر نہ آتا تھا۔ لوگ ننگے بدن دیکھ کر چادر اور لباس دے دیا کرتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے: ''خدایا! میں تجھ سے بھوکے جگر اور ننگے بدن کی معذرت چاہتا ہوں۔ لباس جو میرے جسم پر اور غذا جو میرے پیٹ میں ہے اس کے علاوہ میرے پاس کچھ نہیں ہے''۔

قبیلہ مراد کا ایک شخص آیا اور اس نے کہا: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ فرمایا: وَعَلَیْکُمْ پوچھا۔ اے اویس رحمۃ اللہ علیہ آپ کا کیا حال ہے؟ فرمایا: الحمدللہ میں بخیر ہوں۔ پوچھا زمانہ آپ پر کیسا گزر رہا ہے؟ فرمایا تم ایسے شخص کا اور زمانے کا کیا حال پوچھتے ہو جس کا یہ حال ہو کہ اگر شام ہو تو اسے صبح تک کی اُمید نہ ہو اور اگر صبح کرے تو شام تک کی اُمید نہ ہو۔ (جو یوں زندگی گزار رہا ہو اس کا کیا حال پوچھتے ہو) میرے بھائی! موت کسی بندۂ مومن کو خوش نہیں رہنے دیتی۔ خدا کے عرفان نے مومن کے لیے چاندی سونے کی کوئی قیمت باقی نہیں رکھی۔ مرادی بھائی! خدا کے کاموں میں مومن کے فرض کی ادائیگی نے ان کا کوئی دوست باقی نہیں چھوڑا ہے۔ خدا کی قسم چونکہ ہم لوگ لوگوں کو اچھے کاموں کی تلقین کرتے ہیں اور برے کاموں سے روکتے ہیں' اس لیے انہوں نے ہم کو اپنا دشمن سمجھ لیا ہے۔ اور اس میں ان کو فاسق مددگار مل گئے ہیں' جو ہم پر تہمتیں رکھتے ہیں لیکن خدا کی قسم ان کا یہ رد یہ مجھ کو حق بات کہنے سے باز نہیں رکھ سکتا (دنیا والوں کا اہل حق کے ساتھ یہ رویہ ہمیشہ رہا ہے اور آج بھی یہی حال ہے۔ دنیا پرستوں نے اہل حق کا جینا مشکل بنا رکھا ہے)۔

ہرم بن حبان رحمۃ اللہ علیہ کی حضرت اویس رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات:

ابن حبان کہتے ہیں کہ میں اویس قرنی کی زیارت کے شوق میں کوفہ گیا اور ان کو تلاش کرتے کرتے فرات کے کنارے پر جا پہنچا۔ دیکھا ایک شخص تنہا بیٹھا نصف النہار کے وقت کنارے پر وضو کر رہا ہے اور کپڑے دھو رہا ہے۔ میں اویس رحمۃ اللہ علیہ کے اوصاف اور علامتیں سن چکا تھا۔ پہچان گیا کہ بس یہ وہی ہیں۔ وہ فربہ اندام تھے۔ رنگ گندم گوں تھا۔ بدن پر بال زیادہ تھے۔ سر منڈا ہوا تھا داڑھی گھنی تھی۔ بدن پر ایک صوف کا ازار اور صوف کی ایک چادر تھی' چہرہ بہت بڑا اور مہیب تھا۔ قریب پہنچ کر میں نے سلام کیا۔ انہوں نے جواب دیا اور میری طرف دیکھ کر کہا خدا تم کو زندہ رکھے۔ میں نے مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھایا۔ انہوں نے مصافحہ کرنے سے انکار کر دیا اور پھر کہا: خدا تم کو زندہ رکھے۔ میں نے کہا اویس! اللہ آپ پر اپنی رحمت نازل کرے اور آپ کی مغفرت کرے۔ یہ آپ کا کیا حال ہے؟ ان کی ظاہری خستہ حالت دیکھ کر میرے آنسو نکل پڑے۔ مجھے روتا دیکھ کر وہ بھی رونے لگے اور مجھ سے فرمایا: ہرم بن حبان! خدا تم پر رحم کرے۔ میرے بھائی تم کیسے ہو؟ تم کو میرا پتہ کس نے بتایا؟ میں نے کہا خدا نے' اس جواب پر انہوں نے فرمایا: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سُبْحَانَ رَبِّنَا اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا۔ ایک اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ پاک ذات ہے ہمارا رب۔ ہمارے رب کا وعدہ سچا اور پورا ہونے والا ہے۔

میں نے درخواست کی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث سنایئے۔ فرمایا میں نے نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا اور نہ میں آپ کی صحبت سے بہرہ ور ہوا۔ البتہ آپ کے دیکھنے والوں کو دیکھا ہے۔ تم لوگوں کی طرح مجھے بھی کچھ حدیثیں پہنچی ہیں۔ لیکن میں اپنے

لیے یہ دروازہ کھولنا نہیں چاہتا کہ محدث' یا قاضی یا مفتی کہلاؤں۔ مجھے خود اپنے نفس کے بہت کام ہیں۔ میں نے کہا تو کچھ قرآن میں سے ہی سنایئے؟ یہ سن کر آپ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور رونے لگے اور

﴿ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. حٰمٓ وَالْكِتَابِ الْمُبِيْنِ. اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبَارَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ ﴾

تلاوت کی' جب هُوَالسَّمِيْعُ الْعَلِيْمِ تک پہنچے تو چیخ مار کر رونے لگے اور غشی طاری ہوگئی۔ افاقہ ہوا تو فرمایا: مجھے تنہا رہنا ہی پسند ہے۔ آپ سے کوئی حدیث مروی نہیں۔

عبدۃ بن ہلال رحمۃ اللہ علیہ:

عبدۃ بن ہلال ثقفی ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں ان کا روزہ تڑوایا تھا۔ آپ خود کہتے ہیں مجھ پر کوئی رات نیند کے ساتھ نہیں گزری اور کوئی دن روزے کے بغیر نہیں گزرا۔ یعنی ہمیشہ رات کو قیام کرتے اور دن کو روزہ رکھتے۔ اللہ ان پر اپنی رحمت نازل کرے۔

ابو غدیرۃ الضبی رحمۃ اللہ علیہ:

ابو غدیرۃ الضبی۔ ان کا نام عبدالرحمٰن بن خصفہ ہے۔ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بنی ضبہ کے ایک وفد میں آئے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی ضرورتیں پوری کیں۔

سعد بن مالک رحمۃ اللہ علیہ:

سعد بن مالک عبسی ہیں۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور ان سے حلام بن صالح عبسی روایت کرتے ہیں۔

حبیب بن صہبان رحمۃ اللہ علیہ:

حبیب بن صہبان۔ اسدی ہیں' ان کی کنیت ابو مالک ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت روایت کرتے ہیں۔ مشہور ثقہ راوی ہیں۔ قلیل الروایت ہیں۔

تابعین رحمۃ اللہ علیہم کا وہ طبقہ جو حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کرتا ہے۔

حارث بن سوید رحمۃ اللہ علیہ:

یہ تیمی ہیں۔ حضرت علی' حضرت عبداللہ بن مسعود' حضرت حذیفہ اور حضرت سلمان رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ ان کی کنیت ابو عائشہ ہے۔ عبداللہ ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کے آخری ایام میں انہوں نے کوفے میں وفات پائی۔ ثقہ ہیں ان سے بہت سی روایتیں ہیں۔

حارث بن قیس رحمۃ اللہ علیہ:

مذحج کے جعفی ہیں۔ حضرت علی اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ خیثمہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو موسیٰ

اشعری رضی اللہ عنہ نے ان پر نماز پڑھی۔ حالانکہ پہلے ان کی نماز پڑھائی جا چکی تھی۔

حارث الاعور رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبداللہ بن کعب بن اسد بن خالد بن حوث۔ نام عبداللہ ابن سبع بن صعب بن معاویہ بن کثیر بن مالک بن جشم بن حاشد بن خیران بن نوف بن ہمدان' اور حوث وہ سبع کا بھائی ہے یہ ابو اسحاق کا گروہ سبیعی ہے۔ حارث حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا ایک قول بہت برا اور غمگین کرنے والا ہے۔ اور یہ ضعیف الروایۃ ہیں۔

علباء بن احمر سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو خطبہ دیا اور فرمایا: ''ایک درہم میں علم کون خریدتا ہے؟'' سو حارث اعور نے ایک درہم میں ایک کاپی خرید لی' پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان سے بہت سی باتیں علم وحکمت کی لے کر بطور یادداشت اس میں محفوظ کر لیں۔ اس کے بعد ایک خطبہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے کہا کہ اے اہل کوفہ تم پر نصف آدمی غالب آ گیا۔

عامر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بہت سی حدیثیں اور باتیں پوچھتے ہوئے حارث اعور سے دیکھا ہے (یعنی یہ دونوں بہت سی حدیثیں حارث اعور سے پوچھا کرتے تھے)۔ شعبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ حارث اعور بہت جھوٹا تھا۔ ابو اسحاق کا بیان ہے کہ کہا جاتا تھا کہ کوفے میں عبیدہ اور حارث اعور سے زیادہ علم فرائض کا جاننے والا اور کوئی نہیں۔

ابو اسحاق سے روایت ہے کہ حارث اعور ان کی قوم کا امام تھا وہ اس کے پیچھے نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔ اور جنازے کی نماز بھی اس کے پیچھے پڑھ لیا کرتے تھے۔ جب وہ کسی جنازے کی نماز پڑھاتا تو وہ صرف داہنی طرف کا سلام پھیرتا۔ ابو اسحاق کا ہی بیان ہے کہ حارث اعور نے وصیت کی کہ اس کے جنازے کی نماز عبداللہ بن یزید انصاری پڑھائیں' سو انہوں نے اس کے جنازے کی نماز پڑھائی اور چار تکبیریں کہیں پھر ہم قبر تک اس کے ہمراہ گئے۔ اس کو قبر میں رکھا گیا۔ میں نے دیکھا اس کے اوپر سے چادر اتار لی گئی صرف کفن رہ گیا۔ پھر اس کی قبر پر ایک ہری بھری شاخ گاڑ دی گئی۔

ابو اسحاق کا بیان ہے کہ حارث اعور نے وصیت کی تھی کہ اس کے جنازے کی نماز عبداللہ بن یزید پڑھائیں۔ سو اس کو پیروں کی طرف سے قبر میں اتارا گیا کیونکہ یہ سنت ہے اس کے کفن کے اوپر جو چادر اڑھائی گئی تھی وہ کھینچ لی گئی۔ عبداللہ بن یزید کا بیان ہے کہ صرف وہ کفن کافی ہے جو مرد کو دیا جاتا ہے' پھر حکم دیا کہ سبز شاخ قبر پر گاڑ دی جائے جب اس کو قبر میں داخل کر دیا گیا تو دعا مانگنے اور قبر پر کپڑا ڈالنے سے آپ نے منع کر دیا۔ فرمایا سنت یہی ہے۔

عبداللہ بن یزید اس وقت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما کی طرف سے کوفے کے عامل تھے۔

عمیر بن سعید رحمۃ اللہ علیہ:

عمیر بن سعید نخعی ہیں۔ حضرت علی' حضرت عبداللہ بن مسعود' حضرت عمار اور حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کوفے میں خالد بن عبداللہ کی ولایت کے زمانے میں وفات پائی۔

۱۱۵ھ میں۔ انہوں نے محمد بن جابر الحنفی کو پایا ہے اور ان سے روایت بھی کرتے ہیں۔ ثقہ راوی ہیں۔ ان سے بہت سی حدیثیں مروی ہیں۔

سعید بن وہب رحمۃ اللہ علیہ:

سعید بن وہب ' ہمدانی ہیں ' بنی یحمد بن موهب بن صادق بن نیاع بن دومان اور یہ سب نیاعی ہیں ہمدان سے۔ یہ حضرت علیؓ ' حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت خباب رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ یمن میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث سنی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے زمانے میں ہجرت سے قبل یہ ہر حال میں ہمیشہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے۔ اسی لزوم صحبت کی وجہ سے ان کو قرا دیعنی چچڑی کہا جاتا تھا۔ یہ سلمان ' ابن عمر ' ابن الزبیر اور شریح رضی اللہ عنہم سے بھی روایت کرتے ہیں۔

یہ اپنی داڑھی رنگا کرتے تھے۔ کوفے میں عبدالملک بن مروان کی خلافت میں ۷۶ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ ثقہ ہیں۔ بہت سی حدیثوں کے راوی ہیں۔

ہبیرہ بن یریم رحمۃ اللہ علیہ:

ہبیرہ بن یریم رحمۃ اللہ علیہ ' یہ ہمدان کے شبامی ہیں۔ شبام وہ عبداللہ بن اسعد بن جشم بن حاشید ہیں۔ شبام ان کا ایک پہاڑ تھا۔ اسی نام سے وہ موسوم ہوئے۔ اس کا باپ یریم ابوالعلاء بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتا ہے۔ یہ ہبیرہ رحمۃ اللہ علیہ ' حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ان کو یہ کہتے سنا: کہ ''روزہ دوزخ کی آگ کی ڈھال ہے''۔

عمر بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ:

عمر بن سلمۃ۔ ابن عمیرہ بن مقاتل بن الحارث بن کعب بن علوی بن علیان ابن ارحب بن دعام ہمدان سے۔ یہ حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں یہ وہ ہیں جن کو حضرت سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے محمد بن الاشعث بن قیس کے ہمراہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کرنے کے لیے بھیجا تھا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے جب اس کا چہرہ بشریٰ ' رعب وداب اور فصاحت و بلاغت کو دیکھا سنا تو بڑا تعجب کیا ' پوچھا کہ کیا تم مضری ہو؟ کہا نہیں پھر فرمایا:

إِنِّي لِمَنْ قَوْمٍ بَنَى اللّٰهُ مَسْجِدَ هُمْ ‏ عَلٰى كُلِّ بَادٍ فِي الْأَنَامِ وَحَاضِرٍ
أَبُوَّتُنَا أَبَاءُ صِدْقٍ نَمَى بِهِمْ ‏ إِلَى الْمَجْدِ أَبَاءُ كِرَامُ الْعَنَاصِرِ
وَأُمَّاتُنَا أَكْرَمُ بِهِنَّ عجائِزاً ‏ وَرِثْنِ الْعُلَا عَنْ كَابِرٍ لَعْدَ كَابِرٍ
حَبَّا هُنَّ كَافُوْرُ وَمِسْكٌ وَّعَنْبَرٌ ‏ وَلَيْسَ ابْنُ هِنْدٍ مِنْ جُنَاة الْمَغَافِرِ

ابوالزعراء رحمۃ اللہ علیہ:

ابوالزعرا کا نام عبداللہ بن ہانی ہے۔ حضرمی ہیں اور ان کا شمار کندہ میں ہوتا ہے۔ حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ ثقہ تھے ' اور قلیل الروایت۔

ابوعبدالرحمٰن سلمی رحمۃ اللہ علیہ:

نام عبداللہ بن حبیب۔ حضرت علیؓ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔

شعبہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ابوعبدالرحمٰن سلمی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کچھ نہیں سنا۔ ہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا ہے' سعد بن عبیدہ ابوعبدالرحمٰن سلمی رحمۃ اللہ علیہ سے اور وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں بہتر وہ شخص ہے جو قرآن کی تعلیم حاصل کرتا اور دیتا ہے''۔ اس لیے میں ہر اس مجلس میں بیٹھتا ہوں جس میں قرآن کی تعلیم وتدریس ہو۔ میں نے قرآن کی قرأت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حاصل کی ہے۔ یہ امام مسجد تھے۔

ان کا کہنا ہے کہ ہم نے ان صحابہ رضی اللہ عنہم سے قرآن کی تعلیم حاصل کی ہے' جن کا طریقہ یہ تھا کہ وہ صرف دس آیتوں کا مفہوم سمجھتے اور جب تک ان پر عمل نہ کرتے آگے نہ بڑھتے قرآن کے فہم کے ساتھ ساتھ عمل بھی کرتے جاتے (یہ قرآنی فہم وعمل ہی تو تھا جس نے انہیں آسمان ہدایت کے روشن ستارے بنایا) ہمارے بعد قرآن کے وارث ایسے لوگ ہوں گے کہ وہ پانی کی طرح قرآن پی جائیں گے (نہ کچھ سمجھیں گے اور نہ عمل کریں گے) قرآن کے الفاظ ہی رٹتے چلے جائیں گے' فہم وعمل سے ان کا کوئی تعلق نہ ہوگا اور اسی کا نام تلاوت قرآن رکھ دیں گے۔ قرآن ان کے حلق سے نیچے نہ اترے گا۔ ابوخالد کہتے ہیں کہ ابوعبدالرحمٰن سلمی رحمۃ اللہ علیہ صرف بیس آیتیں صبح کو تلاوت کرتے اور دس شام کو۔

بے لوث قرآنی خدمت:

عمرو بن حریث نے آپ کے پاس کوئی رقم بھیجی۔ لانے والے نے کہا کہ آپ نے ان کے لڑکے کو قرآن پڑھایا ہے یہ اس کا معاوضہ ہے۔ آپ نے وہ رقم یہ کہہ کر لوٹا دی کہ ہم اللہ کی کتاب پر اجرت نہیں لیتے۔

ابن بھدلہ کہتے ہیں کہ ہم ابوعبدالرحمٰن سلمی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا کرتے تھے' وہ کہا کرتے تھے کہ ابی الاحوص کے علاوہ کسی قصہ گو واعظ کے پاس نہ بیٹھو' شفیق کی مجلس میں نہ جایا کرو اور نہ ابووائل اور سعد بن عبید کی مجلس میں۔

ابوعبدالرحمٰن سلمی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں ابوالاحوص رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت وصحبت میں رہا آپ فقیہہ تھے انہوں نے فرمایا: ''ایک قفیز (بارہ صاع کا ایک پیمانہ) جو کے بدلے ایک قفیز گیہوں نہ لو' کہ یہ مکروہ ہے''۔

عبداللہ بن وہب کہتے ہیں کہ میرے والد نے مجھے قرآن پڑھایا ہے۔ میرے باپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے تھے۔ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ انہوں نے صدقہ فطر دینا کبھی ترک کیا ہو۔ ہمیشہ ہمارے تمام گھر والوں کی طرف سے خواہ چھوٹے ہوں یا بڑے اور آزاد ہوں یا مملوک سب کی طرف سے ایک صاع صدقہ فطر دیا کرتے تھے۔

فرماتے ہیں کہ کاش نماز پڑھنے والا نمازی یہ جانے کہ قبلے کی طرف منہ کرنے کی حقیقت کیا ہے اور اس میں کون سی حکمت پنہاں ہے (وہ یہ کہ ایک مسلمان اپنی پوری زندگی کا رخ اللہ کی طرف کردے اور کلی طور پر اللہ کا بندہ بن جائے)۔

عطاء بن سائب ابوعبدالرحمٰن سلمیؒ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک شخص سے پوچھا کہ تو مومن ہے یا مسلمان؟ اس نے کہا ہاں اگر اللہ چاہے (تو میں مومن اور مسلمان ہوں) آپ نے فرمایا کہ ان شاء اللہ نہ کہہ (یوں کہہ کہ ہاں میں مومن اور

مسلمان ہوں) وہ کہتے ہیں کہ میں نے مسعر سے پوچھا کہ اے ابوسلمہ! میں کہتا ہوں کہ حقیقت میں مومن ہوں (کیا میرا یہ کہنا صحیح ہے؟) کہا ہاں' تو مومن باطل ہوگا؟ کیا کسی شخص کا یہ کہنا صحیح اور اچھا ہے کہ اگر اللہ چاہے تو اس کا یہ نام رکھو (مطلب یہ کہ اپنے فہم وشعور اور عزم وارادے سے یہ سمجھنا اور کہنا چاہیے کہ میں مومن اور مسلمان ہوں' ان شاء اللہ کہنے کی ضرورت نہیں)۔

سعد بن عبیدہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ابوعبدالرحمٰن سلمی رحمۃ اللہ علیہ نے صرف ایک قمیض میں نماز پڑھی۔ نہ ان پر کوئی چادر تھی اور نہ ازار۔

عطاء بن سائبؒ کہتے ہیں کہ انہوں نے کہا۔ میں یہ کہنے کو مکروہ سمجھتا ہوں کہ کوئی یہ کہے کہ میں نے اس چیز کو ساقط کر دیا بلکہ بجائے اس کے یوں کہے کہ میں اس سے غافل ہوگیا۔ یہ کہتے ہیں کہ جب تجھ سے یہ پوچھا جائے کہ تو کیسا ہے؟ تو کہنا چاہیے الحمدللہ میں بخیر ہوں۔

عطاء بن سائب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں ابوعبدالرحمٰن سلمی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا۔ آپ اپنے ایک غلام کو (کسی بیماری کی وجہ سے) داغ دے رہے تھے۔ میں نے کہا یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟ (علاج کیوں نہیں کرتے؟) میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا ہے کہ کوئی مرض ایسا نہیں جس کی اللہ نے شفا نازل نہ کی ہو۔

یہی کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ عبدالرحمٰن بن حبیب کے پاس آیا۔ وہ مسجد میں ہی اپنے تمام امور سرانجام دے رہے تھے۔ میں نے کہا آپ پر اللہ رحم کرے آپ اپنے بستر پر ہوتے' مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث پہنچی ہے: ''جب تک ایک نمازی اپنے مصلّٰی پر نماز میں مشغول رہتا ہے اس وقت تک فرشتے اس کے لیے دعا کرتے رہتے ہیں کہ اے اللہ! اس کی مغفرت کر اور اس پر اپنا رحم کر''۔ فرمایا میں چاہتا ہوں کہ مجھے موت بھی مسجد ہی میں آئے۔ (اس لیے میں ہمیشہ مسجد ہی میں رہتا ہوں۔ خواہ نماز کا وقت ہو یا نہ ہو)۔

عطاء بن سائب رحمۃ اللہ علیہ ہی کا بیان ہے کہ ہم موت کے وقت ابوعبدالرحمٰن سلمی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچے آپ نے فرمایا: میں اللہ کی رحمت ومغفرت کا امیدوار ہوں میں نے ۸۰ رمضان پورے روزوں کے ساتھ گزارے ہیں۔ ابوعبدالرحمٰن سلمی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات عبدالملک بن مروان کی خلافت اور بشر بن مروان کی ولایت میں کوفے میں ہوئی۔ ثقہ راوی تھے۔ بہت سی حدیثوں کے راوی ہیں۔

عبداللہ بن معقل رحمۃ اللہ علیہ:

عبداللہ بن معقل ابن مقرن مزنی ہیں۔ ابوولید کنیت ہے۔ حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ ابواسحاق کہتے ہیں کہ میں عبداللہ بن معقل رحمۃ اللہ علیہ کے جنازے میں شریک ہوا۔ ایک شخص نے کہا کہ اس قبر والے نے وصیت کی تھی کہ اس کی قبر پر سرسبز شاخ گاڑی جائے۔ ثقہ راوی تھے اور کئی حدیثوں کے راوی ہیں۔

عبدالرحمٰن بن معقل رحمۃ اللہ علیہ:

عبدالرحمٰن بن معقل ان کا بھائی ہے۔ یہ بھی حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ اس کی روایتوں میں جو اس کے باپ سے ہیں (محدثین نے) کلام کیا ہے (کہ وہ کس درجے کی ہیں) وہ چھوٹے تھے۔ اللہ ان پر رحمت کرے۔

سعد بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ:

سعد بن عیاض ثمالی از دمیں سے ہیں۔ حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں' یہ بہت کم حدیثیں بیان کیا کرتے تھے۔

ابوفاختہ سعید بن علاقہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابوفاختہ کا نام سعید بن علاقہ ہے۔ یہ جعدۃ بن ہبیرہ مخزومی کے آقا ہیں۔ حضرت علی' حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔

ربیع بن عمیلہ رحمۃ اللہ علیہ:

ربیع بن عمیلہ فزاری ہیں اور وہ ابورکین بن ربیع ہیں۔ حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ ثقہ ہیں' اور کئی حدیثوں کے راوی ہیں۔

قیس بن سکن رحمۃ اللہ علیہ:

قیس بن سکن اسدی ہیں۔ بنی سواءۃ بن الحارث بن سعد بن ثعلبہ بن دودان بن اسد حضرت علی' حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے حضرت مصعب بن الزبیر بن عوام کے زمانے میں کوفے میں وفات پائی۔ ثقہ ہیں کئی احادیث کے راوی ہیں۔

ہزیل بن شرحبیل رحمۃ اللہ علیہ:

ہزیل بن شرحبیل مذحج کے اودی ہیں۔ حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں اور ثقہ راوی تھے۔

ارقم بن شرحبیل رحمۃ اللہ علیہ:

ارقم بن شرحبیل رحمۃ اللہ علیہ ان کے بھائی ہیں۔ انہوں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنا ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی کوئی روایت کی ہے یا نہیں۔ اس کا بھائی ہزیل بھی اس سے روایت کرتا ہے۔ یہ ثقہ راوی تھے اور بہت کم روایت کرتے تھے۔

ابوالکنود الازدی رحمۃ اللہ علیہ:

ابوالکنود الازدی کا نام عبداللہ بن عوف ہے۔ بعض عبداللہ بن عویمر بتلاتے ہیں۔ حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔

حکم کا بیان ہے کہ ایک شخص نے مجھ سے بیان کیا کہ ابوالکنود نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی' آپ نے دو سلام کہے: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یہ ثقہ راوی تھے۔

چند احادیث کے راوی ہیں۔

شداد بن معقل رحمۃ اللہ علیہ:

شداد بن معقل اسدی ہیں۔ اسد بنی خزیمہ۔ حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں اور قلیل الحدیث ہیں۔

حبہ بن جوین رحمۃ اللہ علیہ:

حبۃ بن جوین۔ بجیلہ کے عرنی ہیں۔ حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں' عبدالملک بن مروان کی خلافت کے اوّلین ایام میں ۷۶ھ میں وفات پائی۔ کئی حدیثوں کے راوی ہیں' مگر ضعیف ہیں۔

عمیر بن مالک ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ:

عمیر بن مالک ہمدانی ہیں۔ حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے صرف دو حدیثیں روایت کرتے ہیں۔ اللہ ان پر رحمت کرے۔

عمرو بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

عمرو بن عبداللہ' اصم الوداعی ہمدان سے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ حضرت علی اور مسروق رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے بہت کم روایتیں ہیں۔

عبداللہ بن سنان رحمۃ اللہ علیہ:

عبداللہ بن سنان اسدی ہیں۔ اسد بنی خزیمہ' ابوسنان کنیت ہے۔ حضرت علیؓ حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ جماجم سے قبل حجاج کے دور میں وفات پائی۔ ثقہ راوی ہیں۔ کئی حدیثیں ان سے مروی ہیں۔

زاذان ابوعمر رحمۃ اللہ علیہ:

زاذان ابوعمر۔ یہ کندہ کے مولیٰ ہیں۔ حضرت علیؓ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ حضرت سلمان حضرت براء بن عازب اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔

عنترہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر ملی ہے کہ زاذان حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے' آپ کی مجلس میں لوگوں کا جمگھٹا تھا۔ آپ نے ان کو اپنے نزدیک بلایا اور اپنے پاس بٹھایا۔

زاذان کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے وہ مسائل پوچھے جو لوگوں نے مجھ سے پوچھے تھے' حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بہت سے لوگوں کے رزق کا انتظام کیا کرتے تھے۔ میرا مولیٰ بھی ان سے رزق حاصل کرتا تھا اور ہم اسی سے کھاتے پیتے تھے۔ حجاج کے زمانے میں جماجم کے بعد ان کا انتقال ہوا ثقہ تھے۔ بہت کم روایت کرتے تھے۔

عباد بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

عباد بن عبداللہ اسدی ہیں۔ حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں' ہیں۔ چند حدیثوں کے راوی ہیں۔

کمیل بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ:

کمیل بن زیاد۔ ابن نہیک بن ہشیم بن سعد بن مالک بن الحارث بن صہبان بن سعد بن مالک بن نخع مذحج سے ہیں۔ یہ حضرت عثمانؓ' حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگِ صفین میں شریک ہوئے۔ اپنی قوم میں شریف وممتاز اور مطاع تھے کوفے میں حجاج بن یوسف نے اس کو بلا کر قتل کر دیا۔

قیس بن عبد رحمۃ اللہ علیہ:

قیس بن عبد رحمۃ اللہ علیہ۔ ہمدانی ہیں' یہ عامر بن شراحیل بن الشعبی کے چچا ہیں۔ حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ بہت کم حدیثیں بیان کیا کرتے تھے۔

حصین بن قبیصہ:

حصین بن قبیصہ رحمۃ اللہ علیہ اسدی ہیں۔ اسد بن خزیمہ' حضرت علی' حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت سلمان رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔

ابوالقعقاع الجرمی رحمۃ اللہ علیہ:

ابوالقعقاع جرمی۔ قضاعہ سے ہیں۔ حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ میں قادسیہ کی جنگ میں شریک ہوا اور میں یافع کا غلام تھا۔

ابورزین رحمۃ اللہ علیہ:

ابورزین۔ ان کا نام مسعود ہے اور ابووائل کے آقا ہیں۔

شقیق بن سلمۃ رحمۃ اللہ علیہ:

شقیق بن سلمہ اسدی ہیں۔ حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت کرتے ہیں۔

عاصم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں مجھ سے ابووائل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ کیا آپ کو اس بات سے تعجب نہیں ہوتا کہ ابورزین رحمۃ اللہ علیہ بوڑھا ہو گیا اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں وہ لڑکا تھا' اور میں جوان تھا۔ ان سے کئی حدیثیں مروی ہیں۔

عرفجہ رحمۃ اللہ علیہ:

عرفجہ حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی۔ آپ نے دو رکعتوں میں رکوع سے پہلے دعاءِ قنوت پڑھی۔

معدی کرب رحمۃ اللہ علیہ:

معدی کربؒ، یہ ہمدان کے مشرقی ہیں۔ مشرق یمن کا ایک موضع ہے جس کی طرف وہ منسوب ہیں۔ حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ اور ان سے کئی حدیثیں مروی ہیں۔

عبدالرحمٰن بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

عبدالرحمٰن بن عبداللہ۔ ابن مسعود ہذلی اور حلیف بنی زہرہ۔ حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ ثقہ تھے۔ بہت کم روایت کرتے تھے۔ وہ روایتیں جو یہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں ان میں محدثین کو کلام ہے۔ کیونکہ یہ چھوٹے تھے۔

شتیر بن شکل رحمۃ اللہ علیہ:

شتیر بن شکل' ابن حمید عبسی۔ حضرت علی' حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما اور اپنے والد سے روایت کرتے ہیں' انہوں نے مصعب بن الزبیر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں کوفے میں وفات پائی۔ ثقہ تھے۔ کم روایت کرتے تھے۔

تابعین رحمۃ اللہ علیہم کا وہ طبقہ جو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتا ہے۔

ابوالاحوص رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام عوف بن مالک بن نضلۃ الجشمی ہے۔ قبیلہ ہوازن سے۔ یہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ حضرت حذیفہ اور حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور اپنے والد سے بھی روایت کرتے ہیں ان کو صحبت میسر تھی' زید بن صوحان سے۔

علی ابن الاقمر کا کہنا ہے کہ میں نے ابوالاحوص کو یہ کہتے سنا کہ ''ہم تین بھائی تھے۔ ایک حروریہ میں مارا گیا۔ اور دوسرا فلاں فلاں دن قتل ہوا اور تیسرا میں ہوں۔ میں نہیں جانتا کہ اللہ میرے ساتھ کیا معاملہ کرے گا''۔

شعبہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے ابواسحاق سے پوچھا ابوالاحوص کیسا تھا؟ کہا وہ مسجد میں ہم پر پانی ڈالتا تھا اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیثیں سناتا۔

عاصم کہتے ہیں کہ ہم ابوعبدالرحمٰن سلمی کی مجلس میں آیا کرتے تھے اور ابھی بچے ہی تھے وہ ہم سے کہا کرتے تھے کہ قصہ گو واعظوں کی مجلس میں نہ بیٹھا کرو سوائے ابوالاحوص کے اور شقیق اور سعد بن عبیدہ کی مجلس سے بھی اجتناب برتو۔

عاصم کہتے ہیں کہ میں نے ابوالاحوص رحمۃ اللہ علیہ کے جسم پر ایک خاص قسم کے ریشم کی چادر دیکھی ہے۔ یہ ثقہ تھے۔ کئی حدیثوں کے راوی ہیں۔

ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ علیہ:

یہ تابعین کے ان بلند پایہ ارباب فضل وکمال میں سے ہیں جن کا علم وتقویٰ آج تک امت مسلمہ سے خراج تحسین وصول کررہا ہے اور قیامت تک کرتا رہے گا۔ مترجم۔

نام ونسب:

نام ربیع' بن خثیم بن عائذ بن عبداللہ بن منقذ بن ثور ثوری (ربیع ان تابعین میں ہیں جنہوں نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا دور مقدس پایا لیکن شرف صحابیت سے محروم رہے مگر اس دور کی برکات سے مالا مال ہوئے۔ اور علم وعمل اور زہد وتقویٰ اور

صدق وصفا کا پیکر کہلائے' صحابہ رضی اللہ عنہم میں سب سے زیادہ فیض حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے پایا' حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے خصوصیت کے ساتھ بہت زیادہ تعلق رہا ہے۔ ابوعبیدہ کا بیان ہے کہ ان کی بارگاہ میں ربیع کو اتنا تقرب اور سعادت حاصل تھی کہ جب وہ ان کی خدمت میں حاضر ہوتے تو جب تک دونوں کی تنہائی کی صحبت ختم نہ ہو جاتی کسی کو اندر داخل ہونے کی اجازت نہ ملتی۔ جب دونوں اپنی علمی ضرورتیں پوری کر لیتے تو پھر کسی کو اجازت ملتی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پر ان کے شعور واخلاص اور فضائل وکمالات کا اتنا اثر تھا کہ وہ ان سے فرمایا کرتے کہ ابویزید! اگر تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھتے تو تم سے محبت فرماتے۔ جب میں تم کو دیکھتا ہوں تو مجھے متواضعین یاد آتے ہیں۔

عاصم کہتے ہیں کہ جب حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ' ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھتے تو کہتے: وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِیْنَ (اور متواضعین کو خوشخبری دیتے)۔

عبادت میں ذوق وانہماک:

ابی عبیدہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ربیع سے زیادہ لطیف العبادۃ یعنی عبادات کو پورے شعور وخلوص' ظاہری وباطنی آداب کو ملحوظ رکھنے والا اور ذوق وانہماک سے بجالانے والا اور کسی کو نہیں دیکھا۔

شعبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ربیع رحمۃ اللہ علیہ کی جس مجلس میں بھی میں بیٹھا وہ کہا کرتے تھے کہ میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ میں کسی بات کو دیکھوں اور اس پر مجھ سے گواہی طلب کی جائے اور میں اس کی گواہی نہ دوں' میں کسی حاجت مند کو دیکھوں اور اس کی مدد نہ کروں اور کسی مظلوم کو دیکھوں اور اس کی مدد نہ کروں۔

آپ تنہائی پسند تھے' نہ کہیں جاتے آتے تھے' نہ کسی مجمع میں بیٹھتے تھے۔ امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ جب سے آپ سن شعور کو پہنچے' نہ کسی مجلس میں بیٹھے' نہ کسی شاہراہ پر گئے۔ اس کی وجہ وہ یہ بیان کرتے تھے کہ میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ میں کسی مقام پر جاؤں اور وہاں کوئی ایسی بات دیکھوں جس میں شہادت کے لئے بلایا جاؤں اور شہادت نہ دے سکوں۔ یا کسی گرانبار آدمی کو دیکھوں اور اس کی مدد نہ کر سکوں یا مظلوم کو دیکھ کر اس کی اعانت نہ کر سکوں۔

ابوحیان اپنے والد کی زبانی بیان کرتے ہیں کہ میں نے ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ علیہ کو کبھی دنیا کا ذکر کرتے نہیں سنا' صرف ایک مرتبہ اتنا پوچھا کہ تمہارے محلے میں کتنی مسجدیں ہیں؟

وعظ ونصیحت:

آپ کو قرآنی تفسیر وتاویل اور فکر واستدلال کا خاص ملکہ حاصل تھا جو ان کے مواعظ سے ظاہر ہوتا ہے۔ آپ کا وعظ عموماً یہ ہوتا تھا:

''اے خدا کے بندے ہمیشہ بھلائی کی بات کہا کر' بھلائی پر عمل کیا کر' ہمیشہ اچھی اور عمدہ خصلتوں کا مظاہرہ کیا کر' اپنی مدت (حیات) کو زیادہ نہ سمجھ' اپنے قلب کو سخت نہ بنا (دلوں کی سختی گناہوں کی کثرت سے پیدا ہوتی ہے) اور تو ان لوگوں کی مانند نہ بن جو کہتے ہیں ہم نے سنا' حالانکہ وہ نہیں سنتے۔ (یہ قرآن کی اس آیت کا مفہوم ہے):

﴿ وَ لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ﴾ (سورۂ انفال)

''ان لوگوں کی طرح نہ بنو جو کہتے ہیں ہم نے سنا۔ حالانکہ وہ نہیں سنتے''۔

اے اللہ کے بندے! اگر تو اچھے کام کرتا ہے تو برابر کیے چلا جا۔ کیوں کہ عنقریب تجھے وہ دن پیش آنے والا ہے جب تو یہ حسرت و افسوس کرے گا کہ کاش زیادہ سے زیادہ نیک کام کیے ہوتے۔ اگر تجھ سے کچھ گناہ سرزد ہو چکے ہیں (تو ان کو چھوڑنے اور آئندہ کے لیے نہ کرنے کا عہد کر) اس لیے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ ﴾ (سورۂ ہود: ۱۰)

''نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں اور یہ نصیحت حاصل کرنے والوں کے لیے (بہترین اور جامع) نصیحت ہے''۔

اے اللہ کے بندے! اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کے ذریعہ جو علم عطا فرمایا ہے اس پر اللہ کا شکر ادا کر اور جو علم اس نے تجھے عطا نہیں کیا' بلکہ اپنے لیے مخصوص رکھا ہے' اس کو اس کے جاننے والے کے سپرد کر کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ قُلْ مَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ . اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ . وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعْدَ حِيْنٍ ﴾ (سورۂ ص: ۵)

''اے پیغمبر! کہہ دے کہ میں اس پر تجھ سے کوئی اجر نہیں چاہتا اور میں تکلیف کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔ قرآن دونوں عالموں کے لیے نصیحت ہے۔ اور ایک وقت آئے گا جب تم کو اس کی حقیقت معلوم ہو جائے گی''۔

موت کو زیادہ یاد کیا کر۔ اس دن کو یاد کیا کرو جب تمام مخفی باتیں ظاہر ہو جائیں گی اور تمام اعمال سامنے آ کھڑے ہوں گے''۔

بنی ثور کی خصوصیات:

(ہر خاندان کی کچھ نہ کچھ خصوصیات اور روایات ہوا کرتی ہیں۔ جو کم و بیش اس کے ہر فرد میں پائی جاتی ہیں۔ یہ کچھ تو ماحول سے بنتی ہیں' کچھ ماں باپ سے وراثتاً ملتی ہیں اور کچھ تعلیم و تربیت سے پیدا کی جاتی ہیں۔ حضرت ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ علیہ جس خاندان سے تعلق رکھتے تھے وہ بنی ثور تھا۔ اور بنی ثور عبادت و ریاضت میں ممتاز و نمایاں تھے۔ اس لیے ربیع رحمۃ اللہ علیہ میں یہ خصوصیت بدرجہ اتم پائی جاتی تھی۔ مترجم)

ابراہیم کہتے ہیں کہ ربیع بن خثیم علقمہ رحمۃ اللہ علیہ سے ملا کرتے تھے۔ ان کا قبیلہ مسجد میں بہت زیادہ بیٹھنے والا تھا۔ ایک مرتبہ مسجد میں کچھ عورتیں داخل ہوئیں' تو آپ مسجد میں نہیں گئے۔ کہا گیا آپ مسجد میں کیوں داخل نہیں ہوتے! فرمایا: اس وقت علقمہ رحمۃ اللہ علیہ کا دروازہ بند ہے۔ میں ان کی مشغولیت میں مخل نہیں ہونا چاہتا۔

شقیق روایت کرتے ہیں کہ وہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے چند اصحاب کے ساتھ ربیع کی ملاقات کو گئے۔ ایک شخص نے راستے میں پوچھا آپ کہاں جاتے ہیں؟ ہم نے کہا ربیع رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے کے لیے۔ اس نے کہا آپ لوگ ایک ایسے شخص کے پاس جا رہے ہیں کہ جب وہ کوئی بات کہتا ہے تو جھوٹ نہیں کہتا۔ جب وہ وعدہ کرتا ہے تو وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ اگر اس کے پاس امانت

رکھوتو خیانت نہیں کرتا۔

گفتگو میں احتیاط:

(وہ گھر میں بھی عموماً خاموش رہتے تھے۔ بہت کم باتیں کرتے تھے' کوئی فضول کلمہ تو ان کی زبان سے کبھی نکلتا ہی نہ تھا) ایک شخص آپ کی خدمت میں بیس سال رہا۔ اس کا بیان ہے کہ میں نے بیس سال کی طویل مدت میں ان کی زبان سے کوئی ایسا کلمہ نہیں سنا جس پر نکتہ چینی کی جا سکے۔ اسی شخص کا بیان ہے کہ میں نے بیس سال کے عرصہ میں ربیع رحمۃ اللہ علیہ کو کلمہ خیر کے علاوہ دوسرا کلمہ کہتے ہوئے نہیں دیکھا۔

ابوقیس کہتے ہیں کہ میں ربیع رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا ''نیکی اور خیر کی بات کہا کرو' نیک عمل کیا کرو (قول و فعل دونوں کو پابند شرع بناؤ) اور نیک اجر پاؤ''۔

سفیان رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جب ربیع رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا جاتا آپ نے صبح کیسے کی؟ آپ کا کیا حال ہے؟ تو آپ فرماتے ہم نے صبح کمزور اور گنہگار کی حیثیت سے کی' اپنا رزق کھاتے ہیں اور اپنی موت کا انتظار کرتے ہیں۔

آپ کے پاس کوئی شخص آتا تو آپ کی عزلت نشینی اور خاموشی ٹوٹ جاتی اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فرض ادا کرتے۔ ہر شخص سے فرماتے اچھی باتیں کہا کرو' خود بھی اچھی باتوں پر عمل کیا کرو' ہمیشہ بھلائی پر رہا کرو' جہاں تک ہو سکے نیک کاموں میں زیادتی کرو اور برے کاموں میں کمی۔ ہر شخص کو فضول گوئی سے منع کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ باتیں کم کیا کرو اور اگر ہو سکے تو فضول باتوں کی بجائے سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُلِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ کہا کرو لوگوں کو نیکی کا حکم دیا کرو۔ برے کاموں سے روکا کرو' قرآن کی تلاوت کیا کرو' دین واخلاق کی باتیں پوچھا کرو اور نفس وشیطان کی پیروی سے اللہ کی پناہ مانگا کرو۔

ایک مرتبہ آپ نے فرمایا: خدا کی قسم مجھے خود اپنے نفس پر اطمینان نہیں ہے کہ دوسروں کو برا کہوں' لوگوں کا عجیب حال ہے کہ وہ دوسروں کے گناہوں پر تو ڈرتے ہیں لیکن خود اپنے گناہوں کی طرف سے بے خوف رہتے ہیں۔

علم کے بقدر عمل کی ترغیب:

جب بھی کوئی شخص آپ کے پاس آتا تو اس سے فرماتے: اللہ کے بندے! تو احکام الٰہی کا جتنا بھی علم رکھتا ہے اس کے مطابق اللہ کے احکام کی اطاعت کر۔ تم محض اپنی نیکی سے نیک نہیں بن سکتے بلکہ دوسروں کو بھی نیک بنانے اور گناہوں سے بچانے کی کوشش کرو۔ تم نیکی کا حق ادا نہیں کر سکتے جیسا کہ نیکی کا حق ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ہر نیک کام محض اللہ تعالیٰ کی رضامندی وخوشنودی کے لیے کرو (اس میں ریاکاری کا شائبہ نہ ہو) تم برائی سے نہیں بچ سکتے جیسا کہ برائی سے بچنے کا حق ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جتنی شریعت نازل ہوئی ہے اس پوری شریعت پر عمل پیرا نہیں ہو سکتے (حتی الامکان احکام شریعت پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کرتے رہو) جو گناہ تم لوگوں سے چھپ کر کرتے ہو' وہ اللہ پر ظاہر ہیں۔ تم اللہ سے اپنی کوئی بات مخفی نہیں رکھ سکتے اپنے ظاہری اور مخفی گناہوں کا علاج کرو اور ان کا علاج یہی توبہ ہے اور پھر وہ گناہ نہ کرے۔

عاجزیٔ طبع پر سیدنا ابن مسعود کی گواہی:

آپ فرماتے ہیں ہر وہ نیک عمل جس کا مقصد رضاءِ الٰہی کا حصول نہ ہو وہ بے کار ہے۔ان سے کہا گیا۔آپ کبھی کسی کو برا نہیں کہتے۔فرمایا: خدا کی قسم مجھے تو خود اپنے نفس پر اطمینان نہیں ہے۔دوسروں کو کیا برا کہوں۔لوگوں کا عجیب حال ہے کہ وہ دوسروں کے گناہوں پر تو ڈرتے ہیں' لیکن خود اپنے گناہوں سے بے خوف ہیں۔

ان کے عجز و نیاز اور خاکساری کو دیکھ کر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ تم کو دیکھ کہ مجھے متواضعین کی یاد آجاتی ہے۔مسلم ابی عبداللہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ مسجد میں نمازیوں کا بڑا ہجوم تھا۔جب جماعت کھڑی ہونے لگی اور لوگ آگے بڑھے تو ایک شخص نے جو ربیع رحمۃ اللہ علیہ کے پیچھے تھا' اس نے کہا آگے بڑھئے لیکن ہجوم کی وجہ سے آگے بڑھنے کا راستہ نہ تھا اس لیے آپ آگے نہ بڑھ سکے۔اس نے غصے میں پیچھے سے ان کی گردن میں کونچا دیا' آپ اس کو جانتے بھی نہ تھے' آپ نے اس سے صرف اتنا کہا کہ خدا تم پر رحم کرے۔خدا تم پر رحم کرے' اس شخص نے آنکھ اٹھا کر دیکھا تو وہ ربیع رحمۃ اللہ علیہ تھے' انہیں دیکھ کر وہ فرطِ ندامت سے رونے لگا۔ایک شخص نے ابووائل رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ عمر میں آپ بڑے ہیں یا ربیع؟ انہوں نے جواب دیا کہ سن میں میں ان سے بڑا ہوں لیکن عقل میں وہ مجھ سے بڑے ہیں۔

خوفِ خدا اور فکرِ آخرت:

وہ صرف اپنے ہی قبیلے میں نہیں بلکہ پوری جماعت تابعین میں عابد ترین افراد میں سے تھے زہد و ورع کے اعتبار سے ممتاز ترین تھے۔زہد و ورع' عبادت و ریاضت اور اعمالِ حسنہ کا سرچشمہ خشیتِ الٰہی ہے۔ساری ساری رات عبادت کرتے تھے۔جن آیات میں موعظت یا خوفِ الٰہی کا مضمون ہے ان کو پڑھتے پڑھتے صبح کر دیتے۔آپ کے غلام نسیر ابوالطمعہ کا بیان ہے کہ ربیع رحمۃ اللہ علیہ رات کی تاریکی میں تہجد پڑھتے ہوئے جب اس آیت پر پہنچے:

﴿ أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ أَنْ نَجْعَلَهُمْ كَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَوَاءً مَحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ﴾ (سورۂ جاثیہ:۲)

''کیا جنہوں نے برائیاں کی ہیں' یہ گمان کرتے ہیں کہ ہم ان کو ان لوگوں کے برابر کر دیں گے' جو ایمان لائے اور نیک اعمال کئے۔جن کی زندگی اور موت برابر ہے۔وہ لوگ کیا برا فیصلہ کرتے ہیں؟''۔

تو اس قسم کی آیتوں کو دُہراتے دُہراتے صبح کر دیتے۔آپ نوافل بھی کثرت سے مسجد میں ہی پڑھتے تھے آپ عذابِ دوزخ کا معمولی نمونہ دیکھ کر بے ہوش ہو جاتے تھے۔اعمش رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ لوہار کی بھٹی کی طرف سے گزرے تو بھٹی دیکھ کر بے ہوش ہو گئے۔

نماز باجماعت کا اہتمام:

نماز باجماعت کبھی ناغہ نہ ہونے دیتے تھے۔آخر عمر میں فالج کے اثر سے چلنے پھرنے سے معذور ہو گئے تھے لیکن اس حالت میں بھی نماز باجماعت نہ چھوڑتے تھے۔ابوحیان اپنے والد کی زبانی بیان کرتے ہیں کہ ربیع رحمۃ اللہ علیہ فالج سے بالکل معذور ہو گئے

تھے لیکن نماز کے لیے پیروں سے گھسٹتے ہوئے یا دوسروں کا سہارا لے کر مسجد میں آتے تھے۔ لوگ کہتے ابو یزید! اس حالت میں تو آپ کو گھر میں ہی نماز پڑھ لینے کی اجازت ہے پھر اس تکلیف کی کیا ضرورت ہے؟ جواب دیتے کہ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ سننے کے بعد جہاں تک ہو سکے اس کا جواب (عملاً) دینا چاہیے' خواہ گھٹنے کے بل چلنا پڑے۔

انفاق فی سبیل اللہ کا دلچسپ واقعہ:

منذر ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ربیع رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے گھر والوں سے خبیص (ایک قسم کا کھانا) پکانے کو کہا۔ چونکہ وہ اپنے لیے کبھی کسی چیز کی فرمائش نہ کرتے تھے اس لیے ان کی بیوی نے بڑے اہتمام سے خبیص تیار کیا۔ ان کے پڑوس میں ایک دیوانہ رہتا تھا' ربیع رحمۃ اللہ علیہ وہ خبیص لے کر اس کے پاس پہنچے اور اس کو کھلانے لگے۔ اس کے منہ سے لعاب بہتا جاتا تھا۔ جب اسے کھلا کر واپس گھر آئے تو ان کی بیوی نے کہا میں نے اتنے اہتمام سے زحمت اُٹھا کر تو خبیص تیار کیا تو تم نے ایک ایسے شخص کو کھلا دیا جو یہ بھی نہیں جانتا کہ اس نے کیا کھایا۔ آپ نے فرمایا اگر وہ نہیں جانتا تو خدا تو جانتا ہے۔

(یعنی اللہ کے بندوں کی امداد و دست گیری کرنا' بھوکوں کو کھانا کھلانا' ننگوں کو کپڑا پہنانا' اور عام فلاں و بہبود کے کاموں میں اپنا مال' اپنا علم اور اپنی محنت خرچ کرنا۔ یہ ہے انفاق فی سبیل اللہ' یہ بندۂ مومن کی سب سے بڑی صفت ہے' اپنی ذاتی ضرورتوں پر تو سب ہی مال خرچ کرتے ہیں۔ خوبی اور نیکی کی بات یہ ہے کہ دوسروں کی ضرورتوں پر بھی مال خرچ کیا جائے اور اپنی ضرورتوں کو نظر انداز کر کے دوسروں کی ضرورت پوری کر دینا تو یہ بہت بڑی نیکی کی بات اور خدا پرستی کا بہت بڑا ثبوت ہے۔ مترجم)

یہ صفت ربیع رحمۃ اللہ علیہ میں بدرجہ اتم موجود تھی۔ آپ کو شیرینی مرغوب تھی مگر جب کوئی سائل آتا تو آپ شکر اسے دے دیتے۔ لوگ آپ سے کہتے بھلا وہ یہ شکر لے کر کیا کرے گا۔ اس سے بہتر تو اس کے لیے روٹی تھی۔ فرماتے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ﴾ اور وہ اللہ کی محبت میں بھوکوں کو کھانا کھلاتے ہیں۔

تقویٰ اور احتیاط:

جو شخص آپ سے وصیت کی درخواست کرتا تو آپ اسے قرآنی آیات و احکام لکھوا دیتے۔ چنانچہ ایک شخص نے آپ سے درخواست کی تو آپ نے اسے قرآن پاک کی یہ آیت ﴿قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ﴾ (کہہ دیجئے آؤ! میں تمہیں بتلاؤں کہ تمہارے رب نے تم پر کن کن چیزوں کو حرام کیا ہے) ﴿لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾ (تاکہ تم متقی بن جاؤ) تک لکھوا دی (اس آیت کریمہ میں اسلامی معاشرے کے بنیادی امور اور خدوخال بیان ہوئے) اس نے کہا میں آپ کے پاس اس لیے آیا تھا کہ آپ مجھے کچھ وصیت کریں گے۔ آپ نے فرمایا: بس اسی پر عمل کرو۔ اس سے بڑھ کر اور نصیحت کیا ہو سکتی ہے۔

بکر بن ماعز کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ربیع رحمۃ اللہ علیہ کی بچی نے کہا: ابا! میں کھیلنے جاتی ہوں؟ فرمایا جاؤ اچھی باتیں کہو۔ بھلا چھوٹی سی بچی اس کو کیا سمجھتی کہ اچھی باتیں کون سی ہیں اور بری باتیں کون سی؟ وہ بضد گئی کہ میں تو کھیلنے جاتی ہوں۔ لوگوں نے کہا جب یہ کھیلنے جانا چاہتی ہے تو آپ اسے جانے کیوں نہیں دیتے؟ فرمایا: میں یہ نہیں چاہتا کہ میرے نامۂ اعمال میں یہ لکھا جائے کہ میں نے کھیل کا حکم دیا۔

نردشیر کا کھیل لہو ولعب ہے۔ شریعت کی رو سے ناجائز ہے۔ ربیع رحمۃ اللہ علیہ شدت احتیاط میں کہا کرتے تھے کہ میں نردشیر کے پانسوں کو اپنے ہاتھوں سے الٹنا خنزیر کے گوشت کو اٹھا لینے سے زیادہ ناپسند کرتا ہوں۔

منذر کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ان کے پاس ایک سائل آیا۔ آپ نے فرمایا اس کو شکر دو' ان کی بیوی نے کہا یہ شکر لے کر کیا کرے گا؟ آپ نے کہا کہ میں تو اپنا جذبہ خیر پورا کرلوں گا۔ اس موقعہ پر آپ نے فرمایا: کہ فضول کلام سے بچا کرو۔ تم کہو کہ اللہ نے اپنی کتاب میں یہ کہا ہے اور تم عملاً اس کی تکذیب کرو۔ تمہارا کلام ہمیشہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ ہونا چاہیے' نیکی کا حکم دینے اور بدی سے روکنے کے لیے زبان کھولنی چاہیے۔ ہمیشہ قرآن کی تلاوت کرتے رہنا چاہیے اگر سوال کرو تو نیکی کے متعلق اور برے کاموں سے اللہ کی پناہ مانگا کرو۔

تکلیف پر صبر و شکر:

داؤد قطان کہتے ہیں کہ جب ربیع رحمۃ اللہ علیہ پر فالج کا حملہ ہوا اور آپ معذور ہو گئے تو بکر بن ماعز آپ کی خدمت کیا کرتے تھے' ان کا سر دھوتے' بال سنوارتے نہلاتے دھلاتے۔ ایک دن آپ ان کا سر دھلا رہے تھے کہ ان کا لعاب بہہ پڑا' یہ دیکھ کر وہ رو پڑے۔ آپ نے پوچھا: کیوں روتے ہو؟ میں ہر حال میں راضی برضائے الٰہی ہوں اور ہر حال میں خوش ہوں۔

شبرمہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے کوفے میں بنی ثور سے زیادہ فقیہہ اور عبادت گزار شیوخ اور کسی قبیلے میں نہیں دیکھے۔ ابی بکر زبیدی کا بیان ہے کہ میں نے ثوریوں اور عرنیوں سے زیادہ مسجد میں بیٹھنے والا کوئی خاندان نہیں دیکھا۔

شعبی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ہم ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے' ان کی عیادت کے لیے۔ کہتے ہیں کہ ہم نے ان سے کہا ہمارے لیے دعا فرمایئے انہوں نے یوں دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كُلُّهٗ وَبِيَدِكَ الْخَيْرُ كُلُّهٗ، وَاِلَيْكَ يَرْجِعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ، وَاَنْتَ اِلٰهُ الْخَلْقِ كُلِّهٖ، نَسْئَلُكَ الْخَيْرَ كُلَّهٗ وَنَعُوْذُبِكَ مِنَ الشَّرِّ كُلِّهٖ.

''اے اللہ! صرف تیرے لیے ہی تمام تعریفیں ہیں۔ تمام بھلائیاں تیرے ہی ہاتھ میں ہیں' تمام امور کا رجوع تیرے ہی طرف ہے۔ تو ہی تمام مخلوق کا واحد الٰہ ہے' ہم تجھ سے تمام بھلائیاں مانگتے ہیں اور ہر قسم کے شر سے تیری ہی پناہ مانگتے ہیں''۔

فرماتے ہیں کہ میں بندے کی اس روش کو پسند نہیں کرتا کہ وہ اپنی دعاؤں اور شعروں میں یہی کہتا رہے کہ اے رب مجھ پر رحمت فرما (اُس کی بندگی اور ربوبیت کے حقوق بھی تو ادا کرے' نہ کہ صرف رحمت ہی مانگتا رہے)۔ میں نے کسی کو یہ کہتے نہیں سنا کہ اے میرے پروردگار! تو نے مجھ پر یہ فرض عائد کیا ہے۔ میرے متعلق وہی فیصلہ فرما جو مجھ پر فرض ہے۔

جہاد فی سبیل اللہ:

(آپ صرف عالم و فاضل' فقیہہ و عابد اور متقی و پرہیزگار ہی نہ تھے بلکہ مجاہد بھی تھے' حقیقت یہ ہے کہ سچا مومن جہاں عابد و زاہد ہوتا ہے' وہاں لازمی طور پر مجاہد بھی ہوتا ہے اگر وہ میدان جنگ میں دشمنان دین سے قتال نہیں کرتا تو ہر وقت جہاد بالنفس میں

مصروف رہتا ہے۔مترجم)

عبد خیر بیان کرتے ہیں کہ میں ایک جنگ میں ربیع رحمۃ اللہ علیہ کا رفیق جہاد تھا' اس میں انہیں غنیمت میں بہت سے غلام اور مویشی ملے۔ چند دنوں کے بعد مجھے ان کے پاس جانے کا اتفاق ہوا تو ان میں سے کوئی چیز بھی نظر نہ آئی۔ میں نے پوچھا وہ غلام اور مویشی کیا ہوئے؟ جواب میں فرمایا:

﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾

''تم ہرگز ہرگز نیکی کے کمال کو حاصل نہیں کر سکتے جب تک تم اپنی پیاری چیزوں کو اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو) لہٰذا میں نے ان سب کو اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا''۔

توکل علی اللہ:

(توکل اور اعتماد علی اللہ کے ایک معنی تو یہ ہیں کہ ہر کام کے لیے اس کے مطلوبہ اسباب و وسائل فراہم کیے جائیں اور محنت و کوشش کی جائے اور اس کا نتیجہ کامیابی ہوتی ہے یا ناکامی یہ اللہ کے سپرد کر دیا جائے۔ یہ توکل کا ادنیٰ درجہ ہے۔ اس سے اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ سرے سے دنیوی اسباب و وسائل ہی نہ اختیار کیے جائیں کہ جو کچھ ہونا ہے ہو رہے گا۔ میں ہر حال میں راضی برضائے الٰہی رہوں گا۔ حضرت ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ علیہ تقویٰ و توکل کے اسی مقام پر فائز تھے۔مترجم)۔

آپ فالج جیسے موذی اور زندہ در گور کر دینے والے مرض میں مبتلا ہوئے۔ مگر علاج نہ کیا نہ کبھی لب پر کوئی حرف شکایت والم آیا۔ لوگ آپ سے کہتے کہ آپ علاج کیوں نہیں کرتے؟ آپ جواب دیتے کہ عاد و ثمود اور اصحاب الرس سب گزر گئے' ان کے درمیان بہت سے مرض تھے اور ان میں علاج کرنے والے بھی موجود تھے لیکن نہ تو علاج کرنے والے ہی رہے اور نہ علاج کرانے والے سب مٹ گئے۔

آخری کلمات:

بالآخر فالج نے مرض الموت کی شکل اختیار کر لی۔ آپ نے لوگوں میں یہ اقرار و اعتراف کیا کہ میں اپنے نفس پر اللہ کو گواہ بناتا ہوں' وہ اپنے نیک بندوں کی شہادت' انہیں بدلہ دینے اور ثواب دینے کے لیے کافی ہے میں خدا کی ربوبیت' دین اسلام' محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت اور قرآن کی امامت سے راضی ہوں اور اپنی ذات اور اس شخص سے جو میری اطاعت کرے اس بات پر راضی ہوں کہ ہم سب عابدین کے زمرے میں عبادت کریں' حمد کرنے والوں میں اس کی حمد کریں اور مسلمانوں کی خیر خواہی کریں۔

وفات:

مسروق رحمۃ اللہ علیہ سے بھی روایت ہے کہ آپ نے اپنی موت کے وقت وہ وصیت کی جو اوپر گزر چکی۔ منذر ثوری کا بھی یہی بیان ہے (یہ وصیت بڑی جامع و مانع ہے جو ہم مسلمانوں کے لیے مشعل راہ ہدایت ہے) آپ کا انتقال کوفے میں عبداللہ بن زیاد کی ولایت میں ہوا۔

ابوالعبیدین رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام معاویہ بن سبرہ بن سواءہ بن عامر بن صعصعہ ہے۔ یہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے مقرب اصحاب میں سے تھے اوران سے روایت کرتے ہیں۔ یہ بنی نمیر میں سے تھے اور نابینا تھے۔ قلیل الروایت تھے۔

حریث بن ظہیر رحمۃ اللہ علیہ:

حریث بن ظہیر' حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔

مسلم ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ:

مسلم ابوسعید' ابی الیعفور مسلم ابوسعید سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود کے ہمراہ زید بن خلیدہ کے پاس آیا۔ انہوں نے فرمایا: ایک زمانہ ایسا ضرور تم پر آئے گا کہ ہر شخص تمنا کرے گا کاش اس کے پاس اونٹ بکریاں اور کوئی جائیداد ہوتی۔

قبیصہ بن برمہ رحمۃ اللہ علیہ:

قبیصہ بن برمہ ان کا نسب نامہ یہ ہے۔ ابن معاویہ بن سفیان بن منقذ بن وہب بن نمیر بن نصر بن قطعین ابن الحارث بن ثعلبہ بن دودان بن اسد بن خزیمہ۔ قبیصہ اپنی قوم کا سردار تھا اور یہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتا ہے۔ سلام اسدی کہتے ہیں کہ عطاء قبیصہ کو عطیات دے کر بھیجا کرتے تھے اور وہ تقسیم کیا کرتے تھے یہ اپنی داڑھی رنگا کرتے تھے۔

صلہ بن زفر رحمۃ اللہ علیہ:

صلہ بن زفر رحمۃ اللہ علیہ' عبسی ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود' حضرت حذیفہ اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کوفے میں حضرت مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں وفات پائی' ثقہ تھے اور ان سے کئی احادیث مروی ہیں۔

ابوالشعثاء المحاربی رحمۃ اللہ علیہ:

ابوالشعثاء المحاربی۔ ان کا نام سلیم بن اسود ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ حجاج بن یوسف کے زمانے میں کوفے میں وفات پائی۔

مستورد بن احنف رحمۃ اللہ علیہ:

مستورد بن الاحنف' فہری ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ ثقہ راوی ہیں اور ان سے بہت سی احادیث مروی ہیں۔

عامر بن عبدہ رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کنیت ابوایاس ہے' بجیلہ میں سے ہیں اور قادسیہ کی جنگ میں شریک ہوئے۔

ابن معیز السعدی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ میں ایک سفر میں گیا اور مسجد بنی حنیفہ سے گزرا۔

شداد بن الازمع رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی بشینہ بن عبداللہ بن مرہ بن مالک بن حرب بن الحارث بن سعد بن عبداللہ بن وداعہ ہمدان میں سے۔ یہ اور ان کا بھائی حارث بن الازمع رحمۃ اللہ علیہ دونوں کوفے کے شرفاء میں سے تھے۔ شداد نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے حدیث سنی ہے۔ انہوں نے کوفے میں بشر بن مروان کی ولایت میں وفات پائی۔ ثقہ راوی ہیں۔ مگر بہت کم روایت کرتے ہیں۔

عبداللہ بن ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ:

سلمی ہیں' عمرو بن عتبہ بن فرقد سلمی کے خالو ہیں۔ یہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ ثقہ ہیں۔ کم روایت کرتے ہیں۔

عتریس بن عرقوب رحمۃ اللہ علیہ:

شیبانی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

عمرو بن الحارث رحمۃ اللہ علیہ:

ابن المصطلق۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

ثابت بن قطبہ رحمۃ اللہ علیہ:

مزنی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ ثقہ ہیں اور بہت سی احادیث کے راوی ہیں۔

ابو عقرب الاسدی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ روایت کرتے ہیں کہ میں ایک دن آپ کے پاس آیا۔ میں نے آپ کو گھر کے اوپر پایا مگر وہ ہمارے پاس نہیں آئے۔ یہاں تک کہ سورج نکلے۔ کہتے ہیں کہ ہم صبح کو آپ کے پاس آئے اور ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت کرتے ہوئے سنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ لیلۃ القدر رمضان کی آخری سات راتوں میں سے ایک رات ہے۔

عبداللہ بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ:

اسدی ہیں۔ ان کی کنیت ابو مریم ہے۔ یہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو رکوع کی حالت میں یہ کہتے ہوئے سنا: لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ.

ابو عامر اپنی روایت میں کہتے ہیں کہ میں نے سنا' ابو مریم بنی اسد کے آدمی ہیں' انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو سنا ظہر میں قرأت کرتے تھے۔ یہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے بھی روایت کرتے ہیں۔

خارجہ بن الصلت رحمۃ اللہ علیہ:

قبیلہ بنی تمیم کے برجمی ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ بہت کم روایت کیا کرتے تھے۔

سحیم بن نوفل رحمۃ اللہ علیہ:

اشجعی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں' ان کے والد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی صحبت میں رہے تھے۔ اور بہت کم روایت کرتے تھے۔

عبداللہ بن مرداس رحمۃ اللہ علیہ:

محاربی' حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور بہت کم روایت کیا کرتے تھے۔

ہیثم بن شہاب رحمۃ اللہ علیہ:

سلمی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

یہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ان کو یہ کہتے سنا کہ ''میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ نمازی نماز میں ایک پیر کھڑا کر کے اور ایک پیر بچھا کر التحیات پڑھے نہ کہ دونوں پیر بچھا کر'' یہ بہت کم روایت کرتے ہیں۔

مروان ابوعثمان رحمۃ اللہ علیہ:

عجلی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ یہ ان سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا کہ ''دولت مند کا حقوق کی ادائیگی میں ٹال مٹول کرنا اس کا ظلم ہے۔ اگرچہ کسی کا قرض ہو' پھر بھی اس کا حق ادا نہ کرنا برا ہے''۔

ابوحیان رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

یہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا کہ ''جب کسی نے سجدہ سے سر اٹھا لیا۔ امام کے سر اٹھانے سے پہلے' اور امام دوسرے سجدے میں چلا گیا تو پھر اسے سر اٹھانے تک ٹھہرے رہنا چاہیے''۔ (مطلب یہ کہ رکوع یا سجدے میں امام کے سر اٹھانے سے پہلے سر نہیں اٹھانا چاہیے)۔

ابویزید رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ یہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو امام کے پیچھے قرأت کرتے ہوئے دیکھا۔ میرا گمان ہے کہ یہ واقعہ نماز ظہر کا ہے یا نماز عصر کا۔

عبیدہ بن ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ:

عبدی۔ حضرت عثمان' حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت سلمان رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔

یہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ان کو یہ کہتے سنا کہ ''وہ جنت جس کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کان سے سنا وہ ان لوگوں کے لیے تیار کی گئی ہے جن کے پہلو بستروں سے جدا رہتے ہیں (یعنی جو راتوں میں زیادہ سے زیادہ عبادت کرتے اور ذکر الٰہی میں مصروف رہتے ہیں)۔

الاخنس رحمۃ اللہ علیہ:

ابو بکیر بن الاخنسؒ' ان کو بکیر الضخم بھی کہا جاتا تھا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ یہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص آپ کے پاس آیا اور پوچھا کہ ایک شخص ایک عورت سے زنا کرتا ہے اور پھر اسی کو اپنے نکاح میں لے آتا ہے' اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ آپ نے یہ آیت پڑھی:

﴿ وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَعْفُوا عَنِ السَّيِّئَاتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ ﴾

''اور وہ جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور ان کی برائیوں کو معاف کر دیتا ہے اور جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو''۔

ابو ماجد الحنفی رحمۃ اللہ علیہ:

یہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

ابوالجعد رحمۃ اللہ علیہ:

وہ ابو سالم بن ابی الجعد رحمۃ اللہ علیہ اشجعی ہیں اور ان کے مولیٰ۔ یہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا کہ ایک شخص کسی عورت سے زنا کرتا ہے اور پھر اسی سے نکاح کر لیتا ہے اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ دونوں زنا کار ہیں۔ دونوں جمع نہیں ہو سکتے۔ نیچے کے راوی نے سالم سے کہا۔ یہ آپ کے والد کا کون سا شخص تھا؟ کہا کہ کتاب اللہ کا قاری تھا اور بہت کم روایت کرتا تھا۔

سعد بن الاخرم رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتا ہے۔

ضرار الاسدی رحمۃ اللہ علیہ:

یہ بھی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے دنیا کی حرص و ہوس کو دس حصوں میں تقسیم کیا۔ اور اس کا ایک حصہ شام کو بتلایا۔

ابو کنف رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

عم مہاجر بن شماس رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہما دونوں سے روایت کرتے ہیں۔

ابو لیلیٰ الکندی رحمۃ اللہ علیہ:

یہ حضرت عثمان غنیؓ' حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت سلمان رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس اس وقت حاضر ہوا' جب کہ وہ محصور تھے اور باغیوں نے ان پر ہجوم کیا تھا۔ انہوں نے فرمایا: مجھے قتل نہ کرو۔ یہ ایک طویل حدیث ہے۔

خشف بن مالک رحمۃ اللہ علیہ:

یہ طائی ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور قلیل الروایت ہیں۔

منہال رحمۃ اللہ علیہ:

یہ ابن عمرو نہیں ہیں۔ انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا کہ "اگر کوئی شخص مجھ سے زیادہ قرآن کا علم رکھنے والا ہوتا تو اس کو میں اپنا فہم و عمل پہنچا دیتا"۔

نفیع رحمۃ اللہ علیہ:

یہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے مولیٰ ہیں اور اُنہی سے روایت کرتے ہیں۔

یہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ لوگوں میں سب سے زیادہ خوشبو کو پسند کرتے اور صاف ستھرا لباس پہنتے تھے۔

عدسۃ الطائی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ میں ایک پرندہ کو شکار کر کے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس لایا جس کو شراف سے پکڑا تھا آپ نے فرمایا کہ میں چاہتا تھا کہ اس پرندہ کو پکڑوں۔

سلیمان بن شہاب رحمۃ اللہ علیہ:

عبسی ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور ان سے حصین اور حلام بن صالح روایت کرتے ہیں۔

حلام ابن صالح' سلیمان بن شہاب عبسی سے اور وہ عبداللہ بن معتم عبسی سے دجال کے بارے میں ایک طویل حدیث روایت کرتے ہیں۔

محمد کہتے ہیں کہ مجھ سے اس کے بعد گھر والوں نے بیان کیا کہ ابن معتم وہ ہے جو جنگ قادسیہ میں شریک ہوئے اور وہ روایت کرتے ہیں کہ ان کو صحبت حاصل تھی۔

مؤثر بن غفاوہ رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ شب اسریٰ کی روایت (یعنی معراج کا واقعہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں)۔

والان رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ان سے غلام کے ذبیحہ کا مسئلہ پوچھا۔

عمیرۃ بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ:

کندی ہیں۔ یہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ "جب تو حج کا ارادہ کرے تو اس کو پورا کر"۔

ابوالبرضراض رحمۃ اللہ علیہ:

یہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز کے بارے میں ایک روایت کرتے ہیں۔

ابوزید رحمۃ اللہ علیہ:

انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا کہ میں "لیلۃ الجن" میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا۔

وائل بن مہانہ رحمۃ اللہ علیہ:

حضرمی ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ قلیل الروایت تھے۔

بلاز بن عصمہ رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ بہت کم حدیثیں بیان کرتے تھے۔

وائل بن ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہر زمین و آسمان کا فاصلہ پانچ سو سال کا ہے۔ زر وائل بن ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے تو انہوں نے فرمایا: کہ مجھ پر سات تکبیریں کہنا۔ جیسا کہ تم نے اپنے بھائی پر سات تکبیر کہیں۔ ابو حصین کہتے ہیں کہ میں نے وائل بن ربیعہ کو ایک خاص قسم کا ریشمی کپڑا پہنے ہوئے دیکھا۔ مسیّب بن رافع وائل بن ربیعہ سے روایت کرتے ہیں۔

ولید بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

بجلی، پھر قسری بنی خزیمہ میں سے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

عبداللہ بن حلام رحمۃ اللہ علیہ:

عبسی ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور قلیل الروایت تھے۔

فلفلہ الجعفی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ قلیل الروایت ہیں۔

یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ:

عامری ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ "تمہارا اس وقت کیا حال ہوگا جب تمہارے پاس چوڑے سر اور ناک والے آئیں گے"۔

ارقم بن یعقوب رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ یہ روایت کرتے ہیں کہ تمہارا اس وقت کیا حال ہوگا جب تم پر ترک خروج کریں گے۔

حنظلہ بن خویلد رحمۃ اللہ علیہ:

شیبانی، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ "اللہ کا بزرگ بندہ وہ ہے جو بارگاہِ

الٰہی میں یہ دعا مانگا کرے' اے اللہ میں تجھ سے اپنی اور اپنے گھر والوں کی خیر مانگتا ہوں''۔

عبدالرحمٰن بن بشر رحمۃ اللہ علیہ:

ارزق الانصاری۔ حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت ابی مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ قلیل الحدیث تھے۔

براء بن ناجیہ رحمۃ اللہ علیہ:

کاہلی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں'' اسلام کی چکی پھرتی ہے''۔

تمیم بن حذلم رحمۃ اللہ علیہ:

ضبی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ ابوحیان کہتے ہیں کہ تمیم بن حذلم رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اصحاب میں سے تھے۔ اور بہت کم حدیث بیان کیا کرتے تھے۔

حوط العبدی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں۔

عمرو بن عتبہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن فرقد سلمی اور ان کے خالو عبداللہ بن ربیعہ سلمی ہیں۔ عتبہ بن فرقد ان کے باپ کی صحبت میں رہے تھے۔ عمرو بن عتبہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور یہ بڑے عبادت گزاروں میں سے تھے۔ عتبہ بن فرقد کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ عمرو بن عتبہ رحمۃ اللہ علیہ نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہوئے اور سورۂ مومن کا پہلا رکوع شروع کیا۔ جب اس آیت تک پہنچے:

﴿ وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْآزِفَةِ إِذِ الْقُلُوبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كَاظِمِينَ ﴾

''اور آپ ان کو ایک قریب آنے والے مصیبت کے دن سے (یعنی روز قیامت) سے ڈرایئے جس وقت کلیجے منہ کو آجائیں گے اور (غم سے) گھٹ گھٹ جائیں گے''۔

تو آپ رونے لگے۔ قرأت ختم کردی بیٹھ گئے۔ پھر کھڑے ہوئے اور یہی آیت پڑھی' پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے اور آیت ختم کردی۔ اسی طرح اس آیت کو پڑھتے پڑھتے اور روتے روتے صبح کردی۔ پھر فرمایا: قرآن کی تلاوت کا حق یا حسن عمل یہ ہے بیٹے! یوں عمل کر۔

عمرو بن عتبہ اور معضد بن یزید العجلی دونوں نے کوفے کے عین بیچ میں مسجد بنائی۔ سو ان کے پاس حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ آئے اور فرمایا کہ میں اس لیے آیا ہوں کہ اس بے ضرورت مسجد کو گرادوں۔ عمرو بن عتبہ رحمۃ اللہ علیہ شہید ہوئے اور علقمہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی نماز پڑھائی۔ ثقہ راوی ہیں ان سے چند احادیث مروی ہیں۔

قیس بن عبد رحمۃ اللہ علیہ:

یہ ہمدانی ہیں۔ عامر بن شراحیل الشعبی کے چچا ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

قیس بن حبتر رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ حبذا المکروھان.

عنبس بن عقبہ رحمۃ اللہ علیہ:

حضرمی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

یزید بن حیان کا بیان ہے کہ یہ مسجد میں نماز پڑھتے۔ سجدہ کرتے تو چڑیاں آپ کی پشت پر آ بیٹھتیں (سجدے میں اتنی دیر اور محویت ہوتی) اور اُڑ جاتیں۔ یہ کم روایت کرتے تھے۔

لقیط بن قبیصہ رحمۃ اللہ علیہ:

فزاری۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

حصین بن عقبہ رحمۃ اللہ علیہ:

فزاری۔ حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔

شبرمہ بن الطفیل رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

یہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''ایک شخص اپنے دین کو لے کر ایک بادشاہ کے پاس جاتا ہے۔ جب اس کے پاس سے واپس ہوتا ہے تو اس کا دین اس کے ساتھ نہیں ہوتا۔ ایک شخص نے پوچھا اے ابوعبدالرحمٰن! یہ کیسے؟ فرمایا اس طرح کہ وہ اس کو کسی ایسی بات پر آمادہ یا راضی کر دیتا ہے جس سے اللہ ناراض ہوتا ہے۔

عبدالرحمٰن بن حنیس رحمۃ اللہ علیہ:

اسدی ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے متعلق روایت کرتے ہیں کہ آپ کو میں نے بڑا خوش لباس اور خوشبو سے معطر دیکھا ہے۔ آپ کی طبیعت میں بڑی نفاست و پاکیزگی تھی۔

عمیر رحمۃ اللہ علیہ:

ابوعمران بن عمیر مولیٰ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا آزاد کردہ' آپ سے روایت کرتے ہیں یہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ مکہ کے ایک سفر میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ہمراہ نکلے۔ قنطرۃ الحیرۃ مقام پر پہنچ کر آپ نے دو رکعت نماز پڑھی۔

ان کی والدہ کہتی ہیں کہ ان کے باپ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ہمراہ جمعہ کی نماز پڑھی' نیز یہ بھی کہ انہوں نے نہر حیرہ پر اتر کر دو رکعت نماز پڑھی عصر کی (یعنی قصر کر کے)۔

کردوس بن عباس رحمۃ اللہ علیہ:

غطفان کی شاخ ثعلبی ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور بہت کم روایت کرتے ہیں۔

سلمہ بن صہیبہ رحمۃ اللہ علیہ:

ان سے ابو اسحاق سبیعی روایت کرتے ہیں۔ سلمۃ کا کہنا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اصحاب میں سے تھے۔

عبدہ النہدی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

ابو عبیدہ بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن مسعود الہذلی۔ یہ اپنے والد سے بہت سی روایتیں کرتے ہیں۔ محمد بن سعد کہتے ہیں کہ یہ کہا جاتا ہے انہوں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کچھ نہیں سنا۔ ہاں ابی موسیٰ اور سعید بن زید الانصاری رضی اللہ عنہما سے سنا ہے۔ یہ ثقہ راوی تھے اور ان سے بہت سی حدیثیں مروی ہیں۔

ابن مرۃ کہتے ہیں کہ میں نے ابو عبیدہ سے پوچھا کہ کیا آپ کو حضرت عبداللہ بن مسعود سے کوئی روایت یاد ہے؟ فرمایا: نہیں۔

اسماعیل بن ابی خالد سے روایت ہے کہ میں نے ابو عبیدہ بن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے وہ بڑے خوبصورت تھے۔ ایک اونٹنی پر سوار تھے اور ان کا چہرہ دینار کی طرح دمکتا تھا یہ ایک خاص قسم کا ریشمی لباس پہنتے تھے۔ اور سیاہ عمامہ باندھتے تھے۔

سعید القطان کہتے ہیں کہ علماء ابو عبیدہ بن عبداللہ کو بڑی فضیلت دیتے تھے۔

عبید بن نضیلہ رحمۃ اللہ علیہ:

خزاعی ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ انہوں نے قرآن حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت علقمہ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا' قرأت ان سے حاصل کی۔ سو اس سے زیادہ کس کی قرأت بھروسے کے قابل ہو سکتی ہے؟

انہوں نے کوفے میں بشر بن مروان کی ولایت میں وفات پائی۔ ثقہ راوی تھے' اور بہت سی احادیث کے راوی ہیں۔

تابعین رحمۃ اللہ علیہم کا وہ طبقہ جو حضرت عثمان' حضرت ابی بن کعب' حضرت معاذ بن جبل' حضرت طلحہ' حضرت زبیر' حضرت حذیفہ' حضرت اسامہ بن زید' حضرت خالد بن ولید' حضرت ابی مسعود انصاری' حضرت عمرو بن العاص' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم' وغیرہ سے روایت کرتے ہیں اور ان میں سے کوئی بھی حضرت عمر' حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے کچھ روایت نہیں کرتا۔

موسیٰ بن طلحہ رحمۃ اللہ علیہ:

نسب نامہ یہ ہے۔ ابن عبیداللہ بن عثمان' بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرۃ۔ ان کی والدہ خولہ بنت القعقاع بن معبد بن زرارہ قبیلہ تیم میں سے تھیں۔ یہ کوفے میں آباد ہو گئے تھے۔ وہیں ۱۰۳ھ میں وفات پائی۔ ان کے جنازے کی نماز صفر ابن عبداللہ مزنی نے پڑھائی۔ یہ عمرو بن ہبیرہ کی طرف سے کوفے کے عامل تھے۔ انہوں نے سونے کے دانت لگوا لیے تھے۔ خاص قسم کا ریشمی لباس پہنتے تھے' داڑھی کو وسمہ لگاتے تھے ان کے گھر والے ان کی کنیت ابو عیسیٰ کرتے تھے۔

یہ حضرت عثمان' حضرت طلحہ' حضرت زبیر اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں' ان کی کنیت ابو محمد بھی بتلائی جاتی ہے۔

سلمۃ بن سبرہ رحمۃ اللہ علیہ:

یہ کہتے ہیں کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ ہمیں خطبہ دیا۔ یہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور ابووائل رحمۃ اللہ علیہ ان سے روایت کرتے ہیں۔

عزرۃ بن قیس رحمۃ اللہ علیہ:

یہ احمس بنی دھن میں سے ہیں۔ بجلی ہیں۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ شام کی جنگوں میں ان کے ہمراہ رہے ہیں۔ ان سے ابووائل رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں۔

اوس بن ضمعج رحمۃ اللہ علیہ:

حضرمی ہیں۔ حضرت سلمان اور حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے بڑی عمر پائی' مشہور ثقہ راوی تھے۔ مگر کم روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے جاہلیت کا زمانہ بھی پایا۔

الاشتر رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام مالک بن الحارث بن عبد یغوث بن مسلمہ بن ربیعہ بن الحارث ابن جدیمہ بن سعد بن مالک بن النخع ہے۔ مذحج میں سے ہیں۔ یہ اشتر وہی ہیں جو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے مشہور اصحاب میں سے ہیں' جنگ جمل اور صفین میں ان کے ساتھ ہر حال میں شریک رہے' اور تمام حالات و واقعات کا مشاہدہ کیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو مصر کا والی بنا دیا تھا۔ جب یہ مصر کو روانہ ہوئے' مقام عریش پر پہنچے' شہد کا شربت پیا اور ان کا انتقال ہو گیا۔

یحییٰ بن رافع رحمۃ اللہ علیہ:

ثقفی ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ مشہور راوی تھے۔ مگر کم روایتیں کرتے ہیں۔

بلال العبسی رحمۃ اللہ علیہ:

روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے جمعہ کی نماز حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے ساتھ پڑھی۔

ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ:

مدائن میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے ایک خطبہ میں شریک تھے۔

ہیثم بن الاسود رحمۃ اللہ علیہ:

نسب نامہ یہ ہے۔ ابن اقیش بن معاویہ بن سفیان بن ہلال بن عمرو بن جشم بن عوف ابن النخع مذحج میں سے تھے۔

خطیب اور شاعر تھے۔ یہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ ان کے والد اسود بن اقیش قادسیہ کی جنگ میں شریک ہوئے اور اسی جنگ میں شہید ہوئے۔

ان کے بیٹے عریان بن الہیثم قبیلہ مذحج کے شرفاء میں سے تھے۔ خالد بن عبداللہ قسری حاکم کوفہ نے ان کو شرط کا والی بنا دیا تھا۔

ابوعبداللہ الفائشی رحمۃ اللہ علیہ:

ہمدان سے ہیں۔ حضرت حذیفہ اور حضرت قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ ثقہ راوی تھے۔ قلیل الروایت ہیں۔

عبید بن کرب رحمۃ اللہ علیہ:

عبسی ہیں۔ کنیت ابو یحییٰ ہے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ وہ ابی المقدام کے ساتھی ہیں۔

ابوعمار الفائشی رحمۃ اللہ علیہ:

ہمدان میں سے ہیں۔ حضرت حذیفہ اور حضرت قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ ثقہ راوی تھے۔ بہت کم حدیثیں بیان کرتے تھے۔

ابوراشد رحمۃ اللہ علیہ:

یہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما نے خطبہ دیا اور اس کو طویل کیا جائز حد تک۔ پھر فرمایا کہ ہمیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کیا ہے کہ ہم خطبہ زیادہ طویل کریں۔

فائد بن بکیر رحمۃ اللہ علیہ:

عبسی ہیں۔ حضرت حذیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں۔

خالد بن ربیع رحمۃ اللہ علیہ:

عبسی ہیں اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

سعد بن حذیفہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن الیمان۔ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔

عبداللہ بن ابی بصیر رحمۃ اللہ علیہ:

عبدی ہیں۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

سلیم بن عبد رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

ابوالحجاج الازدی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ اور ان سے ابواسحاق سبیعی روایت کرتے ہیں۔

مجمع ابوالرداع الازجی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

شبث بن ربعی رحمۃ اللہ علیہ:

ان کی کنیت ابوعبدالقدوس بن حصین بن عثیم بن ربیعہ بن زید بن ریاح بن یربوع بن حنظلۃ ہے۔قبیلہ بنی تمیم میں سے۔

حفص بن غیاث کہتے ہیں کہ میں نے اعمش رحمۃ اللہ علیہ کو یہ کہتے سنا کہ میں شبث کے جنازے میں شریک تھا' ان کی قبر پر اس کے تمام غلام' لونڈیاں' گھوڑے اور اونٹنیاں آ کھڑی ہوئیں اور ان کے غلام و لونڈیاں ان کو یاد کر کے روتے اور مختلف طرح سے ان کو یاد کرتے تھے۔

مسیّب بن نجبہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ربیعہ بن ریاح بن عوف بن ہلال بن شمخ بن فرارہ۔

یہ جنگِ قادسیہ میں شریک ہوئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا تمام حالات میں ساتھ دیا۔ یوم العرردہ میں ان توبہ کرنے والوں میں تھے' جنہوں نے حضرت سیدنا حسین پر خروج کیا تھا اسی دن قتل ہوئے' حصین ابن نمیر نے مسیّب بن نجبہ کا سر ادھم بن محرز الباہلی کے ساتھ عبیداللہ ابن زیاد کے پاس بھیج دیا۔عبیداللہ بن زیاد نے اس کا سر مروان بن الحکم کے پاس بھیج دیا اور اس نے دمشق میں اس کو لٹکا دیا۔

مطر بن عکامس السلمی رحمۃ اللہ علیہ اور ملحان بن ثروان رحمۃ اللہ علیہ:

دونوں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

فضیل بن یزدان رحمۃ اللہ علیہ:

سفیان رحمۃ اللہ علیہ اعمش رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ فضیل بن یزدان رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا آپ کو فلاں شخص گالی دیتا ہے اس نے کہا میں اس پر نہیں بلکہ شیطان پر لعنت بھیجتا ہوں جس نے اسے اس بداخلاقی پر آمادہ کیا۔اللہ مجھے بھی معاف کرے اور اس کو بھی۔

وہ طبقہ جو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتا ہے۔

حجر بن عدی رحمۃ اللہ علیہ:

ابن جبلہ بن عدی بن ربیعہ بن معاویہ اکبر بن الحارث بن معاویہ بن الحارث بن معاویہ بن ثور بن مرتع بن کندی۔اس کا باپ عدی ادبر ہے۔حجر نے جاہلیت کا زمانہ بھی پایا اور اسلام کا بھی۔بعض اہل علم نے کہا ہے کہ یہ اپنے باپ ہانی بن عدی کے ہمراہ ایک وفد میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تھا۔حجر قادسیہ کی جنگ میں شریک ہوا اور اس نے مروج عذری کو فتح کیا تھا۔اور انعام ملا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اصحاب میں سے تھا جنگِ جمل وصفین میں ان کے ہمراہ رہا۔

جب زیاد بن ابی سفیان کوفے کا گورنر ہوا تو اس نے حجر بن عدی کو بلایا۔اور کہا کہ میں تجھے جانتا ہوں' ہمارا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جو نزاع و معاملہ ہے تو اچھی طرح جانتا ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت و عقیدت رکھتا ہے۔تو نے ان کے ساتھ

شریک ہو کر سب کچھ کیا ہے۔ اگر چہ تو گردن زدنی ہے مگر میں تجھے معاف کرتا ہوں' اپنی زبان روک اور اپنی حیثیت کو پہچان۔ میں اس وقت برسر اقتدار ہوں۔ تیرے ساتھ جو معاملہ چاہوں کر سکتا ہوں۔ لہٰذا تو ان سے الگ ہو کر ہمارا ساتھ دے۔ تیری قدر و منزلت ہوگی اور ہر حاجت پوری ہوگی' پس اے ابو عبدالرحمٰن! اب تو اچھی طرح سوچ سمجھ لے اور جو راستہ چاہے اختیار کر۔ اپنے آپ کو بے وقوف شیعوں سے بچا۔ ان کا ساتھ نہ دے۔ وہ تجھے بہکا رہے ہیں۔ اگر تو حب علی رضی اللہ عنہ سے باز نہ آیا تو میں تجھے سزا دوں گا۔

حجر نے یہ سب کچھ سن کر کہا: میں سب کچھ سمجھتا ہوں۔ پھر اس کے پاس سے نکل کر اپنے گھر آیا' اس کے ساتھ شیعہ بھی آ گئے۔ انہوں نے پوچھا: امیر نے کیا کہا اور تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ اس نے سب کچھ کہہ دیا کہ امیر نے یہ یہ کہا ہے۔ انہوں نے کہا تو نے اس سے کیا نصیحت حاصل کی؟ اس نے بعض باتوں پر اعتراض کیا۔ اور کچھ باتوں کے مان لینے پر آمادگی ظاہر کی۔ شیعوں میں بھی اختلاف ہو گیا۔ انہوں نے کہا کہ آپ ہمارے سردار ہیں اور اس بات کا زیادہ حق رکھتے ہیں کہ آپ اس کی اطاعت سے انکار کر دیں اور اپنے مسلک و روش پر ڈٹے رہیں۔ اس پر یہ مجلس ختم ہو گئی۔

جب وہ مسجد میں آیا اس کے ہمراہ وہ بھی آئے تو اس کے پاس ابن زیاد کے خلیفہ عمرو بن حریث نے ایک قاصد بھیجا' زیاد اس وقت بصرہ میں تھا' قاصد نے کہا کہ یہ شیعوں کی جماعت ابھی تک تمہارے ساتھ ہے حالانکہ تم نے تو امیر کی اطاعت اختیار کر لی ہے؟ اس نے قاصد سے کہا' تم غلط روش پر ہو' میں تمہاری روش اختیار کرنے سے انکار کرتا ہوں۔ جاؤ تمہیں اختیار ہے جو چاہو کرو' قاصد نے یہ بات عمرو بن حریث کو لکھ دی۔ عمرو بن حریث نے ابن زیاد کو لکھ دیا کہ اگر کوفے کو بچانا ہے تو جلدی کوفے پہنچو' چنانچہ وہ فوراً کوفے آیا اور حجر بن عدی کے پاس جریر بن عبداللہ بجلی' خالد بن عرفہ عذری' حلیف بنی زہرہ اور دیگر شرفاء کو بھیجا کہ وہ عدی اور اس کی جماعت کو غدر و بغاوت سے روکیں اور سمجھائیں۔ اور وہ اپنی زبانوں کو روکیں۔ یہ لوگ حجر کے پاس آئے۔ مگر اس نے اور اس کی جماعت نے ان کی کوئی بات نہ سنی۔ نہ کسی نے ان کے ساتھ کلام کیا' اور مصالحت کی یہ کوشش ناکام رہی۔

حالات یہاں تک خراب ہوئے کہ آخر کار حجر اور اس کے ساتھیوں کو زیاد کے سامنے پیش کیا گیا' زیاد نے اس سے اور اس کے ساتھیوں سے پوچھا کہ یہ تم نے ہمارے ساتھ کیا سلوک کیا۔ افسوس ہے تجھ پر اور تیرے ساتھیوں پر' حجر نے کہا' بات اصل میں یہ ہے کہ میں معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت اور فرمانبرداری نہیں کروں گا۔

حجر کی اس نمرود سرکشی پر زیاد نے کوفہ کے ستر شریف و معتبر لوگوں کو جمع کیا اور کہا کہ حجر اور اس کے ساتھیوں کی اس سرکشی اور بغاوت پر اپنی گواہی لکھو' انہوں نے ایسا ہی کیا۔ جب اس طرح یہ گواہیاں مکمل ہو گئیں تو اس وفد کے ساتھ حجر اور اس کے ساتھیوں کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو جب اس بات کی خبر پہنچی تو آپ نے عبدالرحمٰن بن الحارث ابن ہشام المخزومی کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا کہ وہ ان کو رہا کر دیں۔ لیکن ان کو اس میں کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ان کو دیکھنا نہیں چاہتا۔ زیاد کا خط پیش کرو۔ سو آپ کے سامنے وہ خط پڑھا گیا۔ وہ سب گواہ بھی آئے اور شہادتیں دیں۔ آپ نے ان کو قتل کر دینے کا حکم صادر فرمایا' حجر اور اس کے ساتھیوں کو مقام ''عذراء'' میں لے

جایا گیا۔ حجر نے پوچھا یہ کون سا قریہ ہے؟ لوگوں نے کہا: یہ عذراء ہے۔ اس نے کہا الحمد للہ۔ میں پہلا مسلمان ہوں جس پر اللہ کی راہ میں کتے بھونکے ہیں۔

ہر شخص کو ایک ایک شامی کے حوالہ کیا گیا کہ وہ اس کو قتل کر دے۔ حجر کو حمیر کے ایک شخص کے حوالہ کیا گیا۔ جب وہ آپ کے قتل پر آمادہ ہوا تو انہوں نے کہا: مجھے صرف دو رکعت نماز پڑھنے کی اجازت دو۔ اس نے اجازت دے دی۔ آپ نے وضو کیا اور نماز شروع کر دی۔ وہ ذرا طویل ہوئی۔ طنزاً کہا گیا کہ کیا اب آپ موت کے ڈر سے ان رکعتوں کو طول دے رہے ہیں۔ آپ نے سلام پھیر کر ان سے کہا کہ میں نے کوئی ایسا وضو نہیں کیا جس کے بعد نماز نہ پڑھی ہو اور اس سے زیادہ ہلکی نماز میں نے کبھی نہیں پڑھی۔ اگر میں موت سے ڈرتا اور گھبراتا تو تم مجھے کفن بر دوش' تلوار بکف اور اپنی قبر کھدی ہوئی دیکھتے (یعنی میں اس طرح صبر و شکر کے ساتھ تمہارے ہمراہ نہ ہوتا اور مقتل میں نہ آتا بلکہ تم سے جنگ کرتا اور لڑتا ہوا مارا جاتا) ان کے عزیز و اقرباء ان کے لیے کفن بھی لے کر آئے تھے اور قبر بھی کھود رکھی تھی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت امیر معاویہ ہی نے ان کے لیے کفن بھی بھیجا اور قبر بھی کھدوائی تھی۔ حجر رحمۃ اللہ علیہ نے مرنے سے پہلے یوں دعا مانگی:

> "اے اللہ! ہم موت کو لبیک کہتے اور مرنے کے لیے تیار ہیں۔ اہل عراق نے ہمارے خلاف گواہیاں دی ہیں اور اہل شام ہمیں قتل کر رہے ہیں"۔

یہ کہہ کر آپ نے قتل کے لیے گردن جھکا دی۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کے قتل پر بنی سلامان بن سعد کے ایک شخص ہدبہ بن فیاض کو مامور کیا تھا اسی نے ان کو قتل کیا۔

یہ بھی روایت ہے کہ وہ تیرہ آدمی تھے۔ ان میں سے جب سات قتل کر دیئے گئے تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے باقی چھ کو معاف کر دیا۔ وہ قتل سے بچ گئے۔

یہ مشہور و معروف ثقہ راوی تھے' مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سوا کسی اور سے کوئی روایت نہیں کی۔

صعصہ بن صوحان رحمۃ اللہ علیہ:

ابن حجر بن الحارث بن الہجرس بن صبرۃ بن حدجان بن عساس بن لیث بن حداد بن ظالم بن ذہل بن عجل بن عمرو بن ودیعہ بن افصی بن عبد القیس بن ربیعہ۔

صعصہ زید بن صوحان کا بھائی تھا اس کی ماں اور باپ کا۔ ان کی کنیت ابوطلحہ تھی۔ کوفے کے کاتبوں میں سے تھا اور خطیب بھی تھا۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے اصحاب میں سے تھا وہ اور اس کے دو بھائی زید و سیحان صوحان کے بیٹے جنگ جمل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حمایت میں شریک ہوئے۔ سیحان صعصہ سے پہلے خطیب تھے۔ جنگ جمل میں صعصہ علمبردار تھا۔ جب وہ مارا گیا تو جھنڈا زید نے لے لیا۔ وہ بھی مارا گیا۔

یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ یہ روایت کرتا ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہمیں ان باتوں سے پرہیز کرنا چاہیے جن باتوں سے ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے۔

یہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی روایت کرتا ہے۔اس نے معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کی گورنری کے زمانے میں کوفے میں وفات پائی۔ثقہ راوی تھا بہت کم روایت کرتا تھا۔

عبد خیر بن یزید رحمۃ اللہ علیہ:

ہمدان کے حیوانی ہیں۔حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ شریک ہوئے۔ان کی کنیت ابو عمارہ ہے۔

محمد بن سعد رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی وقاص بن اہیب بن عبد مناف بن زہرہ۔کوفے میں آباد ہو گئے تھے' دیر الجماجم میں عبدالرحمٰن بن محمد بن الاشعث کے ہمراہ خروج کیا تھا۔ان کو حجاج کے پاس لایا گیا۔اس نے انہیں قتل کرادیا۔ان کی کنیت ابوالقاسم تھی۔ثقہ راوی تھے' کئی احادیث کے راوی ہیں۔

مصعب بن سعد رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی وقاص' حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔کوفے میں آباد ہو گئے تھے۔وہیں ۱۰۳ھ میں وفات پائی۔ان سے اسماعیل بن ابی خالد وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ثقہ راوی تھے ان سے بہت سی احادیث مروی ہیں۔

عاصم بن ضمرہ رحمۃ اللہ علیہ:

قیس عیلان کے سلولی ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔بشر بن مروان کی ولایت کے زمانہ میں کوفے میں فوت ہوئے۔ثقہ تھے۔کئی احادیث کے راوی ہیں۔

زید بن یثیع رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت علی اور حضرت حذیفہ الیمان رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔کم حدیثیں بیان کرتے تھے۔

شریح بن النعمان رحمۃ اللہ علیہ:

ہمدان کے صائری ہیں۔حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔بہت کم روایت کرتے تھے۔

ہانی بن ہانی رحمۃ اللہ علیہ:

ہمدانی ہیں۔حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔شیعہ تھے۔منکر۔

ابوالہیاج الاسدی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

عبید بن عمرو رحمۃ اللہ علیہ:

ہمدان کے خارفی ہیں۔حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور ان سے ابواسحاق السبیعی روایت کرتے ہیں۔مشہور

راوی تھے۔ حدیث کم روایت کرتے تھے۔

میسرہ ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ:

مولیٰ کندہ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ عطاء بن سائب ان سے روایت کرتے ہیں میسرۃ سے کئی احادیث مروی ہیں۔

میسرہ بن عزیز رحمۃ اللہ علیہ:

کندی ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ جب ان کے آقا نے وفات پائی اور ایک لڑکی چھوڑی تو ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو آپ نے ترک کا نصف حصہ مجھے دیا اور نصف لڑکی کو۔

میسرہ ابو جمیلہ رحمۃ اللہ علیہ:

بنی تیم کے ظہوی ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

میسرہ بن حبیب رحمۃ اللہ علیہ:

نہدی ہیں۔ ان کا گزر ایسے لوگوں پر ہوا جو شطرنج کھیل رہے تھے۔ ان کو کہا: مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ. یہ کیا بت ہیں جن کو تم پوج رہے ہو۔ یعنی اس برے کام سے باز آؤ۔

ابوظبیان الجنبی رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام حصین بن جندب بن عمرو بن الحارث بن مالک بن وحشی ابن ربیعہ بن منبہ بن یزید بن حرب بن علۃ بن جلد بن مالک بن اود ہے۔ مذحج میں سے ہیں۔ کہا جاتا ہے یزید بن حرب کے چھ بیٹے تھے ان میں سے ایک منبہ ابن یزید ہے۔ ابوظبیان، حضرت علیؓ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ حضرت اسامہ بن زید اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ ۹۰ھ میں کوفے میں وفات پائی۔ ثقہ ہیں۔ کئی احادیث کے راوی ہیں۔

حجیہ بن عدی رحمۃ اللہ علیہ:

کندی ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

ہند بن عمرو رحمۃ اللہ علیہ:

قبیلہ مراد کے جملی ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

حنش بن المعتمر رحمۃ اللہ علیہ:

کنانی ہیں۔ کنیت ابو معتمر ہے۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

اسماء بن الحکم رحمۃ اللہ علیہ:

فزاری ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ بہت کم حدیثیں بیان کیا کرتے تھے۔

اصبغ بن نباتہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن الحارث بن عمرو بن فاتک بن عامر بن مجاشع بن دارم۔ بنی تمیم میں سے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور ان کے اصحاب میں سے تھے۔ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کوتوال بھی تھے۔ داڑھی رنگتے تھے' شیعہ تھے۔ ان کی روایت ضعیف ہے۔

قابوس بن المخارق رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

ربیعہ بن ناجذ رحمۃ اللہ علیہ:

ازدی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

علی بن ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ:

ازدی ہیں۔ بنی والبہ میں سے ایک ہیں۔ حضرت علیؓ' حضرت زید بن ارقمؓ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ ان کی کنیت ابوالمغیرہ تھی۔

فطر کہتے ہیں کہ میں نے علی بن ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا ہے۔ ان کی داڑھی سفید تھی۔ ہم اس وقت بچے تھے۔ ہمیں انہوں نے سلام کیا۔ مشہور ثقہ راوی تھے۔

ابوصالح السمان رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام ذکوان ہے۔ اور وہ ابو سہیل بن ابی صالح' قیس کی عورت جویریہ کے مولیٰ ہیں وہ اہل مدینہ تھے کوفے میں بنی کاہل کے محلے میں آ کر آباد ہو گئے تھے اور ان کے امام تھے' یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور ابوصالح سے اہل کوفہ حکم بن عتیبہ' عاصم بن ابی النجود اور اعمش روایت کرتے ہیں اور اہل مدینہ سے عبداللہ بن دینار' قعقاع بن حکیم اور زید بن اسلم روایت کرتے ہیں۔

مغیرہ اپنے والد سے اور وہ ابوصالح سمان سے روایت کرتے ہیں کہ ''میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا یا کسی شخص نے پوچھا کہ میرے پاس کچھ دراہم ہوتے ہیں' میں ان کو اپنی حاجت وضرورت پر خرچ نہیں کرتا' ان سے اور دراہم خرید لیتا ہوں پھر ان کو اپنی ضرورت پر خرچ کرتا ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں ایسا نہ کرو بلکہ اپنے دراہم سے سونا خرید لو پھر سونے سے دراہم خرید لو اور ان کو اپنی حاجت پر صرف کرو''۔

ابوصالح ثقہ تھا۔ ان سے بہت سی حدیثیں مروی ہیں۔

ابوصالح الزیات رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام سمیع ہے۔ بہت کم حدیثیں بیان کرتے ہیں۔

ابوصالح الحنفی رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام عبدالرحمٰن بن قیس ہے۔ یہ بھائی ہیں طلیق بن قیس حنفی کے۔ یہ ثقہ راوی تھے۔ حدیث کم روایت کرتے تھے۔

عمارہ بن ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ:

جرمی ہیں۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

عمارہ بن عبد رحمۃ اللہ علیہ:

سلولی۔ حضرت علی اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔

ابو صالح الحنفی رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام ماہان ہے۔

ابو عبداللہ الجدلی رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام ونسب یہ ہے۔ عَبْدَ ۃ بن عبد بن عبداللہ بن ابی یَعمر بن حبیب بن عائذ ابن مالک بن وائلہ بن عمرو بن ناج بن یَشکُر بن عدوان۔ اور اُس کا نام الحارث ہے۔ ابن عمرو بن قیس بن عیلان بن مضر۔ الحارث کو عدْوان اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس نے اپنے بھائی فَہم بن عمرو سے دُشمنی کی اور اس کو قتل کر دیا۔ عدوان کی ماں اور فہم جدیلہ بنت مُرّ ابن طانجہ تمیم بن مُرّ کی بہن سے منسوب تھی۔ ان کو حدیث میں ضعیف بتلایا جاتا ہے اور یہ شدید قسم کا شیعہ تھا۔ یہ بھی دعویٰ کیا جاتا ہے کہ یہ مختار کا کوتوال تھا۔ یہ عبداللہ ابن الزبیر رضی اللہ عنہ کے پاس ۱۰۸ھ میں کوفے میں آیا تھا۔ تاکہ اُن کا ساتھ دے اور محمد بن حنفیہ کو اُس ارادے سے روکے جو ابن زبیر کے خلاف اُن کا تھا۔

مُسلم بن نذیر رحمۃ اللہ علیہ:

یہ بنی سعد بن زید مناۃ بن تمیم میں سے سعدی ہیں اور یہ عُتَی ابن ضَمْرہ سعدی کے چچا کے لڑکے ہیں۔ یہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور مسلم بن نذیر حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ بہت کم حدیثیں روایت کرتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ یہ رجعت پر ایمان رکھتے تھے۔

ابو خالد الوالبی رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام ہرمز ہے۔ بنی اسد کے موالی میں سے ہیں اور حضرت علی بن ابی طالب سے روایت کرتے ہیں۔

ناجیہ بن کعب رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت علی اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔

عمیرہ بن سعد رحمۃ اللہ علیہ:

یہ کہتے ہیں کہ ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ فرات کے کنارے پر تھے۔ ایک کشتی گزری جس کا بادبان کھلا ہوا تھا۔

عبدالرحمٰن بن زید رحمۃ اللہ علیہ:

ابن خارف الفائشی۔ ہمدان میں سے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ قلیل الحدیث تھے۔ یہ روایت کرتے ہیں کہ ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ نکلے آپ کا ارادہ مسکن کا تھا۔ آپ نے جسر اور قنطرہ کے درمیان دو رکعتیں پڑھیں (یعنی نماز قصر کی)۔

عبدالرحمٰن بن زید رحمۃ اللہ علیہ ہمدانی کہتے ہیں کہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ آپ مال تقسیم کر رہے تھے۔ میں نے عرض کیا کہ آپ اس تقسیم میں سے مجھے کوئی حصہ کیوں نہیں دیتے؟ اس وقت میرے جسم پر عمدہ لباس تھا آپ نے میری طرف دیکھا اور اچھے لباس میں پایا آپ نے فرمایا تو اس سے غنی ہے' تجھے کوئی ضرورت نہیں۔ میں نے عرض کیا ہاں بات تو یہی ہے۔ آپ نے فرمایا تو پھر تیرے لیے اس مال میں بہتری نہیں۔ یہ بڑے خوبصورت' وجیہہ اور گھنے بالوں والے تھے اور عمدہ و نفیس لباس پہنتے تھے۔

ظبیان بن عمارہ رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

یہ روایت کرتے ہیں کہ قبیلہ عکل کے کچھ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک مرد اور ایک عورت کو لے کر آئے ان دونوں کو انہوں نے ایک لحاف اور بستر میں پایا تھا اور ان کے پاس شراب و خوشبو رکھی ہوئی تھی' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ دونوں خبیث ہیں۔ آپ نے فرمایا: حد کے علاوہ ان دونوں کو کوڑے لگاؤ۔

عبدالرحمٰن بن عوسجہ رحمۃ اللہ علیہ:

ہمدانی بھی ہیں۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور بہت کم روایت کرتے ہیں۔

ریان بن صبرہ رحمۃ اللہ علیہ:

حنفی' حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

یہ نہروان میں شریک ہوئے۔ کہتے ہیں کہ میں ان میں تھا جو نکالے گئے تھے' حضرت علی رضی اللہ عنہ ان سے خوش ہو گئے' اس سے پہلے کہ وہ ان کے پاس پہنچیں' جب ہم آپ کے پاس پہنچے تو آپ سجدہ میں تھے۔

عبداللہ بن خلیل رحمۃ اللہ علیہ:

حضرمی ہیں۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ اور یہ بہت کم حدیثیں بیان کیا کرتے تھے۔

یزید بن حلیل رحمۃ اللہ علیہ:

نخعی ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ اور قلیل الروایت ہیں۔

سوید بن جہبل رحمۃ اللہ علیہ:

اشجعی ہیں۔ حضرت علی بن ابی طالب سے روایت کرتے ہیں اور مشہور و معروف نہیں۔

حجار بن ابجر رحمۃ اللہ علیہ:

ابن جابر بن بجیر بن عائذ بن شریط بن عمرو بن مالک بن ربیعہ۔ عجل میں سے' یہ ایک شریف آدمی تھے' حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

عدی بن الفرس رحمۃ اللہ علیہ:

بنی عبید بن رواس میں سے۔ ان کا نام الحارث بن کلاب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعۃ ہے انہوں نے اپنی بیوی کو ایک مجلس

میں تین طلاقوں کا اختیار دے دیا تھا کہ وہ اپنے نفس پر تین طلاقیں واقع کر لے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کو طلاق بائن قرار دیا' اور طلاق واقع ہوگئی۔

قبیصہ بن ضبیعہ رحمۃ اللہ علیہ:

عبسی ہیں۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور بہت کم روایت کیا کرتے تھے۔

مغیرہ بن حذف رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا' ہمدان سے ایک شخص ان کے پاس آیا اور کہا:

اے امیر المومنین! میں نے قربانی کے لیے ایک حاملہ گائے خریدی ہے اور اس نے بچہ دے دیا ہے' آپ اس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں اور اس کے بچہ کے بارے میں؟ آپ نے فرمایا: تجھے اس کا دودھ نہیں دوہنا چاہیے۔ ہاں اس کے بچہ کے دودھ پینے کے بعد جو دودھ بچ جائے وہ تو نکال سکتا اور اپنے استعمال میں لا سکتا ہے۔ سو اس نے عید الاضحیٰ کے دن اس گائے اور اس کے بچے دونوں کو اپنے گھر والے سات افراد کی طرف سے بطور قربانی ذبح کر دیا۔

ریاش بن ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ:

یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس شخص کے بارے میں پوچھا جس نے اپنی عورت سے کہا تو طالق بتہ ہے' کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کو تین طلاقیں قرار دیا۔

کعب بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

عبداللہ العبدی کا بیان ہے کہ میں نے کعب بن عبداللہ کو یہ کہتے سنا کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ کھڑے ہوئے۔ پیشاب کیا' پھر وضو کیا اور اپنے موزوں و جوتوں پر مسح کیا اور پھر نماز ظہر ادا کی۔

خالد بن عرعرہ رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت علی بن ابی طالب سے روایت کرتے ہیں۔

حبیب بن حماز رحمۃ اللہ علیہ:

اسدی ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

ابن النباح رحمۃ اللہ علیہ:

یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مؤذن ہیں۔ اور مکاتب غلام تھے۔ مکاتبت کے بارے میں ایک حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

یہ کہتے ہیں کہ جب مجھے مکاتب کر دیا گیا (مکاتب اس غلام کو کہتے ہیں جس کا آقا اسے اس شرط پر آزاد کر دے کہ اگر تو

مجھے اتنی رقم ادا کر دے تو تو آزاد ہے) تو میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا کہ مجھے مکاتب غلام بنا دیا گیا ہے۔ آپ نے پوچھا تیرے پاس کچھ رقم ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ کچھ بھی نہیں۔ آپ نے فرمایا: اپنے بھائیوں کو جمع کر وان سے مدد لو۔ سو بھائیوں نے مل کر رقم جمع کی۔ شرط کی رقم کے علاوہ کچھ بچ بھی رہی۔ وہ میرے کام آئی۔ میں پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور سب کچھ عرض کیا۔ آپ نے فرمایا: یہ رقم اپنے مالک کو دے کر آزاد ہو جاؤ۔

حریث بن مخش رحمۃ اللہ علیہ:

قیسی ہیں۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

طارق بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

یہ روایت کرتے ہیں کہ ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ خوارج کی طرف روانہ ہوئے۔ اس کے بعد وہ حدیث خوارج روایت کرتے ہیں۔

نجی الحضرمی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ حدیث کم بیان کیا کرتے تھے اور ان کے بیٹے بھی۔

عبداللہ بن نجی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرمی۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

عبداللہ بن سبع رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

یزید بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ:

اودی۔ وہ ابوداؤد ادریس کے بیٹے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

عنترہ رحمۃ اللہ علیہ:

یہ ابوہارون بن عنترہ ہیں۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ ان کی کنیت عنترہ ابووکیع تھی۔

ولید بن عتبہ رحمۃ اللہ علیہ:

لیثی ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

یہ کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اٹھائیسویں رمضان کو روزہ رکھ لیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہمیں حکم دیا کہ اس دن کا قضا روزہ رکھیں۔

یزید بن مذکور رحمۃ اللہ علیہ:

ہمدانی ہیں۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

یزید بن قیس رحمۃ اللہ علیہ:

خارفی ہیں۔ ان کو ارجی ہمدان میں سے بھی کہا جاتا ہے۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے تھے۔

ابو ماویۃ الشیبانی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

عبد الاعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ:

ابراہیم بن عبد الاعلیٰ کے باپ۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

حیان بن مرثد رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں "جس نے دروازہ بند کیا یا دروازے پر پردہ ڈالا اس پر مہر واجب ہے"۔ یہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کرتے ہیں۔

ابن عبید بن الابرص رحمۃ اللہ علیہ:

اسدی ہیں۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

ابو بشیر رحمۃ اللہ علیہ:

یہ نماز استسقاء (بارش کی دعا) کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

تمیم بن مشیح رحمۃ اللہ علیہ:

یہ گری پڑی چیز کے بارے میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

شریک بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ:

عبسی ہیں۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ مشہور و معروف ہیں، قلیل الحدیث ہیں۔

کثیر بن نمر رحمۃ اللہ علیہ:

حضرمی۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

ابو حیۃ الوادعی رحمۃ اللہ علیہ:

ہمدان سے ہیں۔ یہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا آپ نے کشادہ زمین پر پیشاب کیا اور پھر آپ نے وضو کیا یہ دوسری حدیث یہ بھی روایت کرتے ہیں کہ "جب تو وضو کرے تو اپنی ناک میں بھی پانی ڈال"۔

ثعلبہ بن یزید رحمۃ اللہ علیہ:

بنی تمیم کے حمانی۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ بہت کم روایت کرتے ہیں۔

عاصم بن شریب رحمۃ اللہ علیہ:

زبیدی۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

ریاش بن عدی رحمۃ اللہ علیہ:

کندی۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

قنبر رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مشہور غلام۔

مسلم رحمۃ اللہ علیہ:

یہ بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے غلام ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ یہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پینے کے لیے پانی مانگا۔ میں پانی کا ایک پیالہ لے آیا۔ اور اس میں میں نے پھونک ماری۔ آپ نے اس پانی کے پینے سے انکار کر دیا اور فرمایا تو ہی اس کو پی لے۔

ابورجاء رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ یہ روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی ایک تلوار لے کر بازار کو چلے اور فرمایا کہ اگر میرے پاس ازار خریدنے کے پیسے ہوتے تو میں یہ تلوار نہ بیچتا۔ ان کا نام یزید بن محجن ضبی ہے۔

خرشہ بن حبیب رحمۃ اللہ علیہ:

یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایسے شخص کے بارے میں روایت کرتے ہیں جو اپنی عورت سے جماع کرتا ہے مگر انزال نہیں کرتا۔

زیاد بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

یہ روایت کرتے ہیں کہ ہم حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ابن نباح نے نماز عصر کی اذان دی۔ الصلوٰۃ الصلوٰۃ۔ آپ کھڑے ہوئے اور عصر کی نماز پڑھی ہمارے ہمراہ۔

ابونصر رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ یہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں حج کے ارادہ سے نکلا' مجھے ذی الحلیفہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ ملے۔ وہ حج و عمرہ دونوں کی تکبیر کہہ رہے تھے' اس کے بعد طویل حدیث ہے۔

معقل الجعفی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک وسیع میدان میں پیشاب کیا' پھر وضو کیا اور اپنی نعلین پر مسح کیا۔

ابوراشد السلمانی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مکان پر آیا اور آواز دی کہ اے امیر المومنین! اے امیر المومنین آپ نے جواب دیا لبیک لبیک۔ میں حاضر ہوں۔ میں نے عرض کیا۔ میں اپنے اونٹ چرا رہا تھا' ایک

اونٹ کے چوٹ لگی میں نے اس کو ذبح کر لیا۔ مگر میرے گھر والے اس کے گوشت کو نہیں کھاتے۔ آپ نے فرمایا: اس کا گوشت مسکینوں کو کھلا دے (یعنی ایک ہے تقویٰ اور ایک ہے فتویٰ۔ تقویٰ یہ ہے کہ ایک شخص یقینی طور پر جانتا ہے کہ یہ شریعت کے خلاف ہے' اس سے اجتناب کرے اور دوسرے یہ کہ ایک چیز شک و یقین دونوں کے درمیان ہے۔ شبہ ہے کہ یہ جائز ہے یا ناجائز' اس حالت میں اس سے پرہیز کرنا احتیاط ہے۔ یہ احتیاط کا حکم تھا اس حالت میں اگر خود اس کا استعمال نہ کرے تو دوسرے عاجزوں اور مسکینوں کو دے دے)۔

ابو رملہ رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

یہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک وسیع میدان میں آفتاب نکلنے کے بعد آئے۔ وہاں کسی کو نہ پایا پوچھا لوگ کہاں گئے۔ بتلایا گیا کہ لوگ مسجد میں ہیں۔ ایک شخص کو بھیج کر کسی کو بلایا اور ان سے پوچھا یہ لوگ وہاں کیا کر رہے تھے؟ اس نے کہا کچھ لوگ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے اور کچھ باتیں کر رہے تھے۔ جب وہ سب آ گئے تو آپ نے فرمایا: لوگو شیطان کی نماز سے بچو (یعنی جب سورج آدھا اندر اور آدھا باہر ہو تو نماز نہ پڑھا کرو۔ یہ شیطان کی نماز ہو گی پورا سورج نکل لینے دیا کرو) جب آفتاب دو نیزوں تک بلند ہو جائے تو آدمی کو چاہیے کہ وہ دو رکعتیں نماز پڑھ لے۔ یہ صلوٰۃ اشراق ہے۔

ابو سعید الثوری رحمۃ اللہ علیہ:

یہ بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے سنا کہ ''تاجر فاجر (خدا کا نافرمان) ہے' سوائے اس تاجر کے جو اپنا (جائز) حق لیتا ہے اور دوسرے کا حق بھی ادا کرتا ہے''۔

ابو الغریف رحمۃ اللہ علیہ:

اس کا نام عبید اللہ بن خلیفہ ہمدانی ہے۔ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں ایک وسیع میدان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھا آپ نے پیشاب کیا پھر آپ نے پانی منگایا اور اس سے اپنی دونوں ہاتھ دھوئے' پھر قرآن کے پہلے حصہ سے قرآن کی تلاوت فرمائی' یہ بہت کم حدیث روایت کرتے تھے۔

مصفح العامری رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ یہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے بھائی! بنی عامر مجھ سے اللہ اور اللہ کے رسول کے احکام کے متعلق پوچھا کرو' اس لیے کہ ہم اہل بیت ہیں۔ سب سے زیادہ کتاب و سنت کو جانتے ہیں۔

عبد الرحمٰن بن سوید رحمۃ اللہ علیہ:

کاہلی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ میرے سامنے اس مسجد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دعائے قنوت پڑھی وہ یہ تھی:

اَللّٰهُمَّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّيْ وَنَسْجُدُ، وَاِلَيْكَ نَسْعٰى وَنَحْفِدُ نَرْجُوْا رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰى عَذَابَكَ، اِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ، اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ وَ نَسْتَغْفِرُكَ وَنُثْنِيْ عَلَيْكَ وَ لَا نَكْفُرُكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَفْجُرُكَ.

''اے اللہ! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی دعا کرتے ہیں' تجھ ہی کو سجدہ کرتے ہیں۔ ہماری بھاگ دوڑ تیرے ہی لیے ہے' ہم تیری ہی رحمت و مغفرت کی اُمید رکھتے ہیں۔ تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ بے شک تیرا عذاب کفار کو ملنے والا ہے۔ اے اللہ! ہم تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں' تجھ ہی سے مغفرت طلب کرتے ہیں' تیری حمد و ثنا بیان کرتے ہیں۔ تیری نعمتوں کی ناقدری اور ناشکری نہیں کرتے اور جو تیرے باغی اور نافرمان ہیں ان سے علیحدگی اور کنارہ کشی اختیار کرتے ہیں''۔

حصین بن جندب رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ یہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ایک کشادہ زمین میں پیشاب کرتے ہوئے دیکھا' پھر آپ نے اپنی نعلین پر مسح کیا اور نماز پڑھی۔

مالک بن الجون رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ یہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ بیٹھے پیشاب کیا' پھر پانی منگا کر وضو کیا اور موزوں و نعلین پر مسح کیا۔

حارث بن ثوب رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ یہ روایت کرتے ہیں کہ ہمارے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جمعہ کی نماز پڑھی' سلام پھیرنے کے بعد کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''اے اللہ کے بندو! نماز تمام کرو'' (نماز کی پوری پوری پابندی کرو اور اس کے ظاہری و باطنی آداب کو ملحوظ رکھو)۔

ابو یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ یہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس یزید بن ملفف داخل ہوا اور کوئی اعتراض کیا۔

سائب رحمۃ اللہ علیہ:

ابو عطاء بن السائب۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ یہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ آپ نے فرمایا: سائب آیئے ہم آپ کو ایک ایسا شربت پلاتے ہیں کہ اس کے پینے کے بعد تم تمام دن پیاسے نہ ہو گے؟ میں نے عرض کیا: ہاں ضرور پلایئے امیر المومنین! آپ نے وہ شربت منگایا اور میں نے پی لیا۔ پھر آپ نے پوچھا کہ جانتے ہو یہ شربت کیا ہے؟ میں نے عرض کیا: میں نہیں جانتا۔ آپ نے فرمایا: یہ تین حصہ دودھ ہے۔ تین حصہ شہد اور تین حصہ مکھن۔

عبداللہ بن ابی المحل رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ یہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بابل کے ایک پتھر کے پاس سے گزرے آپ نے اس پر نماز نہیں پڑھی۔

نہیک بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

سلولی۔ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک گرجا میں ایک راہب کے پاس شیطان آیا۔ جس نے ستر سال اللہ کی عبادت کی تھی۔

الاغر بن سلیک رحمۃ اللہ علیہ:

ایک دوسری روایت میں یہ الاغر بن حنظلہ ہیں۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ محمد بن سعد کہتے ہیں کہ شاید وہ اپنے دادا سلیک بن حنظلہ کی طرف منسوب ہیں۔

یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''تین شخص ہیں جن پر اللہ اپنا غضب نازل کرتا ہے' ایک بوڑھا زانی' دوسرا بہت زیادہ ظلم کرنے والا مال دار اور تیسرا فقیر منکر و متکبر''۔

الاغر کی کنیت ابومسلم ہے۔

عمرو ذی مر رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ یہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ نے وضو کیا' پھر ایک چلو پانی لے کر اپنے سر پر ڈالا اور اسے ملا۔

عبداللہ بن ابی الخلیل رحمۃ اللہ علیہ:

ہمدانی ہیں۔ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے تین حدیثیں روایت کرتے ہیں۔

عمرو بن بعجہ رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ یہ روایت کرتے ہیں کہ مدائن میں ایک دیہاتی نے سواری کے لیے ایک خچر پیش کیا' آپ نے جب زین کے اگلے حصے پر ہاتھ رکھا تو پھسل گیا۔ پوچھا یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا یہ دیباج کی کاٹھی ہے' یہ سن کر آپ نے اس پر سوار ہونے سے انکار کر دیا۔

حمید بن عریب رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت علی اور حضرت عمار رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں اس شخص کے بارے میں جس نے جنگ جمل میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ کی کونچیں کاٹی تھیں۔

سعید بن ذی حدان رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ یہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی کی زبان مبارک سے جنگ کو دھوکا و فریب فرمایا ہے''۔ یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی روایت کرتے ہیں۔

عبداللہ بن ابی المجل رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ یہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بابل کے ایک پتھر کے پاس سے گزرے آپ نے اس پر نماز نہیں پڑھی۔

نہیک بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

سلولی۔ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک گرجا میں ایک راہب کے پاس شیطان آیا۔ جس نے ستر سال اللہ کی عبادت کی تھی۔

الاغر بن سلیک رحمۃ اللہ علیہ:

ایک دوسری روایت میں یہ الاغر بن حنظلہ ہیں۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ محمد بن سعد کہتے ہیں کہ شاید وہ اپنے دادا سلیک بن حنظلہ کی طرف منسوب ہیں۔

یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''تین شخص ہیں جن پر اللہ اپنا غضب نازل کرتا ہے ایک بوڑھا زانی' دوسرا بہت زیادہ ظلم کرنے والا مال دار اور تیسرا فقیر منکر و متکبر''۔

الاغر کی کنیت ابو مسلم ہے۔

عمرو ذی مر رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ یہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ نے وضو کیا' پھر ایک چلو پانی لے کر اپنے سر پر ڈالا اور اسے ملا۔

عبداللہ بن ابی الخلیل رحمۃ اللہ علیہ:

ہمدانی ہیں۔ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے تین حدیثیں روایت کرتے ہیں۔

عمرو بن بعجہ رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ یہ روایت کرتے ہیں کہ مدائن میں ایک دیہاتی نے سواری کے لیے ایک خچر پیش کیا' آپ نے جب زین کے اگلے حصے پر ہاتھ رکھا تو پھسل گیا۔ پوچھا یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا یہ دیباج کی کاٹھی ہے' یہ سن کر آپ نے اس پر سوار ہونے سے انکار کر دیا۔

حمید بن عریب رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت علی اور حضرت عمار رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں اس شخص کے بارے میں جس نے جنگ جمل میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ کی کونچیں کاٹی تھیں۔

سعید بن ذی حدان رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ یہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی کی زبان مبارک سے جنگ کو دھوکا و فریب فرمایا ہے''۔ یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی روایت کرتے ہیں۔

رافع بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ:

بجلی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حدیث سنی اور انہیں سے روایت کرتے ہیں۔

اکتل بن شماخ رحمۃ اللہ علیہ:

عکلی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ عبداللہ بن نجی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''جو شخص ایک حسین وجمیل اور فصیح شخص کو دیکھ کر خوش ہونا چاہے وہ اکتل بن شماخ کو دیکھ لے''۔

اوس بن معلق رحمۃ اللہ علیہ:

اسدی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

طریف رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ یہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیت المال پر مامور تھا۔ آپ نے سبز رنگ کے ایک گھڑے سے نبیذ پی۔

تابعینؒ کا دوسرا طبقہ

وہ حضرات جو حضرت عبداللہ بن عمرو' حضرت عبداللہ بن عباس' حضرت جابر بن عبداللہ' حضرت نعمان بن بشیر اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔

حضرت عامر بن شراحیل (امام شعبی) رحمۃ اللہ علیہ:

عامر نام' ابوعمر کنیت ہے۔ شعبی قبیلے کی نسبت سے شعبی کہلاتے ہیں۔ یمن کے مشہور خاندان حمیری سے ہیں۔ حمیری خاندان میں ایک مشہور شخص حسان بن عمرو گزرا ہے۔ یہ شخص یمن کی ایک پہاڑی ذوالشعبین میں پیدا ہوا اور مرنے کے بعد یہیں دفن ہوا۔

وجہ تسمیہ:

یمن میں ایک مرتبہ سخت بارش ہوئی۔ اس میں ان کا علاقہ بہہ گیا۔ یہ ایک پہاڑی میں آباد ہو گئے اس میں ایک پتھر کا دروازہ تھا۔ اس کو توڑ کر یہ شخص اندر داخل ہوا۔ دیکھا کہ اس میں ایک تخت بچھا ہوا ہے سونے کا اور اس پر ایک شخص مرا ہوا بیٹھا ہے ہم نے اسے ناپا تو وہ بارہ گز کا نکلا' اس کے جسم پر زر و جواہر کا قیمتی لباس تھا۔ اس کے سر پر یاقوت کا تاج تھا' اس کے پہلو میں ایک سونے کی تختی رکھی تھی۔ ایک طرف ایک شخص جس کا سر اور داڑھی سفید تھی' اس کے بالوں کی دولٹیں اس کے دونوں طرف پڑی تھیں اور ایک تختی پر خط حمیری میں لکھا ہوا تھا ''اے رب حمیر تیرے نام سے۔ میں حسان بن عمرو القیل ہوں۔ میں امید کے ساتھ زندہ رہا اور اپنی موت مر گیا۔ خزہید کے دنوں میں۔ اور خزہید کون ہے؟ اس میں بارہ ہزار انسان ہلاک ہوئے' میں ان میں سے آخری قیل تھا۔ میں ذی الشعبین کی پہاڑی میں آ گیا۔ اس کے پہلو میں تلوار لٹکی ہوئی تھی۔ خط حمیری میں لکھا تھا کہ میں ان سے خون کا بدلہ لوں گا۔

محمد بن مرہ شعبانی کہتے ہیں۔ وہ حسان بن عمرو بن قیس بن معاویہ بن جشم بن عبد شمس بن ذو شعبین کہتے ہیں۔ یہ یمن کا ایک پہاڑ ہے۔ یہ اس پہاڑ میں اقامت گزین ہو گیا تھا اور اس کا لڑکا بھی' یہیں اس نے اور اس کے بیٹے نے وفات پائی اور یہیں دفن ہوئے۔ دونوں اسی لیے اس کی طرف منسوب ہیں۔

ان میں سے جو کوفے میں آباد ہو گئے تھے ان کو شعبیون کہا جاتا ہے۔ انہی میں سے عامر شعبی ہیں اور جو لوگ شام میں آباد ہو گئے تھے ان کو شعبانیوں کہا جاتا ہے۔ اور جو یمن میں ہی رہے ان کو آل ذی شعبین کہا جاتا ہے' نیز جو لوگ اور مغرب میں آباد ہوئے ان کو اشعوب کہا جاتا ہے۔ وہ سب بنو حسان بن عمرو ذی شعبین ہیں۔ علی بن حسان بن عمرو کے بیٹے عامر بن شراحیل کا گروہ ہیں۔ یہ یمن ہمدان کے احمور میں آباد تھے اور احمور مختلف آبادیاں تھیں سائندوں کی۔ جن میں آل ذی بارق وسبیع' آل ذی حدان' آل ذی رضوان' آل ذی لعوۃ' آل ذی مروان اور اعراب ہمدان تھے۔ غدر و یام' نہم' شاکر اور ارحب وغیرہ۔ ہمدانیوں میں حمیر قبائل کی کثرت تھی۔ خاص کر آل ذی حوال وغیرہ۔

عامر شعبیؒ بڑے دبلے پتلے تھے' وہ اور ان کے بھائی دونوں توام پیدا ہوئے تھے۔ ان سے کہا گیا کہ اے ابو عمرو؟ آپ اتنے دبلے پتلے کیوں ہیں؟ فرمایا اس لیے کہ ہم رحم مادر میں دو بھائی رہے ہیں۔ وہ جنگ جلولاء کے سال پیدا ہوئے تھے۔ انہوں نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو دیکھا تھا۔

۵۰۰ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زیارت:

حضرت عامر رحمۃ اللہ علیہ نے جب ہوش سنبھالا تو اس وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بہت بڑی جماعت موجود تھی۔ پھر ان کی بود و باش بھی ایک ایسے مقام پر تھی جو مرکزی حیثیت رکھتا تھا جہاں بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم اقامت پذیر تھے اس لیے انہیں پانچسو صحابہ رضی اللہ عنہم کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ اڑتالیس صحابہ رضی اللہ عنہم سے فیض حاصل کیا۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آٹھ دس مہینے قیام کر کے علوم نبوت سے فیضیاب ہونے کا موقعہ ملا۔ یہ وجہ ہے کہ وہ امام العصر کہلائے اور علم حدیث میں ممتاز و نمایاں ہوئے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ ان جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں:

حضرت ابوہریرہ' حضرت ابن عمرؓ' حضرت ابن عباسؓ' حضرت عدی بن حاتمؓ' حضرت سمرہ بن جندبؓ' عمرو بن حریثؓ' حضرت عبداللہ بن یزید انصاریؓ' حضرت مغیرہ بن شعبہؓ' حضرت براء بن عازبؓ' حضرت زید بن ارقمؓ' حضرت ابن ابی اوفیؓ' حضرت جابر بن سمرہؓ' حضرت ابی جحیفہؓ' حضرت انس بن مالکؓ' حضرت عمران بن حصینؓ' حضرت بریدہ اسلمیؓ' حضرت جریر بن عبداللہؓ' حضرت اشعث بن قیسؓ' حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ' حضرت حسن بن علیؓ' حضرت عبداللہ بن عمرو العاصؓ' حضرت نعمان بن بشیرؓ' حضرت جابر بن عبداللہؓ' حضرت وہب بن حنبیس طائیؓ' حضرت حبشی بن جنادۃ السلونیؓ' حضرت عامر بن شہر حضرت محمد بن صفیؓ' حضرت عبداللہ بن جعفر بن ابی طالبؓ' حضرت عروۃ البارقیؓ' حضرت فاطمہ بنت قیسؓ' حضرت عبدالرحمٰن بن ابزیؓ' حضرت علقمہ بن قیسؓ' حضرت فروہ بن نوفل اشجعیؓ' حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰؓ' حضرت حارث الاعورؓ' حضرت زہیر بن الغینؓ' حضرت عوف بن عامرؓ' حضرت اسود بن یزیدؓ' حضرت سعید بن ذی لعوہؓ' حضرت ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن اور حضرت ابی ثابت ایمن جو یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔

(اتنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے انہوں نے فیض پایا۔ علاوہ ازیں بڑے بڑے تابعین سے بھی استفادہ کیا۔ یوں امام العصر کہلائے)۔

شعبہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے ابی اسحاق سے پوچھا کہ آپ بڑے ہیں یا شعبی رحمۃ اللہ علیہ؟ جواب دیا وہ مجھ سے دو سال بڑے ہیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے شرف تلمذ:

آپ آٹھ دس مہینے مدینہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس مقیم رہے اس کی وجہ یہ ہوئی کہ مختار کے ڈر سے بھاگے اور یہاں ان کو پناہ ملی۔ امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے علم حساب و ریاضی حارث اعور سے سیکھا۔

ابن ابی عزہ کہتے ہیں کہ میں خراسان میں امام عامر شعبی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ دس مہینے رہا وہ دو رکعتوں سے زیادہ نہ کرتے تھے۔

شیعت سے توبہ اور شیعہ مذہب کی پرزور مذمت:

محمد بن سعد کہتے ہیں کہ یہ ابتداء میں شیعہ تھے لیکن جب شیعوں کے اعمال دیکھے' ان کے خیالات و عقائد سنے اور ان کی

باتیں سنیں تو ان کے مذہب سے تائب ہو گئے اور ان کی مذمت کرنے لگے۔

مالک بن مغول شعبی سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: اگر شیعہ پرند ہوتے تو گدھ ہوتے اور اگر چارپائے ہوتے تو گدھے ہوتے۔

اگرچہ شیعوں کے بارے میں آپ کی رائے بڑی سخت تھی مگر آپ نے جادۂ اعتدال سے باہر قدم نہیں نکالا چنانچہ فرماتے ہیں "صالح مومنین اور صالح بنی ہاشم کو دوست رکھو' لیکن شیعہ نہ بنو' جو چیز تمہارے علم میں نہیں ہے اس میں بھلائی کی امید رکھو لیکن مرجی نہ بنو (مرجیہ ایک فرقہ ہے) اس بات پر ایمان و یقین رکھو کہ بھلائیاں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں اور برائیاں تمہارے اپنے نفس سے صادر ہوتی ہیں۔ لیکن اس عقیدے میں بھی قدری نہ بنو (قدریہ بھی مسلمانوں کا ایک پرانا فرقہ ہے۔ جس کا عقیدہ تھا کہ انسان اپنے اعمال میں بالکل آزاد و خود مختار ہے) جس شخص کو تم اچھے اعمال کرتے دیکھو' خواہ وہ نک چپٹا سندھی کیوں نہ ہو' اسے دوست رکھو۔

حجاج اور حضرت امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ:

محمد بن سعد کی روایت ہے کہ دیر جماجم کے معرکہ کے بعد امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ عرصہ تک روپوش رہے اور یزید بن مسلم کو لکھا کہ تم حجاج سے میری صلح صفائی کرا دو۔ انہوں نے جواب میں لکھ بھیجا کہ بخدا مجھ میں اتنی ہمت و جرأت نہیں ہے۔ میرا مشورہ یہ ہے کہ آپ اس کے پاس خود چلے جائیں جب وہ دربار عام کرے تو اس وقت دفعتہً اس کے سامنے کھڑے ہو کر اپنی غلطیوں کا اعتراف کر لیں۔ اس بات کا میں وعدہ کرتا ہوں آپ مجھے جس بات کا گواہ بنائیں گے میں اس کے بارے میں آ کر آپ کی گواہی اور صفائی بیان کر دوں گا۔

امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مشورہ پر عمل کیا۔ ایک دن دفعتہً حجاج کے سامنے آ کھڑے ہوئے۔ اس نے دیکھتے ہی کہا: اچھا آپ شعبی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ پھر ان کے سامنے اپنے انعامات و احسانات بیان کیے۔ آپ نے ہر ہر انعام و احسان کا اقرار و اعتراف کیا۔ حجاج نے کہا کہ میں نے آپ کو جو مرتبہ و اعزاز بخشا اور کسی کو نہیں بخشا۔ کہا بے شک ٹھیک ہے اے امیر المومنین! کہا میں نے آپ کو بڑے بڑے عہدوں پر مامور کیا آپ کو آگے سے آگے بڑھایا' کہا بے شک صحیح ہے۔ پھر حجاج نے کہا: میں نے آپ کے وظیفہ میں اضافہ کیا آپ کی مانند کسی کو یہ انعام نہیں دیا۔ آپ کو اپنی قوم کا امام و سردار بنایا کسی اور کو یہ اعزاز نہ بخشا تھا۔ آپ کو آپ کے قبیلہ کا عریف (چودھری) بنایا اور میں نے سرکاری وفود میں ہمیشہ عبدالملک کے پاس آپ کو بھیجا۔ ایک مرتبہ رتبیل والی سجستان کے پاس سفیر بنا کر بھیجا۔ جہاں آپ کو بڑا انعام و اکرام ملا۔ الغرض حجاج اپنے احسانات گنواتا جاتا تھا اور آپ اقرار کرتے جاتے تھے۔

آخر میں حجاج نے پوچھا آپ نے عدو الرحمٰن (یعنی عبدالرحمٰن) بن اشعث کا ساتھ کیوں دیا؟ آپ نے اپنی غلطیوں کا اعتراف کر کے ندامت کا اظہار کیا۔ اس پر حجاج نے آپ کی خطاؤں کو معاف کر دیا۔

آپ نے فرمایا یہ خطائیں میرے لیے فتنہ تھیں' ہم نے اس کے ساتھ نیک اور متقی لوگوں کو نہیں پایا۔ وہ چند شریر لوگ تھے جو آپ سے قوی نہ تھے۔ میں نے یہ سب باتیں یزید بن ابی مسلم کو لکھ دی تھیں' میں نے ان پر ندامت کا اظہار کرتے ہوئے لکھ دیا تھا کہ

وہ میرے اور آپ کے درمیان صلح صفائی کرا دے مگر اس نے یہ ہمت و جرأت نہ کی۔ حجاج نے کہا تو آپ نے مجھے کیوں نہ لکھا؟ فرمایا کچھ ایسے ہی موانعات تھے جن کی وجہ سے آپ کو نہ لکھا۔ غرض یہ کہ حجاج اور امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ میں صلح صفائی ہوگئی اور آپ امن و امان کے ساتھ لوٹے۔

قوت حافظہ:

آپ کا حافظہ اتنا قوی تھا کہ کبھی قلم دوات سے کام نہیں لیا۔ ایک مرتبہ جو حدیث سن لیتے تھے وہ ہمیشہ کے لیے سینے میں محفوظ ہو جاتی تھی۔ خود فرماتے ہیں کہ میں نے کبھی سفید کاغذ کو کتابت سے سیاہ نہیں کیا۔ یعنی کبھی کچھ لکھا نہیں۔ جب کسی نے کوئی حدیث سنائی تو وہ میرے سینے میں محفوظ ہوگئی اس کے دوبارہ سننے کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔

فرماتے ہیں کہ میں نے بیس سال کے عرصے میں کسی سے کوئی ایسی نئی حدیث نہیں سنی جس سے میں بیان کرنے والے سے زیادہ واقف نہ رہا ہوں۔ اہل حجاز' بصرہ اور کوفہ تینوں مرکزوں کے محدثین کی احادیث کا ان سے بڑا کوئی حافظ نہ تھا۔ سنن کے بھی بہت بڑے عالم تھے۔ مکحول رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ میں نے شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ سنن ماضیہ کا عالم نہیں دیکھا۔ ابن ابی لیلیٰ کہتے ہیں کہ شعبی رحمۃ اللہ علیہ صاحب آثار تھے اور ابراہیم صاحب قیاس۔

روایت حدیث میں احتیاط:

علم حدیث نہایت ہی نازک اور ذمہ داری کا علم ہے۔ اس لیے آپ دوسروں سے حدیث لینے میں بڑے محتاط تھے۔ وہ احادیث صرف انہی بزرگوں سے لیتے تھے جو عقل و فہم اور تقویٰ و دیانت بھی رکھتے ہوں اور سیرت و کردار کے اعتبار سے ان پر بھروسہ کیا جا سکتا ہو۔ قبول حدیث میں ان کا اصول یہ تھا کہ علم اسی شخص سے حاصل کرنا چاہیے جس میں زہد و عبادت اور عقل و دانش دونوں چیزیں جمع ہوں۔ جو شخص صرف عقل و دانش رکھتا ہو مگر تقویٰ و دیانت کا مالک نہ ہو یا وہ شخص جو تنہا زہد و عبادت رکھتا ہو مگر عقل و فہم نہ رکھتا ہو۔ یہ دونوں علم کی حقیقت کو نہیں پا سکتے۔

صرف یہی نہیں کہ آپ حدیث قبول کرنے میں احتیاط برتتے تھے بلکہ حدیث بیان کرنے میں بھی احتیاط کرتے تھے۔ حدیث میں اپنی رائے و تحقیق کا دخل نہ ہونے دیتے تھے چنانچہ محمد بن حجادۃ کا بیان ہے کہ جب حضرت عامر شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے کوئی ایسا مسئلہ پوچھا جاتا جس کے بارے میں ان کے پاس قرآن و حدیث کا علم نہ ہوتا اور پوچھنے والا کہتا تو اپنی رائے سے ہی کچھ فرمائیے تو آپ فرماتے میں دین میں اپنی رائے کو دخل نہیں دیتا۔ حتی الامکان اپنی رائے دینے سے بچتے تھے۔ فرماتے میری رائے کیا کرو گے اس پر پیشاب کرو۔

حدیث میں علمی مقام:

روایت بالمعنی کا مفہوم یہ ہے کہ کسی روایت کے الفاظ کے بغیر اس کے معنی اپنی سمجھ کے مطابق بیان کیے جائیں مطلب یہ کہ آپ روایت میں الفاظ کی پابندی نہایت ضروری نہیں سمجھتے تھے۔ چنانچہ ابن عون کی روایت ہے کہ شعبی رحمۃ اللہ علیہ حدیثیں بالمعنی روایت

کرتے تھے (مگر اسی احتیاط کے ساتھ جس کا ہم نے اوپر ذکر کیا) آپ فرماتے۔ تم جو کچھ مجھ سے سنو اسے لکھ لیا کرو۔

عبداللہ بن ابی سفر کہتے ہیں کہ شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''میں عالم نہیں ہوں مگر میں نے کسی عالم کو نہیں چھوڑا جس سے علم حاصل نہ کیا ہو اور ابوحصین تو ایک صالح آدمی ہیں۔ باوجود اس کے کہ وہ خود ایک ممتاز عالم دین تھے' فقیہہ تھے۔ کوفے کی مسند افتاء پر فائز تھے پھر بھی انکسار کا یہ عالم تھا کہ میں عالم نہیں''۔

امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے عالم وفقیہہ تھے مگر شعبی رحمۃ اللہ علیہ کے تفقہ فی الدین کے ایسے قائل تھے کہ جو مسئلہ ان کو معلوم نہ ہوتا' اس کے سائل کو امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھیج دیتے۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے ان سے ایک مسئلہ پوچھا' انہوں نے لاعلمی ظاہر کی۔ اسی اثناء میں سامنے سے شعبی رحمۃ اللہ علیہ گزرتے ہوئے نظر آئے۔ ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے سائل سے کہا کہ اس شیخ کے پاس جا کر پوچھو اور جو جواب وہ دیں مجھے بھی آ کر بتلانا۔ سائل نے جا کر وہ مسئلہ دریافت کیا۔ انہوں نے بھی اپنی لاعلمی ظاہر کی' جب ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کو یہ بات معلوم ہوئی تو کہا واللہ یہ فقیہہ ہے' اور فقہا اسے کہتے ہیں (کہ محض اپنی رائے سے کچھ نہیں کہتے)۔

صلت بن بہرام کہتے ہیں کہ میں نے کسی ایسے شخص کو جو علم میں شعبی رحمۃ اللہ علیہ کا ہم پایہ' ان سے زیادہ لَا اَدْرِی (میں نہیں جانتا) کہنے والا نہیں دیکھا۔

عمرو بن سعید کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا' آپ نے مجھ سے ایک حدیث بیان کی تھی۔ اب وہ میرے حافظے سے نکل گئی۔ آپ نے فرمایا: مجھے کچھ بتلاؤ تو میں جانوں کہ وہ کون سی حدیث تھی' میں نے کہا مجھے کچھ یاد نہیں آتا۔ امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حدیث سنا کر کہا کہ یہ تو نہیں ہے؟ میں نے کہا یہ نہیں ہے۔ آخر میں انہوں نے ایک شعر پڑھ کر کہا: یہ تو نہیں ہے۔

فکر آخرت:

باوجود اس کے کہ آپ جید عالم وفقیہہ اور امام تھے' خوف وخشیت کا یہ حال تھا کہ سفیان کے ایک قول کے مطابق ایک مرتبہ آپ نے فرمایا: ''کاش میں اس علم سے برابر سرابر چھوٹ جاتا۔ نہ مجھ سے اس کا مواخذہ ہوتا اور نہ مجھے اس کا صلہ ملتا''۔

صالح بن صالح ہمدانی کہتے ہیں کہ شعبی رحمۃ اللہ علیہ چند ایسے لوگوں کے پاس کھڑے ہو گئے کہ وہ ان سے بیزار تھے اور ان کو دیکھنا نہ چاہتے تھے۔ جب آپ نے ان کا کلام سنا تو یہ شعر کہا۔

هَنِيئاً مَرِيئاً غَيْرَ دَاءٍ مُخَامِرٍ لِعَزَّةٍ من اَعْمَرا ضِنَا مَا اَسْتَحَلَّتِ

صالح بن مسلم کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم اور شعبی رحمۃ اللہ علیہ ہاتھ میں ہاتھ دیئے ٹہلتے ٹہلتے مسجد میں جا پہنچے۔ وہاں حماد رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں اور اصحاب کا مجمع لگا ہوا تھا اور ایک شور وغل برپا تھا' شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ شور وغل سن کر کہا خدا کی قسم ان بازاریوں نے تو اس مسجد کو میرے لیے ناگوار بنا دیا ہے۔ یہ کہا اور لوٹ آئے۔

فقیہہ اور عالم کی پہچان:

علماء حق کی شان اور پہچان ہی یہ ہے کہ وہ شور وہنگامہ اور فتنہ وفساد سے کنارہ کشی کرے۔ غور فرمایئے آپ نے معمولی علمی

شور وغل سن کر مسجد ہی کو چھوڑ دیا۔ چنانچہ عبداللہ بن ابی سفر کہتے ہیں کہ شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مجھ پر ایک ایسا زمانہ گزرا کہ میں کسی مجلس میں بیٹھنا گوارا نہ کرتا تھا۔ بس یہی ایک مسجد تھی جس میں میں بیٹھا کرتا تھا (شور وغل نے مجھ سے یہ بھی چھڑا دی) اس سے تو کسی کوڑے کے ڈھیر پر بیٹھ رہنا اچھا ہے۔

آپ کہا کرتے تھے کہ فقیہہ وہ ہے جو خدا کے محارم سے بچتا رہے۔ اور عالم وہ ہے جو خدا کا خوف کرتا ہے۔ تم لوگوں کو چاہیے کہ کم استعداد علماء اور جاہل عبادت گزاروں سے بچتے رہو (یعنی علماء سوء اور پیران ریا کار سے اجتناب کرو) جو لوگ اپنی رائے سے کوئی مسئلہ کہتے تو آپ فرماتے کہ اس کی رائے پر پیشاب کرو۔ تم تو صرف قرآن وحدیث اور اصحاب محمدؐ سے واسطہ رکھو' کسی حال میں قرآن وحدیث کو نہ چھوڑو۔

خصائل اور لباس:

آپ ایک خاص قسم کا ریشمی لباس پہنتے تھے' کبھی کبھی شعراء کی مجلس میں بھی بیٹھتے تھے۔ شعر وسخن سے دلچسپی تھی کہا کرتے تھے کہ یہ حکومت کے وظائف وعطیات گدھے کے پیشاب کی حیثیت رکھتے ہیں۔ یہ بہت سے لوگوں کو جہنم میں لے جاتے ہیں۔

عطیۃ السراج کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ شعبی کے پاس مسجد میں آیا' یہ جہنیہ کی ایک مسجد تھی۔ آپ نے فرمایا کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اس مسجد میں تقریباً میں نے تین سو صحابہ رضی اللہ عنہم کو دیکھا ہے۔

زید بن خطاب کہتے ہیں کہ جب حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ عراق کے گورنر ہوئے تو آپ نے شعبی رحمۃ اللہ علیہ کو کوفہ کا قاضی بنا دیا۔ آپ باب الفیل کے نزدیک ایک گوشے میں مقدمات کے فیصلے کیا کرتے تھے۔

حسن بن صالح اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کے سر پر سفید عمامہ اور اس کا لٹکا ہوا شملہ دیکھا ہے۔

عمرو بن شعیب المسلی کہتے ہیں کہ مجھ سے میرے والد نے کہا کہ انہوں نے شعبی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک نہایت سرخ رنگ کی چادر اوڑھے ہوئے دیکھا' لیث کہتے ہیں۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ ان کی چادر زیادہ سرخ تھی یا ان کی داڑھی۔ کبھی کبھی سرخ عمامہ بھی باندھ لیتے تھے جس زمانے میں آپ قاضی تھے۔ آپ داڑھی رنگتے تھے کبھی سبز چادر بھی اوڑھ لیتے تھے۔ ایک خاص قسم کا ریشمی سبز لباس بھی زیب بدن فرماتے۔ چادر اور لباس کے رنگ مختلف ہوتے تھے۔ زر دراز ار بھی پہن لیتے تھے۔

عبید بن عبدالملک کہتے ہیں کہ میں نے شعبی رحمۃ اللہ علیہ کو شیر کی کھال پر بیٹھے ہوئے دیکھا۔ فرماتے ہیں گورخر کی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے۔

مجالد کا بیان ہے کہ میں نے شعبی رحمۃ اللہ علیہ کو لومڑی کی کھال کی پوستین پہنے دیکھا۔ اسی میں آپ نماز بھی پڑھ لیتے تھے۔

حجاج بن محمد کہتے ہیں کہ میں نے شعبہ رحمۃ اللہ علیہ کو یہ کہتے سنا۔ میں نے ابو اسحاق سے پوچھا۔ عمر میں آپ بڑے ہیں یا شعبی رحمۃ اللہ علیہ؟ فرمایا شعبی رحمۃ اللہ علیہ مجھ سے ایک یا دو سال بڑے ہیں۔

دار فانی سے رحلت:

طارق بن عبدالرحمٰن کی روایت ہے کہ میں شعبی رحمۃ اللہ علیہ کی عیادت کے لیے ان کے پاس آیا۔ تو میں نے آپ کو دیکھا کہ

کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں ایک قمیص اور ازار میں ان پر چادر نہ تھی۔

خلف بن تمیم مالک سے روایت کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ میرے والد کا بیان ہے کہ شعبی رحمۃ اللہ علیہ جب بھی مجلس سے اٹھتے تو یہ کہا کرتے۔ کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ اکیلا اور لاشریک ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کے بندے اور رسول ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ دین وہی ہے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اسلام وہی ہے جس کا وصف قرآن نے بیان کیا۔ میں گواہی دیتا ہوں اللہ کی کتاب قرآن ویسا ہی ہے جیسا کہ نازل ہوا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حق بالکل ظاہر اور روشن ہے۔

ایک شخص نے شعبی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھے ہوئے کہا کہ اللہ کہیے؟ فرمایا: مجھے کیا ہوا کہ میں اللہ نہ کہوں۔ آپ نے ۱۰۳ھ یا ۱۰۴ھ میں وفات پائی۔ وفات کے وقت آپ کی عمر ۷۷ سال کی تھی۔ آپ نے اچانک وفات پائی۔ اللہ ان پر اپنی رحمت کرے۔

حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ

نام ونسب:

سعید نام ابوعبداللہ کنیت' یہ بنی والبہ بن حارث اسدی کے غلام تھے۔ اسی وجہ سے وہ والبی کہلاتے ہیں۔ سعید بن جبیر ہی سے روایت ہے کہ مجھ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے پوچھا: آپ کن میں سے ہیں؟ میں نے کہا بنی اسد سے۔ پھر پوچھا: شرفاء عرب میں سے ہو یا غلاموں میں سے؟ میں نے عرض کیا' میں غلاموں میں سے ہوں۔ آپ نے فرمایا: تو یوں کہو نا کہ آپ ان میں سے ہیں جن پر بنی اسد میں سے اللہ نے اپنا انعام واحسان کیا (کہ مسلمان ہونے کی سعادت بخشی)۔

حضرت ابومسعود البدری رضی اللہ عنہ سے ملاقات:

ابی معشر حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: ''میں نے عید کے دن ابومسعود البدری رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے۔ میرے گیسو تھے انہوں نے کہا: اے غلام (لڑکے یا اے بچے! عید کے دن امام کے ساتھ نماز پڑھنے سے پہلے کوئی نماز نہیں۔ ہاں نماز عید کے بعد تم دو رکعتیں طویل قراءت کے ساتھ پڑھ سکتے ہو''۔

حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ' حضرت ابن عمر اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم وغیرہما سے بھی روایت کرتے ہیں۔ مجاہد کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے کہا حدیثیں سناؤ۔ میں نے عرض کیا کہ میں اور آپ کی موجودگی میں حدیثیں سناؤں (یہ تو ایسا ہوا جیسے آفتاب کے سامنے چراغ جلانا) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نہیں سناؤ' یہ تو خدا کی نعمت ہے کہ تم میرے سامنے حدیثیں بیان کرو۔ اگر صحیح بیان کرو گے تو بہت اچھا اور اگر کہیں غلطی کرو گے تو میں اس کی تصحیح کر دوں گا (یہ گویا سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف سے سب سے بڑی سند ملی)۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حلقۂ درس میں شرکت:

امام نووی کا بیان ہے کہ سعیدؒ تابعین کے بڑے آئمہ میں سے تھے۔ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ان کو علمائے اعلام بتلاتے ہیں۔

تفسیر' حدیث' فقہ زہد وعبادت اور اخلاق وتقویٰ وغیرہ جملہ کمالات اوصاف میں وہ بڑے بڑے اماموں کا ہم پایہ اور سرگروہ تابعین سے تھے۔

آپ نے یوں تو بڑے بڑے صحابہ رضی اللہ عنہم سے اکتساب فیض کیا لیکن حبر الامۃ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے خصوصیت کے ساتھ فیض پایا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا حلقہ درس بڑا وسیع اور عظیم وجلیل تھا۔ جس میں قرآن' تفسیر' حدیث' فقہ' فرائض' ادب وانشاء اور شعر وشاعری کے دریا بہتے تھے' سعید سب سے زیادہ یہیں سے سیراب ہوئے اور بحر بیکراں بنے۔ آپ خود فرماتے ہیں کہ میں بڑی پابندی کے ساتھ ان کے حلقۂ درس میں شریک ہوتا تھا اور میرے علم حاصل کرنے کا طریقہ یہ تھا کہ باہر کے جو سائلین سوالات کرتے تھے اور جو جو مسائل پوچھتے تھے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما جوابات دیا کرتے تھے میں ان کو خاموشی کے ساتھ اور بڑے غور سے سنا کرتا تھا۔ کبھی کبھی خود بھی کچھ پوچھ لیتا تھا۔ ان سوالات میں حدیثیں بھی ہوتی تھیں اور فقہ کے مسائل بھی۔ لیکن انہیں قلم بند کرنے سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھے منع کر رکھا تھا۔ کچھ مدت تک اسی زبانی یاد پر انحصار رہا مگر بعد میں لکھنے کی اجازت مل گئی تھی۔ پھر لکھنا شروع کر دیا۔ بعض دن اتنی کثرت سے مسائل پیش آتے کہ لکھتے لکھتے ان کی بیاض پر ہو جاتی۔ تو کپڑوں پر' کبھی ہتھیلی پر اور کبھی کسی اور چیز پر لکھ لیتے۔

حسن بن مسلم کہتے ہیں کہ وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نابینا ہونے سے پہلے ان سے اتنے مسائل پوچھتے کہ لکھ نہ سکتے۔ جب وہ نابینا ہو گئے تو لکھنا شروع کر دیا۔ جب یہ خبر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو ملی تو وہ ناراض ہوئے۔

بنی وادعہ کے مؤذن کہتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا اور وہ تکیہ لگائے بیٹھے تھے۔ سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ ان کے قدموں کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ان سے کہہ رہے تھے کہ مجھے دکھاؤ کہ تم مجھ سے حدیث کس طرح بیان کرتے ہو' تم نے مجھ سے بے شمار حدیثیں سنیں اور سمجھی ہیں۔

جعفر بن ابی المغیرہ کہتے ہیں کہ جب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی بینائی جاتی رہی' تو جو کوئی آپ سے کوئی مسئلہ پوچھنے آتا تو اس سے فرماتے۔ تم میں ابن ام دھماء (یعنی سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ) موجود ہیں ان سے مسائل پوچھ لیا کرو۔

ابوحصین کہتے ہیں کہ میں نے سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ کیا وہ تمام حدیثیں جو آپ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنیں اور تمام مسائل جو آپ نے ان سے پوچھے' ان کا دارومدار صرف زبانی یادداشت پر ہے؟ کہا نہیں۔ میں آپ کی مجلس میں بیٹھا رہتا تھا۔ کوئی کلام نہیں کرتا تھا۔ وہ جتنی حدیثیں بیان کرتے' میں ان کو یاد کر لیتا۔ اور کبھی لکھ بھی لیتا تھا۔

عبداللہ بن مسلم بن ہرمز کہتے ہیں کہ سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ حدیث لکھنے کو پسند نہیں کرتے تھے۔ ایوب کا بیان ہے کہ سعید نے کہا: میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی مسائل پوچھتا تھا اور بیاض میں لکھ لیتا تھا میں نے ان سے مسئلہ ایلاء کے متعلق بھی پوچھا تھا۔ کیا تم چاہتے ہو کہ میں ان کا جواب تمہیں بتلاؤں کہ انہوں نے کیا فرمایا؟ میں نے کہا ضرور بتلایئے۔ ہمیں آپ کے علم پر بھروسہ ہے' کہا انہوں نے اس بارے میں فرمایا اس سے مراد امراء ہیں۔

فرماتے ہیں کہ جب ہم اہل کوفہ کو کسی مسئلے میں اختلاف ہوتا تو میں اسے اپنی کتاب میں لکھ لیتا اور پھر وہ حضرت ابن

عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھ لیتا وہ اصل مسئلہ سمجھا دیتے۔

اوصاف وکمالات:

سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ ریاضی کے بڑے ماہر تھے۔ علم فرائض میں خاصہ ملکہ تھا۔ ایک مرتبہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس فرائض کا ایک سائل آیا۔ آپ نے اس سے کہا کہ ابن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جاؤ وہ مجھ سے زیادہ علم حساب جانتے ہیں' وہ تم کو وہی بتلائیں گے جو فرض مقرر ہے۔

ان کا اپنا بیان ہے کہ میری مہر پر نقش تھا عَزَّ رَبِّی وَاقْتَدَرْ (میرے رب نے مجھے عزت واقتدار بخشا ہے) میں نے اس کا ذکر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کیا۔ آپ نے مجھے اس سے منع کیا اور میں نے اسے مٹا دیا۔

مسعود ابن مالک کہتے ہیں مجھ سے ایک مرتبہ علی بن حسین نے کہا۔ سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کیا کیا؟ میں نے کہا وہ ایک صالح آدمی ہیں۔ یہ وہ شخص تھا جو ہمارے پاس آتا اور مسائل پوچھتا' فرائض کے متعلق اور دوسرے مسائل میں جن سے اللہ ہمیں نفع پہنچاتا۔

بعض کوتاہ نظر اصحاب ان کو زیادہ حدیث بیان کرنے پر ملامت کرتے تھے آپ انہیں جواب دیتے مجھے تم سے اور تمہارے ساتھیوں سے حدیث بیان کرنا زیادہ پسند ہے بہ نسبت اس کے کہ میں اسے اپنے ساتھ اپنی قبر میں لے جاؤں۔

محمد بن حبیب کا بیان ہے کہ جب سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ اصفہان میں قیام پذیر تھے اور لوگ ان سے حدیثیں پوچھتے تو آپ ان کو نہ بتاتے لیکن جب کوفہ میں آئے تو یہ فیض جاری کر دیا۔ لوگوں نے پوچھا یہ کیا بات ہے کہ اصفہان میں تو آپ حدیثیں بیان نہ کرتے تھے اور یہاں بیان کرتے ہیں؟ فرمایا اپنی متاع وہاں پیش کرو جہاں اس کے قدر دان ہوں۔

قرآن مجید سے خاص شغف:

آپ کے نزدیک عبادت محض نماز روزہ اور تسبیح وتہلیل نہیں بلکہ اس کا دائرہ پوری کی پوری زندگی ہے۔ آپ اطاعت کو سب سے بڑی عبادت سمجھتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے جو شخص خدا تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہے وہ ذاکر ہے اور جو نافرمانی کرتا ہے وہ ذاکر نہیں خواہ وہ کتنی ہی تسبیح اور تلاوت قرآن کیوں نہ کرے۔ آپ سے کسی نے سوال کیا کہ سب سے بڑا عبادت گزار کون ہے؟ فرمایا جو کچھ گناہوں میں مبتلا ہو کر پھر ان سے تائب ہو گیا اور جب اس نے اپنے گناہوں کو یاد کیا تو ان کے مقابلے میں اپنے اعمال کو بے حقیقت سمجھا۔ عبدالملک بن ابی سلیمان کا بیان ہے کہ سعید دو راتوں میں قرآن ختم کرتے تھے۔

حماد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: میں نے خانہ کعبہ میں ایک رکعت میں قرآن ختم کیا ہے۔ عفان بن مسلم اور موسیٰ بن اسماعیل دونوں کہتے ہیں کہ آپ ہمیں ہر روز دو مرتبہ بعد نماز فجر اور بعد نماز عصر وعظ ودرس دیا کرتے تھے۔

رفاء کہتے ہیں کہ رمضان المبارک کے مہینے میں مغرب اور عشاء کے درمیان سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ آتے اور قرآن کی تلاوت شروع کر دیتے۔

صعب ابن عثمان کا بیان ہے کہ سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''جب سے حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے ہیں اس

وقت سے میں پوری پابندی کے ساتھ دو راتوں میں قرآن ختم کرتا ہوں۔ ہاں اگر سفر کی حالت میں ہوں یا مریض ہو جاؤں تو پھر مجبور ہو جاتا ہوں''۔

ابو ہاشم کی روایت ہے کہ سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ''میں جمعہ کے دن اپنے اَوراد و وظائف پڑھتا رہتا ہوں یہاں تک کہ امام خطبہ کے لئے آئے''۔

ابو شہاب کہتے ہیں کہ سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ رمضان میں ہمارے ساتھ نماز پڑھتے تھے' کبھی ایسا ہوتا کہ ایک آیت کو بار بار پڑھتے رہتے یا دو مرتبہ پڑھتے۔

عطاء بن سائب کا بیان ہے کہ سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص سے کہا۔ میرے بعد تم حدیث کا علم کس سے حاصل کرو گے؟ اس نے کہا ہم آپ کے سوا یہ علم کسی سے حاصل نہ کریں گے۔ فرمایا: بے شک اعمیٰ اور ابن الصیقل تمہیں قرآن کے علم سے بے نیاز کر دیں گے۔

سعید بن عبید کہتے ہیں کہ میں نے سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کو امامت کراتے ہوئے دیکھا' وہ بار بار اس آیت کو دہراتے تھے: اِذِ الْاَغْلَالُ فِیْٓ اَعْنَاقِھِمْ الخ۔

ابو شہاب کی روایت ہے کہ رمضان میں سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ ہمارے ساتھ مغرب کی نماز پڑھتے پھر گھر واپس آ کر تھوڑی دیر آرام کرتے۔ اس کے بعد پھر آ کر ہمارے ساتھ سات ترویحات پڑھتے اور تین وتر پڑھتے اور پچاس آیتوں کی مقدار دعائے قنوت پڑھتے۔ جب نماز میں ایک سورۃ ختم کر لیتے تو کہتے: صَدَقَ الصَّادِقُ الْبَارُّ سچے باری تعالیٰ نے سچ فرمایا۔

عبدالکریم کا کہنا ہے کہ ایک مرتبہ آپ نے فرمایا: ''مجھے یہ بات پسند ہے کہ میرے سر پر کوڑے لگائے جائیں اس بات سے کہ امام جمعہ کا خطبہ دے رہا ہو اور میں کوئی کلام کروں۔ صبح صادق کے بعد آپ کسی سے کلام نہیں کیا کرتے تھے۔

سفیان کہتے ہیں کہ مجھے خبر ملی ہے کہ ایک شخص نے دیکھا کہ سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک بڑے لڑکے کی پیشانی چومی۔

کھانے کے بعد کی دُعا:

عطاء بن السائب رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ جب کھانے سے فارغ ہوتے تو یہ دعا پڑھتے:

اَللّٰھُمَّ اَشْبَعْتَ وَ اَرْوَیْتَ فَھَنِّنَا وَ رَزَقْتَ وَ اَکْثَرْتَ وَ اَطَبْتَ وَ فَزِدْنَا۔

''اے اللہ تو نے ہمیں سیر کیا' غذا بہم پہنچائی' ہم تازہ دم اور قوی ہوئے۔ پس تو نے ہمیں کثرت سے پاکیزہ رزق دیا اس میں زیادتی کر''۔

یزید بن مہلب کی روایت ہے کہ میں سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں نماز پڑھ رہا تھا۔ جب امام غیر المغضوب عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ کہتا تو جبیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ' آمین۔ اے اللہ میری مغفرت کر ایسا ہی ہو۔ جب امام سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہتا تو سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ مِلْءُ السَّمٰوٰتِ وَمِلْءُ الارضین ن السَّبْعِ وَمِلْءُ مَا بَیْنَھُمَا وَمِلْءُ مَا شِئْتَ مِنْ شَیْءٍ بَعْدُ. ترجمہ: ''اے ہمارے پروردگار تیرے ہی لیے ہیں تمام تعریفیں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کی بھرپور تعداد میں' جو کچھ

ان کے درمیان ہے اور ان کے علاوہ بھی۔ یعنی بے حد و بے شمار تعریفیں ہیں تیرے لیے' یہی کہتے رہے اور اللہ اکبر کہہ کر سجدے میں چلے گئے۔

ذوقِ عبادت و تقویٰ:

آپ اپنی قوم کی مسجد میں اعتکاف کیا کرتے تھے۔ آپ کو غیبت کرنا اور غیبت سننا دونوں باتیں ناپسند تھیں' مسلم البطین کا بیان ہے کہ سعید اپنے سامنے کسی کو غیبت نہ کرنے دیتے تھے غیبت کرنے والے سے فرماتے کہ جو کچھ تمہیں کہنا ہے اس شخص کے منہ پر کہو۔

آپ اپنے نفس کو اتنا حقیر سمجھتے تھے کہ گنہگاروں کو بھی ان کے گناہوں پر ٹوکتے ہوئے شرماتے تھے' فرمایا کرتے تھے کہ میں ایک شخص کو گناہ میں مبتلا دیکھتا ہوں' لیکن خود اپنا نفس اپنی نگاہ میں اتنا حقیر ہے کہ دوسرے کو ٹوکتے ہوئے مجھے شرم آتی ہے۔

جعفر بن ابی المغیرہ کہتے ہیں کہ میں نے سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کو روزے کی حالت میں سرمہ لگاتے دیکھا ہے اور میں نے سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کو بے نیام تلوار کے ساتھ نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ اسمٰعیل بن عبدالملک کا کہنا ہے کہ آپ طاق یعنی محراب مسجد کے اندر نماز پڑھ لیتے تھے اور صبح کی نماز میں قنوت نہیں پڑھا کرتے تھے آپ اپنے عمامہ کا بالشت بھر شملہ چھوڑتے تھے۔

مسلم بطین کا بیان ہے کہ سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ شکر افضل[1] ہے یا صبر؟ فرمایا: صبر اور عافیت زیادہ پسند ہے۔

علمائے سوء کا فتنہ:

حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ امت مسلمہ کے لیے سب سے بڑا فتنہ اور تباہی کی جڑ علماء سوء کو سمجھتے تھے۔ چنانچہ ہلال بن خباب نے آپ سے پوچھا۔ لوگوں کی ہلاکت کہاں سے ہوگی؟ فرمایا: ''ان کے علماء کے ہاتھوں''۔ [2]

---

[1] شکر یہ ہے کہ اللہ کی دی ہوئی تمام طاقتوں' صلاحیتوں اور اسباب و وسائل کو احکامِ الٰہی کے مطابق صحیح موقعہ و محل پر صحیح طور پر استعمال کیا جائے اور صبر یہ ہے کہ اقامت حق و عدل کی راہ میں جتنی تکلیفیں' مصیبتیں' رکاوٹیں اور مصائب پیش آئیں ان کو بہ خندہ پیشانی برداشت کیے چلے جانا اور راہِ حق میں آگے سے آگے بڑھتے چلے جانا یہ صبر و استقامت کامیابی اور رضائے الٰہی کے حصول کی شرطِ اوّل ہے۔ (مترجم)

[2] حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ بھی فرماتے ہیں کہ اس اُمت کو تین طبقوں نے ذلیل و خوار اور تباہ و برباد کیا ہے۔ ظالم و مستبد اور فاسق و فاجر حکمران و بادشاہ' علمائے سوء اور پیرانِ ریاکار' قرآن و حدیث میں ایسے لوگوں کے حق میں سخت مذمت اور وعیدیں آئی ہیں۔ مشکوٰۃ شریف کی ایک حدیث ہے:

عُلَمَاءُ هُمْ شَرٌّ مَنْ تحت اديم السماء من عندهم تخرج الفتنة وفيهم تعود.

یعنی زمین پر بدترین فتنہ ان کے علماء ہوں گے۔ ان سے فتنے پھوٹ پھوٹ کر نکلیں گے اور انہیں میں لوٹیں گے۔ عہد نبوت اور خلافت راشدہ سے لے کر آج تک یہی اُمت کے لیے سب سے بڑا فتنہ بنے ہوئے ہیں۔ جہاں صالح بادشاہ و حکمران' علمائے حق اور سچے پیرانِ عظام اصلاح و انقلاب کی کوشش کرتے رہے وہاں علماء سوء ہمیشہ ان کی کوششوں پر پانی پھیرتے' مسلمانوں کو بگاڑتے اور ان کی دنیا تباہ کرتے رہے۔ یہی ہیں جنہوں نے مسلمانوں سے ایمان باللہ اور جہاد فی سبیل اللہ کی روح سلب کی اور شرک و بدعت کا دلدادہ بنایا اور ان کے ایمان و اخلاق کو تباہ کیا۔ (مترجم)

تفسیر قرآن میں مہارت:

قراءت اور تفسیر دونوں فنون میں آپ کو خاص ملکہ حاصل تھا۔ آیاتِ قرآن کی شانِ نزول اور ان کی تفسیر و تاویل میں آپ کو کمال حاصل تھا۔ چنانچہ ابو یونس قری کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے یہ آیت پڑھی۔ اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالوِالْدانِ مگر نہ تو ان مردوں عورتوں اور لڑکوں میں سے۔

تو انہوں نے اس آیت کے بارے میں فرمایا: اس میں جن مردوں' عورتوں اور لڑکوں کا ذکر ہے' ان سے مراد مکہ کے وہ مظلوم تھے جو طرح طرح ستائے جا رہے تھے۔ میں نے یہ سن کر کہا کہ میں ایسے ہی لوگوں کے پاس سے آ رہا ہوں (یعنی میں حجاج کے ستم رسیدہ لوگوں میں سے ہوں)۔ سعید نے کہا بھتیجے! ہم نے تو اس کے خلاف بڑی کوشش کی لیکن کیا کیا جائے خدا کی مرضی یہی ہے۔

(اس میں ہم مسلمانوں کے لیے ایک بڑا سبق آموز نکتہ ہے کہ دنیا میں جن ظالموں اور فاسقوں نے ظلم و فساد مچا رکھا ہے' ان کے متعلق ان سے نجات پانے کی امکان بھر کوشش کرنے سے پہلے یہ کہنا کہ ہم کیا کریں اللہ کی مرضی یہی ہے۔ یہ ہمارے نام نہاد مقتداؤں اور پیشواؤں کی حماقت و نادانی ہے۔ ہاں امکانی جدوجہد کے بعد جو نتیجہ ظاہر ہو اس کے متعلق ہم کہہ سکتے ہیں کہ اللہ کی مرضی یہی ہے۔ کاش ہم اس نکتے کو سمجھ سکیں۔ مترجم)

اعمش رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ اِنَّ اَرْضِيْ وَاسِعَةٌ (بے شک میری زمین کشادہ ہے) کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ جب کسی زمین میں فساد برپا کیا جائے اور وہاں گناہوں کی کثرت ہو جائے تو اس سے نکل جاؤ (یہاں آپ ہمیں ایک بہت عمدہ سبق دے گئے کہ جس ملک و قوم میں فتنہ و فساد پھیل جائے۔ فسق و فجور کی کثرت ہو جائے اور اپنے دین و اخلاق کا بچانا ناممکن ہو جائے تو وہاں سے ہجرت کر جاؤ بشرطیکہ ہجرت کرنا ممکن ہو)۔

سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کی سیاسی سرگرمیاں اور مجاہدانہ کارنامے

یہاں سے ہم حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کی سیاسی سرگرمیوں اور مجاہدانہ کارناموں کا ضروری وضاحت کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ آپ صرف قرآن' حدیث' فقہ' کلام اور زہد و تقویٰ میں ہی ممتاز و نمایاں نہ تھے بلکہ ان تمام چیزوں کے ساتھ ساتھ مصلح اور مجاہد بھی تھے۔ مذہب و سیاست دونوں کے بلند مقام پر فائز تھے۔ گوشہ نشین' عافیت پسند عابد و زاہد ہی نہ تھے بلکہ جبر و استبداد اور ظلم و فساد کے خلاف مجاہد حق و صداقت بھی تھے۔ ان کے مجاہدانہ کارنامے اس دور کے آرام طلب اور عافیت پسند عابدوں کے لیے بڑے سبق آموز ہیں۔ اسی لیے ہم ان کو نمایاں حیثیت سے پیش کرتے ہیں۔ مترجم

جامع مسجد کوفہ میں امامت:

حضرت سعید جبیر رحمۃ اللہ علیہ ایک زمانہ تک مدینہ میں رہے' کچھ دنوں عراق کے مختلف شہروں میں رہ کر علم و عرفان کی بارشیں کرتے اور تشنگانِ علوم نبوت کو سیراب کرتے رہے۔ پھر کوفہ میں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ کوفے میں قیام کے دوران کچھ دنوں عبداللہ بن عتبہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قاضی کوفہ کے کاتب رہے اور کچھ دنوں ابو بردہ بن ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے کاتب بھی رہے۔

حجاج ان کا بڑا قدر دان تھا۔ ان کی بڑی عزت کرتا تھا۔ انہیں جامع کوفہ کا امام بنا دیا تھا اور عہدۂ قضا بھی سونپ دیا تھا لیکن کوفہ والوں نے ان کے خلاف سخت احتجاج کیا کہ قاضی کو عربی النسل ہونا چاہیے۔ اس لیے حجاج نے ان سے عہدۂ قضا لے کر ابو بردہ بن ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو دے دیا اور ان کو ہدایت کر دی کہ سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کے مشورے سے کام کریں۔

حجاج کی مخالفت اور گرفتاری:

حجاج تو آپ پر انعامات کی بارش کر رہا تھا مگر آپ ان انعامات سے متاثر نہ تھے' اس کو اس کے مظالم کی وجہ سے برا سمجھتے تھے اس لیے جب ابن اشعث نے حجاج کے خلاف علم بغاوت بلند کیا تو آپ نے اس کا ساتھ دیا ان کی وجہ سے کوفہ کے بہت سے قراء اور علماء بھی ابن اشعث کے ساتھ ہو گئے۔ ابن جبیر رحمۃ اللہ علیہ جماعت علماء و قراء کے سرگروہ تھے اور میدانِ جنگ میں لوگوں کو حجاج اور بنو اُمیہ کے خلاف یہ کہہ کر اُبھارتے تھے کہ یہ لوگ اسلامی عدل و انصاف اور خلفاء کے طریقے کو چھوڑ کر ظالمانہ طور پر حکومت کر رہے ہیں' خدا کے بندوں پر اپنی مرضی سے حکومت کر رہے اور ان پر ظلم ڈھا رہے ہیں۔ فسق و فجور کی سرپرستی کرتے ہیں' نمازوں میں تاخیر کرتے ہیں اور مسلمانوں کو ذلیل و خوار کرتے ہیں اس لیے ان کی بے دینی' ظلم و جور اور فسق و فجور کے خلاف جہاد کرو۔ بدی کا زور توڑو اور نیکی کو غالب کرو۔

ابتداء میں ابن اشعث کی بڑی قوت تھی' اس کو حجاج کے مقابلے میں کچھ فتوحات بھی حاصل ہوئیں اس نے عراق کا بڑا حصہ بھی فتح کر لیا تھا۔ لیکن حجاج کی مخالفت نے عبدالملک کی حکومت کی مخالفت کی شکل اختیار کر لی۔ حکومت کی مخالفت میں وہ کہاں ٹھہر سکتا

تھا' اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دیر جماجم کے معرکے میں اس کو شکست فاش ہوئی۔ وہ شکست کھا کر سیستان بھاگ گیا۔

اس کی شکست کے بعد حضرت سعید ابن جبیر رحمۃ اللہ علیہ مکہ میں چلے آئے۔ مکہ کے والی خالد بن عبداللہ قسری نے ان کو گرفتار کرا کر حجاج کے پاس بھیج دیا۔ وہ ان کا سخت ترین دشمن ہو گیا تھا۔ ان کو دیکھتے ہی اس کی آنکھوں میں خون اتر آیا۔

حجاج کے ساتھ ابن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کا ایمان افروز مکالمہ:

ایمان اور جہاد یعنی ایمان باللہ اور جہاد فی سبیل اللہ مومن کا طرۂ امتیاز ہے۔ جو حقیقی معنوں میں مومن ہوتا ہے رہی لازمی طور پر مجاہد ہوتا ہے۔ ایمان کے ساتھ ہی نفس کے ساتھ جہاد شروع ہو جاتا ہے بالآخر ظلم واستبداد کے خلاف میدان جنگ میں آ جاتا ہے۔ وہ دنیا کی کسی طاقت سے نہیں ڈرتا۔ وہ موت کا ڈر اپنے سینے سے نکال کر باہر پھینک دیتا ہے اور شہادت کو اپنی زندگی کی معراج تصور کرتا ہے۔ حضرت سعید ابن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی ہمیں یہی سبق دیتی ہے۔ ذرا اس شیر دل مردِ حق کی جرأت و بیباکی اس مکالمے سے نگاہِ تصور میں لائیے:

حجاج: تمہارا کیا نام ہے؟

ابن جبیر رحمۃ اللہ علیہ: سعید ابن جبیر رحمۃ اللہ علیہ۔

حجاج: نہیں بالکل نہیں اس کے برعکس تم شقی بن کسیر ہو۔

ابن جبیر رحمۃ اللہ علیہ: معاف فرمائیے میری ماں آپ سے زیادہ میرے نام سے واقف تھیں۔

حجاج: تمہاری ماں بھی بد بخت تھی اور تم بھی بد بخت ہو۔

ابن جبیر رحمۃ اللہ علیہ: غیب کا علم تو صرف اللہ کو ہے۔

حجاج: میں تمہاری دنیا کو دہکتی ہوئی آگ سے بدل دوں گا۔

ابن جبیر رحمۃ اللہ علیہ: اگر مجھے اس بات کا یقین ہوتا کہ یہ بات آپ کے اختیار میں ہے تو میں آپ کو اپنا معبود بنا لیتا۔

حجاج: محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟

ابن جبیر رحمۃ اللہ علیہ: وہ امام ہدیٰ اور نبی رحمت تھے۔

حجاج: تم حضرت علی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہو؟ وہ جنت میں ہیں یا دوزخ میں؟

ابن جبیر رحمۃ اللہ علیہ: اگر میں جنت و دوزخ میں گیا ہوتا اور یہ دیکھ آتا کہ یہ دونوں خلفاء راشد کہاں ہیں تو پھر بتلا سکتا تھا۔ اب میں کیا جانوں کون کہاں ہیں۔ عالم غیب کی خبر میں کیا دے سکتا ہوں؟

حجاج: خلفاء کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟

ابن جبیر رحمۃ اللہ علیہ: میں ان کا وکیل نہیں ہوں۔

حجاج: اچھا تم ان میں سے کس کو زیادہ پسند کرتے ہو؟

ابن جبیر رحمۃ اللہ علیہ: جو میرے خالق کے نزدیک زیادہ پسندیدہ تھا۔

حجاج: خالق کے نزدیک کون زیادہ پسندیدہ تھا؟

ابن جبیر رحمۃ اللہ علیہ: اس کا علم خدا ہی کو ہے۔

حجاج: عبدالملک کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟

ابن جبیر رحمۃ اللہ علیہ: تم ایسے شخص کے بارے میں کیا پوچھتے ہو جس کے گناہوں میں سے ایک گناہ تمہارا وجود ہے۔

حجاج: تم ہنستے کیوں نہیں؟

ابن جبیر رحمۃ اللہ علیہ: وہ کیسے ہنس سکتا ہے' جو مٹی سے پیدا کیا گیا ہے اور مٹی کو آگ کھا جاتی ہے۔

حجاج: اگر یہ بات ہے تو ہم تفریحی مشاغل سے ہنستے کیوں ہیں؟

ابن جبیر رحمۃ اللہ علیہ: سب کے دل یکساں نہیں ہوتے۔

حجاج: تم نے کبھی تفریح کا سامان دیکھا بھی ہے؟

اس کے بعد حجاج نے حکم دیا (ہمارے فن کار کہاں ہیں وہ) عود اور بانسری بجا کر (اپنے فن کا مظاہرہ کریں تا کہ ابن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کو بھی معلوم ہو کہ دنیا کی دلچسپیاں اور رونقیں یہ ہیں) مگر ابن جبیر رحمۃ اللہ علیہ نغمہ وساز سن کر رو دیئے۔ حجاج نے کہا یہ رونے کا کیا موقعہ ہے۔ موسیقی تو ایک تفریحی چیز ہے' آپ نے جواب دیا کہ تمہارا عود نالۂ غم ہے اور بانسری کی پھونک نے مجھے وہ دن یاد دلا دیا جس دن صور پھونکا جائے گا۔ عود ایک کاٹے ہوئے درخت کی لکڑی ہے جو ممکن ہے کہ ناحق کاٹی گئی ہو اور اس کے تار بکریوں کے پٹھوں کے ہیں جو ان کے ساتھ قیامت کے دن اٹھائی جائیں گی۔

یہ سب باتیں سن کر حجاج نے کہا سعید تمہاری حالت قابل افسوس ہے۔ فرمایا: وہ شخص افسوس کے قابل نہیں جو آگ سے نجات دے کر جنت میں داخل کیا گیا ہو۔

حجاج: کیا میں نے تمہیں کوفہ کا امام نہیں بنایا تھا؟

ابن جبیر رحمۃ اللہ علیہ: ہاں بنایا تھا۔

حجاج: کیا میں نے تمہیں عہدۂ قضا دے کر سرفراز نہیں کیا تھا؟ اور جب کوفہ والوں نے تمہاری اس بناء پر مخالفت کی کہ قاضی کو عربی النسل ہونا چاہیے تو اس پر میں نے ابو بردہ کو قاضی بنایا اور اسے ہدایت کی کہ تمہارے مشورے کے بغیر کوئی کام نہ کرے۔

ابن جبیر رحمۃ اللہ علیہ: یہ بھی بالکل صحیح ہے۔

حجاج: کیا میں نے تم کو ایک لاکھ روپے کی خطیر رقم حاجت مندوں میں تقسیم کرنے کے لیے نہیں دی تھی؟ اور پھر اس کا کوئی حساب و کتاب بھی نہیں مانگا۔

ابن جبیر رحمۃ اللہ علیہ: یہ بھی درست ہے۔

حجاج: جب تمہیں میرے ان احسانات کا اقرار ہے تو پھر کس چیز نے میری مخالفت پر آمادہ کیا۔

ابن جبیر رحمۃ اللہ علیہ: میری گردن میں ابن اشعث کی بیعت کا طوق تھا اور میں اس کی اطاعت پر مجبور تھا۔

حجاج: تمہیں ایک دشمن خدا کی بیعت کا اتنا فکر واحساس تھا اور اس کے مقابلے میں تم نے امیر المومنین کی بیعت کا کوئی خیال نہ کیا۔ خدا کی قسم میں تمہیں قتل اور واصل جہنم کیے بغیر یہاں سے نہ اٹھوں گا۔ بتاؤ تم کس طرح قتل کیا جانا پسند کرتے ہو؟

ابن جبیر رحمۃ اللہ علیہ: خدا کی قسم تم جس طرح مجھے دنیا میں قتل کرو گے خدا تعالیٰ تم کو آخرت میں اسی طرح قتل کرے گا۔

حجاج: کیا تم چاہتے ہو کہ میں تمہیں معاف کر دوں؟

ابن جبیر رحمۃ اللہ علیہ: اگر تم مجھے معاف کر دو گے تو وہ تمہاری طرف سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی جانب سے ہو گا (تمہارا کچھ احسان نہ ہو گا)۔

حجاج: تو لو سنو! میں تم کو ضرور قتل کر دوں گا۔

ابن جبیر رحمۃ اللہ علیہ: اللہ تعالیٰ نے میرا ایک وقت مقرر کر دیا ہے۔ اس سے آگے پیچھے موت آ ہی نہیں سکتی اگر وہ وقت آ گیا ہے تو بے شک تم مجھے ضرور قتل کر دو گے اس سے کسی طرح مفر نہیں۔ اگر نہیں آیا ہے اور عافیت مقدر ہے تو تمہاری کیا مجال کہ مجھے قتل کر دو۔ بہر حال جو کچھ بھی اللہ کو منظور ہے تم وہی کرو گے۔

یہ سن کر حجاج نے آپ کو قتل کر دینے کا حکم دے دیا۔ یہ حکم سن کر حاضرین میں سے ایک شخص رونے لگا۔ ابن جبیر رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے پوچھا تم کیوں روتے ہو؟ اس نے کہا میں آپ کے قتل کیے جانے پر رو رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا: اس پر رونے کی ضرورت نہیں۔ یہ واقعہ تو خدا تعالیٰ کے علم میں پہلے سے موجود تھا۔ ایسا ہونا ہی تھا' پھر یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿ مَا اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَ لَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِيْ كِتَابٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا ﴾ (سورۂ حدید: پارہ ۲۸)

''تم کو زمین اور اپنی جانوں میں جو مصیبتیں پہنچیں' ان کو پیدا کرنے سے پہلے ہم نے ان کو کتاب میں لکھ رکھا ہے''۔

(صبر واستقامت اور رضا بقضائے الٰہی کا یہ وہ ایمان افروز مظاہرہ تھا جو قیامت تک ہم مسلمانوں کے ایمانوں کو گرماتا رہے گا)۔

مقتل کی طرف روانگی اور شوق شہادت:

صبر ورضا کی آپ نے حد کر دی' بڑی ہنسی خوشی اور والہانہ انداز سے مرنے کے لیے تیار ہو گئے۔ کیا مجال جو ذرا سا بھی خوف وہراس طاری ہوا ہو شہادت کی بے تاب تمنا رکھنے والے مرد مومن کے پاکیزہ قلب میں خوف وہراس کا گزر کہاں! مقتل میں جانے سے پہلے اپنے صاحبزادے کو دیکھنے کے لیے بلایا۔ وہ آ کر رونے لگا۔ بیٹے کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا: بیٹے روتے کیوں ہو' ستاون سال کے بعد تمہارے باپ کی زندگی تھی ہی نہیں' پھر رونے کا کون سا مقام ہے۔

اللہ اکبر کس قدر صبر واستقامت ہے کہ بڑی ہنسی خوشی اور شاداں وفرحاں مقتل کی طرف جا رہے ہیں مئے عشق الٰہی سے سرشار ہیں۔ دیکھنے والے انگشت بدنداں رہ گئے۔ یہ مرد مومن ہے یا صبر واستقامت کا پہاڑ۔ حجاج کو اطلاع دی گئی کہ آپ نے تو قتل کا حکم دے کر اپنا کلیجہ ٹھنڈا کر لیا مگر اس مرد مومن کا یہ حال ہے کہ وہ والہانہ مقتل کی طرف جا رہا ہے۔ خوف وہراس کیسا' اسے تو حد سے زیادہ خوشی ہے کہ میں اللہ کی راہ میں مر رہا ہوں۔ اس نے واپس بلا کر پوچھا کہ میاں مرد حق آپ ہنس کس بات پر رہے ہیں؟ فرمایا خدا کے مقابلے میں تمہاری جرأتوں اور تمہارے مقابلے میں اس کے حلم پر۔ (سبحان اللہ کیا بات ہے مرد مومن کی مرتے مرتے وہ نقش وفا ثبت کر گیا جو قیامت تک تاباں ودرخشاں رہے گا)۔

شہادت گاہ اُلفت میں:

حجاج نے اپنے سامنے ہی قتل کا چمڑا بچھانے کا حکم دیا۔ جب چمڑا بچھ گیا تو قتل کا حکم دیا سعید ابن جبیر رحمۃ اللہ علیہ نے صرف اتنی مہلت مانگی کہ میں دو رکعت نماز پڑھ لوں۔ ظالم حجاج اس وقت بھی اپنی فرعونیت سے باز نہ آیا کہا اگر مشرق کی طرف منہ کر کے نماز پڑھو تو اجازت مل سکتی ہے۔ فرمایا کچھ حرج نہیں۔ اَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ (تم جدھر بھی رُخ کرو اُدھر ہی اللہ کا چہرہ ہے (یعنی وہ کسی جہت کے ساتھ محدود و مقید نہیں۔ وہ سب جگہ ہے۔ جدھر بھی اپنا رُخ کرو ہر چیز میں اللہ تعالیٰ کی خالقیت، ربوبیت، الوہیت، قدرت اور حکمت کے آثار پاؤ گے) پھر یہ آیت پڑھی:

﴿ اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴾ (الانعام:۹)

''میں نے یکسو ہو کر اپنا رخ اس ذات کی طرف کیا ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں''۔

حجاج نے حکم دیا ان کو سر کے بل جھکا دو۔ یہ سن کر خود سعید ابن جبیر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے سر کو خم کیا اور یہ آیت پڑھی:

﴿ مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى ﴾

''اسی سے ہم نے تم کو پیدا کیا اور اسی میں تم کو لوٹائیں گے اور پھر تم کو دوبارہ اسی سے نکالیں گے''۔

مطلب یہ کہ آپ نے ہر ہر قدم پر اپنے مومن ہونے کا ثبوت دیا' ہر ہر طرح حجاج کی سوئی ہوئی فطرت کو جھنجھوڑا اور اس کی مسلمانی پر بھرپور طنز کی مگر اس ظالم کی فطرت نہ جاگی اور اس کی فرعونیت میں کوئی فرق نہ آیا۔ موت کو سر پر دیکھ کر آپ نے کلمہ شہادت پڑھا اور بارگاہِ ایزدی میں دعا کی:

''خدایا میرے قتل کے بعد پھر اس (حجاج) کو کسی کے قتل پر قادر نہ کرنا''۔

خون کا فوارہ اور روحانی قوت:

اس دنیا میں ہمیشہ اہل حق کی شہادتیں ہوتی رہی ہیں اور ہوتی رہیں گی۔ مجاہدین حق وصداقت ہمیشہ راہ حق میں ہنس ہنس کر اپنی جانیں فدا کرتے رہے مگر جو بات حضرت سعید ابن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت میں ہے وہ کسی میں نظر نہیں آتی۔ حضرت سعید ابن جبیر رحمۃ اللہ علیہ نے شہادت گہہ الفت میں ایسے ایسے نقوش ثبت کیے ہیں جو قیامت تک کے مسلمانوں کے دلوں میں خون حیات دوڑاتے رہیں گے۔

جلادِ شمشیر براں لیے حجاج کے حکم کا منتظر تھا' اس نے حکم دیا دفعتہً تلوار چمکی اور کشتہ حق کا سر زمین پر تڑپنے لگا۔ زمین پر گرنے کے بعد زبان سے آخری کلمہ لا الٰہ الا اللہ نکلا۔

اس دلدوز واقعہ کے بعد جو تعجب انگیز واقعہ ظہور پذیر ہوا وہ بڑا البصیرت افروز ہے شہید ہونے والوں کے جسم سے عموماً جو خون نکلتا ہے اس سے بہت زیادہ خون آپ کے جسم سے نکلا۔ جس نے تمام درباریوں کو محو حیرت کر دیا۔ حجاج نے اطباء کو بلا کر اس کا سبب دریافت کیا کہ ان کے جسم سے خون کے فوارے کیوں پھوٹ پڑے؟ انہوں نے جواب دیا خون رُوح کے تابع ہوتا ہے۔ جن لوگوں کو

پہلے قتل کیا گیا ان کی روح قتل سے پہلے اس کے حکم سنتے ہی تحلیل ہو چکی تھی اور ابن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کی روح پر حکم قتل کا کچھ بھی اثر نہ تھا۔

شہادت کا یہ واقعہ ۹۴ھ میں پیش آیا۔ اس وقت آپ کی عمر باختلاف روایت ۵۷ یا ۴۹ سال کی تھی۔ آپ کی شخصیت معمولی شخصیت نہ تھی' آپ کی شہادت نے تمام دنیائے اسلام میں صفِ ماتم بچھا دی۔ اکابر تابعین سخت متاثر و مضطرب ہوئے۔ حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''خدایا ثقیف کے فاسق (یعنی حجاج سے) اس کا انتقام لے۔ خدا کی قسم تمام روئے زمین کے باشندے بھی ان کے قتل میں شریک ہوتے تو خدا ان سب کو منہ کے بل دوزخ کی آگ میں جھونک دیتا۔

شمائل و خصائل:

رنگ سیاہ' سر اور داڑھی دونوں سفید' خضاب لگانا پسند نہ کرتے تھے آپ سے وسمہ کے خضاب کے بارے میں پوچھا گیا۔ فرمایا: خدا تو بندہ کے چہرے کو نور سے روشن کرتا ہے اور بندہ اس کو سیاہی سے بجھا دیتا ہے۔

ایک قابل غور بات یہ ہے کہ آپ نے عبدالملک اور حجاج کی مخالفت کے جوش میں حق کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا' درحقیقت آپ نے ظلم و استبداد کے خلاف علم جہاد بلند کیا تھا اور علماء کو درس دیا تھا کہ حتی الامکان جبر و استبداد اور فسق و فجور کا غلبہ تسلیم نہ کرو' بدی کی قوت کو نیکی کی قوت پر کبھی غالب نہ آنے دو اور اگر تم نے ظلم و فساد کی روک تھام میں بقدر امکان کوشش نہ کی تو تمہارا حشر بھی ظالموں کے ساتھ ہوگا۔ جس آگ میں وہ جلیں گے اسی آگ میں تمہیں بھی جلنا پڑے گا۔

اسدی کا بیان ہے کہ میں نے سعید ابن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ میرا آقا (جس کا میں غلام ہوں) حجاج کا حامی اور اس کے ساتھ ہے۔ اگر میں حجاج کے خلاف ابن اشعث کے ساتھ ہو جاؤں اور لڑتے لڑتے جان دے دوں تو مجھ سے اس کا مواخذہ تو کوئی نہ ہوگا؟ آپ نے جواب دیا۔ تم ابن اشعث کا ساتھ نہ دو' حجاج کے خلاف مت لڑو۔ اگر تمہارا آقا یہاں موجود ہوتا تو تم کو لے کر حجاج کی حمایت میں لڑتا۔

لاتقية فى الاسلام:

ابی الصہباء سے روایت ہے کہ سعید ابن جبیر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ''ان سے ذکر کیا گیا کہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اسلام میں تقیہ نہیں۔ سعید نے بھی کہا بے شک اسلام میں تقیہ نہیں۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے اس سے یہ گمان کیا اور خطرہ محسوس کیا کہ اب وہ ضرور کسی آزمائش میں مبتلا ہوں گے۔ پکڑے جائیں گے اور نہ معلوم کیا حشر ہو۔

ان کی شہادت سے تمام تابعین میں کہرام مچ گیا۔ ابراہیم کہتے ہیں سعید ابن جبیر رحمۃ اللہ علیہ قتل کر دیئے گئے۔ اللہ ان پر اپنی رحمت نازل کرے' انہوں نے اپنے پیچھے کوئی اپنے جیسا عالم نہیں چھوڑا۔ میمون بن مہران کہتے ہیں کہ سعید رحمۃ اللہ علیہ مر گئے۔ اس حالت میں کہ زمین پر کوئی ایسا شخص نہیں جو سعید رحمۃ اللہ علیہ کا محتاج نہ ہو۔

اسماعیل بن عبدالملک کہتے ہیں کہ میں نے سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کو سفید عمامہ باندھے ہوئے دیکھا۔ یہ بھی روایت ہے کہ چادر اوڑھ کر نماز پڑھ لیتے تھے اور ہاتھ باہر نہ نکالتے تھے۔

ابو بردہ بن ابی موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ:

عامر نام' ابو بردہ کنیت۔ یہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے بھائی تھے۔ بھائی کے ساتھ ہی اسلام لائے۔ ان ہی کے ساتھ حبشہ گئے۔ پھر وہاں سے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ آئے۔ سعید بن ابی بردہ بیان کرتے ہیں کہ ابو بردہ نے کہا: مجھے میرے والد نے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا کہ میں ان سے دین کی تعلیم حاصل کروں۔ سو میں آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ کہاں سے آئے ہو؟ اور کیوں آئے ہو؟ میں نے سب کچھ بتلا دیا۔ آپ نے مجھ سے مرحبا کہا: میری حوصلہ افزائی کی۔ میں نے عرض کیا مجھے میرے والد نے آپ کے پاس دین کی تعلیم و تربیت حاصل کرنے کے لیے بھیجا ہے۔ آپ نے فرمایا: بھتیجے! تم ایک ایسی جگہ آئے ہو جہاں کے لوگ تجارتی کاروبار کرتے ہیں اگر یہاں کا کوئی مالدار شخص تمہیں گھاس کا ایک تنکا بھی ہدیہ دے تو اسے قبول نہ کرنا اس لیے کہ وہ سود کا ہو گا۔

ابو بردہ رحمۃ اللہ علیہ ہی فرماتے ہیں کہ جب میں مدینے میں آیا تو حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان سے عرض کیا" آپ اس گھر میں کیوں داخل نہیں ہوتے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوا کرتے تھے اور جس میں نماز پڑھا کرتے تھے۔ اور ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کھجوریں اور ستو کھلایا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا: بھتیجے! (وہ زمانہ گیا جب تمام مسلمان پاکیزہ زندگی بسر کیا کرتے تھے) اب تم ایسی جگہ ہو جہاں ہر چیز میں غیر محسوس انداز میں سود کی ملاوٹ ہے (اب لوگ حرام کی کمائی سے اجتناب کرنے میں اتنا اہتمام نہیں کرتے جتنا عہد نبوت میں کیا کرتے تھے)۔

ابی الحسن کہتے ہیں کہ ابو وائل رحمۃ اللہ علیہ اور ابو بردہ رحمۃ اللہ علیہ بیت المال کے افسر تھے۔ ابو نعیم کا بیان ہے کہ کوفہ کا محکمہ قضا قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ کے بعد ابو بردہ رحمۃ اللہ علیہ ہی کے سپرد ہوا تھا۔

یزید بن مردانبہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو بردہ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ وہ گھوڑے پر سوار ہیں اور قرآن پاک ان کے آگے لٹکا ہوا ہے۔ ابن معاویہ نخعی کہتے ہیں کہ ابو بردہ بن ابی موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ ایک جنازے پر آئے' قبیلہ کے امام نے جنازے کی نماز پڑھانے کے لیے ان کو آگے کیا۔

ان کی وفات کوفہ میں ۱۰۳ھ میں ہوئی۔ ایک دوسری روایت میں ۱۰۴ھ ہے۔

موسیٰ بن ابی موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ:

یہ بھائی ہیں ابو بردہ رحمۃ اللہ علیہ کے۔ ان کی ماں کا نام ام کلثوم بنت الفضل بن عباس بن عبدالمطلب ہے۔ یہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔

ابو بکر بن ابی موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ:

یہ ابو بردہ رحمۃ اللہ علیہ کے تیسرے بھائی ہیں۔ اپنے والد وغیرہ سے روایت کرتے ہیں قلیل الروایت ہیں۔ ضعیف مانے جاتے ہیں۔ ان کا خالد بن عبداللہ کی ولایت میں انتقال ہوا اور یہ ابو بردہ رحمۃ اللہ علیہ سے بڑے تھے۔

عروہ بن المغیرہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن شعبۃ الثقفی' ابویعفور کنیت' اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ شعبی روایت کرتے ہیں کہ عروۃ بن المغیرۃ بن شعبہ کوفے کے امیر تھے اور ان کے گھر والوں میں سب سے بہتر تھے۔

عقار بن المغیرہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن شعبۃ الثقفی۔ یہ بھی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔

یعفور بن المغیرہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن شعبۃ الثقفی۔ یہ بھی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔

حمزہ بن المغیرہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن شعبۃ الثقفی۔ یہ بھی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔

ابراہیم النخعی رحمۃ اللہ علیہ:

نام ونسب یہ ہے: ابراہیم نام' ابوعمران کنیت' نسب نامہ یہ ہے: ابراہیم بن یزید بن اسود بن عمرو بن ربیعہ بن حارثہ بن سعد ابن مالک بن النخع مذحج سے۔ یہ یک چشم تھے۔ نخع قبیلہ مذحج کی ایک شاخ ہے۔ یہ لوگ کوفے میں آباد ہو گئے تھے۔

مزاج میں سادگی اور انکساری:

ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ اپنے فضل و کمال اور زہد و تقویٰ کی وجہ سے کوفہ کے ممتاز ترین تابعین میں سے تھے لیکن عجز و نیاز اور خاکساری کا یہ عالم تھا کہ کوئی جان بھی نہ سکتا تھا کہ یہ کون ہیں؟ محمد بن سیرین کہتے ہیں کہ میں اپنی مجلس میں ایک نوجوان ابراہیم کا ذکر سنا کرتا تھا مسروق رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وہ سب سے زیادہ عالم تھے لیکن وہ ہم میں ایسے رہتے تھے گویا ہمارے ساتھ نہیں۔ یہی یک چشم نوجوان علقمہ رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ درس میں بیٹھا کرتا تھا' وہ لوگوں میں بالکل گمنام تھے۔ ان کی قوتِ حافظہ اتنی قوی تھی کہ خود فرماتے ہیں ''میں نے کبھی کچھ نہیں لکھا''۔

عبدالملک بن ابی سلیمان کا بیان ہے کہ میں نے سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ جب ان سے کوئی مسئلہ پوچھا جاتا تو وہ کہتے کہ تمہارے اندر ابراہیم موجود ہیں اور تم پھر مجھ سے مسائل پوچھنے آتے ہو۔ سفیان اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ جب کبھی یہ بات سنتے تو بڑا تعجب کرتے اور کہتے کہ میں ان کے علم کا محتاج ہوں۔

علقمہ رحمۃ اللہ علیہ ان کے چچا اور اسود رحمۃ اللہ علیہ ان کے ماموں دونوں کوفہ کے ممتاز محدثین میں سے تھے ابراہیم نے انہی کے دامن میں پرورش پائی تھی۔ ابوزرعہ نخعی کا بیان ہے کہ وہ ممتاز ترین علمائے اسلام میں سے تھے اور ان کو حدیث وفقہ دونوں میں کامل دستگاہ حاصل تھی۔ لیکن وہ ریا اور شہرت و ناموری کو ناپسند کرتے تھے۔ اعمش کہتے ہیں کہ ہم شقیق کی مجلس میں آتے تو بڑا ہجوم اور رونق پاتے اور ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں آتے تو وہاں کچھ بھی نہ پاتے۔

علمی رعب ودبدبہ:

اعمش رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ میں نے بھی ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے جب بھی کسی حدیث کا ذکر کیا تو آپ نے اس کے متعلق میری معلومات میں اضافہ ہی کیا (یعنی حدیث میں اس قدر تعمق اور تبحر حاصل تھا) زبید کا کہنا ہے کہ میں نے جب کبھی ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے کسی چیز کے متعلق کچھ پوچھا تو ان میں ناگواری کے آثار نظر آئے۔ مغیرہ کی روایت ہے کہ ہم ابراہیم سے امیر کی طرح ڈرتے تھے (یعنی فروتنی وخاکساری کا تو یہ حال تھا کہ جو آپ نے سنا اور رعب وجلال اتنا تھا کہ لوگ جس طرح امیر سے ڈرتے تھے اسی طرح ان سے ڈرتے تھے)۔

طلحہ کہا کرتے تھے کہ کوفہ میں سب سے بڑی ہستیاں دو ہیں۔ ابراہیم اور خیثمہ آپ کو علم سفینہ سے زیادہ علم سینہ پر اعتماد تھا۔ قوت حافظہ اتنی قوی تھی کہ کتابت کی ضرورت نہ سمجھتے تھے۔

فضیل کا بیان ہے کہ میں نے ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ میں نے کچھ مسائل کو ایک کتاب میں جمع کیا تھا۔ لیکن مجھے کچھ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے اس کو مجھ سے چھین لیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جب انسان لکھ لیتا ہے تو اس پر اس کو اعتماد ہو جاتا ہے اور جب انسان علم کی جستجو کرتا ہے تو خدا اس کو بقدر کفایت علم عطا فرماتا ہے۔

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے علمی استفادہ:

ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کو جس چیز نے زیادہ چمکایا وہ یہ تھی' آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بے پناہ محبت وعقیدت رکھتے تھے۔ ابومعشر کا بیان ہے کہ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض ازواج مطہرات کے پاس جاتے رہتے تھے اور ان سے علمی استفادہ کرتے تھے۔ خاص کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بڑی عقیدت وارادت تھی کہ یہ ازواج مطہرات میں سب سے زیادہ علوم نبوت کی وارث اور فقیہہ بھی تھیں۔ ان کی مجلسوں میں یہ زیادہ حاضری دیتے۔ اگرچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کا سماع ثابت نہیں لیکن ان کی جیسی برگزیدہ ہستیوں کی مجلس میں شریک ہو جانا ہی حصول برکت وسعادت کے لیے کافی تھا۔

ایوب نے اعتراض کیا کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ وہ بچپن میں بلوغ کے پہلے اپنے چچا اور ماموں علقمہ رحمۃ اللہ علیہ اور اسود رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ حج کو جاتے تھے اور ان لوگوں کو ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عقیدت وارادت اور ان کی مجلسوں میں آنا جانا تھا۔ یہ سعادت وبرکت کیا کم ہے؟ کہ انہوں نے بچپن میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو سرخ کپڑوں میں دیکھا تھا۔

علمی کمالات کے باوجود آپ علم کا اظہار کرنا اچھا نہ سمجھتے تھے۔ چنانچہ زبید کہتے ہیں کہ میں جب کبھی آپ سے کوئی مسئلہ پوچھتا تو آپ کہتے کہ کیا تمہیں میرے علاوہ کوئی عالم نہ ملا کہ تم اس سے یہ مسئلہ دریافت کر لیتے' یہی بات ابی حصین بھی روایت کرتے ہیں۔

فرامین نبوی کو بیان کرنے میں احتیاط:

ابن معین ان کی مرسل (مرسل روایت اس کو کہتے ہیں جس کا کوئی راوی درمیان میں سے چھوٹ گیا ہو) حدیثوں کو امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کی مرسل روایات سے زیادہ پسند کرتے تھے۔ ابراہیم حدیث کی روایت میں الفاظ کی پابندی کو بعینہٖ ضروری نہیں سمجھتے تھے

اور بالمعنی روایت کو کافی سمجھتے (یہ روایت بالمعنی اس زمانے میں تو چل گئی کیونکہ علماء اور عوام دونوں میں اطاعت الٰہی کا جذبہ اتباع شریعت کا ولولہ اور ذوق سلیم تھا' ان کے عقائد و اعمال میں شرک و بدعت کا دخل نہ ہوا تھا' اور ان کے دلوں میں کوئی کھوٹ اور نیتوں میں فتور نہ تھا۔ لیکن جب شرک و بدعت کا سیلاب آ گیا اور دلوں میں نفاق پیدا ہو گیا تو یہ روایت بالمعنی مسلمانوں کے عقائد و اعمال پر قیامت ڈھا گئی۔ حدیثوں کا نام لے لے کر اور ان کو اپنی پسند و رائے کا لباس پہنا پہنا کر بے شمار مشرکانہ عقائد و اعمال گھڑ لیے گئے اور امت واحدہ بہتر تہتر ٹکڑوں میں بٹ گئی)۔

آپ اگرچہ روایت بالمعنی کو کافی سمجھتے تھے لیکن اس کے ساتھ اس کے اس پہلو کا بھی اندازہ تھا جس کا ہم نے اوپر ذکر کیا اس لیے وہ کسی روایت کو رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کرنے میں بڑے محتاط تھے' آپ کو بہت سی مرفوع روایات (ایسی روایات جن کا سلسلہ اسناد صحیح طور پر رسول اللہ ﷺ تک پہنچتا ہے) حفظ تھیں مگر ان کو اس خیال سے روایت نہ کرتے تھے کہ کہیں کوئی بھول چوک نہ ہو جائے۔ ابو ہاشم کی روایت ہے کہ میں نے ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ کیا آپ کو رسول خدا ﷺ سے کوئی حدیث نہیں پہنچی جس کو آپ ہم سے بیان کریں؟ فرمایا: کیوں نہیں لیکن میں عمرؓ' عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما' علقمہ رحمۃ اللہ علیہ اور اسود رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرنا اس لیے زیادہ آسان اور بہتر سمجھتا ہوں۔ یعنی وہ روایت کی ذمہ داری کو خوب سمجھتے تھے۔ چنانچہ حسن بن عبیداللہ کا بیان ہے کہ میں نے ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے کہا۔ آپ ہم لوگوں سے حدیث کیوں نہیں بیان کرتے؟ فرمایا: کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں فلاں شخص کی طرح ہو جاؤں' اگر تم کو اس کی خواہش ہے تو قبیلے کی مسجد میں آیا کرو۔ وہاں جب کوئی شخص کچھ پوچھے گا تو تم بھی اس کا جواب سن لو گے۔

آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ایک زمانہ وہ تھا کہ لوگ قرآن ذکر کرتے ہوئے ڈرتے تھے (کہ ہم سے قرآن سمجھنے اور سمجھانے میں کوئی غلطی نہ ہو جائے) اور اب یہ زمانہ ہے کہ جس کا دل چاہتا ہے وہ مفسر بن بیٹھتا ہے (اس زمانے میں تو اس کی ابتداء تھی اور اب تو یہ حال ہے کہ خود ساختہ مفسرین قرآن' اپنی رائے اور پسند سے قرآنی آیات کی نئی نئی تفسیریں کر کر کے امت میں انتشار اور نزاع و تصادم پھیلا رہے ہیں قرآن کا نام لے کر جس کا جو جی چاہتا ہے کہہ دیتا ہے۔ قرآن کی کوئی نہیں سنتا۔ بس اپنی اپنی کہے جا رہے ہیں) مجھے یہ زیادہ پسند ہے کہ میں علم کا ایک کلمہ بھی اپنے منہ سے نہ نکالوں' جس زمانے میں' میں فقیہہ ہوا وہ بہت ہی برا زمانہ ہے۔ میں نے ایسے لوگوں کو بھی دیکھا ہے جب وہ مجمعوں میں ہوتے تھے تو اپنی بہترین احادیث بھی بیان نہ کرتے تھے۔

اس احساس ذمہ داری سے احتیاط کا یہ عالم تھا کہ مسائل کے جوابات دینے سے بھی کتراتے تھے اعمش رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے ایک مرتبہ ابراہیم سے کہا میں چند مسائل آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں؟ فرمایا میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ میں کسی شئے کے متعلق کہوں کہ وہ اس طرح ہے اور وہ اس کے خلاف ہو۔

فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص علم کا ایک کلمہ بھی اس نیت سے منہ سے نکالتا ہے کہ اس سے لوگوں کو اپنی طرف مائل کرے تو وہ اس کے وسیلے سے وہ سیدھا جہنم میں گرتا ہے' نہ کہ جس کی شروع سے آخر تک یہی نیت ہو۔

عقائد و اعمال کی درستگی کا اہتمام:

صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین رحمہم اللہ اس امر کو خوب اچھی طرح سمجھتے تھے کہ اسلامی زندگی کی بنیاد ایمان و عمل صالح ہے عقائد کی

اصلاح و درستی سے اعمال درست ہوتے ہیں اور ظاہر کی پاکیزگی باطن کی صفائی سے حاصل ہوتی ہے' اس بناء پر ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ عقائد کے بارے میں سلف کے عقائد سے سر مو تجاوز نہ کرتے تھے۔ عہد صحابہ رضی اللہ عنہم کے بعد ارجاء کا ایک نیا عقیدہ پیدا ہوا۔ جس سے ایک نئے فرقے مرجیہ نے جنم لیا۔ بعض تابعین بھی اس عقیدے سے متاثر ہو گئے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے ارجاء بدعت ہے۔ تم لوگ ہمیشہ اس سے بچتے رہو۔ مرجیہ کے پاس نہ بیٹھو۔ ان کے پاس جو لوگ آتے جاتے تھے اور ان کے عقائد میں اس نئے عقیدہ کا ذرا سا شائبہ بھی پایا جاتا تو اس کو اپنے پاس آنے سے منع کر دیتے تھے (اس عقیدے اور اس فرقے کو ہم اپنی طرف سے ضروری تفصیل کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ مترجم)۔

فرقہ مرجیہ کا تعارف:

اس فرقے کا نام مرجیہ اس لیے ہوا کہ ان کا اعتقاد یہ ہے کہ جس نے ایک مرتبہ کلمہ توحید لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھ لیا بس وہ مسلمان ہو گیا۔ خواہ وہ اس کلمے کے بنیادی معنی و مفہوم سمجھے یا نہ سمجھے۔ یعنی توحید و رسالت کی حقیقت کو سمجھے یا نہ سمجھے بس وہ مومن اور مسلمان ہو گیا اس کے بعد وہ تمام عمر شرک و معصیت کی نجاست میں سر سے پیر تک دھنسا رہے اور گناہ کیے چلا جائے وہ ہرگز ہرگز دوزخ میں نہ جائے گا۔

ان کا کہنا یہ ہے کہ ایمان فقط ایک قول ہے اس میں احکام و اعمال کا کوئی دخل نہیں اگر کوئی مسلمان اسلام کے کسی حکم پر عمل کر لے تو اچھی بات ہے اور نہ کرے تو کوئی ہرج بھی نہیں' کلمہ توحید ایک قول ہے۔ یہی ایمان ہے۔ ایمان میں کمی و بیشی نہیں ہوتی۔ عام مسلمانوں فرشتوں اور انبیاء علیہم السلام کے ایمان میں کوئی فرق نہیں۔ جس نے زبان سے توحید کا اقرار کر لیا اگرچہ شریعت کے کسی حکم پر عمل نہ کیا وہ مومن ہے۔ خلاصہ یہ کہ ایمان کا عمل سے کوئی تعلق نہیں۔ گویا ان ظالموں اور نادانوں نے یہ سمجھا کہ اسلام انسانوں سے صرف ایمان کا مطالبہ کرتا ہے۔ عمل کا مطالبہ نہیں کرتا۔

یہ ہے عقیدۂ ارجاء جس کو اکابر تابعین نے بدعت بتلایا۔ اس کی سختی سے تردید اور روک تھام کی۔ خاص کر ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ تو اس کے سخت مخالف تھے مگر چونکہ اس عقیدے سے نفس کو احکام الٰہی کی پابندی سے آزادی مل جاتی تھی' حق پرستی کی جگہ نفس پرستی کی تمام راہیں کھل جاتی تھیں۔ اور عہد نبوت اور خلافت راشدہ کے بعد کا مسلمان یہی چاہتا تھا کہ کسی طرح اس کو اسلام میں عمل کے اعتبار سے کچھ مل جائے وہ مسلمان بھی رہے۔ جنت بھی ہاتھ سے نہ جانے پائے۔ خدا بھی خوش رہے اور دین پر عمل بھی ہو جائے' اس لیے عقیدۂ ارجاء ہمارے سارے اسلامی لٹریچر میں پھیل گیا' ہمارے دل و دماغ پر چھا گیا اور ایمان باللہ و جہاد فی سبیل اللہ کی روح فنا کے گھاٹ اُتر گئی۔

ہر زمانے کے علمائے حق اور مجاہدین حق و صداقت نے مسلمانوں کو خدا پرستی اور نیک عمل کی تلقین کی۔ ایمان و عمل صالح کا صحیح مفہوم ذہنوں میں پیوست کرنا چاہا اور انہیں اسلام کی صراطِ مستقیم پر کھینچ لانا چاہا مگر کبھی بھی ان کی مساعی حسنہ کامیاب نہ ہو سکیں اور وہ بدستور عمل صالح سے محروم اور فسق و فجور میں غرق ہوتے چلے گئے۔ اس خطرے کو تابعین نے اچھی طرح سمجھ لیا تھا اور یہی وجہ ہے کہ ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے سختی سے اس عقیدے کی تردید کی لیکن افسوس اور صد ہزار افسوس کہ اس فتنے کی بیخ کنی نہ ہو سکی' باوجود اس کے کہ

ہمارے یہاں بے شمار علماء وصوفیہ اور مشائخ موجود ہیں پھر بھی مسلمانوں میں خدا پرستی و نیک عملی کی روح پیدا نہیں ہوتی۔ مترجم

فتنۂ مرجیہ کی مذمت:

ابن عون کہتے ہیں کہ میں ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھا تھا۔ انہوں نے مرجیہ کا ذکر کیا اور فرمایا کہ تمہیں ان کی صحبت اور ان کے عقیدے سے بچنا چاہیے۔ انہوں نے ایک نئی راہ اور نیا عقیدہ اپنی رائے سے نکالا ہے۔ عقیدۂ ارجاء بدعت ہے اور ایک فتنہ ہے۔ آپ ہمیشہ اس عقیدے سے بچنے اور ان کی مجلسوں سے الگ رہنے کی تلقین کیا کرتے تھے۔ حکیم ابن جبیر رحمۃ اللہ علیہ ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''مجھے اس امت کے لیے مرجیہ سے زیادہ خطرہ ہے۔ مرجیہ کے چند لوگ ان کے پاس آئے اور انہوں نے اپنے عقیدے کی باتیں کرنی شروع کیں آپ کو بڑا غصہ آیا اور فرمایا اگر تمہارا عقیدہ یہی ہے تو میرے پاس نہ آیا کرو۔ اعمش رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے مرجیہ کا ذکر کیا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ خدا کی قسم میں ان کو اہل کتاب سے زیادہ مبغوض سمجھتا ہوں (اہل کتاب مسلمانوں کے لیے اتنے خطرناک اور گمراہ کن نہیں جتنے مرجیہ ہیں)۔

محل کہتے ہیں کہ میں نے ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ وہ لوگ ہم سے کہتے ہیں کہ تم بھی ہماری طرح مومن بن جاؤ؟ آپ نے فرمایا جب تم سے وہ یہ بات کہیں تو تم کہہ دیا کرو فَقُوْلُوْا آمَنَّا بِاللّٰہِ وَمَا اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَمَا اُنْزِلَ اِلٰی اِبْرَاھِیْمَ آخر آیت تک (کہو کہ ہم تو اللہ پر ایمان لائے اور جو کچھ ہم پر نازل کیا گیا اور جو کچھ ابراہیم پر نازل کیا گیا تمام احکام وشرائع پر ایمان لاتے ہیں)۔

تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے حسن ظن:

امت مسلمہ کے حق میں صحابہ رضی اللہ عنہم کا اختلاف بھی ایک مستقل مسئلہ بنا ہوا ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کے اختلاف کے بارے میں صحیح روایات بھی ہیں اور غلط بھی۔ صحیح وغلط میں فرق وامتیاز کرنا خواص کے لیے بھی مشکل ہے اور عوام کے لیے تو ناممکن۔ اس لیے حق واعتدال کی راہ یہی ہے کہ ان کے بارے میں سکوت اختیار کیا جائے۔ حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہی مسلک تھا۔ آپ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اختلافات پر تنقید، اظہار رائے اور فریقین میں سے کسی کی جانب داری کو ناپسند کرتے تھے اور سکوت سے کام لیتے تھے۔ ان کے ایک شاگرد نے حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے اختلاف کے بارے میں ایک سوال کیا۔ انہوں نے کہا کہ میں سبائی ہوں نہ مرجی (یعنی نہ سبائی ہوں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف کوئی بات کہوں اور نہ مرجی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ پر لب کشائی کروں) اسی طرح ایک شخص نے ایک مرتبہ ان سے کہا کہ مجھے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے مقابلے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے زیادہ محبت ہے۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا: اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ تمہارا یہ خیال سنتے تو تم کو سزا دیتے۔ اگر تم کو اس قسم کی باتیں کرنی ہیں تو میرے پاس نہ بیٹھا کرو۔ آپ فرمایا کرتے تھے مجھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے زیادہ محبت ہے۔ لیکن میں آسمان سے منہ کے بل گرنا پسند کرتا ہوں اور یہ گوارا نہیں ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ کسی قسم کا سوءِ ظن رکھوں۔

کمالات ومحاسن:

آپ فضائل اخلاق سے آراستہ وپیراستہ اور بڑے عابد وزاہد تھے راتیں عبادت میں گزارتے تھے۔ طلحہ کا بیان ہے کہ جب لوگ سو جاتے تھے اس وقت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ عمدہ حلہ پہن کر اور خوشبو لگا کر مسجد چلے جاتے تھے۔ اعمش کی روایت ہے کہ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ

اکثر نماز پڑھ کر ہمارے یہاں آتے تھے اور دن چڑھے تک یہ حال رہتا تھا کہ بیمار معلوم ہوتے تھے۔ ایک دن ناغہ دے کر پابندی کے ساتھ روزہ رکھتے تھے۔

ابی مسکین کہتے ہیں کہ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ بڑے مہمان نواز تھے۔ اگر ان کے گھر میں کھجوریں ہوتیں اور کوئی آنے والا آتا اور ان کھجوروں کے سوا گھر میں اور کچھ نہ ہوتا تو وہی کھجوریں پیش کر دیتے اگر کوئی سائل آتا تو کھجوریں ہی دے دیتے۔

آپ چھوٹی چھوٹی باتوں میں سخت گیر نہ تھے۔ معمولی باتوں میں سختی کرنا پسند کرتے تھے۔ ایک دن آپ کے یہاں دو شخص آئے ان میں سے ایک کا بند کھلا ہوا تھا اور دوسرے کے بال گندھے ہوئے تھے ان کو دیکھ کر فرقد سنجی نے کہا اے ابوعمران! آپ اس شخص کو بند کھولنے اور دوسرے کو بال گوندھنے سے منع نہیں کرتے؟ آپ نے فرمایا: میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تم میں بنی اسد کی سنگدلی یا بنی تمیم کی سختی کیوں پیدا ہوگئی ہے (بھلا کہیں سنگدلی اور سختی سے بھی لوگوں کی اصلاح ہوا کرتی ہے) ان میں سے ایک شخص کو گرمی لگ رہی تھی اس لیے اس نے بند کھول دیا اور دوسرا شخص نماز کے وقت بال کھول دیتا ہے (کون سی ایسی بات ہے کہ میں اس سے ان کو منع کروں)۔

باوجود علمی جلالت وشان کے ٹیک لگا کر بیٹھنے تک کا امتیاز گوارا نہ تھا۔ کبھی کبھی حصولِ اجر وثواب کے لیے دوسروں کا بوجھ اٹھا لیتے تھے۔ اعمش رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ میں نے بسا اوقات ابراہیم کو بوجھ اٹھائے ہوئے دیکھا ہے۔

اصلاح کا ایک دلچسپ واقعہ:

اسلامی زندگی کی بنیاد دو چیزوں پر ہے توحید اور سنت۔ مسلمانوں کے تمام عقائد واعمال میں توحید اور سنت کی روح اور اتباع شریعت کا جذبہ کارفرما ہونا چاہیے۔ ان دونوں کے مقابلے میں دو گمراہیاں ہیں شرک اور بدعت۔ یہ دونوں گمراہیاں مسلمانوں کو اسلام کی راہِ راست سے ہٹا کر جہنم میں لے جانے والی ہیں اس لیے حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ ان دونوں کی تردید اور بیخکنی میں نہایت سخت اور محتاط تھے۔ اس کا اندازہ اس بات سے لگایئے۔

اللہ کے بزرگ بندوں سے دعا کی درخواست کرنا بدعت نہیں ہے۔ اس پر تو صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین کا عمل رہا ہے لیکن چونکہ اس سے عوام میں بدعتوں کا دروازہ کھلتا اور خدا سے تعلق ٹوٹتا ہے اس لیے آپ اسے بھی پسند نہ کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے ان سے درخواست کی کہ اے ابوعمران! میرے حق میں دعا فرمایئے کہ اللہ مجھے شفا عطا کرے مگر آپ کو یہ درخواست ناگوار گزری اس سے کہا کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مغفرت کی دعا کی درخواست کی' انہوں نے دعا کی بجائے کہا کہ خدا تمہاری مغفرت نہ فرمائے یہ سن کر وہ شخص حیران ہوگیا اور الگ ہٹ گیا۔ پھر دوبارہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اس کو بلایا اور دعا کی کہ خدا تمہیں حذیفہ رضی اللہ عنہ کی جگہ داخل کرے۔ اس کے بعد اس سے پوچھا کہ اب تم راضی ہو (لوسنو میں نے ایسا کیوں کیا؟) تمہارا حال یہ ہے کہ تم میں سے بعض لوگ ایک شخص کے پاس یہ عقیدہ لے کر جاتے ہیں کہ اس نے تمام مراتب ومقامات قرب حاصل کر لیے ہیں اور وہ بزرگ وصالح ہستی بن گیا ہے (مگر حقیقت حال خدا ہی بہتر جانتا ہے' یہاں سے تمہارے عقیدے کا بگاڑ شروع ہو جاتا ہے پھر تم خدا کو چھوڑ کر اسی کو اپنا حاجت روا ومشکل کشا بنا لیتے ہو۔ اس لیے میں نے تمہیں سبق دیا) ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے یہ واقعہ اس شخص کو سنا

کر کہا کہ دیکھو سنت کی ہر عقیدے و عمل میں پابندی کرو اور بدعتوں سے اجتناب کرو' سنت کی پابندی اور بدعت سے اجتناب کا یہاں تک خیال رکھتے تھے۔ عیاض بن مغیرہ روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''جو مسح کرنے سے منہ موڑتا ہے وہ سنت سے منہ موڑتا ہے اور یہ چیز شیطان کی طرف سے ہوتی ہے (کہ وہ سنت کی راہ سے ہٹا کر بدعت کی راہ پر ڈال دیتا ہے)۔

فضیل کہتے ہیں اس سے ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کی مراد مسح کو ترک کرنا تھی۔ یعنی جس نے مسح کرنا ترک کیا اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے سے منہ موڑا۔

اعمش رحمۃ اللہ علیہ کی روایت ہے کہ جب ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کھڑے ہوتے تو سلام کرتے۔ اگر ہمیں کچھ پوچھنا ہوتا تو پھر سلام کرتے۔ اگر ہمیں کچھ پوچھنا ہوتا تو پھر سلام کرتے اور پھر کلام کو سلام پر ہی ختم کرتے۔

ظالموں پر لعنت کا قرآنی جواز

اسلام کا مقصد دنیا میں امن وعدل کا قیام ہے اس لیے دنیا میں جتنی چیزیں بھی ظلم وفساد پھیلانے والی ہیں ان سب کو مٹانا چاہتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ علمائے حق ہمیشہ ظالم و جابر بادشاہوں اور حاکموں کے خلاف علم جہاد بلند کرتے اور ان کی مخالفت کرتے رہے۔ حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ میں بھی یہ صفت موجود تھی۔ مگر حکیمانہ و مشفقانہ انداز کے ساتھ۔ آپ کے سلاطین و امراء کے ساتھ دوستانہ تعلقات و مراسم بھی تھے۔ ان میں باہم ہدایا و تحائف کا تبادلہ ہوا کرتا تھا ممتاز امراء ان کی خدمت کیا کرتے تھے یہ ان کو قبول کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے تھے البتہ ظالم و جفا کار امراء کے سخت خلاف تھے۔ یہی وجہ ہے کہ حجاج میں اور ان میں نہیں بنتی تھی۔ آپ اسے بہت برا بھلا کہا کرتے تھے۔ بعض اوقات اس پر لعنت بھی بھیجتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے حجاج اور اس جیسے ظالموں پر لعنت بھیجنے کے بارے میں سوال کیا۔ آپ نے جواب دیا۔ خود اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے **اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ** (خبردار ہو جاؤ۔ اللہ ظالموں پر لعنت کرتا ہے) مطلب یہ کہ ظالموں پر لعنت کرنا منافی اخلاق نہیں۔ حجاج کی موت پر آپ اس قدر خوش ہوئے سجدے میں گر پڑے اور آنکھوں سے اشک مسرت رواں ہو گئے۔

ہدیہ قبول فرمانا:

ابن عون کہتے ہیں کہ سلاطین آپ کے پاس آیا کرتے اور مسائل پوچھا کرتے تھے۔ زہیر الازدی کہتے ہیں کہ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ حلوان میں میرے والد کے پاس آئے' انہوں نے قیمتی نفیس کپڑے چادریں اور ایک ہزار درہم بطور ہدیہ پیش کیے' آپ نے قبول فرما لیے۔

نعیم بن ابی ہند نے ایک مٹکا طلاء آپ کو بطور ہدیہ پیش کیا۔ آپ نے اسے قبول کیا۔ اس کو بڑا میٹھا پایا اور اس کو پکوا کر نبیذ بنوالیا۔

آپ اس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ کسی کو کوئی چیز ہدیۃً یا تحفۃً دی جائے اور وہ اس کو لینے سے انکار کر دے۔ جب آپ سے پوچھا جاتا۔ آپ نے کیسے صبح کی؟ فرماتے اللہ کی نعمت سے۔

لغو کام میں مشغول لوگوں کو سلام نہ کرنا:

حماد بن ابی سفیان کہتے ہیں کہ ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ چند لوگوں پر گزرے' آپ نے ان کو سلام نہیں کیا' لوگوں کو ان کی یہ بات ناگوار گزری' آپ کو بھی اس کا احساس ہوا پھر واپس آئے۔ لوگوں نے پوچھا اے ابوعمران! آپ ہمارے پاس سے گزرے مگر سلام نہیں کیا۔ آپ نے فرمایا میں نے تمہیں کچھ ایسے ناجائز اور ناگوار مشاغل میں دیکھا اس لیے سلام نہیں کیا۔

خوش ذوق اور خوش لباس:

آپ بڑے خوش ذوق اور خوش لباس تھے' رنگین اور بیش قیمت لباس پہنتے تھے زعفرانی اور سرخ لباس استعمال کرنے میں بھی مضائقہ نہ سمجھتے تھے۔ جاڑوں کے لباس میں سمور کی سنجاف لگی ہوتی تھی' عمامہ بھی باندھتے تھے۔ کبھی سمور کی ٹوپی بھی پہن لیتے تھے۔ لوہے کی انگوٹھی بھی پہنتے تھے اس پر نقش تھا ذُبابُ اللّٰہِ وَنحن لہٗ امام شعرانی کہتے ہیں کہ آپ اپنے آپ کو چھپانے کے لیے رنگین لباس پہنتے تھے۔

آپ کے حکیمانہ اقوال بہت ہیں۔ ان میں سے چند ایک پیش کیے جاتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

① انسان چالیس سال تک جس سیرت پر قائم رہے' پھر وہ نہیں بدل سکتی۔

② ایمان کے بعد انسان کو سب سے بڑی دولت جو عطا کی گئی ہے وہ تکلیفوں پر صبر کرنا ہے اسی لیے بیماری کا حال بیان کرنا بھی پسند نہ کرتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ جب مریض سے اس کی حالت پوچھی جائے تو اس کو چاہیے کہ پہلے اچھا کہے' اس کے بعد اصل حالت بیان کرے کیونکہ شکوۂ غم صبر کے خلاف ہے۔

③ انسان کے لیے یہ معصیت کافی ہے کہ لوگ دین یا دنیا کے معاملے میں اس پر انگشت نمائی کریں۔

④ جو شخص علم کا ایک کلمہ بھی اس نیت سے منہ سے نکالتا ہے کہ اس سے لوگوں کو اپنی طرف مائل کرے تو وہ اس سے سیدھا جہنم میں گرتا ہے۔

⑤ اگر میں اہل قبلہ میں سے کسی سے قتال کو حلال سمجھتا تو ان حشیہ والوں سے قتال کرتا۔

دارالبقاء کی طرف روانگی:

ابی الہیثم کہتے ہیں آپ مریض تھے میں آپ کے پاس عیادت کے لیے پہنچا تو آپ رو رہے تھے۔ میں نے عرض کیا' آپ کیوں رو رہے ہیں؟ فرمایا: میں دنیا چھوڑنے پر نہیں رو رہا بلکہ اپنی دولڑکیوں کی وجہ سے رو رہا ہوں۔ دوسرے دن میں پہنچا تو آپ کا انتقال ہو چکا تھا اور آپ کی زوجہ محترمہ رو رہی تھیں۔

ابن عون کہتے ہیں کہ جب ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے وفات پائی تو ہم آپ کے گھر آئے پوچھا: آپ نے کیا وصیت کی ہے کہا گیا کہ آپ نے وصیت کی ہے کہ میری قبر لحد والی بنائی جائے اور پختہ نہ کیا جائے اگر تم چار بھی میری میت اُٹھانے والو ہو تو میری وجہ سے کسی پانچویں کو تکلیف نہ دی جائے۔ ابن عوف کہتے ہیں کہ ہم نے آپ کو رات کے وقت دفن کیا۔ یہ کہتے ہیں کہ میں آپ کی وفات کے بعد امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا آپ نے پوچھا کہ کیا تم ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کے غسل و دفن میں شریک ہوئے تھے؟ میں نے عرض کیا'

ہاں' یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بعد ایک شخص عالم بھی اپنے جیسا نہیں چھوڑا۔ نہ کوفہ میں' نہ شام نہ بصرہ میں اور نہ کوئی اور ایک روایت میں ہے کہ اب حجاز میں بھی آپ جیسا کوئی نہ رہا۔

حجاج کی موت کے چند دن بعد آپ بیمار پڑے تھے۔ آخر دم تک نہایت مضطرب و بے قرار رہے لوگوں نے اس کا سبب پوچھا تو فرمایا' اس سے زیادہ خوف اور خطرہ کا وقت اور کون سا ہوگا کہ خدا کا قاصد دوزخ یا جنت کا پیغام لے کر آئے۔ میں اس پیام کے مقابلے میں قیامت تک موجودہ صورت کا قائم رہنا پسند کرتا ہوں۔ اسی مرض میں آپ نے کوفے میں' ولید بن عبدالملک کے زمانہ خلافت میں انچاس یا پچاس سال کی عمر میں ۹۶ھ میں وفات پائی۔

ابراہیم التیمی رحمۃ اللہ علیہ:

نام ونسب: نام ابراہیمؒ' کنیت ابو اسماء' نسب نامہ یہ ہے: ابراہیم بن یزید بن شریک بن تیم الرباب تیمی' یہ بھی کوفہ کے عابد و زاہد تابعین میں سے تھے۔

عوام بن خوشب کہتے ہیں کہ میں نے ابراہیم کو سرخ چادر میں لپٹے ہوئے دیکھا۔ میں ان کے گھر میں داخل ہوا میں نے دیکھا کہ آپ سرخ کپڑے پہنے ہوئے ہیں اور سرخ پردہ لٹکا ہوا ہے۔

حجاج اور ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ علیہ:

حجاج ثقفی حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کا سخت دشمن تھا (جن کا ذکر آپ اوپر ملاحظہ کر چکے ہیں) ان پر قابو پانے کی کوشش میں رہا کرتا تھا' مگر وہ اس کی دسترس سے باہر تھے' ایک آدمی کو ان کی تلاش میں لگا رکھا تھا' ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ علیہ کو اس دشمنی کا علم تھا۔ تلاش کرنے والے آدمی ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کو پہچانتے نہ تھے وہ لوگ ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ علیہ کو ان کی جگہ پکڑ لائے۔ ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ علیہ کا اخلاص و ایثار ملاحظہ فرمایئے کہ انہوں نے ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کو بچانے کے لیے کہہ دیا کہ میں ابراہیم ہوں۔ حجاج نے انہیں زنجیروں میں جکڑوا کر دیماس کے قید خانہ میں مقید کر دیا۔ حجاج نے یہ قید خانہ سنگین مجرموں کے لیے خاص طور پر بنوایا تھا۔ یہ قید خانہ کیا تھا آدمی کے لیے ایک قبر تھی اس میں سردی' گرمی اور دھوپ سے بچنے کا کوئی انتظام نہ تھا۔

چند دنوں میں ہی حضرت ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ علیہ کا رنگ وروپ بدل گیا' حتیٰ کہ ان کی والدہ بھی ان کو نہ پہچان سکتی تھیں۔ لیکن وہ نہایت صبر و استقلال کے ساتھ قید کے زہرہ گداز مصائب برداشت کرتے رہے یہاں تک کہ اسی قید خانہ میں ان کا انتقال ہو گیا۔ ان کی وفات کے بعد حجاج نے خواب میں دیکھا کہ آج شہر میں ایک جنتی شخص مر گیا ہے۔ صبح کو اس نے حقیقت حال کی تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ قید خانہ میں ابراہیم کا انتقال ہو گیا ہے۔ اس ظالم کا ضمیر اب بھی بیدار نہ ہوا کہا کہ یہ خواب ایک شیطانی وسوسہ معلوم ہوتا ہے اور ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کی لاش کو گڑھے میں پھینکوا دیا۔

سفیان ثوری ابی حیانؒ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ابراہیم تیمی نے فرمایا: ''میں اپنے قول و عمل میں موازنہ کرتا ہوں تو جھوٹا بننے سے خوف معلوم ہوتا ہے۔

دولت سے بے نیازی:

دوسرے تابعین کی طرح آپ زہد و تقویٰ میں ممتاز تھے۔ ان کے والد بھی بڑے عابد و زاہد تابعی تھے' انہوں نے بڑی دولت پیدا کی لیکن دنیا کی محبت کو اپنے دل میں جگہ نہ دی۔ ان کے لباس سے ان کی دولت وثروت کا اندازہ نہ لگایا جا سکتا تھا۔ ایک مرتبہ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے جسم پر روئی کا معمولی کرتہ جس کی آستین ہتھیلیوں تک لٹکتی تھیں' دیکھ کر کہا آپ کوئی ڈھنگ کا لباس کیوں نہیں پہنتے بھلا یہ بھی کوئی لباس ہے جواب دیا بیٹا جب میں بصرہ میں تھا' اس وقت ہزاروں روپے کمائے لیکن ان سے میری خوشی اور مسرت میں کوئی اضافہ نہیں ہوا اور نہ پھر دوبارہ دولت کمانے کی خواہش پیدا ہوئی میں چاہتا ہوں کہ جو پاک اور حلال کمائی کا لقمہ میں کھاتا ہوں وہ اس شخص کے منہ میں جائے' جو سب سے زیادہ مبغوض ہو کیونکہ میں نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ صحابی سے سنا ہے کہ قیامت کے دن ایک درہم رکھنے والے سے زیادہ دو درہم رکھنے والے سے حساب ہوگا۔

ذوق وشوق عبادت:

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ بڑے عابد و زاہد تھے اور فاقہ کشی پر ان کو بڑی قدرت تھی۔

عبادت میں اس قدر اہتمام کرتے تھے کہ ان کی تکبیر اولیٰ کبھی قضا نہ ہوئی۔ جو تکبیر اولیٰ فوت کر دے آپ اس کو صحیح معنوں میں عابد نہ سمجھتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے۔ جس کو تکبیر اولیٰ فوت کرتے ہوئے دیکھو' اس سے ہاتھ دھو ڈالو۔

نماز میں کیف و استغراق کا یہ عالم تھا کہ سجدہ کی حالت میں چڑیاں پیٹھ پر اڑ اڑ کر بیٹھتی تھیں اور چونچیں مارتی تھیں۔ دو دو مہینے مسلسل روزے رکھتے تھے۔

خیثمہ بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی سبرۃ' ان کا نام یزید بن مالک بن عبداللہ بن الزویب بن سلمۃ ابن عمرو بن ذہل بن مران بن جملی بن سعد العشیرۃ' مذحج سے۔

شعبہ وابی اسحاق خیثمہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب میرے باپ پیدا ہوئے تو میرے دادا نے ان کا نام عزیز رکھا۔ اور اس کا ذکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ آپ نے فرمایا: نہیں اس کا نام عبدالرحمٰن رکھو۔

عبیداللہ کہتے ہیں کہ خیثمہ رحمۃ اللہ علیہ مدینہ میں پیدا ہوئے۔ خیثمہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو ناموں عبداللہ و عبدالرحمٰن کو زیادہ پسند کرتے تھے۔

اہل کوفہ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ اور خیثمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بہت زیادہ محبت وعقیدت رکھتے تھے۔

نعیم بن ابی ہند کہتے ہیں کہ میں نے خیثمہ رحمۃ اللہ علیہ کے جنازے کے ساتھ حضرت ابووائل رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ وہ ایک گدھے پر سوار تھے اور کہہ رہے تھے' ہائے افسوس (ایک قابل قدر اہل علم جاتا رہا) خیثمہ رحمۃ اللہ علیہ' ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سن کر روایت کرتے ہیں۔

خیثمہ رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۳ اصحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پایا۔

نعیم بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ:

خزاعی ہیں۔ ۱۰۰ھ میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی خلافت کے زمانہ میں وفات پائی۔ ان سے اعمش رحمۃ اللہ علیہ روایت

کرتے ہیں۔ ثقہ راوی تھے۔ ان سے کئی احادیث مروی ہیں۔

عمارہ بن عمیر رحمۃ اللہ علیہ:

تیم اللہ بن ثعلبہ کے تیمی ہیں۔ ان سے اعمش رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے سلیمان بن عبدالمالک کے زمانے میں وفات پائی۔

اعمش رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ عمارہ کو مغازی میں ایک شخص ملا۔ انہوں نے اس سے کہا میں آپ کو پہچانتا ہوں۔ کیا آپ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کی علمی مجلس میں ہمارے ساتھ نہ بیٹھا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا ہاں ٹھیک ہے۔ اس کے پاس ستر دینار تھے ان میں سے ان کو تیس دینار عطا کیے۔

ابوالضحیٰ رحمۃ اللہ علیہ:

مسلم بن صبیح الہمدانی، حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی خلافت کے زمانے میں وفات پائی۔ وہ مسروق رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اصحاب رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ ثقہ راوی ہیں بہت سی احادیث ان سے مروی ہیں۔

تمیم بن طرفہ رحمۃ اللہ علیہ:

قبیلہ طے سے ہیں۔ حجاج کے زمانہ میں ۹۷ھ میں وفات پائی۔ ثقہ راوی ہیں مگر بہت کم روایت کرتے ہیں۔

حکیم بن جابر رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی طارق احمسی بجیلہ سے۔ ولید بن عبدالملک کی ولایت میں وفات پائی۔ ثقہ راوی تھے، بہت کم روایت کرتے ہیں۔

عبدالرحمٰن بن الاسود رحمۃ اللہ علیہ:

ابن یزید بن قیس بن عبداللہ بن مالک بن علقمہ بن سلامان بن کہل بن بکر بن عوف بن النخع قبیلہ مذحج سے۔

زہیر ازدی کہتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن الاسود رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے بیان کیا کہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں آپ کی اجازت کے بغیر حاضر ہوا کرتا تھا جب تک میں نابالغ رہا۔ بالغ ہونے کے بعد میں ان سے اجازت لے لیا کرتا تھا۔ اس طرح ان کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے علمی استفادہ کا بہت زیادہ موقعہ ملا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان کو بیٹا کہہ کر پکارا کرتی تھیں۔

صقب ان سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت اقدس میں ایک مسئلہ پوچھنے کے لیے بھیجا۔ میں اس وقت بالغ ہو گیا تھا۔ میں آیا اور پردے کے پیچھے سے آواز دی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آواز پہچان لی کہا آ جاؤ۔ میں نے کہا میرے والد نے یہ مسئلہ پوچھا ہے کہ غسل کو واجب کون سی چیز کرتی ہے؟ فرمایا جب دونوں شرمگاہیں مل جائیں۔

طلق بن غنام کہتے ہیں کہ میں نے ابواسرائیل کو یہ کہتے سنا کہ جب میں عبدالرحمٰن بن الاسود رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھتا تو کہتا کہ یہ تو عرب کے دیہاتیوں میں سے ایک دیہاتی ہے۔ اپنے لباس اور سواری وغیرہ میں۔ وہ خچر پر بھی سواری کرتے تھے۔

فطر کہتے ہیں کہ میں نے عبدالرحمٰن بن الاسود رحمۃ اللہ علیہ کو خز کی چادر اوڑھے دیکھا ہے، وہ حنا کا خضاب لگاتے تھے۔

ابی نام بن طلق کہتے ہیں کہ جاہلیت کے زمانہ میں ہم میں اور اسود بن یزید کے بچپن کے تعلقات تھے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن الاسود رحمۃ اللہ علیہ اس بات کا اتنا لحاظ کرتے تھے کہ جب کسی سفر میں جاتے یا سفر سے واپس آتے تو ہم لوگوں کو آ کر سلام کیا کرتے تھے۔

سلام اسلام کی نشانی ہے' اس کو اتنی اہمیت دیتے تھے کہ بلا قید مذہب و ملت مسلم و غیر مسلم سب کو سلام کرتے۔ سنان بن حبیب سلمی کا بیان ہے کہ میں عبدالرحمٰن بن الاسود رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ پل کی طرف گیا۔ راستے میں جو بھی یہودی یا نصرانی ملتا تھا تو آپ سب کو سلام کرتے۔ میں نے کہا آپ مشرکوں کو بھی سلام کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: سلام مسلم کی نشانی ہے اس لیے میں چاہتا ہوں کہ لوگ مجھے پہچان لیں کہ میں مسلمان ہوں۔

رمضان میں اپنے قبیلہ کی امامت کرتے تھے اور اہل قبیلہ کے ساتھ بارہ تراویح پڑھتے تھے اس میں ایک تہائی قرآن سناتے تھے۔ اس کے علاوہ وہ خود علیحدہ بھی ایک ایک ترویحہ میں بارہ بارہ رکعتیں پڑھتے تھے۔

ابن عبیداللہ کہتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن الاسود رحمۃ اللہ علیہ نے عید کی رات ہمارے ساتھ نماز پڑھی ان کے پاؤں میں کچھ تکلیف تھی۔ روزے کی حالت میں اپنے پاؤں پانی میں ڈالے ہوئے تھے۔

محمد بن اسحاق روایت کرتے ہیں کہ آپ حج کے سلسلے میں ہمارے یہاں آئے۔ ان کے ایک پاؤں میں کچھ تکلیف تھی مگر اس حالت میں بھی وہ صبح تک نماز پڑھتے رہے اور عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی۔ آپ نے اپنی زندگی میں اسی حج اور اسی عمرے کیے۔

عبداللہ بن مرہ رحمۃ اللہ علیہ:

ہمدانی ہیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی خلافت کے زمانے میں وفات پائی۔ ثقہ راوی تھے۔ بہت سی صحیح احادیث ان سے مروی ہیں۔

سالم بن ابی الجعد رحمۃ اللہ علیہ:

غطفانی غلام ہیں۔

منصور کہتے ہیں جب سالم حدیث بیان کرتے تو کثرت سے حدیثیں بیان کرتے اور جب ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ حدیث بیان کرتے تو بڑے احتیاط سے کام لیتے۔ میں نے ابراہیم سے اس کا سبب دریافت کیا۔ تو فرمایا کہ سالم حدیثیں لکھ لیا کرتے تھے اس لیے وہ زیادہ حدیثیں روایت کرتے ہیں۔

انہوں نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی خلافت کے زمانہ میں ۱۰۰ھ یا ۱۰۱ھ میں وفات پائی۔ ثقہ راوی تھے اور بہت سی حدیثوں کے راوی ہیں۔

عبید بن ابی الجعد رحمۃ اللہ علیہ:

یہ سالم کے بھائی ہیں۔ ان سے روایت کرتے ہیں۔ بہت کم روایت کرتے ہیں۔

عمران بن ابی الجعد رحمۃ اللہ علیہ:

یہ بھی سالم کے تیسرے بھائی ہیں یہ بھی ان سے روایت کرتے ہیں۔

زیاد بن ابی الجعد رحمۃ اللہ علیہ:

یہ بھی سالم کے بھائی ہیں اور انہی سے روایت کرتے ہیں۔

مسلم بن ابی الجعد رحمۃ اللہ علیہ:

یہ بھی سالم کے بھائی ہیں۔ کہا گیا ہے یہ سات بھائی تھے۔ دو ان میں شیعہ تھے' دو مرجیہ تھے اور دو خارجی تھے۔ ان کے باپ کہا کرتے تھے۔ اے بیٹو! تم نے اللہ کا نام لے کر اپنے اندر خود اختلاف پیدا کر لیا ہے۔ تم نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی مخالفت کی۔ اس نے اتحاد و اتفاق کا حکم دیا تھا تم نے نزاع و اختلاف پیدا کر لیا۔

ابوالبختری الطائی رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام علی بن عبداللہ بن جعفر نے سعید بن ابی عمران بتلایا ہے۔ اور بعضوں نے سعید بن جبیر بتلایا ہے۔ یہ قبیلہ طے کے بنی نبہان کے غلام تھے۔

عمرو ابن مرہ کہتے ہیں کہ جماجم کے معرکہ میں قاریوں کی جماعت نے ابوالبختری رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا امیر بنا لینا چاہا۔ مگر انہوں نے کہا کہ نہیں ایسا نہ کرو میں غلاموں میں سے ہوں۔ تم اپنا امیر عرب میں سے کسی آزاد شخص کو بناؤ۔ یہ عبدالرحمٰن بن الاشعث کے ہمراہ یوم جماجم میں شہید ہوئے ۸۳ھ میں۔ ابوالبختری اور ان کے ساتھی بڑے منکسر المزاج تھے' جب کوئی ان کی تعریف کرتا تو اس کو اس سے منع کرتے کہ اس سے قلب میں عجب پیدا ہوتا ہے۔

عطاء بن سائب کہتے ہیں کہ ابوالبختری نوحہ سنا کرتے اور رویا کرتے تھے۔ ربیع بن حسان کہتے ہیں کہ میں نے ابوالبختری کو قباء میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔

شعبہ کہتے ہیں کہ نہ ابوالبختری نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا اور نہ انہوں نے اس کو دیکھا۔ سلمہ بن کہیل کہتے ہیں کہ مجھے ابوالبختری کے بارے میں تعجب ہے کہ وہ بہت حدیثیں روایت کرتے ہیں اور درمیان میں کوئی نہ کوئی راوی چھوڑ دیتے ہیں اور وہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت کرتے ہیں مگر انہوں نے کسی صحابی سے نہیں سنا۔ لہٰذا ان کی جو حدیثیں سنی ہوئی مسلسل ہیں وہ حسن ہیں اور ان کے علاوہ جتنی بھی حدیثیں ہیں وہ ضعیف ہیں۔

ذر بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن زرارہ بن معاویہ بن عمیرہ بن منبہ بن غالب بن وقش بن قاسم بن مرھبۃ' قبیلہ ہمدان سے۔ یہ ذر بن عبداللہ بڑے فصیح و بلیغ قصہ گو تھے۔ مرجیہ فرقہ سے تعلق رکھتے تھے اور وہ ابوعمر بن ذر ہیں یہ ان قاریوں میں سے تھے جنہوں نے عبدالرحمٰن بن الاشعث کے ساتھ ہو کر حجاج بن یوسف کے خلاف جہاد کیا تھا۔

حکم کہتے ہیں کہ میں نے جماجم کے معرکہ میں یہ کہتے سنا کہ یہ معرکہ قتال تو ایک فولادی پنجہ کے خلاف برد کی مانند ہے۔ یعنی ایک قسم کی شطرنج کی بازی ہے۔ یہ بازی وہ ہوتی ہے کہ حریف کے تمام مہرے پٹ جائیں فقط شاہ باقی رہ جائے اور یہ بمنزلہ نصف مات کے ہوتی ہے۔

مسیّب بن رافع رحمۃ اللہ علیہ:

یہ اسدی ہیں۔ یحییٰ بن طلحہ ابن مسیّب بن رافع سے روایت کرتے ہیں کہ عمر بن ہبیرہ نے ان کو بلایا کہ محکمہ قضا ان کے سپرد کر دیں مگر انہوں نے اس منصب کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ کہتے ہیں کہ انہوں نے ۱۰۵ھ میں وفات پائی۔

ثابت بن عبید رحمۃ اللہ علیہ:

انصاری ہیں۔

یہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے ملے۔ کہتے ہیں میں نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی ہے۔ ثقہ راوی تھے بہت سی احادیث روایت کرتے ہیں۔ ان سے اعمش رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ روایت کرتے ہیں۔

ابو حازم الاشجعی رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام سلمان ہے۔ عزۃ الاشجعی کے غلام ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کی خلافت کے زمانے میں فوت ہوئے۔ ثقہ راوی تھے۔ کئی صالح حدیثیں روایت کرتے ہیں۔

مری بن قطری رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت عدی بن حاتم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں۔

مالک بن الحارث رحمۃ اللہ علیہ:

سلمی ہیں۔ ثقہ راوی ہیں بہت سی صحیح حدیثوں کے راوی ہیں۔ ان سے اعمش رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں۔

یحییٰ بن الجزار رحمۃ اللہ علیہ:

بجیلہ کے غلام ہیں۔ حکم کہتے ہیں یہ شیعہ تھے اور بڑا غلو کرتے تھے۔ ثقہ تھے۔ کئی احادیث کے راوی ہیں۔

حسن العرنی رحمۃ اللہ علیہ:

قبیلہ بجیلہ سے۔ ثقہ راوی تھے۔ کئی احادیث کے راوی ہیں۔

قبیصہ بن ہلب رحمۃ اللہ علیہ:

ابن یزید بن عدی بن قنافہ بن عدی بن عبد شمس بن عدی بن اخزم۔ یہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ ان کے والد ایک وفد میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تھے اور حضور سے سنا تھا۔

ابو مالک الغفاری رحمۃ اللہ علیہ:

صاحب تفسیر ہیں۔ حدیث بہت کم بیان کرتے تھے۔

ابو صادق الازدی رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام عبداللہ بن ناجذ ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان کا نام مسلم بن یزید ہے۔ ازدشنوءۃ سے۔ ابو سلمہ صائغ کہتے ہیں میں نے ابو صادق کو دیکھا آپ کی داڑھی سفید تھی اور سر کے بال بھی سفید تھے۔

ابوبکر بن شعیب کہتے ہیں کہ میں نے ابوصادق کو تبان اور قطیفہ میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔

ابن الحجاب کہتے ہیں کہ ابوصادق نہ تو کوئی سنت روزہ رکھتے تھے اور نہ فرض نماز کے علاوہ سنت نماز پڑھتے تھے۔ نہ فرض سے پہلے اور نہ اس کے بعد۔ اور نہ وہ زیادہ متقی تھے حدیث بہت کم بیان کرتے تھے۔ ان کے بارے میں علماء نے کلام کیا ہے۔

ابوصالح رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام باذام ہے۔ باذان بھی بتلایا گیا ہے۔ ام ہانی بنت ابی طالب کے غلام تھے۔ یہ صاحب تفسیر ہیں۔ یعنی تفسیری روایتیں کرتے ہیں۔ جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما' ابوصالح کلبی رحمۃ اللہ علیہ اور محمد بن السائب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہیں۔ ابوصالح سے سماک بن حرب اور اسماعیل ابن ابی خالد بھی روایت کرتے ہیں۔

عاصم کہتے ہیں کہ ابوصالح بہت لمبی داڑھی رکھتے تھے اور اس میں خلال کیا کرتے تھے۔

یزید بن البراء رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عازب بن الحارث الانصاری۔ اوس کے بنی حارثہ میں سے۔ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں اور وہ عدی بن ثابت سے روایت کرتے ہیں۔

سوید بن البراء رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عازب۔ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ عمان کے امیر تھے اور بہترین امراء میں سے تھے۔

موسیٰ بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن یزید بن زید الخطمی' قبیلہ اوس کے انصاری ہیں اور ان کی ماں موسیٰ بنت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہما ہیں۔

رباح بن الحارث رحمۃ اللہ علیہ اور ابراہیم بن جریر رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبداللہ البجلی۔ ان سے عبدالملک بن عمیر روایت کرتے ہیں۔ سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ابراہیم اور ابان ابن جریر بن عبداللہ کو دیکھا ہے میرے دادا حناء اور کتم کا خضاب کیا کرتے تھے۔

ابوزرعۃ بن عمرو رحمۃ اللہ علیہ:

ابن جریر بن عبداللہ البجلی۔ یہ اپنے دادا اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

ہلال بن یساف رحمۃ اللہ علیہ:

اشجعی ہیں۔

ان کی کنیت ابوالحسن تھی۔ ثقہ راوی تھے۔ بہت سی احادیث روایت کرتے ہیں۔

سعد بن عبیدہ رحمۃ اللہ علیہ:

سلمی ہیں۔

ان سے اعمش اور حصین روایت کرتے ہیں۔ عمرو بن ہبیرۃ کی ولایت کے زمانے میں انہوں نے وفات پائی۔ ثقہ راوی

تھے۔ کثیر الحدیث ہیں۔

محمد بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ:

ابن یزید النخعی' یہ اسود بن یزید نخعی کے بھتیجے ہیں۔ ان کی کنیت ابوجعفر تھی۔ وہ عبادت میں بڑا لطف و سرور لیتے تھے اس لیے ان کو دانا بھی کہا جاتا تھا' ان کو رفیق بھی کہا جاتا تھا۔

ان کی بیوی بڑی مومنہ اور صالحہ تھیں۔ جب بھی ان کو کوئی مصیبت' تکلیف اور مشکل پیش آتی تو دعا کیا کرتی تھیں۔ یہ بہت کم روایت کرتے ہیں۔

عبدالرحمٰن بن ابی نعم رحمۃ اللہ علیہ:

قبیلہ بجیلہ سے ہیں۔ ان کی کنیت ابوالحکم۔ یہ وہ ہیں جو سنت کو سنت سے حرام کرتے تھے ثقہ راوی تھے۔ کئی حدیثوں کے راوی ہیں۔

ابوالسفر سعید بن یحمد رحمۃ اللہ علیہ:

قبیلہ ہمدان کے ثوری ہیں۔ کوفہ میں خالد بن عبداللہ القسری کی ولایت کے زمانہ میں وفات پائی۔ ثقہ تھے' بہت کم روایت کرتے تھے اور صاحب قرآن تھے۔

عبداللہ البہی رحمۃ اللہ علیہ:

یہ زبیر رضی اللہ عنہ کے غلام ہیں۔ مشہور ثقہ راوی تھے۔ بہت کم روایت کرتے تھے۔

ابوالوداک رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام جبر بن نوف بن ربیعہ ہمدانی ہے۔ کم روایت کرتے تھے۔

یحیٰی بن وثاب رحمۃ اللہ علیہ:

بنی اسد بن خزیمہ میں سے کاہل کے غلام ہیں۔ یہ قاری تھے۔

اعمش رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یحیٰی بن وثاب رحمۃ اللہ علیہ جب نماز میں ہوتے تھے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ کسی شخص سے مخاطب ہیں (یعنی پورے خلوص و شعور اور حضور دل سے نماز پڑھتے تھے)۔

کوفہ میں یزید بن عبدالملک کی خلافت کے زمانے میں وفات پائی۔ ثقہ تھے۔ بہت کم روایت کرتے تھے اور صاحب قرآن تھے۔

ابوہلال رحمۃ اللہ علیہ:

عمیر بن قمیم بن یریم الثعلبی' مشہور و معروف تھے۔ حدیث کم بیان کرتے تھے۔

تمیمی رحمۃ اللہ علیہ:

یہ وہ ہیں جن سے ابواسحاق سبیعی روایت کرتے ہیں۔ عبداللہ الاسدی کہتے ہیں کہ میں نے اسرائیل سے ان کے نام کے

بارے میں پوچھا۔ انہوں نے اربد بتلایا۔

جروہ بن حمیل رحمۃ اللہ علیہ:

ابن مالک الطائی۔ حدیث کم روایت کرتے تھے۔

بشر بن غالب رحمۃ اللہ علیہ اور ضحاک بن مزاحم رحمۃ اللہ علیہ:

ہلالی ہیں' کنیت ابوالقاسم ہے۔ یہ فرماتے ہیں کہ میں اپنی والدہ کے پیٹ میں رہا۔ یعنی دوسال میں پیدا ہوا۔

قرہ بن خالد کہتے ہیں کہ ضحاک ایک چاندی کی انگوٹھی پہنتے تھے۔ اس میں جو نگینہ تھا اس پر پرندہ کی صورت نقش تھی۔

بشیر بن سلیمان کہتے ہیں کہ میں ضحاک بن مزاحم کا کاتب تھا۔

سفیان کہتے ہیں کہ ضحاک دین کی تعلیم وتدریس دیتے تھے اور اس پر کوئی اجرت نہ لیتے تھے۔

ایک شخص روایت کرتا ہے کہ میں نے ضحاک کو لومڑی کے کھال کی ٹوپی پہنے ہوئے دیکھا۔ مشاش کہتے ہیں کہ میں نے ضحاک سے پوچھا کہ کیا آپ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ملے تھے فرمایا نہیں۔

عبدالملک بن میسرہ کا بیان ہے کہ ضحاک حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تو نہیں ملے البتہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے ملے تھے اور انہی سے تفسیر کا علم حاصل کیا۔

سفیان ایک شخص کے حوالہ سے خود ضحاک سے یہ روایت کرتے ہیں کہ ''میں اپنے اصحاب سے ملا ہوں مگر میں نے ان سے صرف زہد وتقویٰ حاصل کیا۔

محمد بن بکر الرحی کوفہ کے ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ جب ضحاک کی وفات کا وقت قریب آیا تو ایک شخص کو بھیج کر مجھے بلایا اور کہا کہ میں صبح تک وفات پانے والا ہوں۔ جب میں مرجاؤں تو منادی کردینا کہ ضحاک مرگیا۔ جو یہ آواز سنے میرے غسل اور کفن دفن میں شریک ہوجائے۔ مجھے پاک صاف ہوکر غسل دینا' سجدے کی جگہوں پر خوشبو لگانا۔ کفن کو بھی معطر کردینا' کفن صرف اتنا ہی دینا جو مسنون ہے۔ سفید ہو۔ اس میں کفایت کو مدنظر رکھنا۔ خبردار کوئی رسم ورواج اور بدعت کی بات نہ کرنا۔

مجھے لحد میں دفن کرنا۔ جو لوگ میرے جنازے کو کندھوں پر اٹھا کر لے جائیں تو وہ شادی اور دلہن کی چال نہ چلیں بلکہ وقار و متانت کے ساتھ درمیانی چال چلیں۔ نہ زیادہ تیز چلیں اور نہ زیادہ آہستہ۔ اگر کچی اینٹیں پاؤ تو ان سے میری قبر پاٹ دینا ورنہ گھاس پات سے پاٹ دینا۔ مجھے لحد میں رکھ کر قبر برابر کردینا اور سر کی طرف بطور نشان ایک اینٹ کھڑی کردینا۔ پھر پانی چھڑک دینا۔ جب تم مجھے دفن کر چکو اور لوگ میری قبر پر مٹی ڈال کر ہاتھ جھاڑ لیں تو میری قبر پر کھڑے ہوکر اور قبلہ رُخ ہوکر ذرا بلند آواز سے یہ کہیں۔

اے اللہ! تو ضحاک کو قبر میں بٹھائے گا۔ اس سے سوال کرے گا تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ اور تو نبی کے متعلق کیا جانتا اور کیا کہتا ہے؟ تو تو اس کو قول حق پر ثابت قدم رکھیو' دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ پس پھر واپس آجانا۔

اجلح کہتے ہیں کہ ضحاک بن مزاحم نے مجھ سے کہا کہ جتنا ہوسکے نیک عمل کرلے۔ اس سے پہلے کہ تجھ میں عمل کرنے کی طاقت نہ رہے۔ یعنی آج جس قدر بھی ہوسکے نیک اعمال بجالا۔

طفیل کا کہنا ہے کہ ضحاک نے اپنی موت کے وقت کہا کہ میرے جنازے کی نماز تمہارے سوا دوسرے نہ پڑھیں نہ امیر کو بلا کہ وہ آ کر میرے جنازے کی نماز پڑھائیں۔ اس لیے میں نے تمہیں جو وصیت کر دی ہے اس پر عمل کرنا۔

انہوں نے ۱۰۵ھ میں وفات پائی۔

القاسم بن مخیمرۃ رحمۃ اللہ علیہ:

ہمدانی ہیں۔ یہ مؤذن تھے۔

محمد بن عبداللہ شعبی کہتے ہیں کہ یہ موت کی دعا مانگا کرتے تھے۔ جب موت کا وقت قریب آیا تو انہوں نے اپنی دادی سے کہا کہ میں موت کی دعا مانگا کرتا تھا مگر اب جب کہ مجھے موت آ رہی ہے تو میں اس سے گھبرا رہا ہوں۔

کہتے ہیں انہوں نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی خلافت کے زمانہ میں وفات پائی۔ ثقہ تھے۔ کئی حدیثوں کے راوی ہیں۔

القاسم بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہذلی۔ یہ کوفہ کی قضاء پر فائز تھے۔ ابو اسرائیل کہتے ہیں میں نے لقاسم بن عبدالرحمٰن کو اپنے گھر کے دروازے پر مقدمات کا فیصلہ کرتے ہوئے دیکھا۔ اعمش کہتے ہیں کہ میں ان کی عدالت میں جا کر بیٹھ جایا کرتا تھا اور وہ مقدمات فیصل کیا کرتے تھے۔

مسعودی کا بیان ہے کہ آپ چار چیزوں پر اُجرت اور معاوضہ لینے کو مکروہ سمجھتے تھے وہ یہ ہیں:

(۱) قراءت قرآن (۲) اذان (۳) قضاء (۴) تقسیم غنائم۔

محارب بن دثار کہتے ہیں کہ مجھے القاسم بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ ایک سفر میں جانے کا اتفاق ہوا' ہم پر تین چیزوں کا غلبہ رہا۔ طویل خاموشی' نمازوں کی کثرت اور نفس کی سخاوت۔

یہ حناء کا خضاب کرتے تھے۔ ان کا انتقال کوفہ میں خالد بن عبداللہ القسری کی ولایت کے زمانے میں ہوا۔

معن بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ:

یہ بھائی ہیں القاسم بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کے۔ ان سے چھوٹے تھے۔ ان سے کئی حدیثیں مروی ہیں۔ ثقہ تھے۔ اور قلیل الحدیث۔

زیاد بن ابی مریم رحمۃ اللہ علیہ:

ان سے بھی روایتیں ہیں۔

عبداللہ بن الحارث رحمۃ اللہ علیہ:

شیبانی۔ ان سے منہال بن عمرو روایت کرتے ہیں۔ یہ معلم تھے مگر کوئی اجرت و معاوضہ نہ لیتے تھے۔

ابوبکر بن عمرو رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عتبہ۔ ان سے مسعودی روایت کرتے ہیں۔

محمد بن المنتشر رحمۃ اللہ علیہ:

ابن الاجدع اور وہ عبدالرحمٰن بن مالک بن امیہ بن عبداللہ بن مر بن سلیمان بن معمر بن الحارث بن سعد بن عبداللہ بن وداعہ۔ ہمدان سے۔ اور وہ بھتیجے ہیں مسروق بن الاجدع کے۔ اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں۔

مثنیٰ بن سعید کہتے ہیں کہ محمد بن المنتشر خلیفہ عبدالحمید بن عبدالرحمٰن بن زید بن الخطاب واسطہ میں تھے۔ ثقہ ہیں۔ ان سے چند احادیث مروی ہیں۔

مغیرۃ بن المنتشر رحمۃ اللہ علیہ:

یہ بھائی ہیں محمد بن المنتشر کے۔ ابن الاجدع۔ ان سے روایت کرتے ہیں۔

سلیمان بن میسرۃ رحمۃ اللہ علیہ:

احمسی۔ ان سے اعمش رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں۔

سلیمان بن مسہر رحمۃ اللہ علیہ:

ان سے بھی اعمش رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں۔

نعیم بن ابی ہند رحمۃ اللہ علیہ:

اشجعی۔ خالد بن عبداللہ القسری کے زمانہ ولایت میں وفات پائی۔

ثقہ تھے۔ ان سے کئی احادیث مروی ہیں۔

تابعین رحمۃ اللہ علیہم کا تیسرا طبقہ

محارب بن دثار رحمۃ اللہ علیہ:

بنی سدوس بن شیبان بن ذہل بن ثعلبۃ بن عکابۃ بن صعب میں سے ابن علی بن بکر بن وائل کنیت ابومطرف۔ یہ بھی کوفہ کے قاضی رہے ہیں۔ وہ روایت کرتے ہیں کہ جب مجھے عہدۂ قضاء سے معزول کیا گیا تو میں بھی رویا اور میرے اہل وعیال بھی روئے۔

سفیان بن عیینہ کہتے ہیں کہ میں نے ان کو دیکھا ہے۔ ان سے پوچھا گیا آپ نے ان کو کہاں دیکھا ہے؟ کہا میں نے ان کو ایک گوشے میں قضاء کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ جب وہ لوگ یعنی بنی ہاشم آئے تو محمد ابن عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ اصحاب محارب کے پاس بیٹھ گئے اور ان سے گفتگو کی۔

یہ خالد بن عبداللہ القسری کی ولایت کے زمانے میں فوت ہوئے اور یہ ہشام بن عبدالملک کی خلافت کا دور تھا۔ ان سے کئی حدیثیں مروی ہیں۔ لیکن ان کو مستند نہیں سمجھا جاتا۔ یہ مرجیہ فرقے کے ان لوگوں میں سے تھے جو حضرت علی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما دونوں پر رحمت ومغفرت کی اُمید رکھتے ہیں اور ان کے کفر وایمان کی گواہی نہیں دیتے۔

عیزار بن حریث رحمۃ اللہ علیہ:

عبدی ہیں۔ یہ اپنی قوم کا چودھری یا سردار تھا۔

مسلم بن ابی عمران رحمۃ اللہ علیہ:

بطین۔

حجاج کہتے ہیں کہ میں نے مسلم بطین کو لومڑی کی کھال کا لباس پہنے اور نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔

عدی بن ثابت الانصاری رحمۃ اللہ علیہ اور طلحہ بن مصرف رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عمرو بن کعب بن حجدب بن معاویہ بن سعد بن الحارث بن ذہل بن سلمۃ بن دودل بن جشم بن یام۔ ہمدان میں سے۔ ان کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ کوفہ کے قاری تھے لوگ ان سے قراءت قرآن سیکھتے تھے۔ جب لوگوں کی کثرت ہوئی تو انہوں نے اس کو ناپسند کیا اور اعمش رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آ کر قرأت قرآن شروع کردی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ اعمش رحمۃ اللہ علیہ کی طرف مائل ہو گئے اور طلحہ کو چھوڑ دیا۔

سفیان کہتے ہیں کہ میں نے ابن ابجر سے پوچھا: جن کو تم نے دیکھا ہے ان میں سے کس کو تم نے افضل پایا؟ کچھ دیر انہوں نے سکوت کیا۔ پھر فرمایا: اللہ رحم کرے طلحہ کو۔

مغول روایت کرتے ہیں کہ طلحہ نے ان سے کہا: ''میں ایک تنگ راستہ میں پہنچا۔ انہوں نے مجھے آگے کر دیا۔ پھر میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا۔ اگر آپ جانتے کہ میں آپ سے ایک ساعت یا ایک دن بھی بڑا ہوں تو میں آپ کو آگے نہ کرتا''۔

عبداللہ بن جعفر کہتے ہیں کہ میں نے سفیان سے پوچھا۔ عمر میں طلحہ بڑے تھے یا زبید؟ فرمایا قریب قریب ایک ہی جیسے تھے۔ پھر کہا: طلحہ نے زبید کو اپنی لڑکی پیش کی تو زبید نے کہا: مجھے اس بات سے کوئی چیز روکنے والی نہ تھی کہ میں اس کو آپ سے طلب کروں مگر مجھے اس کا علم نہ تھا کہ وہ بھی آپ سے موافقت کرے گی یا نہیں؟

طلحہ کہتے ہیں کہ میں خیثمۃ کی عیادت کرنے کے لیے آیا' کچھ لوگ آپ کے پاس موجود تھے۔ جب وہ لوگ جانے کے لیے آپ کے پاس سے اٹھ کھڑے ہوئے تو میں بھی اٹھ کھڑا ہوا تو فرمایا کہ کیا آپ بھی جا رہے ہیں۔ انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر اسے بوسہ دیا۔ میں نے بھی ان کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔

موسیٰ بن قیس کہتے ہیں کہ رمضان کی ستائیسویں شب کو طلحہ و زبید دونوں خود بھی جاگا کرتے تھے اور اپنے بچوں کو بھی جگایا کرتے تھے۔

حسن بن عمرو کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ طلحہ بن مصرف نے فرمایا: اگر میں وضو سے نہ ہوتا تو تمہیں بتلاتا کہ شیعہ کیا کہتے ہیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حجاج کے خلاف جن لوگوں نے خروج کیا اور جماجم کا معرکہ گرم ہوا تھا تو طلحہ بھی قاریوں کی جماعت میں شریک تھے۔ یہ اس معرکہ کے بعد ۱۱۲ھ میں فوت ہوئے۔

- آپ اپنی مثال آپ تھے۔ ثقہ تھے۔ کئی صحیح احادیث کے راوی ہیں۔

زبید بن الحارث رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبدالکریم بن حجدب بن ذہل بن مالک بن الحارث بن ذہل ابن سلمۃ بن وودل بن جشم بن یام۔ ہمدان سے۔ ان کی کنیت ابو عبداللہ تھی۔

حصین کہتے ہیں کہ زبید ابراہیم کے پاس آئے اور وہ سیاہ بالوں کا قیمتی لباس پہنے ہوئے تھے تو انہوں نے کہا یہ زمانہ ایسے لباسوں کا نہیں۔

سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اگر مجھے کسی بندے پر اختیار دیا جاتا کہ اللہ اس کو کھال کھینچنے کی جگہ لے آئے تو میں زبید الیامی کو اختیار کرتا۔

ابونوح قراد کہتے ہیں کہ میں نے شعبہ رحمۃ اللہ علیہ کو یہ کہتے سنا ہے کہ میں نے کوفہ میں زبید سے زیادہ بہتر شیخ کسی کو نہیں دیکھا۔ شعبہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں ان کے ہمراہ مسجد میں بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں ایک عورت گزری جس کے پاس سوت کا ایک گولا تھا۔ وہ سوت کا گولا گر پڑا۔ مگر اس عورت نے نہیں اٹھایا' زبید نے اس کو اٹھالیا۔ اور مجھے بیٹھا ہوا چھوڑ کر بھاگے بھاگے اس عورت کے نشانات دیکھتے ہوئے گئے۔ اس تک پہنچے اور اس کو وہ گولا دے کر واپس آ گئے۔ انہوں نے زید بن علی کے زمانے میں ۱۲۲ھ میں وفات پائی۔

ثقہ تھے۔ کئی احادیث کے راوی ہیں۔

شمر بن عطیۃ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبدالرحمٰن اسدی۔ بنی مرۃ بن الحارث بن سعد بن ثعلبۃ سے۔ ثقہ تھے۔ کئی احادیث صحیحہ کے راوی ہیں۔

بکر بن ماعز الثوری رحمۃ اللہ علیہ:

بہت کم حدیث بیان کرتے تھے۔

ابو یعلیٰ منذر الثوری رحمۃ اللہ علیہ:

ثقہ تھے۔ بہت کم روایت کرتے تھے۔

عبدالرحمٰن بن سعید رحمۃ اللہ علیہ:

ابن وہب ہمدانی۔ بہت کم روایت کرتے تھے۔

ابو ہبیرۃ رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام یحییٰ بن عبادالانصاری ہے۔ یوسف بن عمرو کی ولایت میں انتقال فرمایا۔ قلیل الروایت تھے۔

بکیر بن الاخنس رحمۃ اللہ علیہ:

قلیل الروایت۔

علی بن مدرک النخعی رحمۃ اللہ علیہ:

انہوں نے یوسف بن عمرو کے عراق میں آنے کے بعد ۱۲۰ھ میں وفات پائی۔ یہ ہشام بن عبدالملک کی خلافت کے آخری ایام تھے۔

اسی سنہ میں خالد بن عبداللہ اور یوسف بن عمرو دونوں نے سکے جاری کیے۔

قلیل الحدیث تھے۔ ان سے شعبہ رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں۔

موسیٰ بن طریف الاسدی رحمۃ اللہ علیہ، علی بن الاقمر رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عمرو بن الحارث بن معاویہ بن عمرو بن الحارث بن ربیعۃ بن عبداللہ بن وداعۃ۔ ہمدان سے۔

کلثوم بن الاقمر رحمۃ اللہ علیہ:

علی بن الاقمر کے بھائی ہیں۔ ہمدان کے وداعی ہیں۔

جبلہ بن سحیم الشیبانی رحمۃ اللہ علیہ:

ولید بن یزید کے فتنے کے دوران فوت ہوئے۔

وبرہ بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ:

قبیلہ مذحج کے مسلی ہیں۔ ہشام بن عبدالملک نے جب خالد بن عبداللہ کو کوفہ کا گورنر بنایا تو اس زمانے میں ان کا انتقال ہوا۔

ابوالزنباع رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام صدقہ بن صالح ہے۔

ابوعون الثقفی رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام محمد بن عبداللہ ہے۔

خالد بن عبداللہ القسری کی ولایت میں وفات پائی۔ ثقہ تھے۔ بہت سی حدیثوں کے راوی ہیں۔ ان سے سفیان رحمۃ اللہ علیہ اور شعبہ رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں۔

عبدالجبار بن وائل رحمۃ اللہ علیہ:

ابن حجر حضرمی۔ یہ ثقہ تھے۔ بہت کم حدیث بیان کرتے تھے۔ وہ روایتیں جو یہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں ان کے بارے میں محدثین کو کلام ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ یہ ان سے نہیں ملے۔

ان کے بھائی علقمہ بن وائل ہیں۔ ثقہ تھے۔ اور کم روایت کرتے تھے۔

یحییٰ بن عبید رحمۃ اللہ علیہ:

بھرانی' ان کی کنیت ابوعمر ہے۔

زائدہ بن عمیر رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عتبہ بن مسعود الہذلی۔

یہ کہتے ہیں کہ جب حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ ہوئے تو عون بن عبداللہ' ابوالصباح موسیٰ بن کثیر اور عمر بن حمزہ ان کے پاس پہنچے اور انہوں نے عقیدۂ ارجاء (جس کو ہم تفصیل سے بیان کر آئے ہیں) کے بارے میں ان سے بحث ومناظرہ کیا۔ ان حضرات کا دعویٰ ہے کہ انہوں نے ان سے موافقت کی اور کسی چیز سے بھی اختلاف نہیں کیا (مگر یہ روایت خلاف عقل ونقل ہے۔ یہ تسلیم ہی نہیں کیا جا سکتا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ جیسے فقیہہ ومبصر اور مجاہدین حق وصداقت نے عقیدۂ ارجاء سے اتفاق کیا۔ درآنحالیکہ یہ عقیدہ واضح طور پر کتاب وسنت اور سلف صالحین کے خلاف ہے۔ مترجم)

عون بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

عون بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ ثقہ تھے۔ مگر اپنی روایت کے سلسلے میں کسی راوی کو چھوڑ دیا کرتے تھے۔

عبداللہ بن ابی الجالد رحمۃ اللہ علیہ:

ازد کے غلام اور مجاہد کے داماد ہیں۔

ابواسحاق السبیعی رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام عمرو بن عبداللہ بن علی بن احمد بن ذی یحمد بن السبیع ابن سبع بن صعب بن معاویہ بن کثیر بن مالک بن جشم بن

ثقہ تھے۔ کئی احادیث کے راوی ہیں۔

شمر بن عطیہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبدالرحمٰن اسدی۔ بنی مرۃ بن الحارث بن سعد بن ثعلبۃ سے۔ ثقہ تھے۔ کئی احادیث صحیحہ کے راوی ہیں۔

بکر بن ماغر الثوری رحمۃ اللہ علیہ:

بہت کم حدیث بیان کرتے تھے۔

ابویعلیٰ منذ الثوری رحمۃ اللہ علیہ:

ثقہ تھے۔ بہت کم روایت کرتے تھے۔

عبدالرحمٰن بن سعید رحمۃ اللہ علیہ:

ابن وہب ہمدانی۔ بہت کم روایت کرتے تھے۔

ابوہبیرۃ رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام یحییٰ بن عباد الانصاری ہے۔ یوسف بن عمرو کی ولایت میں انتقال فرمایا۔ قلیل الروایت تھے۔

بکیر بن الاخنس رحمۃ اللہ علیہ:

قلیل الروایت۔

علی بن مدرک النخعی رحمۃ اللہ علیہ:

انہوں نے یوسف بن عمرو کے عراق میں آنے کے بعد ۱۲۰ھ میں وفات پائی۔ یہ ہشام بن عبدالملک کی خلافت کے آخری ایام تھے۔

اسی سنہ میں خالد بن عبداللہ اور یوسف بن عمرو دونوں نے سکے جاری کیے۔

قلیل الحدیث تھے۔ ان سے شعبہ رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں۔

موسیٰ بن طریف الاسدی رحمۃ اللہ علیہ، علی بن الاقمر رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عمرو بن الحارث بن معاویہ بن عمرو بن الحارث بن ربیعۃ بن عبداللہ بن وداعۃ۔ ہمدان سے۔

کلثوم بن الاقمر رحمۃ اللہ علیہ:

علی بن الاقمر کے بھائی ہیں۔ ہمدان کے وداعی ہیں۔

جبلہ بن سحیم الشیبانی رحمۃ اللہ علیہ:

ولید بن یزید کے فتنے کے دوران فوت ہوئے۔

وبرہ بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ:

قبیلہ مذحج کے مسلی ہیں۔ ہشام بن عبدالملک نے جب خالد بن عبداللہ کو کوفہ کا گورنر بنایا تو اس زمانے میں ان کا انتقال ہوا۔

ابوالزنباع رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام صدقہ بن صالح ہے۔

ابوعون الثقفی رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام محمد بن عبداللہ ہے۔

خالد بن عبداللہ القسری کی ولایت میں وفات پائی۔ ثقہ تھے۔ بہت سی حدیثوں کے راوی ہیں۔ ان سے سفیان رحمۃ اللہ علیہ اور شعبہ رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں۔

عبدالجبار بن وائل رحمۃ اللہ علیہ:

ابن حجر حضرمی۔ یہ ثقہ تھے۔ بہت کم حدیث بیان کرتے تھے۔ وہ روایتیں جو یہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں ان کے بارے میں محدثین کو کلام ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ یہ ان سے نہیں ملے۔

ان کے بھائی علقمہ بن وائل ہیں۔ ثقہ تھے۔ اور کم روایت کرتے تھے۔

یحییٰ بن عبید رحمۃ اللہ علیہ:

بھرانی' ان کی کنیت ابوعمر ہے۔

زائدہ بن عمیر رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عتبہ بن مسعود الہذلی۔

یہ کہتے ہیں کہ جب حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ ہوئے تو عون بن عبداللہ' ابوالصباح موسیٰ بن کثیر اور عمر بن حمزہ ان کے پاس پہنچے اور انہوں نے عقیدۂ ارجاء (جس کو ہم تفصیل سے بیان کر آئے ہیں) کے بارے میں ان سے بحث و مناظرہ کیا۔ ان حضرات کا دعویٰ ہے کہ انہوں نے ان سے موافقت کی اور کسی چیز سے بھی اختلاف نہیں کیا (مگر یہ روایت خلاف عقل و نقل ہے۔ یہ تسلیم ہی نہیں کیا جا سکتا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ جیسے فقیہہ و مبصر اور مجاہدین حق و صداقت نے عقیدۂ ارجاء سے اتفاق کیا۔ درآنحالیکہ یہ عقیدہ واضح طور پر کتاب و سنت اور سلف صالحین کے خلاف ہے۔ مترجم)

عون بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

عون بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ ثقہ تھے۔ مگر اپنی روایت کے سلسلے میں کسی راوی کو چھوڑ دیا کرتے تھے۔

عبداللہ بن ابی المجالد رحمۃ اللہ علیہ:

ازد کے غلام اور مجاہد کے داماد ہیں۔

ابواسحاق السبیعی رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام عمرو بن عبداللہ بن علی بن احمد بن ذی یحمد بن السبیع ابن سبع بن صعب بن معاویہ بن کثیر بن مالک بن جشم بن

حاشد بن جشم بن خیران بن نوف بن ہمدان۔

یہ کہتے ہیں کہ میرے دادا اخیار حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پوچھا: یا شیخ! آپ کے بال بچے کتنے آپ کے ساتھ ہیں؟ عرض کیا وہ میرے ہمراہ ہیں۔ آپ نے فرمایا: ہم نے تمہارا وظیفہ ایک ہزار پانچ سو مقرر کر دیا اور آپ کے بچوں میں سے ہر ایک کے لیے سوسو۔

سفیان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ شعبی رحمۃ اللہ علیہ اور ابو اسحاق رحمۃ اللہ علیہ دونوں ایک جگہ جمع ہوئے۔ شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے ابو اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ اے ابو اسحاق رحمۃ اللہ علیہ آپ مجھ سے بہتر ہیں۔ انہوں نے فرمایا: نہیں' خدا کی قسم میں آپ سے بہتر نہیں بلکہ آپ مجھ سے بہتر ہیں۔ اور عمر میں بھی بڑے ہیں۔

زہیر کہتے ہیں کہ ہیں کہ ابو اسحاق نے مجھ سے بیان کیا کہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پیچھے جمعہ پڑھا۔ زوال شمس کے تھوڑی دیر بعد' انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کھڑے ہوئے دیکھا آپ کی داڑھی سفید تھی' ابو اسحاق سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے۔ مجھ سے میرے والد نے کہا اے عمرو! کھڑا ہو اور امیر المومنین کو دیکھ' میں نے آپ کی طرف دیکھا۔ آپ کی داڑھی پر خضاب نہیں تھا اور داڑھی گھنی تھی' یہ ابو اسحاق حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں خراسان میں بھی رہے ہیں۔ ابو البختری طائی سے بڑے تھے۔

باختلاف روایات ان کا انتقال ۱۲۸ھ میں سو یا ننانوے سال کی عمر میں ہوا۔ جس روز ضحاک کوفہ میں داخل ہوا۔ یہ واقعہ ۱۲۹ھ کا ہے۔

عمرو بن مرہ رحمۃ اللہ علیہ:

قبیلہ مذحج کے مراد سے جملی ہیں۔

شعبہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ یہ عمرو بن مرہ رحمۃ اللہ علیہ اتنے ذوق وانہماک سے دعا مانگتے تھے کہ گمان ہوتا تھا اب یہ بغیر دعا قبول ہوئے مسجد سے نہ جائیں گے۔

ان کا انتقال ۱۲۸ھ میں ہوا۔

عبدالملک بن عمیر رحمۃ اللہ علیہ:

لخمی ہیں۔ ابو عمر کنیت' قریش کے بنی عدی بن کعب کے حلیف ہیں۔

یہ خلافت عثمان رضی اللہ عنہ میں جب کہ ان کی خلافت کے تین سال باقی تھے' پیدا ہوئے۔ ابوبکر بن عیاش کہتے ہیں کہ ایک دن عبدالملک بن عمیر نے مجھ سے کہا کہ مجھ پر ۱۰۳ سال گزر رہے ہیں۔

سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ عبدالملک بن عمیر رحمۃ اللہ علیہ اور زیاد بن علاقہ رحمۃ اللہ علیہ دونوں کوفہ کے بڑے لوگوں میں شمار ہوتے تھے' اس وقت دونوں سوسو سال کے تھے۔

سفیان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے عبدالملک بن عمیر رحمۃ اللہ علیہ کو یہ کہتے سنا کہ ''خدا کی قسم میں جو حدیث بھی روایت کرتا ہوں

اس کا ایک حرف بھی نہیں چھوڑتا (یعنی بڑے احتیاط وضبط کے ساتھ حدیث کی روایت کرتا ہوں)۔

امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے یہ کوفہ کے قاضی بھی رہے ہیں۔ ان کا لقب ''قبطی'' تھا ماہ ذی الحجہ ۱۳۷ھ میں کوفہ میں وفات پائی۔

ہشیم بن عدی کہتے ہیں کہ میں ان کے جنازے میں شریک ہوا تھا۔

زیاد بن علاقۃ الثعلبی رحمۃ اللہ علیہ:

قبیلہ غطفان سے ہیں۔ اور ابو مالک کنیت ہے۔

سلمہ بن کہیل رحمۃ اللہ علیہ:

حضرمی ہیں۔

۱۲۲ھ میں جب کہ زید بن علی قتل کیے گئے کوفہ میں وفات پائی۔ اسی سنہ میں عاشورہ کے دن زید قتل کیے گئے۔

میسرہ بن حبیب رحمۃ اللہ علیہ:

نہدی ہیں۔ ان سے سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں۔

قیس بن مسلم رحمۃ اللہ علیہ:

قیس جدیلہ کے جدلی ہیں۔

۱۲۰ھ میں کوفہ میں وفات پائی۔ ثقہ تھے۔ ان سے چند صحیح احادیث ثابت ہیں۔

عبدالملک بن سعید رحمۃ اللہ علیہ:

ابن جبیر ازدی۔

نسیر بن ذعلوق رحمۃ اللہ علیہ:

ان کی کنیت ابوطعمۃ الثوری ہے۔

جواب بن عبیداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

تیم الرباب کے تیمی ہیں۔

اسماعیل بن رجاء رحمۃ اللہ علیہ:

زبیدی۔ ان سے اعمش رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں۔

وہ لڑکوں کو جمع کر کے ان سے حدیثیں بیان کرتے تا کہ وہ حدیثیں نہ بھول جائیں۔

جامع بن شداد رحمۃ اللہ علیہ:

محاربی۔ ابوصخرہ کنیت۔

رمضان کے آخری جمعہ کی رات کو ۱۲۸ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

معبد بن خالد رحمۃ اللہ علیہ:

جدلی۔

خالد بن عبداللہ القسری کے زمانے میں ۱۲۸ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

واصل بن حیان رحمۃ اللہ علیہ:

احدب اسدی۔ بنی سعد بن الحارث بن ثعلبۃ بن دودان سے۔ ان کی والدہ ابوسمال شاعر کی بیٹی ہیں۔ ۱۲۰ھ میں کوفہ میں ان کا انتقال ہوا۔

عبدالملک بن میسرۃ رحمۃ اللہ علیہ:

زراد۔ بنی ہلال بن عامر کے غلام۔ یہ زراد حدیث میں ثقہ تھے۔ کثیر الحدیث ہیں۔ کوفہ میں خالد بن عبداللہ القسری کے زمانہ میں ان کا انتقال ہوا۔

اشعث بن ابی الشعثاء رحمۃ اللہ علیہ:

محاربی ہیں۔ ان کے والد کا نام ابی الشعثاء سلیم بن الاسود ہے۔ اشعث نے یوسف بن عمر کی ولایت میں کوفہ میں وفات پائی۔

عون بن ابی جحیفۃ السوائی رحمۃ اللہ علیہ' وہب السوائی رحمۃ اللہ علیہ:

بنی عامر بن صعصعۃ میں سے ہیں۔

خلیفہ بن الحصین رحمۃ اللہ علیہ:

ابن قیس بن عاصم المنقری۔ یہ اپنے والد سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مسلمان ہوئے اور ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ وہ بیری کے پتوں سے جوش دیے ہوئے پانی سے غسل کریں۔

حبیب بن ابی ثابت رحمۃ اللہ علیہ:

اسدی ہیں۔ بنی کاہل کے غلام ہیں۔ ابویحییٰ کنیت ہے۔ ان کے والد کا نام ثابت قیس بن دینار ہے۔

یہ کہتے ہیں کہ میں نے جس نیت سے علم حاصل کیا' اللہ نے میری وہ نیت پوری کر دی یہ بھی کہتے ہیں کہ میرے پاس زمین پر حدیث کی کتاب کے سوا اور کوئی کتاب نہیں' جو میرے صندوق میں محفوظ ہے۔

نیز فرمایا: میری عمر کے ۷۳ سال گزر چکے ہیں۔

ابوبکر بن عیاش کہتے ہیں کہ کوفہ میں تین جلیل وعظیم ہستیاں تھیں' ان جیسی چوتھی ہستی کوئی نہ تھی۔ وہ تین ہستیاں یہ ہیں: (۱) حبیب بن ابی ثابت رحمۃ اللہ علیہ (۲) حکم بن عتیبۃ رحمۃ اللہ علیہ (۳) حماد بن ابی سلیمان رحمۃ اللہ علیہ یہ تینوں صاحب فتویٰ تھے اور یہی بہت مشہور تھے۔

حبیب بن ابی ثابت رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ۱۲۹ھ میں ہوئی۔

حفص بن غیاث کہتے ہیں کہ میں نے ان کو دیکھا تھا۔ یہ طویل القامت اور یک چشم تھے۔

عاصم بن ابی النجود رحمۃ اللہ علیہ:

اسدی ہیں۔ اور وہ عاصم بن بھدلہ بنی جذیمہ بن مالک بن نصر ابن قعین بن اسد کے غلام ہیں۔ ابوبکر کنیت ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ ہمیشہ میں جب کبھی بھی کسی سفر سے ابووائل کے پاس آتا تھا تو آپ میرا ہاتھ چوم لیتے تھے۔ اگلی روایت کا مضمون بھی یہی ہے۔

اہل علم نے کہا ہے کہ عاصم اگرچہ ثقہ تھے لیکن حدیث میں بہت زیادہ غلطی کرتے تھے۔

ابو حصین رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام عثمان بن عاصم بن حصین ہے۔ اور وہ بنی جشم بن الحارث ابن سعد بن ثعلبۃ بن دودان بن اسد بن خزیمہ میں سے ہیں اور وہ بنی کبیر ابن زید بن مرہ بن الحارث بن سعد میں شمار ہوتے ہیں۔

سفیان بن عیینہ شیبانی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ مسجد میں داخل ہوا۔ آپ نے فرمایا' جاؤ دیکھو ہمارے اصحاب میں سے کوئی یہاں بیٹھا ہے؟ کیا تمہیں ان میں ابو حصین رحمۃ اللہ علیہ نظر آتے ہیں؟

سفیان رحمۃ اللہ علیہ اہل کوفہ میں سے ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ جب عامر کی وفات کا وقت قریب آیا تو ان سے پوچھا گیا آپ اپنے بعد کس کو مسند درس وافتاء کے قابل سمجھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: نہ میں عالم ہوں اور نہ اپنے بعد کسی عالم کو چھوڑ رہا ہوں۔ ہاں ابوصالح ایک نیک آدمی ہے۔

مسعر رحمۃ اللہ علیہ' ابو حصین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان سے عبداللہ بن معقل نے کہا کہ آپ کا شغل تجارت ہے۔ میں نے کہا اور آپ کا شغل امارت (یعنی حکومت وسرداری) ہے۔

سفیان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ان کو عامل بنایا گیا۔ اس کے پاس ایک ہزار درہم کسی نے بھیجے آپ نے ان کو لوٹا دیا' قبول نہیں کیا۔ میں نے پوچھا آپ نے ان کو کیوں لوٹا دیا؟ کہا حیا اور کرم کی وجہ سے۔

ابن ابی اسحاق کا بیان ہے کہ ابو حصین رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا یہ کون شخص ہے؟ یہ محسن ہے' جس کا بڑا احسان ہے۔ اس جیسی نماز پڑھنے کی ہم میں سے کسی کو طاقت نہیں۔ ان کا انتقال ۱۲۸ھ میں ہوا۔

آدم بن علی الشیبانی رحمۃ اللہ علیہ:

ابو الجویریۃ الجرمی رحمۃ اللہ علیہ:

اس کا نام حطان بن خفاف ہے۔

ابو قیس الاودی رحمۃ اللہ علیہ:

اس کا نام عبدالرحمٰن بن ثروان ہے۔ ان کا انتقال ۱۲۰ھ میں ہوا۔

عبداللہ بن حنش الاودی رحمۃ اللہ علیہ:

عائذ بن نصیب الکاہلی رحمۃ اللہ علیہ:

بنی اسد سے۔

مجمع التیمی رحمۃ اللہ علیہ:

عبداللہ بن عصیم الحنفی رحمۃ اللہ علیہ:

سماک بن حرب الذہلی رحمۃ اللہ علیہ:

شبیب بن غرقدۃ البارقی رحمۃ اللہ علیہ:

کلیب بن وائل البکری رحمۃ اللہ علیہ:

اسماعیل بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ:

سدی صاحب تفسیر۔ ان کا انتقال ۱۲۷ھ میں ہوا۔

محمد بن قیس الہمدانی رحمۃ اللہ علیہ:

طارق بن عبدالرحمٰن الاحمسی رحمۃ اللہ علیہ:

مخارق بن عبداللہ الاحمسی رحمۃ اللہ علیہ:

عبدالعزیز بن رفیع رحمۃ اللہ علیہ:

عبدالعزیز بن حکیم الحضرمی رحمۃ اللہ علیہ:

ابوالمجل رحمۃ اللہ علیہ:

اس کا نام ردینی بن مرۃ۔

عبداللہ بن شریک العامری رحمۃ اللہ علیہ:

سعید بن ابی بردۃ رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے بیٹے۔

حصین بن عبدالرحمٰن النخعی رحمۃ اللہ علیہ:

طلق بن غنام النخعی کہتے ہیں کہ میں نے حفص بن غیاث کو یہ کہتے سنا ہے کہ مالک بن مغول نے طلحہ کی فضیلت کا ذکر کیا۔

یعنی ابن مصرف کا۔ اس کو ایک شخص نے کہا کہ کیا تم نے حفص بن عبدالرحمٰن نخعی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا ہے؟ کہا نہیں۔ اس نے کہا کہ اگر آپ حصین بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھتے تو طلحہ کی فضیلت کا ذکر نہ کرتے۔

حفص بن غیاث کہتے ہیں کہ آپ سردی کے موسم میں دن کو قبا نہ پہنتے تھے اور نہ رات کو چادر اوڑھتے تھے۔

ابو صخرہ رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام جامع بن شداد المحاربی ہے۔

ان کا انتقال ۱۲۷ھ میں ہوا۔

ابو السوداء النہدی رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام عمرو بن عمران ہے۔

عثمان بن المغیرہ رحمۃ اللہ علیہ:

ثقفی ہیں۔ ابو المغیرۃ کنیت ہے۔ اور وہ عثمان الاعشی ہے اور وہ عثمان بن ابی زرعہ ہیں۔

عبدالرحمٰن بن عائش النخعی رحمۃ اللہ علیہ:

عیاش بن عمرو العامری رحمۃ اللہ علیہ:

اسود بن قیس العبدی رحمۃ اللہ علیہ:

رکین بن الربیع رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عمیلۃ الفرازی۔ اس نے حضرت اسماء بنت ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہا کو دیکھا ہے۔ ولید بن یزید بن عبدالملک کے فتنہ میں وفات پائی۔

ابو الزعراء رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام عمرو بن عمرو بن عوف الجشمی ہے۔ یہ ابی الاحوص کے بھتیجے ہیں جو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

بلال الوزان الجہنی رحمۃ اللہ علیہ:

ان کی کنیت ابو امیہ ہے۔ وہ ہلال الصراف ہیں اور وہ ابن ابی حمید ہیں اور وہ ابن مقلاص۔

ثویر بن ابی فاختہ رحمۃ اللہ علیہ:

ان کی کنیت ابو الجہم ہے۔

یہ ام ہانی بنت ابی طالب کے غلام ہیں' ان کے بعد زندہ رہے بڑی عمر کے تھے۔ ان کے والد نے مکہ میں ایک گروہ بنایا

تھا۔ جس میں علقمہ' اسود اور عمرو بن میمون وغیرہ شامل تھے۔

زیاد بن فیاض الخزاعی رحمۃ اللہ علیہ:

موسیٰ بن ابی عائشہ رحمۃ اللہ علیہ:

ہمدانی ہیں۔

یہ بہت عابد وزاہد تھے۔ نمازیں کثرت سے پڑھتے تھے۔

حکیم بن جبیر الاسدی رحمۃ اللہ علیہ:

حکیم بن الدیلم رحمۃ اللہ علیہ:

سعید بن مسروق رحمۃ اللہ علیہ:

ثوری' اور وہ ابوسفیان الثوری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ جب کہ عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز عراق کے گورنر تھے' ان کی وفات ۱۲۸ھ میں ہوئی۔

سعید بن عمرو رحمۃ اللہ علیہ:

ابن سعید بن العاص' یہ سعید بن العاص بن امیہ۔ ان سے اسود ابن قیس روایت کرتے ہیں۔

سعید بن اشوع رحمۃ اللہ علیہ:

ہمدانی۔ کوفہ کے قاضی تھے۔ خالد بن عبداللہ القسری کی ولایت میں وفات پائی۔

جامع بن ابی راشد رحمۃ اللہ علیہ:

یہ سعید بن اشوع کے بھائی ہیں۔

ربیع بن ابی راشد رحمۃ اللہ علیہ:

خلاد بن یحییٰ کہتے ہیں کہ میں نے سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ کو یہ کہتے سنا کہ حبیب بن ابی ثابت اور ان کے اصحاب کے پاس جب ربیع بن ابی راشد رحمۃ اللہ علیہ آتے تو وہ اپنے اصحاب سے کہتے کہ چپ ہو جاؤ ربیع بن ابی راشد رحمۃ اللہ علیہ آ گئے ہیں (یعنی اہل کوفہ ان کا اتنا ادب واحترام کرتے تھے)۔

ابوالجحاف رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام داؤد بن ابی عوف ہے۔ ان سے سفیان الثوری رحمۃ اللہ علیہ اور سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں۔

قیس بن وہب الہمدانی رحمۃ اللہ علیہ:

ثابت بن ہرمز رحمۃ اللہ علیہ:

ان کی کنیت ابوالمقدام العجلی ہے۔اور وہ ابوعمرو بن ابی المقدام ہیں۔

عبدہ بن ابی لبابہ رحمۃ اللہ علیہ:

قریش کے غلام ہیں۔ابوالقاسم کنیت ہے۔جب مکحول ان سے ملتے تو یہی کنیت استعمال کرتے۔

مقدام بن شریح رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ہانی الحارثی۔

محل بن خلیفۃ الطائی رحمۃ اللہ علیہ:

سنان بن حبیب رحمۃ اللہ علیہ:

سلمی۔ابوحبیب کنیت۔

زہیر بن ابی ثابت العبسی رحمۃ اللہ علیہ:

عامر بن شقیق رحمۃ اللہ علیہ:

ابن حمزۃ الاسدی۔

مغیرہ بن النعمان النخعی رحمۃ اللہ علیہ:

ابونہیک رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام قاسم بن محمد الاسدی ہے۔

ابوفروہ الہمدانی رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام عروۃ بن الحارث ہے۔

ابوفروہ الجہنی رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام مسلم بن سالم ہے۔

ابونعامہ الکوفی رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام شیبہ بن لغامۃ ہے۔ان سے سفیان ثوری ہیثم اور جریر روایت کرتے ہیں۔

زید بن جبیر الجشمی رحمۃ اللہ علیہ:

بدر بن دثار رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ربیعہ بن عبید بن الابرص بن عوف بن جشم بن الحارث بن سعد بن ثعلبہ بن دودان بن اسد بن خزیمہ۔

زبیر بن عدی الیامی رحمۃ اللہ علیہ:

ہمدان سے۔

ابوجعفر الفراء رحمۃ اللہ علیہ:

ان کی کئی احادیث ہیں۔

الحر بن صیاح النخعی رحمۃ اللہ علیہ:

ابومعشر رحمۃ اللہ علیہ:

زیاد بن کلیب التیمی۔جس وقت عراق کے والی یوسف بن عمر تھے اس وقت ان کا انتقال ہوا۔
بہت کم حدیث بیان کیا کرتے تھے۔

شباک الضبی رحمۃ اللہ علیہ:

ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھی۔ان سے مغیرہ روایت کرتے ہیں۔ثقہ تھے اور قلیل الحدیث۔

بیان بن بشر رحمۃ اللہ علیہ:

ان کی کنیت ابوبشر ہے۔احمس بن بجیلۃ کے غلام ہیں۔

علقمۃ بن مرثد الحضرمی رحمۃ اللہ علیہ:

ابراہیم بن المہاجر رحمۃ اللہ علیہ:

ابن جابر بجلی۔اس کا باپ حجاج بن یوسف کا کاتب تھا اور ابراہیم ثقہ تھا۔

حکم بن عتیبہ رحمۃ اللہ علیہ:

ان کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔

محمد بن سعد کہتے ہیں کہ میں ایک کام کے لیے عبداللہ بن ادریس کے ہمراہ روانہ ہوا۔ جب ہم شہار سوجکندہ کے محلے میں پہنچے تو ایک گلی میں ایک گھر کے دروازے پر کھڑے ہوگئے اور مجھ سے کہا: جانتے ہو یہ گھر کس کا ہے؟ پھر خود ہی کہا یہ گھر حکم بن عتیبہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ یہ کندہ کے غلام تھے۔ یہ حکم رحمۃ اللہ علیہ اور ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ ہم عمر تھے اور دونوں ایک ہی سال پیدا ہوئے۔

عبدالرزاق بن معمر کہتے ہیں کہ زہری کے اصحاب میں حکم بن عتیبہ رحمۃ اللہ علیہ جیسے اہل علم داخل تھے۔ آپ کی داڑھی سفید تھی۔

ابواسرائیل حکم سے روایت کرتے ہیں کہ حکم بن عتیبہ رحمۃ اللہ علیہ سابری عمامہ باندھتے تھے اور صرف ایک جبہ میں ہماری امامت کراتے تھے۔

حجاج بن محمد کہتے ہیں کہ میں نے ابواسرائیل کو یہ کہتے سنا کہ میں نے سب سے پہلے اس دن حکم بن عتیبہ رحمۃ اللہ علیہ کو پہچانا، جس دن امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا۔ جب امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کوئی شخص کوئی مسئلہ پوچھنے آتا تو آپ کہتے جاؤ حکم بن عتیبہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھو۔

آپ کا انتقال کوفہ میں ہشام بن عبدالملک کی خلافت کے دور میں ۱۱۵ھ میں ہوا۔ اس کے راوی ابن ادریس کہتے ہیں کہ میں اس دن پیدا ہوا تھا۔

حکم بن عتیبہ رحمۃ اللہ علیہ بڑے ثقہ، فقیہہ، جید اور بلند مقام عالم تھے۔ ان سے بہت سی حدیثیں مروی ہیں۔

حماد بن ابی سلیمان رحمۃ اللہ علیہ:

ان کی کنیت ابواسماعیل ہے۔ ابراہیم بن ابی موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے غلام ہیں۔ ان کا نام مسلم بھی تھا۔ یہ ان میں سے تھے جن کو حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے دومۃ الجندل میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا تھا۔

جامع بن شداد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حماد رحمۃ اللہ علیہ کو تختیوں پر لکھتے ہوئے دیکھا آپ کہہ رہے تھے کہ خدا کی قسم میں اس (علم دین) سے دنیا نہیں چاہتا (یعنی میں علم دین کو دنیا کمانے کا ذریعہ نہیں بناتا)۔

مغیرہ کا بیان ہے کہ جب ابراہیم کا انتقال ہوا تو ہم نے ان کے جنازے کے پیچھے اعمش رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا، ہم ان کے پاس آئے اور ان سے حرام وحلال کے متعلق پوچھا تو کوئی نئی چیز نہیں معلوم ہوئی۔ فرائض کے متعلق سوالات کیے تو فرائض کے علم کو ان کے پاس بھرپور پایا۔ پھر ہم حماد رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے اور ان سے فرائض کے متعلق سوالات کیے تو ان کے پاس کماحقہ فرائض کا علم نہ پایا۔ ہاں حرام وحلال کے مسائل سے وہ بخوبی واقف تھے۔ اس لیے ہم فرائض کا علم اعمش رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کرتے تھے اور حرام وحلال کا علم حماد رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کرتے تھے۔ اور یہ علم انہوں نے ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیا تھا۔

مالک بن مغول رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے حماد رحمۃ اللہ علیہ کو زرد ازار اور ایک چادر میں لپٹے ہوئے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔

مالک بن اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنی والدہ کو جو اسماعیل بن حماد بن ابی سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کی بیٹی تھیں یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے بارہا دیکھا کہ میرے دادا حماد بن ابی سلیمان اپنے حجرے میں قرآن کی تلاوت کر رہے ہیں اور اوراق قرآن پر آپ کے آنسو گر رہے ہیں۔

ان کا انتقال ہشام بن عبدالملک کی خلافت کے زمانے میں ۱۲۰ھ میں ہوا۔

حماد بن ابی سلیمان رحمۃ اللہ علیہ بصرے میں ہلال بن ابی بردہ کے پاس آئے وہ اس وقت بصرے کے گورنر تھے انہوں نے اور ہشام دستوائی نے ان سے حدیث سنی اور دوسرے قدیم تابعینؒ سے۔

جب حماد رحمۃ اللہ علیہ لوٹ کر کوفہ میں آئے تو ہم نے ان سے پوچھا آپ نے بصرے والوں کو کیسا پایا؟ فرمایا کہ عقائد و اعمال کے اعتبار سے وہ اہل شام ہی کا ایک حصہ ہیں (جو سیاسی اور مذہبی حالات اہل شام کے ہیں وہی اہل بصرہ کے ہیں دونوں ایک ہی جیسے ہیں) یعنی وہ ہماری طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت و عقیدت نہیں رکھتے۔

محدثین نے کہا ہے کہ حماد رحمۃ اللہ علیہ علم حدیث میں ضعیف تھے۔ حدیث صحیح و غیر صحیح کو ملا دیتے تھے اور مرجی تھے۔ بہت سی حدیثوں کے راوی ہیں۔

مغیرہ کہتے ہیں کہ میں نے ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ ہم آپ کے بعد مسائل دین کس سے پوچھیں فرمایا حماد رحمۃ اللہ علیہ سے۔

عثمان البتی کا کہنا ہے کہ جب حماد اپنی تحقیق و رائے سے کچھ کہتے تو صحیح کہتے اور جب ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ کسی اور سے روایت کرتے تو غلطی کرتے۔

فضیل بن عمرو رحمۃ اللہ علیہ:

فقیمی ہیں۔

خالد بن عبداللہ قسری کی ولایت میں وفات پائی۔ ثقہ تھے۔ کئی احادیث ان سے مروی ہیں۔

حارث العکلی رحمۃ اللہ علیہ:

مغیرہ کہتے ہیں کہ حارث عکلی اور ابن شبرمہ دونوں زیادہ رات تک بیٹھے ہوئے آپس میں قضا کے بارے میں گفتگو کرتے رہتے۔ جب کبھی ان کے پاس ابوالمغیرہ آتے تو ان سے کہتے کہ کیا تم دن کو یہ گفتگو نہیں کر سکتے جو اتنی رات تک مذاکرہ کر رہے ہو۔ ثقہ تھے اور قلیل الحدیث۔

حارث بن حصیرہ رحمۃ اللہ علیہ:

قبیلہ ازد سے۔ ان سے سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں۔

عبداللہ بن السائب رحمۃ اللہ علیہ:

یہ زاذان سے روایت کرتے ہیں اوران سے سفیان بن سعید ثوری روایت کرتے ہیں۔

عبدالاعلیٰ بن عامر رحمۃ اللہ علیہ:

ثعلبی ہیں۔ ان سے سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور اسرائیل روایت کرتے ہیں۔

عبدالرحمٰن بن مہدی کہتے ہیں کہ میں نے عبدالاعلیٰ کی ایک حدیث سفیان سے بیان کی۔ انہوں نے فرمایا: ہمارا خیال ہے یہ اس کی کتاب میں ہوگی۔ عبدالاعلیٰ ابن حنفیہ عن علی سے کثرت سے روایت کرتے ہیں۔ یہ حدیث میں ضعیف تھے۔

آدم بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ:

یہ خالد بن خالد بن عمارۃ بن الولید بن عقبہ بن ابی معیط کے غلام ہیں۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اس کا ذکر کیا کرتے تھے جب وہ ان سے کوئی روایت کرتے جس کے بارے میں مجھے مؤمل ابن اسماعیل نے خبر دی۔ کہا: وہ ابو یحییٰ بن آدم کوفہ کا محدث ہے اور خالد بن خالد بڑا شریف آدمی تھا۔

محمد بن جحادہ رحمۃ اللہ علیہ:

بنی اود کے غلام ہیں۔

یہ کہتے ہیں کہ میرے باپ کا مکہ کے راستے میں انتقال ہوا۔ تو تعزیت کے لیے ہمارے پاس طلحہ ابن مصرف آئے اور کہا: وہ کہتے تھے کہ تین حالتیں ہیں جن میں کوئی شخص مرے تو وہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔ حج کے دوران' یا عمرہ کرتے ہوئے اور یا جہاد میں۔

عبدالملک بن ابی بشیر رحمۃ اللہ علیہ:

حماد بن زید غالب یعنی قطان سے روایت کرتے ہیں کہ میں حسن کے پاس عبدالملک بن ابی بشیر رحمۃ اللہ علیہ کا ایک خط لے کر آیا۔ انہوں نے فرمایا: اسے پڑھو' میں نے اس کو پڑھا تو اس میں ان کو دعا لکھی تھی' امام حسن رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: بہت سے تیرے بھائی ہیں جن کو تیری ماں نے نہیں جنا۔

سالم بن ابی حفصہ رحمۃ اللہ علیہ:

ان کی کنیت ابو یونس ہے۔

یہ کہتے ہیں کہ جب مجھے امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ دیکھتے تو کہتے کہ اے اللہ کے کوتوال۔

محدثین کہتے ہیں کہ یہ بڑے سخت شیعہ تھے۔ جب کہ بنی ہاشم کی حکومت تھی۔ داؤد بن علی نے ایک سال حج کیا لوگوں کے ساتھ۔ وہ سال ۱۳۲ھ تھا۔ اسی سال سالم بن ابی حفصہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی حج کیا۔ وہ یوں لبیک کہتا تھا۔ لبیک لبیک' اے اللہ بنی امیہ کو

ہلاک کر لیں گے۔ یہ بیداؤد بن علی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی سنا۔ پوچھا: یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا: یہ سالم بن ابی حفصہ رحمۃ اللہ علیہ ہے۔

ابان بن صالح رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عمیر بن عبید۔

کہتے ہیں کہ ابو عبید خزاعہ کا قیدی تھا۔ جن پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے شبخون مارا تھا یوم بنی المصطلق میں۔ پھر یہ اسید بن ابی العیص کا قیدی ہو گیا۔ اس نے خالد بن اسید بن ابی العیص بنی امیہ کے حوالے کر دیا۔ اس نے اسے آزاد کر دیا اور قتل کیے گئے رہے میں۔

یہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو یہ کہتے سنا کہ میرے والد ابان بن صالح بن عمیر حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ کیا آپ کا نام ہمارے دفتر میں درج ہے؟

انہوں نے کہا میں اس بات کو پسند نہ کرتا تھا کہ آپ کے سوا کسی اور خلیفہ کے رجسٹر میں اپنا نام درج کراؤں۔ اب اگر یہ انتظام آپ کے ہاتھ میں ہے تو اس میں کوئی ہرج نہیں سمجھتا۔ آپ نے اس کا وظیفہ مقرر کر دیا۔

ابان بن صالح ۶۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۱۵ھ میں عسقلان میں فوت ہوئے۔ اس وقت ان کی عمر ۵۵ سال تھی اور ابو بکر ان کی کنیت تھی۔

تابعین رحمۃ اللہ علیہم کا چوتھا طبقہ

منصور بن المعتمر رحمۃ اللہ علیہ:

سلمی ہیں۔ ابو عتاب کنیت ہے۔

یہ کہتے ہیں کہ ہم نے خلوص نیت سے علم دین حاصل کیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے دین کے صدقے میں دنیا بھی ہاتھ آ گئی' عبداللہ بن جعفر کہتے ہیں۔ میں نے سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ سے منصور بن المعتمر رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر سنا ہے۔ وہ کہتے تھے کہ منصور خوفِ الٰہی سے اتنا روتے تھے۔ کہ آپ کا خرقہ تر ہو جاتا۔ اس سے آنسو پونچھتے جاتے۔

سفیان ثوری کہتے ہیں کہ جب میں اعمش رحمۃ اللہ علیہ سے اصحاب ابراہیم کی کوئی حدیث بیان کرتا تو وہ قبول کرتے اور جب منصور سے روایت کرتا تو خاموش رہتے۔

انہوں نے ۱۳۲ھ میں وفات پائی۔ ثقہ اور محفوظ تھے' بڑے بلند مرتبہ عالم تھے اور کثیر الحدیث تھے۔

مغیرہ بن مقسم رحمۃ اللہ علیہ:

کنیت ابو ہشام ۱۳۷ھ میں وفات پائی۔ ثقہ تھے۔ کثیر الحدیث تھے۔

عطاء بن سائب رحمۃ اللہ علیہ:

ثقفی ہیں۔ ابو یزید کنیت ۱۳۷ھ میں وفات پائی۔ ثقہ تھے۔ ان سے متقدمین روایت کرتے ہیں۔ آخری عمر میں ان کے حافظہ میں فرق آ گیا تھا۔

ابن علیہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میرے نزدیک یہ لیث سے زیادہ ضعیف ہیں اور لیث ضعیف ہیں' انہی سے روایت ہے کہ میں نے عطاء سے سن کر صرف ایک تختی لکھی تھی۔ اور اس کی ایک جانب کو میں نے مٹا دیا تھا۔ میں نے ان کے بارے میں شعبہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا: انہوں نے کہا: جب تم ایک شخص سے حدیث بیان کرو تو وہ ثقہ ہے اور جب تم زاذان' میسرہ اور ابوالبختری کو بھی جمع کرو کہ اس روایت سے بچو۔ یہ بوڑھے ضعیف تھے۔ ان کے حواس میں تغیر آ گیا تھا۔

حصین بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ:

سلمی ہیں۔

عبداللہ بن ابی السفر رحمۃ اللہ علیہ:

ہمدانی ہیں۔ مروان بن محمد کی خلافت میں وفات پائی۔ ثقہ تھے۔ زیادہ حدیث بیان نہ کرتے تھے۔

ابو سنان ضرار بن مرۃ رحمۃ اللہ علیہ:

شیبانی ہیں۔

عباد العبدی کہتے ہیں کہ ہمارے اصحاب کا بیان ہے کہ کوفہ میں چار شخص بڑے جھگڑالو تھے۔ضرار بن مرہ عبدالملک بن ابجر محمد بن سوقہ اور مطرف بن طریف۔ضرار بن مرہ نے اپنے مرنے سے ۱۵ سال پہلے اپنی قبر کھود رکھی تھی۔اس قبر میں آ کر ختم قرآن کرتا۔ثقہ اور محفوظ تھا۔

ابو یحییٰ القتات رحمۃ اللہ علیہ:

یحییٰ بن جعدہ بن ہبیرہ کے غلام۔اور یہ ضعیف تھے۔

ابو الہیثم العطار رحمۃ اللہ علیہ:

اسدی ثقہ تھے۔

عمرو بن قیس رحمۃ اللہ علیہ:

ماصر کندہ کا غلام۔یہ عقیدہ ارجاء کے بارے میں بحث وکلام کرتے تھے۔

موسیٰ بن ابی کثیر رحمۃ اللہ علیہ:

انصاری ہیں۔ابو الصباح کنیت ہے۔ان کے باپ کا نام کثیر الصباح تھا۔یہ عقیدہ ارجاء میں بحث وکلام کرنے والوں میں سے تھے اور اس وفد میں سے تھے جو عقیدہ ارجاء کے بارے میں گفتگو کرنے کے لیے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا تھا۔

حدیث میں ثقہ تھے۔

معاویہ بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ:

ابن طلحہ بن عبداللہ التیمی۔ثقہ تھے۔

قابوس بن ابی ظبیان الجنبی رحمۃ اللہ علیہ:

یہ ضعیف ہیں۔ان کی کوئی روایت قابل حجت نہیں۔

عبید المکتب رحمۃ اللہ علیہ:

ابن مہران۔بنی ظبیہ کے غلام۔ثقہ تھے اور قلیل الحدیث۔

محمد بن سوقہ رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بجیلہ کے غلام ہیں۔یہ خز ایک قسم کے کپڑے کے تاجر تھے اور بڑے متقی تھے۔سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میرے پاس رقبۃ بن مصقلۃ آئے۔ان کا طریقہ یہ تھا کہ جب وہ محمد بن سوقہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آنے کا ارادہ کرتے تو کہتے کہ آؤ ہمارے ساتھ محمد بن سوقہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس چلو اس لیے کہ میں نے کوفہ میں طلحہ کو یہ کہتے سنا ہے کہ ''دو شخص ہیں ارادہ کرتے ہیں محمد بن سوقہ رحمۃ اللہ علیہ اور عبدالجبار بن وائل کا''۔

حبیب بن ابی عمرہ رحمۃ اللہ علیہ:

قصاب الازدی۔ سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں۔ ثقہ تھے۔ قلیل الحدیث۔ ان سے سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں۔

یزید بن ابی زیاد رحمۃ اللہ علیہ:

ان کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ عبداللہ بن الحارث بن نوفل ہاشمی کے غلام ہیں۔ ۱۳۷ھ میں وفات پائی۔ بذاتِ خود ثقہ تھے۔ لیکن آخری عمر میں حافظہ خراب ہو گیا تھا اور عجیب وغریب روایتیں کرتے تھے۔

عمار بن ابی معاویہ رحمۃ اللہ علیہ:

دھنی۔ احمس کے غلام ہیں۔ کنیت ابوعبداللہ ہے۔ کئی احادیث کے راوی ہیں۔

حسن بن عمرو رحمۃ اللہ علیہ:

فقیمی ہیں۔

یہ کہتے ہیں کہ مجھے میرے والد سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لے گئے' میں اس وقت بچہ تھا اور ان سے کہا کہ اس کو قرآن کی تعلیم دیجئے۔

یہ کہتے ہیں کہ مجھے ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے کپڑوں کے بارے میں وصیت کی۔

انہوں نے ابی جعفر کی خلافت کے شروع میں وفات پائی۔

عاصم بن کلیب رحمۃ اللہ علیہ:

ابن شہاب جرمی۔

ابی جعفر کی خلافت کے شروع میں وفات پائی۔ ثقہ تھے۔ ان کو حجت وسند میں پیش کیا جا سکتا ہے۔ بہت زیادہ حدیثیں بیان نہ کرتے تھے۔

ربیع بن سحیم رحمۃ اللہ علیہ:

بنی کاہل کے اسدی ہیں۔

ابو مسکین رحمۃ اللہ علیہ:

ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کے مصاحب میں سے ہیں۔ ان کا نام حر ہے' بنی اود کے غلام ہیں۔ بہت کم روایت کرتے تھے۔

ابواسحاق ابراہیم بن مسلم رحمۃ اللہ علیہ:

عرب کے ہجری ہیں۔ جو عرب سے ہجرت کر کے کوفہ میں آباد ہو گئے تھے۔ حدیث وروایت میں ضعیف تھے۔

اعمش رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام سلیمان بن مہران ہے۔ ابومحمد الاسدی کنیت ہے۔ بنی کاہل کے غلام ہیں۔ اعمش کے لقب سے مشہور ہیں۔ بنی

سعد کے بنی عوف میں قیام پذیر تھے۔ بنی سعد کی مسجد حرام میں نماز پڑھتے تھے۔

اعمش رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میرے باپ کے بھائی کے مرنے کے بعد مسروق رحمۃ اللہ علیہ اس کے وارث ہوئے۔ محمد بن سعد کہتے ہیں کہ ان کے والد حضرت سیدنا حسین ابن علی رضی اللہ عنہما کے ساتھ جنگ میں شریک ہوئے۔ اعمش رحمۃ اللہ علیہ حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دن۔ یعنی عاشورہ ۶۱ھ میں پیدا ہوئے۔

قرأت قرآن میں بے مثال مہارت:

آپ کتاب اللہ کے بڑے قاری' احادیث کے بڑے حافظ اور علم فرائض کے ماہر تھے۔ قرآن کے ساتھ ان کو خاص عشق تھا۔ علوم قرآنی میں وہ رأس العلم شمار کیے جاتے تھے۔ ہشیم کا بیان ہے کہ میں نے کوفہ میں اعمش رحمۃ اللہ علیہ سے بڑا قرآن کا قاری نہیں دیکھا۔ قرآن کا مستقل درس دیتے تھے۔ لیکن آخر عمر میں بڑھاپے کی وجہ سے چھوڑ دیا تھا۔ پھر بھی ماہ شعبان میں لوگوں کو تھوڑا قرآن ضرور سناتے تھے۔ لوگ ان کے پاس اپنے اپنے قرآن لاتے' ان کے سامنے پیش کرتے اور ان کی تصحیح کراتے اور علم قرأت سیکھتے۔

ابوحیان تیمی ان کے سامنے اپنا قرآن پیش کرتے اور اس کی تصحیح کراتے۔ قرأت میں وہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پیرو تھے۔ ان کی قراءت اتنی مستند تھی کہ لوگ اس کے مطابق اپنے قرآن درست کرتے تھے۔

اعمش رحمۃ اللہ علیہ نے یحییٰ بن دثاب رحمۃ اللہ علیہ سے بھی علم قرأت حاصل کیا۔ یحییٰ بن دثاب نے عبید ابن نضیلہ خزاعی سے علم قراءت حاصل کیا۔ انہوں نے علقمہ رحمۃ اللہ علیہ سے اور علقمہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے۔

محدثین میں امتیازی حیثیت:

قرآن کے علاوہ حدیث رسول ﷺ میں ان کی معلومات کا دائرہ بہت وسیع تھا۔ حافظ ذہبی انہیں شیخ الاسلام لکھتے ہیں باوجود اس وسعت معلومات کے احتیاط کا یہ عالم تھا کہ کثرت روایت کو زیادہ پسند نہ کرتے تھے' لوگوں سے کہا کرتے تھے کہ جب تم لوگ حدیث سننے کے لیے کسی کے پاس جاتے ہو تو اسے جھوٹ بولنے پر آمادہ کرتے ہو۔ خدا کی قسم یہ لوگ شرالناس ہیں۔

عراق میں چار ہزار محدث تھے۔ امام زہری رحمۃ اللہ علیہ ان کے علم کے قائل نہ تھے۔ ان کے علم کو ضعیف بتلاتے تھے۔ اسحاق بن راشد نے ایک مرتبہ ان سے کہا کہ کوفہ میں اسد کا ایک غلام (اعمش) ہے' جس کو چار ہزار حدیثیں یاد ہیں۔ زہری نے بڑے تعجب سے پوچھا' چار ہزار؟ اسحاق نے کہا ہاں چار ہزار۔ اگر آپ فرمائیں تو میں ان کا کچھ حصہ لا کر پیش کروں؟ چنانچہ میں لے آیا۔ زہری رحمۃ اللہ علیہ اس کو پڑھتے جاتے تھے اور حیرت سے ان کا رنگ بدلتا جاتا تھا۔ مجموعہ ختم کرنے کے بعد فرمایا: خدا کی قسم علم اسے کہتے ہیں مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ کسی کے پاس احادیث کا اتنا بڑا ذخیرہ بھی محفوظ ہوگا (اس کا علم آج ہی ہوا کہ ہمارے یہاں ایسے ایسے مایہ ناز محدث بھی موجود ہیں)۔

ابوعوانہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میرے پاس اعمش رحمۃ اللہ علیہ کا کچھ علمی ذخیرہ موجود تھا۔ میں کہتا کہ آپ نے بڑا سرمایہ جمع کیا ہے۔ آپ فرماتے کہ مجھے اس سرمائے کے علاوہ کسی اور سرمایہ کی ضرورت نہیں۔

اعمش رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب میں اور ابواسحاق رحمۃ اللہ علیہ جمع ہوتے تو ہم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی احادیث کو محفوظ کیا

کرتے تھے۔

فقر واستغناء:

قاسم بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کہتے تھے کہ کوفہ میں اعمش رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی احادیث کا جاننے والا کوئی نہیں۔ ابوبکر عیاش کا بیان ہے کہ ہم لوگ اعمش رحمۃ اللہ علیہ کو سید المحدثین کہا کرتے تھے۔ باوجود اس علمی عظمت وشان کے آپ فقر واستغناء کے بادشاہ تھے۔ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اعمش رحمۃ اللہ علیہ کو روٹی تک میسر نہ تھی۔ امراء وسلاطین کو خاطر میں نہ لاتے تھے ایک مرتبہ حجاج بن ارطاۃ نے اعمش رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری کی اجازت چاہی آپ نے اس کو اجازت نہ دی۔

سفیان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ اعمش رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور عرض کیا کہ ہم جو کچھ آپ سے پوچھتے ہیں ہم نے اس کا ذکر ابومحمد سے کیا۔ انہوں نے ہمیں کوئی جواب نہ دیا۔ آپ نے فرمایا: اے حسن بن عیاش اس کو خبر دے دو کہ اس نے دین میں بدعت نکالی ہے۔ اعمش رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھ سے ایک شخص نے بیان کیا کہ میں نے زہری رحمۃ اللہ علیہ سے آپ کا ذکر کیا۔ انہوں نے فرمایا میرے پاس حدیث کا علم ان سے زیادہ کچھ نہیں۔

سفیان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اعمش رحمۃ اللہ علیہ مجھ سے عیاض وابن عجلان کی حدیث کے بارے میں پوچھا کرتے تھے، اور سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اہل علم میں سب سے زیادہ اعمش رحمۃ اللہ علیہ کی حدیثوں کے جاننے والے تھے اگر کبھی اعمش رحمۃ اللہ علیہ کو کوئی غلط فہمی ہوتی تو سفیان رحمۃ اللہ علیہ کی طرف رجوع کیا کرتے تھے۔

آپ کا انتقال ۸۸ سال کی عمر میں ۱۴۸ھ میں ہوا۔

اسماعیل بن ابی خالد رحمۃ اللہ علیہ:

بجیلہ میں سے احمس کے غلام۔ کنیت ابوعبداللہ ہے۔ ابراہیم النخعی رحمۃ اللہ علیہ سے عمر میں دو سال بڑے تھے۔ عامر کہتے ہیں کہ یہ علم کا سمندر پی گئے۔ یعنی بڑے عالم تھے۔ انہوں نے ان سات ہستیوں کو دیکھا ہے جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا اور وہ محترم ہستیاں یہ تھیں: انس بن مالک، عبداللہ بن ابی اوفیٰ، ابو کاہل، ابوجحیفہ، عمرو بن حریث، اور طارق بن شہاب رضی اللہ عنہم۔

انہوں نے ۱۴۶ھ میں کوفہ میں وفات پائی۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کہا کرتے تھے کہ حفاظ حدیث ہمارے نزدیک چار ہیں۔ عبدالملک بن ابی سلیمان، اسماعیل بن ابی خالد، عاصم الاحول اور یحییٰ بن سعید الانصاری۔

فراس بن یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ:

ہمدانی ہیں۔ شعبی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھیوں میں سے ہیں۔ ثقہ تھے۔

جابر بن یزید رحمۃ اللہ علیہ:

جعفی۔

فضل بن دکین کہتے ہیں میں نے سفیان رحمۃ اللہ علیہ کو جابر بن یزید جعفی کا ذکر کرتے سنا۔ آپ نے فرمایا: جب وہ تم سے یہ کہے

کہ مجھ سے بیان کیا۔ یا میں نے سنا تو اسے لے لو اور جب وہ اپنی طرف سے کچھ کہے تو اعتبار نہ کرو۔ وہ تدلیس کیا کرتے تھے۔

ان کا انتقال ۱۲۸ھ میں ہوا۔

وہ حدیث بیان کرنے اور اپنی رائے میں بہت ضعیف تھے۔

ابو اسحاق الشیبانی رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام سلیمان بن ابی سلیمان ہے۔ ان کے غلام ہیں۔

۱۲۷ھ میں وفات پائی۔ ابی جعفر کی خلافت کے دو سال گزرے تھے۔

مطرف بن طریف رحمۃ اللہ علیہ:

حارثی۔

سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھے ایک مرتبہ مطرف ملا۔ وہ گدھے پر سوار تھا' اس نے کہا آپ ہمارے یہاں کیوں نہیں آتے؟ میں نے کہا۔ آپ کے پاس صدقے کی کوئی چیز نہیں یہ سن کر وہ رو پڑے۔ اور کہا آپ ہم سے غفلت برتتے ہیں۔ گویا سفیان رحمۃ اللہ علیہ نے مطرف کی یہ تعریف بیان کی۔

سفیان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مطرف کہا کرتے تھے۔ آپ ہمیں گھر والوں سے زیادہ پیارے ہیں۔

انہوں نے ابی جعفر کی خلافت میں وفات پائی۔

اسماعیل بن سمیع الحنفی رحمۃ اللہ علیہ:

ثقہ ہیں۔

علاء بن عبدالکریم رحمۃ اللہ علیہ:

ہمدان کے یامی۔ زبید کے چچازاد بھائی ہیں۔ ابی جعفر کی خلافت میں وفات پائی۔

عیسیٰ بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ:

بجلی ہیں۔

یہ کوفہ میں خالد بن عبداللہ قسری کی طرف سے قاضی تھے۔ جابر بن یزید جعفی فیصلے کرتے وقت ان کے پاس بیٹھا کرتے تھے۔

ابی جعفر کی خلافت میں وفات پائی۔

محمد بن ابی اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ:

سلمی۔ ابی اسماعیل کا نام راشد تھا۔ یہ تین بھائی تھے۔ ان سے روایت کی گئی ہے۔ ان میں سے عمر میں زیادہ اسماعیل راشد تھے' اور پہلے انہی کی وفات ہوئی۔ ان سے حصین اور ان کے بھائی محمد بن ابی اسماعیل روایت کرتے ہیں۔ ان کا انتقال خلافت ابی جعفر میں ۱۴۲ھ میں ہوا۔ ثوری رحمۃ اللہ علیہ بھی ان سے روایت کرتے ہیں۔ عمر ابن راشد سے حفص بن غیاث رحمۃ اللہ علیہ' عبداللہ بن نمیر رحمۃ اللہ علیہ' یحییٰ القطان رحمۃ اللہ علیہ اور ثوری رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں۔

خالد بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن العاص بن ہشام المخزومی۔ جب بنی عباس کی دعوت کا دور شروع ہوا تو یہ کوفہ سے بھاگ کر واسطہ میں آ گئے تھے اور ابن ہبیرہ کے ہمراہ وہیں قتل کیے گئے۔ کہا جاتا ہے ابو جعفر نے ان کی زبان کٹوا کر پھر ان کو قتل کیا۔ اس کی اولاد کوفہ میں رہی۔

بکیر بن عتیق رحمۃ اللہ علیہ:

انہوں نے سترحج کیے۔ ثقہ تھے۔

جعد بن ذکوان رحمۃ اللہ علیہ:

یہ شریح قاضی رحمۃ اللہ علیہ کے غلام تھے۔ ان کا گھر شہارسوج کندہ میں تھا۔ حدیث کم روایت کرتے تھے۔

حلام بن صالح رحمۃ اللہ علیہ:

عبسی ہیں۔ حضرت عمر بن الخطاب اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کے اصحاب سے روایت کرتے ہیں۔

ابوالہیثم رحمۃ اللہ علیہ:

بیاع القصب المرادی۔ حدیث کم روایت کرتے تھے۔

زبرقان بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

العبدی۔ بہت کم روایت کرتے تھے۔

ابویعفور العبدی رحمۃ اللہ علیہ:

سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھ سے ابویعفور نے کہا: کہ کوفہ میں مجھ سے بڑا آدمی اور کوئی موجود نہیں رہا۔

محمد بن بشر العبدی کہتے ہیں کہ میں نے ابویعفور رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا ہے وہاں ان کا مصلّٰی تھا۔ ثقہ تھے۔

عیسیٰ بن ابی عزہ رحمۃ اللہ علیہ:

ہمدان کے غلام ہیں۔ ثقہ تھے۔ کئی احادیث کے راوی ہیں۔

علاء بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ:

ابن رافع الاسدی۔ ثقہ تھے۔

ہارون بن عنترہ رحمۃ اللہ علیہ:

ثقہ تھے۔

حسن بن عبیداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

نخعی ہیں۔ ثقہ تھے۔ ابی جعفر کی خلافت میں فوت ہوئے۔

مجالد بن سعید رحمۃ اللہ علیہ:

ہمدانی ہیں۔ کنیت ابوعمیر ہے۔ ۱۴۴ھ میں ابی جعفر کی خلافت میں ان کا انتقال ہوا۔ علم حدیث وروایت میں ضعیف تھے۔

سعید القطان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نہیں چاہتا تھا کہ مجالد مجھ سے شعبی رحمۃ اللہ علیہ عن مسروق سے کوئی حدیث بیان کرے باوجود اس کے یحییٰ بن سعید القطان ان سے روایت کرتے ہیں اور ان سے سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ وشعبہ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ روایت کرتے ہیں۔

لیث بن ابی سلیم رحمۃ اللہ علیہ:

ان کی کنیت ابا بکر ہے۔

عنبسہ بن ابی سفیان بن حرب بن امیہ کے غلام ہیں۔

معمر کہتے ہیں کہ میں نے ایوب کو یہ کہتے سنا کہ انہوں نے لیث سے کہا: کہ جو کچھ تو دو شخصوں طاؤس رحمۃ اللہ علیہ اور مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے سنے تو اس کو مضبوطی کے ساتھ پکڑ لے۔ اچھی طرح یاد رکھ۔

کہتے ہیں اس نے ابی جعفر کی خلافت میں وفات پائی۔ اس کا گھر جبانہ عرزم میں تھا اور اس کا باپ ابو سلیم جامع کوفہ کے بڑے عبادت گزاروں میں تھا۔ جب شبیب خارجی کوفہ میں داخل ہوا تو مسجد میں آیا۔ جتنے لوگوں کو مسجد میں سوتا پایا ان کو قتل کر دیا' انہی میں ابو سلیم بھی تھا۔ جو تہجد کی نماز پڑھ رہے تھے ان کو چھوڑ دیا۔

لیث بڑا صالح' عالم اور عابد تھا لیکن حدیث وروایت میں ضعیف تھا۔ کہا جاتا ہے کہ وہ عطاء رحمۃ اللہ علیہ' طاؤس رحمۃ اللہ علیہ اور مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے کچھ پوچھتا تو وہ اس میں اختلاف کرتے۔ مگر وہ روایت کرتا تو وہ اتفاق کرتے۔

اجلح بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

کندی ہیں۔ کنیت ابو حجیہ ہے۔ جب خلافت ابی جعفر میں محمد ابراہیم عبداللہ بن الحسن بن حسن نے خروج کیا' تو اس وقت ان کا انتقال ہوا۔ ان دونوں نے ۱۴۵ھ میں خروج کیا تھا۔ یہ حدیث وروایت میں بہت ہی ضعیف تھے۔

عبدالملک بن ابی سلیمان رحمۃ اللہ علیہ:

عرزمی فرازی ہیں۔ اور ان کے غلام' کنیت ابو عبداللہ ہے۔ ان کے باپ ابی سلیمان کا نام میسرہ ہے۔ اس پر اتفاق ہے کہ ان کا انتقال ۱۰/ ذی الحجہ ۱۴۵ھ کو خلافت ابی جعفر میں ہوا ثقہ تھے۔ حدیثیں اچھی طرح یاد تھیں۔ جو صحیح ثابت ہوتی ہیں۔

قاسم بن الولید رحمۃ اللہ علیہ:

ہمدانی ہیں۔ ثقہ تھے۔

عبداللہ بن شبرمہ رحمۃ اللہ علیہ:

الضبی۔ بڑے ثقہ فقیہہ تھے۔ حدیث کم روایت کرتے تھے۔

یزید بن ہارون کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن شبرمۃ کو دیکھا ہے۔ ان کی کنیت ابو شبرمۃ تھی۔ مرد عربی تھے۔ بڑے خلق کے مالک تھے۔ عیسیٰ بن موسیٰ نے ان کو ارض خراج کا قاضی بنا دیا تھا۔

معمر کہتے ہیں کہ ابن شبرمہ وہاں ہمارے نزدیک یمن کے والی تھے۔ پھر معزول کر دیے گئے۔ جب ان سے لوگ پھر گئے۔ وہ اکیلے رہ گئے۔ کوئی بھی ان کے ساتھ نہ رہا۔ تو میری طرف دیکھا اور کہا اے ابو عروہ! میں اللہ کی تعریف کرتا ہوں۔ میں

نے جب سے یہ قمیص پہنی ہے کوئی دوسری قمیص نہیں بدلی۔ پھر تھوڑی دیر خاموش رہے اور کہا: میں تم سے حلال کے بارے میں کہتا ہوں۔ رہا حرام کا معاملہ اس سے بچنے کی کوئی راہ نہیں۔

کہتے ہیں کہ عبداللہ بن شبرمہ کا انتقال ۱۴۴ھ میں ہوا۔ یہ شاعر تھے۔ یہ اور محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ عیسیٰ بن موسیٰ ہر رات آتے اور کہانیاں کہتے۔ جب یہ دونوں آتے تو کھڑے ہو کر اجازت مانگتے۔ کبھی تو عیاض حاجب گھر سے نکل آتے اور کہتے کہ لوٹ جاؤ۔

عمارۃ بن القعقاع رحمۃ اللہ علیہ:

ابن شبرمۃ الضبی۔

سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ عمارۃ بن القعقاع' عبداللہ بن شبرمۃ رحمۃ اللہ علیہ کے بھتیجے ہیں اور عبداللہ بن عیسیٰ' محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کے بھتیجے ہیں۔ وہ کہا کرتے تھے کہ یہ دونوں افضل ہیں اپنے چچا سے عمارۃ ثقہ تھے۔

یزید بن القعقاع رحمۃ اللہ علیہ:

ابن شبرمۃ الضبی۔ وہ بھی ان سے روایت کرتے ہیں۔

حسین بن حسین رحمۃ اللہ علیہ:

کندی۔ کوفے کے قاضی تھے۔ اور ثقہ تھے۔

غیلان بن جامع رحمۃ اللہ علیہ:

محاربی۔ یہ بھی کوفہ کے قاضی تھے۔ یزید بن عمر بن ہبیرہ کی ولایت میں وفات پائی۔ ان کو سوقۃ نے واسط اور کوفہ کے درمیان قتل کر دیا تھا۔ ثقہ تھے۔

ابراہیم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ:

ابن المنتشر الہمدانی۔ ثقہ تھے۔

مخول بن راشد رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی راشد النہدی۔ ان کے غلام تھے۔ ابن ابی جعفر کی خلافت میں وفات پائی۔ ثقہ تھے۔

عمیر بن یزید رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی الغریف۔ الہمدانی۔ ابن ابی جعفر کی خلافت میں فوت ہوئے۔

حجاج بن عاصم رحمۃ اللہ علیہ:

محاربی۔

کوفے کے قاضی ہوئے تھے۔ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے ان کو جمعہ کے دن تخت پر دیکھا۔ بنی امیہ کی خلافت میں ان کا انتقال ہوا۔

ابوحیان التیمی رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام یحیٰی بن سعید ہے۔ ثقہ تھے۔ چند صحیح احادیث ان سے مروی ہیں۔

موسیٰ الجہنی رحمۃ اللہ علیہ:

ان کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ ثقہ تھے اور قلیل الحدیث۔

حسن بن الحر رحمۃ اللہ علیہ:

ان کی کنیت ابومحمد ہے۔ بنی اسد بن خزیمہ میں سے بنی الصیداء کے غلام تھے۔ ان کا انتقال مکہ میں ۱۳۳ھ میں ہوا۔ ثقہ تھے۔ بہت کم حدیث بیان کرتے تھے۔

ولید بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن جمیع الخزاعی۔ ثقہ تھے۔ کئی احادیث کے راوی ہیں۔

صلت بن بہرام رحمۃ اللہ علیہ:

بنی ایم اللہ بن ثعلبہ سے۔ ثقہ تھے۔

خنش بن الحارث رحمۃ اللہ علیہ:

ابن لقیط النخعی رحمۃ اللہ علیہ۔ ثقہ تھے اور قلیل الحدیث۔

وقاء بن ایاس رحمۃ اللہ علیہ:

اسدی۔ کنیت ابویزید ثقہ تھے۔

بدر بن عثمان رحمۃ اللہ علیہ:

آل عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے غلام تھے۔ ان کا گھر باب الفیل کی مسجد کے قریب تھا۔ ان سے کئی احادیث مروی ہیں۔

سعید بن المرزبان رحمۃ اللہ علیہ:

ان کی کنیت ابوسعد البقال تھی۔ یہ حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ کے غلام تھے۔ بہت کم حدیث بیان کرتے تھے۔

سلیمان بن یسیر رحمۃ اللہ علیہ:

ان کی کنیت ابوالصباح ہے۔

حجاج بن ارطاۃ نخعی کے غلام ہیں۔

عبیدۃ بن معتب رحمۃ اللہ علیہ:

ضبی۔ ابوعبدالکریم کنیت۔ حدیث وروایت میں بہت ضعیف تھے۔ تاہم ان سے سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں۔

زکریا بن ابی زائدۃ رحمۃ اللہ علیہ:

محمد بن المنتشر ہمدانی کے غلام ہیں۔ خلافت ابی جعفر میں ۱۴۸ھ میں وفات پائی۔ ثقہ تھے۔ بہت سی احادیث کے راوی

ہیں۔

ابان بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن صخر بن العیلۃ۔ البجلی۔ کنیت صخر ابو حازم ہے۔ اور یہ نبی ﷺ کے اصحاب میں سے تھے۔ خلافت ابی جعفر میں ابان نے وفات پائی۔

صباح بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ:

بجلی ہیں۔ مسجد جریر بن عبداللہ کے امام تھے۔ بڑے عاقل و بالغ نظر عالم دین تھے۔ خلافت ابی جعفر میں فوت ہوئے۔

عبدالرحمٰن بن زبید رحمۃ اللہ علیہ:

الیامی۔ کنیت ابو الاشعث۔

خلافت ابی جعفر میں ۱۴۷ھ میں وفات پائی۔

سعید بن عبید رحمۃ اللہ علیہ:

طائی ہیں۔ کنیت ابو الہذیل ہے۔ بنو اسد بن خزیمہ۔ انہیں میں ان کا گھر تھا۔ اور ان کی امامت کرتے تھے۔ خلافت ابی جعفر میں وفات پائی۔

موسیٰ الصغیر رحمۃ اللہ علیہ:

ابن مسلم الطحان۔

عبداللہ بن یونس کہتے ہیں کہ میں نے لوگوں سے سنا ہے کہ موسیٰ الصغیر الطحان نے سجدے کی حالت میں مقام طحان کے نزدیک وفات پائی۔

معرف بن واصل رحمۃ اللہ علیہ:

بنی عمرو بن سعد بن زید مناۃ بن تمیم میں سے۔

یہ بنی عمرو بن سعد کی مسجد کے امام تھے۔ مرض فتق کے مریض تھے۔ سفر میں ہوں یا حضر میں تین دن میں قرآن ختم کرتے تھے۔ ستر سال انہوں نے اپنی قوم کی امامت کرائی نماز میں کبھی کوئی بھول چوک نہیں کی کیونکہ بڑے فکر و احتیاط سے نماز پڑھتے اور پڑھاتے تھے۔

عیسیٰ بن المغیرہ رحمۃ اللہ علیہ:

کنیت ابو شہاب۔

محمد بن عبید کہتے ہیں میں ان سے ملا تھا۔

ابو بحر الہلالی رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام احنف ہے۔

ابو بحر رحمۃ اللہ علیہ:

یہ وہ ہیں جن سے حسن بن صالح روایت کرتے ہیں۔

وکیع رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں وہ ہمارے بھانجے تھے' میں نے ان کو دیکھا ہے ان کا نام برید بن شداد ہے۔

شوذب ابو معاذ رحمۃ اللہ علیہ:

ابو العدبس رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام منیع ہے۔

ابو العنبس رحمۃ اللہ علیہ:

یہ وہ ہیں جن سے مسعر روایت کرتے ہیں۔ ان کا نام الحارث ہے۔

تابعین رحمۃ اللہ علیہم کا پانچواں طبقہ

محمد بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی لیلیٰ بن بلال بن بلیل بن احیحہ بن الجلاح الانصاری۔ پھر بنی جحجبا بن کلفۃ بنی عمرو بن عوف قبیلہ اوس میں سے ایک۔ اس پر اتفاق ہے کہ انہوں نے کوفہ میں ۱۴۸ھ میں وفات پائی۔ یہ بنی امیہ کی طرف سے کوفہ کے قاضی بھی رہے ہیں' پھر بنی عباس نے ان کو اور عیسیٰ بن موسیٰ کو کوفہ کا والی بھی بنایا۔

وفات کے وقت ان کی عمر ۷۲ سال تھی۔

یہ کہتے ہیں کہ میں اپنے والد کے بارے میں اس سے زیادہ کچھ نہیں سمجھتا کہ ان کی دو بیویاں جوان کو بہت پیاری تھیں۔ ایک رات ایک کے یہاں رہتے اور دوسری رات دوسری کے یہاں۔

اشعث بن سوار رحمۃ اللہ علیہ:

ثقفی اور ان کا غلام۔

ان کا مکان نخع میں مسجد حفص بن غیاث کے سامنے تھا۔ خلافت ابی جعفر کے اوائل میں ان کا انتقال ہوا۔ حدیث وروایت میں ضعیف تھے۔

محمد بن السائب رحمۃ اللہ علیہ:

کلبی بن بشیر بن عمرو بن الحارث بن عبدالحارث بن عبدالعزیٰ ابن امراء القیس بن عامر بن النعمان بن عامر بن عبدود بن کنانہ بن عوف بن عذرۃ بن زید اللات بن رفیدۃ بن ثور بن کلب۔

ان کی کنیت محمد بن السائب الکلبی ابوالنضر ہے۔ ان کا دادا بشر بن عمرو تھا۔ اور اس کے لڑکے السائب رحمۃ اللہ علیہ' عبید رحمۃ اللہ علیہ اور عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ تھے' جو جنگ جمل میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ہمراہ شریک ہوئے۔ سائب بن بشر مصعب بن الزبیر کے ہمراہ قتل ہوا۔

سفیان اور محمد سائب رحمۃ اللہ علیہ کے لڑکے تھے۔ محمد بن السائب رحمۃ اللہ علیہ جماجم کے معرکہ میں عبدالرحمٰن بن محمد الاشعث کے ہمراہ شریک ہوئے۔ یہ محمد بن السائب رحمۃ اللہ علیہ علم تفسیر' علم انساب عرب اور ان کی باتوں کے عالم تھے۔ خلافت ابی جعفر میں ۱۴۶ھ میں کوفہ میں فوت ہوئے۔

محمد بن سعد کہتے ہیں کہ مجھے ان باتوں کی خبر ان کے بیٹے ہشام بن محمد بن السائب رحمۃ اللہ علیہ نے دی اور وہ عرب کے انساب اور ایام جاہلیت کے عالم تھے۔

محدثین کہتے ہیں کہ ایسا نہیں۔ان کی روایتوں میں بڑا ضعف ہے۔

حجاج بن ارطاۃ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ثور بن ہبیرۃ بن شراحیل بن کعب بن سلامان بن عامر بن حارثہ بن سعد بن مالک بن النخع مذحج میں سے۔ان کی کنیت حجاج ابوارطاۃ ہے۔یہ بڑے شریف آدمی تھے۔ابی جعفر کے اصحاب میں سے تھے'ان کو مہدی کے ساتھ شریک کر دیا تھا' ہمیشہ اسی کے ساتھ رہے اور رے میں وفات پائی۔مہدی اس وقت ان کے ساتھ تھا۔خلافت ابی جعفر میں۔حدیث میں ضعیف تھے۔

ابو جناب الکلبی رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام یحییٰ بن ابی حیۃ ہے۔حدیث میں ضعیف تھے۔کوفہ میں خلافت ابی جعفر کے دوران ۱۴۷ھ میں وفات پائی۔

ابان بن تغلب رحمۃ اللہ علیہ:

ربعی۔

خلافت ابی جعفر میں جب کہ عیسیٰ بن موسیٰ کوفہ کے گورنر تھے وفات پائی۔ثقہ تھے۔ان سے شعبہ روایت کرتے ہیں۔

محمد بن سالم رحمۃ اللہ علیہ:

ابوسہل العبسی۔علم فرائض کے عالم تھے۔ضعیف تھے۔کثیر احادیث کے راوی ہیں۔

ابو کبران المرادی رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام حسن بن عقبہ ہے۔

بشیر بن سلمان رحمۃ اللہ علیہ:

نہدی اور ان کے غلام۔

کنیت ابواسماعیل تھی۔ان کا گھر ہمدان میں تھا۔بوڑھے تھے۔قلیل الحدیث ہیں۔

بشیر بن المہاجر رحمۃ اللہ علیہ:

غلام تھے۔ان کا گھر غنی میں تھا۔ان کا کوئی غلام نہ تھا۔

بکیر بن عامر رحمۃ اللہ علیہ:

بجلی۔کنیت ابواسماعیل۔ثقہ تھے۔

محل بن محرز رحمۃ اللہ علیہ:

ضبی۔ابویحییٰ کنیت۔بازر کھے گئے تھے۔کیونکہ حدیث وروایت میں ضعیف تھے۔

محمد بن قیس رحمۃ اللہ علیہ:

اسدی۔بنی دالیہ میں سے۔ابونصر کنیت تھی۔ثقہ تھے۔

طلحہ بن یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن طلحہ بن عبیداللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم ابن مرۃ۔ ثقہ تھے۔ ان سے بہت سی صحیح احادیث مروی ہیں۔

عبدالرحمٰن بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ:

ان کی کنیت ابوشیبہ ہے۔ حدیث میں ضعیف تھے۔ ان سے شعبی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں یہ وہ ہیں جن سے ابومعاویہ الضریر اور کوئی روایت کرتے ہیں۔ اور عبدالرحمٰن بن اسحاق المدنی حدیث میں ان سے زیادہ مضبوط تھے۔ اور یہ وہ ہیں جن سے اسماعیل بن علیہ اور بصری روایت کرتے ہیں۔

اسحاق بن سعید رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عمرو بن سعید بن العاص بن سعید بن العاص بن امیہ۔ ان کے پاس کچھ احادیث تھیں وہ ان سے روایت کی گئی ہیں۔

عمر بن ذر رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبداللہ الہمدانی۔ بنی مرھبۃ میں سے ایک۔ ان کی کنیت اباذر ہے۔ یہ قصہ گو تھے۔ یہ خلافت ابی جعفر میں ۱۵۳ھ میں فوت ہوئے۔ عقیدۃً مرجی تھے۔ ان کے جنازے میں نہ سفیان الثوری شریک ہوئے اور نہ حسن بن صالح۔ ثقہ تھے۔ ان سے بہت سی احادیث مروی ہیں۔

عقبہ بن ابی صالح رحمۃ اللہ علیہ:

ان سے روایت کی گئی ہے۔

عقبہ بن ابی العیزار رحمۃ اللہ علیہ:

قبیلہ مذحج کے بنی اود کے غلام۔ بہت کم روایت کرتے تھے۔

عبدالعزیز بن سیاہ رحمۃ اللہ علیہ:

اسدی ہیں اور ان کے غلام۔

نیک لوگوں میں سے تھے۔ کئی احادیث کے راوی ہیں۔ ان کی رہائش حبیب بن ابی ثابت کے ہمراہ انہی کے گھر میں تھی۔ خلافت ابی جعفر میں انتقال فرمایا۔

یوسف بن صہیب رحمۃ اللہ علیہ:

ابونعیم کہتے ہیں کہ یہ بنی کندہ کے بنی بداہ میں سے تھے۔ میرا خیال ہے وہ ان کے غلام تھے۔

یونس بن ابی اسحاق رحمۃ اللہ علیہ:

سبیعی ہیں۔ ابواسرائیل کنیت ہے۔ یہ بڑی عمر کے تھے۔ اپنے والد کے عام راویوں سے روایت کرتے ہیں۔ ۱۵۹ھ میں وفات پائی' کوفہ میں۔ ثقہ تھے۔ بہت سی احادیث کے راوی ہیں۔

داؤد بن یزید رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبدالرحمٰن مذحج کے اودی ہیں۔ بوڑھے تھے۔ کئی صحیح احادیث کے راوی ہیں۔

ادریس بن یزید رحمۃ اللہ علیہ:

یہ داؤد کے بھائی ہیں۔ ابن عبدالرحمٰن الاودی۔ اور وہ ابوعبداللہ بن ادریس ہیں۔ کئی احادیث ان سے مروی ہیں۔

عبداللہ بن حبیب رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی ثابت۔ بوڑھے تھے۔ ان سے ابونعیم اور قبیصۃ بن عقبہ روایت کرتے ہیں۔

فطر بن خلیفہ رحمۃ اللہ علیہ:

حناط۔ کنیت ابا بکر۔ کوفہ میں علی بن حیٔ کے تھوڑے عرصے کے بعد وفات پائی۔ خلافت ابی جعفر میں ۱۵۵ھ میں۔ ثقہ تھے۔ چند اہل علم ان کو ضعیف بتلاتے ہیں۔ ان سے وکیع رحمۃ اللہ علیہ اور ابونعیم وغیرہ حدیث بیان کرتے ہیں۔ وہ اپنے پاس کسی کو لکھنے نہ دیتے تھے۔ انہوں نے بڑی عمر پائی اور یہ ابووائل رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔

ابوحمزۃ الثمالی رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام ثابت بن ابی صفیہ ہے۔ خلافت ابی جعفر میں وفات پائی۔ ضعیف تھے۔

مسعر بن کدام رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ظہیر بن عبیداللہ بن الحارث بن عبداللہ بن عمرو بن عبد مناف ابن ہلال بن عامر بن صعصعۃ ابوسلمہ کنیت تھی۔

انہوں نے کوفہ میں ۱۵۲ھ میں وفات پائی۔ خلافت ابی جعفر میں۔

سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔ میں نے کئی مرتبہ دیکھا کہ مسعر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کوئی شخص آتا' ان کو کوئی حدیث سناتا اور وہ اس حدیث کو اس سے زیادہ اچھی طرح جانتے' پھر بھی اس کی بات سنتے اور خاموش رہتے (یہ عجز وانکسار کی اعلیٰ صفت تھی)۔

آپ علمی اور مذہبی دونوں کمالات کے اعتبار سے ممتاز ترین تابعین میں سے تھے۔ آپ کی ذات علم وورع دونوں کی جامع تھی۔ حدیث کے اکابر حفاظ میں سے تھے۔ مسجد میں آپ کا حلقہ درس تھا۔ عبادات کے معمولات کے بعد روزانہ مسجد میں بیٹھ جاتے تھے اور تشنگان علم حدیث آپ کے اردگرد حلقہ باندھ کر استفادہ کرتے تھے۔ آپ ہمیشہ مسجد میں ہی درس حدیث دیتے تھے۔

ان کی والدہ ماجدہ بھی بڑی عابدہ وزاہدہ تھیں' یہ انہی کی تعلیم' تربیت کا اثر تھا کہ مسعر بھی بہت بڑے عابد وزاہد تھے۔ ان کی والدہ بھی مسجد میں ہی نماز پڑھتی تھیں۔ اکثر دونوں ماں بیٹے ایک ساتھ مسجد جاتے۔ مسعر نمدہ لیے ہوئے ہوتے تھے' مسجد میں جاکر ماں کے لیے وہ نمدہ بچھا دیتے' جس پر کھڑی ہو کر وہ نماز پڑھتی تھیں۔ مسعر رحمۃ اللہ علیہ علیحدہ مسجد کے اگلے حصہ میں نماز میں مشغول ہو جاتے۔ نماز تمام کرنے کے بعد ایک مقام پر بیٹھ جاتے اور شائقین حدیث آکر اردگرد جمع ہو جاتے' مسعر رحمۃ اللہ علیہ انہیں حدیثیں سناتے' ان کا مفہوم اور اسرار و رموز بتلاتے اتنے میں ان کی والدہ عبادت سے فارغ ہو جاتیں۔ مسعر رحمۃ اللہ علیہ اپنا درس ختم کر کے وہ نمدہ اٹھاتے اور ماں کے ساتھ گھر واپس آجاتے۔

آپ کے ٹھکانے صرف دو ہی تھے۔ گھر یا مسجد۔ مگر آپ مرجی تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی وفات کے بعد ان کے جنازے میں سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور حسن بن صالح رحمۃ اللہ علیہ شریک نہیں ہوئے۔

مالک بن مغول رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عاصم بن مالک بن غزیۃ بن حارثہ بن خدیج بن جابر بن عوذ ابن الحارث بن صہبۃ بن انمار اور وہ بجیلہ تھے۔ ابو عبداللہ کنیت تھی۔ آخر ماہ ذی الحجہ ۱۵۸ھ میں کوفہ میں وفات پائی اسی مہینے میں ابوجعفر المنصور امیر المومنین بنے۔

ثقہ تھے۔ ان کی روایتیں محفوظ تھیں۔ بہت سی حدیثوں کے راوی ہیں اور بڑے فاضل و عالم ہیں۔

ابوشہاب الاکبر رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام موسیٰ بن نافع ہے۔ بنی اسد کے غلام ہیں۔ سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ عطاء رحمۃ اللہ علیہ اور مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں اور خود ان سے سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ شریک رحمۃ اللہ علیہ حفص رحمۃ اللہ علیہ وکیع رحمۃ اللہ علیہ اور ابن نمیر روایت کرتے ہیں۔ ثقہ تھے۔ بہت کم روایت کرتے تھے۔

ابوعمیس رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام عتبۃ بن عبداللہ بن مسعود الہذلی ہے۔ بنی زہرہ کے حلیف۔ ثقہ تھے۔

المسعودی رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عتبہ بن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہے۔

بغداد میں وفات پائی۔ ثقہ ہیں۔ کثیر الحدیث ہیں لیکن آخری عمر میں قوت حافظہ خراب ہو گئی تھی۔ غلط اور صحیح میں اختلاط ہو گیا تھا۔ وہ متقدمین سے روایت کرتے ہیں۔

عبدالجبار بن عباس رحمۃ اللہ علیہ:

ہمدان کے شبامی ہیں۔ ان میں ضعف تھا۔ تاہم ان سے بھی روایت کی گئی ہے۔

امی بن ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ:

صیرفی۔

ابو اسامہ کہتے ہیں ان کی کنیت ابو عبدالرحمٰن تھی۔ ثقہ تھے۔ کم روایت کرتے تھے۔

بسام الصیرفی رحمۃ اللہ علیہ:

ابی جعفر محمد بن علی سے روایت کرتے ہیں۔

ابونعیم کہتے ہیں۔ میرا گمان یہ ہے کہ وہ غلام تھے۔ میں ان کے والد کو نہیں جانتا۔

ان کی رہائش حمام عنترۃ کے پاس تھی۔ ان کی کنیت ابو عبداللہ تھی۔

موسیٰ بن قیس رحمۃ اللہ علیہ:

بذاتِ خود حضرمی ہیں۔ ابو محمد کنیت ہے۔ خلافت ابی جعفر منصور میں فوت ہوئے۔

کم روایت کرتے تھے۔

داؤد بن نصیر رحمۃ اللہ علیہ:

قبیلہ طے سے تعلق رکھتے ہیں۔ ابوسلیمان کنیت ہے۔ انہوں نے حدیث سنی ہے۔ یہ فقیہہ بھی تھے۔ علم نحو میں بھی درک رکھتے تھے۔ لوگوں کے حالات کا علم رکھتے تھے۔ لیکن ان علوم میں سے کسی علم کے متعلق گفتگو نہ کرتے تھے۔

داؤد طائی کہتے ہیں میں ان کے پاس چالیس راتیں آتا رہا۔ وہ حدیث کو بیان کرتے تھے۔ ایک دن مجھ سے کہا اس علم کے بارے میں، میں آپ سے مذاکرہ کیا کرتا تھا۔ اب مجھ نے اس کے بارے میں کبھی مذاکرہ نہ کرنا۔

زفر کہتے ہیں کہ میں اور داؤد طائی دونوں اعمش رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے۔ داؤد نے کہا: فضل بن دکین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب میں داؤد طائی کو دیکھتا تھا تو میں اس کو قاریوں کے مشابہ پاتا تھا۔ وہ طویل سیاہ عمامہ باندھتے تھے، جیسا اکثر تاجر باندھتے ہیں۔ یہ تقریباً بیس سال گھر میں بیٹھے رہے یا کم۔ یہاں تک کہ وفات پا گئے۔ میں ان کے جنازے میں شریک ہوا کثرت کے ساتھ لوگ ان کے جنازے میں شریک ہوئے۔

خلافتِ مہدی کے زمانہ میں ۱۶۵ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

سوید بن نجیح رحمۃ اللہ علیہ:

ابو قطبہ۔ یہ بنی حرام میں رہتے تھے۔ اعمش رحمۃ اللہ علیہ کے پڑوسی تھے۔ خلافت ابی جعفر میں وفات پائی۔

محمد بن عبید اللہ رحمۃ اللہ علیہ:

عرزمی الفرازی۔

یہ بہت زیادہ احادیث سنتے تھے اور لکھ لیتے تھے۔ مگر انہوں نے اپنی کتابیں دفن کر دیں اس کے بعد وہ حدیثیں بیان کیا کرتے تھے حالانکہ ان کی کتب احادیث ضائع ہو چکی تھیں۔ اس وجہ سے اہل علم نے ان کی حدیثوں کو نا قابل توجہ اور ضعیف سمجھا۔ اور انہوں نے ابی جعفر کی خلافت کے آخری ایام میں وفات پائی۔

حسن بن عمارۃ رحمۃ اللہ علیہ:

بجلی ہیں اور ان کے غلام۔

کنیت ابو محمد۔ خلافت ابی جعفر میں ۱۵۳ھ میں وفات پائی۔ حدیث میں ضعیف تھے۔ اور ان میں سے تھے جو اپنی حدیثیں کہتے نہ تھے۔

ہارون بن ابی ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ:

ثقفی۔ وہ ہارون البربری ہیں۔

عبداللہ بن ادریس وغیرہ ان سے روایت کرتے ہیں۔ان کے پاس احادیث صحیحہ تھیں۔

مجمع بن یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ:

آل جاریہ بن العطاف کے انصاریوں میں سے ہیں۔لیکن کوفہ میں آباد ہو گئے تھے۔ان کا اصل وطن مدینہ تھا۔ان سے کوفہ کے اہل علم روایت کرتے ہیں' اوران کی کئی احادیث ہیں۔

ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ ہے۔بنی تیم اللہ بن ثعلبہ بکر بن وائل کے غلام ہیں یہ اصحاب الرائے میں سے ہیں۔اس بات پر اتفاق ہے کہ ان کی وفات بغداد میں خلافت ابی جعفر کے دوران ۱۵۰ھ میں ہوئی۔

وفات کے وقت ان کی عمر ستر سال تھی۔

محمد بن عمر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جس دن ان کا انتقال ہوا اس دن ہم کوفہ میں ان کی آمد کے منتظر تھے۔مگر بجائے ان کے ان کے مرنے کی خبر آئی۔

اور یہ حدیث میں ضعیف تھے۔

ابوروق رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام عطیہ بن الحارث الہمدانی ہے۔

جن میں سے یہ تھے ان کو بنو وشن کہا جاتا تھا اور یہ صاحب تفسیر ہیں۔ضحاک بن مزاحم وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔

بویعفور الصغیر رحمۃ اللہ علیہ:

یہ وہ ہیں جن سے عبداللہ بن نمیر' حفص بن غیاث' محمد بن الفضیل ابن غزوان' یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ روایت کرتے ہیں۔

ان کا نام عبدالرحمٰن بن عبید بن نسطاس البکائی ہے۔

منصور بن المعتمر رحمۃ اللہ علیہ ان کے باپ عبید بن نسطاس سے روایت کرتے ہیں۔

سری بن اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ:

ہمدانی صائدین میں سے ہیں۔

یہ امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کے کاتب تھے۔اوران سے فرائض وغیرہ کی احادیث روایت کرتے ہیں۔یہ کوفے کے قاضی بھی رہے ہیں۔بہت کم حدیث بیان کرتے تھے۔

سماعیل بن عبدالملک رحمۃ اللہ علیہ:

ابن رفیع۔عبدالعزیز بن رفیع کے بھتیجے۔بنی اسد بن خزیمہ کے بنی والبہ کے غلام۔خلافت ابی جعفر میں وفات پائی۔

سلمہ بن نبیط رحمۃ اللہ علیہ:

لہم بن صالح رحمۃ اللہ علیہ:

کندی‘ خلافت ابی جعفر میں فوت ہوئے۔

محمد بن علی رحمۃ اللہ علیہ:

سلمی۔ وہ اس سے روایت کرتے ہیں۔

عیسیٰ بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ:

سلمی۔ یہ قدیم الموت ہیں۔ خلافت ابی جعفر میں وفات پائی۔

سعد بن اوس رحمۃ اللہ علیہ:

عبسی ہیں۔

تابعین رحمۃ اللہ علیہم کا چھٹا طبقہ

سفیان بن سعید رحمۃ اللہ علیہ:

ابن مسروق بن حبیب بن رافع بن عبداللہ بن موہبۃ بن ابی بن عبداللہ بن منقذ بن نصر بن الحارث بن ثعلبۃ بن عامر بن ملکان ابن ثور بن عبد مناۃ بن اُد بن طابخۃ بن الیاس بن مضر بن نزار۔ کنیت ابوعبداللہ۔

محمد بن عمر کہتے ہیں کہ سفیان سلیمان بن عبدالملک کی خلافت کے زمانے میں ۷۷ھ میں پیدا ہوئے۔ یہ بڑے مامون محفوظ ثقہ راوی تھے۔ ان کی احادیث قابل حجت وسند ہیں اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ بصرہ میں ماہ شعبان ۱۶۱ھ میں فوت ہوئے۔ یہ خلافت مہدی کا زمانہ تھا۔

علم، تبلیغ واشاعت:

قبیصۃ بن عقبۃ کہتے ہیں کہ مجھے سفیان کے ایک شخص نے خبر دی کہ انہوں نے فرمایا: ''علم دین سیکھو' جب تم علم دین حاصل کرلو تو اس کو یاد رکھوں جب تم اس کو اچھی طرح حاصل کرلو اور محفوظ کرلو تو اس پر عمل کرو' جب تم اس پر خود بھی عامل ہو جاؤ تو پھر اس کی تبلیغ واشاعت کرو'' (یعنی علم دین عمل کرنے کے لیے حاصل کرو' اس کو ذریعہ معاش بنانے اور دنیا کمانے کے لیے حاصل نہ کرو۔ علم ذریعہ ہے اور عمل مقصود۔ دونوں کا فرق وامتیاز ملحوظ رکھو۔ جب تم خود عملی نمونہ بن جاؤ تو پھر اس کی تبلیغ واشاعت کرو)۔

سفیان ثوری اکثر کہا کرتے تھے کہ اے اللہ! سلامت رکھ اور سلامتی دے۔

ایک مرتبہ آپ نے کسی والی سے مال قبول کرلیا۔ اس کے بعد آپ نے یہ معاملہ ترک کر دیا اس کے بعد کسی سے کچھ نہ لیا کرتے تھے۔ کسی سے کوئی صلہ یا معاویہ نہ لیتے۔ ان کا ذریعہ معاش یمن میں تجارتی کاروبار تھا۔ اپنے مال کا جائزہ لیتے رہتے کہ اس میں ناجائز کمائی نہ شامل ہونے پائے ہر سال اصل راس المال اور منافع کا حساب کر کے زکوٰۃ نکالتے۔ ان کا صرف ایک بیٹا تھا۔ اس کے متعلق وہ کہا کرتے تھے۔ مجھے دنیا میں اس سے زیادہ پیاری چیز اور کوئی نہیں۔ اس کا انتقال ہو گیا تو آپ نے اس کی تمام دولت وجائیداد کا مالک اس کی بہن اور اس کے لڑکے کو بنا دیا۔ ان کی بہن کا لڑکا عمار بن محمد تھا۔ اس میں سے اپنے بھائی مبارک ابن سعید کو کچھ نہیں دیا۔

خلیفہ مہدی اور سفیان بن سعید رحمۃ اللہ علیہ:

ہمارے لیے یہ بات بڑے افسوس کی ہے مسلمانوں میں جتنے بھی آئمہ اسلام اور علمائے حق گزرے ہیں۔ جنہوں نے دنیا میں حق پرستی و بلندی کردار کی اعلیٰ مثالیں قائم کی ہیں' ہمارے بادشاہ وحکمران ہمیشہ ان کے دشمن اور درپے آزار رہے ہیں۔ اس روایت کے مطابق مہدی اور سفیان بن سعید رحمۃ اللہ علیہ میں بھی ان بن تھی۔ جب ان کو طلب کیا گیا تو وہ مکہ کو روانہ ہو گئے۔ مہدی نے مکہ

کے حاکم محمد بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا کہ سفیان کو ہمارے دربار میں حاضر کرو۔ محمد بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے سفیان کو اس حکم سے آگاہ کر دیا اور کہا کہ اگر آپ اپنی قوم میں جانا چاہتے ہیں تو میں آپ کو ان میں پہنچا دوں۔ اگر آپ یہ نہیں چاہتے تو کہیں روپوش ہو جائیں (تا کہ میری جان چھوٹے)۔

اس پر سفیان روپوش ہو گئے۔ اس کے بعد محمد بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے مکہ میں منادی کرا دی کہ جو سفیان کو لائے گا اس کو یہ یہ انعام ملے گا۔ مگر آپ مکہ میں ہی روپوش رہے۔ ان سے صرف اہل علم اور بے خوف لوگ ہی آگاہ تھے۔

زاہدانہ زندگی:

فقر وزہد، استغناء اور شان توکل ہمیشہ اہل حق کا طرہ امتیاز اور شیوہ رہا ہے۔ وہ بقدر کفاف دنیا سے تعلق رکھتے ہوئے دنیا سے بے تعلق اور دولت وجائیداد کی حرص وہوس سے بے نیاز رہتے ہیں۔ چنانچہ ابی شہاب الحناط کہتے ہیں کہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی بہن نے میرے ہاتھ سفیان بن سعید رحمۃ اللہ علیہ کے لیے ایک توشہ دان میں روغنی روٹی بھیجی، وہ مکہ میں آئے لوگوں سے ان کا پتہ پوچھا۔ معلوم ہوا کہ آپ کبھی کبھی کعبہ کے پیچھے باب الحناطین میں بیٹھا کرتے ہیں۔

میں وہاں آیا۔ میرے ہمراہ میرا ایک دوست تھا۔ میں نے وہاں ان کو کروٹ کے بل لیٹے ہوئے پایا میں نے ان کو سلام کیا مگر انہوں نے سلام کا جواب نہیں دیا۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ کی بہن نے آپ کے لیے ایک توشہ دان بھیجا ہے جس میں روغنی روٹی ہے۔ آپ فوراً میری طرف متوجہ ہوئے اور اٹھ کر بیٹھ گئے۔ میں نے عرض کیا: ابوعبداللہ! میں آپ کا دوست تھا آپ کے پاس آیا۔ آپ کو سلام کیا مگر آپ نے سلام کا جواب تک نہ دیا۔ اور جب میں نے یہ کہا کہ آپ کی بہن نے آپ کے لیے روغنی روٹی بھیجی ہے تو آپ اٹھ کر بیٹھ گئے اور ہم سے ہم کلام ہوئے (اس بے رُخی کا سبب؟) آپ نے فرمایا: اے ابوشہاب! مجھے اس بے رُخی پر ملامت نہ کرو۔ میں تین دن سے بھوکا ہوں۔ کچھ نہیں کھایا۔

جب آپ کو مکہ میں گرفتاری کا خوف پیدا ہوا تو آپ وہاں سے بصرہ میں آ گئے اور یحییٰ بن سعید القطان رحمۃ اللہ علیہ کے مکان کے قریب ٹھہرے۔ گھر والوں میں سے کسی نے ان کو خبر دی کہ آپ کے گھر کے قریب اہل حدیث کا ایک عالم ٹھہرا ہوا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ان کو میرے پاس لے آؤ۔ وہ آپ کو لے آئے۔ آپ نے کہا میں یہاں سات دن سے قیام پذیر ہوں۔ یحییٰ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو اپنے قریب ہی جگہ دے دی۔ اور درمیان میں ایک دروازہ کھول لیا۔ اپنے ساتھیوں کو لے کر ان کے پاس آتے، ان کو سلام کرتے اور ان سے احادیث سنتے ان کے پاس جو لوگ حدیث سننے آتے تھے۔ وہ یہ تھے جریر بن حازم، مبارک بن فضالہ، حماد بن سلمۃ، عطار اور حماد بن زید رحمہم اللہ وغیرہ۔

عبدالرحمٰن بن مہدی بھی ان کے پاس آتا تھا۔ یہ اور یحییٰ دونوں ان سے احادیث سن کر لکھ لیتے تھے اور جب کبھی ان کے پاس ابوعوانہ رحمۃ اللہ علیہ آنے کی اجازت طلب کرتے تو آپ انکار کر دیتے اور فرماتے کہ جس شخص کو میں نہیں جانتا اس کو کیسے آنے کی اجازت دے دوں۔ اسی طرح مکہ میں بھی جب کبھی یہ ابوعوانہ رحمۃ اللہ علیہ آپ کے پاس آتا۔ سلام کرتا تو آپ اس کے سلام کا جواب نہ دیتے۔ اصل میں آپ کو اس سے یہ ڈر تھا کہ یہ کسی کو میرے یہاں ہونے کی اطلاع نہ دے دے۔

اسی ڈر سے آپ نے وہ جگہ چھوڑ دی اور ہیثم بن منصور الاعرجی کے مکان کے قریب آ گئے اور وہیں ہمیشہ رہے۔ ایک دفعہ حماد بن زید رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے کہا کہ آپ سلطان کے ڈر سے چھپتے کیوں پھرتے ہیں یہ تو اہل بدعت کا وطیرہ ہے؟ آخر آپ ان سے ڈرتے کیوں ہیں؟ نتیجہ یہ کہ حماد اور سفیان دونوں اس بات پر متفق ہو گئے کہ وہ دونوں دارالخلافہ بغداد میں آئیں اور اپنے آپ کو ظاہر کر دیں۔ چنانچہ سفیان نے مہدی کو لکھ کر اپنے آپ کو ظاہر کر دیا۔

آپ کو اس سے ڈرایا بھی گیا کہ خلیفہ غضب ناک ہوگا مگر آپ نے اس کی پروانہ کی۔ الغرض اس طرح مہدی کو علم ہو گیا' اس نے آپ کی خطا معاف کر دی اور عزت و تکریم سے پیش آیا۔ اور دونوں کا معاملہ صاف ہو گیا۔

آپ کو بخار ہو گیا اور مرض شدت اختیار کر گیا اور موت کا وقت قریب آ گیا اور آپ جزع وفزع کرنے لگے۔ مرحوم بن عبدالعزیز نے کہا: اے ابوعبداللہ آپ کیوں گھبراتے ہیں آپ نے تمام عمر اپنے رب کی عبادت و بندگی کی ہے۔ وہ آپ پر اپنی رحمت ومغفرت نازل کرے گا اس سے آپ کو اطمینان وسکون ہوا۔ اور کہا کہ یہاں میرے کوفہ کے ساتھیوں میں سے کوئی ہے؟ ان کے پاس عبدالرحمٰن بن عبدالملک' حسن بن عیاض اور ان کے بھائی ابی بکر بن عیاش کو لے آئے' آپ نے عبدالرحمٰن بن عبدالملک کو وصیت کی کہ وہ ان کے جنازے کی نماز پڑھائیں' یہ سب لوگ آپ کے پاس رہے حتیٰ کہ آپ وفات پا گئے۔

انتقال پر ملال:

آپ کی وفات کی خبر بصرہ میں ہر طرف پھیل گئی' ہر شخص کو آپ کی وفات کا صدمہ ہوا۔ بے شمار مخلوق آپ کے جنازے میں شریک ہوئی۔ آپ کی نماز عبدالرحمٰن نے پڑھائی۔ یہ بڑے نیک آدمی تھے۔ سفیان رحمۃ اللہ علیہ ان سے بڑے خوش تھے' عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ اور خالد بن الحارث رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے ان کو قبر میں اتارا۔ اور ان کو دفن کیا۔ پھر عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ اور حسن بن عیاش رحمۃ اللہ علیہ نے کوفہ میں آ کر ان کی وفات کی خبر دی۔

اللہ ان پر اپنی رحمت نازل کرے۔

اسرائیل بن یونس رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی اسحاق السبیعی۔

ان کی کنیت ابو یوسف ہے۔ کوفہ میں ۱۶۲ھ میں وفات پائی۔ ثقہ تھے۔ لوگ ان سے بہت سی حدیثیں روایت کرتے ہیں۔ ان میں سے بعض ضعیف بھی ہیں۔

یوسف بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی اسحاق السبیعی۔

ان سے روایت کی گئی ہے۔ خلافت ابی جعفر میں فوت ہوئے۔ بہت کم روایت کرتے تھے۔

علی بن صالح رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام صالح حی بن صالح بن مسلم بن حیان بن شفی بن حی ابن رافع بن قملی بن عمرو بن مائع بن صہلان بن زید بن ثور

بن مالک ابن معاویہ بن دومان بن بکیل بن جشم بن ہمدان۔

کنیت ابومحمد‘ فضل بن دکین کہتے ہیں علی وحسن دونوں صالح کے لڑکے ہیں توام پیدا ہوئے تھے‘ علی پہلے پیدا ہوا تھا۔ میں نے کبھی نہیں سنا کہ حسن کو اس کے نام کے ساتھ پکارا گیا ہو۔ ان کو ابومحمد ہی کہا جاتا تھا۔ محمد بن سعد کہتے ہیں۔ علی صاحبِ قرآن تھا۔ عبیداللہ بن موسیٰ کہ میں نے اس سے قرآن پڑھا تھا‘ ان کی وفات خلافتِ ابی جعفر میں ۱۵۴ھ میں ہوئی۔ ثقہ تھے۔ قلیل الحدیث۔

حسن بن حی رحمۃ اللہ علیہ:

یہ صالح بن صالح ہیں۔ علی بن صالح کے بھائی۔ ان کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ یہ بہت بڑے عابد وزاہد اور فقیہ تھے۔

فضل بن دکین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے حسن رحمۃ اللہ علیہ کو کبھی چارزانو بیٹھے ہوئے نہیں دیکھا۔ کہتے ہیں کہ ان سے کسی سائل نے آ کر سوال کیا (آپ کے پاس اس وقت کچھ نہ تھا) اپنی جرابیں اتار کر اس کو دے دیں۔ کہتے ہیں میں نے ان کو جمعہ میں دیکھا تھا۔ اس کے بعد ہفتے کی رات کو وہ چھپ گئے اور سات سال تک چھپے رہے۔ حتیٰ کہ آپ وفات پا گئے۔ یہ ۱۶۷ھ تھا۔ کوفہ میں ہی چھپے رہے۔ اس زمانے میں کوفہ کا گورنر روح بن حاتم بن قبیصہ بن المہلب تھا اور یہ مہدی کی خلافت کا دور تھا۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ حسن بن حیؒ شیعہ تھے‘ عیسیٰ بن زید علی نے اپنی لڑکی کا نکاح ان سے کر دیا تھا‘ کوفہ میں وہ بھی ان کے ہمراہ اسی مکان میں چھپے رہے۔ اسی حالت میں ان کا بھی انتقال ہوا۔ مہدی ان دونوں کی تلاش میں تھا مگر وہ اس پر قابو نہ پا سکا۔ پہلے اسی روپوشی کے عالم میں حسن بن حی رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا اور ان کے چھ ماہ بعد عیسیٰ بن زید کا انتقال ہو گیا۔

وفات کے وقت حسن بن حی رحمۃ اللہ علیہ کی عمر ۶۲ سال تھی۔ ثقہ تھے۔ ان سے بہت سی صحیح احادیث مروی ہیں مگر شیعہ تھے۔

اسباط بن نصر رحمۃ اللہ علیہ:

بذاتِ خود ہمدانی ہیں۔ مشہور مفسر سدی کے راوی ہیں۔ ان سے تفسیر مروی ہے۔ نیز وہ منصور وغیرہ سے بھی روایت کرتے ہیں۔

یعلیٰ بن الحارث رحمۃ اللہ علیہ:

محاربی ہیں۔

محمد بن طلحہ رحمۃ اللہ علیہ:

ہمدان میں سے ابن مصرف الیامی۔ کنیت ابوعبداللہ۔ خلافت مہدی میں ۱۶۷ھ میں وفات پائی۔

ان کی احادیث منکر ہیں (جن کا محدثین نے انکار کیا ہے)۔

عفان کہتے ہیں یہ محمد بن طلحہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں اور ان کے والد مر چکے تھے گویا لوگ ان کی تکذیب کرتے تھے۔ مگر یہ کسی میں جرأت نہ تھی کہ ان سے کہتا آپ جھوٹ کہتے ہیں۔

زہیر بن معاویہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن حدیج بن الرحیل بن زہیر بن خیثمہ بن ابی حمران۔ ان کا نام حارث بن معاویہ بن الحارث بن مالک بن عوف بن سعد بن حریم بن جعفی بن سعد العشیرہ مذحج میں سے ہیں۔ ابوخیثمہ کنیت ہے۔

جزیرہ میں جا کر آباد ہو گئے تھے اور وہیں وفات پائی۔

عمرو بن خالد المصری کہتے ہیں کہ میں نے سعید بن منصور کو ان کی تعریف کرتے ہوئے سنا ہے یہ جزیرہ میں ۱۷۷ھ میں آئے تھے۔ یہ زمانہ ہارون کی خلافت کا تھا۔ قابل اعتماد ثقہ تھے ان سے بہت سی احادیث مروی ہیں۔

رحیل بن معاویہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن حدیج بن الرحیل۔ ان سے بھی روایت کی گئی ہے۔

حدیج بن معاویہ رحمۃ اللہ علیہ:

یہ بھائی ہیں رحیل بن معاویہ رحمۃ اللہ علیہ کے ابن حدیج بن الرحیل۔ ان سے بھی روایت کی گئی ہے مگر یہ حدیث میں ضعیف تھے۔

شیبان بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ:

ان کی کنیت ابو معاویہ نحوی ہے۔ بنی تمیم کے غلام ہیں۔ ان کا اصل وطن بصرہ تھا۔ داؤد بن علی بن عبداللہ بن عباس کے لڑکے کے معلم تھے۔ خلافت مہدی میں ۱۶۴ھ میں فوت ہوئے بغداد میں اور مقبرہ خیزران میں دفن ہوئے۔ ثقہ تھے۔ کثیر الروایت۔

قیس بن الربیع رحمۃ اللہ علیہ:

حارث بن قیس کے لڑکے اور اسدی ہیں۔ حارث بن قیس مسلمان ہوئے تھے۔ ان کی نو بیویاں تھیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم دیا کہ ان میں سے صرف چار رکھ لیں اور باقی چھوڑ دیں۔ ان کی کنیت ابو محمد ہے۔

قیس کو ان کی کثرت سماع اور کثرتِ علم کی وجہ سے حوال کہا جاتا تھا۔ خلافت مہدی کے آخری ایام میں ۱۶۸ھ میں وفات پائی۔ کوفہ میں۔

قبیصہ بن جابر رحمۃ اللہ علیہ:

اسدی ہیں۔

یہ بہت سی حدیثوں کے راوی ہیں لیکن حدیث میں ضعیف تھے۔

زائدہ بن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ:

ثقفی ہیں۔ کنیت ابوالصلت ہے۔

انہوں نے ارضِ روم میں وفات پائی۔ اس سال جس میں حسن بن قحطبۃ الصائفہ نے جنگ کی۔ یہ ۱۶۱ھ کی بات ہے۔ اہل سنت والجماعت میں سے ثقہ راوی تھے۔

ابوبکر النہشلی رحمۃ اللہ علیہ:

بنی تمیم میں سے ہیں۔ وہ ابن عبداللہ بن قطاف ہیں۔ عقیدۃً مرجی تھے۔ بڑے عبادت گزار تھے۔ ان سے بہت سی حدیثیں مروی ہیں۔ ان میں سے بعض کو ضعیف بتلایا جاتا ہے۔

شریک بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی شریک اور وہ حارث بن اوس بن الحارث بن الاذہل بن وھبیل بن سعد بن مالک بن النخع مذحج میں سے ہیں۔ شریک کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔

خراسان کے قصبہ بخاری میں پیدا ہوئے تھے۔ ان کا دادا جنگ قادسیہ میں شریک ہوئے تھے۔ شریک ابی معشر سے احادیث روایت کرتے ہیں۔ قاضی ہونے سے پہلے۔

یہ بعض مشائخ سے روایت کرتے ہیں۔ خود کہتے ہیں میں شریک بن عبداللہ بن ابی شریک ہوں اور میرے دادا ابوشریک جنگ قادسیہ میں شریک ہوئے تھے۔ شریک کوفہ کے بڑے لوگوں میں سے تھے۔ ان کو ابوجعفر منصور نے بلا کر کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ کو کوفہ کا قاضی بناؤں' انہوں نے عرض کیا: امیر المومنین! مجھے اس اہم ذمہ داری سے معاف رکھیں۔ اس نے کہا میں آپ کو اس سے معاف نہ کروں گا۔ آپ کو کوفے کا قاضی بننا پڑے گا۔ آپ نے پھر بھی انکار ہی کیا۔ بالآخر مجبوراً قاضی بنا دیئے گئے۔ اس عہدے پر ہمیشہ قائم رہے یہاں تک کہ ابوجعفر نے وفات پائی۔ اور اس کی جگہ مہدی خلیفہ ہوا۔ اس نے پہلے تو ان کو اس عہدے پر قائم رکھا' پھر معزول کر دیا۔

شریک نے کوفہ میں ہفتے کے دن ۱۷۷ھ میں وفات پائی۔ امیر المومنین ہارون حیرہ میں تھا اور اس وقت موسیٰ بن عیسیٰ بن محمد بن علی کوفہ کا گورنر تھا۔ وہ آپ کے جنازے میں شریک ہوا اور نماز پڑھائی۔ اس کے بعد ہارون بھی حیرہ سے آیا۔ جب اس نے سنا کہ ان کو دفن بھی کر دیا گیا ہے تو لوٹ گیا۔

ثقہ تھے۔ کثیر الحدیث تھے۔ اور صحیح احادیث کے ساتھ غلط احادیث بھی روایت کر دیتے تھے۔

عیسیٰ بن المختار رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبداللہ بن ابی لیلیٰ انصاری۔

انہوں نے محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ اور بکر بن عبدالرحمٰن قاضی کوفہ سے حدیث سنی۔

ابوالاحوص رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام سلام بن سلیم ہے۔ بنی حنفیہ کے غلام ہیں۔ خلافت ہارون کے دوران کوفہ میں ۱۶۹ھ میں وفات پائی۔ بہت سی احادیث کے راوی ہیں جو صحیح ہیں۔

کامل بن العلاء رحمۃ اللہ علیہ:

تمیمی ہیں۔ کنیت ابوالعلاء۔ قلیل الحدیث ہیں۔ وہ بھی کچھ نہیں۔

عمرو بن شمر رحمۃ اللہ علیہ:

جعفی ہیں۔ ستر سال جعفی کی مسجد کے امام رہے ہیں۔ قصہ گو تھے۔ ان کے پاس کچھ احادیث تھیں۔ مگر بہت ضعیف تھے۔

ان کی احادیث کو قبول نہیں کیا گیا۔ خلافت ابی جعفر میں فوت ہوئے۔

محمد بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن کہیل حضرمی۔

ان سے سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں۔ اور محمد بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں اور وہ ضعیف تھے۔

یحییٰ بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ:

یہ محمد بن سلمۃ کے بھائی ہیں۔

خلافت موسیٰ میں وفات پائی۔ روایت میں بہت ضعیف تھے۔

ابو اسرائیل الملائی رحمۃ اللہ علیہ:

عبسی ہیں۔ ان کا نام اسماعیل بن ابی اسحاق ہے۔ کہتے ہیں یہ صدوق تھے۔

جراح بن ملیح رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عدی بن الفرس بن سفیان بن الحارث بن عمرو بن عبید بن رؤاس بن کلاب بن عامر بن ربیعہ بن عامر بن صعصعۃ۔ وہ ابو وکیع بن الجراح ہیں۔ خلافت ہارون میں مدینہ میں بیت المال کے افسر اعلیٰ تھے۔ حدیث پر زیادہ توجہ نہیں دی۔ اس کی ذمہ داری کو مشکل سمجھتے تھے۔

مفضل بن یونس رحمۃ اللہ علیہ:

خلافت ہارون کے دوران ۱۷۸ھ میں وفات پائی۔ ثقہ تھے۔

مفضل بن مہلہل رحمۃ اللہ علیہ:

ثقہ تھے۔ ان سے ابو اسامہ اور حماد بن اسامہ وغیرہ روایت کرتے ہیں۔

حبان بن علی رحمۃ اللہ علیہ:

عنزی ہیں۔ کنیت ابو علی۔ وہ اپنے بھائی مندل سے بڑے ہیں۔ خلیفہ مہدی ان دونوں کو دیکھنا چاہتا تھا۔ کوفے کے حاکم کو لکھ کر ان دونوں کو بلایا۔ وہ دونوں مہدی کے دربار میں آئے اور سلام کیا۔ پوچھا: تم دونوں میں سے مندل کون ہے؟ مندل نے کہا: امیر المومنین یہ حبان بن علی ہے اور میں مندل۔

حبان نے خلافت ہارون میں ۱۷۱ھ میں وفات پائی اور یہ حدیث میں اپنے بھائی مندل سے بہت زیادہ ضعیف تھے۔

مندل بن علی رحمۃ اللہ علیہ:

عنزی۔ حبان کے بھائی۔ کنیت ابو عبداللہ۔ یہ اپنے بھائی سے زیادہ سمجھدار اور قابل ذکر تھے اور اس سے چھوٹے تھے۔

اپنے بھائی حبان سے پہلے۔ خلافت ہارون میں ۱۶۰ھ میں وفات پائی' ان میں ضعف تھا۔ باوجود اس کے بعض اہل علم ان کی حدیثوں کو پسند کرتے تھے اور ان کی توثیق کرتے تھے اہل السنّت والجماعت میں سے بڑے عالم و فاضل تھے۔

ابو زبید رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام عبثر بن القاسم' قبیلہ مذحج کے بنی زبید میں سے ہیں۔ کوفہ میں خلافت ہارون میں ۱۷۸ھ میں انتقال ہوا۔ ثقہ تھے۔ بہت سی حدیثوں کے راوی ہیں۔

ابو کدینہ رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام یحییٰ بن المہلب بجلی ہے۔ بنی ربعہ میں سے۔ ثقہ تھے۔

ہریم بن سفیان رحمۃ اللہ علیہ:

بجلی ہیں۔ ثقہ ہیں۔

ہانی بن ایوب رحمۃ اللہ علیہ:

جعفی ہیں۔ ان کے پاس کچھ ضعیف حدیثیں تھیں۔

منصور بن ابی الاسود رحمۃ اللہ علیہ:

بنی لیث کے غلام۔ تاجر تھے۔ بہت سی احادیث کے راوی ہیں۔

صالح بن ابی الاسود رحمۃ اللہ علیہ:

یہ منصور کے بھائی ہیں۔

یہ بھی حدیثیں بیان کیا کرتے تھے۔

عبدالرحمٰن بن حمید رحمۃ اللہ علیہ:

رؤاسی اور وہ ابو حمید بن عبدالرحمٰن ہیں ثقہ تھے۔ کئی احادیث کے راوی ہیں۔

ابراہیم بن حمید رحمۃ اللہ علیہ:

عبدالرحمٰن کے بھائی ہیں۔ اسماعیل بن ابی خالد کے ساتھی۔ ان کی اکثر روایتیں اسماعیل سے ہیں۔

مسلمۃ بن جعفر رحمۃ اللہ علیہ اور جعفر بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ:

تیم الرباب کے مزاحم بن زفر کے غلام الاحمر۔ جعفر خلافت ہارون میں ۱۷۷ھ میں فوت ہوئے۔

عمرو بن ابی المقدام رحمۃ اللہ علیہ:

عجلی ہیں۔ خلافت ہارون میں فوت ہوئے۔ ابی المقدام کے باپ کا نام ثابت ہے۔ ان کے عمرو حدیث میں کچھ نہیں۔

بعض اہل علم ان کے ضعف کی وجہ سے ان کی حدیثوں کو لکھتے نہیں تھے۔ علاوہ ازیں وہ سخت قسم کے شیعہ تھے۔

سلمۃ بن صالح رحمۃ اللہ علیہ:

احمر الجعفی۔ کنیت ابو اسحاق۔ انہوں نے علم حدیث حاصل کیا۔ ان کو اچھی طرح یاد نہ رکھ سکے اس لیے اہل علم نے ان کو ضعیف کہا' کچھ عرصہ یہ واسطہ کے قاضی رہے۔ پھر معزول کر دیئے گئے۔ خلافت ہارون میں بمقام بغداد ۱۸۸ھ میں فوت ہوئے۔

حشرج بن نباتہ رحمۃ اللہ علیہ:

ان کی کنیت ابو مکرم ہے۔ یہ سعید بن جمہان سے روایت کرتے ہیں۔

قاسم بن معن رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود الہذلی۔ قریش کے بنی زہرہ کے حلیف۔ ان کی کنیت ابو عبداللہ تھی' تھوڑے ہی دن کوفہ کے قاضی رہے اور وفات پا گئے۔ علم حدیث کے ثقہ عالم تھے' فقہ' شعر اور تاریخ میں بھی درک رکھتے تھے۔ ان کو اپنے زمانہ کا شعبی کہا جاتا تھا اور بڑے سخی تھے۔

ابو شیبہ رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام ابراہیم بن عثمان العبسی ہے۔ ابی سعدۃ کے بیٹے۔ اور ابی سعدۃ ہی سے حدیث روایت کرتے ہیں اور ابو سعدہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ یہ واسطہ کے قاضی بھی رہے تھے۔ خلافت ہارون میں وفات پائی۔ حدیث میں ضعیف تھے۔

یزید بن ہارون ان سے روایت کرتے ہیں۔

ابو الحیاۃ رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام یحییٰ بن یعلی بن حرملۃ بن الجلید بن عمار بن ارطاۃ بن زہیر بن امیہ بن جشم بن عدی بن الحارث بن تیم اللہ بن ثعلبہ ہے۔ خلافت ہارون میں' کوفہ میں ۱۸۷ھ میں وفات پائی ۷۷ سال کی عمر میں۔

مبارک بن سعید رحمۃ اللہ علیہ:

مسروق رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے۔ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی۔ کوفہ میں ۱۸۰ھ میں فوت ہوئے۔ ان کے پاس کچھ احادیث تھیں۔

اسماعیل بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ:

ابن المہاجر بجلی۔

حمزۃ الزیات رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عمارۃ' کنیت ابو عمارہ' آل عکرمہ بن ربعی التیمی کے غلام۔ یہ کوفہ سے روغن زیتون حلوان کو لے جاتے اور وہاں سے پنیر اور اخروٹ لاتے۔ یہ قاری بھی تھے اور فرائض کے عالم بھی۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ ان سے کہا: ''اے ابن عمارۃ ہمیں آپ کی قرأت اور علم فرائض پر کوئی اعتراض و کلام نہیں'' خلافت ابی جعفر کے دوران' حلوان میں ان کا انتقال ۱۵۷ھ میں ہوا۔ یہ بڑے نیک آدمی تھے۔ ان کے پاس کچھ احادیث تھیں' صدوق تھے اور صاحبِ سنت تھے۔

محمد بن ابان رحمۃ اللہ علیہ:

ابن صالح بن عمیر بن عبید' عبداللہ بن خالد بن اسید بن ابی العیص بن امیہ بن عبد شمس کے غلام۔ کنیت ابو عمر' یہ بھی حدیث کے راویوں میں سے ہیں۔ یوم الرؤس میں ہفتے کے دن ۱۱/ ذی الحجہ' ۱۷۵ھ میں خلافت ہارون کے زمانے میں ان کا انتقال ہوا۔ اس وقت ان کی عمر ۸۱ سال تھی۔ ان کی بیوی عصیمہ بنت حسین بن علی جعفی تھیں۔ ان کے تین لڑکے تھے عمر' ابان اور ابراہیم' ان کی اولاد کوفہ میں جعفی میں آباد رہی۔

تابعین رحمۃ اللہ علیہم کا ساتواں طبقہ

ابو بکر بن عیاش رحمۃ اللہ علیہ:

واصل بن حیان الاحدب الاسدی کے غلام۔ وہ اس طبقے سے پہلے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں لیکن وہ پہلے طبقے کے گزرنے کے بعد باقی رہے اور بڑی عمر پائی۔ حتیٰ کہ ان سے نئی کتابیں لکھی گئیں۔ یہ عابدوں میں سے تھے۔

وکیع کہتے ہیں کہ میں جمعہ کے دن امام کے سلام پھیرنے کے بعد سے لے کر عصر تک ان کو دیکھتا رہا وہ نماز ہی پڑھتے رہے۔ میں اس شیخ کو اس نماز کی خصوصیت سے چالیس سال سے جانتا ہوں۔

یہ کوفہ میں ماہ جمادی الاولیٰ ۱۹۳ھ میں فوت ہوئے۔ اسی مہینے میں امیر المومنین ہارون کا انتقال ہوا۔ یہ ثقہ اور صدوق تھے' علم حدیث کے جاننے والے تھے مگر غلطی بہت کر جایا کرتے تھے۔

سعیر بن الخمس رحمۃ اللہ علیہ:

بنی عمرو بن سعد بن زید مناۃ بن تمیم میں سے۔ بڑا شریف آدمی تھا۔ ان کے چاروں طرف ان کے دوست واحباب کا مجمع لگا رہتا تھا۔ اور سب کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آتے تھے اہل سنت والجماعت میں سے تھے ان کے پاس چند احادیث تھیں۔

عبدالسلام بن حرب رحمۃ اللہ علیہ:

ملائی۔ کنیت ابو بکر۔ خلافت ہارون میں ۱۸۷ھ میں کوفہ میں وفات پائی۔

یہ علم حدیث میں ضعیف تھے۔

مطلب بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی زہیر القرشی۔ کنیت ابو محمد۔ وہ ثقیف میں رہتے تھے' جابر بن سمرۃ السوائی کے غلام تھے۔ جابر قریش کے بنی زہرہ کے حلیف تھے اس لیے مطلب بن زیاد کو بھی قرشی کہا جاتا تھا۔ حدیث میں بہت ضعیف تھے۔ خلافت ہارون میں ۱۸۵ھ میں کوفہ میں وفات پائی۔

سیف بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ:

برجمی ہیں۔ بنی تمیم میں سے۔ ان سے روایت کی گئی ہے۔

سنان بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ:

یہ بھائی ہیں سیف کے۔ ان سے بھی روایت کی گئی ہے۔

عمر بن عبید رحمۃ اللہ علیہ:

طنافسی ۔ کنیت ابو حفص ۔ ایاد بن نزار بن معد کے غلام ۔ خلافت ہارون میں ۱۸۵ھ میں کوفہ میں انتقال فرمایا ۔ بوڑھے تھے ۔ اور ثقہ تھے ۔

زفر بن الہذیل رحمۃ اللہ علیہ:

عنبری ہیں ۔ کنیت ابو الہذیل ۔ انہوں نے حدیث سنی ' مگر ان پر رائے کا غلبہ ہوگیا ۔ ان کی وفات بصرہ میں ہوئی اور خالد ابن الحارث اور عبد الواحد بن زیاد کو وصیت کی ۔ ان کا باپ ہذیل اصبہان میں تھے ۔ ان کے بھائی صباح بن الہذیل بنی تمیم کا صدقہ وصول کرنے پر مقرر تھا ۔ اور زفر علم حدیث میں کوئی شئے نہیں ۔

عمار بن محمد رحمۃ اللہ علیہ:

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے بھانجے ہیں ۔ محرم ۱۸۲ھ میں خلافت ہارون میں وفات پائی ۔ ثقہ تھے ۔ ان سے روایت کی گئی ہے ۔

علی بن مسہر رحمۃ اللہ علیہ:

عائذہ قریش میں سے ہیں ۔ کنیت ابو الحسن ہے ۔ موصل کے قاضی رہے ہیں ۔ ثقہ تھے بہت سی حدیثوں کے راوی ہیں ۔

مسعود بن سعد رحمۃ اللہ علیہ:

جعفی ۔ ان سے بھی روایت کی گئی ہے ۔

عمر بن شبیب رحمۃ اللہ علیہ:

مذحج کے مسلی ہیں ۔ ان سے بھی روایت کی گئی ہے ۔

عمار بن سیف رحمۃ اللہ علیہ:

ضبی دالیہ میں سے ہیں ۔ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے وصی ۔ انہوں نے اپنی کتابیں ان کے پاس رکھی تھیں اور ان کو وصیت کی تھی کہ جب میں مر جاؤں تو ان کو دفن کر دیں ۔

محمد بن الفضیل رحمۃ اللہ علیہ:

ابن غزوان الضبی کے غلام ۔ کنیت ابو عبد الرحمٰن ہے ۔

سلیم العبدی کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن الفضیل رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے سنا ہے کہ میرے دادا اپنے غلام کے ساتھ قادسیہ میں شریک ہوئے ۔ میں نے پوچھا: غزوان کن میں سے تھے؟ فرمایا: رومی تھے یہ کوفہ میں ۱۹۵ھ میں فوت ہوئے ۔ وکیع بن الجراح ان کے جنازے میں شریک ہوئے تھے ثقہ اور صدوق تھے ۔ بہت سی حدیثوں کے راوی تھے ۔ شیعہ تھے ۔ بعضے ان کی احادیث کو حجت نہیں سمجھتے ۔

عبد اللہ بن ادریس رحمۃ اللہ علیہ:

ابن یزید بن عبد الرحمٰن الاودی مذحج سے ۔ کنیت ابو محمد ۔

یہ خلافت ہشام بن عبدالملک کے زمانے میں ۱۱۵ھ میں پیدا ہوئے اور کوفہ میں آخر خلافت ہارون کے دوران ۱۹۲ھ میں فوت ہوئے۔

ثقہ تھے۔ حدیث وروایت کی غلطی سے محفوظ تھے۔ بہت سی احادیث کے راوی ہیں جو حجت سمجھی جاتی ہیں۔ اہل سنت والجماعت میں سے تھے۔

موسیٰ بن محمد رحمۃ اللہ علیہ:

انصاری ہیں۔ ان سے روایت کی گئی ہے۔

حفص بن غیاث رحمۃ اللہ علیہ:

ابن طلق بن معاویہ بن مالک بن الحارث بن ثعلبہ بن عامر بن ربیعہ ابن جشم بن وہبیل بن سعد بن مالک بن النخع مذحج سے۔

یہ ہشام بن عبدالملک کی خلافت میں ۱۱۵ھ میں پیدا ہوئے۔ ابوعمر کنیت تھی۔ امیر المومنین ہارون نے ان کو بغداد کا قاضی بنا دیا تھا۔ پھر کوفہ کا قاضی بنایا۔ قضاء کوفہ پر ہی فائز رہے آخر شدید مرض میں مبتلا ہوئے اور خلافت ہارون میں ۱۹۴ھ میں فوت ہوئے۔ بڑے قابل اعتماد ثقہ تھے مگر تدلیس کر دیتے تھے۔

ابراہیم بن حمید رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبدالرحمٰن الرؤاسی۔ کنیت ابواسحاق۔ خلافت ہارون میں ۱۸۷ھ میں وفات پائی۔

قاسم بن مالک رحمۃ اللہ علیہ:

مزنی ہیں۔ کنیت ابوجعفر تھی۔ ثقہ تھے۔ صحیح احادیث کے راوی ہیں۔

عبدالرحمٰن بن عبدالملک رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابجر کنانی۔ خلافت ہارون میں ۱۸۱ھ میں انتقال فرمایا۔ انہوں نے بصرہ میں سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے جنازے کی نماز پڑھائی تھی۔ بڑے نیک اور عالم وفاضل اور صاحب سنت تھے۔

عبدۃ بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ:

ابن حاجب بن زرارۃ بن عبدالرحمٰن بن صرد بن سمیر بن ھلیل ابن عبداللہ بن ابی بکر بن کلاب صرد نے اسلام قبول کیا تھا اسی سے عبدۃ نے اسلام پایا۔ ان کی کنیت ابومحمد تھی اور اس کا نام عبدالرحمٰن تھا۔ اس کا لقب عبدۃ تھا۔ یہ لقب ہی اس کے نام پر غالب آ گیا خلافت ہارون میں ۳ر رجب ۱۸۸ھ میں انتقال ہوا۔ ان کے جنازے کی نماز محمد بن ربیعہ کلابی نے پڑھائی۔ ثقہ تھے۔

ابوخالد الاحمر رحمۃ اللہ علیہ:

سلیمان بن حیان۔ بنی جعفر بن کلاب کے غلام۔ خلافت ہارون میں ماہ شوال ۱۸۹ھ میں وفات پائی۔ ثقہ تھے۔ کئی احادیث کے راوی ہیں۔

یحییٰ بن الیمان رحمۃ اللہ علیہ:

بذاتِ خود عجلی ہیں۔ کنیت ابوزکریا تھی۔ کوفہ میں خلافت ہارون کے دوران ماہ رجب ۱۸۹ھ میں وفات پائی۔ بہت حدیثیں روایت کیا کرتے تھے مگر غلطیاں بھی بہت کیا کرتے تھے اس لیے ان کو حجت وسنت میں پیش نہیں کیا جا سکتا۔

ابوشہاب الحناط رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام عبدربہ بن نافع ہے۔

ثقہ تھے بہت سی احادیث کے راوی ہیں۔

عبیداللہ بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ:

اشجعی ہیں۔ ثقہ تھے۔

علی بن غراب رحمۃ اللہ علیہ:

ولید بن صخر الفرازی کے غلام۔ یہ وہ ہیں جن سے اسماعیل بن رجاء حدیث اعمش روایت کرتے ہیں عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں۔ کنیت ابوالحسن ہے۔ خلافت ہارون میں ۱۸۴ھ میں فوت ہوئے۔ اگرچہ یہ روایت میں سچے تھے مگر ان میں فہم و استعداد کا ضعف تھا یعقوب بن داؤدان کا ساتھی تھا۔ اس کو لوگوں نے ترک کر دیا تھا۔

ابو مالک الجنبی رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام عمرو بن ہاشم ہے۔ سچے تھے مگر بہت زیادہ غلطیاں کیا کرتے تھے۔

علی بن ہاشم رحمۃ اللہ علیہ:

ابن البرید۔ خلافت ہارون میں ماہ رجب یا شعبان ۱۸۱ھ میں فوت ہوئے۔ سچے ہیں۔ صحیح احادیث روایت کرتے ہیں۔

عبدالرحمٰن بن محمد رحمۃ اللہ علیہ:

محاربی۔ کنیت ابومحمد۔ خلافت ہارون میں ۱۹۵ھ میں وفات پائی۔ بوڑھے تھے۔ مگر غلطی بہت کرتے تھے۔

عثام بن علی رحمۃ اللہ علیہ:

بنی الوحید میں سے۔ کنیت ابوعلی ہے۔ خلافت ہارون میں ۱۹۵ھ میں فوت ہوئے ثقہ تھے۔

ابومعاویۃ الضریر رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام محمد بن خازم ہے۔ بنی عمرو بن سعد بن زید مناۃ بن تمیم سعیر بن الخمس کے گروہ کے غلام ہیں۔ ثقہ تھے۔ مگر حدیث میں تدلیس کرتے تھے۔ عقیدۃً مرجی تھے۔ کوفہ میں ۱۹۵ھ میں فوت ہوئے' وکیع لن کے جنازے میں شریک نہیں ہوئے۔

عبدالرحمٰن بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ:

داری۔ جائے پیدائش رے تھی۔ مگر کوفہ میں پرورش پائی۔ حدیث سنی۔ کنیت ابوعلی تھی۔ کوفہ میں ہی ۱۸۴ھ میں وفات پائی۔ بنی کنانہ کے غلام تھے۔

ان سے روایت کی گئی ہے۔

یحییٰ بن عبدالملک رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی عتبہ۔ کنیت ابوزکریا۔ بنی سعد بن ہمام میں رہتے تھے۔ خلافت ہارون میں ۱۸۷ھ میں وفات پائی۔ ثقہ تھے۔ صحیح احادیث کے راوی ہیں۔

یحییٰ بن زکریا رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابی زائدہ۔ کنیت ابوسعید۔ یہ مدائن کے قاضی تھے۔ وہیں خلافت ہارون میں ۱۸۳ھ میں وفات پائی۔ امیر المومنین ہارون ان سے فیصلے کرایا کرتے تھے۔ ثقہ تھے۔

اسباط بن محمد رحمۃ اللہ علیہ:

قرشی۔ کنیت ابومحمد۔ خلافت عبداللہ المامون کے دوران ۲۰۰ھ میں وفات پائی۔ ثقہ اور صدوق تھے لیکن فن حدیث کے ان میں بعض ضعف ہیں۔ ان سے حدیثیں روایت کی گئی ہیں۔

محمد بن بشر رحمۃ اللہ علیہ:

ابن مرافصة عبدی۔ کنیت ابوعبداللہ۔ خلافت مامون میں کوفہ میں ۲۰۳ھ میں وفات پائی ماہ جمادی الاولی میں۔
ثقہ تھے۔ بہت سی حدیثوں کے راوی ہیں۔

عبداللہ بن نمیر رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبداللہ بن ابی حیہ بن سرح بن سلمہ بن سعد بن الحکم ابن سلمان بن مالک۔
کنیت ابوہشام۔ ماہ ربیع الاوّل ۱۹۹ھ میں وفات پائی۔ محمد بن بشر عبدی نے ان کے جنازے کی نماز پڑھائی۔ وہ ان کے دوست تھے۔ یہ خلافت مامون کا زمانہ تھا۔ ثقہ اور صدوق تھے۔ بہت سی حدیثوں کے راوی ہیں۔

وکیع بن الجراح رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ملیح بن عدی بن الفرس بن سفیان بن الحارث بن عمرو بن عبید بن رؤاس بن کلاب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ کنیت ابوسفیان۔

۱۹۷ھ میں حج کیا۔ جب حج سے لوٹے تو حالت احرام میں ہی فوت ہو گئے۔ یہ خلافت ہارون کا زمانہ تھا۔ ثقہ تھے۔ بڑے بلند مرتبہ عالم تھے۔ ان کی بہت سی حدیثیں حجت ہیں۔

ابواُسامہ رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام حماد بن اسامة بن زید بن سلیمان بن زیاد ہے۔ یہ حضرت سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے غلام حسن بن سعد کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ بعض کہتے ہیں ان کو زیاد نے آزاد کیا۔ یہ حسن بن سعد کی اولاد کے ساتھ ایک ہی محلے میں سکونت رکھتے تھے۔ ان کے درمیان جھگڑا ہوگیا۔ زید بن سلیمان نے کہا کہ ہم اور آپ برابر ہیں۔ وہ وہاں سے منتقل ہو گئے۔ حسن بن سعد کے لڑکے نے

دعویٰ کیا کہ وہ ہمارے غلام ہیں اس لیے لوگوں نے انہی کی طرف ان کو منسوب کر دیا۔ لیکن مجھے ابواسامہ کے بیٹے اور ان لوگوں نے جو اصل حقیقت سے باخبر تھے خبر دی ہے کہ اس نے کچھ نہیں سنا۔

یہ خلافت مامون میں ۱۰ر شوال ۲۰۱ھ میں کوفہ میں فوت ہوئے۔ اس وقت ان کی عمر ۸۰ سال تھی' ان کے جنازے کی نماز محمد بن اسماعیل بن علی بن عبداللہ بن عباس ہاشمی نے پڑھائی جب ان کا جنازہ لایا گیا تو لوگوں نے عمر میں بڑے ہونے اور بلند مرتبہ ہونے کے اعتبار سے انہی کو آگے کر دیا' ان دنوں میں کوئی والی نہ تھا۔ یہ ثقہ تھے۔ اہل سنت والجماعت میں سے تھے۔

حسن بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ:

بنی تغلب میں سے۔ ابن الزور کار سے مشہور و معروف تھے۔ کنیت ابوعلی تھی۔ عبداللہ بن ادریس کے ساتھیوں میں سے تھے۔ اعمش رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں۔ پھر ان کو حدیث بیان کرنے سے روک دیا گیا' اس کے بعد مرتے دم تک انہوں نے کوئی حدیث بیان نہیں کی حالانکہ علم حدیث میں مشہور تھے۔

عقبہ بن خالد رحمۃ اللہ علیہ:

سکونی۔ یہ روایت کرتے ہیں اعمش رحمۃ اللہ علیہ' اسماعیل بن ابی خالد' عبدالملک بن ابی سلیمان' ہشام بن عروہ' عبیداللہ بن عمر اور موسیٰ ابن محمد بن ابراہیم سے روایت کرتے ہیں۔ خلافت ہارون میں ۱۸۸ھ میں وفات پائی۔

زیاد بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن الطفیل بکائی بنی عامر بن صعصعہ سے۔ کنیت ابومحمد' انہوں نے منصور بن المعتمر' مغیرہ اعمش' اسماعیل بن ابی خالد اور کوفہ کے دیگر علماء سے حدیث سنی تھی۔ فرائض کا علم محمد بن سالم سے حاصل کیا تھا اور سنن و مغازی کا علم محمد بن اسحاق سے حاصل کیا تھا۔ بغداد میں جا کر علم حدیث اور علم فرائض کی تبلیغ و اشاعت کی پھر کوفہ کو لوٹ آئے اور خلافت ہارون میں ۱۸۳ھ میں وفات پائی۔ محدثین کے نزدیک یہ ضعیف تھے۔ حالانکہ ان سے حدیثیں روایت کی گئی ہیں۔

احمد بن بشیر رحمۃ اللہ علیہ:

ان کی کنیت ابا بکر ہے۔ بنی شیبان کے غلام ہیں۔

اعمش رحمۃ اللہ علیہ' ہشام بن عروۃ' اسماعیل بن ابی خالد اور عبدالملک بن ابی سلیمان وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔

جعفر بن عون رحمۃ اللہ علیہ:

ابن جعفر بن عروہ بن حریث مخزومی۔ کنیت ابوعون۔ ۱۱ر شعبان ۲۰۹ھ میں خلافت مامون میں وفات پائی۔ ثقہ تھے۔ کثیر الحدیث ہیں۔

حسین بن علی رحمۃ اللہ علیہ:

جعفی۔ کنیت ابوعبداللہ۔ اس کو اور اس کے بھائی محمد کو توامین کہا جاتا تھا کیونکہ یہ دونوں توام پیدا ہوئے تھے' محمد نے تو نکاح کیا اور اس کی اولاد بھی ہوئی۔ مگر حسین نے کبھی شادی نہیں کی۔ نہ اس کو کبھی خوشحالی میسر آئی۔ مسجد جعفی میں ستر سال اذان دیتے

رہے۔ بڑے عابد و زاہد تھے۔ بہترین قاری تھے۔ قرآن بہت ہی اچھا پڑھتے تھے۔ لوگ ان کا قرآن بڑے شوق سے سنتے تھے۔

یہ لیث بن ابی سلیم' موسیٰ الجہنی' اعمش رحمۃ اللہ علیہ اور ہشام بن عروۃ وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ ان کی بڑی تعظیم و تکریم کرتے تھے۔

ایک ایسے شخص نے جس نے حسین کو دیکھا تھا مجھے خبر دی کہ ایک مرتبہ حسین مکہ میں حج کرنے آئے سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ملے' ان کو سلام کیا۔ انہوں نے ان کا ہاتھ پکڑ کر چوم لیا۔

عبداللہ بن ادریس' ابو اسامۃ اور دیگر مشائخ کوفہ ان کی بڑی عزت کرتے' ان کے پاس آتے اور ان سے علم حدیث حاصل کرتے تھے۔

آپ کے پاس طالبان قرآن و حدیث کا جمگھٹا لگا رہتا تھا۔

کوفہ میں ماہ ذی القعدۃ ۲۰۳ھ میں خلافت مامون میں وفات پائی۔

عائذ بن حبیب رحمۃ اللہ علیہ:

بیاع الہروی۔

کنیت ابو احمد۔ بنی عبس کے غلام۔ یہ عبیداللہ بن موسیٰ کے پڑوسی تھے ان کے گھر سے ان کا گھر ملا ہوا تھا۔ ثقہ تھے۔

یعلیٰ بن عبید رحمۃ اللہ علیہ:

ابن امیۃ الطنافسی۔ کنیت ابو یوسف۔ ایاد کے غلام۔

یہ ہشام بن عبدالملک کی خلافت ۱۱۷ھ میں پیدا ہوئے اور کوفہ میں ۵ رشوال ۲۰۹ھ میں فوت ہوئے۔ یہ خلافت مامون کا زمانہ تھا۔ ثقہ تھے' بہت سی حدیثوں کے راوی ہیں۔

محمد بن عبید رحمۃ اللہ علیہ:

یہ یعلیٰ بن عبید کے بھائی ہیں۔ کنیت ابو عبداللہ۔ ہمیشہ بغداد میں رہے پھر کوفہ میں لوٹ آئے تھے اور وہیں فوت ہوئے۔ یعلیٰ سے پہلے ۲۰۴ھ میں۔ خلافت مامون میں ثقہ تھے۔ کثیر احادیث ان سے مروی ہیں۔ اہل سنت والجماعت میں سے تھے۔

عمران بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ:

سفیان بن عیینہ کے بھائی ہیں۔ کنیت ابو اسحاق ہے۔ ۱۹۹ھ خلافت مامون میں وفات پائی۔ ابو حیان تیمی وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔

یحییٰ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابان بن سعید بن العاص بن امیۃ بن عبد شمس۔ کنیت ابو ایوب اعمش رحمۃ اللہ علیہ' ہشام بن عروۃ' یحییٰ بن سعید اور اسماعیل بن ابی خالد وغیرہ سے روایت کرتے ہیں مغازی محمد بن اسحاق سے روایت کرتے ہیں۔ بغداد میں آ کر آباد ہو گئے تھے' اور وہیں فوت ہوئے۔

عبدالملک بن سعید رحمۃ اللہ علیہ:

یہ یحییٰ بن سعید کے بھائی ہیں۔

ادیب تھے۔ علم نجوم کے ماہر تھے اور تاریخ کا علم بھی رکھتے تھے۔

محاضر بن المورع رحمۃ اللہ علیہ:

ہمدانی پھر یامی۔ کنیت ابوالمورع۔ کندۃ کے محلے میں رہتے تھے۔ اعمش رحمۃ اللہ علیہ اور ہشام بن عروہ وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ ثقہ تھے۔ صدوق تھے۔ حدیث سے منع کیا کرتے تھے' اس کے بعد پھر حدیث بیان کرنے لگے۔ خلافت مامون میں ماہ شوال ۲۰۶ھ میں وفات پائی۔

حمید بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ:

ابن حمید الرؤاسی۔ کنیت ابوعوف۔ وکیع بن الجراح کی مسجد کے امام تھے۔ اعمش رحمۃ اللہ علیہ اور حسن بن صالح سے بہت سی روایتیں کرتے ہیں۔ کوفہ میں خلافت ہارون کے دوران ۱۸۹ھ میں فوت ہوئے ثقہ تھے۔ ان کے پاس بہت سی حدیثیں تھیں مگر لوگوں نے ان کی حدیثوں کو لکھا نہیں۔

محمد بن ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ:

کنیت ابوعبداللہ۔ بغداد میں وفات پائی۔

ان سے روایت کی گئی ہے۔

سعید بن محمد رحمۃ اللہ علیہ:

ثقفی وراق۔ کنیت ابوالحسن۔ بغداد میں فوت ہوئے۔ ضعیف تھے۔ پھر بھی ان کی روایتیں لکھی گئیں۔

قران بن تمام رحمۃ اللہ علیہ:

اسدی۔ کنیت ابوتمام۔ بغداد میں آ گئے تھے اور وہیں فوت ہوئے۔ آپ کے پاس حدیثیں تھیں ان میں بعض ضعیف تھیں۔ جن کو محدثین نے ضعیف بتلایا ہے۔

یونس بن بکیر رحمۃ اللہ علیہ:

بنی شیبان کے غلام۔ کنیت ابوبکر۔ صاحب مغازی محمد بن اسحاق کے ساتھی ہیں۔ کوفہ میں خلافت مامون کے زمانہ ۱۹۹ھ میں فوت ہوئے۔

عبدالحمید بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ:

حمانی۔ کنیت ابویحییٰ۔

علم حدیث میں ضعیف تھے۔

عبیداللہ بن موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن مختار عبسی۔ کنیت ابومحمد۔ انہوں نے عیسیٰ بن عمرو اور علی بن صالح بن حی سے فن قرأت حاصل کیا' قاری تھے۔ اپنی مسجد میں خوش الحانی سے قرآن پڑھا کرتے تھے۔

اعمش رحمۃ اللہ علیہ' ہشام بن عروہ' اسماعیل بن ابی خالد' زکریا بن ابی زائدہ' عثمان بن الاسود اور محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے روایت کرتے ہیں۔ اور ان سے بھی روایت کرتے تھے جن سے اس زمانہ کے لوگ اسرائیل بن یونس بن ابی اسحاق سے روایت کرتے تھے۔

کوفہ میں بزمانہ خلافت مامون آخر ماہ شوال ۲۱۳ھ میں فوت ہوئے۔ ثقہ اور صدوق تھے کثیر احادیث کے راوی ہیں۔ شیعہ تھے۔ تشیع کے بارے میں ضعیف اور منکر روایتیں کرتے ہیں اس لیے اکثر محدثین نے ان کو ضعیف بتلایا ہے۔ قاری تھے۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ:

فضل بن دکین بن حماد بن زہیر۔ آل طلحہ بن عبیداللہ تیمی کے غلام۔

اعمش رحمۃ اللہ علیہ' زکریا بن ابی زائدہ' مسعر بن کدام اور جعفر بن ابی برقان وغیرہ سے روایت کرتے ہیں' کوفہ میں ۳ر شعبان ۲۱۹ھ میں وفات پائی۔

عبدوس بن کامل کہتے ہیں کہ ہم ماہ ربیع الاوّل ۲۱۷ھ میں کوفہ میں ایک دن ابی نعیم الفضل بن دکین کے پاس تھے' ان کے پاس ابی المحاضر بن المورع آئے۔ ابونعیم نے ان سے کہا میں نے گزشتہ رات آپ کے والد کو خواب میں دیکھا کہ انہوں نے مجھے ڈھائی درہم دیئے ہیں آپ اس کی کیا تعبیر سمجھتے ہیں؟ ہم نے کہا آپ نے اچھا خواب دیکھا ہے۔ ابونعیم نے کہا کہ میں تو اس کی یہ تعبیر کرتا ہوں کہ میں ڈھائی دن یا ڈھائی ماہ یا ڈھائی سال اور جیوں گا۔ پھر اپنے آباؤ اجداد سے جاملوں گا (یعنی وفات پا جاؤں گا)۔

چنانچہ آپ نے کوفہ میں ۳ر شعبان ۲۱۹ھ میں اس خواب کے پورے تین ماہ بعد انتقال فرمایا۔

مرنے سے ایک دن پہلے آپ نے کوئی بات نہیں کی۔ پھر کلام کیا اور اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کو وصیت کی' رات کو آپ کا انتقال ہو گیا۔ صبح کو جنازہ اٹھا۔ لوگوں کو اس کا علم نہ ہوا۔ جبانہ میں لے جائے گئے۔ آل جعفر بن ابی طالب میں سے ایک شخص آیا جس کو محمد بن داؤد کہا جاتا تھا عبدالرحمٰن بن ابی نعیم نے اس کو نماز پڑھانے کے لیے آگے کر دیا۔ اس نے نماز پڑھائی پھر کوفہ کا والی محمد بن عبدالرحمٰن بن عیسیٰ بن موسیٰ ہاشمی آئے اور ان کو ملامت کی کہ تم لوگوں نے مجھے ان کی وفات کی خبر نہ دی۔ پھر قبر سے الگ ہو کر انہوں نے ان کے ہمراہیوں اور لوگوں نے دوبارہ ان پر نماز پڑھی۔

یہ زمانہ خلافت معتصم ابی اسحاق کا تھا۔ ثقہ تھے۔ کثیر احادیث کے راوی ہیں۔

محمد بن القاسم رحمۃ اللہ علیہ:

اسدی۔ کنیت ابوابراہیم۔

کناسہ میں گدھے اور اونٹ کی تجارت کیا کرتے تھے۔ امام اوزاعی وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ کوفہ میں وفات پائی۔

ان کے پاس احادیث تھیں۔

محمد بن عبدالاعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن کناستہ اسدی۔

وہ ابراہیم بن ادھم زاہد کے بھانجے ہیں۔ اعمش' اور ہشام بن عروۃ وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ عالم تھے عربی زبان کے۔ تاریخ اور شعر کا بھی علم رکھتے تھے خلافت مامون میں۔ کوفہ میں ۳ رشوال ۲۰۹ھ میں وفات پائی۔

علی بن ظبیان رحمۃ اللہ علیہ:

عبسی۔ کنیت ابوالحسن۔ شرقیہ بغداد کے قاضی رہے۔ پھر ہارون نے اپنے لشکر کا ان کو قاضی بنادیا۔ لشکر جہاں ہوتا مسجد میں بیٹھ کر فیصلے کیا کرتے تھے۔ جب ہارون خراسان کی طرف متوجہ ہوا تو یہ بھی اس کے ہمراہ تھے۔ قرماسین میں ۱۹۲ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

عبیداللہ بن عمر و اور ابن ابی لیلیٰ وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔

تابعین رحمۃ اللہ علیہم کا آٹھواں طبقہ

یحییٰ بن آدم رحمۃ اللہ علیہ:

ابن سلیمان' کنیت ابوزکریا۔ خالد بن خالد بن عمارہ بن عقبہ بن ابی معیط کے غلام خلافت مامون کے دوران نصف ماہ ربیع الاوّل ۲۰۳ھ میں وفات پائی۔ ثقہ اور صدوق تھے' سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی بہت سی حدیثوں کے راوی ہیں۔

زید بن الحباب رحمۃ اللہ علیہ:

عکلی کے غلام۔ کنیت ابوالحسین۔ خلافت مامون کے زمانہ' کوفہ میں ۲۰۳ھ میں وفات پائی۔

ابواحمد الزبیری رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام محمد بن عبداللہ بن الزبیر ہے۔ بنی اسد کے غلام۔ وہ فضل الرمانی کے بھتیجے تھے خلافت مامون۔ ماہ جمادی الاولیٰ ۲۰۳ھ اہواز میں وفات پائی۔ صدوق تھے' اور کثیر الحدیث۔

ابوداؤد الحضری رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام عمرو بن سعد ہے۔ ان کے والد مؤدب تھے۔ یہ بڑے عابد و با اخلاق تھے اور سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب میں سے تھے۔

مامون کی خلافت کے دوران ماہ جمادی الآخر ۲۰۳ھ میں کوفہ میں وفات پائی۔

قبیصہ بن عقبہ رحمۃ اللہ علیہ:

کنیت ابوعامر۔ بنی سوأۃ بن عامر بن صعصعہ میں سے ہیں۔ کوفہ میں بزمانہ خلافت مامون ماہ صفر ۲۱۵ھ میں وفات پائی۔ ثقہ اور صدوق تھے۔ سفیان ثوری سے بہت سی حدیثیں روایت کرتے ہیں۔

عمرو بن محمد رحمۃ اللہ علیہ:

عنقزی۔ عنقز کی تجارت کرتے تھے۔ آل زیاد ابن ابی سفیان کے غلام تھے۔ ان کے پاس احادیث انبیاء تھیں۔ ابوداؤد حضری کے پڑوسی تھے۔ حضر السبیع کی مسجد میں جوان کے گھر سے قریب تھی نماز پڑھا کرتے تھے۔

معاویہ بن ہشام رحمۃ اللہ علیہ:

قصار۔ بنی اسد کے غلام۔ کنیت ابوالحسن۔ کوفہ میں وفات پائی۔ صدوق تھے اور کثیر الحدیث۔

عبدالعزیز بن ابان رحمۃ اللہ علیہ:

قرشی۔ سعید بن العاص کے بیٹے۔ کنیت ابوخالد۔ واسط کے قاضی تھے۔ پھر ان کو قضاء سے معزول کر دیا گیا۔ بغداد میں آ کر آباد ہو گئے۔

خلافت مامون میں بدھ کے دن ۱۴ ماہ رجب ۲۰۷ھ میں بغداد میں وفات پائی۔ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے بہت روایت کرتے تھے۔ غلط اور صحیح میں تمیز نہ کرتے تھے اس لیے ان کی حدیث کی روایت سے روک دیا گیا تھا۔

علی بن قادم رحمۃ اللہ علیہ:

کنیت ابوالحسن۔ خلافت مامون میں' کوفہ میں ۲۱۳ھ میں فوت ہوئے۔ کٹر شیعہ تھے۔ منکر حدیثیں روایت کرتے تھے۔

ثابت بن محمد رحمۃ اللہ علیہ:

کنانی۔ کنیت ابواسماعیل۔ عابد و زاہد تھے۔ مسعر بن کدام سے روایت کرتے ہیں۔ خلافت مامون میں۔ ماہ ذی الحجہ ۲۱۵ھ میں وفات پائی۔

ہشام بن المقدام رحمۃ اللہ علیہ اور ابو غسان رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام مالک بن اسماعیل بن زیاد بن درہم ہے۔ کلیب بن عامر النہدی کے غلام ہیں۔ بنی خزاعہ میں سے ایک۔ ابی غسان کی والدہ اسماعیل بن حماد بن ابی سلیمان کی بیٹی تھیں اور حماد بن ابی سلیمان' اسماعیل بن ابی غسان کے خالو تھے۔

کوفہ میں خلافت ابی اسحاق معتصم کے دوران ماہ ربیع الاخر ۲۱۹ھ میں وفات پائی۔ ثقہ' صدوق اور شدید قسم کے شیعہ تھے۔

احمد بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن یونس۔ کنیت ابوعبداللہ۔ بنی تمیم میں سے بنی یربوع کے غلام تھے۔ کوفہ میں جمعہ کے دن ۲۵ ماہ ربیع الآخر ۲۲۷ھ میں وفات پائی۔ ثقہ اور صدوق تھے۔ اہل سنت والجماعت میں سے تھے۔

طلق بن غنام رحمۃ اللہ علیہ:

ابن طلق بن معاویہ بن مالک بن الحارث بن ثعلبہ بن عامر بن ربیعہ بن عامر بن جشم بن وہبیل بن سعد بن مالک بن النخع مذحج سے۔ کنیت ابومحمد۔ یہ چچا زاد بھائی ہیں حفص بن غیاث قاضی کے محکمہ قضا میں کاتب تھے۔

یہ کہتے ہیں میرے دادا مالک بن الحارث جنگِ قادسیہ میں شریک ہوئے تھے اور میرے دادا طلق بن معاویہ خلافت ابی العباس کے آخری دنوں میں ۱۳۶ھ میں پیدا ہوئے تھے۔

انہوں نے ماہ رجب ۲۱۱ھ میں وفات پائی۔ یہ خلافت مامون کا زمانہ تھا۔ ثقہ اور صدوق تھے۔ ان کے پاس احادیث تھیں۔

اسحاق بن منصور رحمۃ اللہ علیہ:

سلولی اور ان کے غلام۔ مامون کی خلافت میں کوفہ میں ۲۰۵ھ میں فوت ہوئے۔

بکر بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبداللہ بن عیسیٰ بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ انصاری۔ حدیث عیسیٰ بن المختار بن عبداللہ بن ابی لیلیٰ سے سنی تھی۔ مصنف محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ۔ انہی سے حدیث بیان کرتے تھے۔ یہ دس سال کوفہ کے قاضی رہے ہیں۔ پھر معزول کر دیے گئے۔ بعد میں کوفہ ہی میں وفات پائی۔

خالد بن مخلد رحمۃ اللہ علیہ:

قطوانی۔ جو بجلیہ کہا جاتا ہے۔ کنیت ابوالہیثم۔ ان کے پاس رجال مدینہ کی احادیث تھیں' شیعہ تھے۔ خلافت مامون کے زمانے میں' کوفہ میں ۱۵ر ماہ محرم ۲۱۳ھ میں وفات پائی۔ تشیع کے بارے منکر حدیثیں بیان کیا کرتے تھے۔ ضرورۃً ان سے حدیثیں لکھ لی گئیں۔

اسحاق بن منصور رحمۃ اللہ علیہ:

ابن حیان بن الحصین بن مالک ابی الہیاج اسدی کے بھتیجے ہیں۔ بڑے عالم وفاضل تھے شریک اور ابی الاحوص وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔

عبید بن سعید رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابان بن سعید بن العاص بن امیہ۔ سفیان وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔

عنبسہ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ:

ابن ابان بن سعید بن العاص بن سعید بن العاص۔ کنیت ابوخالد۔ ثقہ تھے۔ عبداللہ بن المبارک سے کثیر روایتیں کرتے ہیں۔

رباح بن خالد رحمۃ اللہ علیہ:

کنیت ابوعلی ہے۔ زہیر' حسن بن صالح' قیس اور شریک سے روایت کرتے ہیں۔ کثیر الحدیث تھے۔ اس سے پہلے کہ ان کی حدیثیں لکھی جاتیں کوفہ میں وفات پا گئے۔

نوفل رحمۃ اللہ علیہ:

کنیت ابومسعود ضبی۔ زہیر' ابی الاحوص' شریک اور ابن المبارک وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ اس سے پہلے کہ ان کی

حدیثیں لکھی جائیں کوفہ میں وفات پائی۔

عبدالرحیم بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ:

ابن محمد محاربی۔ کنیت ابوزیاد۔ زائدہ بن قدامہ وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ بزمانہ خلافت مامون کوفہ میں ماہ شعبان ۲۱۳ھ میں وفات پائی۔ ثقہ اور صدوق تھے۔

زکریا بن عدی رحمۃ اللہ علیہ:

کنیت ابویحییٰ۔ بنی تیم اللہ کے غلام۔ خلافت مامون کے دوران بغداد میں ماہ جمادی الاخریٰ ۲۱۴ھ میں وفات پائی۔ نیک اور سچے آدمی تھے۔

عبدالرحمٰن بن مصعب رحمۃ اللہ علیہ:

کنیت ابویزید۔ بڑے عابد و زاہد تھے۔ ان کے پاس کچھ احادیث تھیں۔

علی بن عبدالحمید رحمۃ اللہ علیہ:

ازدے۔ بڑے عالم و فاضل تھے۔ وہ عبدالرحمٰن ابن مصعب کے چچازاد بھائی ہیں۔ ان کے پاس بھی کچھ احادیث تھیں۔

عون بن سلام رحمۃ اللہ علیہ:

قریش کے غلام۔ کنیت ابومحمد۔ اسرائیل' زہیر' اسباط ابن نصر' منصور بن ابی الاسود۔ اور عیسیٰ بن عبدالرحمٰن سلمی وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔

سوید بن عمرو الکلبی رحمۃ اللہ علیہ اور یحییٰ بن یعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ:

ابن الحارث محاربی۔ خلافت مامون میں کوفہ میں ۲۱۷ھ میں وفات پائی۔

عمرو بن حماد رحمۃ اللہ علیہ:

ابن طلحہ قنادہ۔ کنیت ابومحمد۔ صاحب تفسیر ہیں۔ اس سلسلے میں اسباط بن نصر عن سدی سے روایت کرتے ہیں۔ کوفہ میں ماہ ربیع الاوّل ۲۲۲ھ میں وفات پائی۔ ان کا اصل وطن اصبہان تھا۔ ان کے دادا کوفہ میں آ گئے تھے۔ ہمدان کے والی تھے۔ شہارسوج ہمدان میں آباد ہو گئے تھے۔ خلافت ابی اسحاق میں وفات پائی۔ ثقہ تھے۔

محمد بن الصلت رحمۃ اللہ علیہ:

کنیت ابوجعفر۔ بنی اسد بن خزیمہ کے غلام تھے۔

اسماعیل بن ابان رحمۃ اللہ علیہ:

وراق۔کنیت ابواسحاق۔کندہ کے غلام تھے۔

حسن بن الربیع رحمۃ اللہ علیہ:

کنیت ابوعلی۔مطیر صاحب البواری کے بھائی تھے۔یہ عبداللہ بن المبارک کے اصحاب میں سے تھے کوفہ میں ہفتے کے دن ماہ رمضان ۲۲۱ھ میں وفات پائی۔یہ خلافت ابی اسحاق کا زمانہ تھا۔

عبدالحمید بن صالح رحمۃ اللہ علیہ:

کنیت ابومحمد۔کوفہ میں بنی شیطان میں رہتے تھے۔زہیر وحریم وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔

حسن بن بشر رحمۃ اللہ علیہ:

ابن سلم بن المسیب بجلی۔کنیت ابوعلی۔

احمد بن الفضل رحمۃ اللہ علیہ:

قریش کے غلام ہیں۔عمرو العنقزی کے چچازاد بھائی ہیں۔خلافت مامون میں ماہ ذی قعدہ ۲۱۵ھ میں وفات پائی۔اسباط بن نصر سے روایت کرتے ہیں۔

عثمان بن حکیم رحمۃ اللہ علیہ:

اودی۔شریک وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ثقہ تھے۔

علی بن حکیم رحمۃ اللہ علیہ:

اودی۔

کنیت ابوالحسن۔شریک وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔

شہاب بن عباد رحمۃ اللہ علیہ:

عبدی۔

ہفتہ کے دن ۲/ماہ جمادی الاولیٰ ۲۲۴ھ میں وفات پائی۔یہ خلافت ابی اسحاق کا زمانہ تھا۔

ہیثم بن عبیداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

قریش میں سے ہیں۔کنیت ابومحمد۔

یحییٰ بن عبدالحمید رحمۃ اللہ علیہ:

ابن عبدالرحمٰن ہمدانی۔کنیت ابوزکریا۔سامراہ میں ماہ رمضان ۲۳۰ھ میں وفات پائی۔

یوسف بن البہلول رحمۃ اللہ علیہ:

کنیت ابو یعقوب۔ بنی ابان بن دارم بنی تمیم میں سے ہیں۔ یہ صاحب مغازی ہیں۔
عبداللہ بن ادریس کے واسطہ سے محمد بن اسحاق سے بھی روایت سنی تھی۔ خلافت مامون میں کوفہ میں ماہ ربیع الآخر ۲۱۸ھ میں وفات پائی۔

سعید بن شرحبیل رحمۃ اللہ علیہ:

کندی۔ کنیت ابو عثمان۔ انہوں نے مصر میں آ کر ابن لہیعہ وغیرہ سے حدیثیں لکھیں۔

عثمان بن زفر رحمۃ اللہ علیہ:

ابن الہذیل۔ کوفہ میں خلافت مامون کے زمانہ میں ماہ ربیع الآخر ۲۱۸ھ میں وفات پائی۔

یحییٰ بن بشر رحمۃ اللہ علیہ:

ابن کثیر۔ کنیت ابو زکریا' اسدی حریری۔ ان کا مکان مسجد سماک کے نزدیک تھا۔ تاجر تھے دمشق میں آ کر سعید بن عبدالعزیز' سعید بن بشیر' معاویہ بن سلام اور یحییٰ بن ابی کثیر سے حدیث سنی۔ ہارون الواثق کی خلافت میں' کوفہ میں ماہ جمادی الاولیٰ ۲۲۹ھ میں فات پائی۔

تابعین رحمۃ اللہ علیہم کا نواں طبقہ

اسماعیل بن موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ:

اسماعیل بن عبدالرحمٰن سدی کی بیٹی کے لڑکے ہیں۔ کنیت ابو محمد۔ شریک بن عبداللہ وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔

حمدان بن محمد رحمۃ اللہ علیہ:

سلیمان اصبہانی کے بیٹے۔ شریک وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ کوفہ میں وفات پائی۔

مخاب بن الحارث رحمۃ اللہ علیہ:

تمیمی۔ کنیت ابو محمد۔ شریک اور علی بن مسہر وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔

عثمان بن محمد رحمۃ اللہ علیہ:

ابراہیم بن عثمان عبسی کے بیٹے۔ کنیت ابوالحسن ولد ابی سعدہ۔ یہ عثمان ابی سعدہ سے روایت کرتے ہیں' ابوسعدہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں اور عثمان' شریک' ابی الاحوص اور علی بن مسہر سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے جریر کی کتابیں لکھی ہیں اسی مقصد کے لیے انہوں نے رے کا سفر کیا اور ان کی کتابیں سنیں۔

عبداللہ بن محمد رحمۃ اللہ علیہ:

عثمان کے بھائی: ابی شیبہ کے بیٹے۔ کنیت ابوبکر۔ شریک' علی بن مسہر اور کوفیین سے روایت کرتے ہیں۔ بصرہ کا سفر کیا اور وہاں کے مشائخ سے حدیثیں حاصل کر کے لکھیں۔

احمد بن اسد رحمۃ اللہ علیہ:

عاصم بن مغول بجلی کے بیٹے۔ یہ مالک بن مغول کی بیٹی کے لڑکے ہیں۔ کنیت ابو عاصم۔ خلافت ہارون واثق باللہ میں کوفہ میں ماہ صفر ۲۲۹ھ میں وفات پائی۔

عمر بن حفص رحمۃ اللہ علیہ:

غیاث نخعی کے بیٹے۔

خلافت ابی اسحاق معتصم باللہ میں کوفہ میں' ربیع الاوّل ۲۲۲ھ میں وفات پائی۔

ثابت بن موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ:

کنیت ابو یزید۔ ہارون واثق باللہ کی خلافت میں کوفہ میں ۲۲۹ھ میں وفات پائی۔

محمد بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ:

نمیر ہمدانی' پھر خارفی کے بیٹے۔ کنیت ابوعبدالرحمٰن ۲۳۴ھ میں کوفہ میں وفات پائی۔

ہارون بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ:

ہمدانی۔

کنیت ابوالقاسم۔

محمد بن العلاء رحمۃ اللہ علیہ:

کنیت ابوکریب۔ کوفہ میں مطمورۃ میں رہتے تھے۔ ابی اسامہ کے مکان کے قریب رہتے تھے۔

عبید بن یعیش رحمۃ اللہ علیہ:

کنیت ابومحمد۔ خلافت ہارون بن ابی اسحاق کے دوران کوفہ میں ماہ رمضان ۲۲۹ھ میں وفات پائی۔

یوسف بن یعقوب رحمۃ اللہ علیہ:

صفار۔ کنیت ابویعقوب۔

لیث بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ:

عکلی۔ کنیت ابوعتبہ۔ زید بن الحباب ان کا غلام تھا۔ خلافت ہارون بن ابی اسحاق میں' کوفہ میں ۲۲۸ھ میں وفات پائی۔

فروہ بن ابی المغراء رحمۃ اللہ علیہ اور ابوہشام الرفاعی رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام محمد بن یزید بن کثیر بن رفاعۃ ہے' بنی عجل میں سے ہیں۔

ابوسعید الاشج رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام عبداللہ بن سعید کندی ہے۔

سعید بن عمرو رحمۃ اللہ علیہ:

اشعث بن قیس کندی کے لڑکے ہیں۔ کنیت ابوعثمان۔ ابی عوانہ اور عبثر وغیرہ سے حدیث سنی' یہ ثقہ' صدوق اور مامون تھے۔ کوفہ میں خلافت ہارون بن ابی اسحاق کے دوران ۲۳۰ھ میں وفات پائی۔

جبارۃ بن المغلس رحمۃ اللہ علیہ:

مالکی۔ بنی حمان کی مسجد کے امام تھے۔ حدیث وروایت میں ضعیف تھے۔

ضرار بن صرد رحمۃ اللہ علیہ:

طحان۔ کنیت ابونعیم۔ خلافت ہارون بن ابی اسحاق میں' کوفہ میں ۱۵ر ذی الحجہ ۲۲۹ھ میں وفات پائی۔

اسماعیل بن محمد رحمۃ اللہ علیہ:

ابی الحکم ثقفی کے بیٹے۔ ولد مختار بن ابی عبید ثقفی۔ ان کے دادا ابوالحکم ہیں۔ اعمش رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں۔

اسماعیل بن بہرام رحمۃ اللہ علیہ:

الشعبی سے روایت کرتے ہیں۔

عبداللہ بن براد رحمۃ اللہ علیہ:

اشعری ہیں۔ ولد ابی موسیٰ۔ کنیت ابو عامر۔ ۲۳۴ھ میں کوفہ میں وفات پائی۔

علاء بن عمر الحنفی رحمۃ اللہ علیہ اور حسین بن عبدالاوّل رحمۃ اللہ علیہ:

احول۔ کنیت ابو عبداللہ۔

یزید بن مہران رحمۃ اللہ علیہ:

کنیت ابو خالد خباز۔ ابی بکر بن عیاش سے روایت کرتے ہیں۔ کوفہ میں خلافت ہارون بن ابی اسحاق کے دوران ماہ شوال ۲۲۸ھ میں انتقال ہوا۔

مروان بن جعفر رحمۃ اللہ علیہ:

ابن سعد بن سمرۃ بن جندب الفزاری۔ ابی بکر بن عیاش سے روایت کرتے ہیں۔

مسروق بن المرزبان رحمۃ اللہ علیہ:

کندی۔ کنیت ابو سعید۔ یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔

تمت بالخیر